تاریخ ابن خلدون

جلد ششم

حصہ یازدہم ودوازدہم

شمالی افریقہ کے مسلم ممالک میں
مختلف قبائل اور خاندانوں کے حکمران
دنیائے عرب کے مسلم ممالک میں مختلف قبائل
اور خاندانوں کے حکمرانوں کے حالات

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون



كتابُ العبر وديوانُ المبتدإ والخبر في أيّام العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من ذوي السلطان الأكبر

المعروف بہ

تاریخ ابن خلدون

جلد ششم

حصہ یازدہم، دوازدہم

علامہ ابن خلدون نے اپنی زندگی کے آخری ایام مصر اور شمالی افریقہ کے دوسرے علاقوں میں بسر کیے تھے۔ اس جلد میں مصر اور شمالی افریقہ کے حکمران خانوں، قوموں اور قبیلوں کے مفصل حالات و واقعات ہیں۔ اگرچہ ان حکمرانوں اور قبائل نے دوسرے مسلم حکمرانوں کی طرح جاہ و جلال سے حکومت نہیں کی تھی، لیکن ان کے ہاتھوں بعض ایسے کارنامے انجام پائے جو اسلام کے قرن اول اور عہد زرین کی عظمت کی یاد دلاتے ہیں۔ شمالی افریقہ کے بربر علاقوں کے علاوہ دنیائے عرب کے دوسرے ملکوں میں بھی اسلام کی اشاعت و حکومت کے حالات تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔

تصنیف

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون

ترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

ترتیب وتبویب

منیر احمد نعیم ایم۔اے

الفیصل ناشران وتاجران کتب

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

AI-FAISAL NASHRAN
Ghazni Street,Urdu Bazar,Lahore.Pakistan
Phone : 7230777 Fax :09242-7231387
http:www.alfaisalpublishers.com
e.mail:alfaisal_pk@hotmail.com

جولائی 2004ء
محمد فیصل نے
ندیم یونس پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

فہرست

حصہ یازدہم

باب ۲۸

باب ۲۹

باب ۳۰

باب ۳۱

باب ۳۲

باب ۳۳

باب ۳۴

باب ۴۰

باب ۴۱

حصہ دوازہم

باب۱۲

باب۱۳

باب۱۴

باب۱۵

حصہ یازدہم

شمالی افریقہ میں بربر قبائل

اور ان کے حکمرانوں کے حالات

باب :ا

مستعجمہ عربوں کے حالات جو اسلامی سلطنت کے عربوں سے تعلق رکھتے تھے

جب مصر، اس کے شہسواروں اور ان کے یمنی انصار نے اپنے اطاعت شعار ربیعی بھائیوں اور ان کے ساتھ دوستی رکھنے والے یمنی قبائل میں اپنی الگ اسلامی حکومت قائم کر لی اور اقوام و ممالک پر غالب آ گئے، شہروں کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا تو ان کی حالت صحرائی سختی اور خلافت کی سادگی چھوڑ کر حکومت کی قوت اور شہری آسودگی میں بدل گئی پھر وہ خیموں کو چھوڑ کر اسلامی ممالک سے بہت دور کے علاقوں اور سرحدوں میں بکھر گئے۔ انہوں نے وہاں فروکش ہو کر انفرادی اور اجتماعی طور پر حفاظتی فوجی چوکیاں قائم کر لیں۔ اس کے بعد بادشاہت ایک قوم سے دوسری قوم اور ایک گھرانے سے دوسرے گھرانے میں منتقل ہوتی رہی جب کہ بنو امیہ اور ان کے بعد بنو عباس کی حکومت میں ان کی بادشاہت عراق میں مضبوط ہوتی گئی۔ اس کے بعد اندلس میں بنو امیہ کی دوسری حکومت قائم ہوگئی اور وہ خوش حالی اور شان و شوکت کے اس مقام تک جا پہنچے کہ اس سے پہلے عرب اور عجم کی کوئی حکومت اس مقام تک نہیں پہنچی تھی۔ یوں وہ دنیا میں بٹ گئے اور ان کی نسلیں عیش و آرام کو ترجیح دینے اور پسند کرنے لگیں۔ پھر وہ بالا خانوں میں سلامتی کے سائے تلے لمبی تان کر سو گئے، یہاں تک کہ شہری زندگی سے مانوس ہو گئے اور صحرائی زندگی کو بھول گئے۔ انہوں نے حکومت کے ذریعے بادشاہت کو حاصل کیا تھا لیکن وہ ان کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ وہ صحرائی اخلاق، سخت گیری اور تلوار کی چمک کے ذریعے اقوام پر غالب آئے تھے، لہٰذا اگر ثقافت فوجی جواں اور شہری زندگی نہ ہوتی تو شدت کے سواریت اور محافظ برابر ہو جاتے۔ انہوں نے مجد اور نسب میں سلطان کی مشارکت کا انکار کر کے عشائر اور قبائل کے ان سرداروں کی ناک کاٹ دی جو ان کی طرف گردنیں تانے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کی حرص و آز کو کم کر دیا اور عجمیوں کے غلاموں اور حکومت کے پیروؤں سے اپنا دلی تعلق قائم کر لیا، یہاں تک کہ انہوں نے ان کے ساتھ مل کر اپنے اس عرب قبیلے پر حملہ کر دیا جس نے حکومت کو قائم کیا تھا، ملت کی نصرت کی تھی اور خلافت کی مدد کی تھی۔ بعد ازاں بزور قوت انہیں فریب کاری کا مزا چکھایا، انہیں ذلیل اور خوار کر دیا اور انہیں عزت و مجد کی لذت فراموش کروا دی۔ اس کے بعد ان سے عصبیت کی نصرت سلب کر لی، یہاں تک کہ وہ پراگندہ ہو گئے اور خواص کے غلام بن گئے۔ یوں وہ امت میں متفرق جماعتیں بن گئے اور انہوں نے اپنے اغیار کو جو موالی اور پروردہ تھے، ارباب حل و عقد اور جوڑ توڑ کرنے والا بنا دیا۔ لہٰذا ان میں عزت کا خیال جاگزیں ہو گیا اور وہ بادشاہت کے متعلق باتیں کرنے لگے، انہوں نے خلفاء کا انکار کر دیا اور امر و نہی کے صدر مقام پر بیٹھ گئے۔ اس دوران حمایتی عرب غلبے میں شامل ہو گئے اور عوام الناس کے ساتھ مل جل گئے، لیکن انہوں نے صحرائی حالات کو ان سے دوری کی وجہ سے اور عہد انساب کے مٹ جانے کی وجہ سے یاد نہیں کیا، اس طرح انہوں نے اپنے سے پہلے اور بعد کے لوگوں کے احوال کو بھلا دیا، یہ اللہ تعالیٰ کی وہ سنت ہے جو پہلے لوگوں میں جاری ہو چکی ہے، پس تو اللہ تعالیٰ کی سنت کو تبدیل ہونے والا نہیں پائے گا۔

مولدین دین اسلام کے آغاز سے حکومت کے قواعد کی تیاری اور اس کی اساس بنانے میں لگے ہوئے تھے، اس کے بعد وہ خلافت اور بادشاہت کے لئے کام کرتے رہے، عرب کے ان قبائل کی تعداد بہت زیادہ تھی لہٰذا انہوں نے ایمان و ملت کی مدد کی اور خلافت کے بازوؤں کو مضبوط کر دیا، بعد ازاں اقالیم و امصار کو ختم کیا اور وہاں کی حکومتوں اور اقوام پر غلبہ پا لیا۔ اس وقت مضر میں سے جو قبائل شامل تھے وہ یہ تھے: قریش، کنانہ، خزاعہ، بنو اسد، ہذیل، تمیم، غلفان، سلیم اور ہوازن اور ان کے بطون میں سے ثقیف، سعد بن بکر اور عامر بن صعصعہ بھی تھے۔ ان کے ساتھ جو

شعوب وبطون، عشائر وقبائل، اور خلفاء اور موالی تعلق رکھتے تھے، وہ بھی شامل تھے۔ ربیعہ میں سے بنوتغلب بن وائل، بنوبکر بن وائل، بنی شکر، بنی حنیفہ، بنی عجل، بنی ذھل، بنی شیبان اور تیم اللہ کے سب قبائل، اس کے علاوہ قاسط سے بنونمر، عبدالقیس اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے قبائل شامل تھے، یمنی قبائل میں سے اور پھر کہلان بن سبا میں سے بھی کچھ قبائل شامل تھے۔ اللہ کے دوست، اوس اور خزرج، جو شعوب غسان اور دیگر قبائل ازد کے سرداروں کے بیٹے تھے پھر ہمدان خثعم اور بجیلہ اور مذجج اور اس کے سب بطون عبس مراد، زبید، نخع اور اشعری اور بنی حرث بن کعب پھر لخی، اس کے بطون اور لخم اور اس کے بطون پھر کندہ اور اس کے بادشاہ اور حمیر بن سبا میں سے قضاعہ اور اس کے سب بطون اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے عشائر وقبائل اور ان کے اخلاف۔ ان سب کو عربی اسلامی حکومت نے بھجوا دیا تھا لہٰذا ان سے دور دراز کی سرحدیں پر ہوگئیں اور دور دراز علاقوں نے انہیں اپنا کھاجا بنالیا۔ پھر مشہور جنگوں نے ان کو ماردیا، لہٰذا ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا اور نہ ہی کوئی قابل ذکر چھوٹی سی جماعت باقی رہی۔۔۔ اور نہ ہی کوئی دیت دینے والے باقی رہے جو جرم کا بار برداشت کریں۔ اس کے علاوہ نہ ہی کوئی دادخواہ گروہ باقی رہا، ہاں ان کے ناموں کا تذکرہ ان کی اولاد کے انساب میں سنا جاتا رہا جو ان شہروں میں سما چکی تھی، جنہیں انہوں نے تباہ کردیا تھا لہٰذا وہ ملکوں میں پھیل گئے، پھر لوگوں کے درمیان داخل ہو کر ذلیل ہوگئے، وہ حکومت کے غلاموں، تکیہ لگانے والوں کے لئے بے چینی اور لڑائی کے لانے کا باعث بن گئے، جب کہ ان کے غیر اسلام اور ملت کے نگران بن گئے اور حکومت دوسروں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ یوں متاع علوم وفنون ان کے غیر کے بازاروں میں آنے لگی اور مشرق کے عجمی یعنی دیلم کے لوگ غالب آ گئے۔ اس کے بعد ہمیشہ ہی اس زمانے تک حکومتیں ان میں منتقل ہوتی رہی ہیں۔ ان میں جن قبائل کو حکومت حاصل تھی، ان میں سے اکثر قبائل ختم ہوگئے ہیں اور ان کا ذکر تک باقی نہیں رہا۔ اس طبقے کے قبائل کے بچے کھچے لوگ جنگلوں میں چلے گئے اور جنگلوں میں رہنے لگے۔ انہوں نے خیموں اور صحرائی زندگی اور خشونت کو خیر باد نہ کہا، لہٰذا نہ وہ آسودگی کی ہلاکت میں پڑے، نہ ہی آسائش کے سمندر میں غرق ہوئے اور نہ ہی شہروں اور شہریت کے اندھیروں میں گم ہوئے۔ اسی وجہ سے ان کے شاعر نے خوب کہا ہے:

''تو ہم بادیہ نشینوں کو کیسے پاتا ہے جنہوں نے حیرت زا شہریت کو چھوڑ دیا ہے۔''

وہ متنبی سیف الدولہ کی مدح کرتے ہوئے اور ان عربوں کے ذکر پر یہ تعریض کرتے ہوئے جن سے اسے ان کی آسودگی اور خار کی وجہ سے نبرد آزما ہونا پڑا ہے، کہتا ہے:

''وہ بادشاہوں کو اپنی صحرانشینی سے ڈرایا کرتے تھے۔ اور اب وہ پانی میں کائی کی طرح اگے ہوئے ہیں لہٰذا انہوں نے تجھے برانگیختہ کیا جو جنگل میں اس کے ستاروں سے بھی زیادہ راہ پانے والا ہے اور جنگل میں شترمرغ کے انڈوں سے بھی زیادہ گھر بنانے والا ہے۔''

یہ قبائل، افریقہ کے مشرق ومغرب کے جنوبی صحراؤں، مصر، شام، حجاز، عراق اور کرمان میں اقامت پذیر ہوگئے بالکل جیسے جاہلیت کے زمانہ میں ان کے اسلاف میں سے ربیعہ، مضر اور کہلان اقامت پذیر ہوگئے تھے۔ انہوں نے پھر سرکشی اختیار کرلی اور ان کی تعداد میں اضافہ ہوا، یوں عربی اسلامی بادشاہت کا خاتمہ ہوگیا اور حکومتوں کو کمزوری نے آلیا۔ اس نسل کے بعض لوگوں نے مشرق ومغرب میں عزت حاصل کرلی، حکومتوں نے انہیں عامل بنادیا اور ان کے قبیلوں پر انہیں امارت دیدی۔ اس کے علاوہ شہروں اور مضافات میں اور ٹیلوں میں انہیں جاگیریں دیدیں اور وہ دنیا کے لئے ایک نئی قوم بن گئے۔ ان کے عجمی ساتھی بھی بہت ہوگئے اور اس امارت میں انہیں حکومتیں حاصل تھیں لہٰذا وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے حالات اور واقعات کا تذکرہ کیا جائے اور انہیں ان عرب قبائل کے ساتھ ملا دیا جائے جن کی زبان میں قرآن کا نزول ہوا۔ یوں معجزے کا ظہور ہوا لہٰذا وہ ان میں ٹھہرا رہا اور اس کے اعراب بدل گئے۔ اس کے بعد وہ عجمہ کی طرف مائل ہوئے اور اعراب ہونے کی وجہ سے عجمہ کہلانے کے مستحق ہوئے اسی لئے ہم نے انہیں عرب مستعجمہ کہا ہے۔ اب ہم مشرق ومغرب میں اس طبقے کے نامی قبائل کا ذکر کرتے ہیں، خصوصاً چراگاہوں کے متلاشی اور شریفانہ اقدار والے قبائل کا ذکر کرتے ہیں دوسرے لوگوں میں مل جانے والوں کا تذکرہ نہیں کرتے اس کے بعد ہم اس طبقے کے ان لوگوں کا ذکر کریں گے جو افریقہ اور مغرب کی طرف چلے گئے لہٰذا ہم ان کے مکمل حالات کو بیان کریں گے کیونکہ پچھلے زمانوں میں مغرب عربوں کا وطن نہیں تھا بلکہ پانچویں صدی کی وسط میں بنی ہلال اور سلیم سے کچھ لوگ وہاں منتقل ہوگئے اور وہاں حکومتوں میں مل جل گئے، ان کے حالات ان حکومتوں کے حالات میں شامل ہیں جنہیں ہم نے مکمل طور پر بیان کیا ہے اس کے علاوہ عربوں کی دیگر لڑائیاں برقہ میں ہوئیں جہاں پر بنوقیرہ بن ہلال بن عامر

قیام پذیر تھے۔ ان کے حالات اور زیب و زینت کی حکایات عبیدیوں کی حکومتوں میں حاکم کے زمانے اور اندلس میں بنو امیہ کے تعلق رکھنے والے ابو رکوہ کی بیعت کے زمانے میں مشہور ہیں۔ ہم نے عبیدیوں کی حکومت میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب بنو ہلال اور سلیم مغرب کی طرف گئے تو یہ ان لڑائیوں میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے اس کے بعد ان کے ساتھ مغرب کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم افریقہ میں غزلوں کے دخول میں ان کا تذکرہ کریں گے۔ اس زمانے میں برقہ بن جعفر کے قبائل اپنے وطن میں باقی رہے۔ آٹھویں صدی کے وسط میں ان کا سردار ابو ذئب اور اس کا بھائی حامد بن حمید تھا۔ مغرب میں کبھی وہ عرب قبیلے کی طرف منسوب ہوتے اور خیال کرتے کہ وہ بنو کعب بن سلیم سے ہیں لیکن کبھی سبب اور خزارہ کی طرف منسوب ہوتے، ان کے نسب کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ ان کے سرداروں میں سے ایک بطن ہوارہ ہے، یہ بات میں نے ان کے بہت سے انساب اور ان کے بعد برقہ اور عقبہ کبیرہ کے درمیان رہنے والے اسلام کی اولاد اور عقبہ کبیرہ اور اسکندریہ کے درمیان رہنے والے مقدم کی اولاد سے سنی ہے۔ یہ دراصل دو بطن ہیں، اولاد ترکینہ اور اولاد قائد اور مقدم اور سلام بیک وقت لبید کی طرف منسوب کرتے ہیں لہٰذا بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ لبید بن لعتہ بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر اور بعض مقدم کے متعلق کہتے ہیں کہ مقدم بن عزاز کعب بن سلیم اور جیسے کہ اولاد ترکیہ کے شیخ سلام نے بتایا کہ مقدم کی اولاد ربیعہ بن نزار سے ہے اور ان قبیلوں کے ساتھ جو آل جعفر کی طرف منسوب ہوتے ہیں، وہ ایک لڑنے والا قبیلہ ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ جعفر بن کلاب کی اولاد سے ہیں جو رواحہ کہلاتے ہیں اور آل زبیذ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ابن جعفر کے متعلق بھی یہی بات کہی جاتی ہے مزید ان قبائل میں سے چراگاہوں کے متلاشی تمام قبائل بلاد قبلہ کے میدانوں کی جانب اپنے حالات کو منسوب کرتے ہیں۔ ابن سعید کہتا ہے کہ رقہ غطفان میں سے مہیب اور رواحہ اور فزارہ رہتے ہیں۔ لہٰذا اس نے ان قبائل کو غطفان میں سے قرار دیا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ہی اس بات کی صحت کو سب سے بہتر طور پر جاننے والا ہے۔ سکندریہ اور مصر کے درمیان کچھ خانہ بدوش قبائل رہتے ہیں جو اس بحیرہ کے نواح میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ وہ وہاں کی زمین کو رہائش اور کھیتی باڑی سے آباد کرتے ہیں وہ سردیوں میں عقبہ کے مضافات کی طرف چلے جاتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ برقہ مرابیہ، حوارہ سے ہے اور زنانہ لواتہ کا ایک بطن ہے، ان پر کھیتی باڑی کا ٹیکس بھی لگتا ہے۔ ان کے ساتھ مخلوط عرب اور بربر شامل ہو جاتے ہیں کثرت کے باعث جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں صغیر کے نواح میں بنی ہلال اور بنی کلاب جو ربیعہ میں سے ہیں، کے کچھ قبائل رہتے ہیں، یہ بہت سے قبائل ہیں جو گھوڑوں پر سوار ہوتے، ہتھیار اٹھاتے، کھیتی باڑی سے زمین کو آباد کرتے اور بادشاہ کی طرف سے خراج وصول کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کے درمیان آپس میں لڑائیاں اور فتنے برپا ہوتے رہتے ہیں جو جنگلی قبائل کے درمیان نہیں ہوتے۔ مزید برآں آوان سے صعید اعلیٰ اور اس کے پیچھے ارض توبہ سے بلاد حبشہ تک متعدد متفرق قبائل آباد ہیں جو سب کے سب جہینہ سے تعلق رکھتے ہیں جو قضاعہ کا ایک بطن ہے۔ انہوں نے ان جنگلات کو پر کیا ہوا ہے اور اپنے مواطن اور ملک میں توبہ پر غالب آ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے ملک میں حبشہ سے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور انہیں اس کی اطراف میں شریک کیا ہے۔ جو لوگ آوان کے قریب رہتے ہیں وہ اولاد کنز کے نام سے مشہور ہیں، ان کا دادا کنز الدولہ تھا اور وہ حکومتوں کے ساتھ مذکورہ مقامات میں قیام کرتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ آوان سے قوص تک ان لڑائیوں میں ان کے ساتھ رہا۔ جب مدینہ کے نواح میں بنو جعفر بن ابی طالب پر بنو الحسن غالب آ گئے تو انہوں نے انہیں وہاں سے نکال دیا، یہ ان کے درمیان شرفائے جعافرہ کے نام سے مشہور تھے اور تجارت کرتے تھے۔ نواح مصر میں جہت قبلہ سے عقبہ ایلہ تک بھی قبائل آباد تھے جن کی اکثریت عائذ سے تعلق رکھتی تھی۔ مزید برآں عقبہ ایلہ کے پیچھے سے قلزم تک قضاعہ کے قبائل آباد تھے۔ قلزم سے منبع تک جہینہ کے قبائل آباد تھے، منبع سے بدر اور اس کے نواح میں زبید قبیلے کے لوگ رہتے تھے جو مذحج کا ایک بطن ہے، وہ مکہ کے امرائے بنی حسن کے حلیف اور ان سے مواخات رکھتے ہیں۔ مکہ اور مہجہ جو یمن کے قریب ہے، کے درمیان بنی شعبہ کے قبائل رہتے ہیں جو کنانہ سے تعلق رکھتے ہیں کرد سے غزہ تک مشرق کی طرف جذام کے قبائل آباد ہیں جو قضاعہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی بہت بڑی تعداد ہے، ان کے طاقتور امراء کو بادشاہ، فوج پر افسر مقرر کرتا ہے اور راستوں کی حفاظت کا کام ان کے سپرد کرتا ہے۔ یہ موسم سرما میں مکان اور اس کے آس پاس نجد کے نشیبوں میں، قیاد کے قریب چلے جاتے ہیں۔ ان کے بعد ارض شام میں بنو حارثہ بن سنبس اور آل مراء بن ربیعہ کے ماموؤں نے شام، عراق اور نجد کے جنگلات میں بادشاہوں کو عربوں پر ترجیح دی ہے مجھے حارثہ بن سنبس کے بعض امراء نے بطون کے متعلق بتایا ہے۔ اب ہم شام و عراق کے ان امراء کا ذکر کرتے ہیں جو فضل کی اولاد ہیں اور طی سے تعلق

رکھتے ہیں اس کے علاوہ یہ شام کے سب اعراب کی مضاحت کرتے ہیں۔

بنومھضاء اور خاندان فضل کی روداد اور عراق اور شام میں ان کی حکومتوں کا بیان

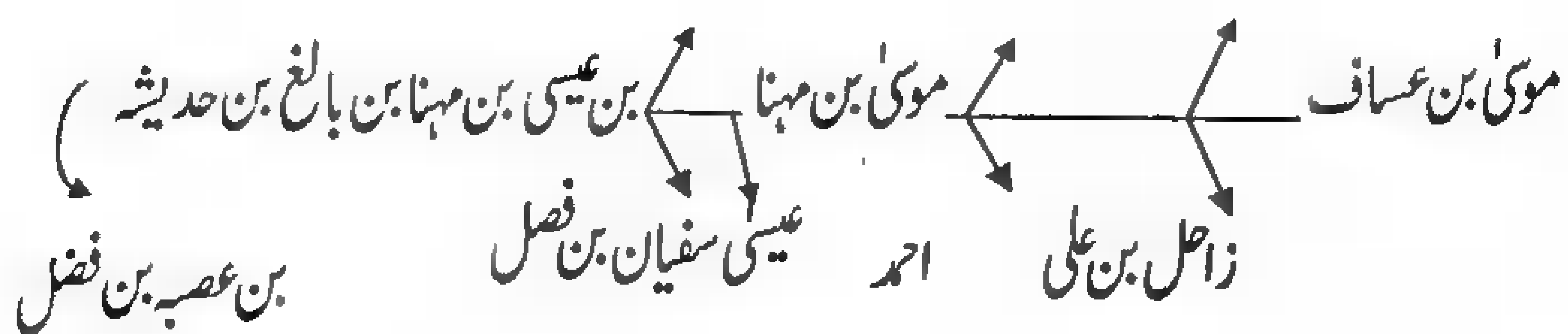
یہ عرب قبیلہ آل فضل کے نام سے مشہور ہے، یہ لوگ شام، جزیرہ اور ارض حجاز کے نجد کے جنگل میں گھومتے رہتے ہیں اور ان علاقوں میں یہ دو سفر کرتے ہیں پھرطی میں جارہتے ہیں۔ ان کے ساتھ زبید کلب، ہردع اور مذحج کے قبائل بھی ہوتے ہیں جو ان کے حلیف ہیں۔ ان میں سے اکثر قبیلے آل مراء سے طاقت اور تعداد میں مختلف ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ فضل اور مراء آل ربیعہ سے ہیں مزید ان کا یہ خیال بھی ہے کہ فضل کی اولاد آل مہنا اور آل علی میں تقسیم ہے۔ یہ سب آل فضل ارض حوران میں رہتے تھے کہ ان پر آل مراء غالب آ گئے اور انہوں نے انہیں وہاں سے نکال دیا وہ وہاں سے نکل سے حمص اور اس کے نواح میں فروکش ہو گئے اور ان کے حلیفوں میں سے زبید نے حوران میں اقامت اختیار کر لی۔ وہ اب تک وہیں رہتے ہیں اور وہ اس جگہ کو نہیں چھوڑتے۔ مورخین کہتے ہیں کہ پھر آل فضل لد کے ساتھ سلطنت میں شامل ہو گئی اور انہوں نے انہیں عرب قبیلوں کا حکمران بنا دیا۔ انہیں پھر شام اور عراق کے درمیان راستوں کی اصلاح کا کام سپرد کیا لہٰذا وہ اپنی سرداری میں آل مراء پر غالب آ گئے اور سرما کے موسم میں بھی ان پر غالب آ گئے۔ ان کا عام سفر حدود شام میں ٹیلوں اور بستیوں کے قریب ہوتا ہے، وہ نہایت ہی قلیل تعداد میں جنگل کی طرف جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ اعراب کے کئی قبائل بھی ہوتے ہیں جو ان کی دوستی میں، مذحج عامر اور زبید کے حلف میں شامل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ وہ آل فضل کے ساتھ شامل ہوتے تھے۔ مزید برآں آل مراء کے اکثر لوگ انہی قبائل سے تھے۔ ان میں سب سے زیادہ تعداد بنو حارثہ کی تھی جو طی کا ایک بلند مرتبہ بطن تھا۔ یہی بات ان کے بلند مرتبہ آدمیوں نے بیان کی ہے۔ اس زمانے میں بنو حارثہ شام کے ٹیلوں پر غالب تھے اور وہ وہاں سے صحراؤں کی طرف آگے نہیں جاتے تھے۔ اس کے علاوہ طی کے ٹھکانے نجد میں بہت وسیع تھے اور وہ یمن سے اپنے پہلے خروج کے موقع پر اجا اور سلمیٰ کے پہاڑوں میں اترے۔ اس کے بعد ان دونوں پہاڑوں پر بنی اسد غالب آ گئے اور یہ ان کے پڑوس میں آ گئے۔ سمیرا اور مید جو حاجیوں کی منازل میں سے ہیں، وہاں بھی ان کے ٹھکانے تھے۔ پھر بنو اسد کا خاتمہ ہو گیا اور طی ان کے علاقوں پر کرخ کے پرے تک جوارض غفر سے ہے، وارث ہو گئے۔ بعد میں اسی طرح وہ منازل تمیم کے وارث ہو گئے جو ارض نجد، بصرہ، کوفہ اور یمامہ کے درمیان واقع ہیں۔ اسی طرح وہ غطفان کی اس وادی کے وارث ہوئے جو وادی القریٰ کے قریب ہے یہی بات ابن سعید نے کہی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس وقت ان میں مشہور حجازی بنو لام اور بنو نبہان ہیں جب کہ حجاز میں عراق اور مدینہ کے درمیان بنو لام کو سطوت حاصل ہے جو کہ امراء بنی الحسین کے حلیف ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ان میں سے بنو صخر تیماء کی جہت میں رہتے ہیں جو شام اور خیبر کے درمیان ہے اور وہ غربہ جو طی میں سے ہیں یعنی بنو غربہ بن اخلت بن معبد بن معن بن عمر بن غبس بن سلامان، وہ اپنے علاقوں کے بعد انمر اور اسا ور تک غزہ سے وارث ہوئے ہیں۔ اس زمانے میں ان کی منازل گرمیوں میں ایکبات میں اور سردیوں میں بنی لام کے ساتھ ہوتی تھیں جو بنی طی میں سے تھے۔ وہ شام و عراق کے درمیان صاحب سطوت اور غارت گری کرنے والے تھے۔

ان کے بطون میں سے اجود اور بطنین اور ان کے بھائی زبید تھے جو موصل میں فروکش تھے۔ اگرچہ ابن سعید نے انہیں طی کے بطون سے قرار دیا ہے اور انہیں بنی مذحج سے قرار نہیں دیا۔ یاد رہے کہ اس دور میں آل فضل کی ریاست بنی محصنا میں تھی اور وہ اسے کنا بن مالیع بن مدسہ بن عصیہ بن فضل بن بدر بن علی بن مفرج بن بدر بن سالم بن قصبہ بن بدر بن سمیع کی طرف منسوب کرتے تھے۔ وہ اکثر سمیع کے پاس ٹھہر جاتے تھے اور ان کے رہنما کہتے تھے کہ یہ سمیع وہ ہے جسے ہارون الرشید کی بہن عباسیہ نے جعفر بن یحییٰ برمکی سے جنم دیا تھا۔ رشید، اس کی بہن اور طی کے بڑے آدمیوں کی بیٹیوں سے لے کر بنی برمک کے موالی، عجم اور ان جیسے لوگوں کے متعلق ایسی بات کہنے سے پہلے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کہ اس قبیلے پر ان جیسے لوگوں کو وج ان کے قبیلے میں سے نہیں ہیں، سرداری ملتی ہے اور اس قسم کی باتیں مقدمات الکتاب میں بیان ہو چکی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی سرداری کی ابتداء بنی یعقوب کی حکومت کے آغاز سے ہوئی۔ عماد اصبہانی کہتا ہے کہ عادل اعراب کے شیخ عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ کی معیت میں بہت سی فوج کے ساتھ مرج دمشق میں اترا جب کہ فاطمیوں کے عہد سے ان میں سرداری بنی جراح کو حاصل تھی جو طی میں سے تھے۔ ان کا سردار مفرج بن دغفل بن جراح تھا، وہ بھی فوج کی ان کی ٹکڑیوں میں شامل تھا جو اس کے ساتھ تھیں۔ یا یہ وہی شخص ہے جس نے بنی بویہ کے غلام "اسکی"

کو اس وقت گرفتار کیا جب اس نے اپنے آقا بختیار کے ہمراہ عراق میں شکست کھائی تھی۔ وہ 364ھ میں شام کی طرف آیا اور دمشق پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر قرامطہ کے ساتھ مل کر عزیز بن معز صاحب مصر سے جنگ کی لہٰذا عزیز نے انہیں شکست دی اور افتکین بھاگ گیا بعد میں مفرج بن دغفل اسے ملا اور اسے عزیز کے پاس لے آیا، اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے اپنی حکومت میں بلند مرتبہ دیا، یوں مفرج ہمیشہ شان و شوکت کے ساتھ رہا اور 404ھ میں وفات پا گیا۔ اس کے چار بیٹے تھے: حسان، محمود، علی اور جرار۔ اس کی وفات کے بعد حسان حکمران بنا اور جلد اس کی مشہوری بہت بڑھ گئی۔ اس کے اور فاطمی خلفاء کے درمیان بہت اچھے تعلقات تھے اسی نے رملہ اور ان کے رہنما باروق ترکی کو شکست دی اور اسے قتل کیا۔ اس نے اس کی بیویوں کو قیدی بنایا، اسی کی تہامی نے مدح کی ہے اور چیدہ آدمیوں کا ذکر کیا ہے۔ بعد ازاں عبیدیوں کی حکومت کی راہ حسان بن مفرج کی قرابت میں ہموار ہوئی، یہ فضل بن ربیعہ بن حازم اور اس کا بھائی بدر بن ربیعہ ہے، دونوں بدر کے بیٹے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ شاید ہی فضل آل فضل کا جد ہے۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ فضل بن ربیعہ بن حازم کے آباء بیت المقدس کے ساتھی تھے۔ فضل کبھی فرع کے ساتھ اور کبھی خلفائے مصر کے ساتھ ہوتا تھا لہٰذا طغرکین اتابک دمشق نے اس کی اس بات کو ناپسند کیا اور بنی عقیل کا سرپرست بنا۔ اس نے اسے شام سے نکال باہر کیا اور وہ صدقہ بن وتر کے ہاں مہمان اترا۔ وہ اس کا پھر حلیف بنا اور صدقہ نے اسے نو ہزار دینار دیئے۔ جب صدقہ بن مزید نے سلطان محمد بن ملکشاہ کی 500ھ میں اور اس کے بعد مخالفت کی تو ان کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی۔ اس جنگ میں یہ فضل اور قرواس بن شرف الدولہ جو قریش سے تھا اور موصل کا حاکم اور بعض ترکمانی امراء اکٹھے ہوئے، یہ سب کے سب صدقہ کے ساتھی تھے لہٰذا وہ ہراول دستوں میں لڑائی میں گیا۔ جب وہ سلطان کی طرف بھاگ گئے تو اس نے ان کی عزت افزائی کی اور انہیں خلعت دیئے۔ اس نے فضل بن ربیعہ کو بغداد میں صدقہ بن مزید کے گھر اتارا۔ جب سلطان صدقہ کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے چلا، تو فضل نے اس سے جنگل جانے کی اجازت طلب کی تاکہ صدقہ کے ایک حصہ کو پکڑ لے۔ اس نے اسے اجازت دیدی اور خود وہ انبار کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اس سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ یہاں آ کر ابن اثیر کی عبارت ختم ہوئی۔ ابن اثیر اور مسیحی کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ بلاشبہ یہ فضل اور بدر آل جراح میں سے تھے، اس کے علاوہ ان کے سلسلہ کلام سے ان کا نسب معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فضل ان کا جد ہے کیونکہ وہ اسے فضل بن ربیعہ بن الجراح کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شاید ان لوگوں نے ربیعہ کو اس مفرج کی منسوب کیا ہے جو بُعد زمانہ اور اس جیسے بے آباد جنگل میں قلت محافظت کی وجہ سے بنی الجراح کا بڑا آدمی تھا۔ خیال ہے کہ آل فضل بن ربیعہ بن فلاح کے اس قبیلے کی نسبت جو مفرج سے ہے، طی میں ہے۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ طی میں سرداری ایاس بن قبیصہ کو ملی ہوئی تھی جو بنی بن سبا بن عمر بن الغوث میں سے تھا جو طی قبیلے میں سے تھا۔ ایاس وہ شخص ہے جسے کسریٰ نے آل منذر کے بعد حرہ کا بادشاہ بنایا کیونکہ نعمان بن منذر قتل کر دیا گیا تھا۔ اسی نے خالد بن ولیدؓ سے حرہ کے متعلق جزیہ پر صلح کی تھی۔ اسلامی حکومت کے اوائل میں بھی طی پر بنو قبیصہ کی حکومت رہی۔ خیال ہے کہ شاید بنی الجراح اور آل فضل ان کی اولاد میں ہوں۔ ان کی تو اولاد ختم ہو چکی ہے لہٰذا یہ ان کے قریب ترین قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ قبائل و شعوب پر سرداری کرنا اہل عصبیت اور نسب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ کتاب کے شروع میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن حزم طی کے انساب کے تذکرے کے موقع پر بیان کرتا ہے کہ جب وہ یمن سے بنی اسد کے ہمراہ نکلے تو اجا اور سلمیٰ کے دو پہاڑوں میں رہنے لگے۔ انہوں نے ان دونوں پہاڑوں اور ان کے درمیانی علاقے کو اپنا وطن بنا لیا جبکہ بنو اسد ان کے اور عراق کے درمیان فروکش ہو گئے۔ ان سے بہت سے لوگوں مثلاً بنو حارثہ نے اپنی ماں کی طرف نسبت دینے کو ترجیح دی جب کہ ان کے بھائی تیم اللہ، جیش اور اسد لڑائی کے دوران میں میلین چلے گئے اور حاب گئے جب کہ حاصر طی چلے گئے۔ انہوں نے بنی رومان بن جندب بن خارجہ بن سعد کے سوا، ان علاقوں کو اپنا وطن بنا لیا۔ یوں انہوں نے دونوں پہاڑوں میں اقامت اختیار کر لی اور پھر وہ حلبی بن گئے۔ یوں وہ اہل حلب اور حاصر طی کے لئے جو خارجہ سے تھے، سھیلی بن گئے شاید انہی قبائل کے لوگوں کے بارے میں جو بنی الجراح اور آل فضل میں سے شام میں رہتے ہیں اور بنی خارجہ میں سے ہیں، ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ وہ حلب اور حاصر طی کی طرف منتقل ہو گئے تھے، کیونکہ یہ جگہ اس عہد میں بنی الجراح کے فلسطینی جگہوں سے اجا اور سلمیٰ کے پہاڑوں کی نسبت ان کے علاقوں سے زیادہ قریب تھی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے ناموں کے متعلق ان میں سے کون سی بات درست ہے اس کے بعد وہ فرات کے نواح میں ابن کلاب بن ربیعہ بن عامر کی پناہ میں قبائل عامر بن صعصعہ کے ساتھ نجد سے جزیرہ میں داخل

ہوئے۔ جب بنو عامر اسلامی ممالک میں پھیل گئے تو انہوں نے حلب کے نواح اور اس کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ ان لوگوں میں بنو صالح بن مرداس بھی تھے جو بنی عمر بن کلاب سے تعلق رکھتے ہیں پھر جب ان کی حکومت ختم ہوگئی تو وہ قبائل کی طرف واپس آ گئے اور فرات میں طی کے سرداروں کی پناہ میں اقامت پذیر ہو گئے۔ یہ یاد رہے کہ شام و عراق میں عربوں پر ان کی سرداری کی ترتیب بنی ایوب العادل کی حکومت کے آغاز سے 679ھ کے آخر تک رہی ہے، ہم نے اس بات کا ذکر ترکوں کی حکومت اور مصر و شام کے بادشاہوں میں کیا ہے۔ ہم نے بالترتیب ایک کے بعد ایک کا ذکر کیا ہے اور ہم جلد ہی اس ترتیب کے مطابق آگے بھی ذکر کریں گے لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ بنی ایوب کے عہد میں عادل کے زمانے میں عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ امیر تھا جیسا کہ اس کے بعد مصر اور شام میں حسام الدین مانع بن حارثہ امیر تھا اس کے بعد 630ھ میں اس کے بعد اس کے بیٹے مہنا کو حکمران بنایا گیا۔ جب قطز بن عصیہ بن فضل نے جو مصر میں ایک ترک بادشاہ تھا، اس نے تاتاریوں سے شام واپس لیا اور انہیں عین جالوت پر شکست دی تو سلمیہ نے مہنا بن مانع کو جاگیر عطا کی، منصور بن قطفر بن شالعشاہ حاکم حماۃ کی عملداری سے اسے چھین لیا تاہم مجھے مہنا کی تاریخ وفات کے متعلق پتہ نہیں چل سکا۔ اس نے پھر شام میں عرب قبیلوں پر ترکوں کی حکومت مضبوط ہو جانے پر الظاہر کو حکمران بنایا۔ وہ پھر حاکم خلیفہ کی مشایعت کے لئے دمشق کی طرف چلا جبکہ مستعصم نے بغداد کے عیسیٰ بن مہنا کو سردار بنا کر بھیجا۔ اس نے راستوں کی حفاظت کے لئے اسے جاگیریں دیں اور اس کے عم زاد زامل بن علی بن ربیعہ کو جو آل فضل میں سے تھا، چغلی اور تاوان کے سلسلے میں قید کر لیا۔ وہ ہمیشہ عرب قبائل پر غارت کرتا رہا تاہم انہوں نے اس کے زمانے میں صلح کر لی کیونکہ اس نے ان پر سختی کر کے اپنے باپ کی مخالفت کی تھی۔ آخر کار سنہ 79 میں سنقر الاسفر بھاگ کر اس کے پاس آ گیا تب انہوں نے ناپسندیدگی کے ساتھ مکاتبت کی اور اسے شامی حکومت کے خلاف برانگیختہ کیا۔ سنہ 84 میں عیسیٰ بن مہنا فوت ہو گیا، اس کے بعد منصور قلادن نے اس کے بیٹے مہنا کو نیا حاکم بنایا پھر اشرف بن قلادن شام کی طرف گیا اور حمص میں فروکش ہوا۔ اس کے بعد مہنا بن عیسیٰ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے اس کے بیٹے موسیٰ اور اس کے بھائیوں محمد اور افضل کو جو دونوں مہنا کے بیٹے تھے، گرفتار کر لیا پھر انہیں مصر بھجوا دیا۔ جہاں انہیں قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب عادل سنہ 94 میں تخت پر بیٹھا تو اس نے انہیں قید سے رہا کیا اور وہ دوبارہ اپنی امارت پر قائم ہو گیا۔ ناصر کے زمانے میں بھی اسے نصرت و استقامت حاصل تھی لیکن وہ عراق میں تاتاری بادشاہوں کی طرف میلان رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ اسے غازال کی جنگوں کی کوئی بات یاد نہ تھی۔ جب اسفر اور داقوش الاخرم اور ان کے ساتھی 710ھ میں بھاگے تو اس سے آن ملے پھر اس کے پاس سے خرشد کی طرف گئے۔ یوں وہ سلطان سے خوفزدہ ہو گیا اور منقبض ہو کر بادشاہ کے پاس جانے سے اپنے قبائل میں اقامت پذیر ہو گیا۔ اس دوران اس کا بھائی فضل سنہ 12 میں بادشاہ کے پاس گیا، تو اس نے اس کے آنے کی رعایت کی اور اسے اس کے بھائی مہنا کی جگہ حکمران بنا دیا۔ یوں مہنا دھتکارا ہوا باقی رہ گیا پھر وہ سنہ 16 میں تاتاریوں کے بادشاہ خرشد سے ملا تو اس نے اس کی عزت افزائی کی، عراق میں اسے جاگیر عطا کی لیکن خرشد اسی سال فوت ہو گیا تو مہنا اپنے قبائل میں واپس آ گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا احمد اور موسیٰ اور اس کا بھائی محمد بن عیسیٰ ناصر کو رضا کرتے ہوئے اور سوالی بن کر اس کے پاس گئے، تو اس نے ان کی عزت کی اور انہیں قصر ابلق میں ٹھہرایا۔ اس نے ان سے بہت حسن سلوک کیا اور یوں مہنا کو راضی کیا۔ اس نے اسے دوبارہ امارت اور جاگیریں دیدیں، یہ سنہ 17 کا واقعہ ہے۔ اسی سال اس کے بیٹے عیسیٰ اور بھائی محمد اور آل فضل کی ایک جماعت نے بارہ ہزار سواروں کے ساتھ حج کیا پھر مہنا تاتاریوں کی طرف میلان کر کے شام جانے لگا، جب اس بات کا پتہ سلطان کو چلا تو وہ اور اس کی ساری قوم اس پر ناراض ہو گئی۔ حج سے واپسی کے بعد سنہ 20 میں وہ شام کے دروازں کی طرف آیا اور یوں آل فضل کو شہروں سے نکال دیا گیا ان میں سے صرف مالک کو اس کی انصاف پسندی کی وجہ سے حکومت دی گئی اور عرب قبائل پر اس نے ان میں سے محمد کو حکمران بنایا جبکہ مہنا اور اس کے بیٹوں کی جاگیریں محمد کو دیدی گئیں۔ مہنا ایک مدت تک اسی حالت میں رہا لیکن پھر سنہ 31 میں حاکم حماۃ افضل بن مؤید کے وسیلے سے سوالی بن کر سلطان کے پاس گیا۔ اس نے اسے اس کی جاگیریں اور امارت واپس کر دی۔ مجھے مصر میں بعض بڑے بڑے امراء نے جو اس کے آنے کو جانتے تھے، یا اس کی آمد کے سلسلے میں انہیں بتایا گیا تھا، بتایا کہ وہ اس دفعہ سلطان سے کسی بھی تحفے کو قبول کرنے سے الگ رہا یہاں تک کہ وہ اس کے پاس دو دھیل اونٹنیاں اور خالص عربی گھوڑے سے لے کر آیا لیکن وہ ارباب حکومت میں سے کسی ایک کے دروازے پر بھی نہیں گیا اور نہ ہی اپنی حاجات کے متعلق ان سے کوئی چیز مانگی۔ وہ پھر اپنے قبائل کی طرف واپس آ گیا اور سنہ 34 میں فوت ہو

گیا اس کے بعد اس کا بیٹا مظفر الدین موسیٰ حکمران بن گیا اور ناصر کے مرنے کے بعد سنہ 42 میں فوت ہو گیا۔ پھر اس کی جگہ اس کا بھائی سلیمان حکمران بنا جو سنہ 43 میں فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ پھر شرف الدین عیسےٰ جو اس کے چچا فضل بن عیسیٰ کا بیٹا تھا، حکمران بنا پھر وہ بھی سنہ 44 میں فرس میں وفات پا گیا، اور خالد بن ولیدؓ کی قبر کے پاس دفن ہوا، اس کی جگہ اس کا بھائی سیف بن فضل حکمران بنا لیکن اسے مصر کے سلطان کامل بن ناصر نے سنہ 46 میں معزول کر دیا اور اس کی جگہ احمد بن مہنا بن عیسےٰ کو حکمران بنایا۔ بعد ازاں سیف بن فضل نے فوج اکٹھی کی تو فیاض بن مہنا بن عیسیٰ نے اس سے لڑائی کی، سیف شکست کھا گیا، پھر سلطان حسن ناصر نے اپنی پہلی حکومت میں جبکہ وہ سعاروس کی کفالت میں تھا، احمد بن مہنا کو حکمران بنایا، وہ سنہ 49 میں فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ پھر اس کا بھائی حدار بن مہنا حکمران بنا اور حسن ناصر نے اپنی دوسری حکومت میں اسے حکمران بنایا لیکن پھر وہ سنہ 65 میں باغی ہو گیا اور دو سال تک مصر میں نافرمانی کی حالت میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ اس کے متعلق یہ خبر پھیل گئی کہ وہ حماۃ کا نائب ہے لہٰذا اسے دوبارہ امارت دیدی گئی مگر وہ سنہ 70 میں باغی ہو گیا تو سلطان اشرف نے اس کی جگہ اس کے عم زاد زاحل بن موسیٰ بن عیسیٰ کو حکمران بنا دیا۔ وہ حلب کے نواح میں آیا تو بنو کلاب وغیرہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور شہروں میں فساد کرنے لگے۔ ان دنوں حلب پر قشتمر مستوری حکمران تھا پس وہ ان کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے خیموں تک پہنچ گیا۔ وہ ان کے اونٹوں کو ہانک لایا اور خیموں کو پامال کر دیا۔ اب انہوں نے کمک مانگی اور اسے شکست دی، اس معرکے میں قشتمر نے اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا پھر الگ ہو کر جنگل کی طرف چلا گیا اس کے بعد اشرف نے اس کی جگہ اس کے عم زاد معیقل بن فضل بن عیسیٰ کو حکمران بنایا پھر ابن معیقل نے اپنے ساتھی کو سنہ 71 میں جبار کے لئے امان طلب کرتے ہوئے بھیجا تو اس نے اسے امان دی۔ بعد ازاں سنہ 75 میں جبار بن مہنا سلطان کے پاس گیا تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے دوبارہ اس کی امارت دیدی لیکن وہ سنہ 77 میں فوت ہو گیا، تو اس کا بھائی مالک حکمران بنا یہاں تک کہ وہ بھی سنہ 81 میں فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ پھر معیقل بن موسیٰ بن عیسیٰ اور ابن مہنا دونوں اکٹھے حکمران بنے لیکن یہ دونوں ایک سال کے لئے معزول ہو گئے۔ پھر بعیر بن جابر مہنا حکمران بنا جس کا نام محمد تھا۔ وہ اس زمانے میں آل فضل اور شام کے تمام قبائل طی کا سردار ہے۔ اس دوران سلطان الظاہر اس کے عہد میں حجر بن محمد ابن قاری کے ذریعے اس سے چھیڑ چھاڑ کی یہاں تک کہ وہ ناراض ہو گیا۔ لہٰذا وہ سلطان کی مخالفت اور بغاوت تک پہنچا۔ تاہم سلطان اپنے غلام پر اور پھر محمد بن قاری پر غالب آ گیا یوں اس نے اسے ناراض کر دیا۔ اس نے پھر ان دونوں کی جگہ ان کے عم زاد محمد بن کو کنتیس اور اس کے عم زاد موسیٰ بن عساف بن مہنا کو حکمران بنایا۔ اس نے عربوں کے انتظام کو سنبھال لیا جبکہ بعیر جنگل میں الگ تھلگ رہ گیا۔ آخر وہ مال کی کمی کی وجہ سے خوراک سے عاجز بھی ہو گیا اور اس کے حالات خراب ہو گئے۔ وہ اس زمانے تک اسی حالت میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی امور کا منصرم ہے اور اس کے سوا، کوئی رب نہیں۔



باب:۲

بنی عامر بن صعصعہ کے حالات کا بیان

اب ہم اس طبقے کے بقیہ قبائل کی طرف لوٹتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ بنو عامر بن صعصعہ سب کے سب نجد میں رہتے تھے جبکہ بنو کلاب خناصرہ اور ربذہ میں رہتے تھے جو مدینہ کے مضافات میں واقع ہیں دوسری طرف کعب بن ربیعہ، تہامہ مدینہ اور ارض شام کے درمیانی علاقہ میں رہتے تھے۔ بنو ہلال بن عامر طائف کی ان کھلی زمینوں میں رہتے تھے جو اس کے اور جبل غزوان کے درمیان تھیں۔ نمیر بن حامد بھی ان کے ساتھ تھے پھر جشم بھی نجد میں انہی میں محسوب ہوتے ہیں۔ یہ سب کے سب اسلامی زمانے میں جزیرہ خزاتیہ میں منتقل ہو گئے جو دریائے حران اور اس کے مضافات کا راستہ ہے۔ پھر بنو ہلال شام میں اقامت پذیر ہو گئے یہاں تک کہ مغرب کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے ان کے بقیہ لوگ جبل بنی ہلال میں باقی رہ گئے۔ جو ان کی وجہ سے مشہور ہے، ان میں سے اکثر آج کل کھیتی باڑی کرتے ہیں اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب بنو کلاب بن ربیعہ نے ارض حلب اور اس کے شہر پر قبضہ کر لیا تو بنو کعب بن ربیعہ شام چلے گئے۔ عقیل، قسر، حریش اور جعدہ ان کے قبائل میں سے ہیں، ان میں سے تین قبائل اسلامی حکومت کے زمانے میں ختم ہو گئے چنانچہ بنو عقیل کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ ان کی تعداد تمام مصری تعداد کے برابر تھی لہٰذا ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ صحرا میں واپس آ گئے۔ اس کے بعد وہ ہر جانب میں عربوں کے ٹھکانوں کے وارث ہو گئے لہٰذا ان میں سے بنو المنتفق بن عامر بن عقیل بھی ہیں جبکہ بنو مالک بن عقیل نجد کی ارض تیماء میں اقامت پذیر تھے، آج کل وہ بصرہ کی جہات میں ان جھنگوں میں رہتے ہیں جو اس کے اور کوفہ کے درمیان بطائح کے نام سے مشہور ہیں۔ اب ان کی امارت بنی معروف کے ہاتھ میں ہے۔ مغرب میں بنو المنتفق کے وہ قبائل ہیں جو ہلال بن عامر کے ساتھ آئے تھے۔ وہ دراصل خلط کے نام سے معروف ہیں اور ان کے ٹھکانے مغرب اقصیٰ میں فاس اور مراکش کے درمیان ہیں۔ جرجانی کہتا ہے کہ سب کے سب بنی المنتفق خلط کے نام سے معروف ہیں جبکہ بصرہ کے جنوب میں ان کے قریب ان کے بھائی بنو عامر بن عوف بن مالک بن عوف بن عامر رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ عوف المنتفق کا بھائی ہے۔ یہ لوگ جب بحرین اور عمارہ پر غالب آ گئے تو ابوالحسن الاصغر بن تعلب کی مدد سے اس کے مالک ہوئے حالانکہ یہ ٹھکانے ازد، بنی تمیم اور عبدالقیس کے لئے تھے۔ یوں یہ ان کی زمینوں اور گھروں کے وارث بن گئے۔ ابن سعید بیان کرتا ہے کہ اسی طرح بنی کلاب سے یہ ارض یمامہ کے مالک بن گئے۔ سنہ 65 میں اس سرزمین میں ان کے بادشاہ بنی عصفور تھے۔ بنی عقیل میں سے خفاجہ عمر بن عقیل بھی تھا، یہ لوگ عراق میں جا کر وہیں اقامت پذیر ہو گئے پھر اس کے مضافات کے مالک بن گئے۔ ان لوگوں کے مراتب اور تذکروں کا اب بھی بہت چرچا پایا جاتا ہے۔ یہ بہت صاحب سطوت و کثرت تھے اور آج کل دجلہ و فرات کے درمیان ملتے ہیں۔ عقیل میں سے بنو عبادہ بن عقیل بھی ہیں اور ان میں سے اجافل بھی ہیں کیونکہ عبادہ اجفل کے نام سے مشہور تھا۔ آج کل یہ لوگ بنی المنتفق کے ساتھ عراق میں اور بصرہ، کوفہ اور واسط کے درمیان بطائح میں رہتے ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق اس زمانے میں ان کی امارت میاں بن صالح کے پاس ہے جو بہت طاقتور اور بڑی تعداد والا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا وہ بنی معروف میں سے ہے جو بنی المنتفق کے بطائح کے امراء ہیں۔ یا عبادہ الاجافل میں ہے۔ یہ بنی عامر بن صعصعہ اور ان کے کہلانی، ربیعی اور مصری عربوں کے ٹھکانوں پر قابض ہونے کے حالات ہیں۔ بنو کہلان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کے قبائل باقی نہیں رہے اور ربیعہ اور بلاد فارس اور کرمان سے گزر گئے ہیں، وہ اب کرمان اور خراسان کے درمیان چراگاہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں اور عراق میں ان کا ایک گروہ باقی رہ گیا ہے جو کوفہ کی طرف آتے ہوئے بطائح اور سیب میں اترتا ہے۔ ان میں بنو صباح بھی ہیں اور ان کے ساتھ اوس اور خزرج کے مخلوط

لوگ بھی ہیں۔ آج کل ربیعہ کے امیر کا نام شیخ ولی ہے اور اوس اور خزرج کا امیر طاہر بن خضر ہے اس عہد میں دیار مشرق میں عربوں کے طبقہ ثالثہ میں سے یہ قبائل امکانی حد تک پائے جاتے ہیں۔

بربری قوم جو یہاں رہتی تھی، اس نے افریقس بن ضبیح سے لڑائی کی تو اس نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور پھر واپس چلا آیا۔ لیکن وہ حمیر کے قبائل تحامہ اور ضہاجہ کو وہاں چھوڑ آیا لہٰذا وہ بربریوں کی طرف مائل ہو گئے اور ان میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد ان میں عربوں کی بادشاہی جاتی رہی پھر ملت اسلامیہ کا دور آ گیا۔ اور عرب دین کے غالب آنے سے دوسری قوموں پر غالب آ گئے۔ وہ مغرب میں چلے گئے اور اس کے دیگر شہروں کو فتح کر لیا۔ انہوں نے بربریوں کے ساتھ لڑائیوں میں بڑی شدت محسوس کی۔ اس سے قبل ابن ابی یزید نے بیان کیا ہے بارہ دفعہ مرتد ہو گئے لیکن پھر اسلام ان میں راسخ ہو گیا۔ اور وہ اپنی قوم کے ساتھ خیموں میں نہیں رہے اور نہ ہی قبائل کی صورت میں اترے کیونکہ جو حکومت انہیں حاصل ہوئی تھی وہ انہیں نواح میں رہنے سے مانع تھی، وہ انہیں شہروں کی طرف لے جاتی تھی یہی وجہ ہے کہ ہم نے کہا ہے کہ عربوں نے بلاد مغرب کو وطن نہیں بنایا۔ وہ پھر پانچویں صدی کے نصف میں مغرب میں آئے اور اسے اپنا وطن بنا لیا۔ وہ پھر اپنے قبائل کے ساتھ اس کی اطراف میں پھیل گئے جیسا کہ اب ہم اس کے اسباب کو مکمل طور پر بیان کریں گے۔

بنی ہلال اور سلیم یعنی عربوں کے چوتھے طبقے کا بیان اور ان کے حالات کی روداد

ہلال اور سلیم کے بطون مضر سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ہمیشہ ہی صحرا نشین رہے ہیں تاہم کبھی کبھی حجاز کے بعد نجد میں ان کے مقامات، چراگاہیں ہوتے تھے۔ جبکہ بنو سلیم مدینہ کے پاس رہتے تھے اور بنو ہلال، طائف کے پاس جبل غزوان میں قیام پذیر تھے۔ بسا اوقات وہ موسم گرما اور موسم سرما کے سفر میں عراق و شام کی اطراف میں گھومتے تھے اور نواح پر غارتگری کرتے تھے۔ وہ راستوں میں فساد کرتے تھے اور جماعتوں کو لوٹتے تھے۔ بعض اوقات بنو سلیم حج کے ایام میں مکہ میں اور زیارت کے ایام میں مدینے میں حاجیوں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ ہمیشہ ہی بغداد سے یعنی خلافت کی جانب سے ان پر حملہ کرنے کے لئے اور حاجیوں کو ان کے حملے سے بچانے کے لئے فوجیں بھیجی جاتی تھیں۔ اس دوران بنو سلیم اور ربیعہ بن عامر کے بہت سے لوگ قرامطہ کے ظہور کے وقت ان کے ساتھ مل گئے اور بحرین اور عمان میں ایک فوج بن گئے جب ابن عبیداللہ مہدی کے شیعہ مصر اور شام پر غالب آئے تو اس وقت قرامطہ امصار شام پر غالب تھے لہٰذا عزیز نے ان سے امصار کو چھین لیا اور ان پر غالب آ گیا۔ اس نے انہیں ایڑیوں کے بل بحرین میں ان کے علاقے کی طرف واپس کر دیا بنی ہلال اور سلیم میں سے جو عرب ان کے پیروکار تھے، اس نے اس کو اٹھا کر صعید اور دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر اتار دیا اور یہ وہیں اقامت پذیر ہو گئے بہر حال یہ شہروں کو نقصان پہنچاتے تھے۔ جب ضہاد کا بادشاہ سنہ 408 میں قیروان سے مغرب بن بادیس بن منصور کے پاس گیا تو الظاہر لدین اللہ علی بن الحاکم بامر اللہ منصور بن العزیز لدین اللہ نے اپنے آباء کے طریقے کے مطابق اسے افریقہ کی حکومت دیدی جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے۔ وہ اس کے عہد ولایت میں آٹھ سال کا نوعمر بچہ تھا جو امور کا تجربہ کار نہیں تھا اور نہ ہی سیاست سے آگاہی رکھتا تھا۔ علاوہ ازیں اس میں عزت و غیرت بھی نہیں تھی۔ ستائیسویں سال میں الظاہر فوت ہو گیا اور المنتصر باللہ مغر الطویل نے امر خلافت کو اس طرح سنبھالا کہ خلفائے اسلام میں کوئی بھی اس کے مقام کو نہیں پہنچ سکا۔ کہتے ہیں کہ وہ 75 سال اور بعض کہتے ہیں کہ 95 سال حکمران رہا۔ صحیح بات یہ ہے کہ وہ 73 سال حکمران رہا۔ کیونکہ اس کی وفات پانچویں صدی کے آخر میں ہوئی ہے ان دنوں مغرب بن بادیس اہل سنت کے مذاہب کی طرف بہت میلان رکھتا تھا لہٰذا اس نے شیخین ابی بکرؓ اور عمرؓ کی مدد کے لیے آواز دی۔ تو عام لوگوں نے اس آواز کو سن کر رافضہ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور اپنے سچے اعتقاد کا اعلان کیا۔ انہوں نے شعار ایمان کا چرچا کیا اور اذان سے حی علیٰ خیر العمل کے الفاظ ختم کر دیئے۔ الظاہر نے اس سے چشم پوشی کی اور اس کے بعد اس کے بیٹے معز المنتصر نے عوام کے بارے میں معذرت کی جو اس نے قبول کر لی۔ پھر مسلسل اقامت دعوت اور مصالحت کے لئے کوشاں رہا حالانکہ وہ اس دوران ان دونوں کے وزیروں اور ان کی حکومتوں کے حاجب ابوالقاسم احمد بن علی جرجانی سے جو ان دونوں کے امور کا بہت بڑا ماہر تھا، خط و کتابت کرتا رہا اور اسے اپنی جانب مائل کرتا رہا۔ وہ بنی عبید اور ان کے پیروکاروں سے بھی اعتراض کرتا رہا۔ جرجانی کا لقب اقلع تھا، اس لئے کہ حاکم نے کسی جرم کے سرزد ہونے کی وجہ سے اس کا قطع کر دیا تھا۔ اس دوران المنتصر

کی پھوپھی سیدہ بنت الملک اس سے لڑائی کے لئے کھڑی ہوگئی۔ جب وہ فوت ہوگئی تو اس نے سنہ 414 میں حکومت کو اپنے لئے مخصوص کرلیا یہاں تک کہ وہ چھتیسویں سال میں اللہ کو پیارا ہوگیا۔ اس کے بعد ابو محمد الحسن بن علی الیاردزی نے وزارت سنبھالی جس کا اصل فلسطین کی بستیاں تھیں اور اس کا باپ وہاں پر ملاح تھا لہٰذا جب وہ وزیر بنا تو اطراف کے لوگوں نے اسے مخاطب کیا لیکن اسے محبت نہیں دی یہ بات اسے گراں گزری۔ اس دوران صاحب حلب ثمال بن صالح اور صاحب افریقہ معز بن بادیس اس سے ناراض ہوکر اس سے منحرف ہوگئے تو معز نے قسم کھائی کہ وہ ان کی اطاعت کو چھوڑ دے گا، اور بنی عباس کی طرف اپنی دعوت کو پھیر دے گا اور بنی عبید کے نام کو مٹا دے گا۔ پھر وہ اس کام میں مشغول ہوگیا اس نے کپڑوں اور جھنڈوں سے ان کے نام مٹا دیئے اور القائم ابو جعفر بن القادر کی بیعت کرلی جو خلفائے بنی عباس میں سے تھا۔ اس نے اس کا خطبہ دیا اور سینتیسویں سال میں منبروں پر اس کے لئے دعا کی۔ اس نے پھر بیعت کے ساتھ آدمی کو بغداد بھیجا تو ابوالفضل بغدادی نے اس سے حسن سلوک کیا اور خلیفہ سے تقرری اور علیحدگی کے پروانے لئے۔ جب جامع قیروان میں اس کے خط کو پڑھا گیا تو سیاہ جھنڈے بلند ہوئے اور اسماعیلیہ ہیڈ کوارٹر کو گرا دیا گیا۔ اس وقت معز الخلیفہ نے جو قاہرہ میں تھا، اس نے المستنصر کو، کتامہ کے شیعوں اور حکومت کے کارکنوں کو اطلاع دی تو انہوں نے غم کے باعث خاموشی اختیار کرلی۔ یوں ہر کس و ناکس ان کی طرف متوجہ ہوگیا اور ان کے معاملے میں پھنس گیا ہلال کے یہ قبائل، جشم، اثبج، زغبہ، ریاح، ربیعہ اور عدی میں سے تھے اور صعید میں اپنے علاقوں پر مقیم تھے، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ان کا ضرر عام ہوگیا اور ان کے شرارے نے ملک اور حکومت جلا کر رکھ دیا اس کے بعد ابو محمد الحسن بن علی الیاردزی وزیر نے ان سے نیک سلوک کرنے، ان کے مشائخ کو مقدم کرنے، انہیں افریقہ کے نواح کی ولایت دینے اور ان کے احکام کی تقلید کرنے کی طرف اشارہ کیا لہٰذا اس نے منہاجہ سے بھی حسن سلوک کیا، تاکہ وہ شیعوں کی مدد اور حکومت کے دفاع کا ذریعہ بنیں۔ اگر معز اور منہاجہ پر ان کی کامیابی کا خیال درست ہوجاتا تو وہ دعوت کے ساتھی اور ان دور دراز علاقوں کے عامل ہوتے لیکن ان کا ظلم خلافت کے صحن سے اٹھا اگرچہ جو کچھ بعد میں ہوا وہ دوسری خلافت نے کیا۔ صحرائی عربوں کا معاملہ دراصل منہاجہ کے معاملے سے زیادہ آسان تھا جو بادشاہ تھے لہٰذا وہ ہدیہ اور شورانہ پر غالب آگئے بعض کہتے ہیں کہ جس شخص نے یہ اشارہ اور فعل کیا اور عربوں کو افریقہ کی طرف بھجوایا۔ وہ ابوالقاسم جرجانی تھا۔ مگر یہ بات درست نہیں لہٰذا المستنصر نے اکتالیسویں سال میں ان قبائل کی طرف اپنے وزیر کو بھیجا، ان کے امراء کو کچھ مال دیا یوں ان کے عوام میں ہر آدمی کو ایک ایک اونٹ اور ایک ایک دینار ملا۔ انہیں پھر نیل پر آنے کی اجازت دی اور انہیں کہا کہ میں نے تمہیں مغرب دیا اور مغرور غلام معز بن بلکیں کو بادشاہ بنایا لہٰذا تم غریب نہیں رہو گے۔ اس کے بعد الیاردزی نے مغرب کی طرف لکھا، کہ ہم نے تمہاری جانب نرگھوڑوں پر ادھیڑ عمر آدمیوں کو سوار کروا کر بھیجا ہے تاکہ خدا تعالیٰ اس بات کا فیصلہ کردے جو ہوکر رہنے والی ہے لہٰذا عربوں نے اس وقت طمع سے کام لیا اور نیل سے گزر کر برقہ جا پہنچے پھر وہیں اتر پڑے۔ انہوں نے شہروں کو فتح کیا، انہیں لوٹا اور نیل کے مشرق میں رہنے والے اپنے بھائیوں کو ان شہروں میں رغبت دلاتے ہوئے خطوط لکھے لہٰذا وہ ان کو دو دو دینار دینے کے بعد ان کے پاس چلے گئے۔ جو کچھ انہوں نے لیا تھا، اس سے انہیں کئی گنا زیادہ حاصل ہوگیا۔ انہوں نے پھر شہروں کے متعلق قرعہ ڈالا تو سلیم کو مشرق اور ہلال کو مغرب ملا۔ انہوں نے پھر الحمراء اجدابیہ اور اسمرار کے شہروں کو برباد کردیا۔ یوں سلیم اور اس کے حلیفوں رواحہ، ناصرہ اور عمرہ کے دلوں میں برقہ میں آگ بھڑک اٹھی اور ذیاب، عرف اور زغب کے قبائل اور ہلال کے تمام بطون ٹڈی دل کی طرح افریقہ کی طرف چل پڑے۔ یہ جس چیز کے پاس سے گذرے اس کا خاتمہ کردیتے یہاں تک کہ تنتالیسویں سال میں افریقہ پہنچے۔ ان کے پاس سب سے پہلے جو آدمی پہنچا وہ ریاح کا امیر موسیٰ بن یحییٰ صنبری تھا، معز نے اسے اپنی طرف مائل کیا اور اسے اپنے لئے چن لیا۔ اس نے پھر اس سے رشتہ داری کی اور وہ اپنے عمزادوں کے نواح پر قوت دلانے کے لئے اپنے وطن کے اطراف لے آئے ہوئے عربوں کو بلانے میں اس کا جانشین بن گیا۔ اس نے پھر بستیوں سے مدد مانگی، انہیں بلایا تو انہوں نے شہروں میں خرابی پیدا کردی اور زمین پر فساد برپا کردیا۔ انہوں نے خلیفہ مستنصر کے شعار کا نعرہ لگایا، تو اس نے منہاجہ کے دوستوں کو ان کی طرف بھیجا تو وہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ معز اپنے بڑھاپے کی وجہ سے لڑکھڑا گیا اور غصے سے بھڑک اٹھا، اس نے پھر موسیٰ کے بھائی کو گرفتار کرلیا اور قیروان کے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے پھر داد خواہ کو اپنے عم زاد صاحب القلعہ قائد بن حامد بلکین کی طرف بھیجا لہٰذا اس نے اسے ایک ہزار سوار فوج کے متعلق لکھا جو اس نے اس کی طرف بھیج دی۔ اب وہ زناتہ سے الگ ہوگئے اور مستنصر بن حزور المغرادی اپنی قوم کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ اس کے

پاس پہنچ گیا جو افریقہ کے صحرا میں زناتہ کے مسافروں کے ساتھ رہتا تھا وہ ان کے بڑے سرداروں میں سے ایک تھا۔ مشرف نے اس فوج، اس کے اتباع وحشم، ساتھیوں اور فتح کرنے والے عربوں میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے۔ ان کے ساتھ کوچ کیا۔ مزید اس نے زناتہ اور بربریوں کو اکٹھا کیا اور لاتعداد لوگوں کے ساتھ ان کی جانب گیا۔ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی۔ ریاح، زغبہ اور عدی حیدران فاس کی جانب تھے۔ جب فریقین آپس میں گتھ گئے تو فتح کرنے والے عربوں میں سے باقی رہ جانے والے لوگ چپکے سے کھسک گئے اور قدیم عصبیت کی وجہ سے ہلالیوں کی طرف چلے گئے۔ اس دوران زناتہ اور منہاجہ نے بھی اس سے غداری کی یوں معز کو شکست ہوئی اور وہ خود اپنے خواص کے ساتھ قیروان کی طرف بھاگ گیا۔ عربوں نے اس کے سارے مال ومتاع ذخائر، خیموں اور جھنڈوں کو لوٹ لیا اور لاتعداد لوگوں کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ منہاجہ کے مقتولوں کی تعداد تین ہزار تین سو تھی۔ اس بارے میں علی بن رزق الریاحی کہتا ہے اور بعض دوسرے بھی کہتے ہیں کہ یہ اشعار ابن شداد کے ہیں جن کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے:

''وہاں پھر پرامیم کے سوار حاضر ہوئے جو سواریوں کے ساتھ ساتھیوں کے ساتھ جلدی کر رہے تھے۔ اور ابن بادلیس بہترین مالک تھا مگر میری زندگی کی قسم اس کے پاس جوان نہیں تھے، اسی لئے ان میں سے تیس ہزار کو تین ہزار نے شکست دیدی اور یہ ایک بڑی تباہی کی بات ہے۔''

انہوں نے پھر قیروان میں اس سے مقابلہ کیا اور اس کا محاصرہ لمبا کر دیا یوں قیروان کی بستیاں اور نواحی علاقے عربوں کے خرابی ڈالنے، ان کے پرورش پانے کی وجہ سے سلطان کے انتقام لینے کے باعث تباہ برباد ہو گئے۔ لوگ پھر قیروان میں پناہ لینے لگے لہٰذا انہوں نے لوٹ مار کو زیادہ کر دیا اور محاصرے میں شدت کر دی تو اہل قیروان تونس کی طرف بھاگ گئے۔ اب زغبہ اور ریاح قیروان میں گھر گئے تو موسیٰ، شہر کے میدان کے قریب اترا۔ آل زیری میں سے قرابت اور اعیاص بھاگ گئے لہٰذا موسیٰ نے ان کو قابس وغیرہ کا حکمران بنا دیا پھر انہوں نے قسطنطینہ کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے عامل بن ابی سے لڑائی کی اور زناتہ اور مغراوۃ کو لوٹا۔ وہ پھر واپس آ گیا اور چھیالیسویں سال میں عربوں نے افریقہ کے شہروں کو تقسیم کر لیا۔ زغبہ کو طرابلس اور اس کے نواح کا علاقہ ملا جبکہ مرداس بن ریاح کے حصہ میں باجہ اور اس کے نواحی علاقے آئے۔ انہوں نے دوبارہ شہروں کو تقسیم کیا تو ہلال کو تونس سے غرب تک کا علاقہ ملا اور یہ لوگ ریاح، زغبہ، معقل، جشم، قرہ، اثبج اور سفیان سے تعلق رکھتے تھے۔ جب کہ المعز کے ہاتھ سے حکومت چلی گئی اور عائذ بن ابی الغیث تونس شہر پر غالب آ گیا۔ اس نے اسے چھین لیا۔ ابو مسعود نے پھر ان کے شیوخ میں سے مومہ کو بادشاہ بنایا اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے معز کو گورنر بنایا۔ وہ اپنی بیٹیوں کے ذریعے تین امرائے عرب کا سسر یعنی فارس بن ابی الغیث کا، اس کے بھائی عائذ کا اور فضل بن ابی علی مرادی کا اور اس کا بیٹا تمیم اڑتالیسویں المہدیہ کی طرف آیا۔ وہ اس کے بعد نویں سال بھی آیا اور اسے عرب دامادوں کی طرف بھجوایا گیا تھا، وہ ان کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا اور قیروان میں ان کے ساتھ جا ملا۔ انہوں نے اس کی اتباع کی اس نے بحر اور ساحل پر سوار ہو کر اہل قیروان کی اصلاح کی لہٰذا انہیں اس کے بیٹے منصور نے اپنے باپ کے حالات بتائے، وہ حبشیوں اور منصور کو ساتھ لے کر چلے تب عرب بھی آ گئے اور شہر میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے اسے لوٹ لیا، عمارتوں کو تباہ کر دیا اور اس کے حسن اور جمال کے نشانات کو برباد کر دیا۔ انہوں نے اس کی کمائی کے مقامات کا صفایا کر دیا، آل بلکین کے محلات کا نام ونشان مٹا دیا اور دیگر حرمت والی چیزوں کو بھی لوٹ لیا۔ یوں اس کے باشندے متفرق علاقوں میں منتشر ہو گئے، مصیبت بڑھ گئی اور بیماریاں پھیل گئیں۔ یوں علاج مشکل ہو گیا، وہ پھر المہدیہ کی طرف کوچ کر گئے اور وہاں اتر کر انہوں نے نافع چیزوں کو روک کر راستوں میں خرابی پیدا کر کے شہر کا ناطقہ بند کر دیا۔ وہ پھر منہاجہ کے بعد زناتہ سے لڑے اور نواح میں ان پر غالب آ گئے۔ ان کے درمیان لڑائی جاری رہی۔ صاحب تلمسان نے جو محمد بن خزر کی اولاد سے تھا، اور اس کی فوج نے اس دوران انہیں اس کے وزیر ابی سعدی خلیفۃ المیر نی کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار کیا تو انہوں نے اسے شکست دی اور طویل لڑائیوں کے بعد اسے قتل کر دیا۔ یوں افریقہ کے حالات خراب ہو گئے۔ بے آبادی ہو گئی اور راستے کے حالات بگڑ گئے۔ اس وقت زناتہ اور بربریوں میں سے مضافات کی سرداری یفرق مغراوۃ، بنی ماند اور بنی تلومان کے لئے تھی۔ عرب اور زناتہ ہمیشہ اسی کیفیت میں رہے، یہاں تک کہ منہاجہ اور زناتہ افریقہ کے مضافات اور الزاب پر غالب آ گئے جب کہ منہاجہ افریقہ پر غالب آ گئے۔ انہوں نے جو بربری وہاں رہتے تھے انہیں دھمکایا اور انہیں غلام اور خادم بنا کر باجہ لے گئے ان عربوں میں وہ جوان بھی تھے جو افریقہ میں داخل ہونے کے وقت یہاں آئے تھے۔ ان میں سے سب سے بڑا آدمی حسن بن سرخان اور اس کا بھائی بدر اور

فضل بن ناھض بھی تھے، یہ لوگ درید بن اثبج، ماضی بن مقرب، نیونہ بن قرہ اور سلامہ بن رزق کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو بنی کبیر میں سے تھا اور کرفہ بن اثبج کے بطون سے تھا۔ جبکہ شاقہ بن احیمر اور اس کے بھائی صدصیل کو ان سب نے بنی عطیہ کی طرف نسبت دی ہے جو کوفہ اور دیاب بن خانم سے تھے، اگر چہ وہ اسے بنی ثور اور موسیٰ بن یحییٰ سے منسوب کرتے ہیں جبکہ وہ اسے مرداس ریاح نہ کہ مرداس سلیم سے نسبت دیتے ہیں لہٰذا اس بارے میں غلطی سے بچئے، حالانکہ وہ بنی صغیر میں سے ہے جو مرداس ریاح اور زید بن زیدان کا بطن ہے جبکہ وہ اسے ضحاک اور ملیحان بن عباس سے نسبت دیتے ہیں اور وہ اسے جمیر اور زید الحجاج بن فاضل سے نسبت دیتے ہیں۔ دراصل ان کا خیال ہے کہ وہ ان کے افریقہ میں داخل ہونے سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔ فارس بن ابی الغیث اور اس کے بھائی عامر اور فضل بن ابی علی کو مورخوں نے مرداس المقہی سے منسوب کیا ہے، یہ سب لوگ اپنے اشعار میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ زیاد بن عامر افریقہ میں داخل ہونے میں ان کا پیشرو تھا یہی وجہ ہے کہ وہ اس کا نام "ابوالخیر" رکھتے ہیں۔ اس عہد میں جیسا کہ ہم نے نقل کیا ہے، ان کے قبائل ذغبہ، ریاح، اثبج اور قرہ تھے، یہ سب کے ہلال بن عامر سے تھے، بعض اوقات بنو عدی کا بھی ان میں ذکر کر دیا جاتا ہے مگر ہم ان کے حالات سے آگاہ نہیں ہوئے اور نہ ہی اس عہد میں ان کا کوئی مشہور قبیلہ موجود ہے۔ شاید وہ معدوم ہو گئے ہیں اور متفرق قبائل میں منتشر ہو گئے ہیں۔ اسی طرح ربیعہ کا بھی ان میں ذکر کیا گیا ہے مگر ہم اس عہد تک ان سے بھی واقف نہیں ہوئے۔ دراصل جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، ان کا نسب بڑا پیچیدہ ہے اور ان میں ہلال کے علاوہ فزارہ اور اشجع کے بہت سے لوگ شامل ہیں جو غطفان، جشم، بن معاویہ بن بکر بن ہوازن اور سلول بن مرۃ بن صعصعہ بن معاویہ کے بطون سے ہیں جبکہ مفعل، یمنی اور عمرہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار اور بنی ثور بن معاویہ بن عبادہ بن ربیعہ البکا بن عامر بن صعصعہ اور عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان کے بطون سے ہے اور طرود، فہم بن قیس کے بطن سے ہے اگر چہ یہ سب کے سب ہلال اور خصوصاً اثبج میں شامل ہیں کیونکہ ان کے دخول کے وقت، سرداری اثبج اور ہلال کو حاصل تھی لہٰذا یہ ان میں داخل ہو گئے اور انہیں میں شمار ہونے لگے۔ ان ہلالیوں میں سے ایک فرقہ ان لوگوں میں شامل نہ تھا جنہوں نے الیاردزی یا الجرجانی کے عہد میں نیل پار کیا تھا، یہ لوگ اس سے قبل عبیدی کے زمانہ میں برقہ میں تھے، برقہ میں منہاجیوں کے ساتھ ان کے متفرق واقعات ہیں اس دوران انہیں عبد مناف بن ہلال کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے جیسا کہ ان کا ایک شاعر کہتا ہے:

"ہم نے ان کا قرب طلب کیا۔ دراصل بلاعیب جزیل ان عربوں میں سے ہے جن کا چھایا ہوا بادل بہت برسنے والا ہے۔ یوں ایک گھرانے کا معاملہ واضح ہو گیا ہے اور اس کے درمیان طرود ہے جو اس کے قریب ہے۔ ایک دفعہ تین ہزار آدمی مر گئے اور اب ہم میں سے چار ان کے جگروں کا علاج کر رہے ہیں۔"

ایک دوسرا شاعر ان میں سے یہ کہتا ہے کہ:

"اے میرے خدا الخلوق کو سخت مصیبت سے پناہ دے مگر کچھ تھوڑے لوگوں نے جنہیں کوئی پناہ نہیں دیتا، پناہ لے لی ہے۔ اس کے علاوہ قرہ صناف اور اس کے اصل دیم کو ان جنگلوں میں جانے کے لئے مخصوص کر جن کی طرف تو اشارہ کرتا ہے۔"

اس نے ان کے نسب کو صناف میں بیان کیا ہے، ہلال صناف ہیں یہ صرف عبد مناف ہے اگر چہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حاکم کے زمانے میں ان کا شیخ مختار بن قاسم تھا، جب حاکم نے یحییٰ بن علی اندلسی کو فلفلور بن سعید خرورق کی مدد کے لئے منہاجہ کے خلاف طرابلس میں بھیجا جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ بنی خرورق کے حالات میں کریں گے تو اس نے انہیں اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کیا، یوں وہ طرابلس پہنچ گئے۔ انہوں نے یحییٰ بن علی کو شکست دی اور برقہ کی طرف واپس آ گئے۔ اس نے ان کے متعلق پیغام بھیجا مگر وہ محفوظ ہو گئے۔ پھر اس نے انہیں امان بھیجی تو ان کا وفد اسکندریہ پہنچا اور سنہ 394 میں وہ سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ اور ان کے ساتھ قرآن پاک کا معلم ولید بن ہشام بھی تھا جو بنی امیہ کے مغیرہ بن عبدالرحمٰن کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے پاس ایسا موروثی علم ہے جو اس کے اجداد کی حکومت کے اختیار میں ہے اس کی اس بات کو مرامہ، زناتہ اور لواتہ کے بربریوں نے قبول کر لیا اور پھر اس کی شان کے متعلق باتیں کرنے لگے۔ بنو قرہ اور اس کے لوگوں نے اسے پچانویں سال خلیفہ مقرر کر دیا اور برقہ شہر پر غالب آ گئے جب حاکم کی فوج ان کے مقابلہ پر گئی تو اس نے انہیں شکست دی اور ولید بن ہشام اور ان کا تر کی رہنما قتل ہو گیا۔ وہ پھر اسے مصر لے آئے اور شکست کھائی وہ سوڈان کے ملک میں الجا کے علاقے میں گیا لیکن انہوں نے

اس کے عہد کو توڑ دیا اور مصرلا کو قتل کر دیا۔ تاہم بنی قرہ کا یہ گناہ انہیں معاف کر دیا گیا اور جب سنہ 402 کا سال آیا تو انہوں نے منہاجہ کے بادشاہ بادلیس بن منصور کے ہدیہ کو جو افریقہ سے مصر آ رہا تھا، روک کر قبضے میں لے لیا اور برقہ پر چڑھائی کی وہ وہاں کے عامل پر غالب آ گئے اور وہ سمندر میں چلا گیا، یوں یہ برقہ پر قابض ہو گئے اور برقہ میں ہمیشہ ان کی یہی کیفیت رہی۔ جب ان کے ہلالی بھائیوں نے جوزغبہ، ریاح اور اثبج سے تعلق رکھتے تھے، ان کے اتباع میں، افریقہ پر چڑھائی کی تو چڑھائی کرنے والوں میں ان کا شیخ ماضی بن مقرب بھی موجود تھا، جس کا ذکر ہلال کے واقعات میں بیان ہوا ہے۔ ان ہلالیوں کے افریقہ میں داخلہ کے بارے میں کئی طریقوں سے مختلف خبریں بیان ہوئی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ شریف بن ہاشم جو حجاز کا حکمران تھا اور جسے شکر بن ابی الفتوح کہتے تھے، اس نے حسن بن سرحان کو اپنی بہن جازیہ دے کر مصاہرت کی اور اس سے اس کی شادی کر دی۔ اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام محمد تھا، اتنے میں شریف اور ان کے درمیان ناراضگی اور لڑائی ہو گئی تو انہوں نے نجد سے افریقہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ انہوں نے پھر جازیہ کو واپس لینے کے لئے اس کے خلاف حیلہ بازی کی لہٰذا جازیہ نے اپنے والدین کی ملاقات متعلق اس سے اجازت طلب کی تو اس نے اسے ان کی ملاقات کروائی وہ اس کو ساتھ لے کر ان کے خیموں کی طرف گیا۔ لہٰذا وہ اسے اور جازیہ کو لے کر کوچ کر گیا اس سے اس سفر کو پوشیدہ رکھا۔ اس نے اسے جھوٹ موٹ کہہ دیا کہ وہ صبح صبح شکار کے لئے جا رہے ہیں اور شام کو گھر واپس آ جائیں گے لہٰذا اسے ان کے سفر کر جانے کا پتہ نہیں چلا یہاں تک کہ وہ اس کی حکومت کی جگہ کو چھوڑ گئے اور ایسے علاقے میں چلے گئے جہاں اس کا حکم ان پر نہیں چل سکتا تھا، یوں وہ اسے چھوڑ گئے اور وہ مکہ میں اپنی جگہ واپس آ گیا۔ اس کے دل میں پھر جازیہ کی محبت کی بیماری سرایت کر گئی اور وہ بھی اس کے بعد اس کی محبت میں دکھ برداشت کرتی رہی۔ یہاں تک فوت ہو گئی۔ اس کے واقعات کو لوگ ایسے رنگ میں نقل کرتے ہیں جس سے قیس اور کثیرہ کے واقعات بھی ماند پڑ جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس کے واقعات کو صحیح طور پر بیان کرتے ہیں مگر ان میں مصنوعی اور جھوٹے واقعات بھی ہیں جن میں بلاغت کی کسی بات کو نہیں چھوڑا گیا حالانکہ اس واقعہ کو بلاغت کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ جیسا کہ ہم نے اس کتاب کی کتاب اول میں بیان کیا ہے۔ ہاں اس شہروں کے خاص اہل علم اس کی روایت سے بے رغبتی کرتے ہیں، اور اس کے اعراب کی غلطیوں کی وجہ سے اس سے بُرا مناتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اعراب، بلاغت کی اصل ہے اور یہ روایت اعراب بلاغت کی اصل ہے۔ یہ روایت دراصل اعراب کے مطابق نہیں اور ان اشعار میں بناوٹ کا بہت دخل ہے۔ اس کے علاوہ ان میں صحت روایت کا فقدان پایا جاتا ہے، اس لئے اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس کی روایت درست ہوتی تو اس میں زنانہ کے ساتھ ان کی لڑائیوں کے واقعات، ان کے جوانوں کے ناموں کا ضبط اور ان کے بہت سے احوال کے شواہد موجود ہوتے لیکن ہم اس کی روایت پر یقین نہیں کرتے۔ دراصل بعض اوقات عقلمند آدمی بلاغت سے ہی یہ بات سمجھ جاتا ہے کہ اس میں سے کچھ واقعہ مصنوعی ہے اور پھر اس پر بناوٹ کی تہمت لگاتا ہے۔ مختصر یہ کہ وہ لوگ جازیہ اور شریف کے واقعے کے متعلق سلف سے خلف تک اور ایک نسل سے دوسری نسل تک متفق ہیں۔ شاید اس واقعے پر کوئی نکتہ چینی کرنے والا اور اسے شک کی نگاہ سے دیکھنے والا ان کے نزدیک جنون اور خلل مفرط سے متہم ہو جائے کیونکہ یہ واقعہ ان کے درمیان تواتر سے ثابت ہے۔ یہ شریف جس کے متعلق لوگ اشارے کرتے ہیں، ہواشم میں سے تھا اور اسے شکر بن ابی الفتوح الحسن بن ابی جعفر بن ہاشم محمد بن موسیٰ بن عبداللہ ابی اکرام بن موسیٰ الجون بن عبداللہ بن ادریس کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ ابوالفتوح وہ شخص ہے جس نے حاکم عبیدی کے زمانے میں اپنے نام کا خطبہ دیا اور بنوالجراح نے جو شام میں، طی کے امراء ہیں، اس کی بیعت کی، اس کے متعلق انہوں نے آدمی بھیجے اور یہ ان کے قبائل تک پہنچا، اس کے بعد سب عربوں نے اس کی بیعت کر لی پھر ان پر حاکم عبیدی کی فوجیں غالب آ گئیں اور یہ مکہ واپس آ گیا اور سنہ 430 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا شکر حکمران بنا جو 53 ویں سال فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمران بنا جس کے متعلق ہلالیوں کا خیال ہے کہ وہ جازیہ کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ یہ بات علویوں کے حالات میں پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ ابن حزم نے بھی اس کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن سعید کہتا ہے کہ وہ سلیمانیوں میں سے ہے، جو محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن بن الحسن السبط کی اولاد میں سے ہے اور جس کی بیعت ابوالزاب شیبانی نے ابن طباطبا کے بعد کی تھی اسے الناہض بھی کہتے ہیں۔ یہ مدینہ میں آیا پھر حجاز پر قابض ہو گیا۔ اس کے ملک کی حکومت اس کے بیٹوں میں قائم رہی۔ یہاں تک کہ یہ ہواشم غالب آ گئے جو حسن و حسین کے قریبی جد ہیں اور ہاشم اعلیٰ دیگر شرفا کے درمیان مشترک ہے لہٰذا اس کا

نام ایک کو دوسرے سے تمیز دینے کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا۔ اس کے عہد کے ہلالیوں میں سے میں جس پر اعتماد کرتا ہوں اس نے مجھے بتایا ہے کہ اسے شریف شکر کے علاقے سے واقفیت حاصل ہے اور وہ ارض نجد میں فرات کے نزدیک ایک جگہ ہے۔ اس عہد میں اس کا ایک بیٹا بھی وہاں پر مقیم ہے۔ باقی واللہ اعلم۔

ان کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ جب جازیہ افریقہ کی طرف چلی گئی اور شریف سے الگ ہوگئی تو اس نے اس کے پیچھے آدمی بھیجے جن میں ماضی بن مقرب بھی تھا جو درید کے جوانوں میں سے ہے۔ مستنصر نے جب انہیں افریقہ کی طرف بھیجا تو اس نے افریقہ کے شہروں اور سرحدوں پر اس کے اچھے جوانوں کو مقرر کیا اور ان کے امور کو ان کے سپرد کیا لہٰذا اس نے موسیٰ بن یحییٰ مرادا سی کو قیروان اور باجہ پر، زغبہ کو طرابلس قابس پر اور حسن بن سرحان کو قسنطینہ پر مقرر کیا۔ جب رفتہ رفتہ منہاجہ شہروں پر غالب آ گئے تو رعایا کو شہروں میں تکالیف کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ عربی نسل کو جب سے یہ وہاں موجود تھی کوئی مرتب اور منظم کرنے والا نہیں تھا لہٰذا انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شہروں سے نکال باہر کیا۔ وہ پھر مضافات میں جا کر قابض ہو گئے اور رعایا نے لوٹ مار، فساد اور راستوں کی خرابی کی وجہ سے بڑی تکالیف اٹھائی۔ جب منہاجہ غالب آئے تو زناتہ نے ان کی مدافعت کی کوشش کی کیونکہ وہ صحرائی ہونے کی وجہ سے بہت جنگجو اور بہادر تھے لہٰذا انہوں نے ان سے لڑائی کی اور افریقہ اور مغرب الاوسط سے ان کی طرف واپس لوٹ آئے۔ اب صاحب تلمسان نے بنی خزر سے اپنے قائد ابوسعدی فتری کو تیار کیا لہٰذا ان کے اور اس کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ یہاں تک انہوں نے اسے الزاب کے نواح میں قتل کر دیا اور وہ تمام مضافات پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد زناتہ، افریقہ اور الزاب میں ان کی مدافعت سے عاجز آ گئے، ان کے درمیان جبل راشد اور مصاب کے مضافات میں جو مغرب الاوسط کے علاقے سے تعلق رکھتا ہے، رن پر زبردست لڑائی ہوئی تو انہیں غلبہ حاصل ہو گیا اور انہوں نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے، یوں منہاجیوں نے ان سے نہایت ذلت کے ساتھ اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اکیلے ہی علاقوں کے مالک ہوں گے اور ان کا کچھ تعلق بھی نہیں ہوگا۔ اب ان میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی اور اثبج نے ریاح اور زغبہ پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اس دوران قلعہ کے حاکم قاصر بن عباسؒ نے ان کی مدد کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور زناتہ کو بھی اکٹھا کر لیا۔ ان لوگوں میں معزبن زیری فاس کا حاکم بھی شامل تھا جو مغرادہ میں سے تھا، ان سب لوگوں نے ارس میں پڑاؤ کیا۔ اس کی وجہ سے ریاح اور زغبہ بھی ان سے آ ملے۔ اب معزبن زیری مغرادی نے قاصر اور منہاجہ کے ساتھ دسیسہ کاری سے ایک چال چلی، انہوں نے انہیں تمیم بن تمیم سے خیال کیا لیکن معزبن بادیس حاکم قیروان نے انہیں شکست دیدی تو عربوں اور زناتہ نے قاصر اور اس کے خیموں کو لوٹ لیا اور اس کا بھائی قاسم قتل ہو گیا۔ وہ قسنطینہ کی طرف بھاگ گیا اور ریاح اس کے تعاقب میں تھا وہ پھر قلعہ میں چلا گیا تو انہوں نے وہاں اس کا مقابلہ کیا، اس کی دیواروں اور چھتوں کو خراب اور برباد کر دیا اور وہاں کے شہروں کو بڑے برے طریقے سے لوٹ لیا۔ انہوں نے طنبہ اور مسیلہ کو برباد کیا اور وہاں کے باشندوں کو خوفزدہ کیا اور پھر گھروں، بستیوں اور شہروں کو چٹیل میدان بنا دیا انہوں نے وہاں کے پانی کو زمین میں جذب کر دیا اور درختوں کا ایندھن بنا دیا، زمین میں فساد کیا اور افریقہ اور مغرب میں منہاجہ کے بادشاہوں اور شہروں کے منتظمین کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے انہیں حاکم بنا دیا جو ان کی جوانب کی نگرانی کرتے اور ان کی گھات میں بیٹھتے تھے اور ان کے وطن میں ان سے خراج لیتے تھے۔ ان کا مسلسل یہی رویہ رہا یہاں تک کہ قاصر بن علناس نے قلعے کی سکونت چھوڑ دی۔ اس نے پھر ساحل پر بجایہ شہر کی حد بندی کی اور وہیں اپنا ذخیرہ بھی لے گیا۔ اس نے اسے اپنی رہائش کے لئے تیار کیا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا منصور اس قوم کے ظلم اور فساد سے بھاگ کر پہاڑوں کی رکاوٹوں اور راستوں کی دشواری کے باوجود اپنی سواریوں پر نواح میں آ گیا، انہوں نے وہیں اقامت اختیار کر لی اور قلعے کو چھوڑ دیا دہ باقی ماندہ ایام میں ان قبائل میں سے اثبج کو سرداری کے لئے مخصوص کرتے تھے پھر اثبج کی جمعیت منتشر ہو گئی اور منہاجہ کے جانے سے ان کی حکومت بھی جاتی رہی۔ جب مغرب کی دوسری حکومتوں پر سنہ 541 میں موحدین غالب آ گئے تو موحدین کے شیخ عبدالمومن نے افریقہ کی طرف رفتہ رفتہ چڑھائی کی۔ اس دوران الجزائر میں اس عہد کے دو امیر ابوالجلیل شاکر امیر اثبج اور حباس بن مسیغر جو جشم کے جوانوں میں سے تھا، اس کے پاس گئے۔ لہٰذا یہ ان دونوں کو اچھی طرح ملا اور انہیں اپنی قوم پر سردار بنا دیا پھر وہ خود سیدھا آگے چلا گیا اور انسٹھویں سال میں بجایہ کو فتح کر لیا۔ اس دوران منہاجہ کی دعوت پر ہلالی عربوں نے گڑبڑ کر دی۔ ان میں ریاح کا امیر معزز بن زناد بن بادخ بھی تھا جو بنی علی بن ریاح کے ایک بطن سے تھا لہٰذا موحدین کی فوجیں انہیں ملیں اور ان کا رہنما عبداللہ بن عبدالمومن تھا، انہوں نے آپس میں دوستی کر لی اور موت کے گھاٹ

میں بھی ان کے پاؤں ثابت قدم رہے۔اس کے بعد چوتھی باران کی جمعیت باغی ہوگئی اور موحدین ان پر غالب آ گئے ،انہوں نے ان کے اموال کو لوٹ لیا،ان کے مردوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا۔محسن سبتہ تک ان کا پیچھا کیا۔اس کے بعد انہیں ہوش آ گیا اور وہ موحدین کے غلبے کے سامنے بے بس ہوکر ان کی دعوت میں شامل ہو گئے۔یوں وہ ان کی اطاعت میں لگ گئے۔اب عبدالمومن نے ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور وہ ہمیشہ اسی حالت پر قائم رہے۔موحدین انہیں ہمیشہ اپنے اندلس کے جہاد میں لے جاتے رہے اور بعض اوقات انہیں شعروں میں مخاطب کرتے لہٰذا انہوں نے عبدالمومن کے ساتھ اس کے بیٹے یوسف کو بھی انعامات دیئے،جیسا کہ ان کی حکومت کے واقعات میں یہ بات بیان ہوئی ہے۔اور وہ پھر ہمیشہ اسی حال پر قائم رہے یہاں تک کہ بنو غانیۃ المسوفیون نے جو میورقہ کے امراء تھے حکومت کے خلاف بغاوت کی اور اپنے جنگی جہازوں کے بیڑوں میں سمندر پار کر کے بجایہ کی جانب چلے گئے۔انہوں نے سنہ 581 میں منصور کی حکومت کے آغاز میں اسے حاصل کر لیا اور موحدین کی اطاعت ترک کرنے سے پردہ اٹھایا۔انہوں نے پھر عربوں کو بھی اس کی دعوت دی لیکن وہ اپنی عادت پر جمے رہے اور جشم اور ریاح کے قبائل اور جھور اثج نے جو ان ہلالیوں میں سے تھے،اس کی بات کو بہت جلد قبول کیا۔تاہم جب موحدین کی فوجوں نے ان کے ظلم کو روکنے کے لئے افریقہ کی طرف حرکت کی تو زغبہ کے قبائل ان سے آ ملے،وہ بھی انہیں میں شامل تھے۔جبکہ بنو غانیہ فاس چلے گئے اور ان کے ساتھ سب جشم اور ریاح کے لوگ تھے۔ان کے ساتھ ان کی تمام مسوتی قوم اور ان کے لمتونی بھائی بھی علاقوں سے آ ملے اور اس دعوت عباسی سے متمسک ہو گئے جس کے امراء مغرب میں بنو تاشفین تھے۔انہوں نے اس دعوت کو اپنے نزدیک کے متفرق قبائل میں قائم کیا اور فاس میں اتر کر بغداد میں خلیفہ مستنصر سے اپنے لئے تجدید عہد کا مطالبہ کیا۔انہوں نے اپنے کاتب عبدالبر بن فرسان کو اس کے پاس بھیجا تو اس نے ابن غانیہ کو سردار مقرر کر دیا اور اسے موحدین کے ساتھ لڑائی کرنے کی اجازت دیدی۔جلد اس کے پاس بنی سلیم بن منصور کے قبائل جمع ہو گئے اور وہ ہلالیوں کے اجازت ملنے پر افریقہ آئے۔قراقوش ارمنی نے اس سلسلے میں اس کی مدد کی۔ہم اس کے حالات کو المیر وتی کے حالات میں بیان کریں گے۔اس کے بعد علی بن غانیہ کے لئے عرب وعجم اور ملثمین کی سب فوجیں جمع ہوگئیں اور اس نے نواحی علاقوں پر غلبہ پالیا اور بلاد جرید کو فتح کر لیا،یوں وہ قفصہ،نور اور نفطہ پر قابض ہو گیا۔مراکش سے منصور،مغرب کی قوموں،زناتہ،مصامدہ اور زغبہ کو جو ہلالیوں سے تعلق رکھتی تھیں اور جھور اثج کو مقابلے کے لئے کھینچ لایا۔لہٰذا یہ لوگ محض عمرہ میں جو قفصہ کی جہات سے ہے،اس کے ہراول دستے پر ٹوٹ پڑے پھر وہ تونس سے ان کی طرف رفتہ رفتہ بڑھا تو انہیں شکست ہوئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی۔اس نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ انہیں برقہ کے صحراؤں کی طرف بھگا دیا۔اس نے بلاد قسنطینہ،نابی اور قفصہ کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اس کے بعد ہلالیوں میں سے جشم اور ریاح کے قبائل نے دوبارہ اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس کی دعوت کی پناہ لے لی لہٰذا اس نے انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف جلاوطن کر دیا اور جشم کو بلاد تامسنا اور ریاح کو بلاد ہبط اور ازغار میں اتارا جو سواحل طنجہ سلا تک کے علاقے کے قریب ہی واقع ہے۔جب سے ہلالی افریقہ اور اس کے نواح پر غالب آئے ہیں لحوم،بلاد تاتہ میں ہے۔علاوہ ازیں مصاب کا علاقہ،صحرائے افریقہ اور صحرائے مغرب الاوسط کے درمیان جہاں پر وہ محلات ہیں جنہیں نئے سرے سے تعمیر کیا گیا ہے۔ان کے قبائل میں سے جو شخص اس خطے کا والی ہوا ہے،اس کے نام پر ان کا نام رکھا گیا ہے۔یہ یاد رہے کہ بنو یادین اور زناتہ جو بنو عبدالواد ہیں اور توجین اور مصاب اور بقور اور دال اور بنو راشد موحدین کی حکومت کے آغاز ہی سے ان کے پیروکار تھے وہ اپنے امثال بنو مرین وغیرہ سے ان کے زیادہ قریب تھے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا وہ دراصل مغرب الاوسط کے سبزہ زاروں اور ٹیلوں کے مالک تھے۔جہاں زناتہ کا کوئی آدمی قریب نہیں رہتا تھا۔وہ گرمی کے سفر میں ان کے مابین گھومتے رہتے تھے کیونکہ ان کے سوا کسی آدمی کو وہاں پھٹکنے کی اجازت نہیں تھی گویا وہ موحدین کی فوج اور ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے ان دنوں ان کے معاملات صاحب تلمسان کی طرف جاتے تھے جو قرابہ کا سردار تھا۔زغبہ کا یہ قبیلہ بنی یادین کے ساتھ اس وقت اترا تھا جب وہ اپنے ہلالی بھائیوں سے علیحدہ ہوئے تھے،اور ان کے گروہ کی طرف آ گئے تھے۔اس کے بعد یہ سب کے سب مصاب سے جبل راشد تک مغرب الاوسط کا مقصود بن گئے حالانکہ اس سے قبل ان کے حصہ میں قابس اور طرابلس آئے تھے ان کی پھر اولاد حزدرق جو طرابلس کے حکمران تھے۔ان کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہوئیں اور انہوں نے سعد بن عزرون کو قتل کر دیا۔یہ اس دوسرے وطن میں مشہ بن غانیہ کے ساتھ آئے اور اس سے موحدین کی طرف منحرف ہو گئے بعد ازاں ان کے اور بنی یادین کے درمیان ہمسائیگی،وطن کے دفاع،دشمن کی تکلیف اور اس کے اچانک حملہ کرنے سے اسے

بچانے کے لئے معاہدہ ہوا اور وہ ایک دوسرے کے پڑوس میں رہے۔ اس دوران زغبہ، صحراؤں میں اور بنو یادین ٹیلوں اور مضافات میں اقامت پذیر ہوگئے، پھر ریاحیوں کا امیر مسعود بن سلطان بن زمام بلاد ہبط سے بھاگ کر بلاد طرابلس میں آ گیا، وہ قبائل بنی سلیم میں سے زغب و ذناب کے ہاں مہمان اترا اور مراقش بن ریاح کے پاس پہنچا۔ جب اس نے طرابلس کو فتح کیا تو وہ اس کے ساتھ گیا۔ اور وہیں فوت ہو گیا۔ اس دوران المیر ونی کے مقابلہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ گیا اور اسے شکست دی۔ اس نے اس کی قوم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ محمد بن مسعود کی قوم میں سے ایک گروہ نے بھی شکست کھائی جن میں اس کا بیٹا عبداللہ اور اس کا عم زاد حرکات بن ابی الشیخ بن عساکر بن سلطان اور قرہ کے شیوخ میں سے ایک شیخ بھی تھا لہٰذا انہیں قتل کر دیا گیا جب کہ یحییٰ بن غانیہ صحرا میں اپنے گرنے کی جگہ کی طرف بھاگ گیا۔ بعد ازاں ہلال اور سلیم کے ان قبائل اور ان کے اتباع کے یہ حالات مسلسل ایسے ہی رہے۔ اب ہم ان کے حالات، ان کے امور کے عواقب کا تذکرہ اور ان کے ایک ایک فرقے کا شمار کریں گے اور خاص طور پر اس کا ذکر کریں گے جو اس زمانے میں اپنے قبیلے اور اثر کے لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے۔ جو قبیلے ان میں سے ختم ہو چکے ہیں، ہم ان کے تذکرے کو سمیٹ دیں گے اور اثبج کے ذکر سے ابتداء کریں گے کیونکہ انہیں منہاجہ کے زمانے میں سب سے پہلے سرداری حاصل تھی جیسا کہ ہم اس کے تذکرہ میں بتا چکے ہیں اس کے بعد پھر ہم جشم کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ بھی انہیں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس کے بعد پھر ریاح اور زغبہ اور معقل کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ ہلال کے دشمنوں میں سے ہیں پھر ہم سلیم کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ ان کے بعد آئے ہیں۔ اور خلق قدیم اللہ ہی کے لئے ہے۔

ہلال بن عامر سے تعلق رکھنے والے اثبج اور ان کے بطون کی روداد جن کا تعلق چوتھے طبقے سے ہے

ہلالیوں میں سے اثبج زیادہ تعداد اور زیادہ بطون والے تھے۔ یعنی انہیں ان سب پر فوقیت حاصل تھی۔ ان میں سے ضحاک، عیاض، مقدم، لطیف، درید اور کرفہ وغیرہ تھے جو ان کے نسب میں نمایاں ہوتے رہے اور درید میں بطنان اور عتر تھے۔ وہ اپنے خیال کے مطابق کہتے تھے کہ اثبج ابن ابی ربیعہ ابن نہیک بن ہلال ہے اور کرفہ اثبج کا بیٹا ہے۔ ان کی بڑی جمعیت اور طاقت تھی اور یہ افریقہ میں داخل ہونے والے تمام ہلالیوں میں سب سے زیادہ قبائل والے تھے۔ ان کے ٹھکانے جبل کے قبائل والے تھے۔ جب کہ ان کے ٹھکانے جبل کے مقابل یا سرقیہ کی کسی چوٹی پر تھے۔ جب افریقہ میں اثبج کی حکومت قائم ہوگئی تو منہاجہ نے مضافات پر غلبہ پالیا تب ان کے درمیان لڑائی برپا ہوگئی اور واقعہ یہ ہوا کہ حسن بن سرحان جو درید قبیلے سے تھا، اس نے شبانہ بن احیمر کو دھوکے سے قتل کر دیا جو کرفہ قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اب کرفہ اس کے پیچھے پڑ گئے پھر اس کی بہن جازیہ نے اپنے خاوند ماضی بن مقرب بن قرہ کو ناراض کر دیا اور اپنے بھائی کے ساتھ آ ملی۔ بھائی نے اسے خاوند کے پاس جانے سے روک دیا لہٰذا قرہ اور کرفہ، حسن اور اس کی قوم سے لڑائی کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ عیاض نے ان کی مدد کی اور یہ جنگ حسن بن سرحان کے قتل ہونے تک جاری رہی جسے شبانہ بن احیمر کی اولاد نے قتل کیا۔ یوں اس سے اپنے باپ کا بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد درید کو، کرفہ اور عیاض اور قرہ پر غلبہ حاصل ہو گیا اور لڑائی مسلسل ان کے درمیان جاری رہی، یوں ان کی حالت ابتر ہوگئی اور موحدین کی حکومت آ گئی وہ اسی پراگندہ حالی اور جنگی کیفیت میں تھے اور ان کے بطون کی منہاجہ کے ساتھ دوستی تھی لہٰذا جب موحدین نے افریقہ پر قبضہ کر لیا، تو ان میں سے عاصم، مقدم اور قرہ اور جشم میں سے ان کے پیروکار مغرب کی طرف منتقل ہو گئے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ ان کے بعد ریاح کو افریقہ میں غلبہ حاصل ہو گیا اور انہوں نے قسنطینہ کے نواح پر باآسانی قبضہ کر لیا جبکہ ان کا شیخ مسعود بن زمام، مغرب سے ان کی طرف واپس چلا گیا۔ لہٰذا زواودہ امراء اور حکومتوں پر غالب آ گئے۔ ان پر ان کا برا اثر پڑا اور یہ بقایا اثابج پر بھی غالب آ کر الزاب کی بستیوں میں اتر گئے اور لڑائی سے رک گئے۔ انہوں نے بستیوں اور قلعوں کو اپنا وطن بنا لیا اور جب بنو ابی حفص نے زواودہ سے عہد شکنی کی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو گا تو بنی سلیم کو ان پر بہت غصہ آیا، انہوں نے انہیں قیروان میں اتار دیا۔ اور اثابج کے بطون میں سے کرفہ کو چن لیا۔ جو ریاح سے برسر پیکار تھے۔ اس وجہ سے حکومت نے انہیں مشرقی جانب کا ٹیکس دیا جو اور اس اور الزاب کے بہت سے مشرقی شہروں کا تھا جہاں پر ان کے سرمائی محل تھے۔ جب ان کی حکومت کی ہوا اکھڑ گئی، اس کی جدت کہنہ ہوگئی اور ریاح کو ان پر غلبہ حاصل ہو گیا تو وہ میدانوں میں لڑنے والوں پر غالب آ گئے اب کرفہ جبل اور اس پر آ اترے جہاں پر ان کی جاگیریں تھیں لہٰذا وہ زچ ہو کر

متفرق طور پر یہاں پر ٹھہر گئے۔ انہوں نے پھر اسے وطن بنالیا تاہم بسا اوقات ان کے بعض آدمی الزاب کی سرحدوں کی طرف چلے جاتے جیسا کہ ہم ان کے بطون کے متعلق بیان کریں گے اور ان کے بہت سے بطون ہیں۔ ان میں سب سے اول بنو محمد بن کرفہ ہیں اور یہ کلیبیہ کے نام سے معروف ہیں جبکہ سعیب بن محمد بن کرفہ بن کلیب کی اولاد، الشبہ کے نام سے معروف ہے۔ دوسری طرف صبیح بن فاضل بن محمد بن کلیب کی اولاد الصحتہ کے نام سے معروف ہے۔ سرحان بن فاضل کی اولاد السرحانیہ کے نام سے معروف ہے، یہ لوگ اصیل ہیں اور جبل اور اس کے جو الزاب کے قریب ہے، یہودی بن کراپنا وطن بنائے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد نافت بن فاضل کی اولاد ہے جنہیں کرفہ میں سرداری حاصل ہے۔ انہیں سلطان نے کئی جاگیریں دی ہوئی ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ ان کے تین قبیلے ہیں: اولاد مساعد، اولاد ظافر اور اولاد قطعیہ جبکہ سرداری اولاد مساعد کے ساتھ مخصوص ہے جو علی بن جابر بن فتاح بن مساعد بن نابت کی اولاد میں ہے۔ بنو محمد اور مروانہ، اولاد نابت کی جگہوں کے مقابلے میں جنگلوں میں گھومنے پھرنے والے ہیں اور اپنی خوراک کے لئے اہل جبل اور اولاد نابت سے غلہ تول کر لیتے ہیں۔ بسا اوقات صاحب الزاب انہیں اپنے فوجی کاموں اور دیگر مقاصد کے لئے استعمال کر لیتا ہے۔ درید، اثبج سے زیادہ معزز اور بلند شان ہیں یہی وجہ ہے کہ افریقہ میں داخل ہوتے وقت تمام اثبج پر حسن بن سرحان بن دیرہ کو سرداری حاصل تھی جو ان کا ایک بطن ہے۔ ان کے علاقے ولد العناب سے قسطنیہ اور طارف مصقلہ اور اس کے سامنے کے جنگلوں تک تھے۔ ان کے اور کرفہ کے درمیان وہ لڑائی ہوئی جس میں حسن بن سرحان قتل ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ اور وہیں پر اس کی قبر بھی موجود ہے۔ یہ بہت سے بطون ہیں جن میں اولاد عطیہ بن درید، اولاد سرد بن درید اولاد جابر اللہ جو عبداللہ بن درید کی اولاد میں سے ہے۔ اس کے علاوہ توبہ جو عبداللہ کی اولاد سے ہے اور وہ توبہ بن عطاف بن جبر بن عطاف بن عبداللہ ہے اور انہیں ہلال کے درمیان بڑی سرداری حاصل تھی۔ ان کے شعراء نے ان کی بڑی مدح کی ہے، ان میں سے ایک شاعر کا قول یہ ہے:

''درید کو جنگل کی سرداری حاصل ہے اور وہ سخاوت سے ایسے تر ہے جیسے پانی سے تر ہر زمین بہترین ہوتی ہے۔ اے جوان! تو مرہ کے اوطان کا مشتاق ہے لیکن ان کے ساتھ درید کے سب آدمی بھی ہیں جنہیں وہ بڑی چھپائے ہوئے ہے۔ انہوں نے اعراب کو عرب بنا دیا ہے یہاں تک کہ وہ بلند شان کاموں کی وجہ سے عرب بن گئے ہیں۔ وہ ان کے چھوٹے سے کام کی بھی نفی نہیں کرتا۔ اب تو انہوں نے کچھ دیر کے لئے آگ کا طریقہ چھوڑ دیا ہے حالانکہ ان کی سواریاں پتھروں سے قوت حاصل کرتی تھیں۔''

یاد رہے کہ اولاد عطیہ کی سرداری، اولاد بنی مبارک بن حباس میں تھی اور ارض قسطنیہ میں ان کا سردار تلتہ بن حلوف تھا وہ پھر مٹ مٹا گئے اور توبہ تلتہ بن حلوف پر غالب آ گئے۔ اس کے بعد وہ اپنے ٹھکانے طارق مصقلہ سے اپنے بادشاہوں کے ساتھ رفتہ رفتہ ان کی طرف گئے، پھر وہ جنگل کے سفر سے عاجز آ گئے۔ انہوں نے اونٹوں کو چھوڑ کر بکریوں اور گایوں کو پال لیا اور قرض دینے والے قبائل میں شمار ہونے لگے۔ اکثر اوقات سلطان نے ان سے فوجی مدد مانگی اور وہ اپنی فوج سے اس کی مدد کرتے۔ ان کی سرداری وشاح بن عطوۃ بن عطیہ بن کمون بن قرح بن توبہ کی اولاد اور مبارک بن عامر بن عطیہ بن عطوۃ کی اولاد میں تھی۔ اس زمانے تک بھی یہ سرداری انہی میں ہے۔ ان کے پڑوس میں اولاد سرور اور اولاد جار اللہ اپنے طریقے پر چل رہی ہے اس عہد میں اولاد وشاح کی سرداری، نجم بن کثیر بن جماعت بن وشاح اور احمد بن خلیفہ بن رشاش بن وشاح کے درمیان تقسیم ہے، اسی طرح مبارک بن عامر کی اولاد کی سرداری بھی ماح بن محمد بن منصور کے درمیان منقسم ہے جبکہ اولاد جار اللہ کی سرداری عنان بن سلام کے بیٹوں میں ہے اور عاصم اور مقدم اور ضحاک اور عیاض، مشرف بن اثبج کی اولاد ہیں۔ لطیف جو ہے وہ ابن سرح بن شرف ہے، انہیں اثابج کے درمیان قوت اور تعداد حاصل ہے۔ یاد رہے کہ عاصم اور مقدم، موحدین کی اطاعت سے منحرف ہو کر ابن غانیہ کی طرف چلے گئے تھے لہٰذا یعقوب بن منصور نے انہیں مغرب کی طرف بھجوا دیا اور تامسنا نے ان کو جشم کے ساتھ اتارا۔ ان کے حالات تفصیل سے آگے بیان ہوں گے۔ عیاض اور ضحاک افریقہ میں ہی اپنے ٹھکانوں پر قائم رہے لہٰذا عیاض کے لوگ جبل کے قلعہ پر اترے جو بنی حماد کا قلعہ ہے، وہ اس کے قبائل پر قابض ہو گئے اور انہوں نے انہیں ان کی حکومت پر غالب کر دی۔ وہ اپنا ٹیکس لینے لگے۔ اس دوران جب ریاح کی مدد سے حکومت ان پر غالب آ گئی تو یہ رعایا کا دفاع کرنے لگے اور ان کا ٹیکس سلطان کے لئے ہوتا تھا۔ یہ پھر اس پہاڑ میں سکونت پذیر ہو گئے جس کا طول مشرق سے مغرب تک اتنا ہے جتنا ثنیہ غنیتہ اور قصاب کا بنی یزید بن زغبہ کے وطن تک ہے۔ ان کی سرداری اولاد دیفل میں ہے اور ان کے ساتھ ان کا ایک بطن بھی ہے

جنہیں الزبر کہتے ہیں۔اس کے بعد مرتفع اور خراج بھی ان کے بطون میں سے ہیں۔مرتفع کے تین بطون ہیں یعنی اولا دتبار،ان کی سرداری محمد بن موسیٰ کی اولاد میں ہے۔اولا دخیاش،ان کی سرداری بنی عبدالسلام میں ہے اور اولا دعبدوس جن کی سرداری بنی صالح میں ہے۔اولا دتبار اور اولاد خساش سب کے سب اولا دخساش کی حفاظت کرتے ہیں اور خراج کی سرداری،اولا دزائدہ بنی عباس بن خصی کو حاصل ہے جو غربی جانب سے خراج اولا دصخر کا پڑوسی ہے جبکہ اولا درحمت،بطون عیاض میں سے ہے یہ ہلالی اثانج کے آخری وطن تک بنی یزید بن زغبہ کے پڑوسی ہیں۔ضحاک کے بہت سے بطون ہیں،لیکن ان کی سرداری ان کے دوسرداروں کے درمیان تقسیم ہے۔اور وہ یہ ہیں:ابوعطیہ اور کلب بن منیع۔کلب بنوعطیہ پر موحدین کی حکومت کے آغاز میں اپنے دونوں قبیلوں کی سرداری پر غالب آ گیا تھا لہٰذا وہ ان کے خیال میں مغرب کی طرف چلا گیا پھر صحرائے سجلماسہ میں سکونت پذیر ہوگیا اس نے وہاں کارنامے کیے یہاں تک کہ موحدین نے اسے قتل کر دیا یا پھر اسے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا۔ان کے واقعات بیان کرنے والے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔اب الزاب میں ان کی خوراک باقی رہ گئی یہاں تک کہ مسعود بن زمام اور زواودہ ان پر غالب آ گئے۔انہوں نے انہیں اپنے لوگوں میں شامل کر لیا پھر یہ لڑائی سے عاجز ہو گئے تو بلادالزاب میں جا کر انہوں نے وہاں پر شہر بنائے۔یہ پھر اس زمانے تک اسی حالت میں ہیں۔لطیف کے بھی بہت سے بطون ہیں جن میں اللینی بھی ہیں جو کسلان بن خلیفہ بن لطیف بیروذی مطرف اور ذوی ابی الحلیل اور ذوی حلال بن معانی کی اولاد ہیں۔ان کے علاوہ ان میں سے اللقامنہ بھی ہیں جو لقمان بن خلیفہ بن لطیف کی اولاد ہیں۔ان میں اولاد جریر بن علوان بن محمد بن لقمان اور نزار بن معن عیا بھی ہے۔یہ خیال رہے کہ اسی کی طرف بنی مری کا نسب لوٹتا ہے جو اس عہد میں الزاب کے حکمران ہیں اور انہیں بڑی کثرت اور تازگی حاصل ہے پھر یہ لڑائی سے عاجز آ گئے جب ان کی جمعیت کم ہوگئی اور ان کے بادشاہ منتشر ہو گئے تو ان کے بعد زواودہ نے مضافات میں ان پر غلبہ پالیا۔جمہور اثبج میں سے جو لوگ مغرب کی طرف جا سکتے تھے،وہ مغرب کی طرف چلے گئے لیکن وہاں ذلیل ہو گئے کیونکہ ریاح اور زواودہ ان پر غالب آ گئے۔لہٰذا یہ بلادالزاب میں اتر گئے اور وہاں انہوں نے درمن اور عرسدا کی طرح قلعے اور شہر بنائے۔بادس اس عہد میں اس رعایا میں شامل ہے جو الزاب کے امیر کو ٹیکس دیتی ہے۔قدیم سرداری کے زمانے سے ان کے کھجوروں کے درخت ہیں جنہیں انہوں نے خیر باد نہیں کیا اور وہ اس عہد تک اسی طرح رہ رہے ہیں ان کے محلات میں الزاب میں،پڑوس میں رہنے والوں کے ساتھ مسلسل لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں اور الزاب کا گورنر ان میں سے کچھ کے ذریعے بعض کا دفاع کرتا ہے اور ان سب سے اپنا خراج پورا کر لیتا ہے۔بہرحال اللہ تعالیٰ بہتر وارث ہے۔ان اثبج کے ساتھ القمور آ ملتے ہیں اور غالب ظن یہ ہے کہ وہ عمرو بن عبدمناف کی اولاد سے ہیں۔یہ درست ہے کہ وہ عمر بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال کی اولاد سے نہیں،کیونکہ ریاح،زغبہ اور اثبج بن ابی ربیعہ کے درمیان ہم کوئی نسبت نہیں پاتے بلکہ ہم ان کے اور قرہ وغیرہ بطون ہلال کے درمیان نسبت کو پاتے ہیں۔یوں معلوم ہوا کہ وہ عمرو بن عبدمناف کی اولاد سے ہیں یا وہ عمرو بن روبینہ بن عبداللہ بن ہلال سے ہوں گے یہ سب لوگ معروف نہیں،اس کا ذکر ابن الکلبی نے یوں کیا ہے واللہ اعلم بذالک۔اور یہ دو بطن ہیں،قرۃ اور عبداللہ،انہیں ہلال کے کسی آدمی پر سرداری حاصل نہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی چراگاہ ہے۔یہ اپنی تھوڑی تعداد اور جماعت کے افتراق کے باعث سفر کرتے رہتے ہیں۔یہ پہاڑوں اور میدانوں کے رہنے والے ہیں۔ان میں گھڑ سوار بھی ہوتے ہیں مگر اکثر پیادہ ہوتے ہیں۔ان کا ٹھکانہ جبل اور اس سے مشرق ہیں جبل راشد تک ہے یہ سب کا سب مضہ اور صحرا کی جانب ہے۔جبکہ تلول ان سے اپنی قلت اور حکومتوں کے حامی بن کر گھومنے کی وجہ سے بلند ہیں۔یہ ہے تو انہیں جنگل اور خشک جگہ کے زیادہ قریب پائے گا۔ان میں سے بنوقرۃ کا بطن بڑا وسیع ہے مگر یہ قبائل اور شہروں میں اکیلے اکیلے بکھرے ہوئے ہیں۔ان میں بنوعبداللہ کو سرداری حاصل ہے اور وہ عبداللہ بن علی اور اس کے بیٹے محمد اور ماضی دو بطن ہیں۔محمد کے بیٹے عنان اور عزیز دو بطن ہیں جبکہ عنان کے بیٹے شکر اور فارس دو بطن ہیں۔شکر کی اولاد سے یحییٰ بن سعید بن بسیط بن شکر اسی طرح اس کا ایک بطن ہے۔خیال رہے کہ اولا دفارس اور اولا دعزیز اور اولا دماضی کا وطن جبل اور اس کے دامن میں ہے جو الزاب کی بنیادوں تک کو جھانک رہا ہے۔اسی طرح مغرب کی طرف غمرہ کے علاقوں تک ان کا وطن ہے۔یہ ریاح کے پڑوس میں ان کے ماتحت اور اس کی اولاد کے خادم بن کر رہتے ہیں،خصوصاً زواودہ کے جوان کے میدانی ٹھکانے کے متولی ہیں۔صاحب الزاب کے پڑوس کے قرب کی وجہ سے اور اس کی بادشاہت اور اس کی احتیاج کی وجہ سے ان پر اس کی اطاعت واجب ہے۔اس لئے جب اسے قافلوں اور الزاب کے شہروں کی بغاوت کی خبریں فکرمند کرتی ہیں تو وہ انہیں اپنی

ضرورت کے مطابق استعمال کر لیتا ہے۔ شکر کی اولاد ان میں سب سے بڑی سرداری کی حامل ہے اور یہ جبل راشد میں مقیم ہیں۔ یہ دو فریق تھے جو یہاں اترے پھر اولاد ذکری نے ان میں لڑائی کی آگ بھڑ کائی اور انہیں جبل راشد سے چلتا کیا لہٰذا یہ جبل کسال کی طرف چلے گئے جو مغرب کی جانب اس کے محاذ میں ہے۔ انہوں نے اسے اپنا وطن بنا لیا۔ لمبا زمانہ گزرنے کے باوجود ان کے ساتھ ان کی لڑائیاں مسلسل ہوتی رہیں اور زغبہ کے جوانوں نے انہیں کئی قسم کے علاقے فتح کر لئے لہٰذا اولاد سویر بن زغبہ اور ان کے حلیفوں کے انتظام کے تحت جبل راشد کے رہنے والے بن گئے۔ جبکہ اولاد ذکری، بنی عامر اور ان کے حلیفوں کے انتظام کے تحت جبل کسال کے رہنے والے بن گئے بسا اوقات یہ اپنے شہری ساتھیوں کے ہمراہ ان کی لڑائی میں زغبہ کے جنگل میں گھس جاتے جیسا کہ ہم زغبہ کے حالات میں بیان کریں گے۔ ان کا شیخ ہمارے قریبی زمانے میں اولاد یحییٰ میں سے عامر بن ابی یحییٰ بن یحییٰ تھا جسے ان میں بڑی شہرت حاصل تھی۔ یہ عبادت اور حج کا طریقہ اختیار کئے ہوئے تھا۔ یہ اس دوران مصر میں اپنے زمانے کے شیخ الصوفیہ یوسف الکورانی سے ملا اور اس سے علم وہدایت حاصل کر کے اپنی قوم کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے پھر ان سے معاہدہ کیا کہ وہ اس کے طریقے اور مذہب پر چلے گا۔ اولاد ذکری کا شیخ یعمور بن موسیٰ بن بوزیر بن ذکری تھا جو عامر کے برابر درجہ رکھتا تھا بلکہ شرف میں اس سے بڑھ کر تھا جبکہ عامر، عبادت کا طریق اختیار کر کے اس سے زیادہ سیاہ رنگ ہو گیا تھا واللہ مصروف الامور والخلق۔

یحییٰ
بن
علی ــ بکار
بن ابوالجلیل
جابر ضحاک عاصم
بن مقدم
مفتاح
بن
مساعد
لطیفہ بن ظاہر
ثابت
سرحان بن صبیح
فاضل
بن ضحاک
شبیب محمد
بن
کلب
بن
عطیہ
بن علی بن منقر جبر کثیر بن عطیہ بن مروان

عبادہ بن ابی علوان بن دیبہ بن یحییٰ بنو خزر
بنو علوان بنو محمد بن لقمان لطیف بن لطیف بنو قرح

مظفن
بن
محمد
بن
اکرمہ
بن الخراج
مشرف جرین حمان بن ابن ادریم
بن عرفہ ــ توبہ بن عبداللہ بن دریہ المرتفع عیاض
انج فارس عزیز ماضی مرہ عطیہ بن یاسر
بن شکر بنا غنان بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن عبدمناف قرۃ
ابی ربیعہ
بن اس کی طرف العمور منسوب ہوتا ہے
نبیک جیسا کہ آپ کی تحقیق بیان ہو چکی ہے
بن
بلال
بن
عامر

باب: ۳۰

بنو جشم کے حالات اور ان کے واقعات کی روداد

اس عہد میں مغرب میں یہ قبائل موجود تھے جن میں قرہ، عاصم، مقدم، اثبج، جشم اور خلط کے بطون تھے لیکن ان سب پر جشم کا نام غالب تھا اور وہ اسی نام سے معروف تھے۔ وہ جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن تھے مغرب میں ان کے آنے کا اصل باعث یہ ہے کہ جب موحدین افریقہ پر غالب آ گئے تو یہ عرب قبائل ان کے مطیع ہو گئے جبکہ ابن غانیہ کے فتنے میں موحدین سے منحرف ہو گئے اور انہوں نے منصور کے زمانے کے ساتھ اطاعت کو وابستہ کر دیا۔ یوں جشم ان قبائل کو جن پر یہ نام بولا جاتا تھا، یہاں لے آیا اور انہیں تامسنا میں اتارا۔ ریاح نے ان کو السبط میں اتارا یوں جشم تامسنا السبط الافسح میں اترا جو سلا اور مراکش کے درمیان اور مغرب اقصیٰ کے علاقے کے وسط میں واقع ہے۔ وہ ان گھاٹیوں سے بہت دور ہے جو جبل درن کے احاطے کے لئے جنگلات تک پہنچاتی ہیں۔ اس کی چوٹی اس کے سامنے اپنا ناک بلند کئے ہوئے ہے اور وہ اس کی جڑوں کی پیوستگی کے خلاف ایک روک ہے۔ یوں اس کے بعد انہوں نے جنگل کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی دور کا سفر کیا ہے۔ وہ وہاں پر رکے ہوئے قبائل کی طرح اقامت پذیر ہو گئے۔ ان کی فوجیں پھر مغرب میں خلط تک پھیل گئیں۔ سفیان اور بنی جابر میں سے موحدین کے باقی ماندہ دور میں سفیان کو اولاد جرمون میں سرداری حاصل رہی۔ لیکن جب بنی عبدالمومن کی حکومت کمزور ہو گئی تو انہوں نے نامردی دکھائی اور ان کی ہوا اکھڑ گئی یوں ان کی جمعیت بہت بڑھ گئی اور انہیں غالب آنے کا جوش آ گیا۔ اب کثرت تعداد اور صحرائی زندگی کے قریب رہنے کی وجہ سے حکومت پر ان کا تسلط ہو گیا۔ انہوں نے اعیاض کے درمیان جو کچھ تھا، اسے برباد کر دیا، خلافت کی مدد کی اور بہت فساد کیا۔ ان کے دیگر آثار باقی ہیں۔ جب بنو مرین نے بلاد مغرب میں موحدین پر چڑھائی کی اور فاس اور اس کی بستی پر قبضہ کر لیا، تو صحرائی زندگی کے قرب کی وجہ سے ان سے اور ریاح سے بڑھ کر شدید لڑائی کرنے والا ان کا کوئی حامی نہ تھا یوں ان کی ان کے ساتھ لڑائیاں ہوئیں جن میں بنو مرین نے ان کو پھنسا دیا یہاں تک کہ ان کا غلبہ ہو گیا جبکہ بنو مرین کا غلبہ اور سطوت ماند پڑ گئی۔ انہوں نے اس کی بیعت اطاعت کی اور بنو مرین، بنت بنی مہلہل کے ذریعے خلط کے سسر بنے جو بنی مرین میں سے تھا۔ انہیں حکومت کے لئے گھومنا پھرنا پڑتا تھا۔ اس طرح جشم کی سرداری مستحکم ہو گئی اور ان کی بنت بنی مہلہل کی وجہ سے کثرت ہو گئی حالانکہ ان سے قبل موحدین کے زمانے میں یہ کثرت سفیان میں تھی پھر گردش زمانہ سے ان کی تیزی ختم ہو گئی لیکن پھر جب انہوں نے بزدلی دکھائی تو ان کی ہوا اکھڑ گئی اور وہ صحرائی زندگی اور چراگاہیں تلاش کرنے کا دور بھول گئے۔ وہ پھر ان قبائل میں شمار ہونے لگے جو ٹیکس اکٹھا کرنے کے ذمہ دار اور سلطان کے ساتھ جانے والی فوج میں ہوتے ہیں۔

اب ہم ان چاروں فرقوں اور ان میں سے ہر ایک کے قبائل کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے انساب کے متعلق حق بات بیان کرتے ہیں لہٰذا جیسا کہ معلوم ہو رہا ہے یہ بات جشم کے متعلق نہیں ہو گی لیکن اس نسب کی شہرت اس کے متصل ہے۔ اللہ تعالیٰ امور کے حقائق کو بہتر جانتا ہے۔ یہ قبائل جشم میں شمار ہوتے ہیں۔ دراصل لوگوں کے ذہنوں میں جو جشم موجود ہے وہ جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن ہے یا شاید اس کے علاوہ بھی کوئی جشم ہو بہر حال مامون اور اس کے بیٹوں کے زمانے میں اس قبیلے کا مشہور شیخ جرمون بن عیسیٰ تھا۔ بعض مورخین کے خیال میں موحدین کے زمانے میں اس کا نسب بنی قرہ میں تھا۔ اس وقت ان کے اور خلط کے درمیان مامون اور اس کے بیٹوں کے پیروکار موجود تھے لہٰذا اس وجہ سے سفیان یحییٰ بن ناصر کا پیروکار بن گیا۔ اس وقت اس کا مراکش میں خلافت کا جھگڑا تھا پھر رشید نے خلط کے شیخ مسعود بن حمید ان کو قتل کر دیا جیسا کہ بعد میں ذکر ہو گا لہٰذا یہ یحییٰ ابن القاص کے پاس گئے جبکہ سفیان رشید کے پاس گیا اس دوران مغرب میں بنو مرین غالب آ گئے اور ان کی موحدین

کے ساتھ مسلسل لڑائیاں ہوئیں۔ اڑتیس (38) میں جرمون رشید سے الگ ہوگیا۔ اس دوران اس فعل سے حیاء کے باعث جو اس نے اس سے روا رکھا تھا، محمد بن عبدالحق امیر بنی مرین سے جاملا۔ وہ فعل یہ تھا کہ اس نے ایک شب اس کے ساتھ شراب نوشی کی یہاں تک مست ہوگیا، اس نے خوشی میں رقص کرتے ہوئے نشے کے عالم میں اس پر حملہ کر دیا۔ ہوش میں آنے پر وہ شرمندہ ہوا اور محمد بن عبدالحق کے پاس بھاگ آیا، یہ واقعہ سنہ 638 کا ہے۔ اس کے بعد انتالیس میں یہ فوت ہوگیا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا کعب کانون سعید کے ہاں بلند مرتبہ ہوگیا۔ لیکن وہ تنتالیس (43) میں اس کے بنی مرین کی طرف جانے کی وجہ سے اس کا مخالف ہوگیا اور وازمور کی طرف واپس آ گیا۔ سعید کی سرداری ہی میں اس پر قبضہ کرلیا لہٰذا یہ اپنی حرکت سے رک گیا پھر کانون بن جرمون نے اس کا قصد کیا تو یہ اس کے آگے بھاگ اٹھا اور تامزرکت کے پاس گیا لیکن وہ اس کے مرنے سے ایک روز قبل قتل ہوگیا۔ اسے خلط نے ایک لڑائی میں قتل کیا جو ان کے درمیان اس کے محلہ سعبدہ میں ہوئی اس کے بعد سفیان کے حکم سے اس کے بھائی یعقوب بن جرمون نے اسے قائم کیا۔ محمد نے اپنے بھائی کانون کے بیٹے کو قتل کر دیا اور وہ پھر سفیان کے حکم سے کھڑا ہوگیا۔ وہ مرتضٰی کے ساتھ انچاس (49) میں امان ایملولین کی تحریک میں حاضر ہوا پھر سلطان کے پاس سے چلا گیا۔ یوں اس کی فوج میں فساد پیدا ہوگیا لہٰذا یہ واپس لوٹ آیا۔ بنو مرین نے اس کا تعاقب کیا تو اسے شکست ہوئی پھر مرتضٰی واپس آ گیا اور اسے شکست کی معافی دیدی۔ لیکن انسٹھ میں مسعود نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بھائی کانون کے دونوں بیٹوں کے ذمے ان کے باپ کا خون تھا۔ وہ دونوں پھر بنی مرین کے سلطان یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ جاملے۔ اب مرتضٰی نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو آگے کیا مگر وہ اس کی حاکمیت کو برقرار نہیں رکھ سکا تو اس نے اپنے چچا عبیداللہ بن جرمون کو آگے کیا مگر وہ بھی کچھ نہیں کر سکا لہٰذا اس نے مسعود بن کانون کو آگے کیا اور عبدالرحمٰن بنی مرین کے ساتھ مل گیا۔ بعدازاں مرتضٰی بنی جابر کے شیخ، یعقوب بن قیطون کے پاس گیا اور اس نے اس کے عوض میں یعقوب بن کانون سفیانی کو آگے کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن یعقوب نے چون میں دوبارہ بات کی تو اسے قتل کر دیا گیا اب مسعود بن کانون نے سفیان پر ایک شیخ مقرر کیا لیکن مسعود نے یعقوب سے اس کا مقام چھین لیا یہاں تک کہ چھیاسٹھ میں عبدالحق کا بیٹا فوت ہوگیا۔ وہ پھر مسکورہ سے جاملا جس نے فتنے اور لڑائی کی آگ بھڑکا دی اور حطوس بن یعقوب کو اس کی جگہ کھڑا کیا گیا یہاں تک کہ وہ انہتر (69) میں فوت ہوگیا۔ اس کے بعد اس کی جگہ اس کا بھائی عیسیٰ حکمران بن گیا اور مسعود، مسکورہ میں اسی (80) میں فوت ہوگیا۔ اب اس کا بیٹا منصور بن مسعود، سکیسوی کے ساتھ جاملا یہاں تک کہ اس نے یوسف بن یعقوب کے زمانے میں دوبارہ ملازمت دیدی۔ سنہ 706 میں تلمسان کے محاصرے کے دوران اپنی فوج کے ساتھ اس کے پاس گیا اور ہمارے زمانے تک مسلسل سرداری سفیان میں چلی آ رہی ہے جو بنی جرمون میں ہے۔ میں نے ابی عنان یعقوب بن علی بن منصور بن عیسیٰ بن یعقوب بن جرمون بن عیسیٰ کے زمانے کے ایک شیخ کو دیکھا ہے۔ اس وقت سفیان کا قبیلہ اسفی کے نزدیک تامسنا کے اطراف میں اترا ہوا تھا اور اس نے اس کے اکثر علاقوں پر قبضہ کرلیا، ان کے حاکم خلط تھے۔ اب قبیلوں میں سے حرث اور کلابہ باقی رہ گئے ہیں جو ارض شوس اور اس کے جنگلوں میں چراگاہوں کو اور بلاد حاجہ جو مصامدہ میں سے ہے کے کھلے میدانوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے ان میں سختی اور جنگجوئی باقی رہ گئی ہے۔ ان کے تیرانداز مطاع کی اولاد میں سے ہیں جو حرث میں سے ہے۔ آج کل مراکش کے نواح میں ان کی خرابی اور فساد بہت لمبا ہوگیا ہے لہٰذا جب سلطان مراکش نے امیر عبدالرحمٰن بن ابی فلفوس کو سنہ 776 میں سلطان ابی علی کے پاس بھیجا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے تو اس نے انہیں پسند کرلیا، ان کی عزت افزائی کی اور ایک روز اس نے گھوڑوں اور پیادوں کی نمائش میں دستور کے مطابق انہیں آگے کیا۔ ان کا شیخ منصور بن یعیش تھا جو اولاد مطاع میں سے تھا، اس نے ان سب کو گرفتار کرلیا اور ان میں سے جو قتل ہو سکے انہیں قتل کر دیا۔ جبکہ دوسروں کو قید خانوں میں ڈال دیا لہٰذا یہ زمانے میں ایک عبرت بن گئے اور ان کی شوکت ختم ہوگئی۔ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے اس کی قدرت رکھتا ہے۔

الخلتہ کا تعلق جشم سے

یہ قبیلہ خلط کے نام سے معروف ہے لیکن یہ لوگ جشم میں شمار ہوتے ہیں۔ تاہم مشہور یہ ہے کہ خلط، بنو المشفق ہیں جو بنی عامر بن عقیل بن کعب سے ہیں۔ یہ سب کے سب بحرین میں قرامطہ کے پیروکار ہیں۔ جب قرامطہ کی حکومت کمزور ہوگئی اور شیعوں کی مدد سے بحرین پر بنو سلیم غالب آ

[illegible]

اس بسیط الافسیح میں کبھی سرسبزی اور خوشحالی حاصل ہی نہ ہوئی تھی لہٰذا زمانہ انہیں کھا گیا اور ان کی خوشحالی ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔ واللہ غالب علی امرہ۔

بنو جابر کے حالات

بنو جابر بھی مغرب میں جشم میں شمار ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی انہیں زمانہ کے ایک فرقے سدراتہ سے بیان کیا جاتا ہے واللہ اعلم۔ یحییٰ بن ناصر کے ساتھ ہونے والی لڑائی میں ان کا بہت اثر تھا کیونکہ یہ بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھے۔ جب سنہ 633 میں یحییٰ بن ناصر فوت ہوگیا تو رشید نے ان کے شیخ قائد بن عامر اور اس کے بھائی کے مارنے کے لئے ایک جرنیل کو بھیجا جس کے بعد یعقوب بن محمد بن قیلون بھاگ گیا۔ لیکن اسے موحدین کے جرنیل یغلو نے قید کر لیا جسے مرتضیٰ نے اس کام کے لئے بھیجا تھا۔ اس کے بعد یعقوب بن جرموق نے آ کر بنی جابر کے شیخ اسماعیل بن یعقوب قیلون کو حکمران بنا دیا وہ پھر بنو جابر جشم کے قبیلوں سے الگ ہو کر تیادلہ کے دامن کوہ میں آگئے، جہاں پر ان کے پڑوس میں مساکین کے عساکر رہتے تھے، جو بربریوں میں سے قشہ اور بیغابہ سے تھے لہٰذا کبھی وہ البسط کے میدانوں میں آ جاتے لیکن جب کبھی انہیں ان زمانوں میں وردیقہ میں سلطان یا کسی بڑے سردار سے خوف ہوتا تو یہ بربریوں سے ہونے والے معاہدے کے مطابق پہاڑوں اور ان کے دیگر پڑوس کی جگہوں میں پناہ لیتے میں نے سلطان ابوعنان کے زمانے میں حسین بن علی وردیقی کو ان کا سردار پایا جب وہ مرگیا تو اس کا بیٹا ناصر اس کا قائم مقام بنا جب حسن بن عمر سنہ 760 میں سلطان سے سالم کی طرف گیا تو وہ ان کے ساتھ مل گیا تب سلطان کی فوجیں ان کے مقابلے میں گئیں، انہوں نے اسے اختیار دیدیا۔ اس کے بعد ابوالفضل بن سلطان ابی سالم مراکش سے فرار کے وقت سنہ 768 میں ان سے جاملا تو سلطان عبدالعزیز نے اس سے مقابلہ کیا اور اسے دبالیا۔ وہ پھر اپنی قوم کے صناکر اور بربریوں سے جاملا جنہوں نے اسے مال پر اختیار دیا تو وہ اسے ان کے پاس لے گیا۔ وہ امیر عبدالرحمٰن یغلوسن کی لڑائیوں کے دوران وزیر عمر بن عبداللہ کے عہد میں جو مغرب پر قابض تھا، ان کے ساتھ جاملا، جب عمر نے اسے طلب کیا تو انہوں نے اسے اپنے پاس سے باہر نکال دیا۔ اس لڑائی کے ساتھ ناصر کی نبرد آزمائی لمبی ہوگئی، تو حکومت نے اس بات کو برا پسند کیا اور ناصر کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا جہاں وہ کئی سال تک قید رہا۔ اس کے بعد حکومتیں اس سے الگ رہیں حتیٰ کہ پھر اس کی بیڑیاں کھول دی گئیں تو وہ مشرق سے واپس آگیا۔ لیکن پھر وزیر ابوبکر بن غازی نے جو سلطان بن عبدالعزیز کے مقابلے میں اپنے آپ کو مغرب میں ترجیح دیتا تھا، اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا، یوں سرداری ان سے جاتی رہی سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ رات دن کو بدلتا رہتا ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ وردیقہ بنی جابر میں سے ہیں اور جشم میں سے نہیں اور یہ سدراتہ ایک بطن سے ہیں جو بربریوں کے لواتہ کا ایک قبیلہ ہے۔ دراصل لوگ بربریوں کے ٹھکانوں اور پڑوس میں ہونے کی وجہ سے، ان کے بربری ہونے پر استدلال کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ہی اس کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

عاصم اور مقدم کا حال

جیسا کہ ہم نے انساب میں بیان کیا ہے کہ یہ قبیلے اثبج میں سے ہی ہیں یہ تامسنا میں ان کے ساتھ اترے تھے اور انہیں عزت و شرف حاصل تھا مگر جشم کثرت کے باعث ان سے زیادہ عزت والا تھا۔ ان کا ٹھکانہ تامسنا کی فراخ زمین میں تھا لیکن سلطان کو ان پر طاقت حاصل تھی کیونکہ اس نے ان پر ٹیکس لگایا ہوا تھا۔ ان کے بھائی بھی جشم میں سے تھے۔ موحدین اور پھر مامون کے زمانے میں عاصم کا سردار حسن بن زید تھا جس کا یحییٰ بن ناصر کی لڑائی میں بہت اثر تھا۔ جب یحییٰ تینتیس (33) میں فوت ہوگیا تو رشید نے قائد اور عامر کے دونوں بیٹوں کے ساتھ قائد جو بنی جابر کے شیوخ تھے کے علاوہ حسن بن زید کے قتل کا حکم بھی دیدیا لہٰذا یہ سب قتل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد ابوعیاد اور اس کے بیٹوں کو سرداری مل گئی جو ان کے درمیان عبد بن مرین عیاد بن ابی عیاد سے آ رہی تھی۔ ابوعیاد کو المغرہ میں برتری اور استقامت حاصل تھی لہٰذا وہ تلمسان کی طرف بھاگ گیا پھر وہاں سے سنہ 690 میں واپس آیا اور تونس کی طرف بھاگ گیا وہ وہاں سے سنہ 707 میں واپس لوٹا اور ہمیشہ اس کا رویہ رہا۔ اس سے قبل اسے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ سرداری حاصل تھی جہاد کے سلسلے میں اس کی تقریریں بہت مشہور ہیں۔ اس کی حکومت، اس کے اور مقدم کی حکومت کے ختم ہونے تک اس کے بیٹوں میں رہی لیکن پھر وہ مٹ مٹا کر رہ گئے۔ واللہ خیر الوارثین۔

باب:۴

ہلال بن عامر کے حالات جو بنی ریاح سے تعلق رکھتے ہیں

قبائل ہلال افریقہ میں داخل ہوئے تو اس وقت یہ قبیلہ ان میں سب سے زیادہ معزز اور زیادہ تعداد میں تھا۔ جیسا کہ کلبی نے بیان کیا ہے کہ یہ ریاح بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر تھے۔ اس وقت ان کی سرداری، موسیٰ بن یحییٰ الضنبری کو حاصل تھی جو کہ مرداس بن ریاح کے بطون سے ہے۔ اس کے عہد میں ان کے جوانوں میں سے ایک جوان فضل بن علی تھا۔ جس کا ذکر ان کی ان لڑائیوں میں عام پایا جاتا ہے جو منہاجہ کے ساتھ ہوئی تھیں۔ ان کے بطون، عمر، مرداس اور علی تھے جو سب کے سب بنو ریاح تھے۔ جب کہ سعید بن ریاح اور خضر بن عامر بن ریاح، اخضر تھے۔ مرداس کے بھی بہت سے بطون ہیں، داؤد بن مرداس اور ضنبر بن حواز بن عقید بن مرداس اور ان کے بھائی مسلم بن عقیل اور اس کی اولاد میں سے عامر بن یزید بن مرداس ایک دوسرا بطن ہے۔ جن میں سے بنو موسیٰ بن عامر اور جابر بن عامر بھی شامل ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ لطیف میں سے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ سودان اور مشہور اور بنو محمد بن عامر تین بطون میں سے ہیں جبکہ اسم، سودان اور علی بن محمد سے ہے تاہم یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مشاہرہ یعنی بنو مشہور بن ہلال بن عامر، ریاح کے علاوہ کسی اور کی نسل سے ہیں بہر حال واللہ اعلم۔ ان سب بطون میں مرداس کو ریاح پر سرداری حاصل ہے۔ یاد رہے کہ افریقہ میں داخلہ کے وقت یہ سرداری ضنبر میں تھی پھر یہ سرداری زواودہ کو ملی جو داؤد بن مرداس بن ریاح کے بیٹے ہیں۔ بنو عمر بن ریاح کا خیال ہے کہ ان کے باپ نے اس کی کفالت و تربیت کی ہے۔ موحدین کے زمانے میں ان کا سردار مسعود بن سلطان بن زمام بن وردیقی بن داؤد تھا جسے اس کی شدت وصلابت کی وجہ سے بلط کا لقب ملا تھا۔ جب منصور ریاح کو مغرب میں لایا تو اس دوران مسعود کی فوجیں اپنی جماعتوں میں پیچھے رہ گئیں، یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب سلطان نے ان کی اطاعت کی آزمائش کی تھی اور اس نے مسعود اور اس کی قوم کو کتامہ کے محلات جو مقر کیر کے نام سے مشہور ہیں کے درمیان سے لے کر از غار البسیط الفسیح تک اتارا جو بحر اخضر کے ساحل تک چلا جاتا ہے لہٰذا یہ لوگ وہاں ٹھہر گئے۔ اس کے بعد مسعود بن زمام اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ سنہ 590 میں ان کے درمیان سے بھاگ کر افریقہ چلا گیا تب اس کے پاس بنو عساکر اکٹھے ہو کر آئے اور طرابلس چلے گئے، وہ وہاں زغب و ذئاب کے مہمان بنے۔ یہ ان کے درمیان گھومتے پھرتے تھے پھر وہ قراقش کی خدمت میں چلا گیا، اور طرابلس کی فتح میں اپنی قوم کے ساتھ اس کے ساتھ شامل ہوا جیسا کہ ہم قراقش کے حالات میں بیان کریں گے۔ پھر ابن غانیہ المیر وقی کے پاس واپس آ گیا اور اس کی خلافت میں وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے محمد نے سنبھالی۔ اسے موحدین کے ساتھ میروقی کی لڑائی میں سرداری اور نیابت حاصل تھی۔ جب ابو محمد بن ابی حفص یحییٰ المیروقی موحدین کے ہمراہ اٹھارہ میں الحمہ پر جو بلاد جرید میں سے ہے، غالب آیا اور عربوں کو قتل کیا تو اس روز قتل ہونے والوں میں عبداللہ بن محمد اور اس کا عم زاد ابو الشیخ بن حرکات بن عساکر بھی تھے۔ جب شیخ ابو محمد قتل ہو گیا تو محمد بن مسعود افریقہ واپس آ کر اس پر غالب آ گیا۔ رفتہ رفتہ اثبج کے حلیف اور ضحاک اور لطیف کے خانہ بدوش اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس پر غلبہ پالیا۔ وہ درید اور کرخہ سے لڑائی کرنے پر فخر کرنے لگے یہاں تک کہ ضحاک اور لطیف کے خانہ بدوش سفر کرتے رہنے سے درماندہ ہو گئے۔ اور پھر الزاب اور صدرہ کی بستیوں میں منتشر ہو گئے تاہم محمد بن مسعود اپنے سفر میں لگا رہا اور اسے اور اس کی قوم کو افریقہ کے علاقوں میں قصلیلہ، الزاب، قیروان اور مسیلہ کے درمیان صحرانشینوں کی سرداری حاصل رہی۔ جب یحییٰ بن غانیہ اکتیس (31) میں بنی سلیم اور ریاح کے عربوں میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے تو ان کی حکومت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد ابو حفص کی حکومت مضبوط ہو گئی اور ان میں سے یحییٰ بن عبدالواحد مراکش کے انگوروں کے خراب ہونے کے وقت اپنا خطبہ دینے لگا۔ بعد ازاں

یحییٰ بن غانیہ کے پیروکار یعنی بنی سلیم اور ریاح کے عرب منتشر ہو گئے لہٰذا آل ابی حفص نے ان زواودہ کو اور وطن میں ان کے مقام کو اپنے گزشتہ عناد اور ابن غانیہ کی مدد کرنے کی وجہ سے برا سمجھا جیسا کہ ان کے حالات وواقعات میں لکھا گیا ہے۔ انہوں نے انہیں حکومت کی مشایعت کے لئے چن لیا اور ان کے اور قبائل ریاح کے درمیان لڑائی کرادی۔ انہوں نے انہیں قیروان اور بلاد قسطیلہ میں اتارا اور یہ محمد بن مسعود کے لئے نشانی تھا۔ ایک سال بعد پھر اس کے پاس مرداس کا وفد تراز وطلب کرتا ہوا مہمان بن کر آیا۔ وہ اس کی نعمتوں پر بہت حریص تھے لہٰذا وہ ان کے سلسلے میں ان سے لڑ پڑے۔ انہوں نے محمد بن مسعود کے چچا رزق بن سلطان کو سردار بنالیا۔ اور پھر ان کے اور ریاح کے درمیان لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ وہ افریقہ کے مشرق کی جانب چلے گئے۔ اور انہیں اس کی غربی جانب میں بدل دیا۔ وہ بنو سلیم میں سے کعوب اور مرداس قابس سے لے کر بونہ اور معطہ تک کے تمام مشرقی مضافات پر قابض ہو گئے۔ اس کے علاوہ وہ زواودہ تلول کے علاقہ سے قسطینہ اور بجایہ کے مضافات اور الزاب، ریغ، دار کلد کے میدانوں اور ان کے درے بلاد قبلہ میں جو جنگلات پائے جاتے ہیں، ان کی ملکیت سے سرفراز ہوئے۔ بعدازاں محمد بن مسعود فوت ہو گیا تو اس کی سرداری موسیٰ بن محمد نے سنبھالی اور اسے اپنی قوم میں دولت اور ثروت اور شہرت اور حکومت پر متغلب ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

یحییٰ بن عبدالواحد کا مرجانا

جب یحییٰ بن عبدالواحد فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے محمد المنتصر کی بیعت ہوئی جسے بہت شہرت حاصل تھی۔ پھر اس کے بھائی ابراہیم نے اس کے خلاف بغاوت کی اور ان زواودہ کے ساتھ مل گیا، انہوں نے جہات قسطینہ میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے سردار بنانے پر متفق ہو گئے۔ وہ پھر سنہ 666 میں المنتصر کے مقابلہ میں گیا تو یہ اس کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ ان میں سے بنو عساکر بن سلطان پھر اس کے پاس آئے اور ان دنوں ان کی سرداری مہدی بن عساکر کے بیٹے کے پاس تھی، انہوں نے پھر ابراہیم بن یحییٰ کا عہد توڑ دیا اور تلمسان چلے گئے۔ اب وہ سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا اور وہاں شیخ بن احمر کے پڑوس میں رہنے لگا۔

اس کے بعد موسیٰ بن محمد فوت ہو گیا تو اس کی سرداری اس کے بیٹے شبل بن موسیٰ کے پاس آ گئی جب اس کی حکومت پر بہت ظلم اور ان کا فساد بہت بڑھ گیا تو المنتصر نے ان کے عہد کو توڑ دیا اور اپنی فوجوں کو، جو موحدین اور بنی سلیم کے عربوں اور ان کے بھائیوں اولاد عساکر پر مشتمل تھیں، ساتھ لے کر اس کے مقابلے میں گیا۔ اس کے ہراول دستے میں شیخ ابو ہلال عباد محمد الہنتانی تھا۔ جو ان دنوں بجایہ کا امیر تھا۔ اس نے ان کے خلاف چال چلی تو ان کے رؤسا نے شبل بن موسیٰ بن محمد بن مسعود کا استقبال کیا جس کے ساتھ درید بن تازیر بھی تھا جو کرخہ کی اولاد نابت کا سردار تھا لہٰذا اس نے انہیں آتے ہی گرفتار کر لیا اور انہیں جلد ہی قتل کر دیا جب کہ ابن رایہ کو پکڑ لیا جہاں انہوں نے اس کے بھائی ابو اسحٰق کی بیعت کی اس کے بعد قاسم بن بوزیر بن حفص القازع ان کے پاس حکومت کے خلاف بغاوت کا مطالبہ کرتے ہوئے گیا۔ تو ان کے دستے بکھر گئے اور وہ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس نے الزاب کے آخر تک ان کا پیچھا کیا۔ اس دوران شبل بن موسیٰ نے اپنے بیٹے سباع کو چھوٹی عمر میں چھوڑ دیا۔ یوں اس کی کفالت اس کے چچا نے کی اور سرداری ہمیشہ انہی میں رہی۔ سباع نے بھی اپنے بیٹے کو بچہ ہونے کی حالت میں چھوڑا جس کی کفالت اس کے چچا طلحہ بن یحییٰ نے کی۔ یہ سب پھر مغرب کے زمانے کے بادشاہوں کے ساتھ مل گئے جبکہ محمد کی اولاد فاس میں یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مل گئی اور سباع کی اولاد تلمسان میں غمیراسن بن زیان کے ساتھ مل گئی لہٰذا انہوں نے ان کو لباس اور سواریاں دیں، یوں انہوں نے رشوت لی، لڑے اور حیلہ بازی کی پھر رفتہ رفتہ اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے لہٰذا وہ الزاب کی اطراف پر جو دار کلا میں سے ہے اور ریغ کے محلات پر غالب آ گئے۔ انہوں نے انہیں آپس میں تقسیم کر لیا اور انہیں موحدین کے لئے حاصل کر لیا، یہ اس کی حکومت کا آخری زمانہ تھا۔

ابن عتواء کا حال

پھر یہ بلاد الزاب میں آ گئے اور ان کے عامل ابو سعید غشان بن محمد بن عثمان نے جو موحدین کے سرداروں میں ابن عتوا کے نام سے مشہور تھا، انہیں جمع کیا جس کا ٹھکانہ مقرہ میں تھا۔ لہٰذا یہ الزاب میں ان کے ٹھکانے کی طرف گیا اور انہوں نے اس پر حملہ کر کے غلطاوہ میں قتل کر دیا۔ یہ پھر اس

زمانے میں الزاب اور اس کے نواح پر غالب آ گئے اس کے بعد جبل اور اس کی طرف آئے اور وہاں کے تمام قبائل پر متغلب ہو گئے۔ یہ پھر اتل کی طرف آئے تو ان کے مقابلے میں تمام اولاد عساکر اکٹھی ہو گئی اور موسیٰ بن ماضی بن مہدی بن عساکر نے ان پر غلبہ پا لیا۔ اس نے پھر اپنی قوم اور عیاض وغیرہ میں سے ان کے مددگاروں کو اکٹھا کیا اور لڑائی کے لئے ایک دوسرے کی طرف بڑھے پس اولاد مسعود ان پر غالب آ گئی اور اس نے ان کے سردار موسیٰ بن ماضی کو قتل کر دیا۔ وہ پھر تمام چیزوں سمیت وطن کے حاکم بن گئے۔ اس کے بعد حکومت نے حسن سلوک کے ذریعہ اس کی تلافی کی اور انہیں ان بڑے شہروں میں جاگیریں دیں۔ جن پر انہوں نے بلاد جبل اور الزاب پر قبضہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ ان شہروں میں بھی جاگیریں دیں جو بسیط غربی میں واقع ہیں اور جبل اور اس کے علاقے میں ہیں جسے ان کے ہاں حضنہ کہا جاتا ہے یعنی وہ نقاوس، مقرہ اور مسیلہ ہیں۔ بعد ازاں مسیلہ کی جاگیریں سباع بن شبل بن یحییٰ کے لئے مخصوص کی گئیں حتیٰ کہ وہ بعد میں علی بن سباع بن یحییٰ کے لئے مخصوص ہو گئیں۔ وہ پھر اس کے بیٹوں کے حصے میں آ گئیں اور مقرہ کی جاگیریں احمد بن عمر بن محمد کے لئے مخصوص ہوئیں جو شبل بن موسیٰ بن سباع کا عم زاد ہے جبکہ نقاوس اولاد عساکر کے لئے مخصوص ہوا۔

سرداری کے لئے جھگڑا

اس کے بعد سباع بن شبل فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کو اس کے بیٹے عثمان نے سنبھالا جو عساکر کے نام سے مشہور ہے بعد میں سرداری کے متعلق اس کے چچا علی بن احمد بن عمر بن محمد بن مسعود کے بیٹوں اور سلیمان بن سباع بن یحییٰ نے جھگڑا کیا اور وہ اس زمانے میں ہمیشہ جھگڑتے رہے۔ اس وقت انہیں نواح بجایہ اور قسنطینہ اور وہاں کے سردیکش، عیاض اور ان کے امثال پر غلبہ حاصل تھا۔ آج کل اولاد محمد کی سرداری یعقوب بن علی بن احمد کو حاصل ہے اور وہ اپنی عمر اور مرتبے کے لحاظ سے زواودہ کا بڑا امیر ہے۔ اسے بہت مشہوری حاصل ہے اور سلطان کے ہاں اسے بڑا مقام حاصل ہے جو موروثی چلا آتا ہے۔

سباع کا حال

اولاد سباع کی سرداری، علی بن سباع کی اولاد میں ہے اور علی کی اولاد ان میں سے ممتاز اور تعداد میں بکثرت ہے۔ ان کی سرداری یوسف بن سلیمان بن علی بن سباع کی اولاد میں ہے جبکہ یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد اس کی ساتھی ہے۔ اولاد محمد، قسنطینہ کے ساتھ خاص ہے اور حکومتوں نے وہاں کے بہت سے سبزہ زاروں میں انہیں اچھی جاگیریں دی ہیں۔ اولاد سباع بجایہ کے نواح کے ساتھ مخصوص ہے اور وہاں پر انہیں بجایہ اور اس کے مضافات کو عربوں کے ظلم سے بچانے کے لئے تھوڑی سی جاگیریں حاصل ہیں تا کہ وہ ان شاندار پہاڑوں اور راستوں پر غلبہ نہیں پا سکیں جو چراگاہوں کے متلاشیوں کے لئے بڑے دشوار گزار ہیں۔ ریغ اور وارکلا کی یہ تقسیم ان کے اجداد کے زمانے سے ہو چکی ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ الزاب کی غربی جانب اور اس کا سب سے بڑا شہر، اولاد محمد اور اولاد سباع بن یحییٰ کے تصرف میں ہے لیکن پہلے یہ بھی ابو بکر بن مسعود کے پاس تھا لہٰذا جب وہ کمزور ہو گئے اور مٹ مٹا گئے تو علی بن احمد نے جو اولاد عمر کا سردار تھا اور سلیمان بن علی نے جو اولاد سباع کا سردار تھا، اسے خرید لیا لیکن اس کی وجہ سے ان کے درمیان مسلسل لڑائیاں ہوئیں۔ بعد ازاں وہ اولاد سباع بن یحییٰ کی جولانگاہوں میں آ گیا اور سلیمان اور اس کے بیٹے اس پر غالب آ گئے۔ انہوں نے وسطی علاقے کو زیادہ آباد کیا۔ اور اس کا بڑا شہر سکرہ میں اولاد محمد کے لئے مخصوص ہے۔ یعقوب بن علی کو اس کے باعث اس کے عامل پر غلبہ اور عزت حاصل ہے۔ وہ اکثر اوقات اعراب کے فساد سے اپنی حکومت کو بچانے کے لئے اپنے وطن اور اس کے نواح سے یہاں سمٹ آتا ہے۔ الزاب کی مشرقی جانب کے بڑے شہر بادس اور تنومہ ہیں، وہ اولاد نابت کے لئے ہیں جو کرمہ کے رؤسا ہیں کیونکہ یہ مقام ان کی جولانگاہوں میں شامل ہے اور ریاح کی جولانگاہوں میں سے نہیں۔ اس کے باوجود الزاب کے گورنر اکثر اوقات اپنی فوج کے لئے ریاح کے مصائب میں ان کے اعلیٰ سردار کی اجازت سے اس سے نامکمل ٹیکس لیتے ہیں۔ یعقوب اور ریاح کے تمام بطون زواودہ کے پیروکار ہیں اور وہ ان کا دیا کھاتے ہیں۔ علاقے میں ان کی کوئی حکومت نہیں جس پر وہ قابض ہوں۔ ان میں سب سے زیادہ طاقتور اور زیادہ جتھے والے، سعید، مسلم اور اخضر

کے بطون ہیں جو جنگلوں، اور ریگستانوں میں چراگاہوں کی تلاش سے دور رہتے ہیں۔ جب زوادوہ آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے ہیں، تو وہ ان سے مذاق کرتے ہیں اور ایک کو چھوڑ کر دوسرے فریق سے معاہدہ کر لیتے ہیں۔ لہٰذا سعید تھوڑے وقت کو چھوڑ کر دیگر اوقات میں اولاد محمد کے حلیف ہوتے ہیں پھر وہ عہد کو توڑ دیتے ہیں اور پھر ان سے رجوع کر لیتے ہیں۔ مسلم اور اخضر اولاد سباع کے حلیف ہیں اور اسی طرح وہ ابی حامیں کے حلیف بھی ہیں۔

بعد کے حالات

سعید کی سرداری ان میں سے اولاد یوسف بن زید کے پاس ہے جو میمون بن یعقوب بن عریف بن یعقوب بن یوسف کی اولاد سے ہیں۔ ان کے ساتھی اولاد عیسیٰ بن رحاب بن یوسف ہیں اور وہ اپنے خیال میں بنی سلیم کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو اولاد قرس سے ہیں جو کہ سلیم میں سے ہیں۔ لیکن ان کے نسب کے متعلق درست بات یہ ہے کہ وہ معاہدہ اور وطن کے لحاظ سے ریاح میں سے ہیں، عرب کے یہ گروہ اولاد یوسف کے ساتھ رہتے ہیں اور مخادمہ، عیوث اور فجور کے ناموں سے شہرت رکھتے ہیں۔

مخادمہ اور عیوث، مخدم کے بیٹوں میں سے ہیں اور مشرف بن اثبج کی اولاد سے ہیں۔

اور فجور میں سے کچھ بربریوں لواتہ اور زناتہ میں سے ہیں جو ان کا ایک بطن ہے۔ ان میں بغات بھی شامل ہیں اور بغات، بطون حرام میں سے ہے اور عنقریب اس کا بیان آئے گا۔

زناتہ طور لواتہ میں سے ہیں جیسا کہ ہم نے بنی جابر اور تبادلہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے بہت سے لوگ بنی احمر کے دور کے سلطان الزنادی کی طرف منسوب ہوتے ہیں جس کے جہاد کے بہت سے کارنامے چہار عالم میں مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے بہت سے لوگ مصر اور صعید میں رہتے ہیں اور وہ اولاد محمد کے زوادوی حلیف، زکاب بن سودات بن عامر بن صعصعہ کا ایک بطن ہیں۔ جو ریاح میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ ان کے ساتھ سفر کرتے اور چراگاہیں تلاش کرتے ہیں۔ ان کا ان کے حلیفوں اور ساتھیوں میں ایک خاص مقام ہے جبکہ اولاد سباع کے حلیف، مسلم اور اخضر میں سے ہیں۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسلم، اولاد عقیل بن مرداس بن ریاح میں سے ہے اور مرداس بن ریاح کو بعض زبیر بن العوامؓ کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر یہ غلط ہے اور بعض ان پر نکیر کرنے والے کہتے ہیں کہ اسے زبیر بن المھاینۃ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ جو بطون عیاض میں سے ہیں جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس کی سرداری جماعت بن مسلم بن حماد بن مسلم اور اولاد تسا کر بن حامد بن کسلان بن غیل بن جماعت اور اولاد زوادوہ بن موسیٰ بن قطران بن جماعت کے درمیان رہتی ہے۔

اخضر کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ خضر بن عامر کی اولاد میں سے ہیں۔ لیکن یہ عامر بن صعصعہ نہیں کیونکہ عامر بن صعصعہ کے سب بیٹے نسابوں میں مشہور ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اولاد ریاح میں سے کوئی دوسرا عامر ہو اور شاید عامر بن زید بن مرداس ہو جس کا ذکر ان کے بطون میں آیا ہے۔ ان میں سے پہلے اخضری، مالک بن ظریف بن مالک بن حفصہ بن قیس عیلان کے بیٹے ہیں جن کا ذکر صاحب الاغانی نے کیا ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ ان کا نام سیاہ ہونے کی وجہ سے اخضر رکھا گیا ہے کیونکہ عرب اسود کو اخضر کہتے ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ مالک بہت گندم گوں تھا اور اس کے بیٹے بھی اس سے ملتے جلتے تھے۔ ان کی سرداری تامر بن علی بن تمام بن عمار بن خضر بن عامر بن ریاح کی اولاد میں ہے۔ جبکہ مرین اولاد تامری سے مخصوص ہیں جو عامر بن صالح بن عامر بن عطیہ بن تامر کی اولاد میں سے ہے۔ ان میں زیادہ بن تمام بن عمار کا ایک اور بطن بھی ہے، یوں ہی ریاح میں عمرہ بن اسد بن ربیعہ کا ایک بطن ہے جو نزار میں سے ہے۔ اور وہ لوگ اپنی اونٹنیوں کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔

ریاحی کا حال

بلادِ ہبط میں اترنے والے ریاحیوں کو منصور نے جہاں اتارا تھا وہ وہیں اپنے سردار مسعود بن زمام کے چلے جانے کے بعد مقیم ہو گئے یہاں تک کہ موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ مامون کے زمانے میں ان کا سردار عثمان بن نصر تھا جسے اس نے سنہ 630 میں قتل کر دیا۔ مغرب کے

مقامات میں بنو مرین کو غلبہ حاصل ہو گیا تو موحدین نے اپنی فوجوں کے ساتھ ریاح کے خلاف ان کے جتھوں کو بھی بھیجا لہٰذا یہ ان کے نواح کی حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ بنو عسکر بن محمد بن محمد بھی جو بنی مرین میں سے ہیں، جب اس زمانے میں اپنے بھائیوں بنی حمامہ بن محمد کے ساتھ لڑتے، جو ان کے سابقہ بادشاہوں میں سے ہیں تو یہ ان کے ساتھ آ ملتے ہیں۔ ان کے درمیان ایک لڑائی میں عبدالحق بن مجید بن ابی بکر بن جماعت ابوالملک اور اس کا بیٹا ادریس قتل ہو گئے لہٰذا انہوں نے بنی مرین سے خون کا بدلہ لینے کے لئے اپنے دلوں میں یہ بات بٹھالی۔ انہوں نے کئی دفعہ ان کا خون بہایا، انہیں قتل کیا اور قید میں پھنسایا۔ آخر میں سلطان ابوثابت عامر بن یوسف بن یعقوب نے سنہ 707 میں ان سے لڑائی کی اور قتل کرتے ہوئے ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ وہ گھاٹیوں اور مرج مستجر کے درمیانی ٹیلوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ پھر ان کی تعداد کم ہو گئی، وہ آنے والے قبائل سے مل گئے۔ پھر رفتہ رفتہ ہر قوم کی طرح مٹ مٹا گئے۔ سچ ہے کہ اللہ ہی زمین اور اس کے اوپر بسنے والی چیزوں کا وارث ہے اور وہ سب سے بہتر وارث ہے، اس کے سوا کوئی رب اور معبود نہیں ہے۔ وھو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

ابو یحییٰ — بن — مسلم
بن — داؤد — ضنبر بن خواز بن عقیل
سباع — علی بن محمد بن عامر بن یزید — بن
شہور موسیٰ رحمٰن
بن — خضر بن عامر — مرداس — عتبہ
شبل — فادع بن علی — بن — سعید بن مالک
دھمان
بن — عمر — ریاح
موسیٰ — بن
یحییٰ کثیر میمون
یعقوب بن علی بن احمد بن عمر — بن شیلیم بن علی بن سباع بن یحییٰ بندرید — ابی ربیعہ
محمد معز — بن
ابوبکر — بن — نہیک
محمد بن یحییٰ بن ادریس بن احمد بن عیسیٰ — مسعود — بن
حرکات بن الشیخ بن عباکر عبیداللہ — بن — رزق — ہلال
سلطان — بن
بن — عامر
زمام
غرارہ — بن — مغرار
روینی

ریاح کے عالم کی زندگی کے حالات

یہ شخص ریاح کے ایک قبیلے مسلم سے تعلق رکھتا تھا پھر ان میں سے رحمان سے تعلق رکھتا تھا اس کی ماں [illegible] کے نام سے مشہور تھی۔ وہ عبادت اور تقویٰ میں انتہائی بلند مقام پر پہنچی۔ اس کی پرورش بھی زہد و عبادت کے ماحول میں ہوئی پھر یہ مغرب کی طرف چلا گیا [illegible] میں اس نے وہاں کے صالحین اور فقہاء کے شیخ ابو اسحاق تسولی سے ملا۔ اس نے اس سے علم حاصل کیا اور اس کا ہم صحبت رہا۔ وہ فقیہ تھا اور [illegible] تقویٰ کے ساتھ اپنے وطن کی واپس آیا اور زاب کے شہر طولقہ میں اترا اور پھر خود بھی عزیز و اقارب، دوستوں اور جان پہچان والوں کی [illegible] کے لئے معروف ہو گیا لہٰذا وہ اس بات کی وجہ سے مشہور ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی اپنی قوم اور دوسرے لوگوں میں سے بہت سے لوگ اس کے خادم بن گئے۔ اس کے ساتھیوں میں سے جن لوگوں نے اس کے طریقے کو اپنانے کا عہد کیا ان میں سب سے مشہور ابو یحییٰ بن احمد تھا جو [illegible] میں سے [illegible] بن مسعود کا شیخ تھا۔ اس کے علاوہ عطیہ بن سلیمان بن سباع بھی تھا جو اولاد سباع بن یحییٰ کا سردار تھا [illegible] بن یحییٰ بن [illegible] بھی تھا جو اولاد [illegible] کا شیخ تھا اور عساکر انہی میں سے ہے۔ حسن بن سلامہ بھی تھا جو اولاد طلحہ بن یحییٰ بن دریدہ بن مسعود کا شیخ تھا اور [illegible] میں سے تھا۔ علاوہ قبیلے کے بہت سے آدمی بھی اس کے پیروکار تھے جو زغبہ قبیلے میں سے ہے۔ اس کے علاوہ ان کی قوم کے بہت سے آدمی اس کے متبع تھے یوں اس طرح اس کے پیروکاروں کی کثرت ہوئی اور وہ پہلے سے بڑھ کر اقامت سنت اور تغییر منکر کا [illegible] کہ اب اس نے ڈاکوؤں پر [illegible] شروع کی جو صحرا کے شیطانوں میں سے تھے پھر اس نے ایک اور اچھائی کا قدم اٹھایا۔ اس نے زاب کے [illegible] منصور بن فضل مزنی سے مطالبہ کیا کہ وہ رعایا کو ٹیکس اور تاوان وغیرہ معاف کر دے لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور اس پر [illegible] تو اس کے اصحاب درمیان میں حائل ہو گئے۔ انہوں نے اقامت سنت اور موت پر اس کی بیعت کی تب ابن مزنی نے انہیں [illegible] کی اجازت دی [illegible] اپنی قوم میں ان کے ہم [illegible] لوگوں کو اس کام کے لئے بلایا۔ اس زمانے میں علی بن احمد بن عمر بن محمد اولاد محمد کا سردار تھا اور سلیمان بن علی بن سباع [illegible] کا سردار تھا۔ انہوں نے زواودہ کی سرداری آپس میں تقسیم کر لی اور سعادت اور اس کے اصحاب کی مدافعت کے لئے ابن مزنی کی مدد کی [illegible] ابن مزنی اور زاب کا معاملہ صاحب بجایہ سے تعلق رکھتا تھا جو بنی حفص میں سے تھا اور اس کا نام امیر خالد بن امیر ابو زکریا تھا۔ اس کی حکومت کا نگران ابو عبدالرحمن بن عمر تھا۔ ابن مزنی نے اس سے مدد مانگی تو اس نے فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کی اور اہل طولقہ [illegible] سعادت [illegible] کر لیں لہٰذا اس نے ان میں سے نکل کر ایک جانب ایک الگ مکان بنایا اور وہ اور اس کے اصحاب وہیں رہنے لگے۔ اس نے پھر اپنے اصحاب کو جمع کیا جو پراگندہ ہوئے تھے اور وہ انہیں [illegible] کیا کرتا تھا۔ انہوں نے سنہ 703 میں بسکرہ [illegible] ابن مزنی کا محاصرہ کیا۔ انہوں نے [illegible] کھجوریں کاٹ دیں لیکن اسے فتح نہ کر سکے تو وہاں سے چل دیئے۔ انہوں نے پھر سنہ 704 میں [illegible] کا محاصرہ کیا [illegible] کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کے بعد سعادت کے زواودی اصحاب سنہ 705 میں اپنے سرمائی مقامات میں گئے تو سعادت نے [illegible] طولقہ میں تھا، چند دن قیام کیا۔ اس نے [illegible] اور [illegible] جو پیچھے رہ گئے تھے انہیں اکٹھا کیا [illegible] انہوں نے ابن مزنی اور شاہی فوج کے پاس [illegible] نے انہیں [illegible] رات کو سوار کیا اور پھر سعادت اور اس کے اصحاب پر [illegible] میں [illegible] جس میں سعادت قتل ہو گیا اور اس کے بہت سے اصحاب مارے گئے۔ بعد ازاں اس کے سر کو ابن مزنی کے پاس لے جایا گیا۔ جب اس کے اصحاب [illegible] سرمائی مقامات میں پہنچے تو وہ زاب کی طرف چل پڑے۔ ان کے سردار ابو یحییٰ بن احمد بن عمر [illegible] عطیہ بن سلیمان [illegible] اور حسن بن [illegible] اولاد عساکر اور محمد بن حسن [illegible] سب کے سب ابو یحییٰ بن احمد کی طرف گئے اور بسکرہ میں [illegible] ہو گئے۔ انہوں نے اس کی کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے۔ یوں ابن مزنی کے درمیان [illegible] ہوئی تب ابن مزنی نے اپنے زواودی مددگاروں کو [illegible] علی بن احمد اور محمد اور سلیمان بن علی [illegible] ان کے پاس آ گئے [illegible] زواودہ کے سردار تھے۔ تب اس کا [illegible] شاہی فوجوں کے ساتھ [illegible] اور سنہ 713 میں صحرا میں لڑائی ہوئی [illegible] علی بن [illegible]

بنا کر لے گئے۔ اس کے بعد عیسیٰ بن احمد نے اپنے بھائی ابو یحییٰ بن احمد کا لحاظ کرتے ہوئے اسے رہا کر دیا اور سنت کے ان پیروکاروں کی پوزیشن مضبوط ہوگئی۔ بعدازاں ابو یحییٰ ابن احمد اور عیسیٰ بن یحییٰ فوت ہو گئے اور ان سنیوں میں سے اولاد محرز کے قبائل بھی گئے، انہوں سنیوں نے احکام و عبادات کے متعلق فتویٰ دینے والے کے متعلق گفتگو کی تو ان کی نظر ابو عبداللہ محمد بن ارزق پر پڑی جس نے بجایہ کے عظیم شیخ علی ابو محمد زواودی سے علم حاصل کیا تھا لہٰذا وہ اس کے پاس گئے اور اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا، وہ ان کے ساتھ چلا آیا اور اولاد طلحہ کے شیخ حسن بن سلامہ کے ہاں مہمان اترا۔ رفتہ رفتہ سنی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے انہیں اولاد سباع کے مقابلہ میں مضبوط کیا۔ وہ پھر الزاب میں اکٹھے ہوئے اور علی بن احمد سے لمبا عرصہ تک نبرد آزما رہے اس وقت سلطان ابوتاشفین موحدین کے اوطان میں ان کے عرب دوستوں کو لایا کرتا تھا جو ان سنیوں کو عطیے بھیجتے تھے، اس سے ان کا مقصد ان سے دوستی کرنا تھا۔ وہ ہر سال ان کے ساتھ ابوازرق فقیہ کے لئے ایک معین عطیہ بھیجتے رہے، اور ابن ارزق مسلسل اس منصب پر قائم رہا یہاں تک کہ ان پر علی بن احمد شیخ اولاد محمد غالب آ گیا۔ اس کے بعد حسن بن سلامہ فوت ہو گیا، یوں ریاح سے سنیوں کے کام کا خاتمہ ہو گیا۔ جب ابن ارزق بکرہ آیا تو یوسف بن مزنی نے اسے سنیوں کے کام سے الگ کرنے کے لئے قضاء کی دعوت دی، اس نے اس کی بات مان لی۔ اور اس کے ہاں اترا، تو اس نے اسے بکرہ کی قضاء سپرد کر دی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد پھر علی بن احمد کچھ وقت کے بعد سنیوں کی دعوت لے کر اٹھا، اس نے سنہ 740 میں ابن مزنی کے لئے فوج اکٹھی کی اور بکرہ میں پڑاؤ ڈالا۔ وہاں اہل ریغ نے بھی اسے مدد دی تو اس نے کئی ماہ تک بکرہ کا محاصرہ کئے رکھا مگر وہ اسے فتح نہیں کر سکا۔ وہ وہاں سے پھر چلا آیا تو اس نے یوسف بن مزنی سے گفتگو کی، یوں وہ دوست بن گئے یہاں تک کہ علی بن احمد فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سعادت کی اولاد میں سے زاویے میں اس کے بیٹے اور پوتے باقی رہ گئے جن کی رعایت کرنا ابن مزنی پر واجب تھا۔ اب ریاح کے صحرانشینوں نے انہیں پہچان لیا اور رہگزاروں کی جماعتوں نے انہیں گزرنے دیا اور یہ زاوودہ باقی رہ گئے۔ کبھی کبھی ان میں سے بعض لوگ اقامت دعوت کا اشتیاق ظاہر کرتے اور دین و تقویٰ کے بغیر اقامت دعوت کرنے لگتے ہیں۔ وہ اسے رعایا سے زکوٰۃ لینے کا ذریعہ بناتے اور بری باتوں کے بدلنے کا اظہار کرتے ہیں۔ اس سے ارتقاء میں جو نقصان ہوتا، وہ اسے چھپاتے ہیں جس سے ان کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے اور ان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ وہ حاصل شدہ مال پر آپس میں لڑتے اور بغیر کسی بات کے چودھری بنتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی امور کا متولی ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے اور وہی ہم سب کو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔

باب:۵

زغبہ اور اس کے بطون ریاح کے بھائیوں کا بیان جو ہلال بن عامر سے ہیں

یہ قبیلہ ریاح کا بھائی ہے۔ ابن کلبی کہتا ہے کہ زغبہ اور ریاح ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر کے بیٹے ہیں اور ان کا نسب بھی اسی طرح ہے۔ وہ اس زمانے کے ان لوگوں میں سے ہیں جن کا خیال ہے کہ عبداللہ نے ان کو جمع کیا ہے لیکن ابن کلبی نے اس بات کو بیان نہیں کیا اور عبداللہ کو ہلال کے بیٹوں میں بیان کیا ہے شاید وہ اس کی طرف اس لئے منسوب کیے گئے ہیں کہ اس نے ان کی کفالت کی ہے اور وہ ان سے پہلے ممتاز ہو گیا ہے۔ اس کی قسم کی باتیں عرب کے انساب میں اکثر واقع ہوتی رہتی ہیں یعنی فرزند، اپنے چچا یا کفالت کرنے والے کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم، انہیں افریقہ میں داخل ہوتے وقت بڑا اغلبہ اور کثرت حاصل تھی۔ انہوں نے پھر طرابلس اور تابس پر غالب آ کر سعید بن خزرون کو جو مغراوہ کا بادشاہ تھا، طرابلس میں قتل کر دیا۔ پھر ہمیشہ اسی حال میں رہے یہاں تک کہ موحدین افریقہ پر غالب آ گئے اور ابن غانیہ نے ان پر حملہ کر دیا۔ بعد ازاں ہلال بن ریاح اور جشم کے قبائل اس کے پاس آ گئے جب کہ زغبہ، ابن غانیہ سے منحرف ہو کر موحدین کی طرف مائل ہو گئے۔ ابن غانیہ اور اس کے پیچھے پیچھے مغرب الاوسط کی حمایت میں زناتہ کے بادس کے ساتھ متحد ہو گئے۔ بعد ازاں مسیلہ اور قبلہ تلمستان کے درمیان جنگلوں میں مسلسل کئی لڑائیاں ہوئیں اور بنو بادس اور زناتہ کے تلول میں ان پر غالب آ گئے۔

مغرب اوسط میں زناتہ

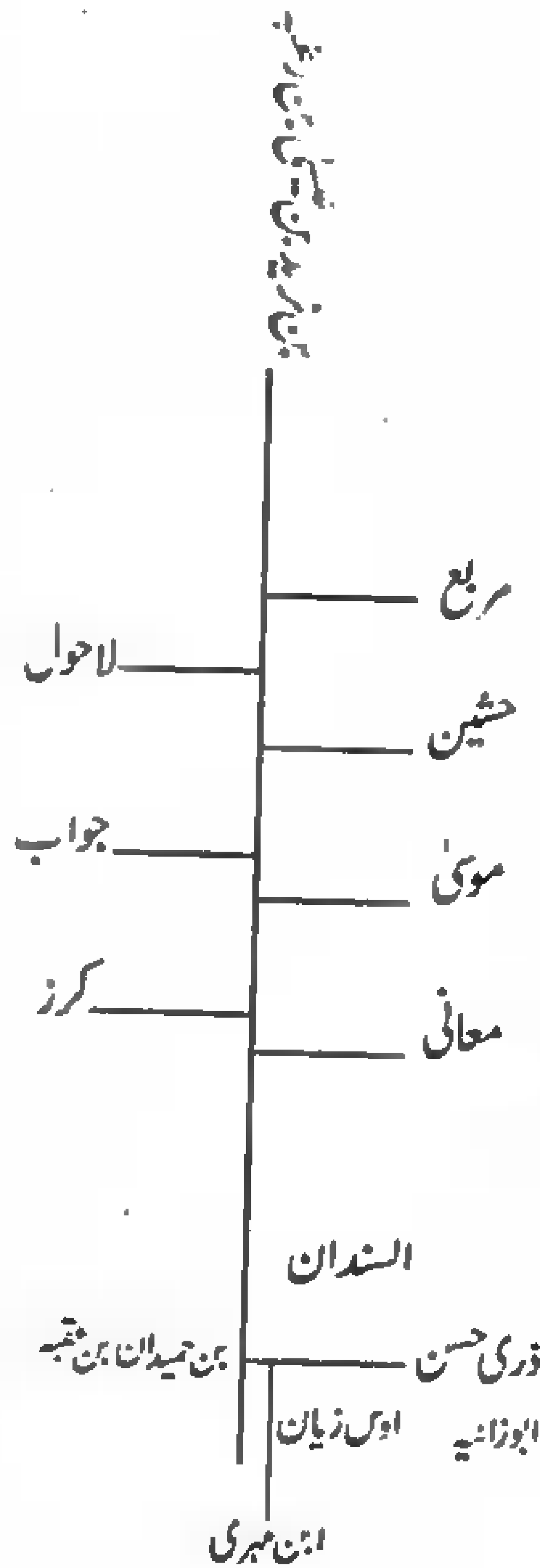
جب زناتہ نے مغرب الاوسط کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور اس کے شہروں میں گئے تو زغبہ تلول میں داخل ہو گئے اور وہاں غلبہ حاصل کر لیا۔ انہوں نے اس کے بہت سے باشندوں کو معاہدے کی عصبیت اور زناتہ کو صحرا سے جمع کرنے کی وجہ سے تکلیف سے دوچار کیا۔ ان کے جتھے اور حامی باہر نکل گئے لہٰذا معقل کے پڑوسی عرب مغرب کی جانب سے ان کے پاس آ گئے، انہوں نے زغبہ کے جو لوگ ان جنگلوں میں پیچھے رہ گئے تھے، ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان پر ٹیکس لگا دیا جو وہ ان کے اونٹوں سے حاصل کرتے یا ان میں سے جوان اونٹ لے لیتے۔ لہٰذا انہوں نے اس بات سے برا منایا اور اس ذلت کو دور کرنے کے لئے باہمی معاہدہ کر لیا ان کے بطون میں سے بڑا حصہ ثوابہ بن جوشہ نے لے لیا جو سدید قبیلے میں سے ہے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے لہٰذا انہوں نے انہیں اس صحرائی وطن سے نکال باہر کیا، اس کے بعد زناتہ کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ جب انہوں نے خرابی اور فساد پیدا کرنا شروع کیا، تو عربوں کو ان کے وطن تلول کے متعلق ہیجان زدہ کر دیا گیا لہٰذا وہ اپنے صحرا کی طرف واپس آ گئے۔ حکومت نے ان پر تلول کے دروازے بند کر دیئے، غلبہ روک لیا جس کا حصول بہت مشکل ہو گیا۔ ان کے گھوڑے کمزور اور ان کی حالت بہت خراب ہو گئی۔ اس کے بعد فوجوں نے ان پر ٹیکس لگائے اور انہوں نے رشوت اور صدقہ دیا، یوں جب زناتہ کا رعب جاتا رہا۔ تو ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور ملک کے قریب سے عاصبیہ خوارج اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے تلول جانے کے لئے لڑائیوں کا راستہ اختیار کیا اور پھر اس میں غلبے کی راہ ہموار کی۔ انہوں نے پھر وہاں پر زناتہ سے لڑائی کی اور اکثر اوقات ان پر غالب آ گئے۔ حکومت نے ان سے مدد طلب کرنے کی وجہ سے انہیں مغرب الاوسط کے نواح اور شہروں میں بہت سی جاگیریں دیں، یوں ان کی سواریاں اس میں چلنے لگیں اور وہ ہر طرح سے اس پر قابض ہو گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ زغبہ کے یہ بطون یزید، حصین، مالک، عامر اور عروہ سے بہت تعداد میں ہیں۔ انہوں نے پھر مغرب الاوسط کو آپس میں تقسیم کر لیا جیسا کہ ہم ان کے

حالات میں بیان کریں گے۔

بنی یزید بن زغبہ میں کثرت اور شرف کے لحاظ سے جو امتیاز حاصل تھا حتیٰ کہ حکومتوں کو بھی اس کا خیال رہتا تھا، کیونکہ یہ عربوں کی پہلے حکومتوں سے تلول اور ضواحی انہیں جاگیر میں دیں۔ موحدین نے انہیں ارض حمزہ میں جاگیریں دی تھیں جو بجایہ کے ان ٹھکانوں میں سے ہے جو بلاد ریاح اور الثبج کے قریب ہیں۔ البتہ لوگ وہاں اتر گئے اور پھر ان ٹھکانوں میں چلے گئے جو تلول حمزہ، دمعوں اور وادی بنی حسن اور اس کے مقابل ایریقہ اور صحرا تک پہنچتی ہیں۔ حکومت اس پر بیٹھنے سے کمزور ہو گئی تو یہ بجایہ پر غالب آگئے جو متیجہ اور مدیہ وغیرہ کیا۔ جب بجایہ کی فوجیں ان کے ٹیکس لینے سے عاجز آگئیں تو انہوں نے ان کو اطاعت کے لئے بھیجا دیا۔ انہوں نے اس کام کو نہایت احسن طریقے سے سرانجام دیا اور اس جیسے حکومتیں ان کی زیادہ عزت کرتی تھیں۔ ان میں سے پھر بہت سے لوگوں نے ان جگہوں پر جاگیریں حاصل کیں۔ اس کے بعد بعد میں زناتہ ان اوطان پر غالب آگئے اور انہوں نے بجایہ کے اوطان میں جاگیریں حاصل کیں۔ پھر رفتہ رفتہ انہوں نے انہیں اپنے ممالک کی شکل میں بدل دیا۔ جب زناتہ کی ہوا اکھڑ گئی اور عربوں کے ساتھ ان کے اختلافات کا سلسلہ زیادہ ہوا تو بنو یزید نے ان اوطان کی ملکیت اپنے لئے مخصوص کر لی اور ان کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا اور خراج اور اس کے ٹیکس کے مطالبے کو تقسیم کر دیا۔ وہ اس زمانے تک اسی طرح چلے آرہے ہیں اور ان کے بہت سے بطون ہیں۔ ان میں سے حمیان بن عقبہ بن یزید اور بنو جواب اور بنو کرز اور بنو موسیٰ اور اولاد فرج ہیں اور یہ سب کے سب بنو یزید بن عیسیٰ بن زغبہ اور ان کے بھائی عکرمہ بن عیسیٰ ہیں جو ان کے کئی بطنوں میں سے ہیں۔ پہلے بنی یزید کی سرداری اولاد لاحق اور پھر اولاد معافی کے لئے تھی پھر یہ سعد بن مالک بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سعید بن محمد بن عبداللہ بن مہدی بن یزید بن عیسیٰ بن زغبہ کے خاندان میں آگئی۔ ان کا خیال ہے کہ وہ مہدی بن عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق سے ہے اور یہ ایسا نسب ہے جس کی سرداری اپنے قبیلے کے سوا کوئی نہیں مانتا۔ یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے۔ بعض اوقات وہم سے لوگوں نے انہیں سلول کی طرف منسوب کر دیا ہے جو کہ بنو مرہ بن صعصعہ ہیں اور بنو عامر بن صعصعہ کا بھائی ہے لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سلول اور بنی یزید بھائی بھائی ہیں اور ان سب کو اولاد حمیہ کہا جاتا ہے۔ بہرحال بنو سعد کے تین بطن ہیں: بنو ماضی بن رزق بن سعد، بنو منصور بن سعد اور بنو یحییٰ بن رزق بن سعد اور بنی یحییٰ کو مساکرون اور دیگر دواروں پر خاص طور پر سرداری حاصل ہے۔ ہمارے علم کے مطابق وہ ریان بن یحییٰ کے لئے ہے پھر اس کے بعد اس کے بھائی عقیل کے لئے ہے۔ ان کے بعد ان دونوں کے بھائی ابوبکر کے لئے ہے پھر اس کے بیٹے ساسی بن ابی بکر کے لئے ہے اور پھر اس کے بیٹے معتوق بن ابی بکر کے لئے ہے۔ اس کے بعد موسیٰ کے لئے ہے جو ان کے چچا ابوالفضل بن یحییٰ کا بیٹا ہے۔ پھر اس کے بھائی احمد بن ابی الفضل کے لئے ہے۔ وہ اس زمانے میں ان کا سردار ہے لیکن وہ اکانوے (91) میں وفات پا گیا ہے۔ اس کی قوم میں اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا۔ پھر جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ان کے حلیفوں میں بنو عامر بن زغبہ بھی ہیں جو میدانوں میں ان کے ساتھ سفر کرتے ہیں اور ان کی لڑائیوں میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ مستنصر بن ابی حفص کے زمانے میں ریاح اور زغبہ کے درمیان موسیٰ بن محمد بن مسعود اور اس کے بیٹے شبل کے عہد میں بڑی طویل لڑائی ہوئی۔ بنو یزید نے بھی پڑوس میں ہونے کی وجہ سے اس میں بڑا حصہ لیا۔ بنو عامر اس لڑائی میں ان کے حلیف اور مددگار تھے اور مدد کرنے کی صورت میں انہیں کھیتی کا خراج ملتا تھا۔ جسے قرارہ کہتے ہیں۔ اس کھیتی کے ہزار تھیلے ہوتے تھے اور ان کے خیال میں اس کا سبب یہ ہے کہ ابوبکر بن زیان کو ریاح نے وطن حمزہ کے بعض پر لڑائی کے زمانے میں غالب کیا تھا البتہ اس نے بنی عامر سے مدد مانگی تو اولاد شافع، صالح بن بالغ کی سربراہی میں اور بنو یعقوب، داؤد بن عطاف کی سرکردگی میں اور حمید، یعقوب بن معروف کی سربراہی میں اس کے پاس آئے۔ تب وہ اپنے وطن واپس چلا گیا اور اپنے وطن پر ان کے لئے کھیتی کے ہزار تھیلے مقرر کر دیئے۔ بعد ازاں بنو عامر مسلسل اسی حالت میں رہے۔ البتہ جب یغمراسن بن زیان تلمسان اور اس کے نواح پر غالب آیا اور زناتہ تلول اور جزیرہ زناروں میں داخل ہوئے تو معقل نے ان کے وطن میں بہت خرابی پیدا کی۔ بعد ازاں یغمراسن بنی عامر کے ساتھ صحرائے بنی یزید میں ان جگہوں پر آیا اور انہیں ان کے پڑوس میں معقل کے متعلق تدبیر کرتے ہوئے صحرائے تلمسان اتارا۔ البتہ وہ وہاں رہنے لگے اور بنی یزید کے بطنوں میں سے حمیان نے ان کی پیروی کی کیونکہ وہ اونٹوں اور چراگاہوں کے حاشیہ نشین تھے یعنی ایک جگہ رکنے والے نہیں تھے۔ البتہ وہ عہد میں بنی عامر میں شمار ہونے لگے۔ اس کے بعد بنو یزید نے زناروں اور اس کی سرسبزی پر قبضہ کر لیا اور ان کے اکثر لوگوں نے اسے اپنا وطن بنا لیا۔ چراگاہوں کے حاشیہ نشینوں کا کہنا ہے کہ ان میں

عکرمہ کے کچھ فریق اور عیسیٰ کے بعض بطون اولاد زغلی کے ساتھ ان کے جنگلوں میں سفر کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے پھر تھوڑے سے آدمیوں کے سوا، جنگل میں سفر کرنا چھوڑ دیا اور ان کے مددگاروں کے ریاح یا زغبہ کے سفر کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ اس عہد تک اسی حالت میں ہیں۔ بنی یزید بن عیسیٰ کے بطون میں سے بنو خشین بنو موسیٰ، بنو معانی اور بنو لاحق زغبہ ہیں۔ انہیں اور بنی معانی لو بنی سعد بن مالک اور بنو جواب اور بنو کرز اور بنو مربع جنہیں مرابعہ کہتے ہیں، سے قبل سرداری حاصل تھی۔ یہ اس عہد میں سب کے سب بنو حمزہ ہیں اور مرابعہ کا ایک قبیلہ اس عہد میں تونس کے مضافات میں چراگاہیں تلاش کرتا پھرتا ہے اور وہ زغبہ کے باعث ان پر غالب ہے۔

ابو الفضل بن موسیٰ بن زغلی بن رزق بن سعد بن مالک بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سعید بن محمد بن عبداللہ۔



باب:۶

حصین بن زغبہ کے حالات کی روداد

حصین بن زغبہ کی اولاد کے علاقے بنی یزید کے پڑوس میں ان سے مغرب میں تھے یہ ایک قبیلہ تھا جو وہاں پر اتر گیا تھا، تیطری کے الجعامی کا سبزہ زاران کے لئے تھا اس وقت مدینہ کے نواح، ثعالبہ کے ٹھکانے تھے جو بطون بعوث میں سے تھے، وہ ان سے رشوت اور صدقات لیتے تھے۔

لیکن جب مدینہ کے علاقے سے بنی توجین کا اقتدار جاتا رہا تو بنو عبدالواد ان پر غالب آ گئے اور انہوں نے حصین کے ساتھ ذلت کا سودا کیا، انہوں نے ان پر خراج اور ٹیکس لگا دیئے پھر انہوں نے قتل کے ذریعے ان کا پیچھا کیا اور انہیں مشقتوں سے توڑ کر رکھ دیا۔ وہ انہیں مقاومت کے ذریعہ قبائل کے شمار میں لے آئے۔ اس وقت تمام زناتہ پر بنی مرین کا غلبہ تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے جب کہ یہ ان کی حکومت کے لئے سب سے بڑھ کر اطاعت گزار تھے۔ جب سلطان ابوعنان کی وفات کے بعد ابوحمو موسیٰ بن یوسف کے زمانے میں بنو عبدالواد کو دوبارہ اپنی حکومت ملی تو عربوں کے غلبہ اور زناتہ کی ناکامی کی ہوا چلی اور ان کی حکومت کو بھی دوسری حکومتوں کی طرح کمزوری نے آ لیا۔ اس وقت حصین قبیلے کے لوگ تیطری میں اترے جو اشیر کا پہاڑ ہے اور اس پر قبضہ کر کے محفوظ ہو گئے۔ ابوزیان جو سلطان ابوحمو کا عم زاد تھا جب اس سے قبل بادشاہ بنا تو بنی مرین کے پھندے کو کاٹتا ہوا تونس تک چلا گیا۔ وہ پھر اپنے باپ کی حکومت کا مطالبہ کرتے ہوئے اور اپنے اس عم زاد سے لڑائی کرتے ہوئے باہر نکلا یہ ایک طویل واقعہ ہے جسے ہم بعد میں بیان کریں گے۔ وہ پھر قبائل حصین میں سے اعوج میں اترا۔ جب حکومتوں کی بیعت توڑنے والوں، ظلم و ستم کے طریق سے علیحدگی اختیار کرنے والوں نے اسے اپنے سے بہتر تیر انداز پایا تو انہوں نے اس کی عزت کی اور اسے اچھا ٹھکانہ دیا اور اس کی بیعت کر لی۔

انہوں نے پھر اپنے بھائیوں اور رؤسائے زغبہ بنی سوید اور بنی عامر سے خط و کتابت کی اور انہوں نے بھی اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کی بیعت کر لی۔ سلطان ابوحمو کی فوجیں اور بنی عبدالوادان کی طرف گئے تو وہ جبل تیطری میں قلعہ بند ہو گئے، اور وہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ جب سلطان ابوحمو اپنی فوجوں کے ساتھ ان کی طرف گیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس سے اس کی حکومت حاصل کی۔ زغبہ نے بھی اس سے جو چاہا تھا حکومت کے آخری دنوں تک حاصل کر لیا اور میلاد پر قبضہ کر کے جاگیریں حاصل کر لیں۔ اب ابوزیان ریاح کی طرف واپس آیا اور اپنے عم زاد کے ساتھ دوستی کر کے ان کے ہاں مہمان اترا۔ یوں حصین کے لئے عزت و منزلت کا نشان باقی رہ گیا۔ مدینہ کے نواح اور بلاد منہاجہ میں انہوں نے جن چیزوں پر قبضہ کر لیا تھا، حکومت نے وہ حصین کو بطور جاگیر دیدیں۔ ان کے دو عظیم بطن ہیں: جندل اور خراش۔ جندل سے اولاد سعد خفر بن مبارک بن فیصل بن سنان بن سباع بن موسیٰ بن کمام بن علی بن جندل ہیں۔ ان کی سرداری بنی خلیفہ بن سعد میں علی اور ان کے سردار خشعہ بن جندل کے لئے ہے۔ یہ یاد رہے کہ جندل پر خلیفہ کی اولاد سے قبل ان کو سرداری حاصل تھی۔ آج کل ان کا سردار علی بن صالح بن دیاب بن مبارک بن یحییٰ بن مہلہل بن شکر بن عامر بن محمد بن خشعہ ہے۔ خراش میں سے مسعود بن مظفر بن محمد الکامل ابن خراش کی اولاد ہے، اس زمانے میں ان کی سرداری رحاب بن عیسیٰ بن ابی بکر بن زمام بن مسعود کو حاصل ہے خرج بن مظفر کی اولاد کو بنی خلیفہ بن عثمان بن موسیٰ بن خرج میں سرداری حاصل ہے جب کہ طریف معبد بن خراش کی اولاد، معابدہ کے نام سے معروف ہے۔ اس دور میں ان کی سرداری عریف کی اولاد میں ہے۔ یاد رہے کہ بعض اوقات خراش میں سے مظفر کی اولاد بنی سلیم کی طرف منسوب ہو جاتی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ مظفر بن محمد الکامل بنی سلیم میں سے آیا تھا اور ان کے ہاں مہمان اترا تھا ویسے اللہ تعالیٰ ہی اس بات کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

علی بن صالح بن دیاب بن مبارک بن مہلہل بن شکر بن

عامر بن محمد بن خشعہ بن علی بن سبدم بن خلیفہ بن سعد بن

جعفر بن مبارک بن فیصل بن سنان بن رجاب بن عیسیٰ بن

ابی بکر بن مسعود بن سباع بن موسیٰ بن کمام علی بن حنل بن حصین بن زغبہ

بن مظفر بن محمد الکامل بن خراش

بن معبد

ابن یزید بن مسعود بن معرف بن عریف بن طریف

یاد بن عبداللہ بن کثیر

بنی مالک بن زغبہ کا بیان

بنو مالک بن زغبہ تین بطون ہیں، جبکہ سوید بن عامر بن مالک اور عطاف کے دو بطن ہیں جو عطاف بن ردی بن حارث کے بیٹے کی اولاد ہیں۔ مزید برآں دیالم، دیلم بن حسن بن ابراہیم بن ردی مابل سوید کی اولاد میں سے ہیں۔ حکومت سے قبل بنی یادین اجڈ تھے اور انہیں بنی عبدالواد میں اختصاص حاصل تھا اس عہد میں انہیں، سراۃ اور بطحاء اور ہوارہ کا خراج حاصل ہوتا تھا۔ جب بنو یادین مغرب اوسط کے تلول اور شہروں پر غالب آئے تو بنی توجین ایک حصہ کو تلول قفلی اور مغرب میں قلعہ سعیدہ کے درمیان سے مشرق میں مدینہ تک سرداری حاصل تھی۔ ان میں قلعہ بن سلامہ اور منداس اور انشریس اور دردینہ اور ان کے درمیان کا علاقہ حاصل تھا لہٰذا تل اور جنگل میں ان کا پڑوس بنی مالک کے ساتھ مل گیا۔ جب بنو عبدالواد،

تلمسان پر غالب آئے اور اس کے میدانوں اور نواح میں اترے تو یہ سویدی دیگر زغبہ کی نسبت ان کے خاص ساتھی اور دوست تھے۔ سوید کے بطون، فلمہ، شابہ، مجاہر اور جوشہ بیان کیے جاتے ہیں جو سب کے سب بنی سوید میں سے ہیں جبکہ حسانہ، شابہ کا بطن ہے جو حسان بن شابہ اور غفیر اور شافع اور ان کے ساتھیوں بنو سلیمہ بن مجاہر اور بورحمہ اور بوکامل اور حمدان بنو مقرر ین مجاہر تک جاتا ہے۔ ان کے بعض نسابوں کا خیال ہے کہ مقرر ان کا آبا نہیں ہے اور اسے سب سے پہلے بوکامل نے چھوڑا ہے۔ انہیں اپنے عہد میں اور لغمیر اسن اور اس سے قبل اولاد عیسیٰ بن عبدالقوی بن حمدان میں سرداری حاصل تھی۔ دراصل یہ تین آدمی تھے: مہدی، عطیہ اور طراد پہلے ان پر سرداری کے لئے مہدی مخصوص ہوا پھر اس کا بیٹا یوسف بن مہدی پھر اس کا بھائی عمر بن مہدی مخصوص ہوا۔ اس دوران لغمیر اسن نے یوسف بن مہدی کو بلاد بطحاء اور سیرات میں جاگیریں دیں اور عنتر بن طراد بن عیسیٰ نے مراری البطحاء میں جاگیر دی، وہ رعایا سے اپنا خراج لیتے تھے اور کوئی بھی اس بات کا برا نہیں مناتا تھا۔ بعض اوقات وہ سفر میں باہر چلا جاتا تب عمر بن مہدی کو تلمسان اور اس کے مشرق کے مضافات میں اپنا جانشین بنا دیا جاتا تھا۔ اس دوران میں ان کے گشتی دستوں اور چراگاہوں کے متلاشیوں سے ان کے جنگل خالی ہو جاتے جو جوشہ، فلیہ اور ان کے ساتھیوں غفیر اور شافع وغیرہ کے قلیل التعداد بطون سے تعلق رکھتے تھے لہٰذا وہاں پر معقل ان پر غالب آ گئے، انہوں نے پھر ان پر اونٹوں کا خراج عائد کر دیا، وہ انہیں یہ خراج دیتے اور وہ جوان اونٹوں کو لے لیتے معقل کے شیوخ میں سے خراج لینے کا ذمے دار ابن الریشر بن نہار بن عثمان بن عبیداللہ تھا لیکن بعض کہتے ہیں کہ نہار کا بھائی علی بن عثمان تھا۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ عامر بن جمیل نے معقل کے لئے جوان اونٹ اس لئے مقرر کیے تھے کہ انہوں نے دشمن کے مقابلے میں اس کی مدد کی تھی، یوں معقل کے لئے یہ دستور باقی رہ گیا یہاں تک کہ زغبہ کے آدمیوں نے اسے توڑا، معقل کے آدمیوں سے عہد شکنی کی اور ان کے اونٹوں کو روک لیا۔ مجھے یوسف بن علی اور اس کے بعد خانم نے اپنی قوم کے معقلی شیوخ سے بتایا ہے کہ اونٹوں کے خراج کا سبب یہی تھا جو ہم نے بیان کیا ہے، اس کے ختم کر دینے کا واقعہ یہ ہوا کہ معقل کہتے تھے کہ یہ خراج ان کے درمیان ایک کے بعد دوسرے کو ملا ہے لہٰذا جب عبیداللہ کو حکومت ملی تو اس نے اپنے نائبین کو جمع کیا جو اس کی قوم جوشہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس نے انہیں خراج روکنے کی ترغیب دی لہٰذا انہوں نے اختلاف اور عبیداللہ کے ساتھ حالات کو معلوم کر کے انہیں مشرق کی طرف دھکیل دیا۔ وہ ان کے اور ان کے قبیلوں اور علاقوں کے درمیان حائل ہو گئے اور لڑائی طویل ہو گئی جس میں ان کے جوانوں میں بنو جوشہ اور ابن مرتح قتل ہو گئے، اس وقت بنو عبداللہ نے اپنی قوم کی طرف بنی معقل کے قصیدہ سے یہ اشعار لکھے:

''اگر تم نے دشمن کے مقابل میں ہماری مدد نہیں کی تو جو مصیبت ہم پر پڑی ہے اس کی یاد تمہیں رسوا نہ کرے۔ ہم نے ابن جوشہ اور مرتح کے سردار کو قتل کیا ہے اور یہ بات ہمارے کارناموں میں سب سے اوپر ہے۔''

یوں وہ اکٹھے ہو کر اپنی قوم کی طرف آئے تو زغبہ کے قبائل بھاگ گئے۔ بعد ازاں بنو عبیداللہ اور ذوی منصور اور ذوی حسان میں ان کے بھائی اکٹھے ہوئے، اس عہد میں انہوں نے زغبہ سے اونٹوں کا خراج ہٹا دیا۔ اس کے بعد ان کے اور لغمیر اسن کے درمیان لڑائی ہوئی جس میں عمر بن مہدی اور ابن حلوا، مارے گئے۔ بعد ازاں صلح اور مصاہرت پر بلاد عبدالواد کے تلول اور سبزہ زاروں سے انہیں اتار کر اس جنگل میں لے آئے جو بنی توجین کے علاقوں کے سامنے ہے لہٰذا وہ بنی عبدالواد کے خلاف ان کے حلیف بن گئے۔ لیکن جو سفر کے قابل نہیں تھے، وہ بطحاء کے میدانوں میں اتر گئے۔ جب کہ شابہ، مجاہر، غفیر، شافع، بورحمہ اور بوکامل کے تمام بطون چل پڑے اور حسین ابن عمارہ اور اس کا بھائی سوید ضواحی اور ہران میں اترے۔ بعد ازاں ان پر خراج اور ٹیکس لگا دیئے گئے اور وہ ٹیکس والی رعایا میں شامل ہو گئے۔ عثمان بن عمر نے پھر سوید کے باغیوں کے معاملے کو سنبھالا لیکن پھر وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے میمون نے اس کے کام کو سنبھال لیا جلد ہی اس پر اس کا بھائی سعید غالب آ گیا اور پھر سوید اور بنی عامر بن زغبہ کے درمیان طویل عرصے تک لڑائی جاری رہی اور ان پر زیانی حکومت کا پامال کرنا مشکل ہو گیا۔ اس کے بعد یوسف بن یعقوب تلمسان کے ساتھ لڑائی کرنے کو گیا۔ جب وہاں اس کا قیام طویل ہو گیا تو سعید بن عثمان بن عمر بن مہدی جوان کا سردار تھا، وہ اپنے عہد کی وجہ سے اس کے پاس گیا لہٰذا وہ اس کی مجلس میں آیا اور اس نے اسے خوش آمدید کہا۔ لیکن پھر اس نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا تو وہ بھاگ کر اپنی قوم کے پاس آ گیا۔ اس نے پھر تلول کی اطراف اور السرسو کے ملک میں جو بلاد توجین کے سامنے ہے، لوگوں کو جمع کیا اور عکرمہ بنی یزید کا ایک طائفہ بھی ان کے پاس گیا۔ جب وہ سفر کرنے سے درماندہ ہو گئے تو اس نے انہیں السرسو کے سامنے جبل کریکرہ میں اتارا اور ان پر ٹیکس لگایا۔ یوسف بن یعقوب کے

فوت ہونے تک یہی صورت حال رہی اور آل لغمیر اسن کا اقتدار اس وقت سے قائم رہا ہے۔

ابوتاشفین کا حال

جب ابوتاشفین بن موسیٰ بن عثمان بن لغمیر اسن حکمران بنا تو عریف بن یحییٰ نے اپنے ان ساتھیوں کو چن لیا جو حکومت سے قبل اس کے ساتھ تھے لیکن پھر اسے بعض ملوکانہ اختلافات نے پریشان کر دیا۔ اس پر اس کا غلام ہلال حاوی تھا۔ جو عریف کے رتبے کی وجہ سے برافروختہ تھا لہٰذا عریف بن یحییٰ بن مرین کے پاس چلا گیا جو مغرب اقصیٰ کے بادشاہ ہیں۔ وہ سنہ 720 میں سلطان ابوسعید کے ہاں اترا۔ اس دوران ابوتاشفین نے اپنے چچا سعید بن غنان کو گرفتار کر لیا اور وہ تلمسان کی فتح سے قبل اس کے قید خانے میں مر گیا۔ پھر اس کا بھائی میمون بن عثمان اور اس کے بیٹے ملک مغرب میں اترے، بنی مرین کے بادشاہ نے عریف بن یحییٰ کی عزت افزائی کی اور اسے اپنا مقرب بنا لیا۔ اس نے اسے اچھا ٹھکانہ دیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابوالحسن نے اسے اپنی خلوتوں کا راز دار اور مشیر بنا لیا۔ وہ ہمیشہ انہیں تلمسان میں آل زیان کے خلاف بھڑکاتا رہا۔ اس دوران سلطان کے ہاں عریف کے رتبے نے میمون بن عثمان اور اس کے بیٹوں کو وہاں سے نکال دیا اور وہ پھر اس کے بھائی ابوعلی کے پاس تاقیلات میں چلے گئے اور ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ میمون فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن مغرب کی قوموں کو ساتھ لئے تلمسان کی طرف گیا اور تلمسان میں زیان کو روک لیا وہ پھر بزور قوت ان پر چڑھ گیا اور ان کا ملک تباہ کر دیا۔ پھر سلطان نے شددنہ کے پاس ابوتاشفین کو قتل کر دیا اور مغرب اقصیٰ وادنیٰ کے علاقوں میں اور اندلس میں موحدین کی سرحدوں تک اس کا بول بالا ہو گیا۔ اس نے پھر زناتہ کو متحد کیا اور انہیں تخت لواتہ کے پیچھے چلنے کو کہا۔ یہ دیکھ کر بنی عبدالواد کے مددگار بنو عامر جو زغبہ میں سے تھے جنگل کی طرف بھاگ گئے جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ کریں گے۔ بعد ازاں سلطان ابوالحسن نے عریف بن یحییٰ کی قوم کے مقام کو اپنی رعایا کے تمام زغبی اور معقلی عربوں پر فائق کر دیا جبکہ اس نے میمون بن سعید کو، سوید کی چراگاہوں کے متلاشیوں پر سردار مقرر کیا۔ تاہم وہ تا سالہ میں سلطان کی آمد کے موقع پر سنہ 732 میں تلمسان کی فتح سے قبل فوت ہو گیا اس کے بعد اس کا بھائی عطیہ حکمران بنا اور وہ بھی تلمسان کی فتح کے بعد چند ماہ حکومت کر کے فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے لوز ما بن عریف کو سوید اور دیگر بنی مالک پر سردار مقرر کیا، اس نے اس کی حکومت میں صحرائی لوگ جہاں جہاں رہتے تھے، وہاں تک ان کی سرداری مقرر کر دی اور ان سے صدقات اور ٹیکس لئے۔ وہ صحرائی قوموں کی طرح رکے رہے۔ بعد ازاں ان کے رؤسا اور اس کے عم زاد مسعود بن سعید نے اس کی شوریٰ کی اقتدار کی اور وہ بنی عامر سے جاملا۔ صرارشتہ کی آواز پر وہ پھر اس کے بیٹے ابوعبدالرحمٰن کو سلطان کے پاس لائے لہٰذا اس نے اور زمار نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور انہیں شکست دی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ عریف نے سلطان ابوالحسن، افریقہ میں اس کے دور کے موحدین کے بادشاہوں، اندلس کے بنی احمر اور قاہرہ کے ترک بادشاہوں کے مابین سفر کیا اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن مر گیا۔

ابوعنان کا احوال

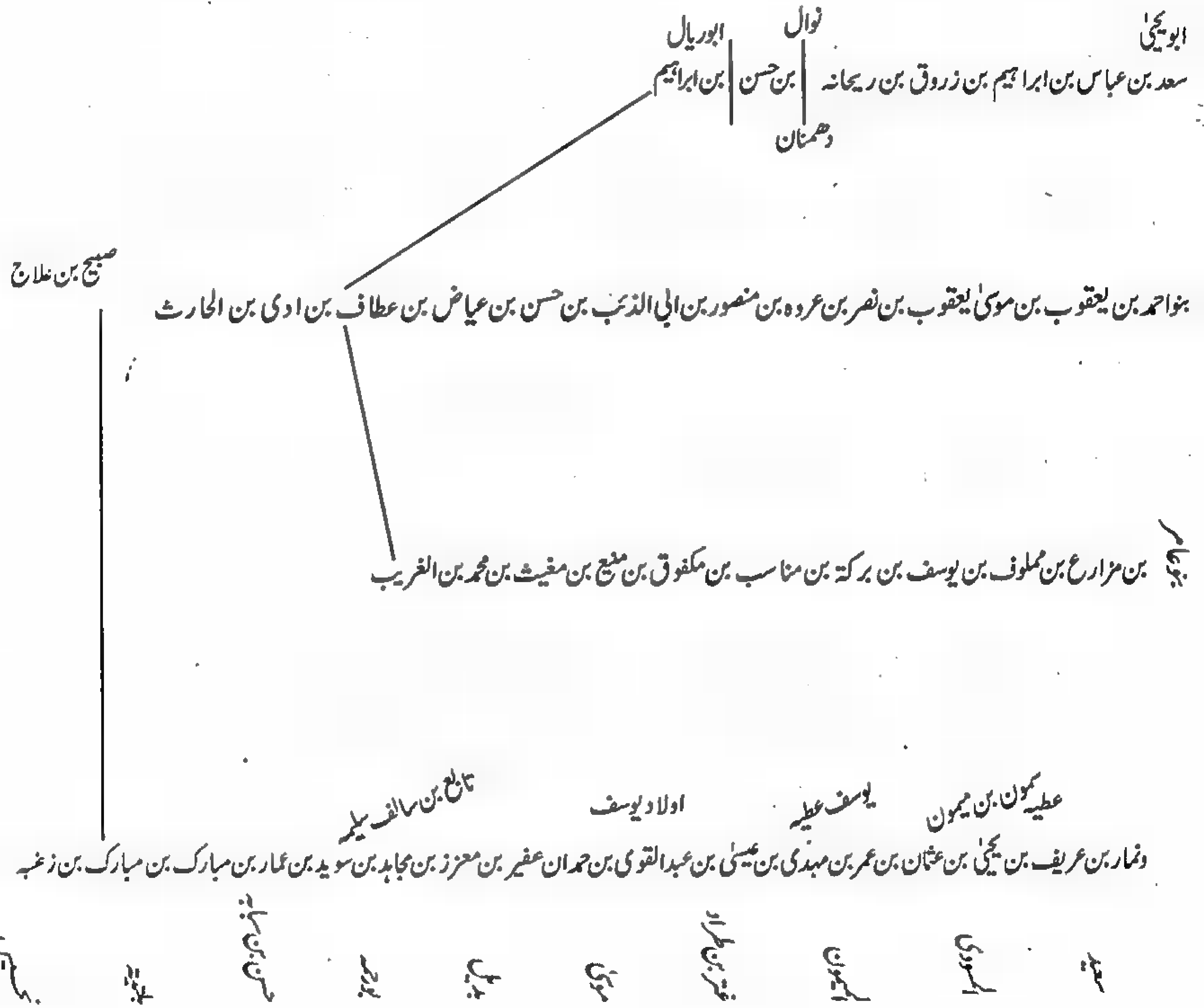
جب سلطان ابوعنان تلمسان پر غالب آ گیا جیسا کہ ہم جلد ذکر کریں گے تو اس نے اپنی طرف آ جانے کی وجہ سے سوید کے عہد کی رعایت کی لہٰذا اس نے اور زمار بن عریف نے زغبہ کے دیگر رؤسا سے اسے بلند کر دیا۔ اس نے اسے السرسو اور قلعہ بن سلامہ اور توجین کے بہت سے شہر جاگیر میں دیئے۔ جب ابوعریف بن یحییٰ فوت ہو گیا، تو اس نے اسے جنگل سے بلایا پھر اسے اس کے باپ کی جگہ پر ارکینہ میں اپنی نشست گاہ کے قریب بٹھایا، وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہا اور اس نے اس کے بھائی عیسیٰ کو اس کی قوم کے صحرائی باشندوں پر اور پھر بنی عبدالواد پر سردار بنایا۔ سلطان ابوعنان کے بعد پھر حکومت ابوحمو موسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن ابی یغمر اسن کے ذریعے بادشاہوں کی طرف مائل ہو گئی جو اعیاص میں سے تھے۔ ایسا کرنے میں صغیر بن عامر اور اس کی قوم نے بڑا حصہ لیا کیونکہ ان کی آل زیان سے دوستی تھی اور بنی مرین کا ان پر کوئی احسان نہیں تھا لہٰذا انہوں نے تلمسان اور اس کے معاملات پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے پھر سوید پر میمون بن سعید بن عثمان اور تاب اور زمار بن عریف کو سرداری دی اور اس نے عبادت گزاری سے اور سرداری عروج کو دیکھا۔ اس نے پھر وادی ملوبہ میں جو بنی مرین کی سرحدات میں سے ہے، ایک قلعہ بنایا اور اس

زمانے میں وہاں قیام پذیر رہا۔ بنی مرین کے بادشاہ اس کا لحاظ کرتے تھے کیونکہ وہ ان کے اسلاف کا خاص آدمی رہا تھا لہٰذا وہ اسے شوریٰ میں ترجیح دیتے تھے اور اس کے علاوہ دیگر نواح کے ملوک اور رؤسا کے ساتھ خاص احوال میں شامل کرتے تھے اسی وجہ سے عربوں کے شیوخ، علاقوں کے امراء اور مضافات کے والی اس کے پاس آتے تھے۔ اس دوران اس کے دونوں بھائی ابوبکر اور محمد اپنی قوم کے ساتھ جا ملے اور میمون پر حملہ کر دیا، انہوں نے پھر اپنے آدمیوں اور نوکروں کے ذریعہ اسے دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کی اور صحرائی لوگوں کی سرداری کو اپنے ساتھ مخصوص کرلیا۔ پھر جب بنوحصین بن زیان نے سلطان ابوحمو کے عم زاد کو بادشاہ مقرر کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے تو انہوں نے اسے سنہ 767 میں لڑائی کے لئے کہا۔ اس وقت عربوں کا رعب قائم ہوا اور انہیں جوش آیا تو انہوں نے مغرب الاوسط میں ان کے علاقے تلول کو روند ڈالا لہٰذا وہ اسے بچانے سے عاجز آ گئے اور اس کے راستوں میں گھس گئے۔ انہوں نے اس کے روکنے میں کوتاہی نہیں کی اور اس میں سائے کی طرح آہستہ آہستہ چلے، یوں زغبہ نے طوعاً و کرہاً سلطان کے دیگر علاقوں پر اسے تقویت دینے کے لئے قبضہ کرلیا۔ یہاں تک کہ زناتہ سے بہت سے علاقے خالی کروا لئے پھر وہ سمندر کے ساحل کی طرف چلے گئے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنی جگہ پر شکست کھائی۔ بعد ازاں بنویزید پہلے کی طرح بلاد حمزہ اور بنی حسن پر غالب آ گئے اور انہوں نے خراج دینا روک لیا۔ وہ پھر بنوحسین مدینہ کے اطراف کی جاگیروں، عطاف ملیمانہ کے مضافات پر اور دیالم و زینہ پر اور سوید، جبل اور نشرولس کے سواء تمام علاقوں پر قابض ہو گئے کیونکہ اس کا راستہ بہت دشوار تھا۔ اس میں توجین کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جن کی سرداری، اولاد عمر بن عثمان کے پاس تھی جو حشم کے بنی تغرین میں سے تھے جیسا کہ ہم ان کا ذکر کریں گے۔ اس کے بعد بنی عامر تاسالہ اور میلافہ سے صیر ور کیذرۃ الجبل تک غالب آ گئے جو دہران پر جھانکتا ہے پھر سلطان نے شہروں پر کنٹرول کرلیا اور ان میں سے ابوبکر بن عریف کو کلمیتو اور محمد بن عریف کو مازونہ جاگیر میں دے دیا۔ بعد میں اور لوگوں نے دیگر مضافات کو ان کے لئے چھوڑ دیا اور وہ سب پر قابض ہو گئے۔ اس طرح جلد ہی ان کا شہروں پر قابض ہونا ممکن ہو گیا۔ سچ ہے کہ ہر آغاز کا ایک انجام ہے اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔ وہ اس زمانے میں اسی حالت میں ہیں۔ سوید کے بطون میں ایک بطن نواح بطحاء میں ہے جو ہبرہ کے نام سے مشہور ہیں، تاہم لوگ انہیں مجاہد بن سوید کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ وہ مقداد بن اسود کی اولاد سے ہیں، اس لحاظ سے وہ قضاعہ میں سے ہیں۔ جب کہ ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ وہ کندہ کے ایک بطن تجسیب سے ہیں، واللہ اعلم۔ سوید کی چراگاہوں کی متلاشی جماعتوں میں ایک جماعت صبیح کے نام سے مشہور ہے، یہ اور وہ صبیح بن مالک بن علاج کی طرف منسوب ہیں جنہیں بڑی قوت اور تعداد حاصل ہے یوں وہ تنگ حالی میں سفر کرتے ہیں اور اپنی جگہ پر قیام کرتے ہیں۔

حرث بن مالک

حرث بن مالک عطاف اور دیالم ہیں عطاف کا ٹھکانہ ملیانہ کے سامنے ہے جب کہ ان کے گشتی دستوں کی سرداری یعقوب بن نصر بن عروہ بن منصور بن ابی الذائب بن حسن بن عیاض بن عطاف بن زیان بن یعقوب اور اس کے عم زاد علی بن احمد اور ان کے بیٹوں کو حاصل ہے۔ ان کے ساتھ براز کا ایک طائفہ بھی ہے جو امجع کا ایک بطن ہے۔ کچھ عرصہ پہلے سلطان نے ان کو جبل دراک کا ٹیکس اور وادی شاب جاگیر میں دی ہے، یوں وہ ان کے اور سوید اور نسریس کے علاقے کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ ان کے پاس بلاد دزینہ بھی ہیں جو قبلۃ الجبل میں ہیں اس کی ریاست ابراہیم بن زروق بن رعایہ کو حاصل ہے جو مزروع بن صالح بن ویلم میں سے ہیں پہلے سعد بن ابراہیم کو سرداری حاصل تھی لیکن بعد میں سلطان ابوعنان نے اسے گرفتار کرلیا، عریف بن یحییٰ نے اس کا ساتھ دیا اور اسے اس کے خلاف بھڑکایا، یوں وہ اس کے قید خانے میں فوت ہو گیا۔ ان کے بہت سے بطن ہیں جن میں بنوزیادہ بن ابراہیم بن ردی اور الدہابقہ اولاد ہلال بن حسن اور بنونوال بن حسن شامل ہیں" یہ سب ویلم بن حسن کے بھائی ہیں۔ جبکہ ابن عکرمہ، مزادع بن صالح کی اولاد سے ہے اور یہ عکارمہ کے نام سے معروف ہیں۔ دراصل عطاف اور دیالم، سوید سے کم تعداد میں ہیں اور بنی عامر کے ساتھ لڑائی کرنے میں ان کے ہمراہ ہوتے ہیں کیونکہ مالک کے نسب میں عطیہ کا ایک مقام ہے۔ سوید کو دراصل ان پر کثرت تعداد کی وجہ سے فخر حاصل ہے۔ دیالم کے ڈیرے جنگل میں ان سے بہت دور ہیں اور تلول کی طرف ان کے علاقوں کے سامنے ہیں۔ حرث کے بطون میں

سے ایک بطن تو غریب کے نام سے معروف ہے، ان غریب بن حارث سے ملتا ہے جو ڈیرے دار قبیلے ہیں اور ٹھکانوں کے مالک ہیں۔ سلطان انہیں تنگی میں طلب کرتا اور ان سے خراج لیتا ہے۔ وہ کئی گایوں بکریوں کے مالک ہیں اور ان کی سرداری مزروع بن خلیفہ بن خلوف بن یوسف بن بکرہ بن منہاب بن مکتوب بن منیع بن مغیث بن محمد الغریب بن حارث میں ہے جو ان کا جد ہے۔ سرداری میں غریب کی مدد یوسف کی اولاد کرتی ہے اور یہ سب کے سب بنی منیع کی اولاد ہیں جبکہ دیگر غریب اجڈ ہیں اور اولاد کامل ان کی سردار ہے۔ اللہ ہی خلق و امر کا مالک ہے۔



باب: ۷

بنوعامر بن زغبہ کے حالات

بنوعامر بن زغبہ کے علاقے مغرب الاوسط سے تلمسان کے سامنے معقل کے نزدیک زغبہ کے علاقوں کے آخر میں تھے۔اس سے قبل ان کے علاقے مشرق کے نزدیک آخر میں تھے۔ یہ سب بنی یزید کے ساتھ تھے۔اور وہ حمزہ اور دھوس اور بنی حسن کے علاقوں میں موسم گرما میں اپنی خوراک کے سلسلے میں دوسروں پر متغلب تھے۔ان کے لئے بنی یزید کے وطن پر کمپنی کا ٹیکس لگا ہوا تھا جو اس عہد میں وہاں کے رہنے والوں میں مشہور ومعروف تھا۔کہتے ہیں کہ یہ ٹیکس اس وقت سے ان پر لگا ہوا تھا جب انہیں اس وطن میں غلبہ حاصل تھا۔کہتے ہیں کہ ابوبکر بن زغلی اپنی لڑائی میں ریاح کے ساتھ تھا اور انہوں نے اسے اپنے وطن سے دھوس پر غالب کر دیا۔لہٰذا اس نے بنی عامر سے مدد طلب کی، تو داد خواہ بنی یعقوب داؤد بن عطاف اور بنی حمید یعقوب بن معروف اور شافع بن صالح ابن بالغ کے پاس آئے، اور انہوں نے ریاح کو عزکان میں متغلب کر دیا۔انہوں نے پھر ان کے لئے بنی یزید کے وطن پر ہزار تھیلے خراج لگایا جو مسلسل ان پر قائم رہا۔جب لغمیر اسن نے انہیں تلمسان کی حفاظت کے لئے ان علاقوں میں منتقل کیا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ معقل اور اس کے وطن کے درمیان روک بن جائیں، یہ لوگ پھر وہاں ٹھہر گئے۔ یہ موسم سرما میں اس کے جنگلوں میں پھرتے اور گرمیوں اور بہار میں تلول کی طرف چلے جاتے۔ان کے تین بطون تھے: بنو یعقوب بن عامر، بنو حمید بن عامر اور بنو شافع بن عامر، جنہیں بنو شکار اور بنو مطرف بھی کہتے ہیں۔ ہر ایک کے دوسرے دو بطنوں سے چھوٹے اور بڑے قبیلے ہیں اور بنی حمید کے بھی دوسرے قبیلے ہیں لہٰذا ان میں سے بنو حمید ہیں اور عبید میں سے الحجز ہے جبکہ وہ بنو حجاز بن عبید ہیں۔ جس کے بیٹے حجرش اور ہجیس ہیں جو حجاز کے دو بیٹے ہیں اور جوش حامد اور محمد اور ریاب ہیں۔محمد سے دلالدہ ہیں جو بنو دلاد بن محمد ہیں اور ریاب سے بنو ریاب ہیں وہ اس عہد میں مشہور ومعروف ہیں۔اس کے علاوہ عبید سے عقلہ ہیں یعنی بنو عقیل بن عبید اور محاوزہ، بنو محرز بن حمزہ بن عبید ہیں۔ بنی یعقوب کو لغمیر اسن اور اس کے بیٹے داؤد بن ہلال بن عطاف بن رواد بن رکیش بن عیاد بن منیلے بن یعقوب کے عہد سے سرداری حاصل ہے۔اسی طرح بنو حمید بھی ان کے شیخ ہیں مگر وہ ان میں سے شیخ بن یعقوب کا ردیف ہے۔علاوہ ازیں حمید کی سرداری اولاد ریاب بن حامد بن جوش بن حجاز بن عبید بن حمید کو حاصل ہے جنہیں الحجز کہتے ہیں۔لغمیر اسن کے عہد میں یہ سرداری معرف بن سعید بن ریاب کو حاصل تھی۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ داؤد کا ردیف تھا۔اس دوران عثمان اور داؤد بن عطاف کے درمیان ناراضی پیدا ہوگئی اور عثمان داؤد سے اس لئے غصے ہوا کہ اس نے امیر ابوزکریا بن سلطان ابی اسحاق کو جو آل ابی حفص میں سے تھا تلمسان سے بھاگتے وقت اور خلیفہ تونس کے خلاف بغاوت کا مطالبہ کرنے کی اجازت کیوں دی ہے۔عثمان بن لغمیر اسن اس کی بیعت میں شامل تھا۔لہٰذا اس نے اسے واپس لانے کا ارادہ کیا، تو داؤد نے اس بارے میں عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے ساتھ چلا گیا یہاں تک کہ وہ زواودہ کے شیخ عطیہ بن سلیمان سے جا ملا۔ جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے، وہ بجایہ اور قسنطیہ پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں داؤد بن ہلال نے اس کے کارنامے کا خیال رکھتے ہوئے بلاد حمزہ میں اسے جاگیر میں ٹھکانہ دیا۔ جسے کدارہ کہتے ہیں۔اس کے بعد داؤد نے وہاں پر اپنے پہلے میدانوں میں قیام کیا یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب تلمسان میں آیا اور اس نے لمبا عرصہ اس کا محاصرہ کئے رکھا۔یوں داؤد اصلاح احوال کی خاطر اس کے پاس گیا تو حاکم بجایہ نے اسے یوسف بن یعقوب کے نام ایک خط دیا جس کی وجہ سے وہ مضطرب ہوا۔ جب وہ اپنی سفارت سے واپس لوٹا تو اس نے اس کے پیچھے زنانہ میں سے ایک سوار دستہ بھیجا جس نے سد میں بنی یبقی کے ہاں اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔اب اس کی قوم کی امارت اس کے بیٹے سعید نے سنبھالی اور تلمسان سے محاصرے کی تنگی کو دور کیا۔قبل ازیں بنی مرین کا وسیلہ تھا۔ جس کی وجہ سے بنو عثمان بن لغمیر اسن نے ان کی

رعائت کی لہٰذا انہوں نے انہیں ان کی قوم سمیت ان کے علاقوں کی طرف واپس کر دیا اور ان کی اس غیبت میں معرف بن سعید کی اولاد دھوکہ کھا گئی جو بنی مرین کی سرداری میں ان سے مقابلہ کرتی تھی۔ اس وقت ہر ایک اپنے ساتھی کے مقام سے نالاں تھا۔ جبکہ بنو معرف کج روی اور مخالفت سے سلامت ہونے کی وجہ سے حکومت کے اقبال سے مخصوص تھے۔ اسی دوران سعید بن داؤد اس غیرت کی وجہ سے بنی مرین کے پاس چلا گیا، وہ ان کے بادشاہ سلطان ابوثابت کے پاس اس امید پر گیا کہ وہ ان پر حملہ کرے مگر اسے کامیابی نہیں ہوئی، اور اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا۔ لہٰذا اس بات کے باوجود قبیلے کی صورت میں اکٹھے رہتے تھے تاہم ہمیشہ ہی ان کے درمیان چغلی کا سلسلہ چلتا رہتا تھا یہاں تک کہ ابراہیم بنی یعقوب بن معرف نے سعید بن داؤد پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس قتل کا بدلہ ماضی بن روان نے ابن یعقوب بن معرف کی اولاد سے اس کے میدانوں میں لیا۔ جب اولاد ریاب نے اس کا مقابلہ کیا، یوں بنی عامر میں افتراق پیدا ہو گیا اور وہ دو قبیلے بن گئے، یعنی بنو یعقوب اور بنو حمید۔ یہ ابو حمو موسیٰ بن عثمان کے دور کی بات ہے جو آل زیان میں سے تھا۔ بعدازاں سعید کے بعد بنی یعقوب کی سرداری اس کے بیٹے عثمان نے سنبھالی پھر کچھ عرصے کے بعد ابراہیم بن یعقوب جو بنو حمید کا شیخ تھا، فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا عامر بن ابراہیم اس کی قوم پر اس کا جانشین بنا جو بڑا دلیر اور عقلمند تھا اور اس کی بہت شہرت پائی جاتی ہے۔ وہ عریف بن یحییٰ سے قبل مغرب میں آیا، سلطان ابوسعید کا مہمان بنا اور اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دیا۔ عامر نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی اور اسے اس کے ہاں بھجوا دیا۔ اس کے علاوہ اسے بہت سا مال دیا لیکن عثمان ہمیشہ کبھی صلح کے ذریعے اور کبھی ملاقات کے بہانے اس سے بدلہ لینے کی کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اسے دھوکے سے اس کے گھر میں قتل کر دیا۔

اس امر میں وہ قباحت ملتی ہے۔ جسے عرب ناپسند کرتے ہیں۔ لہٰذا افریقین نے آخر تک قطع تعلق کر لیا اور بنو یعقوب بنی حمید کے ساتھ اپنی جنگ میں سوید کے حلیف بن گئے۔ اس کے بعد سوید کے گشتی دستے عریف بن یحییٰ کو بنی مرین کے پاس اس کی جگہ پر جا ملے، عامر بن ابراہیم نے اپنی قوم کے ساتھ بنی یعقوب پر زیادتی کی اور وہ مغرب میں چلے گئے۔ پھر ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن کی فوجوں میں آئے۔ اور ان کا سردار، عثمان ہلاک ہو گیا جسے عریف بن سعید کی اولاد نے عامر بن ابراہیم کے بدلے میں قتل کیا تھا۔ اس کے بعد اس کا عم زاد ہجر بن عالم بن ہلال حکمران بنا جو اس کی زندگی میں اس کا معاون اور مددگار تھا۔ پھر یہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی سرداری اس کے چچا سلیمان بن داؤد نے سنبھالی۔ جب سلطان ابوالحسن تلمسان پر غالب آیا تو بنو عامر بن ابراہیم صحرا کی طرف بھاگ گئے، اس دور میں ان کا شیخ اس کا بیٹا صغیر تھا۔ بعدازاں سلطان نے ازسرنو عریف بن یحییٰ کے ہاتھ حمید کے دیگر بطون اور ریاب کی بیعت کا مطالبہ کیا تو وہ صغیر کی مخالفت کر کے اس کے بھائی سلطان کے پاس چلے گئے، اس نے ان پر ان کے عم زاد عریف بن سعید کے بیٹوں میں سے یعقوب بن عباس بن میمون بن عریف کو سردار مقرر کر دیا۔ اس کے بعد صغیر کا چچا عمر بن ابراہیم اس کے پاس گیا۔ تو اس نے ان کو سردار مقرر کر دیا۔ اور انہیں خادم بنا دیا۔ بعدازاں بنو عامر بن ابراہیم، زواودہ کے ساتھ جا ملے اور یعقوب بن علی کے ہاں مہمان اترے۔ پھر وہ ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ انہوں نے داعی بن ہیدرد کے ساتھ لڑائی کی آگ بھڑکا دی جو ابوعبدالرحمان بن سلطان ابوالحسن جیسا لباس پہنا کرتا تھا اس کے بعد حکومت اور دیالم کے ساتھ کینہ رکھنے والوں نے اس کی مدد کی۔ پھر میمون بن غنم بن سوید کی اولاد عریف اور اس کے بیٹے کے مقام کی وجہ سے حکومت سے ناراض ہو گئی اور نزمار بھی انہیں میں سے تھا۔ لہٰذا ان دونوں نے مل کر اس داعی کی بیعت کر لی تو سلطان، نزمار کی طرف لڑائی کے لئے بڑھا۔ اور وہ تمام عربوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا پھر ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کی فوج کو تتر بتر کر دیا۔ اس کے بعد جنگلوں میں مقیر بن عامر اور اس کے بھائیوں کا فرار لمبا ہو گیا اور وہ بھاگتے بھاگتے اس قدر دور چلے گئے کہ انہوں نے وہ ریتلا پہاڑ بھی پار کر لیا جو عربوں کی جولانگاہوں کے بھی آگے ایک دیوار ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنے بھائی ابوبکر کو کمزور کر دیا۔ وہ پھر سلطان کے ساتھ افریقہ گیا اور جنگ قیروان میں اس کے ساتھ شامل ہوا پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا تو یہ سب لواتہ بنی لغمیر اسن کی جانب لوٹ آئے اس نے پھر اپنے قبائل کو ابوسعید عثمان بن عبدالرحمان بن یحییٰ بن لغمیر اسن کا خادم بنا دیا۔ جو جنگ قیروان کے بعد سنہ 750 میں تلمسان میں صاحب حکومت تھا۔ اسے اور اس کی قوم کو وہاں پر بڑا مقام حاصل تھا۔ بعدازاں سوید اور بنو یعقوب مغرب میں چلے گئے یہاں تک کہ سلطان ابوعنان کے ہراول میں آ گئے لیکن جب بنو عبدالواد ہلاک ہو گئے تو ان کی جمعیت منتشر ہو گئی اور صغیر حسب عادت صحرا کی طرف بھاگ گیا اور جنگل میں قیام کر کے انتظار کرنے لگا اور اس دوران بنی معرف بن سعید میں سے اس کی اکثر قوم اس کے ساتھ آ ملی، اور وہ انہیں ہر

جانب سے لے آیا۔اس کے بعد معقل میں اولاد حسین نے سنہ 755 میں اوراس کے بعد بھی سلطان ابوعنان کی مخالفت کی، تو سجلماسہ میں انہوں نے لڑائی کی یوں اس نے ان کا مقابلہ کیا اوران کے ساتھ ہی تھا۔ان پر بنی مرین کی فوجیں ایک میدان میں ٹوٹ پڑیں۔ جب وہ نکور میں غلہ حاصل کرر ہے تھے۔لہٰذاوہ ان کے عام اموال کو لے گئے،اور خونریزی کر کے آدمیوں کوقتل کر دیا، قید کیا۔ پھر وہ ہمیشہ ہی صحرا میں بھاگتے رہے جب کہ سوید اور بنو یعقوب میدانوں میں اپنی جگہوں پر رہتے تھے،سلطان کے ہاں بھی انہیں عزت حاصل تھی یہاں تک کہ سلطان ابوعنان فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ابوحموموسیٰ بن یوسف جو سلطان ابوسعید عثمان بن عبدالرحمٰن کا بھائی تھا،تلمسان میں اپنی قوم کی حکومت طلب کرتا ہوا آیا۔جب سے ابوعلی نے ان کی حکومت پر غلبہ پایا تھا وہ تونس میں ٹھہرا ہوا تھا۔لہٰذا مقیر ،زواودہ کے وطن کی طرف کوچ کر گیا اور پھر یعقوب بن علی کے ہاں جب وہ سلطان ابوعنان کے خلاف تھا،مہمان اترا۔اس نے اسے موحدین کی حاکمیت سے نکال کر ابوحمو کی پناہ میں دے دیا۔تا کہ وہ اسے تلمسان کے علاقے اور وہاں پر رہنے والے بنی مرین کے پاس لائے لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ ایک آلہ بھیجا۔اس کے بعد مقیر صولہ بن یعقوب بن علی، زبان بن عثمان بن سباع اور اس کا بھتیجا،شبل جو اس کے بھائی ملوک کا بیٹا ہے،اسے لے گئے۔جنگل سے ریاح دعار بن عیسیٰ بن رباب اپنی قوم کے ساتھ جو سعید کی اولاد سے ہے،وہ بھی ان کے ساتھ تھا۔یہ ان کے ساتھ ان کے ملک کی سرحد پر پہنچے یوں ریاح دعار بن عیسیٰ اور شبل بن ملوک واپس آ گئے۔اور سید تھے آگے چلے گئے۔ان کے ساتھ سوید کی موج کی دوڑ بھیڑ ہوئی تب بنی عامر کو غلبہ حاصل ہوا اور شیخ سوید بن عیسیٰ بن عریف ان دنوں قتل ہو گیا اور اس کا بھائی ابوبکر قید ہو گیا۔اس کے بعد علی بن عمر بن ابراہیم نے اس پر احسان کیا اور اسے رہا کر دیا، ابھی یہ خبر فاس نہیں پہنچی تھی کہ لوگ سلطان ابوعنان کے جنازہ سے واپس آ رہے تھے۔بعدازاں ابوحمومغرب کو،تلمسان پر چڑھا لایا اور اس پر قبضہ کرلیا۔یوں بنی مرین کی فوجیں اس پر غالب آ گئیں اور وہاں پر اس کی حکومت منظم ہوگئی۔ جب دوسال بعد مقیر فوت ہو گیا،وہ قبیلے کی ایک لڑائی کو ٹھنڈا کرنے کی خاطر سفر کررہا تھا کہ بلاارادہ اسے نیزے کا پھل آ لگا جو اس کے آرپار ہو گیا،وہ اسی وقت مرگیا۔اس کے بعد ان کی سرداری اس کے بھائی خالد بن عامر کو ملی جبکہ اس کے بھائی مقیر کا بیٹا عبداللہ اس کی مدد کرتا تھا۔تمام زغبہ نے سلطان ابوحمو اور بنی مرین کے لئے فاس کو خالی کر دیا کیونکہ ان کے درمیان لڑائی جاری رہتی تھی۔اس نے پھران سوید،بنی یعقوب،دیالم،اور عطاف کے سب لوگوں سے کام لیا، یہاں تک کہ ابوحمو کے چچا ابوزیان بن سلطان ابوسعید کا فتنہ اٹھا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔جب اس فتنہ کی ہنڈیا نے زغبہ سے جوش مارا تو وہ ابوحمو کے خلاف ہو گئے اور سوید کے امیر محمد بن عریف کو اس الہام کی بناء پر کہ وہ اپنے معاملے میں مدانیت سے کام لیتا ہے، گرفتار کرلیا۔یوں اس کا بھائی ابوبکر اور اس کی قوم 770ء میں مغرب کے حکمران عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کے پاس چلی گئی اور وہ اپنی قوم میں آ کر اپنے علاقوں پر قابض ہو گئے۔اس کے بعد بنو عامر اور ابوحمو صحرا میں چلے گئے اور وہ طویل عرصے تک صحرا میں پھرتے رہے۔پھر ابوحمو کے پاس خالد کے متعلق اس کے چچوں اور اقارب میں سے عبداللہ بن عسکر بن معرف بن یعقوب اور ابراہیم بن یعقوب کے بھائی معرف نے شکائت کی کہ عبداللہ،سلطان کا راز دار اور جاسوس ہے۔جس سے خالد کے دل میں خرابی پیدا ہوگئی،اس نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور اس سے علیحدہ ہو کر سلطان عبدالعزیز کی طرف چلا گیا۔پھر بنی مرین کی فوجیں آئیں اور سلطان ابوحمو اور اس کے ساتھی عربوں پر ٹوٹ پڑیں۔جب عبدالعزیز سنہ 770 میں فوت ہو گیا تو وہ اور اس کے بھائی مقیر کا بیٹا مغرب کی طرف چلے گئے۔وہ بنی یعقوب کے سردار ساسی بنی سلیم بن داؤد کے ساتھ جا ملے جس کی قوم بنی یعقوب نے محمد بن عریف کے بیٹوں کو قتل کیا تھا،یوں ان کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ساسی اور اس کی قوم مغرب میں آ گئے۔پھر وہ حملے کی امید سے خالد کے ساتھ رہنے لگا۔لیکن پھر وہ بنی مرین کی دادخواہی سے مایوس ہو گئے کیونکہ ان کے درمیان لڑائی جاری تھی۔لہٰذا یہ سنہ 777 میں اپنے ٹھکانوں کی طرف واپس آ گئے اور لڑائی کی آگ فروختہ کردی۔بعدازاں سلطان ابوحمو کی فوجیں اس کے بیٹے ابوتاشفین کے ساتھ ان کے مقابلے میں نکلیں اور سوید اور دیالم اور عطاف بھی اس کے ساتھ گئے۔وہ قلعہ کے سامنے وادیٔ مینا میں ان پر ٹوٹ پڑے۔عبداللہ بن مغیر اور اس کے بھائی ملوک نے اپنے دوسرے قرابت داروں کو قتل کیا۔پھران کے شکست خوردہ آدمی صحرا کی طرف چلے گئے اور دیالم اور عطاف کے ساتھ مل گئے،یہ سب اکٹھے ہو کر سالم بن ابراہیم کے پاس گئے جو ثعالبیہ کا سردار اور متیجہ کا حکمران تھا۔وہ ابوحمو سے اس کے غصے کی وجہ سے وحشت محسوس کرتا تھا۔لہٰذا انہوں نے اس کی مخالفت کرنے پر اتفاق کیا،اور امیر ابوزبان کی طرف ریاح کے علاقے میں ایک جگہ آدمی بھیجا۔لہٰذا وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی پھر سالم نے اسے

جزائر پر قبضہ کروادیا۔ انہی دنوں میں خالد فوت ہو گیا تو ان کی حکومت پراگندہ ہو گئی اور مسعود بن مقیر، بنی عامر کا حکمران بن گیا۔ اس کے بعد ابوحمو، سوید اور بنی عامر کے اپنے دوستوں کے ساتھ اس کے پاس گیا اور سالم بن ابراہیم کو خادم بنایا وہ ابوزیان ریاح کے علاقے میں اپنی جگہ پر گیا اور جنگل میں مسعود بن عامر اور اس کی قوم کے ساتھ مل گیا۔ وہ پھر ساسی بن سلیم یعقوب بن علی اور اس کی قوم کے ساتھ جاملا جوز اودہ میں سے ہے پھر سب سلطان کی خدمت میں واپس آ گئے۔ انہوں نے اس کے پاس وفد بھجوایا تو اس نے انہیں امان دیدی اور یہ اس کے پاس گئے۔ اس نے مسعود اور ساسی کے متعلق خوش آمدید کا اظہار کیا لیکن اس نے ان کے متعلق دل میں برا ارادہ رکھا پھر اس نے بنی عامر اور سوید کے ہم زادہ کو ان کی مصیبت میں داخل کر دیا لہٰذا انہوں نے اس کی بات کا جواب دیا تو اس نے ان سے چال چلی اور اپنے بیٹے تاشفین کو ان کی قوم سے صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اکٹھے ہو کر مسعود اور اس کے دس بھائیوں کو جو بنی عامر بن ابراہیم میں سے تھے، گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ابو تاشفین اور سب عرب بنی یعقوب کے قبائل کی طرف چلے گئے، اور یہ لوگ سردار تھے۔ اس دوران سوید نے وادی مینا میں ان کے لئے گھات لگائی لہٰذا بنو عامر نے صبح کے وقت ان کی جگہ پر حملہ کر دیا اور وہ ان کا سب مال لے آئے جب کہ ان کے شکست خوردہ لوگ صحرا کی طرف چلے گئے، تو ابو تاشفین نے بنی راشد کے ساتھ انہیں روکا، یوں ان کے باقی ماندہ لوگ بھی باقی نہ رہے اور ساسی بن سلیم اپنی قوم کی ایک چھوٹی سی شکست خوردہ جماعت کے ساتھ صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ وہ نضر بن عروہ کے ہاں مہمان اترا اس کے بعد بنی عامر کی سرداری مقیر کے چچا سفیان بن ابراہیم بن یعقوب اور اس کے معاون عبداللہ بن عسکر بن معرف بن یعقوب کے لئے مخصوص ہو گئی جو سلطان کا بہت مقرب تھا۔ بعدازاں مغرب کے حکمران نے سلطان ابوالعباس احمد بن ولی ابوسالم کو نزمار بن عریف کے وسیلے سے مسعود اور اس کے بھائیوں کے متعلق سفارش کے لئے بھیجا حالانکہ نزمار ابو حمو اور اس کے بھائیوں کو مصیبت میں مبتلا کرنے والا تھا، یوں ابوحمو نے اس سفارش کی وجہ سے انہیں رہا کر دیا لیکن وہ دوبارہ مخالف ہو گئے اور صحرا کی طرف چلے گئے ابراہیم بن یعقوب کی اولاد کے بہت سے آدمی ان کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ تو بنی یعقوب کی شکست خوردہ چھوٹی سی جماعت بھی اپنے علاقوں سے نکل کر اپنے سردار ساسی بن سلیم کے پاس جمع ہو گئی، سب کے سب عروہ کے ساتھ اتر پڑے۔ بعدازاں اس کے بھائیوں نے اس زمانے کے افریقہ کے حکمران سلطان ابوالعباس کے پاس اپنے دشمن کے خلاف مدد مانگنے کے لئے وفد بھیجا۔ لہٰذا اس نے ان کے ساتھ مناسب حسن سلوک کیا اور وفد کو عطیات دیئے۔ اس نے خوش کن وعدوں کے ساتھ اسے واپس کر دیا اور ابوحمو اس بات کو سمجھ گیا تو اس نے اپنے جاسوسوں کو اسے دھوکے سے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد اس نے افریقہ کے حکمران، سلطان ابوالعباس کی طرف علی بن عمر بن ابراہیم کو جو خالد بن محمد کا عم زاد تھا، بھیجا اور بنی عامر میں سے ابوحمو کے مخالفین کی بھی ایک بہت بڑی جماعت بھیجی۔ جس کے ساتھ سلیمان بن شعیب بن عامر بھی گیا۔ لہٰذا وہ تونس میں اس سے مدد طلب کرتے ہوئے اس کے پاس گئے تو اس نے ان کے مطالبہ کو قبول کیا، ان سے وعدہ کیا اور ان سے اچھی طرح پیش آیا۔ یہ لوگ پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے۔ بعدازاں علی بن عمر دوبارہ ابوحمو کی خدمت میں گیا اور اس نے اسے بنی عامر سے مقدم کیا جو سلیمان بن ابراہیم کی اس اولاد سے تھے جو صحرا میں رہتے تھے، وہ بنی یعقوب کے ساتھ ابوبکر بن عریف کے قبائل میں اترے اور اس دور تک وہ اسی طرح رہ رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کا اندازہ کرنے والا ہے۔

خالد
سلیمان
عریف بن زیان
علی بن عثمان بن دانود بن عبداللہ
عمر بن زیان بن مسعود بن شداد
بن محمد احمد
بجیش
علاق بن الحادزة بن حمزه
راحقلہ
اردقہ
ذوی عیسے
مطرد

مقیر
|
عامر
|
ابراہیم
|
یعقوب
|
معرف
|
سعید
|
ریاب
|
حامد
|
حجرش
|
حجاز
|
عبید
|
حمید
|
عامر

عنان بن سعید
[illegible]
بن میمون بن عریف
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

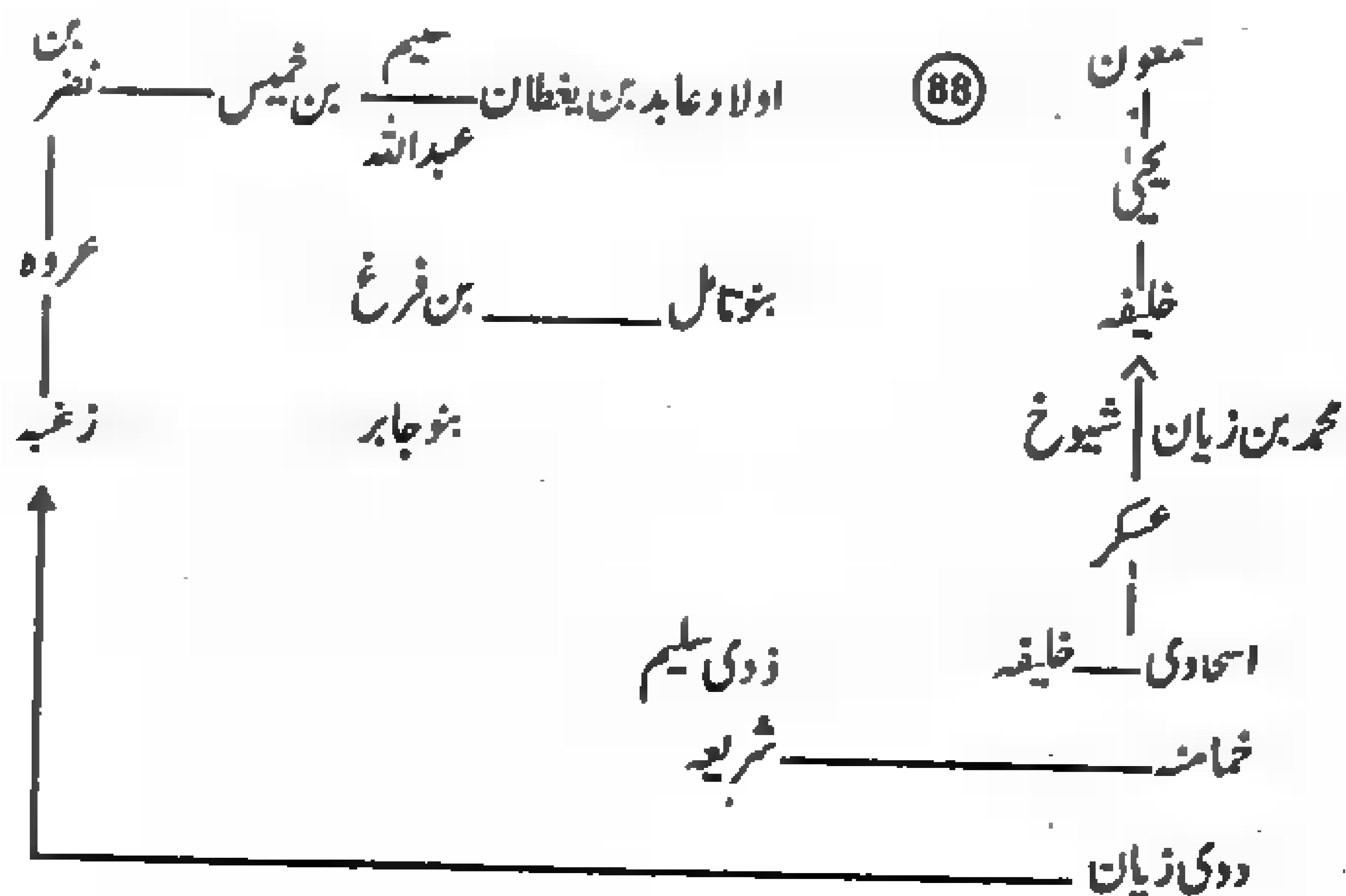
یعقوب بن العباس

ساتی
|
سلیم
|
داؤد
|
ہلال
|
عطاف
|
رداد
|
کریش
|
عیاد
|
منیع
|
یعقوب
↑
شفارہ بن شافع

باب:۸

عروہ بن زغبہ کے حالات اور واقعات کی روداد

عروہ بن زغبہ کے دو بطن ہیں: نضر بن عروہ اور خمیس بن عروہ جب کہ خمیس کے تین بطون ہیں یعنی عبید اللہ، فرغ اور یقظان۔ فرغ کے بطون میں سے بنو قائل ہیں جو یحییٰ کی اولاد کے حلیف ہیں۔ جو معمور میں سے ہے۔ یہ لوگ جبل راشد میں رہتے ہیں اور بنو یقظان اور عنید اللہ، بوید کے حلیف ہیں جو ان کے سفر کرنے کے ساتھ سفر کرتے اور ان کے رفاقت پذیر ہونے کے ساتھ ساتھ اقامت پذیر ہو جاتے ہیں۔ ان کی سرداری اولاد عابد میں ہے جو راشد کے بطن سے ہے۔ نضر بن عروہ، جنگل میں چلے گئے ہیں اور اس کی ریت میں گھاس تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ وہ ہالم اور عطاف اور حصین کی حکمرانی میں تلول اطراف کی جانب اور ان کے اوطان کی سرحدوں کی طرف بھی چلے جاتے ہیں اور ان کی کوئی حکومت اور جاگیر نہیں کیونکہ یہ تلول میں اپنی زبان اور زغبہ کے دوسرے بطون کی رکاوٹ کی وجہ سے داخل ہونے سے عاجز ہیں۔ انہوں نے جبل متند کے کناروں پر جو ریاح کے وطن کے قریب ہیں، قبضہ کیا ہوا ہے۔ جہاں پر عمرہ اور زناتہ کے لوگ رہتے ہیں۔ ان پر مسلسل کئی سالوں سے عربوں کا غلبہ ہے لہٰذا نضر نے ان پر ٹیکس لگا دیا ہے اور ان کو رعیت اور خادم بنا لیا ہے۔ اکثر اوقات ان میں سے کچھ لوگ جو سفر کرنے سے معذور ہوتے ہیں، بربریوں کے گھروں میں بھی آ جاتے ہیں۔ ان کے بطون، اولاد خلیفہ، خمائنہ، شریعہ، سحاوی، زوی زیان، اور اولاد سلیمان بیان کئے جاتے ہیں۔ ان سب کی سرداری خلیفہ بن نضر بن عروہ کی اولاد میں سے ہے۔ اس زمانے میں یہ محمد بن زیان بن عسکر بن خلیفہ اور اس کے معاون سمعون بن ابو یحییٰ بن خلیفہ بن عسکر کو حاصل ہے۔ اکثر صحرائی لوگ، جبل متند میں اقامت پذیر نہیں جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ ان کی سرداری اولاد ناجعہ میں ہے اور یہ نضری ہمیشہ سے زغبہ کے حلیف ہیں تاہم کبھی حرب اور حصین کے بھی حلیف بن جاتے ہیں جو ان کا پڑوسی ہے۔ یہ کبھی کبھی بنی عامر کے حلیف بن جاتے ہیں جب وہ سوید کے ساتھ جنگ کرتے ہیں، ان کی خوش بیانی عامر کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ کیونکہ ابی قحافہ کو اپنا زعیم مانتے ہیں۔ میں نے ان کے مشائخ سے سنا ہے کہ وہ ان کے باپ کا نام نہیں بلکہ ایک وادی کا نام ہے جہاں قدیم زمانے میں ان کا معاہدہ ہوا تھا۔ بعض اوقات یہ بنی عامر کے سردار بن جاتے ہیں۔ مگر ایسا بہت کم ہی ہوتا ہے اور یہ بنی عامر کے بہت قریبی حلیف ہیں اور اسلف بہت تیزی سے آتے ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہ بعض دفعہ ہمسائیگی کی وجہ سے ریاح کی بھی مدد کرتے ہیں مگر ایسا کم ہوتا ہے۔ یہ ریاح جیسے صحرائی لوگوں کے ساتھ زیادہ رہنے کی وجہ سے مسلم اور سعید جیسوں کو پکڑ لیتے ہیں۔ اور بعض اوقات جنگل میں ان کے درمیان لڑائیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ جن میں زغبہ کے بعض بطون کی خونریزی ہو جاتی ہے تاہم ہمارے پاس ان کے واقعات نہیں پہنچے۔ واللہ الخلق والامر وہو رب العالمین۔



باب :۹

ذوی حسان، ذوی عبید اللہ اور ذوی منصور کے تین قبائل کا احوال

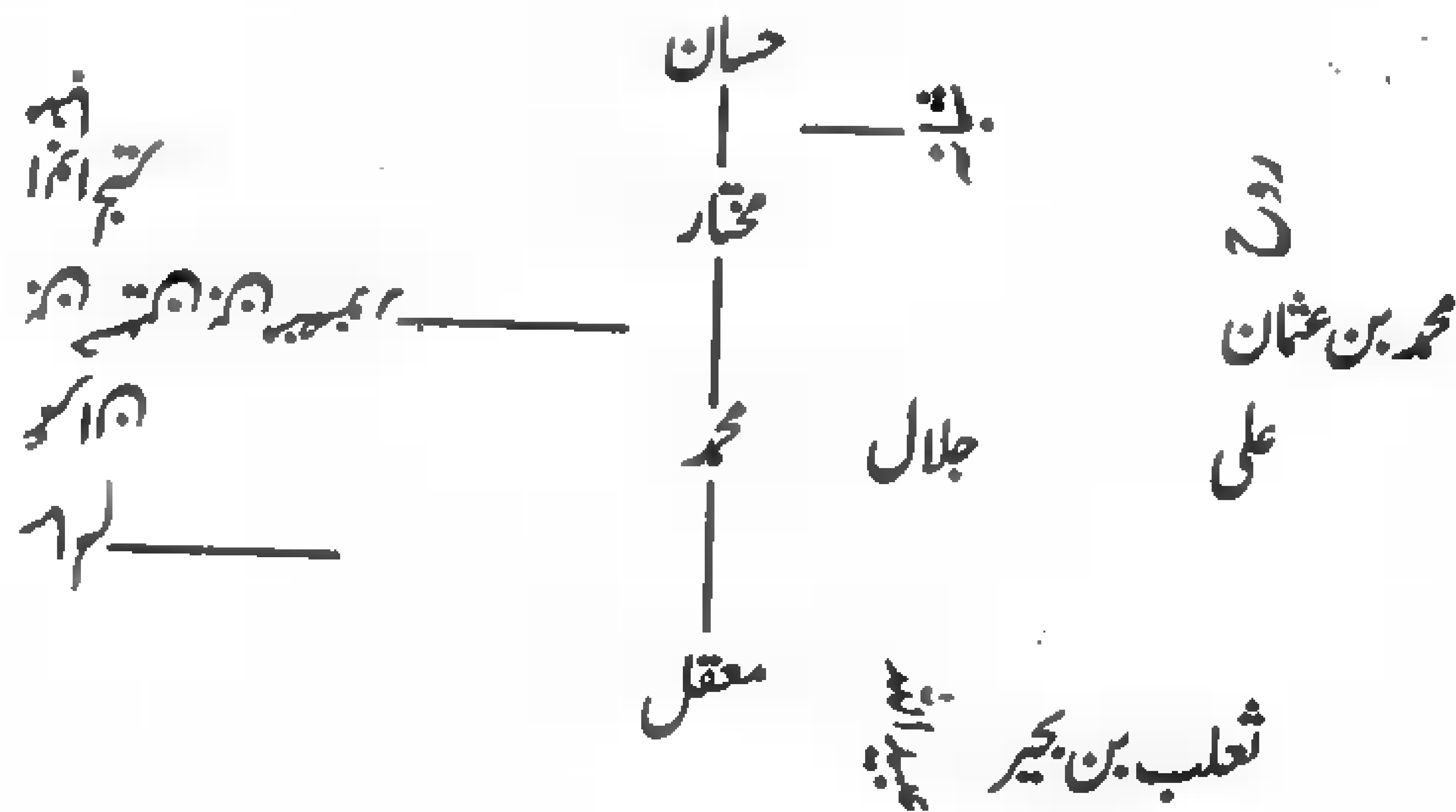
اس دور میں یہ قبیلہ عرب کے قبائل میں اپنی تعداد اور مغرب اقصیٰ کے جنگلات میں اپنے علاقوں کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے۔ یہ لوگ زغبہ کے بنی عامر کے علاقوں کے پڑوس میں رہتے ہیں جو تلمسان کے سامنے ہیں اور مغرب کی جانب سے بحر محیط تک جا پہنچتے ہیں۔ یہ دراصل تین بطن ہیں۔ یعنی ذوی عبید اللہ، ذوی منصور اور ذوی حسان۔ ان میں سے ذوی عبید اللہ بنی عامر کے پڑوسی ہیں اور ان کے علاقے تل میں تلمسان اور تادریت کے درمیان اور قبلہ کے سامنے ہیں جبکہ ذوی منصور کے ٹھکانے تادریت سے بلاد درعہ تک ہیں۔ لہٰذا یہ ملویہ سے سجلماسہ تک اور درعہ اور اس کے مقابل میں تل کے علاقے پر تازی، عساسہ، مکناسہ، فاس اور بلاد تادلہ اور مقدور پر قابض ہیں۔ ذوی حسان کے ٹھکانے درعہ سے بحر محیط تک ہیں اور ان کے شیوخ بلاد نول میں اترتے ہیں جو سوس کا دار الخلافہ ہے یہ اکثر سوس اور اس کے مضافات پر قابض ہو جاتے ہیں، اور سب کے سب ریت میں ملثمین کے علاقوں یعنی کدالہ، مسوفہ، اور ملتونہ تک چراگاہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ یہ ہلالیوں کے ساتھ تھوڑی سی تعداد میں مغرب میں داخل ہوئے تھے، کہتے ہیں کہ ان کی تعداد دو سو بھی نہیں تھی۔ اسی لئے بنو سلیم نے انہیں روک کر انہیں عاجز کر دیا۔ اور عہد قدیم سے یہ ہلالیوں کے ساتھ ہو گئے۔ یہ پھر ان کے علاقوں کے آخر میں ملویہ، رمال اور تاخیلات کے قریب اتر گئے۔ پھر قریبی جنگلوں میں زناتہ کی ہمسائیگی اختیار کی لہٰذا ان کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ یہ مغرب اقصیٰ کے صحراؤں میں راتوں کو چلے اور اس کی ریت کو آباد کیا اور اس کے ویرانوں میں غلبہ حاصل کیا۔ یہ دراصل وہاں پر زناتہ کے حلیف تھے اور افریقہ میں ان کی بہت تھوڑی جمعیت رہ گئی جو بنی کعب بن سلیم میں شامل ہو گئی، انہوں نے انہیں داخل کر لیا۔ یہاں تک کہ یہ بادشاہ کی خدمت کرنے اور عربوں کو اکٹھا کرنے میں ان کے وزیر بن گئے۔ جب زناتہ بلاد مغرب پر غالب آ گئے اور شہروں میں مقیم ہو گئے تو معقل کے یہ لوگ جنگلوں میں کھڑے ہو گئے اور ویرانوں میں اکیلے رہ گئے۔ یہ پھر ان کے ہمسر ہو کر بڑھے اور صحرا کے اُن محلات پر قبضہ کر لیا، جنہیں زناتہ نے جنگل میں بنایا تھا۔ جیسے مغرب میں سوس کے محلات اور مشرق میں توات اور جودہ اور تامنطیت اور دار کلاں اور تابسیت اور بنکوارارین کے محلات ہیں۔ ان میں ہر ایک کا ایسا منفرد علاقہ ہے جو متعدد محلات پر مشتمل ہے جن میں کھجوروں کے درخت اور نہریں ہیں۔ ان کے اکثر باشندے دراصل زناتہ کے آدمی ہیں اور ان کے درمیان ان کی سرداری کے سلسلے میں لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یوں معقل کے عرب ان اوطان کو اپنی جولانگاہوں میں عبور کر گئے، ان پر ٹیکس لگائے اور ان کے لئے اتنا خراج جمع ہو جاتا ہے کہ وہ اس میں بادشاہ شمار ہوتے ہیں۔ یہ گزشتہ دنوں میں ملوک زناتہ کو صدقات دیتے تھے اور انہیں خونریزی اور ظلم کی وجہ سے پکڑتے تھے یہ اس کا نام سفر کا اونٹ رکھتے تھے۔ اور انہیں اس کی تعیین کا اختیار حاصل تھا۔ یہ عرب، اطراف مغرب سے اور اس کی چراگاہوں میں اترنے والوں سے محفوظ نہیں ہوتے تھے۔ اور نہ ہی سجلماسہ کے راہروؤں اور دیگر بلاد سودان کے مسافروں کو اذیت سے دوچار کرتے تھے کیونکہ مغرب میں موحدین اور ان کے بعد زناتہ کے ایام میں دین کو اعتزاز اور سرحدوں کی بندش اور حامیوں کی کثرت تھی۔ اس کے مقابلے میں انہیں حکومتوں سے جاگیریں بھی حاصل تھیں۔ جس سے وہ پنجے کے ہاتھ کو پکڑنے میں مدد دیتے تھے۔ ان میں اشجع کے مسلم، سعید بن ریاح اور عمود قبیلے بھی تھے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان کی تعداد قلیل ہے۔ تاہم وہ دیگر انساب کے قبائل کے اکٹھے ہو جانے کی وجہ سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ ان میں فزارہ اور اشجع کے بڑے بڑے قبیلے ہیں اور ان میں کرفہ کا شطہ، اور عیاض کا مہایہ اور حصین کا شعراء اور اخضر کا صباح اور بنی سلیم وغیرہ کے قبائل بھی شامل ہیں۔

جمہور کے نزدیک ان کے انساب پوشیدہ اور مجہول ہیں جبکہ ہلال کے ابتدائی عرب انہیں بطون ہلال میں شمار کرتے ہیں، مگر یہ درست نہیں اور

ان کا اپنا خیال یہ ہے کہ ان کا نسب اہل بیت میں جعفر بن ابی طالب تک جاتا ہے لیکن یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ ہاشمی اور طالبی صحرائی اور چراگاہیں تلاش کرنے والے لوگ نہیں۔ واللہ اعلم۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ یمنی عربوں میں سے ہیں کیونکہ ان میں دو بطن ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک اپنا نام معقل رکھتا ہے۔ ابن کلبی وغیرہ نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک قضاعہ بن مالک بن حمیر سے ہے اور وہ معقل بن کعب بن علیم بن خباب بن عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اسلات بن افیدہ بن تور بن کعب بن دبرہ بن ثعلب بن حلوان بن عمران الحاف بن قضاعہ ہے۔ دوسرا ابی الحرث بن کعب بن عمر بن علہ بن جلد بن مذحج بن ادو بن یشجب بن عریب بن زہر بن کہلان سے ہے اور یہ معقل ہے۔ اس کا نام ربیعہ بن کعب بن ربیعہ بن کعب بن الحرث بتایا گیا ہے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ اس دوسرے بطن سے ہیں جو مذحج سے ہے اور جس کا نام ربیعہ تھا بعض مورخین نے اسے افریقہ میں داخل ہونے والے ہلال کے بطون سے شمار کیا ہے، کیونکہ بنی الحرف بن کعب کے ٹھکانے بحرین کے قریب ہیں۔ جہاں یہ عرب افریقہ میں داخل ہونے سے قبل عرافہ کے ساتھ رہتے تھے۔ اس بات کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ جب ابن سعید نے مذحج کا ذکر کیا تو بتایا کہ وہ یمن کے پہاڑوں کی طرف رہتے ہیں اور اس نے ان کے بطون میں سے زبید اور مراد کا ذکر کیا ہے پھر کہتا ہے کہ ان میں سے دبر یہ فرقہ افریقہ میں آتا جاتا ہے۔ اس نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے یہ معقل کے لوگ ہیں جو افریقہ میں ہیں اور یہ مغرب اقصیٰ میں رہنے والے لوگوں کا فرقہ ہیں۔

ان کے بڑے نسابوں نے بیان کیا ہے کہ ان کے حد معقل کے دو بیٹے تھے یعنی سحیر اور محمد۔ پھر سحیر کے ہاں عبیداللہ اور ثعلب پیدا ہوئے اور عبیداللہ سے ذوی عبیداللہ پیدا ہوا اور یہ ان کا بڑا بطن ہے۔ جب کہ ثعلب سے وہ ثعالبہ پیدا ہوئے جو الجزائر کے نواح میں بسیط متیجہ میں رہتے ہیں۔ محمد کے بیٹے مختار، منصور، جلال، سالم اور عثمان ہیں اور مختار بن محمد کے ہاں حسان اور شبانہ پیدا ہوئے پھر حسان سے ذوی حسان ہوا۔ اور اس کے مذکورہ بطن سے اہل سوس ہیں۔ جبکہ شبانہ سے شبانات ہیں جو وہاں ان کے پڑوسی ہیں۔ جلال اور سالم اور عثمان الرقیطات سے ذوی حسان کے صحرائی لوگ ہیں جو ان کے ساتھ چراگاہیں تلاش کرتے ہیں منصور بن محمد کے بیٹے حسین اور ابوالحسن اور عمران اور شب ہیں، ان سب کو ذوی منصور کہا جاتا ہے۔ اور یہ مذکورہ بطون ثلاثہ میں سے ایک ہے۔ واللہ سبحانہ، وتعالیٰ اعلم بغیبہ واحکم۔



ذوی عبیداللہ کا حال

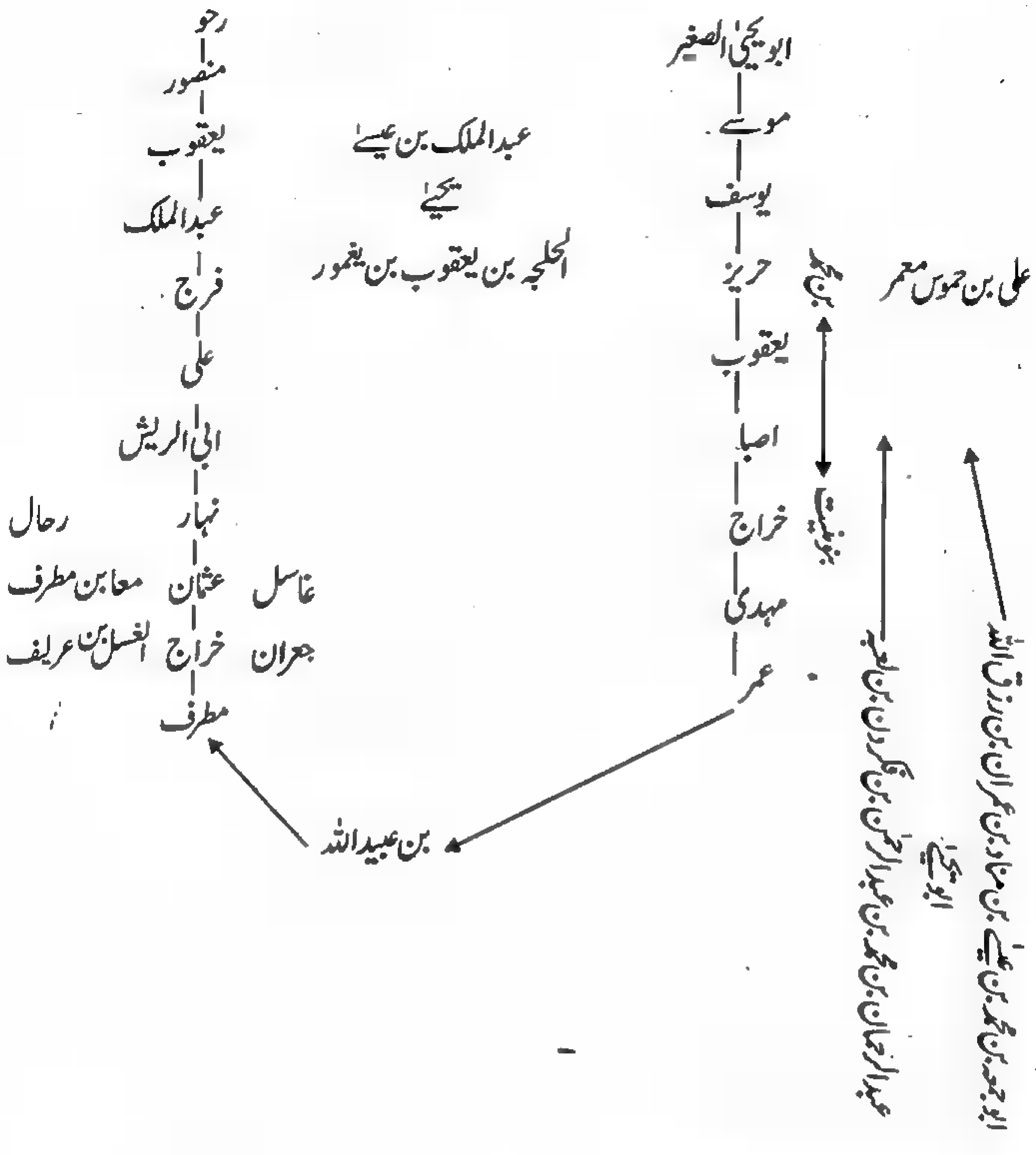
یہ بنی عبدالواد کے اقتدار سے جو کہ زناتہ میں سے تھا، بنی عامر بن زغبہ کے پڑوسی ہیں۔ ان کے علاقے تلمسان کے درمیان سے وجدہ سے سمندر تک ہیں۔ اس کے علاوہ منصب وادی علویہ کے سنگم اور وادی صامن القبلہ کے شروع ہونے کی جگہ تک ہیں اور جنگلوں میں ان کا سفر تو ات

اور تمنطیت کے محلات تک ہوتا ہے اکثر اوقات یہ ذات الشمال سے تاسایت اور توا کرارین کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ جو کہ سب کے سب جنگل سے سوڈان تک بہترین علاقے ہیں۔ ان کے اور بنی عامر کے درمیان مسلسل لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں اور اقتدار اور حکومت سے پہلے بنی عبدالواد کے ساتھ بھی اسی طرح ان کی لڑائیاں ہوتی تھیں لہٰذا یہ بنی مرین کے حلیف نہیں تھے۔ المنات جو ذوی منصورہ میں سے ہیں، وہ بنی عبدالواد کے حلیف تھے۔ لغمیر اسن ان پر اکثر حملے کر کے انہیں کو نقصان پہنچاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ پڑوس کے باعث ان کے ساتھ ہو گئے اور حکومت ان پر غالب آ گئی یوں انہوں نے صدقہ اور خیرات دی اور لڑائیوں میں سلطان کے ساتھ چھاؤنی ڈال لی، وہ مسلسل اسی حالت میں رہے۔ یہاں تک کہ حکومت کو کمزوری نے آ لیا۔ لہٰذا انہوں نے تلول کو وطن بنا لیا اور وجدہ ندرومہ، بنی برناس، مدیونہ اور بنی سوس میں سلطان سے جاگیریں حاصل کیں حالانکہ اس سے قبل انہیں ان جگہوں کا خراج ملتا تھا۔ یوں ان مقامات کے ٹیکس کا بڑا حصہ انہیں مل گیا۔ اس کے علاوہ انہیں ساحلی شہر ہنین پر تلمسان تک گزرنے کا بڑا حصہ بھی مل گیا۔ یوں کوئی مسافر ان کی اجازت اور ٹیکس کی ادائیگی کے بغیر ان دونوں شہروں کے درمیان سفر نہیں کر سکتا تھا۔ یہ دو بطن تھے :المعراج اور الخراج۔

الخراج، فراج بن مطرف بن عبیداللہ کی اولاد سے تھا اور ان کی سرداری عبدالملک اور فرج بن علی بن ابی الریش بن نہار بن عثمان بن خراج کی اولاد میں، عیسیٰ بن عبدالملک، یعقوب بن عبدالملک اور یغمور بن عبدالملک کی اولاد کو حاصل تھی۔ سلطان ابوالحسن کے عہد میں یعقوب بن یغمور سردار تھا، جب اس نے تلمسان پر قبضہ کیا تو عبیداللہ نے اس کے لئے ان لوگوں سے کام لیا۔ یحییٰ بن العزبنی برناس کے جوانوں میں ہی سے تھا جو اس پہاڑ میں رہتے تھے جو وجدہ پر جھانکتا ہے۔ اسے حکومتوں کی خدمت میں بہت اولیت حاصل تھی لہٰذا اس نے سلطان ابوالحسن سے رابطہ پیدا کیا اور اسے اس صحرا کے محلات پر قبضہ کرنے کی رغبت دلائی اس نے فوج کے ساتھ اسے ان عربوں کے ساتھ بھیجا اور یہ ان کے ساتھ صحرا میں داخل ہو گیا، اس نے پھر ان محلات پر قبضہ کر لیا۔ عبیداللہ ان کی املاک کے چھن جانے اور ان سے بدمعاملگی پر متاسف ہوا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے اس کے خیمے میں قتل کر دیا، اس کے علاوہ سلطان کی فوج کو بھی لوٹ لیا۔ جو اس کے ساتھ تھی اور اطاعت کو چھوڑ دیا۔ بعد ازاں یعقوب بن یغمور بھاگ گیا اور وہ اس کے بقیہ ایام میں صحرا ہی میں مفرور رہا اور اس کے بعد واپس آ گیا۔ پھر بنی عبدالواد کی حکومت واپس آ گئی۔ انہوں نے اپنی حکومت میں رکاوٹ پیدا کر دی اور وہ اسی حالت میں رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طلحہ اس کا جانشین بنا جو یعقوب کی مخالفت کے ایام میں الخراج کا سردار تھا۔ اس کے بعد اس کے اہل بیت سے منصور بن یعقوب بن عبدالملک اور اس کا بیٹا بنا۔ جب ابوحمرا آیا تو اسے اس کی خدمت اور میل ملاقات میں اولیت حاصل تھی، تو اس نے اسے ان پر سردار بنا دیا۔ آج کل ان کی سرداری رحو بن منصور بن یعقوب بن عبدالملک اور طلحہ بن یعقوب کے درمیان تقسیم ہے جس کا ابھی ذکر ہوا ہے۔ بسا اوقات اس نے اس سے جھگڑا بھی کیا اور ان کے بہت سے بطن ہیں مثلاً ان میں الجمادنہ ہیں جو جعوان بن خراج سے ہیں۔ الغسل، غاسل بن خراج سے ہیں۔ اور المطارفہ، مطرف بن خراج سے ہیں۔ جبکہ المہایہ، عثمان بن خراج سے ہیں۔ انہی میں ان کی سرداری ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے ساتھ النابعہ بھی ہیں جنہیں المغایہ بھی کہتے ہیں۔ یہ کبھی المہایہ بن عیاض کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ان کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور کبھی مہایا بن مطرف کی منسوب ہوتے ہیں۔

المعراج، المعراج بن مہدی بن محمد بن عبیداللہ کی اولاد سے ہے، ان کے علاقے الخراج سے مغرب کی جانب ہیں۔ یہ بنی منصور کے پڑوسی ہیں اور تادریت اور اس کا صحرا ان کے لئے ہے۔ اکثر یہ بنی مرین کی خدمت کرتے ہیں اور ان کی جاگیریں اور ان کے علاقے ان کے قبضے میں ہیں۔ عبدالواد کی طرف ان کا رجوع بہت کم اور کبھی کبھی ہوتا ہے۔ ان کی سرداری، یعقوب بن صہبا بن صراج کی اولاد میں، مرین بن یعقوب اور مناد بن رزق اللہ بن یعقوب اور فلکرون بن محمد بن عبدالرحمان بن یعقوب کی اولاد کے پاس ہے۔ یعقوب حریز بن نجی الصغیر بن موسیٰ بن یوسف بن حریز کی اولاد میں سے ہے، یہ سلطان عبدالعزیز کے زمانے میں ان کا سردار تھا جب اس کا جانشین فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا ان کا سردار بنا۔ مناد کی اولاد میں سے ابو یحییٰ الکبیر بن مناد بھی تھا جو ابو یحییٰ الصغیر سے پہلے سردار تھا۔ اس کی طرف انتساب کی وجہ سے اسے صغیر کہا گیا ہے۔ ان میں سے ابو حمید، محمد بن عیسیٰ بن مناد بھی ہے جو اس دور میں ان کے سردار کا معاون ہے جو کہ ابو صغیر یحییٰ کی اولاد میں سے ہے۔ وہ قاصیہ، اہل الرمال اور ملثمین کے لئے جنگلوں اور لڑائیوں میں بہت گھومنے والا تھا۔ واللہ مالک الملوک لارب غیرہ ولا معبود سواہ، وہو نعم

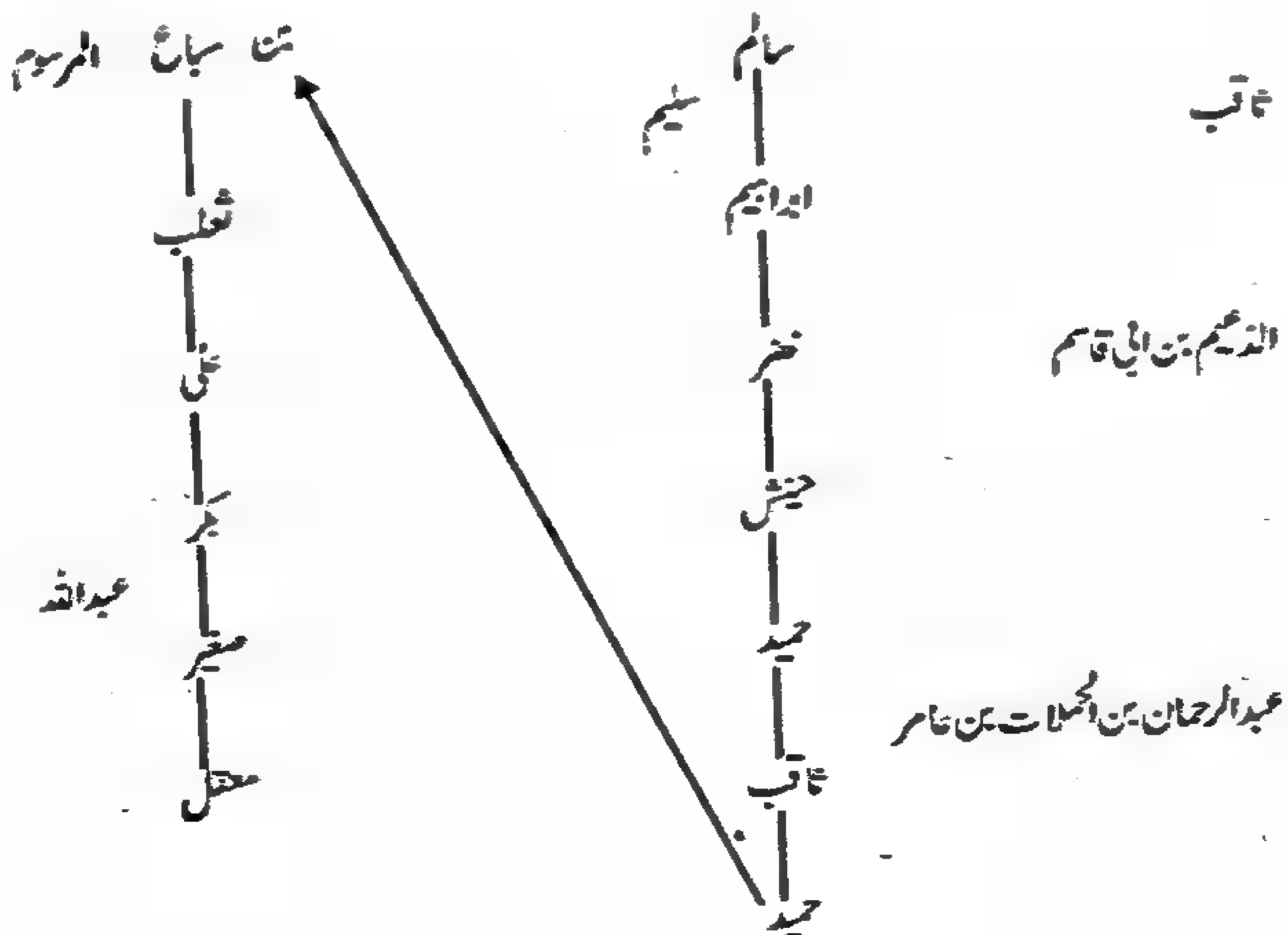
المولیٰ ونعم النصیر۔



ثعلبہ کا احوال

ثعالبہ، ثعلب بن علی بن بکر بن صغیر کی اولاد سے ہیں، جو عبیداللہ بن صغیر کا بھائی ہے۔اور وہ اس زمانے میں متیجہ میں جو الجزائر کے میدانوں میں سے ہے، حکمران ہے۔اس سے قبل وہ بدفال لیا کرتے تھے۔اس عہد میں حصین کے علاقے ہیں۔ان میں وہ قدیم زمانوں سے اترے تھے اور وہیں انہوں نے اقامت اختیار کی تھی۔معلوم ہوتا ہے کہ ان کی آمد وہاں پر اس وقت ہوئی جب ذوی عبیداللہ بنی عامر کے علاقوں میں شامل تھا۔بنی عامر سوید کے علاقوں میں رہتے تھے۔اور ان کے ٹھکانے اس دور میں شرقی تلول سے متصل سے تھے۔لہٰذا وہ کزول کی جانب سے داخل ہوئے اور آہستہ آہستہ مدینہ کے مضافات کی طرف بڑھتے گئے پھر جبل تیطری میں اتر گئے۔یہ اشیر کا وہ پہاڑ ہے۔جس میں ایک بڑا شہر آباد تھا۔ جب بنو برجین، تلول پہنچے تو دانشرلیس پر قابض ہو گئے۔اس دوران محمد بن عبدالقوی مدینہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر اس کے اور ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں اور جب اس کے پاس ان کے سردار گئے تو وہ ان سے راضی ہو گیا اور انہیں گرفتار کر لیا بقیہ ثعالبہ سے جنگ کی اس نے انہیں قتل کیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا۔اس کے بعد وہ تیطری میں ان پر غالب آیا اور انہیں وہاں سے متیجہ کی طرف نکال دیا۔اس نے حصین کے قبائل کو تیطری میں اتارا اور وہ رعایا کے طور پر اس کے ساتھ تھے جو اسے خراج اور ٹیکس دیتے تھے۔وہ اکثر انہیں پکڑ کر اپنے ساتھ فوج میں لے جاتا تھا

اور یہ ثعالبہ پھر متیجہ کے میدان میں ملکیش کی رعایا میں شامل ہو گئے جو صنہاجہ میں سے تھا۔ اور انہوں نے ان کی ملکیت کے تحت وطن بنا لئے۔ انہیں ان پر اقتدار حاصل تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے یہاں تک کہ بنو مرین مغرب اوسط پر غالب آ گئے انہوں نے ملکیش کی حکومت کو وہاں سے ختم کر دیا۔ ان ثعالبہ نے پھر اس میدان کو مخصوص کر لیا اور اس پر قابض ہو گئے۔ ان کی سرداری سباع بن ثعلب بن علی بن بکر بن صغیر کی اولاد میں تھی۔ ان کا خیال یہ ہے کہ جب یہ سباع موحدین کے پاس جاتا تھا تو وہ اس کے عمامہ کی مد پر عزت افزائی کے لئے ایک دینار رکھتے تھے جو در اصل کئی دینار کے وزن کا ہوتا تھا۔ میں نے اپنے بعض سرداروں سے سنا ہے کہ یہ لوگ اس کے ساتھ امام مہدی کی عزت کرنے کی وجہ سے ایسا سلوک کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ ان کے پاس سے دوڑتا ہوا گزرا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اولاد سباع کی سرداری پہلے بنی یعقوب بن سباع میں قائم رہی اور پھر حنیش کی اولاد میں آ گئی پھر سلطان ابوالحسن، بنی عبدالواد کے ممالک پر غالب آ گیا اور انہیں مغرب کی طرف لے گیا۔ بعد ازاں ان کی حکومت ابوالحملات بن عائد بن ثابت کو حاصل ہوئی جو حنیش کا عم زاد تھا۔ وہ آٹھویں صدی کے وسط میں سلطان ابوالحسن کے الجزائر میں (جو تونس کا ایک علاقہ ہے۔) اترنے کے وقت طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا۔ لہٰذا اس نے ابراہیم بن نصر کو ان پر حکمران بنا دیا اور ان کی سرداری ہمیشہ ہی اس کے پاس رہی، یہاں تک کہ وہ مغربیوں پر سے سلطان ابوعنان کا قبضہ ہٹنے کے بعد فوت ہو گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ پھر ان کی سرداری اس کے بیٹے سالم نے سنبھالی اور یہ لوگ بکش کو ٹیکس ادا کرتے تھے اور ان کے بعد الجزائر کے بادشاہوں کو ٹیکس دیتے تھے یہاں تک کہ سنہ 760 میں ابوحمو کے خلاف ابوزیان اور حسین کے خروج کے زمانے میں عربوں کی ہوا اکھڑ گئی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ اس دور میں ان کا سردار سالم بن ابراہیم بن نصر بن حنیش بن ابی حمید بن ثابت بن محمد بن سباع تھا۔ لہٰذا اس نے اس لڑائی میں خوب گھوڑے دوڑائے۔ جب اس سے ابوحمو نے معاہدہ کیا تو اس نے کئی بار اسے توڑا۔ پھر بنو مرین تلمسان پر غالب آ گئے، تو وہ ان کے ساتھ ہو گیا۔ اس کے ایلچی اور وفد، مغرب میں ان کے پاس گئے پھر سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا اور ابوحمو اپنی حکومت کی طرف واپس آ گیا۔ اس کے بعد مصیبتیں نازل ہونے لگیں۔ لہٰذا سالم اس سے ڈرا، اب اس نے ابوزیان کو طلب کیا اور اسے الجزائر پر حاکم مقرر کر دیا۔ جب ابوحمو 779ھ میں اس کے مقابلے میں گیا، تو اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور سالم اپنی جماعت کو واپس لے آیا۔ وہ پھر ابوزیان سے الگ ہو گیا۔ جیسا کہ ہم سب کے حالات میں بیان کریں گے۔ ابوحمو پھر اس کے مقابلہ میں گیا اور جبال متیجہ میں تھوڑا عرصہ اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے اپنے عہد کا پابند کیا۔ لیکن پھر اس نے اس سے عہد شکنی کی اور وہ اسے گرفتار کر کے اور قیدی بنا کر تلمسان لے گیا اس نے نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا اور اس کا اثر مٹ گیا۔ پھر نہ ہی وہ اسے ریاست ملی جس کے ثعالبہ اہل نہیں تھے پھر اس نے اس کے بھائیوں، قبیلے اور خاندان کا قتل کرنے، قید کرنے اور لوٹنے کے لئے پیچھا کیا یہاں تک کہ وہ ہمیشہ کے لئے مٹ گئے۔ واللہ یخلق مایشاء۔



ذوی منصوریہ کا بیان

منصور بن محمد کی اولاد، معقل کا بڑا اور اکثریتی حصہ ہیں۔ان کے علاقے مغرب اقصیٰ کی سرحدیں ہیں، جو اس کے سامنے سے ملویہ اور درعہ کے درمیان ہیں۔ان کے چار بطون ہیں یعنی اولاد حسین اور اولاد ابوالحسین، یہ دونوں سگے بھائی ہیں، اور یہ العمارنیہ عمران کی اولاد ہیں جبکہ المدبات، منبا کی اولاد ہیں اور یہ دونوں سگے بھائی ہیں۔ان دونوں بطنوں کے سب آدمیوں کو احلاف کہتے ہیں۔ابوالحسن کی اولاد، سفر سے عاجز ہیں۔اور ان محلات میں فروکش ہیں جو انہوں نے جنگل میں تامیلات اور تیکوارین کے درمیان بنائے ہیں۔حسین کی اولاد، ذوی منصور کی اکثریت ہیں اور انہیں ان پر غلبہ حاصل ہے۔بنی مرین کے زمانے میں ان کی سرداری، خالد بن جرمون بن حرار بن عرفہ بن فارس بن علی بن عبدالواحد بن یحییٰ اور اس کے بھائی زکریا، پھر اس کے عم زاد احمد بن رحو بن غانم پھر اس کے بھائی یعیش اور پھر اس کے عم زاد یوسف بن علی بن غانم کو حاصل تھی۔یعقوب بن عبدالحق اور اس کے بیٹے یوسف کے زمانے میں بنی مرین کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہوئیں تھیں۔عنقریب بنی مرین کے حالات میں یوسف بن یعقوب کا ذکر آئے گا کہ وہ مراکش سے آ کر صحرائے درعہ میں ان پر کیسے حملہ آور ہوا۔جب اس نے تلمسان کا محاصرہ کرتے ہوئے مشرق میں قیام کیا، تو اس نے معقل کے ان عربوں کو اطراف مغرب پر درعہ اور ملویہ کے درمیان سے تادریت تک حلیف بنایا، ان دنوں درعہ میں عبدالوہاب بن صاعد گورنر تھا جو حکومت کے بڑے والیوں میں سے تھا اس کے بعد عبدالوہاب اور یوسف کے درمیان لڑائیاں ہوئیں جن میں سے ایک جنگ میں عبدالوہاب مارا گیا۔پھر یوسف بن یعقوب بھی مر گیا۔بعدازاں بنو مرین مغرب کی طرف واپس آ گئے اور انہوں نے ان سے بدلہ لیا یہاں تک کہ وہ اطاعت پر قائم ہو گئے۔وہ نہایت فرمانبرداری سے صدقہ دیتے تھے یہاں تک کہ ان کی حکومت کی ہوا اکھڑ گئی اور عرب متغلب ہو گئے۔لہٰذا وہ صدقہ کو روکنے لگے۔بہت تھوڑے سے آدمی صدقہ دیتے تھے جن سے سلطان زبردستی صدقہ لے لیتا تھا۔جب اس نے سنہ 750 میں تلمسان اتر کر ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے اسے پناہ دیدی اور سلطان کی اطاعت چھوڑنے پر اتفاق کر لیا۔صحرا میں وہ پھر اس کے ساتھ قیام پذیر ہو گئے۔صغیر نے اس اختلاف میں بڑا کردار ادا کیا یہاں تک کہ ابوعنان فوت ہو گیا۔تلمسان میں سلطان ابوحمو کے ایک واقعہ کا ہم ذکر جلد ہی کرنے والے ہیں۔بنی مرین تلمسن ان کی طرف لڑائی کے لئے گئے تو ابوحمو اور صغیر وہاں سے بھاگ گئے اور ان کے پاس مہمان ٹھہرے۔انہوں نے تلمسان کے نواح میں بنی مرین کی فوج پر حملہ کر دیا اور ان کے اور بنی مرین کے درمیان اختلاف کی خلیج وسیع ہو گئی۔لہٰذا وہ ابی حمو اور اس کی حکومت کی طرف سمٹ آئے اور اس نے اپنے مضافات میں انہیں جاگیریں دیں۔اس کے بعد یہ سلطان ابوسالم کی وفات کے بعد سنہ 763 میں اولاد ابوعلی کی لڑائی میں مغرب کے اضطراب اور سجلماسہ میں ان کے آنے کے وقت اپنے وطنوں کو واپس لوٹ آئے۔اس لڑائی میں ان کے بہت سے کارنامے ہیں یہاں تک کہ وہ منتشر ہو گئے۔بعدازاں احمر بن رحو کی ابوحمو کے ساتھ لڑائی ہوئی اور وہ ابوتاشفین کے پوتے ابو زیان کو لے آیا۔وہ اس جنگ میں مارا گیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے پھر اس کے بعد انہوں نے حکومت پر زیادتی کی اور درعہ کے اکثر ٹیکس اسی زمانے سے لگے ہوئے ہیں۔اس نے بلاد تادلہ اور المعرا میں ان عمارتوں میں سے جہاں سے ان کا مغرب میں داخلہ ہوا تھا، انہیں گرمیاں اور سردیاں گزارنے کے لئے جاگیریں دیدیں اور غلے بھی دیئے۔یہ واضح رہے سجلماسہ ان کے حلیف بھائیوں کا وطن ہے۔جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔اور ان کے وطن میں شامل نہیں ہے۔

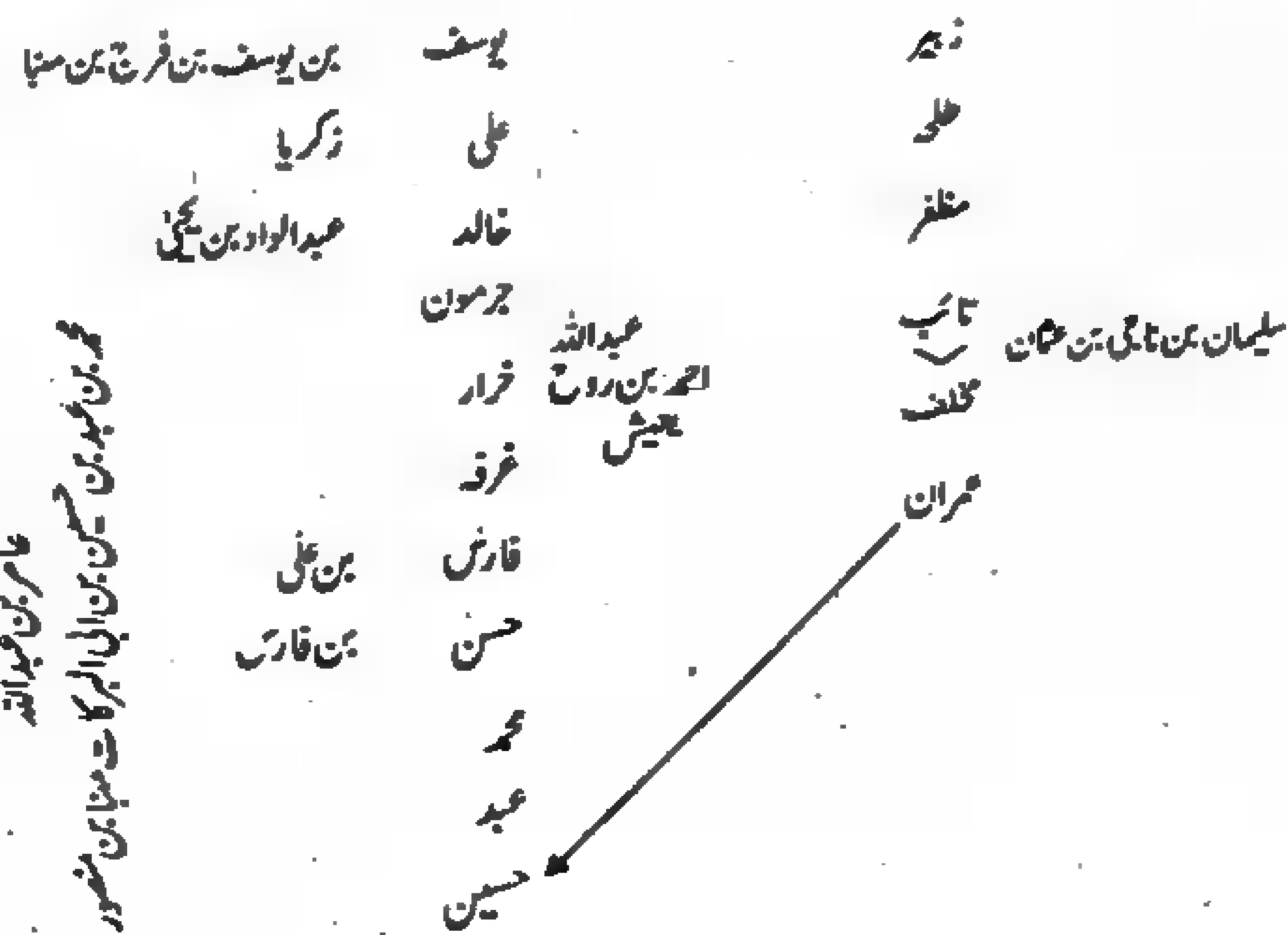
درعہ کی روداد

یہ بلاد ملاد قبلہ میں سے ہے، یہ لوگ جو اس وادی اعظم میں جو بوھہ کا جبل درن سے اترتی ہے، آباد ہیں۔اسی سے وادی ام ربیع نکلتی ہے اور تلول اور میدانوں کی طرف چلی جاتی ہے، اور وادی درعہ، مغرب کی طرف قبلہ کی طرف ڈھل جاتی ہے یہاں تک کہ بلاد سوس میں ریت پر جا پڑتی ہے۔جس میں درعہ کے محلات ہیں ایک اور بڑی وادی مشرق میں قبلہ کی طرف جاتی ہے۔یہاں تک کہ نیکورارین سے ورے ریت پر جا پڑتی ہے۔اس پر سامنے اور اس کی مغربی جہت میں توات کے محلات ہیں پھر اس کے بعد تمنطیت ہے اور پھر اس کے بعد درکلان ہے۔اس کے پاس سے وہ ریت پر جا پڑتی ہے۔رکلان کے شمال میں نسابیت کے محلات ہیں، اور ان کے شمال میں مشرق کی طرف نیکورارین کے محلات ہیں، یہ سب

عرب الرمل اور جبال درن کے پیچھے ہیں۔ یہ عظیم پہاڑ اسعی سے تازی تک مغرب اقصیٰ پر ایک دیوار کی طرح کھڑے ہیں اور اس کے سامنے منہاجہ کا، جبل نکیسہ ہے۔ اس کے آخر میں ھسکورہ کے پہلو میں جبل ابن حمیدی ہے پھر وہاں سے دوسرے پہاڑ مڑ جاتے ہیں، جو ایک دوسرے کے سامنے ہیں یہاں تک کہ بحر روم کے سامنے بادس تک جا پہنچتے ہیں۔ مغرب اس کا جزیرہ بن جاتا ہے۔ جسے قبلہ اور مشرق کی جانب سے پہاڑ اور مغرب اور جنوب کی طرف سے سمندر گھیرے ہوئے ہیں۔ ان پہاڑوں اور میدانوں کے درمیان بربریوں کی اتنی قومیں رہتی ہیں جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ ان پہاڑوں کے درمیان تک گھیرے ہوئے چند راستے ہیں اور ان آنے والے قبائل کے مقابل میں کاظہ ہے۔ وادی درعہ کا شلم سجلماسہ اور بلادسوس کے درمیان صحرا اور ریت تک چلا جاتا ہے اور نون وادان کے درمیان سمندر میں جا گرتا ہے۔ اس میں کئی محلات بنے ہوئے ہیں جن کے کھجوروں کے درختوں کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ان کا دارالخلافہ تادنست شہر ہے۔ جو بہت بڑا ہے۔ تاجر لوگ نیل کا رنگ حاصل کرنے کے لئے اور اس کے نکلنے کے انتظار میں وہاں آتے ہیں۔ اس علاقے پر اور اس کے بالمقابل جبلہ کے میدان پر جو قبائل بر برصا کہ وغیرہ کی جگہ ہے، اولاد حسین کو تسلط حاصل ہے۔ انہوں نے ان پر ٹیکس لگائے ہوئے ہیں کیونکہ انہیں سلطان کی جاگیروں سے جاگیریں حاصل ہیں۔ ان کے پڑوس میں، مغرب کی جانب الشبانات رہتے ہیں جو اولاد حسان میں سے ہیں، انہوں نے اس وجہ سے درعہ پر کچھ ٹیکس لگائے ہوئے ہیں۔

احلاف کا بیان

احلاف، ذوی منصور میں سے ہیں جو العمار یہ اور المنبات ہیں۔ ان کے اوطان مشرق کی جانب اولاد حسین کے پڑوس میں ہیں۔ جنگل میں ان کے علاقوں میں تاخیلات اور اس کا صحرا اور التل میں ملویہ اور وطاد اور تازی کے محلات اور طویہ اور عساسہ بھی شامل ہیں۔ انہوں نے ان سب پر ٹیکس لگائے ہوئے ہیں جن میں شاہی جاگیریں بھی ہیں۔ ان کے اور اولاد حسین کے درمیان لڑائی جاری ہے۔ جس کے دوران انہیں عصبیت اکٹھا کر لیتی ہے۔ العمار یہ کی سرداری مظفر بن ثابت بن مخلف بن عمران کی اولاد میں ہے۔ سلطان ابوعنان کے زمانے میں ان کا سردار طلحہ بن مظفر اور اس کا بیٹا زبیر تھا جبکہ اس دور میں محمد بن زبیر اور اس کے بھائی موسیٰ کو حاصل ہے۔ عمارہ بن فلان بن مخلف کی اولاد سرداری میں ان کی معاون ہے۔ جن میں سے محمد العائد ہے۔ اس عہد میں ان میں سے سلیمان بن ناجی، جنگل میں چراگاہیں تلاش کرتا پھرتا ہے، اور صحرا کے محلات اور قافلوں سے مڈبھیڑ کر کے بہت لڑائیاں کرتا ہے۔ المنبات کی سرداری اس زمانے میں محمد بن عبد بن حسین بن یوسف بن فرج بن منبا کو حاصل ہے تاہم سلطان ابوعنان کے دور میں اس سے پہلے وہ اس کے بھائی کو حاصل تھی۔ سرداری میں اس کی معاونت ان کا عم زاد عبداللہ بن الحاج عامر بن ابی البرکات بن منبا کرتا ہے۔ اگر المنبات اور العمار جب اکٹھے ہو جائیں تو اس زمانے میں اولاد حسین سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ بنی مرین کی حکومت کے آغاز میں المنبات کو کثرت حاصل تھی اور بنی عبدالواد کے ساتھ ان کا اختلاف تھا سجلماسہ کی فتح اور موحدین کے ہاتھوں سے چھین کر اس پر قبضہ کرنے کے سلسلے میں لغمیر اسن بن زیان ان کا ہر اول تھا لیکن پھر اس پر بنو مرین غالب آ گئے۔ اور انہوں نے اپنے سرداروں میں سے ان کو قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر بنی عبدالواد کے ساتھ لڑائی کی پھر وہ اس کے بعد المنبات پر ان کی صحرائی جولانگاہوں میں ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کر دیا۔ اس وجہ سے ان کی تعداد میں کافی کمی واقع ہوگئی ہے۔ واللہ مالک الامور لا رب سواہ۔



بنی مختار کا بیان

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مختار بن محمد ذوی حسان، الشبانات اور الرقیطات ہیں۔ اسی طرح ان میں سے الجیابنہ اور اولاد ابو ریہ ہیں۔ ان کے علاقے ان کے بھائیوں ذوی منصور اور عبید اللہ کے ساتھ ملویہ کے نواح میں، سمندر میں المصیہ تک ہیں یہاں تک کہ صاحب السوس علی بن بدر الزکندری نے موحدین کے بعد ان سے مدد طلب کی۔ عربوں کی فتح میں اس کے عم زاد نے اس کی خوبی بیان کی ہے۔ بعد ازاں سوس کے میدان اور پہاڑوں میں اس کے اور کزولہ کے خانہ بدوشوں کے درمیان ایک طویل لڑائی ہوئی جس میں اس نے بنی مختار سے مدد مانگی تو انہوں نے اس کی مدد کی اور اپنے اونٹوں کے ہمراہ اس کی طرف چل پڑے۔ وہ سواروں کی مزاحمت نہ ہونے کی وجہ سے سوس کے علاقوں تک چلے گئے اور انہیں وطن بنا لیا۔ یوں ان کے جنگل میں ان کی جولا نگاہیں بن گئیں اور وہ کزولہ پر غالب آ گئے اور انہیں اپنے سواروں میں شامل کر لیا، سوس اور نول کے ٹھکانوں میں جو محل تھے، ان پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا اور سوس کے تارودانت کی طرح ان پر ٹیکس لگا دیئے، یہ مقام وادی سوس کا کنارہ ہے جہاں پہاڑ سے نیچے اترا جاتا ہے۔ اس کے سنگم اور وادی کے سنگم کے درمیان تعلق پایا جاتا ہے۔ جہاں پر مشہور قلعہ مرحلہ یا قبلہ بھی موجود ہے۔ یہاں سے بنی نعمان کی اولاد کے زوایا تک قبلے کی سمت ایک دن کی مسافت ہے اور وہ وادی غول کو تنگ کرتا جاتا ہے جہاں سے وہ جبل نکیہ کو غربی جانب ہٹا دیتا ہے۔ اس کے اور ایفری کے درمیان ایک دن کا سفر ہے اور عرب اس پر غالب نہیں آ سکتے کیونکہ وہ صرف اس کے نواح میں میدانوں پر غالب آتے ہیں۔ موحدین کے عہد میں یہ علاقے اس کی عملداری میں شامل تھے۔ لیکن جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو یہ مقامات حکومت کی ماتحتی اور سلطان کی حکمرانی سے باہر نکل گئے، سوائے ان مقامات کے جہاں بنی بدر کی حکمرانی تھی۔ ہم قبل ازیں ان لوگوں کا ذکر کر چکے ہیں۔ علی بن بدر اس کے محلات کا مالک تھا اور اس کی فوج ایک ہزار سواروں پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد اس کا بھائی علی بن حسن حکمران بنا۔ عبدالرحمٰن کے متغلب ہونے کے بعد ان کے ساتھ لڑائیاں ہوتی رہیں اور سنہ 705 میں اور اس کے بعد انہوں نے اسے پے در پے شکستیں دیں۔ اس نے پھر ان کے سردار کے ساتھ بدعہدی کی اور اس کے بعد سنہ 708 میں تاروسانت میں انہیں قتل کر دیا۔ سوس کے معقل کے ساتھ بنی مرین نے بھی کئی لڑائیاں کیں۔ اور یعقوب بن عبدالحق ایک معرکے میں جس میں الشبانات بھی تھے، بنی مرین کے ساتھ بنی حسان پر غالب آ گیا۔ اس نے ان میں کئی لوگوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد یوسف بن یعقوب نے ان کا محاصرہ کر لیا، تو وہ لڑائی سے رک گئے۔ اور اس نے ان پر اٹھارہ ہزار تاوان ڈالا۔ یوسف بن یعقوب نے دوسری دفعہ سنہ 786 میں ان پر حملہ کیا اور اس کی فوجوں نے ان کے ساتھ کئی روز تک لڑائی کی۔ اس دوران بنو عبدالواد میں سے بنو کمی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لہٰذا فوجیں ان کی طرف آئیں اور متواتر لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

جب مغرب میں زناتہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور سلطان ابو سعید کا بیٹا ابو علی سجلماسہ پر قابض ہو گیا تو اس نے صلح کے ذریعے اپنے باپ کی حکومت کا کچھ حصہ لیا۔ اب اہل سوس کے یہ عرب جو الشبانات اور بنی حسان سے تھے، اس سے ملنے لگے اور انہوں نے اسے ان محلات پر قبضہ کرنے کی رغبت دلائی لہٰذا اس نے اپنے وطن درعہ کی سرحدوں سے لڑائی شروع کی اور زبردستی بستیوں میں داخل ہو گیا۔ علی بن حسن اور اس کی ماں پھر جبال نکیسہ کی طرف منہاجہ کے پاس بھاگ گئے لیکن وہ واپس آ گیا اور سلطان ابوالحسن پھر تمام مغرب پر قابض ہو گیا۔ اب عربوں نے اسے بھی سوس کے محلات میں رغبت دلائی تو اس نے اپنی فوجیں اور اپنا سالار حسون بن ابراہیم بن عیسیٰ جو بنی پرنیان میں سے تھا، ان کے ساتھ بھیجا جس نے ان پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر بلاد سوس سے جنگ کا ٹیکس لیا اور ٹیکس میں ان کا انتظام کیا، یوں اس کا حال مدت تک درست رہا پھر سلطان ابوالحسن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد سوس بھی اپنی حالت پر پہلی آ گیا اور آج وہ حکومت کا تخت ایک کھلا شہر ہے۔ عرب اس کے ٹیکس کو آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں اور اس کی رعایا مصامدہ اور منہاجہ قبائل سے ہے۔ ان میں سے ٹیکس والے قبائل اور گشت کرنے والے دستے انہیں فوج کے لئے خادم کے طور پر تقسیم کرتے ہیں جیسے کزولہ، بنی حسان، زکرز اور جس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جو ملطہ میں سے الشبانات کے ساتھ ہیں۔ اس زمانے میں ان کا یہی حال ہے۔ ذوی حسان کی سرداری، ابوالخلیل بن عمر بن عفیر بن حسن بن موسیٰ بن حامد بن سعید بن حسان بن مختار کی اولاد میں، مخلوف بن ابی

بکر بن سلیمان بن الحسن بن زیان بن الخلیل اور اس کے بھائیوں کو حاصل ہے۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ الشبانات کی سرداری ان میں سے کس کے پاس ہے۔ وہ آخری ایام تک بنی حسان سے مسلسل برسرپیکار رہتے ہیں اور الرقیطات اکثر حالات میں الشبانات کے دوست ہوتے ہیں۔ بلاد مصامدہ اور جبال درن کے قریب ہیں اور ذوی حسان جنگل میں بہت دور رہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ یخلق مایشاء لا الہ الا ہو۔

عبدالمومن	عبدالمومن بن نحلف بن حمامہ	حسن	بن عفیر	سفید	
مخلوف		زیان	حسن	حسان	شبانہ
ابی بکر	مسعود	ابی الخلیل	موسے	مختار	سلام
سلیمان		عمر	حامد	محمد بن مغفل	جلال

باب: ۱۰

بنو منصور اور بنو سلیم کے حالات اور ان کی حکومتوں کا بیان

ہم سب سے پہلے بنی کعب کے ذکر اور ان کے حالات سے آغاز کرتے ہیں۔ بنو سلیم کا وطن مضر کے وسیع ترین بطون میں سے ایک وسیع اور بڑی جمعیت والا بطن ہے۔ ان کے علاقے نجد میں ہیں اور وہ بنو سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس ہیں۔ ان میں بہت سے قبائل ہیں اور جاہلیت میں ان کی سرداری، بنی شرید بن ریاح اور بنی ثعلبہ بن عطیہ بن خفاف بنی امرئی القیس بن بہثہ بن سلیم کو حاصل تھی۔ عمر بن الشرید، مضر کا بڑا آدمی تھا اور اس کے بیٹے صخر اور معاویہ تھے جبکہ صخر، خنساء کا باپ تھا۔ اس کا خاوند، عباس بن مرداس صحابی تھا۔ خنساء اس کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شامل ہوئی تھی۔

سلیم کے بطون میں سے عطیہ، رعل اور ذکوان الدین بھی ہیں۔ جن کے خلاف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بددعا کی تھی جب انہوں نے آپؐ کے اصحاب کو دھوکے سے قتل کر دیا تھا لہٰذا ان کا ذکر ماند پڑ گیا۔ خلافت عباسیہ کے زمانے میں بنو سلیم کو بغاوت ذمنے میں بڑی مشہوری ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ عباسیوں کے ایک خلیفے نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ وہ ان میں شادی نہیں کرے۔ یہ مدینہ پر غارت گری کرتے تھے اور بغداد سے ان کی طرف فوجیں جاتی تھیں اور ان پر حملہ کرتی تھیں یہ اکثر جنگل میں بھاگ جاتے تھے۔ جب قرامطہ کا فتنہ اٹھا تو یہ بنی عقیل بن کعب کے ساتھ ابو طاہر اور اس کے بیٹوں کے حلیف بن گئے جو قرامطہ کی طرف سے بحرین کے امراء تھے۔ جب قرامطہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، تو شیعوں کی دعوت پر بنو سلیم بحرین پر غالب آ گئے، اس وجہ سے کہ قرامطہ بھی انہی کی دعوت پر تھے۔ اس کے بعد بنو اصغر بن تغلب بن بویہ کے ایام میں دعوت عباسی کے ذریعے بحرین پر غالب آ گئے اور انہوں نے بنو سلیم کو وہاں سے باہر نکال دیا، یوں یہ صعید مصر میں چلے گئے اور المستنصر نے اپنے وزیر اروزی کے تحت انہیں معز بن بادلیس سے لڑنے کے لئے افریقہ بھیج دیا جیسا کہ ہم پہلے اسے بیان کر آئے ہیں۔ یوں یہ بلائیوں کے ساتھ چلے گئے اور برقہ اور جہات طرابلس میں ایک مدت تک مقیم رہے پھر جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے، یہ افریقہ چلے گئے۔ اس زمانے میں افریقہ اور اس کے گردونواح میں ان کے چار بطون تھے یعنی زغب، ذیاب، حبیب اور عوف۔

زغب کی نسبت کے متعلق ابن کلبی کہتا ہے کہ وہ زغب بن نصر بن خفاف بن امرئی القیس بن بہثہ بن سلیم ہے۔ لیکن ابو محمد التیجانی جو رحامہ میں تونسیوں کے مشائخ میں سے ہے، کہتا ہے کہ وہ زغب بن ناصر بن خفاف بن جریر بن ملاک بن خفاف ہے۔ اس کے خیال میں ابو ذباب اور زغب الاصغر وہ باشندے ہیں اب جو افریقہ میں بنی سلیم کے مقابل میں سے ہیں۔ دوسری طرف ابو الحسن بن سعید کہتا ہے کہ وہ زغب بن مالک بن بہثہ بن سلیم ہے جو حرمین کے درمیان تھے اور اب وہ افریقہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

ذباب بن مالک بن بہثہ کے نسب کو اللہ تعالیٰ ہی صحیح طور پر بہتر جانتا ہے۔ ابن سعید اور التیجانی نے انہیں ایک دوسرے کے قریب بیان کیا ہے اور شاید یہ ایک ہی ہے۔ تاہم ابن سعید نے ایک جد ساقط کر دیا ہے۔

حبیب جو ہے وہ ابن بہثہ بن سلیم ہے۔ ان کے علاقے ارض برقہ سے لے کر جو افریقہ کے نزدیک ہے، اسکندریہ کی جیت سے عقبہ صغیرہ تک ہیں۔ یہ وہاں اپنے بھائیوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے بعد مقیم ہوئے۔ ان میں سب سے پہلے غرب کے حکمران بنو حمید بنے جو اجرابیہ اور اس کی جہات میں رہتے تھے۔ ان میں وہ کئی تھے جنہیں حاجی ڈراتے اور شاخ کی طرف واپس آ جاتے۔ ان کی خاصی تعداد وہاں تھی۔ انہیں ہیبت میں عزت حاصل تھی۔ کیونکہ برقہ کی سرسبزی ایک چراگاہ بن گئی تھی۔ ان کے مشرق میں عقبہ کبیرہ تک تیز رفتار اونٹنیاں اور جنگجو لوگ تھے۔ سرداری بنی

غزاز کے ان دونوں قبیلوں میں تھی جو عزت کے نام سے مشہور تھے۔ حبیب کے تمام قبائل وسیع علاقے پر قابض ہو گئے اور انہوں نے اس کے شہروں کو تباہ اور برباد کر دیا۔ اس میں ان کے اشیاخ کے سوا کوئی اور مملکت اور حکومت باقی نہ رہی۔ ان کی ملازمت میں بربری اور یہودی کاشتکاری اور تجارت کرتے تھے۔ ان کے ساتھ رواحہ اور فزارہ کی قومیں بھی تھیں۔ ان کے زمانے میں، اعراب، شیوخ میں سے برقہ میں ذا ابوذویب نے بہت شہرت پائی لیکن مجھے اس کا نسب معلوم نہیں کہ وہ کن میں سے تھا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ العزۃ میں سے تھا اور کچھ اسے بنی احمد میں سے کہتے ہیں جبکہ کچھ اسے فزارہ سے بیان کرتے ہیں۔ وہاں پر ان کی تعداد بہت قلیل تھی۔ غلبہ حبیب ہی کو حاصل تھا لہٰذا ان کے غیر کو سرداری کیسے مل سکتی تھی؟

عوف جو ہے وہ ابن بہنہ بن سلیم ہے۔ ان کے علاقے وادی قابس سے ارض بونہ تک ہیں۔ ان کے مرداس کے ساتھ دو عظیم حرم ہیں۔ علاق کے دو بطن ہیں یعنی بنو یحییٰ اور حصن اور شیخ الکعوب حمزہ بن عمر وغیرہ متاخرین کے اشعار میں بیان ہوا ہے کہ یحییٰ اور علاق دو بھائی ہیں۔ بنی یحییٰ کے تین بطون ہیں: جمیر اور دلاج، اور جمیر کے دو بطن بھی ہیں یعنی کردم اور ترحم، اور ترحم سے الکعوب میں بنو کعب بن احمد بن ترحم، اور حصن کے دو ہیں یعنی بنو ملی اور حکیم۔ ہم ان سب کے حالات بطن وار بیان کریں گے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ ہلالیوں کے پیچھے جاتے ہوئے یہ برقہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ اس کے بعد جب قاضی ابوبکر بن العربی اور اس کے باپ کی کشتی ڈوب گئی تو وہ ان کے ہاں مہمان اترے اور بچ کر ساحل تک پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے بنو کعب کو پایا تو وہ ان کا مہمان بنا اور جیسا کہ اس کے سفر کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کے شیخ نے اس کی بہت عزت کی۔ اس وقت طرابلس اور قابس اور اس کے مضافات میں ابن غانیہ اور قراقش الغرق کی لڑائی ہو رہی تھی۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ بنو سلیم ان لوگوں میں شامل تھے جو ان کے پاس حوبان العرب اور اوتاب القبائل سے جمع ہو گئے تھے لہٰذا یہ گروہ در گروہ ان کے پاس چلے گئے اور ان کی ان کے ساتھ کئی لڑائیاں ہوئیں۔ جس میں قراقش نے کعوب کے اسی (80) آدمی قتل کر دیئے اور وہ برقہ کی طرف بھاگ گئے۔ انہوں نے پھر بطون سلیم میں سے ریاح سے اور جمیر کے دیکل سے مدد طلب کی لہٰذا انہوں نے ان کی مدد کی یہاں تک کہ علیانہ اس لڑائی کو قراقش اور اس کے بعد ابن غانیہ کے ہلاک ہونے کی جگہ لے آیا۔ اس وقت حفصی حکومت کو افریقہ میں بڑا رسوخ حاصل تھا۔ جب قراقش ہلاک ہو گیا اور ابن غانیہ کی لڑائی ابو محمد بن ابو حفص کے ساتھ شروع ہو گئی تو بنی سلیم افریقہ کے حکمران ابو محمد کی طرف لوٹ آئے۔ ابن غانیہ ریاح کے زواودہ میں تھا۔ اس کے دوران ان کا سردار مسعود البلط، مغرب سے بھاگ کر اس کے ساتھ مل گیا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے امیر ابوزکریا نے افریقہ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ یہ سب کی طرف لوٹ آئے۔ اور داسفوف زواودہ کے ساتھ ہو گئے۔ جب ابن غانیہ کی جڑ کٹ گئی، تو اس نے ریاح کو افریقہ سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ یہ وہاں فساد برپا کرتے تھے لہٰذا وہ مرداس اور علاق کو لایا۔ یہ دونوں بنو عوف بن سلیم کے بطون سے ہیں۔ جو سواحل اور قابس کے نواح میں رہتے ہیں۔ اس لئے اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور مرداس کی سرداری ان دنوں اولاد جامع میں تھی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف اور اس کے بعد ہنان بن جابر بن جامع کو مل گئی جبکہ علاق کی سرداری کعوب میں اس کے سرداری ابن یعقوب بن کعب کی اولاد کو حاصل تھی۔ ان کے افریقہ میں داخل ہونے کے وقت علاق کی سرداری، المعز اور اس کے فرزندوں میں سے رافع بن حماد کو حاصل تھی۔ جس کے پاس اس کے دادا کا جھنڈا بھی تھا۔ جس کے ساتھ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، وہ ان کے خیال میں بنو کعب کا جد ہے لہٰذا سلطان نے ان سے مدد طلب کی۔ اس نے انہیں قیروان کے میدان میں اتارا، انہیں انعام و اکرام سے نوازا تو انہوں نے ریاح کے زواودہ سے منکب میں مڈبھیڑ کی حالانکہ اس سے قبل انہیں تمام افریقہ پر تسلط حاصل تھا۔ اس کے علاوہ انہیں شیخ ابو محمد بن حفص کے زمانے میں محمد بن مسعود بن سلطان کی جاگیروں کے قلعات حاصل تھے لہٰذا مرداس ایک سال اس کے پاس آیا لیکن برے ارادے نے انہیں بدل کر رکھ دیا، انہوں نے زواودہ کو اپنے تلول میں آسودہ حال دیکھا تو وہ بہت لالچی ہو گئے اور اس آسودگی کو خود حاصل کرنے کی ٹھان لی، وہ پھر ان سے لڑائی کر کے ان پر غالب آ گئے اور زرق بن سلطان کو قتل کر دیا۔ لڑائی مسلسل جاری رہی لہٰذا جب امیر ابوزکریا ان کے پاس گیا تو اس نے ان کے ہاں تحریض کی وجہ سے قبولیت پائی، یوں یہ زواودہ کی لڑائی کے خلاف جتھہ بند ہو گئے اور ان کے لئے تیاری کی، اب ان کے اور ریاح کے درمیان بار بار لڑائیاں ہوئیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان کو افریقہ سے ان کے علاقوں کی طرف نکال دیا جو اس عہد میں تلول قسطنطینہ اور بجایہ سے الزاب اور اس کے مضافات تک ہیں۔ آخرکار انہوں نے ہتھیار اتار دیئے اور سب نے وہاں اپنا وطن بنا لیا جہاں ان کی قوم نے انہیں جگہ دی، اس کے بعد بنو عوف

افریقہ کے دیگر علاقوں پر قابض ہو گئے۔ سلطان نے ان سے حسن سلوک کیا اور عطیات کے رجسٹر میں ان کے نام ثبت کر لئے۔ لیکن اپنے ملک میں سے کوئی چیز بطور جاگیر نہیں دی۔ اس نے ان میں سے دوستی کے لئے، اولاد جامع اور اس کی قوم کو مختص کیا اور وہ بھی اس کے ساتھ مخلص تھے۔ یوں افریقہ کے نواح میں زواودہ اور ریاح پر اس کے غلبے اور انہیں وہاں سے الزاب اور بجایہ اور قسنطینہ کے مضافات کی طرف نکال باہر کرنے کی تدبیر مکمل ہو گی۔ انہوں نے پھر طویل عرصہ حکومت کی جب حکومت اور الغفیر ، کے بارے میں ان کے حالات بند اور فیصلہ میں تبدیلی آ گئی تو سلطان نے ابن علاق کے ساتھ ان کا فساد کروا دیا اور فتنہ پیدا ہو گیا حکومت میں اولاد جامع کا جو مقام تھا لہٰذا اس سے مرداس کا شیخ عنان بن جابر ناراض ہو گیا اور غصے ہو کر ان کے پاس سے چلا گیا۔ وہ پھر اپنی چراگاہوں کی متلاشی مرداسی جماعت اور ان کے دوستوں کے ساتھ بلاد ریاح میں مغرب کے نواح میں زاعز اور اس کے قریبی علاقوں میں مقیم ہو گیا۔ حاکم افریقہ کے مخلص دوست ابو عبداللہ بن ابو الحسن نے اسے اس کے فعل پر سرزنش کرتے ہوئے کہا:

انہوں نے مر بیہ میں لمبے بیابانوں کو طے کیا اور جنگل کو چڑھتے ڈھلتے پار کیا۔ وہ غفنی اور سواحر کے درمیان بقیہ پانی کو بھول گئے ہیں، کیا اس میں موسلا دھار بارشیں چمکی ہیں؟

عنان نے اس کے جواب میں کہا:

''میرے دو دوستو، تم سلعے اور حاجر کے درمیان ہوج عناجیج میں تیز رفتار اور لاغر اونٹنیوں پر آ ؤ، اس پر وہ پھر مراکش میں خلیفہ سعید بن عبدالمومن کے پاس چلا گیا۔ اسے افریقہ اور آل ابی حفص کے خلاف بھڑ کانے لگا لیکن راستے ہی میں مر گیا اور ''سلا'' مقام پر دفن ہوا۔ النفر ۃ کے درمیان مرداس کا یہی حال رہا یہاں تک کہ امیر ابو زکریا فوت ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا المستنصر بادشاہ بنا کعوب سلطان سے اپنی قوم کے متعلق عہد لینے کی وجہ سے غالب آ گئے، اس کے زمانے میں ان کا سردار عبداللہ بن شیخہ تھا لہٰذا اس نے مرداس کے بارے میں سلطان کے پاس چغلی کی۔ ابو جامع اس کی چغلی پہنچانے والا تھا، اس دوران دیگر علاقے بھی اس کے خلاف جتھہ بند ہو گئے اور انہوں نے مرداسیوں سے لڑائی کی اور ان کے اوطان میں ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے انہیں افریقہ سے نکال دیا اور وہ جنگل کی طرف چلے گئے، آجکل بھی وہ صحرا نشین ہی ہیں۔ وہ الرمل کی طرف آ کر تلول کی اطراف سے سلیم یا ریاح کے احکام کے تحت غلہ حاصل کرتے ہیں۔ تاہم مرابع کعوب کے ایام میں اور تلول میں ٹھہرنے کے دنوں میں قسنطینہ کے نواح میں ان کا خصوصی تسلط ہوتا ہے جب وہ اپنے سرمائی مقامات کی طرف جاتے ہیں تو مرداس کے قبیلے دور دراز کے ویرانے میں بھاگ جاتے ہیں اور معاہدہ کر کے ان سے مل جل جاتے ہیں۔ انہوں نے نواز، نفطہ اور بلاد قسطیلہ پر ٹیکس لگایا ہوا ہے جو وہ انہیں ادا کرتے ہیں کیونکہ وہ ان سے زیادہ طاقتور ہیں۔ اب سرداری میں، مرداس، حصین، ریاح اور دلاج کے دیگر بطون میں مضبوط ہو گئی۔ اور حکومت کے نزدیک ان کی شان بلند ہو گئی۔ وہ پھر دیگر بنی سلیم بن منصور سے معزز ہو گئے اور ان کی سرداری، یعقوب بن کعب کی اولاد میں قائم ہو گئی۔ جو کہ بنو شیخہ، بنو طاہر اور بنو علی ہیں۔ شیخہ بن یعقوب کے بیٹوں میں سے سب سے پہلے عبداللہ کو اولیت حاصل ہے پھر اس کے بھائی ابراہیم کو، پھر عبدالرحمٰن کو جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ بنو علی، سرداری میں ان کی مدد کرتے تھے۔ ان میں سے بنو کثیر بن یزید بن علی بھی تھے۔ جبکہ کعب ان کے درمیان الحاج کے نام سے معروف تھا۔ کیونکہ اس نے حج کا فرض ادا کیا۔ سلطان المستنصر کے زمانے میں اس کے ساتھی شیخ الموحدین ابو سعید العود الرطب کے ساتھ تھے اور جنہوں نے اسے جاہ و ثروت دی تھی۔ اس کے بعد سلطان نے اسے چار بستیاں بطور جاگیر دیں جو اس نے اپنے بیٹے کو دے دیں۔ جو صفاقس، افریقہ اور الجرید کی جانب تھیں۔ اس کے سات بیٹے تھے جن میں سے چار یعنی اجر، ماضی، علی اور محمد ایک ماں سے تھے اور تین برید، برکات اور عبدالغنی دوسری ماں سے تھے، یوں احمد نے اولاد شیخہ سے کعوب پر سرداری کرنے کے بارے میں ان سے جھگڑا کیا اور سلطان ابو اسحاق سے رابطہ کر لیا لیکن اس نے انہیں اس بات کی وجہ سے ناراض کر دیا۔ لہٰذا وہ داعی کے ظہور کے وقت اس کے ساتھ مل گئے۔ ان کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پھر احمد فوت ہو گیا اور سرداری اس کی اولاد میں قائم رہی۔ اس کے لڑکوں کی ایک جماعت تھی۔ بنو قاسم کی ایک عورت عرفہ سے ابو اللیل اور ابو الفضل تھے جبکہ حکمیہ سے قائد، عبید، مندیل، عبدالکریم السری، کلیب جهد الملک اور عبدالعزیز تھے۔ جب احمد فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی حکومت ابو الفضل نے سنبھالی۔ اس کے بعد اس کے بھائی ابو اللیل بن احمد نے، یوں احمد کے بیٹوں کی سرداری ان کی قوم پر غالب آ

گئی اور انہوں نے اپنے بھائیوں کے تمام بیٹوں سے تالف کیا۔ اس زمانے تک ان کے درمیان وہ چودھراہٹ کرتے رہے۔ جب دعی بن ابی عمارہ کا معاملہ ہوا تو فضل بن یحییٰ مخلوع مایوس ہوگیا اور اس نے سلطان ابواسحاق پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اس کا ذکر کریں گے۔ پھر ابو حفص اور اس کا چھوٹا بھائی قلعہ سنان میں گئے جو افریقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ ہے۔ ابواللیل بن احمد کو اس کے بچانے اور اس کی حکومت کے قیام میں بہت اثر و رسوخ حاصل تھا۔ لہٰذا اس نے اس سے حسن سلوک کیا۔ جب اللہ نے اسے دعی کے مقابلہ میں حکومت دی، تو اس نے اس کی سرداری کو اس کی قوم پر مستحکم کر دیا، یوں ابواللیل نے اچھی طرح ان کی حکومت کو تیار کیا، پھر منکب میں اولاد شیخہ سے مڈبھیڑ کی اور ان کے آخری آدمی عبدالرحمٰن بن شیخہ کو بجایہ میں جا ملا۔ اس کے بعد جب امیر ابوزکریا بن سلطان ابی اسحٰق نے اس کے چچا سلطان ابوحفص کی سلطنت سے اسے جاگیر دی تو وہ کمک طلب کرتے ہوئے اور تونس کی حکومت کے متعلق رغبت دلاتے ہوئے اس کے پاس گیا، اس سے اس کا مقصد اپنی سرداری کو بڑھانا تھا، مگر وہ اپنے ارادے کی تکمیل سے قبل ہی فوت ہوگیا اور بجایہ میں دفن ہوا۔ اس کے مرنے کے ساتھ ہی اولاد شیخہ کی سرداری کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

اس کے بعد کعوب میں ابواللیل سرداری کے لئے مختص ہوگیا جب اس کے اور سلطان ابوحفص کے درمیان خوف کی فضا پیدا ہوگئی تو اس نے اپنی جگہ کعوب پر، محمد بن عبدالرحمٰن بن شیخہ کو مقدم کیا اور کئی روز تک اس سے لڑائی کی یہاں تک کہ اس نے اطاعت اختیار کرلی۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے احمد نے اس کی سرداری سنبھالی اور اس کی سرداری مسلسل قائم رہی۔ جب سلطان ابوعصید نے اسے ہٹا دیا تو وہ اس کے قید خانے ہی میں ہلاک ہوگیا۔ اس کے بعد بھائی عمر بن ابواللیل حکمران بنا۔ اس کے ساتھ ہراج ابن عبید بن احمد بن کعب نے لڑائی کی یہاں تک کہ ہراج ہلاک ہوگیا جیسا ہم بیان کریں گے۔ جب عمر ہلاک ہوگیا، تو اس کی قوم کی سرداری اس کے بھائی احمد بن ابواللیل نے سنبھالی۔ حمزہ اس کے بھائی عمر کا بیٹا تھا۔ جو کہ ایک کمزور اور عاجز آدمی تھا۔ لہٰذا مہلہل کے لڑکوں نے اپنے عم زاد قاسم سے جھگڑا کیا اور وہ محمد، مسکیا، مرغم، طلب اور عون تھے جو دوسرے لوگوں میں شامل تھے، ان کے نام اب مجھے یاد نہیں رہے۔ لہٰذا انہوں نے لوگوں کو یہ تربیت دی کہ ان کی قوم پر کسی کو خصوصیت حاصل نہیں، انہوں نے ابواللیل کے بیٹے محمد سے کشاکش رکھی۔ اور وہ مسلسل اسی ڈگر پر قائم رہے۔

ہراج کا بیان

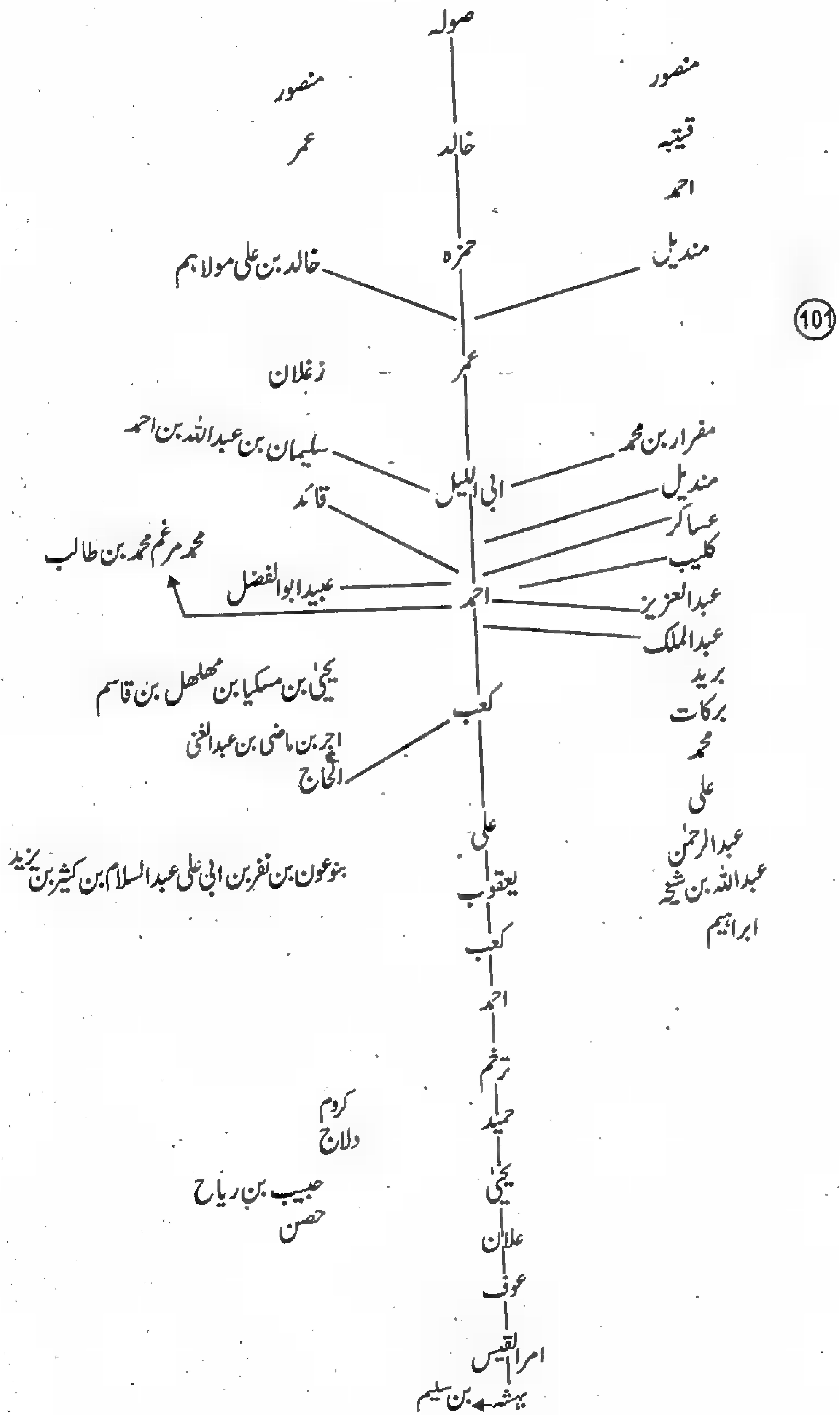
جب ہراج بن عبید بن احمد کا ظہور ہوا اور اس کا کینہ اور سرکشی بڑھ گئی تو اس کا بہت برا اثر پڑا اور عوام کے سینوں میں اس کے متعلق جوش پیدا ہوگیا۔ لہٰذا وہ سنہ 705 میں تونس چلا گیا اور جمعے کے روز مسجد میں موزے پہن کر داخل ہوگیا۔ لوگوں نے موزے پہن کر مسجد میں آنے پر برا منایا۔ اسے بعض نمازیوں نے بھی اس بارے میں کہا تو اس نے جواب دیا کہ میں تو موزوں کے ساتھ سلطان کے قالین پر چلا جاتا ہوں لہٰذا میں انہیں جامع مسجد میں پہن کر کیوں نہیں آسکتا؟ لوگوں کو یہ بات گراں گزری تو انہوں نے اسی وقت اس پر حملہ کر کے اسے مسجد میں قتل کر دیا اور اپنے فعل سے حکومت کو راضی کر دیا۔ اس کا یہ واقعہ مشہور ہے۔ اس کے بعد سلطان نے اس کے بھائی کیسان اور اس کے عم زاد شبل بن مندیل بن احمد کو بھی قتل کر دیا اور کعوب کی سرداری محمد بن ابی لیلیٰ کے مرید اور ہراج بن عبید مولاہم اور حمزہ، عمر کے بیٹوں نے سنبھالی جبکہ صحرا کی سرداری اور بنوسلیم افریقہ میں اپنے عم زادوں مہلہل بن قاسم اور ان کے امثال سے مزاحمت کے لئے مخصوص ہوگئی یعنی مخول ان کے علاوہ تھے۔ سنہ 707 میں احمد بن ابواللیل اور اس کے بھائی کا بیٹا سلطان کے باغی ہوگئے۔ تو عثمان بن ابودبوس نے اسے اس کی جگہ وطن ذباب سے بلایا یوں وہ اس کے پاس آیا تو وہ اسے تونس پر چڑھا لایا۔ اس نے کدیۃ العفرہ کے باہر پڑاؤ کیا۔ وزیر ابوعبداللہ بن برزیکن ان کے مقابلہ میں نکلا لہٰذا اس نے انہیں شکست دی اور احمد بن ابواللیل کو خادم بنایا پھر اسے گرفتار کر کے تونس میں قید کر دیا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد سنہ 708 میں مولاہم ابن عمر گیا، تو اسے بھی اس کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ اس کا بھائی حمزہ، امیر ابوالبقا، خالد بن امیر زکریا کے پاس جو افریقہ کی مغربی سرحد کا حکمران تھا سلطان ابوعصید کی وفات کے وقت گیا۔ اس کے ساتھ ابوعلی بن کثیر، یعقوب بن فرس اور بنی سلیم کے ممتاز شیخ بھی تھے۔ انہوں نے ابوالبقاء کو الحضرۃ کی حکومت کے بارے میں رغبت دلائی تو وہ اس کی صحبت میں آ گئے۔ اس نے اس کے بھائی مولاہم کو تونس میں سلطان کے داخلے کے وقت سنہ

710 میں رہا کر دیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے بعد حمزہ، سلطان، ابویحیٰ زکریا ابن اللحیانی سے ملا اور اس نے اس پر مسلسل احسانات کئے۔ لہٰذا اس نے اسے دیگر عربوں پر فوقیت دیدی یہاں تک کہ اس کے بھائی نے اس پر حسد کیا اور وہ سلطان کے پاس چلا گیا۔ الحضرۃ اور دیگر بلاد افریقہ پر سلطان کے قبضے کے بعد وہ سنہ 737 میں بجایہ کا حاکم بن گیا لہٰذا سلطان نے اسے اپنی حکومت کے لئے چن لیا۔ اب حمزہ نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ اس کے قرابت داروں کو یکے بعد دیگرے اس کے پاس لے آیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ بعد ازاں اس کے بھائی نے سلطان کی خیر خواہی میں فریب کاری کی اور حمزہ نے اس کام میں اس کی مدد کی۔ جب اس کی خیانت کی خبر مشہور ہوئی تو سلطان نے اسے اور اس کے بیٹے منصور اور اس کے زبیب زعدان کو پکڑ لیا۔ اس کے بعد مغرار بن محمد بن ابواللیل نے سلطان کے پاس اپنے عم زاد عون بن عبداللہ بن احمد اور احمد بن عبدالواحد اور ابوعبید اور ابو ہلال بن محمود بن فاد اور ناجی بن ابی علی بن کنز اور محمد بن مسکین اور ابوزید بن عمر بن یعقوب اور ہوارہ سے فیصل بن زغراع کی چغلی کھائی تو ان سب کو اس وقت سنہ 722 میں قتل کر دیا گیا اور ان کے اعضاء، حمزہ کے پاس بھیج دیئے گئے۔ اس سے اس کے غصے میں اضافہ ہو گیا اور وہ ابوتاشفین بے لغمیر اسن کے عہد میں تلمسان کی فوجوں کے ساتھ ملا۔ اس وقت اس کے ساتھ محمد بن سلطان لحیانی بھی تھا جو ابوضربہ کے نام سے مشہور ہے۔ اب اس نے اسے حکومت کا سربراہ مقرر کیا۔ ابوتاشفین نے انہیں زناتہ کی فوجوں کے ساتھ مدد دی اور یہ افریقہ کی طرف لڑائی کے لئے گئے لہٰذا سلطان ان کے مقابلہ میں نکلا اور انہیں برغیش نے شکست دی۔ اس کے بعد ہمیشہ ہی وہ سلطان ابویحیٰ کے پاس بہت حفصی کے اعیاص سے تربیت یافتہ آدمی لاتار ہا جبکہ ابوتاشفین حاکم تلمسان زناتہ کی فوجوں کے ساتھ ان کی مدد کرتا رہا۔ یوں ان کے درمیان کئی دفعہ لڑائیاں ہوئیں جو برابر رہیں۔ جیسا کہ ہم اس کی جگہ پر اس کا ذکر کریں گے۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن اور اس کی قوم جو بنی مرین میں سے تھے، تلمسان اور غرب اوسط پر سنہ 737 میں متغلب ہو گئے۔ انہوں نے بنی عبدالواد اور دیگر زناتہ قصی حمزہ کا لڑائی کے آغاز سے تعاقب کیا۔ لڑائی میں ناکام ہو کر سلطان ابویحیٰ نے اس کی سفارش کو قبول کیا اور اس کے جرائم اسے معاف کر دیئے۔ اس نے اسے خاص مقام دیا لہٰذا اس نے اس کی بہت خیر خواہی کی اور اس کے سالار محمد بن عبدالحکیم نے افریقہ کی طرف بڑھنے میں اس کی مدد کی۔ اس کے بعد صحرائی اعراب اس پر غالب آ گئے اور یوں حکومت کی حالت مضبوط ہو گئی۔ بعد ازاں حمزہ سنہ 740 میں ابوعون نصر بن ابی علی عبدالسلام کے ہاتھوں جو کثیر بن زید کی اولاد سے تھا، مارا گیا اس کا ذکر قبل ازیں بن علی میں بیان ہو چکا ہے جو بنی کعب کے بطون میں سے ہے۔ ایک لڑائی میں اسے نیزہ لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے عمر نے قشقیقہ فتیبہ کی مدد سے ان کی حکومت سنبھالی۔ لیکن ابواللیل جلد ہی دیگر بھائیوں اور القرابہ پر غالب آ گیا۔ اور وہ خود بنی کعب اور دیگر بنی یحیٰ کا اکیلا ہی حکمران بن بیٹھا۔ اس پر اس کے ہمسر بنو مہلہل اس سے حسد کرتے تھے اور اس سے حکومت لینا چاہتے تھے۔ معن بن مطاعن فزاری جو اس کے باپ کا وزیر تھا، حکومت میں اس کا مددگار تھا۔ انہوں نے پھر اپنے باپ حمزہ کے فوت ہونے کے بعد سلطان کے خلاف بغاوت کی اور اتہام لگایا کہ ابوعون کو انہوں نے قتل کیا ہے یعنی یہ کام حکومت کی امداد سے ہوا تھا۔ لہٰذا انہوں نے تونس سے مقابلہ کیا۔ اور اس کے محاصرہ کے لئے اولاد مہلہل اور ان کے امثال کو اکٹھا کر لیا اور پھر اختلاف کر کے ملک سے کوچ کر گئے۔ اس وقت طالب بن مہلہل اور اس کی قوم سلطان کی طرف چلے گئے، یہ ان کے تعاقب میں چل پڑا اور قیروان میں ان پر حملہ کر دیا۔ ان کے سردار، اس کے بیٹے امیر ابوالعباس کے پاس اس کے محل میں گئے جو اس کے بیٹے کے خلاف بغاوت کرنے میں اسے شامل کرتے تھے۔ ان میں ان کا وزیر معن بن مطاعن بھی تھا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا، باقی لوگ بھاگ گئے اور انہوں نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور ضمانت بھی دی۔

جب سلطان ابویحیٰ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے عمر نے حکومت سنبھالی، یہ اس سے پھر منحرف ہو گئے اور اس کے بھائی ابوالعباس کی مدد کی جو الجرید کا حاکم اور ولی عہد تھا۔ یہ اپنے سواروں کے ساتھ، اس کے ساتھ تونس کی طرف لڑائی کرنے گئے لہٰذا ابوالعباس تونس میں داخل ہوا تو اس کے بھائی ابوالہول بن حمزہ کو بھی قتل کر دیا اور اس طرح انہیں بھی مدد دی۔ اب خالد افریقہ سے حکومت کے سرکردہ لوگوں اور سرداروں پر مشتمل ایک وفد لے کر حاکم مغرب سلطان ابوالحسن کے پاس گیا، جب وہ ملک پر قابض ہو گیا تو اس نے راستوں میں فساد کرنے اور ٹیکس لینے سے انہیں روک دیا۔ اور ان سے وہ شہر بھی ان سے چھین لئے جو ان کے ہاتھوں میں بطور جاگیر تھے اس نے ان کو بلاد مغرب اقصیٰ کے معقلیوں اور زغبیوں کے اعراب کے ساتھ ملا دیا لہٰذا پس انہیں اس کا یہ دباؤ گراں گزرا اور وہ بگڑ بیٹھے۔ اسے بھی ان کے متعلق بدظنی ہو گئی تب مفسدین اپنے جنگلوں سے

اطراف پر حملے کرنے لگے لہٰذا اس نے یہ بات ان کی طرف منسوب کی۔ بعدازاں تونس میں خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد اور خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین اور خلیفہ بن ابی زید جو حلیم کے شیوخ میں سے تھا، اس کے پاس گئے۔ ان کے متعلق اس کے پاس یہ شکایت کی گئی کہ انہوں نے بنوابوحفص میں سے اولاد کیانی کے بعض اعیاض کو داخل کیا ہے جیسا کہ اس کے سفر میں بیان ہوا ہے۔ اور ہم اسے اس کے موقع پر بتائیں گے۔ لہٰذا اس نے انہیں گرفتار کرلیا۔ جب ان کی اطلاع قبیلے میں پہنچ گئی تو انہوں نے قسطیلہ اور برید میں لڑائی شروع کردی۔ وہ برنابی میں آل عبدالمومن کے بقیہ لوگوں پر جو ابوالعباس ادریس کی اولاد تھے، غالب آگئے جس کا لقب ابوادریس تھا اور مراکش میں یہ ان کا آخری خلیفہ تھا۔ اس وقت مغرب پر اس کا غلبہ تھا اور اس کا نام احمد بن عثمان بن ادریس تھا۔ لہٰذا انہوں نے اسے خلیفہ مقرر کرکے اس کی بیعت کرلی اور اس پر متفق ہوگئے لیکن ان کے ساتھ ان کے چچا مہلہل کے بیٹوں نے لڑائی شروع کردی اور وہ مدت کا جویاں تھا۔ اس کا بیٹا محمد ان میں اس کا جانشین بنا۔ لہٰذا اس نے اپنی قوم سے مدد مانگی اور تمام لوگوں نے زناتہ کے ساتھ لڑائی کرنے میں اس سے اتفاق کیا جب سلطان ابوالحسن تونس سے سنہ 749 کے آغاز میں ان کے مقابلہ میں گیا تو وہ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ قیروان میں اترا۔ انہوں نے پھر اس سے لڑائی کی اور اس کی جمعیت کو منتشر کردیا۔ انہوں نے اس کے اور ان کے کپڑوں سے اپنے تھیلے بھر لئے اور سلطان کی شوکت ختم کردی۔ یوں اس کی حکومت کی دھار کند کردی اور زناتہ کی حالت گرگئی۔ دیگر قومیں ان پر غالب آگئیں۔ پھر ابواللیل بن حمزہ فوت ہوگیا، عمر اپنے بھائیوں کے مقابلہ سے عاجز آگیا۔ اور اس کا بھائی خالد سرداری کے لئے مختص ہوگیا اس کے بعد ان دونوں کا بھائی منصور مخصوص ہوگیا اور سلطان ابواسحق بن سلطان ابویحییٰ پر حاکم تونس غالب آگیا۔ ساتھ ہی عربوں کے ہاتھ الضاحیہ تک پھیل گئے اور حکومت نے انہیں جاگیریں دیں۔ یہاں تک کہ وہ الضاحیہ پر غالب آگئے انہوں نے پھر انہیں شہروں کے خراج اور صحرا اور سبزہ زاروں کی جاگیروں اور تلول اور جرید سے حصہ دیا اور وہ حکومت کے اعیاص کے درمیان انگیخت کرنے لگے۔ انہیں پھر الحضرۃ میں چڑھائی کے لئے لایا گیا کیونکہ وہ انہیں حکومت کا مزہ نہیں چکھنے دیتے تھے۔ سلطان اکثر انہیں ان کے ہمسروں اولاد مہلہل بن قاسم بن احمد کے مقابلہ میں بھیجتا اور اس کی ضروریات کو پورا کرکے ان کے درمیان لڑائی کروادیتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے امت کو ذلت کے گڑھے سے نکالنے، خوف اور بھوک کے دکھ سے نجات دینے اور موت کی ظلمتوں سے نور استقامت کی طرف کا ارادہ کیا۔ اس نے یعنی سلطان امیرالمومنین ابوالعباس احمد ایدہ اللہ کو خلافت کی وراثت حاصل کرنے کے لئے بھیجا لہٰذا اس نے الحضرہ کے لوگوں کو بھیجا، وہ اس کے دارالامارت سے جو مغربی سرحد پر تھا، چل پڑے۔ صحرائی لوگوں کا امیر اور منصور بن حمزہ اس کے پاس آئے، یہ سنہ 771 کا واقعہ ہے جب کہ سلطان ابواسحق فوت ہوا جو الحضرۃ کا حاکم اور خلافت وجماعت کے عصا کا مالک تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے خالد نے حکومت سنبھالی۔ وہ افریقہ کی طرف گیا، تو تونس میں زبردستی داخل ہوگیا اور الحضرۃ پر دوسال بعد غالب آگیا۔ اس نے عربوں پر غالب آنے کی وجہ سے اپنی دھار کو تیز کرلیا۔ اور ان کے ہاتھوں کے مفاسد سے روک دیا یوں منصور کو حکومت سے نفرت پیدا ہوگئی۔ اس کے بعد امیر ابویحییٰ زکریا بن سلطان نے ان کے جدا کبر ابن یحییٰ کو جو عربوں میں کئی سال سے رہ رہا تھا، امیر مقرر کردیا۔ جیسا کہ ہم حکومت کے حالات میں سب باتوں کو بیان کریں گے۔ وہ پھر سنہ 173ء میں اسے تونس پر چڑھا لایا مگر تونس فتح نہ ہوسکا اور انہیں کچھ کامیابی حاصل نہیں ہوئی جب منصور نے اپنی حالت کا ذکر سلطان سے کیا اور خیرخواہی کے چہرہ سے نقاب اٹھایا تو اس دوران اس کا قبیلہ اس کے برے کنٹرول سے اور حسد کی وجہ سے اس سے تنگ پڑ چکا تھا لہٰذا اس کے بھائی ابواللیل کا بیٹا محمد اس کے پاس گیا اور اسے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کردیا۔ وہ اسی روز سنہ 75 میں فوت ہوگیا، یوں اس کی جمعیت منتشر ہوگئی۔ اس کے بعد ان کی حکومت اس کے بھتیجے صولہ بن خالد بن حمزہ نے سنبھالی اور اس کی مدد ابن عمر کی اولاد کرتی تھی۔ اس نے پھر سلطان کی خدمت اور خیرخواہی کی کچھ کوشش کی مگر پھر نافرمانی اختیار کی اور اختلاف کی حقیقت سے پردہ اٹھایا۔ مسلسل تین بار اس کا یہ حال ہوا تب سلطان نے اسے اور اس کی قوم کو ان کے ہمسروں اولاد مہلہل پر فتح دلائی اور ان کی سرداری، محمد بن طالب کے لئے تھی۔ یوں صحرا کی سرداری ان کے پاس واپس آگئی۔ اور اس نے انہیں منع عطا کا اختیار دے دیا۔ جبکہ عربوں پر ان کے رتبوں کو بلند کردیا۔ ابن عمر ابواللیل کی اولاد بھی اس کے ساتھ آملی۔ دیگر دنوں میں اولاد حمزہ اختلاف میں لگی رہی۔ سنہ 80 میں آخر سلطان بلاد جرید کی طرف گیا تاکہ بہلا پھسلا کر ان کے سرداروں کے سامنے پیشکش کرے اور انہیں اطاعت کا راستہ اختیار کرنے پر آمادہ کرے۔ لہٰذا وہ لوگ ان رؤسا کی مدد اور شرائط کے مطابق اسے وہاں سے ہٹانے پر لگ گئے۔ اس کے بعد اس کے پاس عرب کے دومان اور صحرا

کے ذیاب سے فوجیں واپس آ گئیں اور وہ ان سب پر متغلب آ گیا، اس نے انہیں اس کے اطراف سے نکال باہر کیا اور یہ ان رؤسا کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ کامیاب ہو گیا۔ ان میں سے کچھ بھاگ گئے اور کچھ گرفتار ہو گئے، یوں یہ ان کے ذخائر اور محلات پر قابض ہو گیا۔ اس نے اولاد حمزہ اور ان کے حلیفوں کو بھی حکیم المفر سے باہر نکال دیا اور وہ مغرب کی سمت سے اپنے ملک کی سرحدوں کو پار کر گئے۔ وہ فساد کے بعد معزز ہو گئے اور بندوں پر رحمت کے دروازے کھل گئے۔ ان عربوں کو اقتدار اور حکومت پر ایسا غلبہ حاصل تھا کہ اس تک کوئی غلبہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ان کی طبیعت میں بڑی نخوت اور تکبر تھا کیونکہ وہ عہد اول سے واقف نہیں تھے، اور نہ ہی وہ صدقات دے کر عہد اول سے مقابلہ کر سکتے تھے البتہ بنی امیہ کی حکومت میں عرب عصبیت کی وجہ سے ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے تھے۔ اس کی گواہی مرتدین اور ان کے ساتھیوں کے واقعات سے ملتی ہے۔ جو وہ اپنے امثال کے ساتھ روا رکھتے تھے۔ حالانکہ اس عہد میں صدقہ، سختی اور عزت کے ساتھ حق کا بھی خواہاں تھا۔ یعنی اس کے دینے میں زیادہ حقارت اور مذلت نہیں تھی۔ بنو عباس کے زمانے میں جب حکومت مضبوط ہو گئی اور جتھے داروں پر سختی کی جانے لگی، تو اس کا مقصد انہیں بلاد نجد، تہامہ اور ان کے سرے سے بیاباں میں بھجوانا تھا۔ عبیدیوں کے زمانے میں حکومت کو ضرورت تھی کہ وہ انہیں اس لڑائی کی طرف مائل کرے جو ان کے اور بنو عباس کے درمیان جاری تھی لہٰذا جب وہ اس کے بعد برقہ اور افریقہ کے علاقوں کی طرف گئے تو وہ حکومت کی پناہ میں کھلے پھرتے تھے۔ جب بنو ابو حفص نے انہیں انتخاب کیا، تو وہ ذلت اور رسوائی میں ان کے ساتھ تھے، یہاں تک کہ زناتہ کے ابو الحسن اور اس کی قوم سے قیروان میں ان کی لڑائی ہوئی، تو وہ دوسرے عربوں کے لئے، مغرب کی حکومتوں کے مقابلے میں، عزت کے راستہ پر چلے، یوں معقل اور زغبہ نے زناتہ کے بادشاہوں پر ظلم کیا اور مار کھانے کے بعد ان کی تلاش میں حد سے بڑھ گئے تا کہ غالب آنے والوں کو اس قسم کی زیادتی سے روک سکیں۔ واللہ مالک۔


صولہ
منصور
منصور
قیتبہ
عمر
خالد
احمد
خالد بن علی مولا ہم
حمزہ
مندیل
عمر
زغلان
سلیمان بن عبداللہ بن احمد
مفرار بن محمد
ابی اللیل
مندیل
قائد
عساکر
کلیب
محمد مرغم محمد بن طالب
عبید ابوالفضل
احمد
عبدالعزیز
عبدالملک
یحییٰ بن مسکیا بن مہلہل بن قاسم
برید
کعب
برکات
محمد
علی
عبدالرحمٰن
علی
بنو عون بن نفر بن ابی علی عبدالسلام بن کثیر بن یزید
یعقوب
عبداللہ بن شیخہ
ابراہیم
کعب
احمد
ترخم
کروم
دلاج
حمید
حبیب بن ریاح
یحییٰ
حصن
علان
عوف
امرالقیس
بن سلیم
بہشہ

101

باب:۱۱

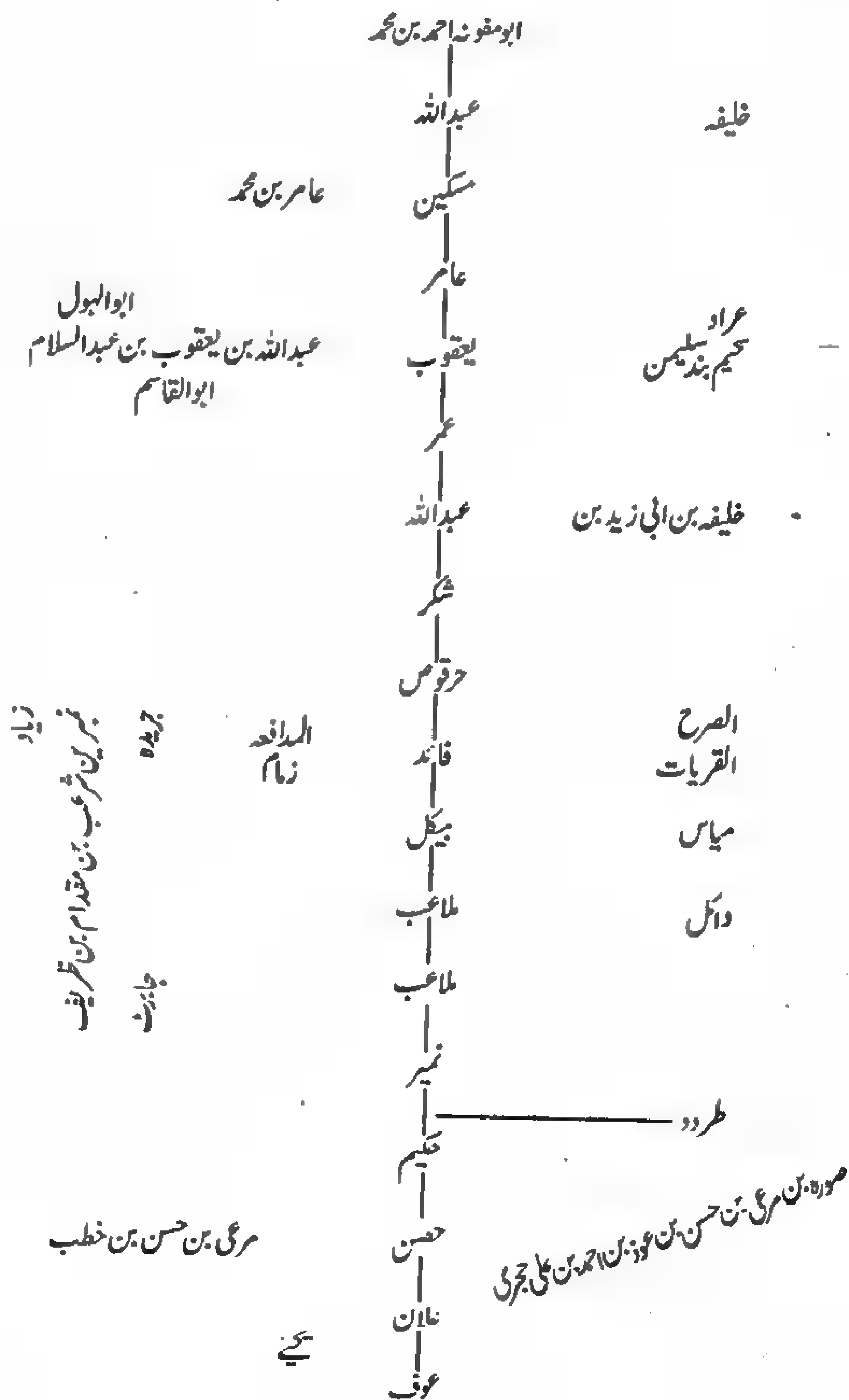
کعوب کے قاسم بن مرا ابن احمد کا بیان اور اس کے واقعات کی روداد

یہ شخص، کعوب میں سے احمد بن کعب کی اولاد میں سے تھا اور اس کا پورا نام قاسم بن مرا ابن احمد تھا۔ یہ ان میں عابد اور زاہد تھا۔ یہ پہلے اپنے دور کے مشہور شیخ العلماء ابو یوسف الدھانی سے قیروان میں ملا ان سے علم حاصل کیا اور ان کی صحبت اختیار کی پھر وہ اپنی قوم میں اپنے شیخ کے طریقے کے مطابق تقویٰ اور سنت کی مقدور بھر پابندی کرتا ہوا چلا گیا۔ جب اس نے عربوں کی اس حالت کو دیکھا کہ وہ راستوں میں فساد اور بغاوت کرتے ہیں، تو اس نے انہیں بری باتوں سے روکنے اور سنت کے قائم کرنے کی ٹھان لی۔ اس نے پہلے اپنے خاندان کو جو اولاد احمد میں سے تھا۔ اس طرف دعوت دی کہ وہ اس کے ساتھ مل کر اس بارے میں لڑائی کریں۔ یوں اولاد ابواللیل نے جو اس کے راز دار تھے، اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنی قوم سے یہ مطالبہ نہ کرے، مبادا وہ اس کی عداوت پر آمادہ ہو جائیں اور یوں اس کا کام خراب ہو جائے انہوں نے اسے کہا کہ وہ یہ مطالبہ پہلے سلیم کے دیگر لوگوں سے کرے کیونکہ وہ ان لوگوں کے مقابلے میں خاص طور پر اس کے محافظ ہوں گے۔ جو اس پر حملہ کرنا چاہیں گے۔ اس طرح صحرا میں سے مختلف قسم کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے جو اس کے طریقے پر چلتے، اس کی پیروی کرتے اور اس کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کا نام جنادہ تھا۔ اس نے پہلے قیروان اور آس پاس کے بلاد ساحل میں راستوں کی اصلاح کی دعوت کا آغاز کیا۔ اسے جب کسی قزاق کے متعلق اطلاع ملتی کہ وہ راستوں میں ڈاکے ڈالتا ہے تو وہ اسے قتل کرنے کے لئے اس کا تعاقب کرتا۔ اس نے مشہور قزاقوں کے ساتھ لڑائی کی اور ان کے اموال اور خون کو مباح قرار دیا یہاں تک کہ اس نے تمام قزاقوں کو اچھی طرح بھگا دیا۔ اس وجہ سے آل حصن میں اس کا بول بالا ہو گیا اور افریقہ میں تونس، قیروان اور بلاد الجرید کے سارے درمیانی راستے ٹھیک ہو گئے۔ مگر اس کی قوم نے اس کی عداوت پر پکا کر لیا۔ بنو مہلہل قاسم بن احمد کے بعض آدمیوں نے سلطان تونس امیر بن حفص کو مشورہ دیا کہ اس آدمی کی دعوت، حکومت اور جماعت کے لئے بے عزتی کا باعث ہے مگر اس نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا لہٰذا وہ اس کے ہاں سے اس کے قتل کے ارادہ سے نکلے۔ ایک روز انہوں نے اسے اپنے دستور کے مطابق اپنے کاموں میں مشورہ کے لئے بلایا اور اس کے ساتھ اپنی قوم کے صحن میں کھڑے ہو گئے۔ وہ پھر اس سے الگ ہو کر مشورہ کرنے لگے، اسی دوران اسے پیچھے سے محمد بن مہلہل نے جو ابو عذبتین کے لقب سے مشہور تھا، نیزہ مار دیا اور وہ قتل ہو کر منہ اور ہاتھوں کے بل گر پڑا۔ اولاد ابواللیل نے غصہ میں آ کر اس کے خون کا بدلہ طلب کیا تو اس دن سے بنو کعب کے قبائل میں افتراق پیدا ہو گیا۔ حالانکہ اس سے قبل وہ آپس میں متحد تھے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا بھی اس کے طریقے پر چلا یہاں تک کہ وہ بھی سنہ 706 میں آل حصن کے ایک جوان کے ہاتھوں مارا گیا۔ بنو ابواللیل مسلسل قاسم بن مرا کے خون کا بدلہ طلب کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں عمر بن ابواللیل کے بیٹے حمزہ اور مولاہم ظاہر ہوئے اور انہیں اپنے قبیلوں کی سرداری مل گئی۔ ایک روز اولاد مہلہل بن قاسم نے جنگل میں اپنے سرمائی مقام پر حمزہ اور مولاہم کے بارے اجتماع کیا اور ان کے چچا قاسم بن مرا کے بیٹے شاق نے ان سب کو دھوکے سے قتل کرنے کی ٹھان لی۔ اس دن ان میں سے طالب بن مہلہل کے سوا کوئی آدمی نہ بچ سکا کیونکہ وہ ان کے ساتھ موجود نہیں تھا اس دن سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان لڑائی میں اضافہ ہو گیا۔ اور بنی سلیم کے قبائل تقسیم ہو گئے۔ اور حکومت کی اطاعت اور اختلاف میں وہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرنے لگے۔ وہ اس وقت تک اسی ڈگر پر قائم ہیں۔ اس زمانے میں بنو مہلہل کی سرداری محمد بن طالب بن مہلہل اور اس کے بھائی یحییٰ کو حاصل ہے۔ واللہ وارث الارض و من علیہا وہو خیر الوارثین۔

بنی حصن کا بیان

بنو حصن، بطون علاق میں سے ہیں اور حصن یحییٰ بن علاق کا بھائی ہے، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی دراصل دو بطن ہیں یعنی بنو علی اور حکیم۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حکیم، حصن سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کی گود میں پرورش پا کر اس کی طرف منسوب ہو گیا ہے۔ حکیم کے کئی بطن ہیں جن میں سے بنو ظریف بن حکیم بھی ہیں جو عائر شلہ عبہ، نعیر جبر بن مقدام بن ظریف اور زیاد بن ظریف کی اولاد ہیں جبکہ ان میں سے بنو وائل بن حکیم اور بنو طرود بن حکیم بھی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طرود، سلیم کا قبیلہ نہیں بلکہ وہ منبس سے تعلق رکھتا ہے۔ جو ہلال بن عامر کا ایک بطن ہے۔ چند مورخین کہتے ہیں کہ ان میں سے زید العجاج بن فاضل بھی ہے۔ جس کا ہلال کے جوانوں میں ذکر آتا ہے۔ تاہم طرود کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ وہ بنی فہم بن عمر بن قیس بن عیلان بن عدوان میں ہیں۔ اور انہی میں شمار ہوتے ہیں۔ پہلے طرود الدلاج کے حلیف تھے پھر بعد میں انہوں نے ان سے قطع تعلق کر لیا اور وہ آل ملاعب کے حلیف بن گئے۔ حکیم کے بطون میں سے آل حسین نوال، مقعد اور الجمیعات بھی ہیں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ ان کا نسب کس سے ملتا ہے۔ ان میں سے بنو نمیر بن حکیم بھی ہیں۔ نمیر کے دو بطن ہیں: ملاعب اور احمد۔ احمد میں سے بنو محمد اور بطین ہیں اور ملاعب میں سے بنو ہیکل بن ملاعب ہیں۔ وہ اولاد زمام اور الفزیات اور اولاد میاس اور اولاد فائد ہیں جبکہ اولاد فائد میں سے الصرح، المدافعت اور اولاد یعقوب بن عبداللہ بن کثیر بن حرقوص بن فائد ہیں۔ حکیم اور اس کے دیگر بطون کی سرداری انہی کے پاس ہے۔ حکیم کے علاقے اس عہد میں سوسہ اور اجم کے درمیان ہیں۔ ان میں سے الناجعہ کبھی بنی کعب کے اور کبھی اولاد ابو اللیل کے اور کبھی ان کے ہمسروں یعنی اولاد مہلہل کے دوست بنتے ہیں۔ ان کی سرداری بنو یعقوب بن عبدالسلام بن یعقوب میں ہے جو ان کا سردار ہے۔ جب اللحیانی کے حالات بگڑ گئے اور وہ افریقہ کی مغربی سرحد، بجایہ اور قسنطینیہ میں سلطان ابو یحییٰ کے پاس گیا تو وہ اس کی حملہ آور فوج کے ساتھ آیا۔ جب اس نے شاہ تونس کو اپنے زیر اثر کر لیا تو اس نے اسے اس کی قوم پر سرداری عطا کی، اس کی نظر میں اسے سربلند کر دیا۔ اس پر بنو کعب کو اس بات سے غصہ آیا اور تواعشاش قبیلے کے حمزہ نے محمد بن حامد بن یزید کو اس کے خلاف بھڑکایا تو اس نے اسے شوریٰ کی جگہ پر قتل کر دیا۔ بعد ازاں فہم کو سرداری ملی اور اس کے بعد اس کے عم زاد محمد بن مسکین بن عامر بن یعقوب بن قوس تک ان کی سرداری پہنچی۔ اس کے عم زادوں میں سے ایک جماعت اس کی مدد کرتی تھی یا اس کے ساتھ جنگ کرتی تھی۔ ان میں سحیم بن سلیمان بن یعقوب بھی شامل تھا جو جنگ طریف میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ شامل ہوا تھا۔ اس لڑائی میں اس کا بہت شہرہ ہوا۔ ان میں یعقوب بن عبدالسلام کے بیٹے ابوالمعول اور ابوالقاسم بھی شامل تھے۔ ابوالمعول اس وقت سے جب بنو سلیم نے اسے قیروان میں حلف دیا تھا، سلطان ابوالحسن کا حلیف تھا۔ اس نے اسے قیروان پر حملہ کرنے میں اولاد مہلہل کے ساتھ شامل کیا تھا۔ لہٰذا وہ ان سب کے ساتھ سوسہ چلا گیا۔ ان میں بنو یزید بن عمر بن یعقوب اور اس کا بیٹا خلیفہ بھی شامل تھا۔ سلطان ابو یحییٰ کے سارے عہد میں محمد بن مسکین اپنی سرداری پر قائم رہا اور وہ اس کا دوست اور نہایت خیر خواہ رہتا تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بھائی خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین کا بیٹا اس کا جانشین بنا، وہ ان اشیاخ میں سے ایک تھا جنہیں سلطان ابوالحسن نے جنگ قیروان کی طرف دعوت دینے پر گرفتار کیا تھا۔ لیکن اس نے اسے قیروان میں محصور ہونے کی حالت میں رہا کر دیا۔ اس کے بعد اسے سلطان کے ہاں اختصاص حاصل ہو گیا۔ جب جنگ قیروان کے بعد عرب مضافات پر غالب آ گئے تو سلطان خلیفہ نے اسے یہ جگہ بطور جاگیر دیدی اور وہ مسلسل اس کی ملکیت میں رہی جب خلیفہ کی وفات ہو گئی تو ان کی سرداری حکیم قبیلے میں سے اس کے عم زاد عامر بن محمد بن مسکین نے سنبھالی، اس کے بعد پھر محمد بن شبینہ بن خالد نے جو بنو کعب سے تعلق رکھتا تھا، اسے قتل کر دیا۔ جبکہ اسے یعقوب بن عبدالسلام نے قتل کر دیا۔ سنہ 755 میں پھر جہاد جرید میں دھوکے سے محمد نے اسے قتل کر دیا۔ پھر ان کی حکومت منتشر ہو گئی۔ اس عہد میں ان کی سرداری احمد بن محمد بن عبداللہ بن مسکین الملقب بہ ابو معنوبہ کے درمیان جو خلیفہ مذکور کا بھتیجا تھا۔ اور عبداللہ بن محمد بن یعقوب کے درمیان جو ابوالھول مذکور کا بھتیجا تھا، قائم ہے۔ جب سلطان ابوالعباس نے تونس پر قبضہ کیا تو اس نے سوس کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا جس کی وجہ سے احمد ناراض ہو گیا اور صولہ بن خالد بن حمزہ کی حکومت کی طرف چلا گیا جو اولاد ابو اللیل میں سے تھا۔ انہوں نے اختلاف اور لڑائی کی راہ اختیار کی اور بہت دور تک چلے گئے۔ وہ اس زمانے میں الضواحی اور سبزہ زاروں سے دھتکارے ہوئے ہیں اور جنگل کی طرف چلے گئے ہیں۔ بعد ازاں عبداللہ بن محمد جو الرلوی کا لقب اختیار

کیے ہوئے ہے، وہ سلطان کی طرف آ گیا، اس نے اولاد مہلہل کے ساتھ اپنی حکومت اور مدد پر پختہ معاہدہ کرلیا۔ لہٰذا اس کی قوم میں اس کی سرداری کی عظمت قائم ہوگئی۔ وہ اس دور تک اسی حال پر قائم ہے پھر ابو محونہ سلطان کی خدمت میں واپس گیا۔ یوں حکیم کی ریاست ان دونوں کے درمیان تقسیم ہوگئی، اور وہ اس دور تک اسی حالت میں ہیں۔ یاد رہے حکیم کے بھائیوں بنو علی کے لئے اولاد صورہ کے بطون ہیں اور ان دونوں کو عوف بن محمد بن علی حصن اور اولاد نمی اور بدرانہ اور اولاد ام احمد اور الحضرۃ اور معقد اور الجمیعات اور الحمر اور المسابہۃ آل حسین اور حجری اکٹھے کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجری سلیم سے تعلق نہیں رکھتے کیونکہ وہ بطون کندہ میں سے ہیں لیکن سلیم کے حلیف ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہو گئے ہیں۔ بنو علی کی سرداری اولاد صورہ میں ہے، اس عہد میں ان کا سردار ابو اللیل بن احمد بن سالم بن عقبہ بن شبل بن صورۃ بن مرعی بن حسن بن عوف ہے ان کے ہم نسلوں میں سے المراعیہ ان کی مدد کرتے ہیں جو مرعی بن حسن بن عوف کی اولاد ہیں اور جن کے علاقے قابس کے نواح میں اجم اور المبارکہ کے درمیان واقع ہیں۔ ان کی چراگاہوں کے متلاشی کعوب کے حلیف ہیں یا اولاد ابو اللیل کے یا کبھی کبھی اولاد مہلہل کے اور اکثر اوقات وہ اولاد مہلہل کے مددگار رہتے ہیں۔ واللہ مقدر الامور لارب سواہ۔



ذباب بن سلیم کے حالات

ہم ان کے نسب کے اختلاف کا ذکر کر چکے ہیں۔ یہ ذباب بن ربیعہ بن زعب الاکبر کی اولاد سے ہیں۔ ربیعہ زعب الاصغر کا بھائی ہے۔ اس زمانے میں اس لفظ کو''ز'' کے ضمہ کے ساتھ اور اجل ابی اور الرشاطی نے''ز'' کے کسرہ کے ساتھ لکھا ہے۔ ابو محمد التجانی نے بھی اپنے سفرنامہ میں اسی طرح لکھا ہے۔ ان کے علاقے قابس اور طرابلس کے درمیان برقہ تک ہیں۔ ان کے کئی بطون ہیں۔ جن میں سے اولاد احمد بن ذباب بھی ہے جن کے علاقے قابس اور طرابلس کے مغرب میں برقہ عیون اجال تک ہیں جو حصن کے پڑوسی ہیں جبکہ اعیون نے رجال میں بلاد زغب ہیں جو بطون ذباب میں سے ہیں۔ بنو یزیدان مواطن میں اولاد احمد کے شریک ہیں مگر یہ ان کا باپ نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ کسی آدمی کا نام ہے بلکہ یہ ان کے مددگار کا نام ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مدلول زیارت کی طرف منسوب ہوگئے ہیں، جیسا کہ التیجانی نے بھی بیان کیا ہے۔ یہ چار بطون ہیں یعنی العتیب یعنی: نوصہب بن جابر بن فائد بن رافع بن ذباب اور ان کے حمادی بھائی، یعنی بنوحمدان بن جابر اور الخرجہ، یہ آل سفیان کا بطن ہے۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو آل سفیان نے ان کے مواطن مسلالہ سے نکال دیا تو انہوں نے ان سے معاہدہ کرلیا، اور پھر ان کے ساتھ ہی فروکش ہوگئے۔ جبکہ صابعہ ایک زائد انگلی والے آدمی کی طرف منسوب ہیں۔ التجانی نے یہ بیان نہیں کیا ہے کہ یہ ذباب کے کس بطن سے ہیں۔ ان میں سے النوائل بھی ہیں یعنی بنو عائل بن عامر بن جابر اور ان کے بھائی اولاد دسنان بن عامر اور ان کے بھائی اولاد وشاح بن عامر اور تمام ذباب کی سرداری انہی میں ہے۔ یہ دو عظیم بطن ہیں۔ یعنی المحامید یعنی بنو محمود بن طوب بن بقیہ بن وشاح اور ان کے علاقے قابس اور نغوسہ کے درمیان سے الضواحی اور جبال تک ہیں۔ اس زمانے میں ان کی سرداری بنی رجاب بن محمود میں ہے جو اولاد مساع بن یعقوب بن رحاب کے لئے ہے۔ دوسرا بطن الجواری ہے یعنی بنو حمید بن جاریہ بن وشاح اور ان کے علاقے طرابلس اور اس کے مضافات تاجورا، ہزاحہ، اور زنزور اور اس کے ساتھ ملتے جلتے علاقوں تک ہیں۔ اس دور میں ان کی سرداری بنی مرغم بن صابر بن عسکر بن علی بن مرغم میں ہے جبکہ اولاد وشاح میں سے دو اور چھوٹے بطن ہیں۔ جو الجواری اور المحامدہ کے ساتھ شامل ہیں، یہ دونوں الجواریہ ہیں۔ یعنی بنو جراب بن وشاح اور العمورہ بنو عمر بن وشاح ہیں۔ التجانی کا العمور کے متعلق یہی خیال ہے اور ہلال بن عامر میں بھی العمور کا ایک بطن ہے جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ذباب کے عمور انہی میں سے ہیں۔ انہوں نے ذباب کے ساتھ خاص طور پر اپنے علاقے کو اکٹھا کرلیا ہے اور یہ سلیم میں سے نہیں ہیں بہر حال اللہ تعالیٰ ہی ان کی حقیقت کو بہتر طور پر جانتا ہے۔ وشاح کی اولاد میں سے بنو حریر بن تمیم بن عمر بن وشاح بھی ہیں۔ جن میں فائد بن حریر عرب کے مشہور شہسواروں میں ایک تھا۔ اس کے اشعار اس دور تک ان میں داستان کی طرح متداول ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ المحامید میں سے تھا یعنی فائد بن حریز بن حربی بن محمود بن طوب اور یہ بنو ذباب قراقش الغزی اور ابن غانیہ کے شیعہ تھے۔ ان دونوں کا بہت اثر تھا۔ اور ایک قراقش نے الجواری کے سردار کو قتل کردیا۔ جس کے بعد یہ ابن غانیہ کی وفات کے بعد امیر ابوزکریا اور اس کے بعد اس کے اہل بیت کی خدمت میں چلے گئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے الداعی بن ابی عمارہ کی حکومت کو قائم کیا۔ اس کا ان پر مشتبہ ہونا اس لئے بھی تھا۔ کہ وہ مخلوع کے بجائے ان کا امیر نہ بن جائے۔ بعد ازاں یہ اپنے آقا اور اس کے بیٹوں کی وفات کے بعد ان کی طرف بھاگ آیا اور ان کے ہاں مہمان اترا۔ یہاں تک کہ ابن ابی عمارہ کا گزران کے پاس سے ہوا تو اس نے اسے تمام حالات بتائے۔ انہوں نے پھر تلبیس کرنے پر اتفاق کیا اور اس بات کو عربوں کے سامنے بڑھا چڑھا کر بیان کیا، تو انہوں نے اسے قبول کرلیا۔ اس میں مرغم بن صابر نے بڑا کردار ادا کیا، اور اس کی قوم نے اس کی پیروی کی۔ بعد ازاں ابو مروان عبد الملک بن مکی رئیس قابس نے انہیں حکومت میں داخل کیا۔ اس کی حکومت کا مکمل ہونا کرسئ خلافت کا اس کے خون سے لتھڑنا۔ یہ اللہ کی تقدیر تھی جیسا کہ حکومت کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ سلطان ابو حفص ان پر اعتماد کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے انہیں عمارہ کی دعوت پر طلب کیا۔ یہ اس کے مخالف ہوگئے۔ اس نے پھر ان کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے اپنے سالار ابو عبد اللہ الغزاری کو بھیجا۔ تب انہوں نے اس کے بھتیجے امیر ابوزکریا سے مدد مانگی جو ان دنوں افریقہ میں بجایہ اور مغربی سرحد کا حاکم تھا۔ وہ ان میں سے عبد الملک بن رحاب بن محمود اس کے پاس گیا، تو وہ سنہ 687 میں اس کی مدد کو اٹھا۔ ان لوگوں نے پھر اہل قابس سے لڑائی کی، انہیں شکست دی اور ان میں خونریزی کی۔ بعد ازاں فزاری ان پر غالب آ گیا اور انہیں افریقی وطن سے روک دیا۔ اس

کے بعد امیر ابوزکریا، القرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ مرغم بن صابر بن عسکر جو الجواری کا سردار تھا اور جسے اہل صقلیہ نے سنہ 82 میں سواحل طرابلس سے قید کرلیا، اسے اس نے اہل برشلونہ کے پاس فروخت کر دیا۔ لہٰذا ان کے بادشاہ نے اسے خرید لیا اور وہ ان کے پاس قیدی بن کر رہا یہاں تک کہ عنان بن ادریس جس کا لقب ابو دبوس تھا اور جو بنی عبدالمومن کا چیدہ خلیفہ تھا، وہ اس کے پاس گیا اور موحدین کی دعوت میں اس کے حق کی طلب کے لئے افریقہ جانے کی اجازت چاہی۔ یوں شاہ برشلونہ نے اس کے اور مرغم کے درمیان معاہدہ کروایا اور ان دونوں کو واپس بھیج دیا۔ یہ ساحل طرابلس پر اترا۔ بعدازاں مرغم نے ابن دبوس کے لئے دعوت کو قائم کیا اور اس کی قوم نے اس پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے سنہ 88 میں طرابلس کا کئی روز تک محاصرہ کئے رکھا پھر انہوں نے اس کے محاصرے کے لئے فوج کو چھوڑ دیا۔ اور وطن کے خراج کے لئے کوچ کر گئے۔ اور اس سے فراغت حاصل کرلی۔ یہ ان کے معاملہ کی انتہا تھی۔ دوسری طرف ابو دبوس مدت تک ان کے اوطان میں گھومتا رہا۔ آٹھویں صدی کے آغاز میں کعوب نے اسے بلایا، وہ اسے سلطان ابوعصید حفصی کے زمانے میں تونس لے آئے اور اس کا محاصرہ کرلیا، مگر انہیں کامیابی نہیں ہوئی تو وہ نواح طرابلس میں واپس آ گیا۔ وہ ایک مدت تک وہاں ٹھہرا رہا پھر مصر چلا گیا۔ یہاں تک کہ فوت ہوگیا۔ جیسا کہ اس بات کا تذکرہ قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ اس کے بیٹے کے واقعات میں بیان کیا جائے گا۔ الجواری اور الحامید اسی حالت میں رہے۔ یہاں تک قابس اور طرابلس کے علاقوں سے حکومت کا سایہ سکڑنے لگا۔ اور ان کے نواح میں اس کی ریاست مختص ہوگئی۔ انہوں نے پھر پہاڑوں اور میدانوں میں رہنے والی رعایا کو غلام بنالیا جب کہ شہر والوں نے اپنے شہروں کی خصوصی حکومت قائم کرلی۔ دوسری طرف بنو مکی، قابس میں اور بنو ثابت، طرابلس میں حکمران بن گئے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ وشاح کی حکومت، دونوں شہروں کے تقسیم ہونے سے منقسم ہوگی۔ لہٰذا الجواری نے طرابلس اور اس کے نواحی علاقوں اور نزور، غریان اور مغر کو سنبھال لیا۔ جبکہ الحامید، قابس بلاد نغویہ اور حرب کے حکمران بن گئے۔ ذباب کے اور بطون بھی ہیں جو جنگل میں چراگاہیں تلاش کرتے ہیں اور ان کے علاقے مشرق کی جانب ان وشاحیوں سے بہت دور ہیں۔ جن میں سے آل سلیمان بن حبیب بن رابع بن ذباب بھی ہے۔ جس کے علاقے مغر اور غریان کے سامنے ہیں۔ ان کی سرداری لغر بن زائد کی اولاد میں ہے اور آج کے زمانے میں ہائل بن حماد بن نصر کو حاصل ہے۔ یہ اس کے اور دوسرے بطن کے درمیان سالم بن دھب تک چلی جاتی ہے۔ ان کے مواطن مسراتہ سے لھد اور مسلاتہ تک تین اور آل سالم کے قبائل احامد، عمائم، علاونہ اور اولاد مرزدق ہیں جبکہ ان کی سرداری مرزدق کے بیٹے کی اولاد میں ہے جس کا نام ابن معلیٰ بن معراق بن قلیبہ بن قحاص بن سالم ہے۔ آٹھویں صدی کے آغاز میں یہ سرداری غلبون بن مرزدق کو حاصل تھی اور اس کے بیٹوں میں بھی قائم رہی، اس زمانے میں وہ حمید بن سنان بن عثمان بن غلبون کو حاصل ہے۔ علاونہ میں سے ایک جماعت برقہ اور مشانیہ کے عربوں کے پڑوس میں اس وقت سے رہتی ہے جو ہوارہ کے مقیموں میں سے ہے۔ جب ذباب نے اپنے مواطن میں قبلہ کی جیت سے ناصرہ سے کشاکش کی۔ وہ ناصرہ بن خفاف بن امرئ القیس بن بہتہ بن سلیم کے بطون میں سے ہیں اگرچہ زغب ابوذباب، ملک بن خفاف سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ التجانی کا خیال ہے۔ لہٰذا یہ ناصرہ کے بھائی ہیں۔ تاہم یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ کوئی قوم بھائیوں اپنے کے نام سے موسوم ہو۔ خواہ وہ ناصرہ ہی ہوں جیسا کہ ابن کلبی کا خیال ہے۔ یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہ لوگ ذباب وغیرہ کے سوا، ناصرہ کے نام سے مختص ہوں اور ایسا پردہ پوش بطون میں بہت ہوتا ہے۔ بہرحال واللہ اعلم۔ ان کے مواطن بلاد فزان اور ودان میں ہیں۔ یہ ذباب کے حالات ہیں اور مشرق میں الغرہ کے ہمسائے وہ لوگ ہیں۔ جن کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ ان چراگاہوں کے متلاشیوں نے لوٹ مار اور غارت گری کر کے معاش کے بہترین ذرائع تباہ کر دیئے ہیں اور آبادی خراب ہوگئی ہے۔ اس زمانے میں اس جگہ پر رہنے والے اکثر عربوں کا گزارا نمک پر ہے۔ جب انہیں معاشی تنگی ہو جاتی ہے۔ تو وہ اونٹوں، گدھوں اور اپنی عورتوں کے ذریعے زمین پھاڑتے ہیں اور قبلہ کی سمت میں کھجوروں کے درختوں کے علاقوں میں چلے جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو اجلہ اور سنتیریہ کے میدان میں، اس کے پیچھے ریگستان اور بیابان سے سوڈان کے علاقے تک ان کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ برقہ میں ان عربوں کا سردار ابوذنب ہے جو بنی جعفر میں سے ہے۔ مغرب کے حاجی ان کے بیت اللہ سے الگ رہنے، ان کی جماعتوں کے لئے بہترین خوراک لانے کی وجہ سے ان کے کاموں کے بہت مداح ہیں۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ۔

ان کے نسب کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ وہ کن عربوں کی اولاد میں سے ہیں۔ تاہم مجھے ذباب کے ثقہ آدمیوں نے خریص بن شیخ ابی ذباب

کے حوالے سے بتایا ہے کہ وہ برقہ کے کعوب کے بقایا ہیں۔ لیکن ہلالیوں کے نسابوں کا خیال ہے کہ وہ ہلال بن عامر کے بھائی ربیعہ بن عامر کی اولاد ہیں، یہ بات بنی سلیم کے ذکر کے آغاز میں بیان ہو چکی ہے۔ بعض نسابوں کا خیال ہے کہ وہ اور کعوب، الغرہ سے ہیں اور الغرہ ھیشہ سے ہے جبکہ الغرہ کی سرداری اولاد احمد کے لئے ہے۔ ان کا سردار ابوذئب ہے اور المسانیہ ہوارہ میں سے ان کے پڑوسی ہیں۔ مجھے سلام بن ترکیہ شیخ اولاد مقدم نے یہ بھی بتایا ہے جو عقبہ میں ان کا پڑوسی ہے کہ وہ مسراقہ کے بطون سے ہیں۔ جو ہوارہ کے بقیہ ہیں۔ میں نے محقق نسابین کو اسی رائے پر پایا ہے۔ اس کے بعد میں مصر میں آنے والے بہت سے اہل برقہ سے ملا۔ جو عربوں کے چوتھے طبقے کا آخری طبقہ ہے اس کے اختتام سے ابتدائے آفرینش سے عربوں اور ان کی نسلوں کے متعلق دوسری کتاب ختم ہوگئی ہے، اب ہم تیسری کتاب میں بربریوں کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ واللہ ولی العون۔

صابر
عسکر
علی
مرغم
صابر
عسکر
حمید
جاریہ
وشاح
عامر
جابر
فاتک
راقع
ذباب
ربیعہ
زغب
جرد
مالک
حفاف
امری القیس
بہثہ
سلیم

حمید بن سنان بن عثمان بن علیون بن مرزوق بن معلا بن ملیتہ بن قماص بن سالم بن دهر
قائد بن جریر بن تمیم بن عمرد
حامد بن حماد بن نصر بن زائد بن سلیمان
العمائم
العلاونہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

باب: ۱۲

بربری قوم اور مغرب کی دیگر اقوام کا بیان اور شروع سے لے کر اب تک ان کی مفصل روداد

بربری مغرب کے قدیم باشندے ہیں۔ جنہوں نے پہاڑوں، میدانوں، ٹیلوں، سبزہ زاروں اور اس کے شہروں اور مضافات کو اپنی آبادی سے بھر دیا ہے۔ یہ پتھروں، مٹی، پتوں، درختوں، بالوں اور اون سے گھر بناتے ہیں۔ ان کے صاحب اقتدار لوگ، چراگاہوں کی تلاش میں سفر کرتے ہیں اور دوران سفر سبزہ زاروں سے گزر کر صحرا اور ریگستانوں میں نہیں آتے۔ ان کی آمدنی بکریوں اور گایوں سے ہوتی ہے۔ ان کے گھوڑے عام طور پر سواری اور بچے حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں سے چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے لئے اونٹ بھی عربوں کی طرح آمدنی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ ان میں سے غریب لوگوں کی معاش کاشتکاری اور چرنے والے جانور ہیں۔ اس کے علاوہ سبزہ زاروں کے معزز مالکوں اور سفر کرنے والے کی معاش، اونٹوں کے بچے دینے، نیزوں کے سایوں اور راستوں میں ڈاکے ڈالنے میں ہے۔ ان کا عام لباس اور سامان اون کا بنا ہوتا ہے۔ یہ دھاری دار چادریں اوڑھتے ہیں اور ان پر سرگیں کوٹ ڈالتے ہیں۔ عموماً ان کے سر ننگے ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی انہیں منڈوا دیتے ہیں۔ ان کی زبان عجمی ہے جو اپنی نوع کے اعتبار سے ممتاز ہے اور اسی وجہ سے وہ اس نام سے مخصوص ہیں۔

کہتے ہیں کہ جب افریقش بن قیس بن صیفی نے مغرب اور افریقہ سے لڑائی کی اس وقت وہ تبابعہ کے بادشاہوں میں سے تھا اس نے شاہ جرجیش کو قتل کیا اور نئے شہر تعمیر کئے۔ ان کا خیال ہے کہ افریقہ کا نام اس کے نام پر رکھا گیا ہے۔ جب اس نے اس عجمی قوم کو دیکھا، ان کی عجمی زبان کو سنا اور ان کے اختلاف اور تنوع کو دیکھا تو ان سے حیرت سے کہنے لگا کہ تمہاری بربرت کس قدر زیادہ ہے، یوں ان کا نام بربر پڑ گیا۔ دراصل عربی زبان میں بربرۃ ان ملی جلی آوازوں کو کہتے ہیں جو سمجھ نہیں سکیں۔ کہتے ہیں جب شیر سمجھ نہ آنے والی آوازوں کے ساتھ دھاڑے تو کہتے ہیں بربر الاسد۔

اس قوم کے شعوب اور قبائل اور ان کے بطون کے متعلق علماء انساب اس بات پر متفق ہیں کہ انہیں دو جڑیں اکٹھی کرتی ہیں، برنس اور مادغیس مادغیس کا لقب ابتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے قبیلے کو البتر کہا جاتا ہے جبکہ برنس کے قبیلے کو برانس کہتے ہیں اور یہ دونوں معابر کے بیٹے ہیں، تاہم نسابوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا یہ دونوں ایک باپ کے ہیں ابن حزم نے ایوب بن ابی یزید صاحب الحمار سے بیان کیا ہے کہ وہ ایک باپ کے ہیں کیونکہ یوسف بن الوراق نے اس سے یہی روایت کی ہے لیکن سالم بن سلیم مطماطی اور صابی بن مسرور الکومی اور کہلان بن ابی لو، جو بربریوں کے نساب ہیں، بیان کرتے ہیں کہ برانس بتر، مازیغ بن کنعان کی نسل سے ہیں جبکہ ''البتر'' بربن قیس بن عیلان کے بیٹے ہیں۔ بعض اوقات یہ روائت ایوب بن ابی یزید سے بھی نقل ہوئی ہے۔ مگر ابن حزم کی روایت درست اور زیادہ قابل اعتماد ہے۔

برنس کے قبیلوں کا بیان

ماہرین کے نزدیک برانس کے قبائل کو سات جڑیں اکٹھا کرتی ہیں جن کے نام یہ ہیں: زواجہ، مصمودہ، اوربتہ، عجیسہ، کامہ، منہاجہ اور اوریغہ۔ تاہم سابق بن سلیم اور اس کے اصحاب نے لمطہ، مسکورہ اور کزولہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ جب کہ ابومحمد بن حزم بیان کرتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں

کہ صنہاج اور لمط ایک عورت کے بیٹے تھے۔ جسے بصکی کہتے ہیں۔ ان دونوں کے متعلق معلوم نہیں کہ ادریغ نے اس عورت سے شادی کی ہو۔ اور اس نے اس کے لئے ہوار کو جنم دیا ہو۔ ان کے متعلق عام طور پر یہی مشہور ہے کہ یہ دونوں ہوار کے ماں جائے بھائی ہیں۔ ابن حزم بتاتا ہے کہ ادریغ کے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کندہ کے مثنیٰ بن سکاک کا بیٹا ہے مگر یہ جھوٹ ہے، علاوہ ازیں کلبی کہتا ہے کہ کتامہ اور منہاجہ، بربری قبائل میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ یمانی قبائل میں سے ہیں اور ان دونوں کو افریقش بن صیفی نے افریقہ میں اپنے محافظوں کے ساتھ چھوڑا تھا۔ یہ ان کے بارے میں تمام اہل تحقیق کا مذاہب کا خلاصہ ہے۔

ازواجہ میں سے مسطاطہ ہے جب کہ معمودہ میں سے غمارہ ہے جو غمار بن مصطاف بن ملیل بن معمود کے بیٹے ہیں۔ ادریغہ میں سے ہوارہ، ملک، مغد اور قلدن ہے۔ ہوار بن ادریغ سے بلبلہ ہے۔ اور بنو کہلان بھی ہیں۔ جبکہ ملک بن ادریغ سے صطط، ورفل، اسیل اور مسراقہ ہیں، ان سب کو لہانہ بنو لہان، بنو لہان بن ملک بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ملیلہ ان میں سے ہے اور مغد بن ادریغ سے ماداس، زمور، کبا اور مصرای ہے۔ اور قلدن بن ادریغ سے مصاتہ، رسیلف، بیانہ اور فل ملیلہ ہے۔

	ملیلہ	
یوکلان	بن	
صنہاجہ	ھذال	رموز۔ کبا
لمطہ	بن	ماداس بن مصر
بن قلدن	ادریغ	مصرای
عجیسہ	بن	مہناجہ
مسکورہ	برنس	مسطانیہ بن درداجہ
زوادہ بن کتامہ	بن	دردبتہ۔ لمطہ
غمارہ بن مسطاف بن بلیل بن مصمود	بربر	

المتبر کے قبیلوں کے حالات

یہ مادغیس الابتر کے بیٹے ہیں۔ جنہیں چار جڑیں اکٹھا کرتی ہیں : اداسہ، نفوسہ، ضریہ اور بنو لوا اکبر۔ یہ سب کے سب بنو زحیک بن مادغیس ہیں۔ اداسہ، اداس بن زحیک کے بیٹے ہیں اور ان کے سب بطون ہوارہ میں ہیں۔ اس لئے کہ کل اداس نے زحیک بن ادریغ کے بعد اس سے شادی کی تھی جو اس کے چچا برنس والد ہوارہ کا بیٹا تھا جبکہ اداس، ہوارہ کا بھائی تھا۔ اس کے سب بیٹوں کا نسب ہوارہ میں داخل ہے اور وہ یہ ہیں: سفارہ، انذارہ، ہنزولہ، ضریہ فعداغہ، اوطیطہ، اور ترفعتہ، یہ سب کے سب اداس بن زحیک بن بادغیس کے بیٹے ہیں، اور آجکل یہ ہوارہ میں ہیں۔

لوا اکبر سے دو عظیم بطن ہیں یعنی نعزادہ یعنی نفزاد بن لوا اکبر کے بیٹے اور لوتہ لوا الاصغر کے بیٹے۔ لواتہ سے سرداتہ ہیں۔ جو فیطط بن لوا الاصغر کے بیٹے ہیں۔ سرداتہ کا نسب مغرادہ میں داخل ہے۔ ابو محمد بن حزم کہتا ہے کہ مغرادہ نے ام سردانہ سے شادی کی تو سردانہ بنی مغرادہ کے ماں جائے بھائی بن گئے، یوں اس کا نسب ان سے مل جل گیا۔

نفزادہ سے بھی بہت سے بطون ہیں جو یہ ہیں: دلھاصہ، غساسہ، زھلہ، سوماتہ، درسیف، مرنیزہ، زانیمہ، ورکول، مرسیتہ، وردغروس اور وردن۔ یہ سب کے سب تسطوفت کے بیٹے ہیں جو نفزاد سے تھا۔ ابن سابق اور اس کے اصحاب نے مجز مکلاتہ کا بھی اضافہ کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ مکلاتہ بربر میں سے نہیں ہے، بلکہ حمیر میں سے ہے جو چھوٹی عمر میں تطوفت کے پاس آ گیا تھا۔ تو اس نے اسے متبنیٰ بنا لیا اور دراصل مکلا تن رعان بن کلاع بن سعد بن حمیر ہے۔

دلھاصہ جو نفزادہ میں سے ہے اس کے دلھاص کے دونوں بیٹوں بیزغاس اور وحیہ سے بہت سے بطون ہیں۔ بزغاش سے بطون اور رجوسہ ہیں اور وہ رحال، طو، بورغیش، وانجذ، کرطیط، اور ماانجول سیستت و مجوح بن بیزغاش بن دلھاص بن تطوفت بن نفزاد کے بیٹے ہیں۔ ابن اسحاق اور اس کے اصحاب کہتے ہیں کہ بنو، بیزغاش، لواتہ سے ہیں اور سب کے سب جبال اوراس میں رہتے ہیں۔

وحیہ سے درترین، ترپر، ورتبوفت، مکرا، لقوس ہیں۔ جو وحیہ بن دلھاص بن لطوفت بن نفزاد کے بیٹے ہیں۔

ضریہ جو ضری بن زحیک بن مادغیس الابتر کے بیٹے ہیں اور انہیں دو عظیم جڑیں اکٹھا کرتی ہیں یعنی بنو تمصیت بن ضری، اور بنو یحییٰ بن ضری۔ سابق اور اس کے اصحاب کہتے ہیں کہ بطون تمصیت بطون یحییٰ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ وہ نسب ضریہ سے مختص ہیں۔

بطون تمصیت سے مطماطہ اور صطفورہ ہیں اور وہ لحومیہ، لمایہ مطفرہ، مربنہ، مغیلہ مغرورہ کشانہ، دوتہ اور مدیونہ ہیں۔ یہ سب کے سب، فاتن بن مضیت بن ضری کے بیٹے ہیں۔ بطون یحییٰ سے تمام زناتہ سمکان اور ورصطف ہیں جبکہ ورصطف سے مکناسہ، اوکنہ اور ورتناج ہیں جو ورصطف بن یحییٰ کے بیٹے ہیں۔

مکناسہ سے ورشیفہ اور وربر ہیں۔ مغلیت سے قنصارہ، موالات حراب اور رفلابس ہیں۔ طز سے لولالین، لرتر، لعیلتن، جریر اور فرغان ہیں۔ ورتناج سے، مکنسہ، مطاسہ، کرسط، سروجہ، ھناطہ ہیں جبکہ فولال ورتناج بن ورصطف کے بیٹے ہیں۔

سمکان سے، زواغہ، اور زوادہ ہیں جو سمکان بن یحییٰ کے بیٹے ہیں۔ ابن حزم زوادہ کو اس کے بطون میں شمار کرتا ہے اور یہی درست بات ہے کیونکہ وطن بھی اسی کی گواہی دیتا ہے لہٰذا غالب بات یہی ہے کہ زوادہ، سمکان بن یحییٰ کے بیٹے ہیں۔ ابن حزم، زوادہ کو بطون کتامہ میں شمار کرتا ہے اور زوادہ کو سمکان میں شمار کرتا ہے جو کہ ایک مشہور قبیلہ ہے۔

زواغہ سے بنو ماجر، بنو واطیل اور سمکین ہیں۔ ان کا مکمل بیان ان کے تذکرے کے موقع پر آئے گا انشاء اللہ۔ یہ اس قوم کے قبائل کے متعلق اجمالی بیان ہے، اس کی تفصیل ان کے تفصیلی حالات میں موقع آنے پر ضرور بیان ہوگی۔ گزشتہ امم میں سے کسی کی طرف ان کا نسب لوٹتا ہے لیکن اس بارے میں نسابوں کے اندر بہت اختلاف پایا جاتا ہے لہٰذا انہوں نے اس کے متعلق طویل بحث کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے نقشان کی اولاد میں سے ہیں اور اس کا تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے کے موقع پر بیان ہو چکا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ بربر یمنی ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اوزاع، یمن میں سے ہے۔ مسعودی انہیں غسان وغیرہ سے قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ لوگ سیل تند و تیز کے وقت متفرق ہو گئے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ابرھہ ذوالھار نے انہیں مغرب میں پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لخم اور جذام میں سے ہیں، جن کی فرودگا ہیں فلسطین میں تھیں اور وہاں سے انہیں ایک ایرانی بادشاہ نے نکال دیا تھا۔ جب یہ مصر پہنچے تو مصری بادشاہوں نے انہیں اترنے سے روک دیا لہٰذا یہ دریائے نیل کو عبور کر کے متفرق شہروں میں منتشر ہو گئے۔ ابو عمر بن عبدالبر کہتا ہے کہ بربر کے کئی قبائل نے یہ ادعا کیا ہے کہ وہ نعمان بن حمیر بن سبا کی اولاد میں سے ہیں۔ جو زمانہ قبل میں بادشاہ تھا۔

اس نے ایک دن اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ میں تم میں سے کچھ بیٹوں کو مغرب کو آباد کرنے کے لئے بھیجنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے پھر اس بارے میں اس سے گفتگو کی اور وہ ان کا سردار بنا۔ اس نے ان میں سے لمت ابولتونہ، مسغو ابومسوفہ، مرط ابوہسکورہ، اصناک ابومنہاجہ، لمط ابولمطہ اور ایلان ابوہیلانہ کو بھیجا لہٰذا ان میں سے بعض جبل دون ہیں، بعض سوس میں اور بعض درعہ میں اتر پڑے۔ جبکہ لمط، کزول کے ہاں اترا اور اس کی بیٹی سے شادی کر لی جبکہ جانا یعنی ابوزناتہ وادی شلف میں اترا۔ بنو ورتجین اور مغراد، مغرب کی جیت سے اطراف افریقہ میں اترے، اور مقرونک، طنجہ کے قریب اترا۔ لیکن ابو عمر بن عبدالبر اور ابو محمد بن حزم نے اس بات کا انکار کیا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ یہ سب کے سب قوم جالوت میں سے

ہیں۔ علی بن عبد العزیز جرجانی اپنی کتاب الانساب میں کہتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ یہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں، اس قول کے سوا اور کوئی قول صحت کے درجے تک نہیں پہنچتا لیکن انہوں نے جالوت کا نسب بیان نہیں کیا کہ اس کا تعلق کس سے تھا۔ قتیبہ ابن کا نزدیک وہ ونور بن ہربیل بن حدیلان بن جالود بن ردیلان بن حطی بن زیاد بن زحیک بن مادغیس الابتر ہے۔ اسی طرح اس سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ جالوت بن ہریال بن جالود بن دنیال بن قحطان بن فارس ہے۔ ابن قتیبہ کہتا ہے کہ فارس مشہور آدمی ہے۔ اور سفک سب بربر کا باپ ہے۔ نسابین کہتے ہیں کہ بربر دراصل بہت سے قبائل ہیں جو یہ ہیں: زناتہ، ضربہ، مغیلہ، زیجوحہ، نفزہ، کتامہ، لواتہ، غمارہ، مصمودہ، صدینہ، یزدران، رونجین، منہاجہ، مجکسہ اور دارکلان وغیرہ۔ دوسرے مورخین نے جن میں طبری وغیرہ بھی شامل ہے یہ بیان کیا ہے کہ بربر دراصل کنعان اور عمالیق کے اوباش لوگ ہیں لہٰذا جب جالوت قتل ہو گیا، تو یہ شہروں میں متفرق ہو گئے۔ جب افریقش نے مغرب سے لڑائی کی تو وہ انہیں سواحل شام سے لے گیا، انہیں افریقہ میں آباد کر دیا اور ان کا نام بربر رکھا۔ بعض ماہرین کہتے ہیں کہ بربر حام بن لوح بن بربر بن تملا بن مازیغ بن کنعان بن حام کی اولاد میں سے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ عمالقہ میں سے ہیں جو بربر بن تملا بن مارب بن قاران بن عمر بن عملاق بن ولاد بن ارم بن سام سے ہیں لہٰذا اس قول کے مطابق وہ عمالقہ ہیں۔ جب کہ مالک بن مرجل کہتا ہے کہ بربر، حمیر، مضر اور قبط اور عمالقہ اور کنعان اور قریش کے مختلف قبائل ہیں جب شام میں ایک دوسرے سے ملے تو شور کیا، اس پر افریقش نے بکثرت کلام کرنے کی وجہ سے ان کا نام بربر رکھا۔ مسعودی، طبری اور اسمٰعیلی کے نزدیک ان کے خراج کا سبب یہ ہے کہ افریقش نے انہیں افریقہ کی فتح کے لئے اکٹھا کیا۔ اور ان کا نام بربر رکھا، اس وقت وہ اس کا شعر پڑھ رہے تھے۔

''جب میں نے کنعان کو تنگی کے علاقے سے مرفہ الحالی کے لئے بھیجا، تو اس نے بڑا شور و غل کیا۔''

ابن کلبی کہتا ہے کہ لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ بربر کو شام سے کس نے نکالا؟ بعض کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے وحی اللہ کے ذریعہ انہیں نکالا۔ آپ کو حکم دیا گیا کہ اے داؤد، بربر کو شام سے نکال دو کیونکہ یہ زمین کا جذام ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ انہیں یوشع بن نون نے نکالا اور بعض کہتے ہیں کہ انہیں افریقش نے نکالا۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک تبابعی بادشاہ نے انہیں نکالا تاہم البکری کے نزدیک بنی اسرائیل نے انہیں جالوت کے قتل کے وقت نکالا۔ مسعودی اور البکری کہتے ہیں کہ یہ جالوت کی موت کے بعد مغرب کی طرف بھاگ گئے اور مصر جانا چاہا تو قبطیوں نے انہیں جلاوطن کر دیا۔ یہ افرنج اور افارقہ کی لڑائی کے وقت برقہ، افریقہ اور مغرب میں ٹھہر گئے۔ انہوں نے پھر انہیں صقلیہ، سردانیہ، میورقہ، اور اندلس میں گزار دیا۔ پھر اس بات پر رضامند ہو گئے کہ شہر افرنجہ میں رہیں گے وہ جنگلوں میں کئی زمانوں تک خیموں میں رہے، اس دوران اسکندر سے سمندر اور طنجہ اور سوس تک شہروں میں آتے رہے یہاں تک کہ اسلام آ گیا، اور ان میں سے کچھ لوگ یہودی اور عیسائی بن گئے اور کچھ مجوسی بن گئے اور سورج، چاند اور بتوں کی پرستش کرتے تھے ان کے ملوک اور رؤسا بھی تھے اس کے بعد ان کے اور مسلمانوں کے درمیان قابل ذکر لڑائیاں ہوئیں اور الصولی۔ البکری کہتا ہے کہ جب شیطان نے بنی حام اور بنی سام کے درمیان اختلاف ڈال دیا تو بنو حام مغرب کی طرف چلے گئے اور ان کی وہاں نسل چلی۔ نیز وہ کہتا ہے کہ جب حام اپنے باپ کی دعا سے سیاہ رنگ کا ہو گیا، تو شرمندگی کی وجہ سے مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اس کے بیٹوں نے اس کا پیچھا کیا وہ چار سو سال کا ہو کر آخر مر گیا۔

اس کے بیٹوں میں سے بربر بن کسلاجیم بھی تھا لہٰذا مغرب میں اس کے بیٹوں کے اولاد ہوئی۔ وہ کہتا ہے کہ جب بربر، مارب کتامہ اور منہاجہ سے نکلے تو مغرب کے دو یمنی قبیلے بھی ان کے ساتھ آ ملے۔ وہ کہتا ہے کہ ہوارہ، لمطہ اور لواتہ حمیر بن سباء کے بیٹے ہیں۔ ہانی بن بکور الفریسی، سابق بن سلیمان مطماطی، کہلان بن ابی لوی اور ایوب بن ابی یزید وغیرہ جو بربر کے ماہرین انساب ہیں، کہتے ہیں کہ بربر کے دو قبیلے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:

البرانس اور البتر، جو بربر بن قیس بن عیلان کی اولاد سے ہیں۔ البرانس بربر سحو بن ابزج بن جمواح بن ویل بن شراط بن ناح بن دویم بن واح بن ماریغ بن کنعان بن حام کے بیٹے ہیں۔ یہی وہ قول ہے جس پر بربر کے نسابین اعتماد کرتے ہیں۔ طبری کہتا ہے کہ جب بربر بن قیس، بربری قبائل میں اپنی گمشدہ لونڈی کا اعلان کرتا نکلا تو اس نے اس کے ساتھ اس نے شادی کی اور اس کے ہاں اولاد ہوئی۔ بربر کے دوسرے نسابوں کے نزدیک وہ اپنے بھائی عمر بن قیس سے بھاگ کر باہر چلا گیا، اس بارے میں اس کی بہن شماض کہتی ہے۔

''ہر رونے والا اپنے بھائی پر ایسے روئے جیسے میں بربر بن قیس پر رو رہی ہوں۔ اس نے اپنے گھر والوں کا بوجھ اٹھایا ہوا تھا، اس کی ملاقات کے بغیر اونٹ لاغر ہو گئے ہیں۔''

شماخ کی طرف یہ اشعار بھی منسوب کیے گئے ہیں:

''اور بربر نے ہمارے ملک سے دور گھر بنایا ہے جہاں کا اس نے ارادہ کیا، وہ وہاں چلا گیا۔ بربر پر عجمی ہکلے پن نے بہت بوجھ ڈالا، حالانکہ بربر حجاز میں عجمی نہیں تھے اور میں اور بربر اپنے گھوڑوں کے ساتھ کبھی نجد میں نہیں ٹھہرے اور نہ ہی ہم نے لوٹ اور غنیمت کا مال تقسیم کیا ہے۔''

علمائے بربر نے عبیدہ بن قیس عقیلی کے یہ اشعار بھی لکھے:

''اے وہ شخص جو عرفہ میں ہمارے درمیان سعی کر رہا ہے، ٹھہر جا! خدا تعالیٰ اچھے راستوں کی طرف تیری راہنمائی کرے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم اور بربری مرتے دم تک بھائی ہیں۔ یہ ہے ہمارا اصل جو بڑا عظیم ہے۔ قیس بن عیلان دنیا میں ہمارا اور ان کا باپ ہے، وہ لڑائی میں جنگ باز کی پیاس کو بجھا دیتا ہے لہٰذا ہم اور وہ کینے دشمنوں کے علی الرغم مضبوط رکن اور بھائی ہیں جب تک لوگ باقی ہیں بربران کا ساتھی ہے۔ اور ہمارے لئے وہ ایک مضبوط سہارا ہے۔ وہ دشمنوں کے لئے سرنیزے اور تلواریں تیار کرتا ہے جو جنگ کے روز کھوپڑیاں توڑ دیتا ہے۔ بربر بن قیس مضری قبیلہ ہے۔ فرع میں بھی اس کا حسب نسب ہے۔ قیس ہر ملک میں دین کا قوام ہے۔ نسب کے حفظ کے وقت معد کا بہترین آدمی ہے تاہم قیس کو وہ بزرگی حاصل ہے جس کی وجہ سے اس کی اقتداء کی جاتی ہے جب کہ قیس کے پاس تیز دھار تلوار ہے۔''

اسی طرح یزید بن خالد نے بربریوں کی حمایت میں جو اشعار کہے ہیں وہ بھی پڑھے جاتے ہیں جو یہ ہیں:

''اے وہ شخص جو ہم سے ہماری اصل کے متعلق پوچھتا ہے، قیس عیلان پہلے طاقتور آدمی کے بیٹے ہیں، ہم طاقتور بربر کے بیٹے نہیں اور جس نے بزرگی کو پہچانا اور بزرگی میں داخل ہوا اس نے بزرگی کی بنیاد رکھی۔ جب اس کے چقماق نے آگ دی تو وہ ہر بڑی مصیبت میں ہمیں کافی ہو گیا۔ دراصل قیس بربر سے اور بربر قیس سے عزت حاصل کرتا ہے۔ ہمیں قیس پر فخر ہے کہ وہ ہمارا جدا کبر ہے اور بیڑیوں کو کھولنے والا ہے۔ قیس عیلان حق کی کان اور بھلائی کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔ میری قوم بربر کے لئے یہی بات کافی ہے۔ کہ اس نے نیزوں کی انیوں سے زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہم تلواروں کو اس شخص کی کھوپڑی پر مارتے ہیں جو حق سے رک جاتا ہے۔ میری طرف سے بربر کو یہ مدح پہنچا دو جو جواہرات سے بنائی گئی ہے۔''

البکری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ بربریوں کے نسابوں کے نزدیک مضر کے دولڑکے تھے یعنی الیاس اور عیلان جن کی ماں رباب بنت جیدہ بن عمر بن معد بن عدنان تھی لہٰذا عیلان بن مضر کے ہاں قیس اور دھمان پیدا ہوئے۔ دھمان کی اولاد بہت قلیل ہے اور وہ قیس کے اہل بیت سے ہیں جنہیں بنوامامہ کہا جاتا ہے۔ ان کی ایک بیٹی بھی تھی۔ جس کا نام البہابنت دھمان تھا۔ قیس بن عیلان کے چار بیٹے تھے یعنی عمر اور سعد ان کی ماں کا نام مزنہ بنت اسد بن ربیعہ بن زنار تھا۔ اور برادر شماس کی والدہ تمر تھی۔ یعنی بنت مجدل بن عمار بن مصمود تھی ان دونوں بربر کے قبائل شام میں رہتے تھے اور مساکن میں عربوں سے ہمسائیگی رکھتے تھے۔ وہ ان ہی کو چراگاہوں میں شریک کرتے اور ان سے رشتہ داری کرتے تھے۔ اس دوران بربر بن قیس نے اپنے چچا کی بیٹی البہاء بنت دھمان سے شادی کی تو اس کے بارے میں بھائیوں نے اس سے حسد کیا، اس کی ماں تمر تیغ عقلمند عورتوں میں سے تھی۔ لہٰذا جب اسے اس کے متعلق ان سے خوف محسوس ہوا تو اس نے خفیہ طور پر اس کے ماموؤں کو اطلاع دی پھر وہ ان کے ساتھ اپنے بیٹے اور اس کی بیوی کے ساتھ بربر کے علاقے کی طرف کوچ کر گئی۔ اس وقت وہ فلسطین اور اکناف شام میں رہائش پذیر تھے۔ لہٰذا البھاد نے بربر بن قیس کے لئے دو بیٹوں علوان اور مارغیس کو جنم دیا۔ علوان تو چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا۔ لیکن مارغیس زندہ رہا، اس کا لقب ابتر تھا اور وہ بربریوں میں سے البتر کا باپ ہے اور تمام زناتہ اسی کی اولاد میں سے ہیں۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ مارغیس الابتر نے باحال بنت واطاس بن محمد بن مجدل بن عمار سے شادی کی تو اس نے زحیک بن مارغیس کو جنم دیا۔

ابوعمر بن عبدالبر کتاب التمہید فی الانساب میں بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے بربر کے انساب کے متعلق بہت اختلاف کیا ہے۔ ان کے متعلق جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ قبط بن حام کی اولاد میں سے ہیں۔ جب وہ مصر میں اترا تو اس کا بیٹا مغرب کی طرف چلا گیا

لہٰذا وہ مصر کے نواح کے آخر میں ٹھہر گئے اور یہ برقہ سے، بحر اخضر تک ہے۔ بحر اندلس کے ساتھ صحرا کے ختم ہونے تک یہ سوڈان سے جا ملتے ہیں۔ اور ان میں سے لوانہ سرزمین طرابلس میں رہتے ہیں۔ اس کے قریب ہی نفرہ اتر پڑے پھر راہیں انہیں قیروان اور اس کے درے تاہرت سے طنجہ اور سجلماسہ سے سوس اقصیٰ تک لے آئیں اور وہ منہاجہ، کتامہ، رکالہ، رکلاوہ فطوا کہ اور مرطاۃ کے قبائل تھے۔ بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ شیطان نے بنی حام اور بنی سام کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا تو ان کے درمیان جنگیں ہوئی جن میں سام اور اس کے بیٹوں کو شکست ہوئی پھر سام مغرب کی طرف چلا گیا، مصر آیا اور اس کے بیٹے منتشر ہو گئے۔ پھر سیدھا مغرب کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ سوس اقصیٰ میں پہنچ گیا اور اس کے بیٹے اس کی تلاش میں اس کے پیچھے چلے گئے اس کے بیٹوں کا ہر طائفہ ایک جگہ پر پہنچا پھر وہ اس کے حالات سے بے خبر ہو گئے اور وہ اس جگہ پر اقامت پذیر ہو گئے اور اس میں ترقی کی۔ ایک طائفہ ان کے پاس پہنچ کر ان کے ساتھ ٹھہر گیا اور وہ بھی وہاں پھلا پھولا۔

حام کی عمر الکبریٰ کے بیان کے مطابق 443 سال تھی۔ اور دوسرے کہتے ہیں کہ اس کی عمر 531 سال تھی۔ لیکن سہیلی کہتا ہے کہ یمن، یعرب بن قحطان ہے نیز کہتا ہے کہ اسی نے سام کو، قوط بن یافث کی اولاد میں سے جرمیٰ کے بعد، مغرب کی طرف جلاوطن کیا تھا۔ یہ بربر کے انساب کے متعلق آخری اختلاف ہے۔

اس بات کو آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ تمام مذاہب، مرجوح اور حق وصواب سے دور ہیں۔ اور یہ قول کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، حقیقت سے بہت دور ہے کیونکہ داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا تھا اور بربر جالوت کے معاصر ہیں۔ اس کے اور حضرت اسحٰق بن ابراہیم علیہما السلام کے درمیان جو نفشان کے بھائی ہیں، وہ بات نہیں پائی جاتی جو ان کے خیال میں ہے بلکہ دس آباء پائے جاتے ہیں جن کا ذکر ہم نے کتاب کے شروع میں کیا ہے۔ ان کے درمیان نسل کا اس طرح پھیلنا اور بڑھنا بھی دور کی بات ہے۔ یہ قول کہ وہ جالوت یا عمالیق کی اولاد ہیں اور دیار شام سے آ کر یہاں منتقل ہوتے ہیں دراصل ایک ساقط قول ہے بلکہ ایک بیہودہ بات ہے کیونکہ اس جیسی قوم جوامم وعوالم پر مشتمل ہو اور جس نے زمین کی اطراف کو بھر دیا ہو کسی دوسری جگہ اور محصور علاقے سے نہیں آ سکتی۔ درحقیقت بربری اپنے علاقوں میں معروف ہیں اور ان کے اقالیم، اسلام سے طویل صدیوں پہلے اپنے اشعار سے مخصوص ہیں لہٰذا کونسی چیز ہمیں ان کی اولیت کے بارے میں، ان بیہودہ اور باطل باتوں کا محتاج بنا سکتی ہے۔ یوں تو عرب وعجم کی ہر قوم کے متعلق ایسی باتوں کا محتاج ہونا پڑے گا۔ افریقش جس کے متعلق مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ انہیں یہاں لایا ہے، انہوں نے خود بیان کیا ہے کہ اس نے انہیں یہاں موجود پایا اور وہ پھر اس کی کثرت اور گونگے پن سے متعجب ہوا تو اس نے کہا تمہارا شور کس قدر زیادہ ہے لہٰذا وہ انہیں یہاں لانے والا کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کے اور ذوالمغار کے درمیان کوئی ایسی قوم نہیں جو اس طرح بڑھے پھولے اور یہ قول کہ وہ حمیر میں سے ہیں جو نعمان کی اولاد میں سے ہے یا مفر میں سے ہیں جو قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہے دراصل ایک بالکل جھوٹی بات ہے اسے علماء اور نسابین کے امام ابو محمد ابن حزم نے بھی باطل قرار دیا ہے اور کتاب الجمہرۃ میں بیان کیا ہے کہ بربر کے بعض قبائل نے ادعا کیا ہے کہ وہ یمن اور حمیر سے ہیں اور بعض بربر بن قیس کی طرف منسوب ہوتے ہیں، بلاشبہ یہ تمام باتیں جھوٹی ہیں۔ نسابوں نے قیس بن عیلان کے بیٹے بر کے نام کو سمجھا ہی نہیں اور حمیر کے لئے بلاد بربر کی طرف جانے کا کوئی راستہ ہی نہیں، یہ سب مؤرخین یمن کے صاف جھوٹ ہیں اور ابن قتیبہ نے جو یہ کہا ہے کہ یہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں اور جالوت قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہے، یہ بھی حقیقت سے دور بات ہے کیونکہ قیس عیلان، معد کی اولاد میں سے ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ معد بخت نصر کا معاصر تھا۔ جب بخت نصر عرب پر مسلط ہو گیا تو یرمیاہ نبی اس کے بارے میں بخت نصر سے خوف محسوس کرتے ہوئے اسے شام لے گئے۔ بخت نصر وہ ہے جس نے بیت المقدس کو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے تعمیر کرنے کے 450 سال بعد تباہ و برباد کیا تھا۔ معد بھی حضرت داؤد کے بعد اتنی مدت ہی ہو سکتا ہے لہٰذا اس کا بیٹا قیس جالوت کا باپ کیسے ہو سکتا ہے جو کہ داؤد کا معاصر تھا۔ یہ حقیقت سے حد درجہ دور بات ہے اور میرے خیال میں یہ ابن قتیبہ کی غفلت اور وہم ہے۔ حق وہ ہے جو ان کے بارے میں کسی اور چیز پر بھروسہ نہیں کرتا یہ کنعان بن حام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسا کہ پہلے مخلوقات کے انساب میں بیان ہو چکا ہے اور ان کا نام مازیغ ہے جبکہ طوران کے بھائی ارکیش اور فلسطین ہیں ان کے بھائی بنو کسلیم بن مصرایم بن حام ہیں۔ اور ان کا بادشاہ جالوت مشہور علامت رکھتا ہے۔ ان فلسطینیوں اور بنو اسرائیل کے درمیان شام میں قابل ذکر لڑائیاں ہوئیں اور بنو کنعان اور واکریکش، فلسطین کے پیروکار تھے۔ لہٰذا

تیرے وہم میں اس کے سوا، اور کوئی بات نہ آئے اور یہی بات درست اور صحیح ہے جس سے سرمو انحراف نہیں کیا جا سکتا۔

عرب نسابین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ بربر کے جن قبائل کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں سوائے منہاجہ اور کتامہ کے سب بربر میں سے ہیں۔ عرب نسابوں کے درمیان یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ وہ یمنیوں میں سے ہیں۔ اور یہ جس وقت افریقش نے افریقہ سے لڑائی کی تو ان کو یہاں اتار دیا۔ بربر کے نساب اپنے بعض قبائل کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ لواتہ کی طرح عربوں میں سے ہیں، ان کا خیال ہے کہ وہ حمیر میں سے ہیں جبکہ ہوارہ کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ سکاسک کے کندہ میں سے ہے۔ زناتہ جیسوں کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ عمالقہ میں سے ہیں لہٰذا انہوں نے انہیں بنی اسرائیل سے آگے دیکھا۔ بعض وقت وہ ان کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ تبابعہ کے باقی لوگوں میں سے ہیں۔ عمارہ، زوادہ اور مکلانہ کے متعلق ان کے تمام نسابوں کا خیال ہے کہ وہ حمیر میں سے ہیں جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ ان کے قبائل کی تفصیل کے وقت کریں گے مگر یہ سب غیر ثقہ باتیں ہیں، حق بات وہ ہے جس کی گواہی مواطن اور گونگے پن نے دی ہے کہ وہ عربوں سے الگ ہیں البتہ عربوں کے نساب منہاجہ اور کتامہ کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ عرب ہیں اور میرے نزدیک یہ ان کے بھائیوں میں سے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اب ہم ان کے انساب اور اولیت کے متعلق آخر تک پہنچ چکے ہیں۔ لہٰذا اب ہم ان کے قبائل کی تفصیل اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کے ذکر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور انہی کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں جنہیں حکومت ملی یا انہیں شہرت حاصل تھی یا عالم میں ان کی نسل پھیلی اور اسے اس عہد میں اور اس سے قبل البرانس اور البتر میں شمار کیا گیا پھر ہم قبیلہ داران کے حالات کو بیان کریں گے جیسا کہ ہم تک ان کے حالات پہنچے ہیں اور ہم ان کا احاطہ کریں گے۔ واللہ المستعان۔

باب:۱۳۰

مغرب اور افریقہ میں رہائش پذیر بربریوں کے حالات وواقعات

پہلے اس بات کو سمجھ لیجئے کہ مغرب کا لفظ اپنی اصل اور وضع کے لحاظ سے اسم اضافی ہے جو اس جگہ پر دلالت کرتا ہے جو اس کے مشرق کی طرف اضافت کرنے سے معلوم ہو جبکہ مشرق وہ ہے جو مغرب کی طرف اضافت کرنے سے معلوم ہو۔ کیونکہ عرف ان اسماء کو معین جہات اور مخصوص علاقوں سے مخصوص کرتا ہے اور اہل جغرافیہ کی توجہ زمین کی ہیئت، اس کے اقالیم کی تقسیم، اور اس کی آبادی اور خرابی اور اس کے پہاڑوں، سمندروں اور اس کے اہل کے مساکن کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے بطلیوس اور جاذر اور صاحب صقلیہ جس کی طرف اس عہد کی مشہور کتاب منسوب ہے جو زمین اور ممالک کی ہیئت کے متعلق ہے۔

مغرب ایک جانب ہے جو جوانب کے درمیان ممیز ہے لہٰذا مغرب کی جہت سے اس کی حد بحر محیط ہے جو پانی کا عنصر ہے۔ اس کا نام زمین کے منکشف علاقے کے احاطے کی وجہ سے محیط ہے جیسا کہ ہم کتاب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ اسی طرح اس کو زیادہ سبز رنگ ہونے کی وجہ سے بحر اخضر بھی کہتے ہیں نیز اس کو ظلمات بھی کہتے ہیں کیونکہ سطح زمین سورج سے منعکس ہونے والی شعاعوں کی روشنی اس میں کم ہو جاتی ہے کیونکہ یہ زمین سے بہت دور ہے لہٰذا یہ ظلمت والا ہو جاتا ہے۔ روشنی کے فقدان کی وجہ سے وہ حرارت کم ہو جاتی ہے جو بخارات کو تحلیل کرتی ہے لہٰذا بادل ہمیشہ ہی اس کی سطح پر تہ بہ تہ اور گہرے ہوتے ہیں۔ عجمی اسے بحر اوقیانوس کا نام دیتے ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اس سے وہی مراد لیتے ہیں جو ہم عنصر سے لیتے ہیں۔ اسی طرح اسے بحر البلایہ بھی کہتے ہیں اور یہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے۔ جس میں کشتیاں ہوا کے راستوں اور ان کی نیابت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ساحلوں سے حد نظر سے دور نہیں جا سکتیں۔ وہ سمندر کے محدود راستوں میں لوگوں کے بکثرت تجارب کی وجہ سے معروف ہواؤں کے ساتھ چلتی ہیں۔ لہٰذا ہوا اپنی جگہوں سے چلتی ہے اور اس کے چلنے کی جگہ کی حد اس کی سمت میں ہوتی ہے۔ یوں ہر ہوا کی حد ان کے نزدیک معروف ہے۔ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہوا کے ساتھ اس کا چلنا فلاں جگہ سے ہوگا اور اپنے مقصود اور جہت کے مطابق وہ ایک ہوا سے دوسری ہوا کی طرف چلا جائیگا، یہ بات بڑے سمندر میں مفقود ہوتی ہے لہٰذا جب کشتیاں اس میں چلتی ہیں تو راہ بھول جاتی ہیں اور فنا ہو جاتی ہیں اس لئے اس کا سوار ہر وقت دھوکے اور خطرے میں ہوتا ہے بہرحال مغرب کی طرف سے غرب کی حد بحر محیط ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس پر بہت سے شہر ہیں جیسے طنجہ، سلا ازمور، انفی اور اسفی۔ اسی طرح اس پر مسجد ماسہ اور تا کا شہر اور بلاد سوس کے شہر، صت اور نول ہیں، یہ سب بربر کے مساکن اور ان کے نواحی علاقے ہیں۔ جہاز ساحل کے پیچھے سے ساحل نول تک پہنچ جاتے ہیں اور اس سے خطرہ کے سوا آگے نہیں بڑھتے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ شمال کی طرف سے اس کی حد، بحر روم ہے۔ جس سے بحر محیط متفرع ہوتا ہے جو بلاد مغرب کے طنجہ اور اندلس کے شہر طریف کے درمیان ایک تنگ خلیج میں چلتا ہے جسے خلیج زقاق کہتے ہیں اور جس کی چوڑائی آٹھ میل سے کچھ اوپر ہے اس پر ایک پل بنا ہوا ہے۔ جس پر اس سمندر کا پانی چڑھ جاتا ہے پھر یہ بحر روم مشرق کی سمت میں چلا جاتا ہے یہاں تک کہ سواحل شام اور اس کی سرحدوں اور انطاکیہ اور العلایا اور طرسوس اور المصیصہ اور طرابلس اور صور یا اور اسکندریہ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے بحر شام بھی کہتے ہیں۔ جب وہ خلیج سے نکلتا ہے، تو چوڑائی میں بڑھتا جاتا ہے۔ اس کی زیادہ وسعت اگرچہ شمال کی جہت میں ہوتی ہے اور اس کی یہ وسعت شمال کی طرف مسلسل بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنی آخری حد کو پہنچ جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کا طول پانچ اور چھ ہزار میل ہے جس میں میورقہ، میرقہ، یاسہ، صقلیہ، اقریطش، سردانیہ اور قبرص کے جزائر ملتے ہیں۔ جنوب کی طرف اس کی چوڑائی کا یہ حال ہے کہ وہ ایک سمت سے نکلتا ہے اور پھر چلنے میں مختلف ہو جاتا ہے۔ کبھی جنوب میں دور تک چلا جاتا ہے کبھی شمال کی طرف لوٹ آتا ہے، یہ بات ساحلی ممالک کی عرض بلد میں حائل ہو جاتی ہے۔ یہ واضح رہے کہ عرض بلد، اس کے قطب شمالی کی اس بلندی کو

کہتے ہیں۔ جو اس کے افق پر ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ اس بعد کا نام ہے جو اس کے اہل کے سروں کی سمت اور دائرہ معدل النہار کے درمیان ہوتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ زمین گول شکل کی ہے۔ اور آسمان بھی اس کے اوپر اسی طرح ہے اور افق بلد وہ فرق ہے جو زمین و آسمان میں سے دیکھی اور ان دیکھی والی چیزوں کے درمیان پایا جاتا ہے۔ فلک دو قطبوں والا ہے۔ جب ان میں سے ایک آبادی کے اوپر بلند ہوتا ہے، تو دوسرا اتنا ہی ان سے نیچے ہو جاتا ہے۔ زمین کی آبادی زیادہ تر شمال میں آباد ہے اور جنوب میں کوئی آبادی نہیں جیسا کہ اس کے مقام پر اسے بیان کیا جا چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قطب جنوبی کے مقابلے میں قطب شمالی آبادی والوں کے اوپر ہے اور گول چیز کی سطح پر چلنے والا، جب ایک جہت میں دور چلا جاتا ہے، تو گول چیز کی سطح اس کے سامنے آ جاتی ہے جب تک اس کے بالمقابل آسمان کی سطح ظاہر نہیں ہوتی تو افق پر قطب کے بعد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسے وہ شمال میں دور ہوتا ہے لیکن جب جنوب کی طرف لوٹتا ہے تو بعد کم ہو جاتا ہے لہٰذا سبتہ اور طنجہ کے شہر جو اس سمندر اور خلیج کی آبنائے پر واقع ہیں، ان کا عرض اس کے مطابق ہوتا ہے پھر سمندر، جنوب کی طرف بڑھتا ہے تو تلمسان کا عرض بن جاتا ہے لہٰذا وہ جنوب میں بڑھتا ہے، تو وہ ان کا عرض بنتا ہے جو فاس سے تھوڑا دور ہوتا ہے کیونکہ فاس کا عرض (لج) ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب اقصیٰ میں آبادی شمال میں مغرب اوسط کی آبادی سے اور سبتہ اور فاس کے درمیان سے زیادہ چوڑی ہے۔ یہ قطر بحر روم کے جنوب کی طرف مڑنے کی وجہ سے سمندروں کے درمیان جزیرہ کی طرح ہے پھر وہران کے بعد سمندر اپنی سمت سے مڑ جاتا ہے اور پھر یہ تونس اور الجزائر کا عرض بن جاتا ہے جو خلیج زقاق سے نکلنے کے وقت اس کی سمت اول کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ شمال میں بڑھتا ہے، تو بجایہ اور تونس کا عرض بن جاتا ہے جو غرناطہ، مریہ اور مالقہ کی سمت کی مثل ہوتا ہے۔ پھر وہ جنوب کی طرف لوٹتا ہے، تو طرابلس اور قابس کا عرض بن جاتا ہے جو سبتہ اور طنجہ کی سمت اول کے مطابق ہوتا ہے۔ بعد ازاں جنوب کی طرف بڑھتا ہے، تو فاس اور توز کی مثل برقہ کا عرض بن جاتا ہے لہٰذا وہ اسکندریہ کا عرض بن جاتا ہے مگر وہ مراکش اور اغمات کی مثل نہیں ہوتا۔ پھر وہ شمال میں قطافہ کی طرف سواحل شام میں سمت کے منتہیٰ کی طرف جاتا ہے اور اسی طرح جنوبی کنارے میں اس کا اختلاف ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں شمالی کنارے میں اس کے حال کے متعلق علم حاصل نہیں۔ سواحل کے ساتھ اس سمندر کا عرض سات سو میل تک بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح سواحل افریقہ اور جنوہ کے درمیان ہوتا ہے جو شمالی کنارہ میں ہیں۔ واقعہ مغرب اقصیٰ اور جنوب اوسط سواحل شہر خلیج کے قریب ہیں اور سب کے سب طنجہ، سبتہ، بادس، عساسہ، ضنین، وہران، الجزائر بجایہ بونہ، تونس، سوسہ، مہدیہ، صفاقس، قابس طرابلس سواحل برقہ اور اسکندریہ کی طرح اس کے اوپر واقع ہیں۔ یہ اس بحر روم کا ذکر ہے جو شمال کی طرف سے مغرب کی حد ہے۔ قبلہ اور جنوب کی جہت کی طرف سے اس کی حد وہ بھر بھرے اور جھکے ہوئے پہاڑ ہیں جو بلاد سوڈان اور بلاد بربر کے درمیان دکھائی دیتے ہیں اور عرق کے عرب خانہ بدوش صحرائی لوگوں کی واقفیت کا ذریعہ ہیں۔ یہ عرق جنوب کی جہت سے مغرب پر ایک دیوار ہے جو بحر محیط سے شروع ہوتی ہے۔ اور مشرق کی جہت میں ایک ہی سمت کی طرف چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اسے دریائے نیل آملتا ہے جو جنوب سے مصر کی طرف جاتا ہے، وہاں پر یہ دیوار ختم ہو جاتی ہے اس کا عرض تین دن کی مسافت یا اس سے زیادہ ہے۔ بعد ازاں مغرب اوسط کی جہت میں اسے پتھریلی زمین آملتی ہے جسے عرب الحمادہ کہتے ہیں اور جو دوتر سے بلاد ریغ اور اس کے درے جنوب کی جہت میں چلی جاتی ہے بعض بلاد جزیرہ بھی جو کھجوروں اور نہروں کے پرے ہیں۔ بلاد مغرب میں شمار ہوتے ہیں جیسے مغرب اقصیٰ کے سامنے بلاد بودہ اور تمنطیت اور مغرب اوسط میں نسابیت اور نیکورارین اور طرابلس کے سامنے غدامس، فزان اور ودان ہیں جن میں سے ہر اقلیم آباد ممالک پر مشتمل ہے۔ جو بستیوں، کھجوروں اور نہروں والے جزیرے ہیں ان میں سے ہر ایک کی تعداد سو تک پہنچتی ہے لہٰذا لوگ اس عرق سے جنوبی کنارے کی طرف بکثرت چلے گئے۔ جو بعض برسوں میں منہاجہ کے شامیوں کے میدانوں میں پہنچتے ہیں جبکہ شمالی کنارے میں مغرب کے سفر کرنے والے جنگلی اعراب کے میدان ہیں۔ ان سے قبل یہ بربر کے میدان تھے جیسا کہ ہم اس کے بعد جنوب کی جہت سے مغرب کی حد بیان کریں گے۔ اس عرق کے علاوہ، مغرب پر ایک اور دیوار بھی ہے جو تلول کے قریب ہے اور یہ وہ پہاڑ ہیں جو ان تلول کی سرحدیں ہیں جو بحر محیط کے پاس سے برنیق تک چلے جاتے ہیں، یہ بلاد برقہ میں سے ہے، وہاں پھر یہ پہاڑ ختم ہو جاتے ہیں اور مغرب سے ان کی ابتدا حیال درن سے ہوتی ہے۔ ان پہاڑوں کے درمیان جو تلول اور عرق کے درمیانی علاقے کو گھیرے ہوئے ہیں، میدان اور جنگل ہیں جن کی اکثر پیداوار درخت ہیں۔ تلول کے نزدیک بلاد الجرید میں جہاں کھجوریں اور نہریں پائی جاتی ہیں اور ارض سوس میں مراکش کے سامنے تردانت اور قوبان کی بستیاں ہیں دیگر کھجوروں، نہروں

اور کھیتوں والے متعدد آباد شہر پائے جاتے ہیں۔ فاس کی جانب سجلماسہ اور اس کی بستیاں اور درعہ کی مشہور بستی پائی جاتی ہے۔ جبکہ تلمسان کی جانب کھجوروں اور نہروں والے متعدد محلات پائے جاتے ہیں۔ تاہرت کی جانب بھی ایسے ہی محلات پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح مشرق سے مغرب تک آگے پیچھے شہر پائے جاتے ہیں جن سب کے زیادہ قریب جبل راشد ہے۔ جو کھجوروں اور نہروں والے ہیں اس کے بعد بجایہ کی جانب دارکلی کا شہر ہے، یہ سنجر کا واحد آباد شہر ہے۔ جس میں بہت کھجوریں پائی جاتی ہیں۔ اس کی سمت میں تلول کی بلاد ریغ کے تین سو سے زائد شہر ہیں۔ جو اس وادی کے کناروں پر منظم طریقے کے ساتھ چلے جاتے ہیں جو مغرب سے مشرق کی طرف جاتی ہے ان سب شہروں میں کھجوریں نہریں، بستیاں اور کھیتیاں پائی جاتی ہیں۔ اس کے بعد تونس کی جانب بلاد الجرید ہیں۔ جو نفطہ، گوزر اور قفصہ ہیں۔ یہ یاد رہے کہ بلاد نفزہ کو بلاد قسطیلہ کہتے ہیں جو بہت زیادہ آباد اور متمدن ہیں اور نہروں اور کھجوروں پر مشتمل ہیں پھر سوسہ کی جانب قابس ہے جو سمندر کے کنارے افریقہ کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہے اور یہ ابن غانیہ کا دار الخلافہ بھی رہا ہے جیسا کہ ہم بعد میں اس کا ذکر کریں گے، یہ بھی نہروں، کھجوروں اور کھیتوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد طرابلس کی جانب خزان اور ودان میں متعدد نہروں اور کھجوروں والے محلات ہیں، ارض افریقہ میں یہ سب سے پہلا شہر ہے جسے مسلمانوں نے اس وقت فتح کیا جب حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے ان سے لڑائی کی۔ اس کے بعد برقہ کی جانب واحات ہیں جن کا ذکر مسعودی نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ جنوب کی جیت میں ان کے ماوراء جنگلات اور صحرا ہیں جہاں نہ کھیتی ہوتی ہے نہ چراگاہ، یہاں تک کہ یہ اس عرق تک جا پہنچتے ہیں۔ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے پرے متلثمین کے میدان ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ بلاد سوڈان تک میں گھنے جنگلات ہیں۔ ان بلاد اور ان پہاڑوں کے درمیان تلول کی دیوار میں متلون مزاج میدان پائے جاتے ہیں جن کا مزاج ہوا، پانی اور پیداوار کے لحاظ سے کبھی کسی تلول کا اور کبھی صحرا کا سا ہوتا ہے۔ ان شہروں میں قیروان بھی ہے اور جبل اوراس ان کے وسط میں حائل ہے اس کے علاوہ بلاد خفنہ ہیں جہاں الزاب اور التل کے درمیان طنجہ واقع ہے اور اس میں مغرہ اور مسیلہ ہیں۔ ان میں السر بھی ہے۔ تلمسان کی جانب جہاں تاہرت ہے اس میں جبل دیر ہے اور یہ فاس کی جانب ان میدانوں میں حائل ہے۔ یہ قبلہ اور جنوب کی جانب سے مغرب کی حد ہے۔ یہ یاد رہے کہ مشرق کی جہت اصطلاحات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہے، اہل جغرافیہ کے عرف میں وہ ابل قلزم کا سمندر ہے جو بحر یمن سے نکلتا ہے اور پھر شمال کی سمت اور یا غراب کی طرف جاتا ہے۔ یہ مغرب کی طرف چلتا چلتا قلزم اور سویز پر جا ختم ہوتا ہے اور وہاں سے ان کے اور بحر روم کی سمت کے درمیان دو دن کے سفر کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے۔ یہ سویز اور قلزم اور اس کے بعد مصر سے مشرق کی جانب تین روز کے فاصلہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ ان کے نزدیک مغرب کا آخر ہے۔ اس میں برقہ اور مصر کے اکثر علاقے بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ مغرب ان کے نزدیک دراصل ایک جزیرہ ہے جسے تین طرف سے سمندروں نے گھیرا ہوا ہے جیسا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں۔ زمانے کے اس علاقے کے باشندوں کے عرف کے مطابق اس میں مصر اور برقہ کے علاقے شامل نہیں ہوتے بلکہ یہ صرف طرابلس اور اس کے ماوراء۔ مغرب کی جیت تک مخصوص ہے، یہی بات قدیم زمانے میں دیار بربر اور ان کے مواطن کے متعلق تھی۔ مغرب اس سے مشرق کی طرف سے وادی ملویہ سے بحر محیط کے کنارے تک اور مغرب کی جانب سے جبال درن تک ہے۔ جو زیادہ تر اہل درن اور برغوطہ اور غمارہ کے المصامدہ کے دیار ہیں۔ غمارہ کا آخر طویہ میں ہوتا ہے جو غناسہ کے پاس ہے۔ ان کے ساتھ منہاجہ، مغزرہ اور اوریہ وغیرہ کے لوگ بستے ہیں۔ جسے غربی جانب سے بحر کبیر اور شمالی جانب سے بحر روم اور درن جیسے بلند پہاڑ اور مشرق کی جانب سے جبال تازا گھیرے ہوئے ہیں کیونکہ سمندروں کو روکنے کے لئے پیدائش کی ضرورت کے مطابق پہاڑ سمندر کے قریب ہوتے ہیں۔ جبال مغرب کے اکثر باشندے المصامدہ میں سے ہیں لیکن چند کہتے ہیں کہ منہاجہ میں سے ہیں۔ اب باقی رہ گئے مغرب میں ازغا، تامسنا، تادلہ اور وکالہ کے میدان، تو انہیں بربریوں کے ان لوگوں نے آباد کیا ہے جو جشم اور ریاح سے وہاں آتے ہیں۔ جبکہ مغرب کے ایک حصے میں ایسی قومیں رہتی ہیں جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ وہ حصہ دراصل ایک جزیرہ یا ملک کی طرح بن گیا ہے۔ جسے پہاڑ اور سمندر گھیرے ہوئے ہیں، اس کا دار الخلافہ فاس ہے۔ راس میں سے وہ عظیم دریا گزرتا ہے جو وادئ ام ربیع کے نام سے مشہور ہے۔ وہ اتنا بڑا دریا ہے کہ بارشوں میں اس کی وسعت کی وجہ سے اسے عبور نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی مد سمندر تک چلی جاتی ہے اور قریباً ستر میل تک پہنچتی ہے وہ دریا ازبور کے نزدیک بہر کبیر میں جا گرتا ہے اور اس کا منبع جبال درن میں ہے جہاں سے یہ دریا نکلتا ہے جو قبلہ کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ دریا درعہ کے کھجوروں والے علاقے سے گزرتا ہے جو

نیل کے پودوں سے اس کے درخت سے نکالنے کی صنعت سے مخصوص ہے اس علاقے میں کھجوروں والے محل بھی ہیں جو دامن کوہ میں بنائے گئے ہیں پھر یہ دریا بلاسوس کی طرف جا کر صحرا میں داخل ہو جاتا ہے۔

جبکہ دریائے ملویہ مغرب اقصیٰ کے آخر میں ہے، یہ بھی ایک عظیم دریا ہے جس کا منبع زازی کے سامنے کے پہاڑوں میں ہے۔ یہ غاسہ کے پاس سے بحر روم میں جا گرتا ہے۔ اس کے کنارے دیار مکناسہ ہیں۔ جو قدیم سے ان کے نام سے معروف ہیں۔ اس زمانے میں اس جگہ پر زناتہ کی دیگر قومیں دریا کے بالائی حصے میں بنائے گئے محلات میں رہتی ہیں۔ ان کے پڑوس اور دیگر نواح میں بربر قومیں رہتی ہیں جن میں سے سب سے مشہور طالسہ ہیں جو مکناسہ کے بھائی ہیں۔ اسی دریا کے دہانے سے ایک اور دریا نکلتا ہے جو قبلہ کی طرف چلا جاتا ہے اور پھر عرق کو اس کی سمت سے مطع کرتا ہوا البردہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ تمیطت تک جاتا ہے۔ اس عہد میں اسے کبیر کہتے تھے اور اس پر محلات بھی تھے، دریا پھر جنگل میں جا گرتا ہے اور اس کے جنگلوں میں چلتا چلتا اس کے صحرا میں گھس جاتا ہے۔

اس کے علاوہ بودہ کے مشرق میں جو عرق کے ماوراء ہے، نساپسبت کے صحرائی محل واقع ہیں۔ نساپسبت کے مشرق میں جنوب تک تیکورارین کے محلات ہیں۔ جو ایک وادی میں تین سو سے زائد ہیں۔ لہٰذا وہ وادی مغرب سے مشرق کی طرف چلی جاتی ہے۔ اس میں زناتہ کی اقوام آباد ہیں۔ مغرب اوسط، زیادہ تر دیار زناتہ کا مقام ہے جو پہلے مغراوہ اور بنی قرون کا مقام تھا۔ ان کے ساتھ مدیونہ، مغیلہ، کومیہ، مطغرہ، اور مطماطہ رہتے تھے۔ پھر ان کے بعد وہ بنی وماتو اور بنی یلومی کا مقام بنا۔ اس کے بعد بنی عبدالواد اور توجین کا ٹھکانہ بنا جو بنی مدین سے تھے اور اس زمانے میں اس کا دارالخلافہ تلمسان تھا۔ مشرق کی جانب نے اس کے پڑوسی یعنی بلاد منہاجہ میں سے الجزائر، متیجہ، اور المریہ اور بجایہ کے آس پاس کے علاقے تھے۔ اس زمانے کے تمام قبائل زغبی عربوں سے مغلوب تھے۔ بنی دالیل کی وادی شلف سے ایک بڑا دریا گزرتا تھا۔ جس کا منبع بلاد صحرا میں بلد راشد میں تھا وہ اس زمانے میں التل میں داخل ہو جاتا ہے جو بلاد حصین میں سے ہے، وہ پھر مغرب کی طرف چلا جاتا۔ اور اس میں مغرب کی دوسری وادیاں بیناں وغیرہ جمع ہو جائیں۔ یہاں تک کہ وہ مستغانم اور کلمیشن کے درمیان بحر روم میں جا گرتا ہے اس کے دہانے سے ایک اور دریا پھوٹتا جو جبل راشد سے مشرق کی طرف چلا جاتا ہے اور پھر الزاب سے گزرتا ہوا توزر اور نفزاوہ کے درمیان شیحہ میں جا گرتا ہے۔ اس دریا کا نام وادی شدی تھا۔

علاوہ ازیں بلاد بجایہ قور قسطنیہ، یہ زواوہ، کتامہ، نجیسہ اور ہوارہ کے مقام تھے لیکن آج کل یہ عربوں کے دیار ہیں جبکہ تمام افریقہ، طرابلس تک مفتوح میدان تھے، جو نفزادہ، بنی یفرن اور نفوسہ اور بربریوں کے لاتعداد قبائل کے مقام تھے ان کا دارالخلافہ قیروان تھا۔ یہ اس زمانے میں سلیم کے عربوں کے میدان ہیں۔ بنی یفرن اور ھوارہ کے ماتحت ہیں جو ان کے ساتھ ہی بدوی بنے لیکن پھر عجمیوں کی زبان بھول گئے اور عربوں کی زبان بھول گئے۔ اور وہ عربوں کی زبانیں بولنے لگے۔ اس کے علاوہ تمام حالات میں ان کے اشعار کو اپنانے لگے۔ اس عہد میں ان کا دارالخلافہ تونس تھا اور اس میں سے ایک بڑا دریا گزرتا ہے جو وادی مجرد کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں وہاں کی دیگر وادیاں بھی جمع ہو جاتی ہیں۔ یہ دریا تونس کے مغرب سے ایک دن کے فاصلے پر نزرت مقام پر بحر روم میں جا گرتا ہے۔ لیکن اب برقہ کے شہر تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور اس کی حکومت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس کے بعد لواتہ اور ہوارہ اور دیگر بربریوں کا مقام ہونے کے بعد وہ دوبارہ عربوں کی جولانگاہ بن گیا ہے۔ بعدہ، زدیلہ اور برقہ کی طرح تجارتی شہر اور خوبصورت محلات تھے۔ لیکن اب وہ دوبارہ یوں ویرانہ اور جنگل بن گئے ہیں جیسے کبھی یہ آبادی نہ تھے۔ واللّٰہ اعلم.

باب: ۱۴

بربریوں کی انسانی خصوصیات اور شریفانہ خصائل کا ذکر جن کے ذریعے انہوں نے ملک حاصل کئے اور حکومتیں بنائیں

ہم نے بربر قوم کے حالات، تعداد، کثرت قبائل اور اقوام اور اس کے علاوہ ہزاروں سال سے بادشاہوں اور حکومتوں کے ساتھ ان کے مقابلوں کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے شام میں بنی اسرائیل کے ساتھ لڑائیاں کیں۔ پھر وہ وہاں سے نکل کر افریقہ اور مغرب کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کے ہراول دستوں سے لڑائی کی پھر وہ ان کے دشمنوں کے خلاف ان کے ساتھی اور معاون بن گئے۔ اسلام سے قبل اور بعد جبل اوراس میں لوہی کاہنوں کی قوم کو عزت وحکومت حاصل تھی یہاں تک کہ عرب ان پر غالب آ گئے۔ بعد ازاں مکناسہ نے بھی پہلے مسلمانوں کی پیروی کی پھر انہوں نے ان کو رد کر دیا اور انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف اکٹھا کر دیا۔ انہوں نے پھر عقبہ بن نافع کے آگے فرار اختیار کیا اور یوں ہشام کے ہراول دستے ارض مغرب میں ان پر متغلب ہو گئے۔

ابن ابی زید کا بیان ہے کہ بربر نے افریقہ میں بارہ دفعہ ارتداد کا اعلان کیا اور ہر دفعہ مسلمانوں سے لڑائی کی۔ موسیٰ بن نصیر کے زمانے سے قبل ان کا اسلام لانا ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے صحراؤں میں جو شہر اور سجلماسہ میں جو قلعے اور توات اور نجورارین اور فیح اور مصاب اور دارکل اور بلاد ریغہ اور الزاب اور نفزادہ اور الحمہ اور غدامس میں جو محلات بنائے، ان کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔ پھر انہوں نے لڑائیاں کیں اور حکومتیں حاصل کیں اور پانچویں صدی میں افریقہ میں ان کے اور بنی ہلال کے عربوں کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ انہیں آل حماد کی حکومت کے ساتھ قلعہ میں اور لمتونہ کے ساتھ تلمسان اور تاہرت میں جو موالات اور انحراف تھا۔ آخر یہ بنو بادین، موحدین اور ان کے دستوں کی مدد سے بلاد مغرب میں ان پر غالب آ گئے اور پھر بنی مرین نے عبدالمومن کے قبیلے پر چڑھائی کرنے کے لئے جو کارنامے دکھائے، یہ تمام واقعات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ قوم زمانے پر غالب رہی ہے۔ اور ان سے ہر قوم خوف کھاتی رہی ہے کیونکہ یہ سخت جنگجو اور بہت زیادہ تعداد والی ہے۔ یہ اقوام عالم میں سے عربوں، رومیوں، ایرانیوں اور یونانیوں کی مددگار رہی ہے لیکن جب اسے فنا نے آ لیا تو حکومت اور سلطنت کی خوشحالی جو انہیں بار بار ملتی رہی، اس نے انہیں معدوم کر دیا یوں ان کی جمعیت کم ہو گئی اور قبائل فنا ہو گئے۔ پھر حکومتوں کے خادم اور ٹیکس کے غلام بن گئے اور بہت سے لوگوں نے اس وجہ سے ان کی طرف منسوب ہونے کو برا خیال کیا۔ وگرنہ جیسا کہ میں نے سنا ہے فتح کے وقت اوربہ کا امیر کسیلہ تھا۔ زناتہ بھی ایسے ہی تھے یہاں تک کہ ان کے امیر وزمار بن مولات کو گرفتار کر کے مدینہ میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس لایا گیا۔ اس کے بعد ہوارہ اور صنہاجہ اور ان کے بعد کتامہ نے مغرب ومشرق میں اپنی حکومتیں قائم کیں۔ اس کے بعد بنو عباس وغیرہ سے ان کے گھروں میں لڑائیاں کیں۔

بربروں کے انسانی فضائل

یہ فضائل انسانی سے آراستہ تھے اور خصائل حمیدہ سے رغبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں جو کریمانہ اخلاق ودیعت کئے تھے، وہ اقوام کے درمیان شرف اور رفعت کا زینہ اور مخلوق سے مدح وثنا کے حصول کا ذریعہ تھے مثلاً جیسے پڑوسی کی عزت کرنا، مہمان کی حفاظت کرنا، عہد کا

پاس کرنا، ذمہ داری کا احساس رکھنا، اچھے کاموں پر ڈٹ جانا، مصائب میں ثابت قدم رہنا، عیوب سے چشم پوشی کرنا، انتقام سے بچنا، مسکین پر رحم کرنا، بڑوں سے نیکی کرنا، علماء کی توقیر کرنا، لوگوں کو بوجھ اٹھانا، غریب پروری کرنا، مہمان نوازی کرنا، مصائب پر مدد کرنا، بلند ہمت ہونا، ظلم سے انکار کرنا، ظالم حکومتوں اور مصیبتوں سے نبرد آزما ہونا اور دین کی نصرت میں جانوں کا قربان کر دینا۔ ان باتوں میں ان لوگوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں جنہیں خلف نے سلف سے نقل کیا ہے۔ اگر وہ کہیں لکھے ہوتے تو قوموں کے لئے نمونہ ہوتے اور ہمارے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ان اوصاف حمیدہ سے متصف تھے ان کے رہنماء ان کے باعث سب پر فائق تھے او. وہ قبض وبسط کی حالت میں مخلوق ہیں، للہٰذا ان کے احکام نافذ ہوئے طبقہ اولیٰ میں ان کے مشاہیر فلکین بن زیری صنہاجی ہے جو افریقہ میں عبیدیوں کا عامل تھا۔ محمد خزری اور اس کا بیٹا الخیر اور عروبہ بن یوسف کتامی ہیں جو عبداللہ شیعی کی دعوت کا قائم کرنے والا تھا۔ شاہ لمتونہ یوسف بن تاشفین اور شیخ الموحدین اور صاحب الامام المہدی عبدالمومن بن علی بھی تھے۔ طبقہ ثانیہ میں ان کے عظیم آدمی جوان کی حکومتوں کے درمیان جھنڈے کی طرف سبقت کرنے والے اور مغرب اقصیٰ اور اوسط میں اپنی حکومت کے لئے معاہدے کرنے والے تھے وہ یہ ہیں: یعقوب بن عبدالحق سلطان بن بنی مرین اور یغمراسن بن زیان سلطان بنی عبدالواد اور محمد بن عبدالقوی اور وزمار جو بنی توجین کا بڑا آدمی تھا۔ ان کے علاوہ ثابت بن مندیل امیر مغراوہ اصل شلف اور وزمار بن ابراہیم جو بنی راشد کا رہنماء تھا۔ یہ سب اپنے زمانے میں اپنی عزت کی بنیاد رکھنے اور اپنی قوم کو اس کے مطابق تیار کرنے کے لئے آپس میں مقابلہ کرتے تھے یہ سب ان کی خصائل میں بڑے راسخ اور تجربہ کار تھے، حکومت سے قبل اور بعد میں ان کے واقعات بڑے مشہور ہو چکے تھے اور بربریوں اور دوسرے لوگوں سے نقل کے لحاظ سے صحت اور شہرت میں تواتر کی حد تک پہنچ چکے تھے۔

احکام شریعت کے قائم کرنے، ان پر عمل کرنے اور دین کی مدد کرنے کے بارے میں ان سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کے لئے کتاب قرآن پاک کے معلم تیار کئے، فرائض کے متعلق فتوے پوچھے، اپنے صحراؤں میں ائمہ نماز کی پیروی کی اور اپنے قبیلوں کے درمیان ایک دوسرے کو قرآن پڑھایا، انہوں نے فقہ کے حاملین کو اپنے قضایا میں حکم بنایا اور سمندر میں جہاد کے لئے بہترین چھاؤنی ڈالی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں کو بیچا اور دشمن سے جہاد کیا، یہ باتیں ان کے رسوخ ایمان، صحت اعتقاد اور دیانت کی پختگی کی واضح دلیل ہیں۔ یہ ان کی عزت کا مدار اور ان کی حکومت اور سلطنت کی طرف لے جانے والی ہیں اس کام میں ان کے سرخیل یوسف بن تاشفین، عبدالمومن بن علی اور ان کے بیٹے اور پھر ان کے بعد یعقوب بن عبدالحق اور اس کے بیٹے تھے۔ انہیں علم وجہاد کے متعلق انتظام کرنے، مدارس تعمیر کرنے، زاویئے تیار کرنے، پڑاؤ بنانے، سرحدوں کو بند کرنے، خدا کی راہ میں مال وجان کے قربان کرنے، علماء سے ملاقات کرنے، اپنی مجالس میں انہیں بلند مقام دینے، شریعت کی پیروی میں ان سے بات چیت کرنے، احکام اور لڑائیوں اور انبیاء کی سیرتوں اور اولیاء کے حالات کے مطالعہ کرنے میں ان کے ارشادات کی اطاعت کرنے، انہیں مجالس احکام کے سامنے پڑھنے، مظلوموں کی شکایات سننے، رعایا سے انصاف کرنے، ظالموں کو مارنے، اپنے گھروں کے صحن میں مسجدیں بنانے، اپنے شدید اختلافات میں انہیں نمازوں اور تسبیحات سے آباد کرنے، صبح اور شام کتاب اللہ کی تلاوت کرنے، مسلمانوں کی سرحدوں کو مضبوط کرنے، فوجوں کو تیار رکھنے اور بے شمار اموال کو خرچ کرنے کا بڑا خیال رہتا تھا۔ یہ سب امور اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے اپنے پیچھے بہت کارنامے چھوڑے۔ ان میں خوارق کا وقوع اور کاملین کا ظہور اس لئے تھا کہ ان میں پاکیزہ نفس محدث اولیاء اور وہبی علوم کے مالک بھی موجود تھے۔ تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ اور کاہن جو پیدائشی طور پر اسرار غیبیہ اور خارق عادت اور عجیب وغریب باتوں کی اطلاع دیتے تھے، وہ بھی موجود تھے۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کی عنائت کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ اس نے انہیں ہر قسم کے کمالات اور خوبیوں سے نوازا اور ان میں گوناگوں خواص انسانی کو جمع کر دیا۔ جب یہ باتیں ان کے واقعات میں نقل ہوتی ہیں تو اکثر عجائبات کا وہم پیدا کر دیتی ہیں۔ ان کے مشاہیر حاملین علم میں سے سعید بن واسول بھی تھا جو بنی مدراء کا جد تھا اور جو سجلماسہ کے بادشاہ تھے۔ اس نے تابعین کو پایا اور عکرمہ مولیٰ عباس سے علم حاصل کیا۔ حمید بن عریب نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ابو یزید مخلد بن کیداد الیفرنی صاحب الحمار بھی تھا جس نے سنہ 302 میں شیعوں کے خلاف خروج کیا اور خارجیوں کا مذہب اختیار کیا۔ اس نے توزر میں تعلیم پائی اور اس کے مشائخ سے فتویٰ کا علم حاصل کیا پھر خوارج میں سے اضافیہ کے مذاہب کا مطالعہ کیا۔ پھر عمار الاعمیٰ الصفری النکارس سے ملا، اس سے ان کے مذاہب کو سمجھا اور سعادت کے باعث ان سے نکل گیا۔ اس کے

باوجود اسے اس قوم میں بڑی شہرت حاصل ہے۔ جس سے بے اعتنائی نہیں کی جاسکتی اور ان میں فندر بن سعید بھی تھا جو قرطبہ میں قاضی الجماعۃ تھا اور دلہاصہ اور پھر سوماتہ کے سفر کرنے والوں میں تھا۔ اس کی پیدائش سنہ 310 میں ہوئی جبکہ وفات سنہ 383 میں ہوئی، یہ البتر میں سے تھا جو مادغنس کی اولاد میں سے تھا یہ عبدالرحمن ناصر کے زمانے میں فوت ہوگیا اور ان میں ابو محمد ابی زید علم الملہ بھی تھا جو خفزہ میں سے تھا۔ اسی طرح ان میں علمائے نسب اور تاریخ اور دیگر علوم وفنون کے ماہر بھی تھے۔ زمانے کے مشاہیر میں سے موسیٰ بن صالح عمری بھی تھا۔ جو سب میں سے مشہور و معروف تھا، ہم نے شعوب زمانہ میں سے غمرہ کے بیان میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اگرچہ ہمیں اس کے دین کے متعلق صحیح حالات کا علم نہیں ہو سکا مگر وہ اس قوم کے ان محاسن سے آراستہ تھا۔ جو خواص انسانی کے پائے جانے پر شاہد ہیں جیسے ولائت وکہانت اور علم وسحر اور یہ بھی مخلوق کے کارناموں کی ایک نوع ہے۔ اس قوم کے لوگوں کا بیان ہے کہ یعلی بن محمد الیفرنی کی بہن کے ہاں بغیر باپ کے ایک بچہ ہوا جس کا نام انہوں نے کلمام رکھا، اس کی شجاعت کے خارق عادت واقعات اکثر بیان کئے جاتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ اسے اللہ کی طرف سے وہبی طور پر ملے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے خاص کیا تھا، اور ان میں اس کے خاندان کے کسی آدمی کو شریک نہیں کیا تھا۔ بعض وقت ان کے خواص اس واقعہ کو سمجھنے سے قاصر ہو جاتے۔ قدرت نے اس قسم کے واقعات میں جو دائرہ وسیع کیا ہے، وہ اس سے بیگانہ رہتے۔ وہ نقل کرتے ہیں کہ اس عورت نے کسی درندے کے ساتھ فعل کرنے کے بعد عین حامیہ میں غسل کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں اسے حمل ہو گیا تھا اور وہ وہاں لوگوں کے ساتھ آیا کرتی تھی۔ لوگ اس بچے کو بہادری کی وجہ سے شیر کا بچہ کہا کرتے تھے اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں، اگر ناقلین اخبار اس طرف توجہ کرتے تو کئی دفتر بھر جاتے اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ انہوں نے حکومتوں اور ریاستوں کی بنیاد رکھی جن کا اب ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

زمانہ قبل اسلام میں بربریوں کی حالت اور پھر بنو اغلب کا بیان

جیسا کہ تاریخ افریقہ اور مغرب میں یہ بات مشہور ہے کہ بربر قوم کے قبائل اور شعوب بے شمار ہیں۔ ان کے ارتداد اور لڑائیوں کے واقعات میں ابن ابی الرقیق سے نقل کیا ہے کہ جب موسیٰ بن نصیر نے سعوم کو فتح کیا تو ولید بن عبدالملک کی طرف لکھا کہ اس نے تمہارے لئے ایک لاکھ آدمی کو قیدی بنایا ہے۔ اس پر ولید بن عبدالملک نے اسے لکھا میرے خیال میں یہ تیرا جھوٹ ہے، اگر تو اس بات میں سچا ہے، تو امت کا محشر ہے۔ وہ ہمیشہ ہی بلاد مغرب طرابلس تک بلکہ اسکندریہ تک اس قوم سے آباد رہے ہیں جو بحر روم اور بلاد سوڈان کے درمیان ان زبانوں سے رہ رہی ہے اور جن کا آغاز اور اس سے ماقبل کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ تاہم یہ معلوم ہے کہ ان کا دین مجوسی تھا۔ مشرق ومغرب کے تمام عجمیوں کا یہی حال ہوتا ہے البتہ بعض وقت وہ غالب آنے والی اقوام کا دین اختیار کر لیتے ہیں کیونکہ عظیم حکومتوں کی اقوام ان پر غالب آجاتی تھیں۔ کئی دفعہ یمن کے بادشاہوں نے اپنے مقامات سے ان سے لڑائی کی جیسا کہ ان کے مؤرخین نے بیان کیا ہے۔ لہٰذا وہ ان کے غلبے سے عاجز آگئے اور ان کے دین کو اختیار کر لیا۔ ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ حمیر نے یمانی قبائل کے ساتھ مغرب پر ایک سو سال حکومت کی اور اسی نے افریقہ اور صقلیہ کے شہر تعمیر کئے اور مؤرخین نے افریقش صیفی جو تبابعہ میں سے تھا اس کا مغرب کے ساتھ لڑائی کرنے پر اتفاق کیا ہے جیسا کہ ہم روم کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ انہوں نے سمندر کے باعث اس کے قریبی سبزہ زاروں میں عظیم الشان شہر بنائے جن کے آثار اس دور تک باقی ہیں مثلاً جیسے سبطلہ، جلولا، مرناق، اطاقہ، اور زناتہ وغیرہ جنہیں عرب مسلمانوں نے پہلی فتح کے موقع پر غالب آکر تباہ وبرباد کر دیا تھا۔ انہوں نے پھر اس وقت جس چیز کی بھی عبادت کی جاتی تھی، اس کا دین اختیار کر لیا حالانکہ وہ مذہباً عیسائی تھے۔ انہوں نے پھر ان سے مصالحت کی اور خوشی سے انہیں ٹیکس ادا کیا۔ بربریوں کو الضواحی حمایتی شہروں کے پیچھے بڑی طاقت، قوت، تیاری، بادشاہ، روٴسا، امراء اور سردار حاصل تھے۔ جن کا قصد نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ نہ ہی رومی اور افرنجی ان کے میدانوں میں انہیں زک پہنچا سکتے تھے اور یہ بڑی دکھ دہ بات تھی۔ لیکن اسلام نے ان کی مملکت میں ان پر حملہ کیا اور رومہ پر غالب آ گئے۔ وہ قسطنطنیہ کے بادشاہ ہرقل کو ٹیکس دیا کرتے تھے جیسے مقوش جو اسکندریہ برقہ اور مصر کے حکمران تھے اسے ٹیکس دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ طرابلس، لبدہ اور صبرہ کا حکمران اور صقلیہ کا حکمران اور اندلس کا حکمران جو الغوط میں سے تھا، وہ بھی اسے ٹیکس دیتے تھے۔ جب رومی ان سب اقوام پر غالب آئے تو انہوں نے عیسائی دین کو اختیار کر لیا۔ فرنجہ وہ لوگ ہیں جو افریقہ کے حکمران بنے۔ رومیوں کو اس حکمرانی میں سے کچھ بھی

حاصل نہیں تھا بلکہ سب کچھ افرنجی فوج کو حاصل تھا۔ فتوحات کی کتب میں رومیوں کا جو ذکر فتح افریقہ کے متعلق سنا جاتا ہے، یہ باب تغلیب میں سے ہے کیونکہ عرب ان دنوں افرنج سے واقف نہیں تھے۔ وہ شام میں دراصل رومیوں کے سوا اور کسی سے نہیں لڑے لہٰذا انہوں نے خیال کیا کہ وہی نصرانی قوموں پر غالب ہیں، بعدازاں عربوں سے واقعات کو ہو بہو اسی طرح نقل کر دیا گیا۔ درحقیقت فتح کے وقت قتل ہونے والا گریگور افرنجی تھا۔ وہ رومی نہیں تھا۔ اسی طرح وہ لوگ جو افریقہ میں تھے، بربریوں پر غالب تھے اور ان کے شہروں اور قلعوں میں رکے ہوئے تھے وہ افرنجی تھے۔ اسی طرح بعض اوقات ان بربریوں نے یہودیت اختیار کر لی، اسے انہوں نے بنی اسرائیل سے اس وقت اختیار کی جب شام کے قریب ان کی حکومت مضبوط ہوگئی اور ان کا بادشاہ بھی انہی میں سے تھا مثلاً جیسے عربوں کی پہلی فتح کے وقت اہل جبل اور اس کا قبیلہ جرأت عرب کا مقتول تھا یا جیسے نفوسہ جو افریقی بربریوں میں سے تھا۔ فندلاوقہ، مدیونہ، بہلولہ، اور غیاثہ بھی تھے اور بنو بازار بھی جو مغرب اقصیٰ کے بربریوں میں سے تھے یہاں تک کہ ادریس الاکبر انساجم نے جو بنی حسن بن حسن سے تھا، مغرب میں تمام باقیماندہ ادیان وملل کو ختم کر دیا لہٰذا اسلام سے قبل افریقہ اور مغرب میں بربر قبائل افرنجی بادشاہ کے ماتحت تھے اور عیسائی تھے۔ وہ رومیوں کے ساتھ متفق تھے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے یہاں تک کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں سنہ 29ھ میں افریقہ پر حملہ کیا۔ اس وقت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو بنی عامر بن لوی سے تھا، ان پر غالب آ گیا لہٰذا جریر نے جو ان دنوں افریقہ میں فرنجی بادشاہ تھا، ان تمام فرنجیوں اور رومیوں کو جمع کیا جو شہروں میں رہتے تھے۔ اس نے نواح سے بربریوں اور ان کے بادشاہوں کو اکٹھا کیا۔ وہ طرابلس اور طنجہ کے درمیان کے علاقے کا بادشاہ تھا اور اس کا دارالسلطنت سبیطلہ تھا لہٰذا وہ ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد میں مسلمانوں کے ساتھ لڑنے آئے۔ مسلمان ان دنوں بیس ہزار تھے اس کے باوجود عربوں نے انہیں شکست دی اور سبیطلہ فتح کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا اور ان کے بادشاہ گریگور کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اموال اور بیٹیوں کو غنیمت میں دیا جن میں سے گریگور کی بیٹی اس کے قاتل عبداللہ بن زبیر کو ملی۔ کیونکہ مسلمانوں نے شکست دینے کے بعد ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے ملے گی لہٰذا وہ فتح کی خبر لے کر خلیفہ اور مسلمانوں کی جماعت کے پاس مدینہ میں پہنچے۔ یہ سارا واقعہ مذکور و مشہور ہے۔ وہ فتح کی خبر لے کر پھر افریقہ کے قلعوں کی طرف گئے۔ اور مسلمان غارت گری کرتے ہوئے میدانوں میں چلے گئے۔ اس کے بعد ان کے اور الضواحی کے بربریوں کے درمیان معرکہ آرائی، قتل عام اور قیدی بنانے کے واقعات ہوئے یہاں تک کہ ان ہی دنوں ان کی قید میں ان کا بادشاہ وزمار بن صقلاب بھی آیا جو بنی حزر کا جد ہے، وہ ان دنوں مغراوہ اور دیگر زناتہ کا والی تھا۔ جب مسلمانوں نے اسے حضرت عثمان بن عفانؓ کے حضور پیش کیا، تو وہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا۔ آپ نے پھر اس پر احسان کیا، اسے آزاد کر دیا، اور اسے اس کی قوم کا امیر بنا دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آپ کے پاس آیا، تو اس وقت مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا تب فرنجیوں نے صلح کی پناہ لی انہوں نے ابن سرح کے لئے سونے کے تین سو قنطار کی پیش کش کی تا کہ وہ عربوں کو ان کے علاقے سے لے کر کوچ کر جائے لہٰذا اس نے ایسا ہی کیا اور مسلمان مشرق کی طرف لوٹ آئے اور پھر اسلامی فتنوں میں ملوث ہو گئے۔ اس کے بعد جب حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ پر اتفاق ہو گیا تو انہوں نے معاویہ بن حدیج کی سربراہی میں سنہ 45ھ میں مصر سے افریقہ کو فتح کرنے کے لئے فوج بھیجی، تب شاہ روم نے قسطنطنیہ سے سمندر میں انہیں روکنے کے لئے فوج بھیجی مگر کوئی بات نہ بنی۔ عربوں نے سارے اجسم میں انہیں شکست دیدی اور جبولا کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ معاویہ بن حدیج مصر کی طرف واپس آ گیا۔ اس کے بعد معاویہ بن ابی سفیانؓ نے افریقہ پر عقبہ بن نافع کو حکمران بنا دیا لہٰذا اس نے قیروان کی حد بندی کر دی اور فرنجیوں کی حکومت میں تفرقہ پڑ گیا۔ پھر وہ قلعوں کی طرف چلے گئے اور بربری اس کے نواح میں باقی رہ گئے یہاں تک کہ یزید بن معاویہ حکمران بن گیا۔ اس نے افریقہ پر ابوالمہاجر مولیٰ کو گورنر مقرر کیا۔ ان دنوں بربر کی سرداری اروبہ بن کسیلہ بن ملزم کو حاصل تھی جو البرانس کا سردار تھا، اس کا معاون سکر دید بن رومی بن ماروت تھا جو اروبہ میں سے تھا اور عیسائی تھا۔ یہ دونوں فتح کے آغاز میں ہی مسلمان ہو گئے تھے لیکن پھر ابوالمہاجر کی حکمرانی کے وقت مرتد ہو گئے اور ان دونوں کے پاس البرانس اکٹھے ہو گئے تھے۔ جب ابوالمہاجر لڑائی کے لئے ان کی طرف گیا اور عیون تلمسان پر اترا۔ اس نے انہیں شکست دی اور کسیلہ کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ کسیلہ نے پھر اسلام قبول کر لیا، تو اس نے اسے چھوڑ دیا ابوالمہاجر کے بعد عقبہ آیا تو اس نے ابوالمہاجر کے اصحاب پر غصے کی وجہ اسے ایک طرف ہٹا دیا۔ پھر اس نے ماغانہ اور ملیس کی طرح افرنجہ کے قلعوں کو فتح کیا۔ اب بربر کے بادشاہوں نے الزاب اور تاہرت میں اس کا مقابلہ کیا لہٰذا اس نے انہیں فوج در فوج دبا کر رکھ دیا اور

مغرب اقصیٰ میں داخل ہوگیا۔ وہاں غمارہ نے اس کی اطاعت اختیار کرلی جن کا ان دنوں امیر بلیان تھا۔ وہ پھر ولی اور جبال درن کی طرف آ گیا اور
المصامدہ کو قتل کیا، اس کے اور ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں اور انہوں نے جبال درن میں اس کا محاصرہ کرلیا۔ زناتہ کی فوجیں پھر ان کے مقابلہ میں
گئیں جو مغراوہ کے اسلام لانے کے وقت سے خالص اسلامی فوجیں ملیں۔ لہٰذا انہوں نے عقبہ سے المصامدہ کو ہٹا دیا اور خوب خونریزی کی یہاں
تک کہ انہوں نے اسلام کی اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کر کے ان کے شہروں پر قبضہ کرلیا۔ پھر وہ لثامی منہاجہ سے لڑنے کے لئے بلاد سوس کے
درے مسوفہ سے لڑا، ان کا انتظام کیا، اور واپس آ گیا۔ اس دوران میں کسیلہ اپنی فوج کے ساتھ اس کی قید میں تھا لہٰذا جب وہ سوس سے واپس آیا تو
اس نے قیروان کی طرف فوجوں کو بھیجا اور خود تھوڑی سی فوج کے ساتھ باقی رہ گیا۔ جب اس نے کسیلہ اور اس کی قوم کے ساتھ مراسلت کی تو انہوں
نے گواہ بھیجے، انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔ یوں کسیلہ پانچ سال تک افریقہ کا بادشاہ بن گیا اور
قیروان میں اترا۔ اس نے جو صاحب اولاد بوجہ والے لوگ عربوں سے باقی رہ گئے تھے، انہیں امان دیدی۔ تب بربریوں پر اس کی بادشاہی گراں
گزری اور عبدالملک کی حکومت میں قیس بن زہیر عقبہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے سنہ 67ھ میں جنگ کرنے کے لئے آیا۔ کسیلہ نے اس کے
لئے لڑائی باقیماندہ بربریوں کو جمع کیا اور قیروان کے مضافات میں فوج کے ساتھ اس سے نبرد آزما ہوا۔ فریقین کے درمیان سخت معرکہ ہوا جس میں
بربر شکست کھا گئے اور کسیلہ قتل ہوگیا، اس کے ساتھ بے شمار لوگ بھی قتل ہوئے اب عربوں نے مخمہ اور ملویہ تک ان کا تعاقب کیا اور اس لڑائی میں
بربریوں نے فخر کیا، ان کے سوار اور جوان فنا ہوگئے، ان کی شوکت ختم ہوگئی اور فرنجہ کی حکومت کمزور پڑ گئی، اس کے بعد بربر زہیر اور عربوں سے سخت
ڈر گئے اور انہوں نے اپنے قلعوں میں پناہ لے لی۔ اس کے بعد زہیر نے انہیں دھمکی دی اور مشرق کی طرف لوٹ آیا لیکن وہ برقہ میں شہید ہوگیا۔
جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اب افریقہ میں آگ بھڑک اٹھی اور بربریوں میں افتراق پیدا ہوگیا۔ کیونکہ ان کی حکومت سرداروں میں بٹ گئی۔ ان
دنوں سب سے عظیم الشان مقام کی حامل کاہنہ دھیا بنت مانیہ بن شیفان تھی جو جبل اوراس کی ملکہ تھی اس کی قوم جراوہ تھی جو البتر کے بادشاہ اور رہنماء
تھے لہٰذا عبدالملک نے حسان بن نعمان غسانی کی طرف اپنے عامل مصر کو بھیجا کہ وہ جہاد افریقہ کو جائے اور اسے مدد بھی بھیجی۔ یوں وہ سنہ 97ھ میں
افریقہ کی طرف گیا اور ثروان میں داخل ہوگیا۔ اس نے قرطاجنہ سے جنگ کی اور اسے بزور قوت فتح کرلیا۔ اس میں جو افریقی باقی رہ گئے تھے، وہ
پھر صقلیہ اور اندلس کی طرف چلے گئے۔ اس نے پھر بربریوں کے سب سے بڑے بادشاہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اسے کاہنہ اور اس کی قوم
جراوہ کے متعلق بتایا لہٰذا وہ اس کی طرف گیا اور وادی مسکیانہ میں اترا۔ وہ بھی اس کے مقابلہ میں آئی پھر شدید لڑائی ہوئی اور مسلمان شکست کھا
گئے۔ یوں بہت سی مخلوق ماری گئی اور خالد بن یزید قیتیبی بھی قید ہوگیا۔ کاہنہ اور بربر مسلسل، حسان اور عربوں کا تعاقب کرتے رہے یہاں تک کہ
انہوں نے انہیں قابس کی عملداری سے نکال دیا۔ بعد ازاں حسان طرابلس کی عملداری میں آ گیا تو اسے قیام کرنے کے متعلق عبدالملک کا خط ملا۔
لہٰذا اس نے اقامت اختیار کرلی، وہاں اپنا محل بنایا اور اس زمانے سے واقفیت حاصل کی۔ اس کے بعد کاہنہ اپنی جگہ واپس آ گئی اور اپنے اسیر خالد
سے کہا کہ وہ اس کی بیٹی کے ساتھ دودھ پئے وہ افریقہ اور بربر میں پانچ سال حکمران رہی پھر عبدالملک نے حسان کو مدد بھیجی، تو وہ سنہ 74ھ میں
افریقہ واپس آیا۔ اس دوران کاہنہ نے تمام شہروں اور جاگیروں کو تباہ کر دیا اور طرابلس سے طنجہ تک متصل بستیوں میں یہ ایک ہی پناہ تھی۔ یہ بات
بربریوں کو شاق گزری، تو انہوں نے حسان سے امان طلب کی، اس نے انہیں امان دیدی اور یوں اس نے ان میں تفرقہ پیدا کرنے کی راہ پالی۔ اب
وہ اس کے مقابلہ میں گیا تو وہ بربریوں کی ایک فوج میں تھی لہٰذا اب بربریوں نے شکست کھائی۔ اور کاہنہ جبل اوراس کے ایک پوشیدہ مقام پر قتل
ہوئی جو اس عہد میں مشہور تھا۔ اب بربریوں نے اسلام اور اطاعت پر امان طلب کی اور یہ بھی کہا کہ ان میں سے بارہ ہزار مجاہدین اس کے ساتھ ہوں
گے۔ لہٰذا انہوں نے یہ بات قبول کرلی اور وہ اسلام لے آئے۔ اس نے کاہنہ کے بڑے بیٹے کو اس کی قوم جراوہ اور جبل اوراس کا سردار بنا دیا، تو
انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کی اطاعت اختیار کی ہے۔ اور اس کے پاس جا کر اس کی بیعت کی ہے د کاہنہ نے اس کے متعلق شیاطین کے اشاروں
سے لوگوں کو یہ بات بتادی۔

اس کے بعد حسان، قیروان کی طرف واپس آ گیا، رجسٹر لکھے اور بربریوں سے خراج پر صلح کی، اس نے افریقی عجمیوں، بربر اور ابرانس میں
سے عیسائیت پر قائم رہنے والوں پر خراج عائد کیا۔ اس دوران افریقہ اور مغرب کے متعلق بربریوں میں اختلاف پیدا ہوگیا اور اکثر شہر خالی ہوگئے

اس کے بعد موسیٰ بن نصیر، افریقہ کا حکمران بن کر قیروان کی طرف آیا تو اس نے اس کے اختلاف کو دیکھا، وہ دور کے عجمیوں کو قریب کے عجمیوں کی طرف لاتا، اس نے بربریوں میں خونریزی کی اور یوں مغرب پر غالب آ گیا۔ اب بربریوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے طنجہ پر طارق بن زیاد کو حاکم بنایا اور اس کے ساتھ 27 ہزار عرب اور بارہ ہزار بربری اتار دیئے اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ بربریوں کو قرآن اور فقہ سکھائیں۔ آخر کار سنہ 101ھ میں بقیہ بربریوں نے اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المعاجر کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

ابو محمد بن ابی زید نے بیان کیا ہے کہ بربریوں نے بارہ دفعہ طرابلس سے طنجہ تک ارتداد اختیار کیا تھا لہٰذا ان کا اسلام اس وقت تک مضبوط نہیں ہوا جب تک طارق اور موسیٰ بن نصیر، مغرب پر غالب آنے کے بعد اندلس کی طرف نہیں گئے۔ ان کے ساتھ بربریوں کے بہت سے جوان بھی گئے لہٰذا اس نے انہیں جہاد کا حکم دیا۔ اور وہ فتح تک وہاں رہے لہٰذا اس وقت مغرب میں اسلام مضبوط ہوا اور بربریوں نے ان کے احکام کی اطاعت اختیار کی۔ ان میں پھر اسلام کی باتیں راسخ ہو گئیں اور وہ ارتداد کو بھول گئے۔ لیکن پھر انہوں نے خارجیت اختیار کر لی اور انہوں نے اسے ان نقل مکانی کرنے والے عربوں سے سیکھا جنہوں نے اس کے متعلق عراق میں سنا تھا۔ یوں ان کے کئی فرقے بن گئے اور اباضیہ اور صفریہ کے کئی سلسلے بن گئے جیسا کہ ہم نے خوارج کے حالات میں بیان کیا ہے۔ یوں یہ بدعت پھیل گئی اور عرب کے منافق سرداروں نے اسے مضبوط کیا اور بربریوں میں فتنہ پیدا ہو گیا۔ جو حکومت کے خلاف حملہ کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ اب وہ ہر جانب نکل گئے اور بربر کے مخلوط لوگ اپنے قائد کی طرف دعوت دینے لگے۔ اس کے بعد وہ ان پر اپنے مذاہب کفر کی تلاوت کرنے لگے اور حق کو باطل کے ساتھ ملانے لگے یہاں تک کہ ان میں ان کے بوئے ہوئے پودے کی جڑیں مضبوط ہو گئیں۔ اس کے بعد بربریوں نے عربوں کی حکومت پر حملہ کرنے کی کوشش کی، اور یزید بن ابی مسلم کو سنہ 102ھ میں قتل کر دیا۔ کیونکہ انہیں اس پر اس کے بعض افعال کی وجہ سے اعتراض تھا۔ بعد ازاں 122ھ میں بربریوں نے ہشام بن عبدالملک کی حکومت میں عبداللہ بن حجاب کی ولایت میں خروج کیا کیونکہ اس کی فوجوں نے بلاد سوس کو پامال کیا تھا اور بربریوں میں بہت خونریزی کی تھی، لوگوں کو قیدی بنایا تھا اور مال غنیمت حاصل کیا تھا۔ وہ مسوفہ تک چلا گیا تھا، وہاں قتل عام کیا اور قیدی بنایا تھا، یوں بربریوں کے دلوں میں اس کا رعب پڑ گیا۔ جب یہ بربریوں کو محسوس ہوا کہ وہ مسلمانوں کی غنیمت لوٹ رہا ہے انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور میسرۃ المطغری نے طنجہ عمرو بن عبداللہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، اس نے پھر عبدالاعلیٰ بن جریج افریقی کی بیعت کر لی جو رومی الاصل تھا، عربوں کا غلام تھا۔ اور صفری خوارج کا رہنما تھا وہ مدت تک ان کے امور کا ذمہ دار رہا۔ اس دوران میسرہ نے اپنے خارجی صفری مذہب کی طرف دعوت دیتے ہوئے خود اپنی خلافت کی بیعت کی لیکن پھر اس کا کردار خراب ہو گیا تو بربریوں کو اس کے افعال پر غصہ آیا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد خالد بن حمید زناتی کو اپنا امیر بنایا، ابن عبدالحکیم کہتا ہے کہ وہ ہتورہ میں سے تھا جو زناتہ کا ایک بطن ہے لہٰذا وہ ان کے امور کا ذمہ دار بنا اور عربوں کی طرف لڑائی کرنے کے لئے گیا اب عبداللہ بن حجاب نے اس کے آگے فوجیں بھیجیں جن کے ساتھ خالد بن ابی حبیب بھی تھا، لہٰذا وادی شلف میں لڑائی ہوئی اور عرب شکست کھا گئے۔ خالد بن ابی حبیب اور اس کے ساتھی قتل ہو گئے، اس لڑائی کو جنگ اسراب کہتے ہیں۔ یوں شہر میں بغاوت پھیل گئی اور لوگوں کے معاملات خراب ہو گئے۔ ہشام بن عبدالملک کو یہ خبر پہنچی تو اس نے ابن حجاب کو معزول کر دیا اور کلثوم بن عیاض قشری کو وہاں کا 123ھ میں حاکم بنایا۔ اس نے اسے بارہ ہزار شامیوں کے ساتھ بھیجا اور مصر، برقہ اور طرابلس کی سرحدوں کو اس کی مدد کے لئے لکھا لہٰذا وہ افریقہ اور مغرب کی طرف گیا یہاں تک کہ وادی طنجہ میں پہنچ گیا جو سبسر کی وادی ہے اب خالد بن حمید زناتی لاتعداد اپنے بربری ہمراہیوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور انہوں نے کلثوم بن عیاض کی ہراول فوج کو شکست دینے کے بعد اس سے مڈبھیڑ کی، اب ان کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور کلثوم قتل ہو گیا، اس پر فوج غصے سے بھڑک اٹھی۔ شامی فلج بن بشر قشیری کے ساتھ اندلس کی طرف چلے گئے جبکہ مصری اور افریقی قیروان کی طرف چلے گئے۔ جب ہشام بن عبدالملک کو یہ اطلاع ملی تو اس نے حنظلہ بن سفیان کلبی کو بھیجا جو 424ھ میں قیروان آیا۔ ان دنوں ہوارہ حکومت کے باغی تھے جن میں سے عکاشہ بن ایوب اور عبدالواحد بن یزید اپنی اپنی قوم کے رہنماء تھے۔ لہٰذا ہوارہ اور ان کے بربری پیروکاروں نے حملہ کر دیا۔ حنظلہ بن المعز نے لڑائی کر کے ان کو شکست دی اور شدید لڑائی کے بعد قیروان پر غالب آ گیا۔ اس نے پھر عبدالواحد ہواری کو قتل کر دیا اور عکاشہ کو قیدی بنا لیا۔ اس لڑائی کے مقتولوں کا شمار کیا گیا، تو وہ ایک لاکھ اسی (80) ہزار تھے۔ حنظلہ نے یہ بات ہشام کو لکھی تو لیث بن سعد نے اسے سن کر کہا کہ میں نے غزوہ بدر کے بعد لڑائی میں شامل ہونا پسند نہیں

کیا مگر مجھے غزوہ قرن اور احسام بہت محبوب ہے۔ اس کے بعد مشرق میں خلافت کمزور پڑ گئی اور بنی امیہ کے فتنے، مروان کے ساتھ شیعہ اور خوارج کے واقعات کی وجہ سے اس کی حکومت تباہ ہو گئی۔ نوبت بایں جارسید کہ حکومت بنی امیہ کے پاس نکل کر بنی عباس کے پاس پہنچ گئی۔ پھر فخر عبدالرحمٰن بن حبیب نے اندلس سے آ کر افریقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور حنظلہ نے 126ھ میں اس پر غلبہ حاصل کیا، یوں نصف افریقہ اپنے ادیان کی طرف واپس آ گیا اور بربریوں کی بیماری بڑھ گئی۔ بعد ازاں خارجیوں اور اس کے سرداروں کا معاملہ پیچیدہ ہو گیا تو انہوں نے اطراف سے بغاوت کر دی اور تمام داعیان بدعت کے ساتھ حکومت پر حملہ کر دیا۔ اس میں منہاجبہ نے بڑا کردار ادا کیا اور اس کا امیر ثابت بن وریدون اور اس کی قوم باجہ پر غالب آ گئے۔ ان کے امراء میں سے عبداللہ بن سکرویدنے اپنے ساتھیوں سمیت اس کے ساتھ حملہ کر دیا اور طرابلس پر عبدالجبار اور حرث ہواری نے حملہ کر دیا، یہ دونوں اباضیہ کی رائے رکھتے تھے لہٰذا انہوں نے طرابلس کے عامل بکر بن عیسیٰ قیسی کو، جب وہ ان کو صلح کی دعوت دینے آیا تھا، قتل کر دیا۔ ایک مدت تک یہی کیفیت رہی، اس کے بعد اسماعیل بن زیاد نے بربریوں کے قتل میں بڑا جوش دکھایا۔ اور ان میں خوب خونریزی کی اس نے 135ھ میں تلمسان پر چڑھائی کی اور اسے فتح کر لیا۔ اس نے مغرب پر قبضہ کر کے وہاں کے تمام بربریوں کو ذلیل کیا اس کے بعد 140ھ ور بجومہ اور باقیماندہ قبائل نفزادہ کا فتنہ اٹھا، یہ بات اس وقت ہوئی جب عبدالرحمٰن بن حبیب، ابوجعفر کی اطاعت سے منحرف ہو گیا تو اسے اس کے دو بھائیوں الیاس اور عبدالوارث نے قتل کر دیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا حبیب حکمران بنا اور اس نے اپنے باپ کے بدلہ کا مطالبہ کیا لہٰذا الیاس قتل ہو گیا، یوں عبدالوارث ور بجومہ کے ساتھ جاملا اور ان کے امیر عاصم بن جمیل نے اسے پناہ دیدی۔ اس کے بعد دلہاصہ کے امیر یزید بن سکوم نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ نفزادہ کی بات پر متفق ہو کر ابوجعفر منصور کی دعوت دینے لگے۔ وہ جلد ہی قیروان پر حملہ کر کے اس میں زبردستی داخل ہو گئے۔ اس دوران حبیب بن قابس بھاگ گیا تو عاصم نے نفزادہ اور ان کے قبائل میں اس کا تعاقب کیا۔ انہوں نے عبدالملک بن ابوالجعد اور نفزادہ کو جو قیروان میں موجود تھیں، قیروان پر حاکم مقرر کیا۔ لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا اور ور بجومہ قیروان اور باقی افریقہ پر قابض ہو گئے۔ انہوں نے وہاں پر رہنے والے تمام قریش کو قتل کر دیا اور اپنے چوپاؤں کو جامع مسجد میں باندھ دیا۔ یوں اہل قیروان پر سخت مصیبت پڑی۔ ور بجومہ اور نفزادہ کے اس فعل کو طرابلس کے اباضی بربریوں نے جو ھوارہ اور زناتہ میں سے تھے، بہت برا سمجھا۔ لہٰذا وہ اکٹھے ہو کر ابوالخطاب کے پاس گئے اور ان کے خلاف بغاوت کر دی۔ زناتہ اور ھوارہ کے باقیماندہ بربری بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے، اس نے انہیں ساتھ لے کر قیروان پر چڑھائی کی اور عبدالملک بن ابی الجعد اور باقیماندہ ور بجومہ اور نفزادہ کو قتل کر دیا۔ وہ 141ھ میں قیروان پر قابض ہو گیا اور عبدالرحمٰن بن سین قیروان کا حاکم بنا۔ جو رستم کے بیٹوں میں سے تھا جو قادسیہ میں ایرانیوں کا امیر تھا اور وہ عرب موالی میں سے تھا وہ اس بدعت کے سرداروں میں سے تھا، بعد ازاں ابوالخطاب طرابلس کی طرف گیا اور مغرب جنگ سے شعلہ بداماں ہو گیا اب بربری خوارج نے جہات پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا۔ 140ھ میں مکناسہ میں سے صفریہ مغرب کی جانب اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے عیسیٰ بن یزید اسود کو اپنا امیر بنایا جبکہ سجلماسہ شہر کو بنیاد بنایا اور وہاں مقیم ہو گئے۔ جب ابوجعفر منصور کی طرف سے محمد بن اشعث افریقہ کا والی بن کر آیا تو ابوالخطاب اس کے مقابلے پر گیا اور سرت مقام پر اس سے لڑائی کی، لہٰذا انہوں نے ابن اشعث کو شکست دی اور بلا دریفا میں بربریوں کو قتل کیا۔ عبدالرحمٰن بن رستم قیروان سے تاھرت کی طرف بھاگ گیا جو مغرب الاوسط میں واقع ہے تو لمایہ، لوانہ، رجالہ اور نفزادہ کے اباضی بربریوں کے کئی گروہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے لہٰذا وہ وہاں اتر پڑا اور 144ھ میں اس کے شہر کی حد بندی کر لی۔ اب ابن اشعث نے افریقہ پر کنٹرول کر لیا تو بربری اس سے ڈر گئے۔ زناتہ میں سے بنو یفرن اور بربریوں میں سے مغیلہ تلمسان کے نواح میں منتقل ہو گئے اور بنی یفرن کے ابوقرہ کو اپنا رہنماء بنالیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مغیلہ میں سے تھا اور یہ بات واضح ہے۔ 148ھ میں اس کی بیعت خلافت کی گئی۔ اس کے بعد اغلب بن سود تمیمی عامل طنجہ لڑائی کرنے کے لئے اس کی طرف گیا جب اس کے قریب ہوا تو ابوقرہ بھاگ گیا اور اغلب الزاب میں اتر گیا۔ اس نے پھر تلمسان اور طنجہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور فوج اس کے پاس واپس آ گئی تو وہ بھی واپس آ گیا۔ اس کے بعد پھر بربریوں نے عمرو بن حفص کے زمانے میں خروج کیا جو قبیصہ بن ابی صفرہ یعنی اولاد مہلب میں سے تھا۔ اس وقت ھوارہ کا غلبہ سنہ 51ھ سے چلا آ رہا تھا۔ یہ پھر طرابلس میں اکٹھے ہوئے اور ابوحاتم یعقوب بن حبیب بن مرین بن سطوفت کو اپنا رہنماء بنایا جو امرائے مغیلہ میں سے تھا اور ابوخادم کہلواتا تھا اس کے بعد بارہ فوجوں کے ساتھ عمر کی فوجوں سے طبنہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ ان میں سے ابوقرہ چالیس (40) ہزار صفریہ، عبدالرحمٰن بن رستم چھ

ہزار اباضیہ، اسی طرح مسور بن ھانی دس ہزار جوانوں، جریر بن مسعود اپنے مدیونی ساتھیوں اور عبدالملک بن سکر دید صنہاجی دو ہزار جوانوں کے ساتھ جن میں صفری بھی شامل تھے۔ آئے اور عمر بن حفص کا محاصرہ سخت ہو گیا۔ اس نے پھر مخالفت کی ایک چال چلی، اور اپنے بیٹے کو چار ہزار جوان دیئے جو الگ ہو کر طبنہ سے چلے گئے۔ اس نے پھر ابن رستم کی طرف ایک فوج بھیجی جس نے اسے شکست دی اور وہ شکست خوردہ ہو کر تاھرت میں داخل ہو گیا۔ عمر بن حفص نے ابو حاتم اور اس کے بربری اباضی ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور وہ بھی اس کے مقابلے پر آ گئے۔ تو وہ انہیں قیروان کی طرف لے گیا اور اسے فوجوں اور جوانوں سے بھر دیا۔ اس نے پھر ابو حاتم اور بربریوں سے جنگ کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور یہ قیروان کی طرف واپس آ گیا۔ تب انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ ترپن لاکھ تھے جن میں سے پینتیس (35) ہزار سوار تھے، وہ سب اباضی تھے، یوں محاصرہ لمبا ہو گیا۔ جب 154ھ میں عمر بن حفص قتل ہو گیا تو اہل قیروان نے ابو حاتم کے ساتھ اس کی من مانی شرائط پر صلح کر لی اور وہ وہاں سے کوچ کر گیا۔

154ھ میں یزید بن قبیصہ بن مہلب افریقہ کا حاکم بن کر آیا تو ابو حاتم عمر بن عثمان فہری کے مخالف ہو جانے کے بعد اس کے مقابلے پر گیا، یوں ان کے معاملے میں افتراق پیدا ہو گیا لہٰذا یزید بن حاتم نے طرابلس میں اس سے لڑائی کی، ابو حاتم قتل ہو گیا اور بربریوں کو شکست ہوئی۔ بعد ازاں عبدالرحمٰن بن حبیب بن عبدالرحمٰن جو ابو حاتم کے اصحاب میں سے تھا کتامہ چلا گیا اور مخارق بن غفار طائی کو بھیجا تو اس نے آٹھ ماہ تک اس کا محاصرہ کیئے رکھا اس نے پھر اس پر غالب آ کر اسے اور اس کے بربری ساتھیوں کو قتل کر دیا اور وہ جدھر منہ آیا ادھر بھاگ گئے۔ فوج کے ساتھ طبنہ میں عمر بن حفص کے قتل سے فضا تک ان کی 375 لڑائیاں ہوئیں اور پھر یزید افریقہ آ گیا۔ اس نے اس کے فساد کو دور کیا اور قیروان کو درست کیا اور پھر ہمیشہ ہی ملک پر سکون رہا۔ آخر 157ھ میں وربجومہ نے خروج کیا اور ابو ذر جونہ کو اپنا راہنماء بنا لیا۔ لہٰذا یزید ان کی طرف بن محراۃ مھلبی کے قبیلے کو لے کر گیا، تو انہوں نے اسے شکست دی۔ اس کے بیٹے مہلب نے اس سے اجازت طلب کی جو ورفجومہ پر حملہ کرنے والی فوج میں الزاب، طبنہ اور کتامہ کی فوجوں کا سالار تھا، اس نے نہ صرف اسے اجازت دی، بلکہ علا بن سعید بن مروان مہلبی سے اس کی مدد کی تو اس نے ان پر حملہ کر کے انہیں بری طرح قتل کر دیا۔ اس کے بعد 161ھ میں نفزادہ نے اس کے بیٹے داؤد کی سلطنت میں اس کے مر جانے کے بعد خروج کیا اور صالح بن نصیر سفری کو اپنا راہنماء بنا کر اباضیہ کے نظریہ کی دعوت دینے لگے۔ لہٰذا اس نے ان کے مقابلہ میں اپنے عم زاد سلیمان بن الصحہ کو دس ہزار فوج کے ساتھ بھیجا، تو اس نے انہیں شکست دی اور بربریوں کو بری طرح قتل کیا وہ پھر صالح بن نصیر کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ تمام اباضی بربر بھاگ گئے ہیں اور شغبار یہ میں جمع ہو گئے ہیں لہٰذا سلیمان نے انہیں دوبارہ شکست دی اور قیروان کی طرف واپس آ گیا۔ یوں افریقہ کے بربری خارجیوں کی ہوا تھم گئی اور ان کی بدعت میں ضعف پیدا ہو گیا۔ 171ھ میں حاکم تاھرت عبدالرحمٰن بن رستم نے حاکم قیروان روح بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب کے ساتھ دوستی کرنے میں دلچسپی لی، تو اس نے اس سے صلح کر لی، یوں بربریوں کا زور ٹوٹ گیا اور وہ غالب آنے والے حکمرانوں کے مطیع ہو گئے، اور دین کی دل سے اطاعت کرنے لگے، اب اسلام نے اپنے قدم جما لئے اور حکومت نے بربزیوں پر ٹیکس لگا دیا۔ اس کے بعد ابراہیم بن تغلب تمیمی نے ہارون الرشید سے قبل 185ھ میں افریقہ اور مغرب کی حکومت سنبھال لی۔ لہٰذا اس نے اس حکومت کو مضبوط کیا، اور لوگوں سے حسن سلوک کیا، بگاڑ کی اصلاح کی اور اتحاد پیدا کیا، اب سب لوگ راضی ہو گئے اور یوں بغیر کسی تنازعہ اور بگاڑ کرنے والے کے آزادانہ حکومت کرتا رہا۔ اس کے بیٹے خلف سے سلف تک اس حکومت کے وارث ہوئے اور انہیں افریقہ اور مغرب میں وہ حکومت حاصل تھی جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ افریقہ سے عرب حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

کتامہ کا بیان

کتامہ نے رافضی دعوت کے ساتھ ہی بنی اغلب کے خلاف بغاوت کی اور ان میں عبداللہ محتسب شیعہ، عبیداللہ مہدی کا داعی بن کر کھڑا ہوا۔ یہ افریقہ میں عربوں کی حکومت کا آخری دور تھا، اس دن سے کتامہ نے اپنی مستقل حکومت قائم کر لی۔ ان کے بعد مغرب کے بربریوں نے حکومت قائم کر لی اور مغرب اور افریقہ سے عربوں کی ہوا اکھڑ گئی یعنی ان کی حکومت جاتی رہی اور اس حکومت کے بعد اس زمانے تک ان کی حکومت کوئی نہیں ہوئی۔ یوں

بربریوں اوران کے قبائل کی حکومت بن گئی جس کوان کے ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ اورایک قوم کے بعد دوسری قوم حاصل کرتی رہی۔ کبھی یہ اندلس کے اموی خلفاء کی طرف اور کبھی بنوعباس اور بنوحسن کے ہاشمیوں کی طرف دعوت دیتے پھرانہوں نے آخرکار مستقلاً اپنی طرف دعوت دینی شروع کردی۔ ہم اس کا مفصل ذکر زناتہ اور بربریوں کی حکومت کے بیان میں کریں گے جن کے حالات ہم بیان کرنے والے ہیں۔

باب: ۱۵

تبری بربریوں اور ان کے قبیلوں کا بیان اور ان کے واقعات کی روداد

بربریوں کا جد ماد غیس الابتر تھا اور اس کا بیٹا زحیک تھا، اسی سے ان کے بطون نکلے ہیں۔ بربریوں کے نسابین اس کے چار بیٹوں کا ذکر کرتے ہیں یعنی نفوس، اداس، ضرا اور لوا اداس اور ہوارہ میں چلا گیا کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ہوارہ نے اپنے باپ زحیک کو دودھ چھڑانے سے قبل اس کی ماں کے پاس چھوڑا تو وہ اس کی طرف منسوب ہو گیا اور پھر اس کے بچوں کے ساتھ مل جل گیا، یوں بطون اداس ہوارہ میں شامل ہو گئے۔ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اب ہم ضرا اور لوا کے بطون کا ایک ایک کر کے ذکر کریں گے نفوس کا ایک ہی بطن ہے جس کی طرف سب نفوسہ منسوب ہوتے ہیں۔ یہ دراصل بربریوں کے وسیع ترین قبائل میں سے ہے۔ جس میں بنی زمور، بنی مکسور اور ماطوسہ کی طرح بہت سے قبائل ہیں ان کی اکثریت کا وطن جہات طرابلس اور اس کے نواح میں ہے اور وہاں پر ایک پہاڑ بھی ان کے نام سے مشہور ہے یہ طرابلس کی جانب سے تین دن کی مسافت کے فاصلے پر ہیں۔ آج بھی ان کے بقیہ لوگ وہیں رہتے ہیں۔ فتح سے قبل صبرہ شہر بھی ان کے مواطن میں شامل تھا اور ان کی طرف منسوب ہوتا تھا، یہ پہلی اسلامی فتح کا پہلا پھل ہے۔ ان کے غالب آ جانے پر بعد مغرب برباد ہو گیا اور کھنڈرات اور پوشیدہ نشانات کے سوا کچھ باقی نہ رہا ان کے جوانوں میں سے ایک اسماعیل بن زیاد بھی تھا جو عباسی حکومت کے شروع میں 132ھ میں قابس پر غالب آیا اور ان میں سے اس عہد تک متفرق ٹکڑیاں، مصر اور مغرب کے مضافات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ لوا کے بیٹوں میں سے لواتہ اور نفزاوہ ہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ واللہ وارث الارض و من علیہا۔

باب ۲۱

نفزاوہ کے قبائل اور ان کے بطون کے حالات

یہ لوگ نفزاو بن لوا الاکبر بن زحیک کے بیٹے ہیں۔ ان میں قبائل بہت ہیں جن میں غساسہ، زہیلہ، سوماتہ، ولہاصہ، مجر اور ورسیف کی طرح ان
کی بہت سی شاخیں ہیں۔ ان کے بطون میں ایک مشہور قبیلہ ہے جسے ورنید کہتے ہیں۔ ان میں سے ورتدین بھی ہیں۔ جن کی بہت سی
شاخیں ہیں۔ جن کی تفصیل ہم بیان نہیں کر سکتے۔ ان میں سے بنی ورسیف، اور بنی مکتا، اور بنی حمیر، اور بنی زنات، اور بنی مغن اور بنی ورتین
وغیرہ ہیں۔ ان کی بہت سی شاخیں ہیں۔ جن کا نسب ابن حزم نے بیان کیا ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔
ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ ان میں سے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کی قوم کے بعض لوگ رسول اللہ کے
زمانے میں بھی موجود تھے۔ ان کی بہت سی شاخیں ہیں۔ نفزاوہ کے بطون میں سب سے زیادہ مشہور ولہاصہ ہیں۔ جب
عبدالرحمٰن بن حبیب نے امام حسن کی اطاعت سے انحراف کیا تو ان میں سے بعض لوگ عبدالرحمٰن کے پاس آ گئے اور
ان کے ساتھ مل کر افریقہ میں داخل ہو گئے۔ ان کے بعد وہ لوگ امام کی حمایت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ نفزاوہ کے
ہاتھ سے نکل گئے۔

ان کے علاوہ ان میں سے عبدالملک بن ابی الجعد اور عبدالرحمٰن بن حبیب بھی تھے جو اباضی تھے۔ انھوں نے 125ھ میں قیروان پر قبضہ کر لیا۔
جب عبدالرحمٰن بن حبیب یہاں سے بھاگ گیا تو عبدالملک بن ابی الجعد نے اس پر قبضہ کر لیا اور جب وہ قتل کیا گیا تو نفزاوہ قیروان پر غالب آ
گئے۔ انھوں نے یہاں سے تمام اہل قیروان کو قتل کر دیا اور شہر میں اپنے حاکم کو مقرر کیا۔ اس کے بعد ان کی شکست ہو گئی۔
ان کے بعد ان میں سے عبدالاعلیٰ اور ابو الخطاب نے بغاوت کی اور انھوں نے قیروان اور طرابلس پر قبضہ کر لیا اور خطاب نے ان کے
ساتھ مل کر طرابلس پر حملہ کیا۔ اس کے بعد 141ھ میں قیروان پر غالب آ گئے اور انھوں نے عبدالملک بن ابی الجعد کو قتل کر دیا۔
انھوں نے نفزاوہ اور ورفجومہ کی جماعت کو شکست دی۔ جب ابو الخطاب نے عبدالرحمٰن بن رستم کو قیروان پر عامل مقرر کیا تو اس کے بعد
یہ لوگ آگے بڑھے اور انھوں نے ورفجومہ کو شکست دی۔ یہاں تک کہ محمد بن اشعث 145ھ میں مصر کی طرف
سے افریقہ آیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب عمر بن حفص نے 151ھ
میں طبنہ کا محاصرہ کیا تو ان سے جنگ ہوئی۔ جب ابن رستم اور ابو قرہ نے اس کا محاصرہ کیا تو یہ
بہت تھوڑے تھے۔ جب یزید بن حاتم 157ھ میں افریقہ آیا تو انھوں نے اس کے خلاف بغاوت کی اور ابو یزید کو
ابن رستم نے اپنا جانشین بنایا۔ اور ان کی طرف فوج بھیجی تو انھوں نے ان میں سے ہر ایک کو شکست دی۔ پھر نفزاوہ نے اس کے باپ
کے خلاف خروج کیا اور ان کی طرف فوج بھیجی۔ انھوں نے محمد بن عبداللہ کو اپنا امیر بنایا تو جس نے ان کی طرف
ان کے ساتھ مل کر یہ لوگ افریقہ میں تھے اور عرب ان سے خوف کھاتے تھے۔ اس کے بعد یہ قوم نفزاوہ
کے بعض قبائل میں منتشر ہو گئی۔ اب یہ متفرق قبائل میں بٹ گئے۔ ان میں ایک چھوٹا بطن تھا۔ عبیدیوں کے آغاز میں اور بنو امیہ
کے زمانے میں ایک بہت بڑا قبیلہ تھا۔ اس زمانے میں مرنجیہ میں ان کے کچھ قبیلے باقی ہیں۔ وہاں پر مرنجیہ کے میدان
میں ان کی طرف منسوب ہے۔ ان میں سے بنی تمیمہ وغیرہ اس عہد میں متفرق گروہوں میں بٹ چکے ہیں۔ یہ لوگ ساحل تلمسان کا
سب سے بڑا قبیلہ ہیں۔ وہ مغرب میں شامل ہیں۔ نسب کے لحاظ سے ان میں شمار ہوتے ہیں۔ آٹھویں صدی کے وسط میں ان میں سے

عبدالمکلف نے مستقل ریاست قائم کر لی۔ بنی عبدالواد کے تلمسان اور اس کے نواح پر غالب آنے کے بعد وہ سلطان کے نام سے وہاں کا بادشاہ بن بیٹھا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اس زمانے میں ان کے سلطان پر عثمان بن عبدالرحمٰن پر غالب آ گیا، اس نے اسے تلمسان میں زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا اور پھر اسے قتل کر دیا۔

دلہاصہ کے مشہور ترین قبائل میں سے ایک اور قبیلہ بونہ کے میدان میں رہتا ہے جو گھوڑوں پر سوار ہوتا ہے۔ وہ لباس، زبان اور دیگر شعار میں عربوں کی نقل کرتا ہے۔ جیسا کہ ھوارہ کا حال ہے۔ ان کا شمار ٹیکس دینے والے قبیلوں میں ہوتا ہے۔ ان کی سرداری آج کل بنی غریف میں ہے۔ اس زمانے میں وہ حازم بن شداد بن حزام بن نصر بن مالک بن عریف کی اولاد میں ہے لیکن پہلے عسکر بن بطنان میں تھی۔ یہ دلہاصہ کے وہ حالات ہیں جو ہمیں معلوم ہوئے ہیں۔

نفزادہ کے بطون

نفزادہ کے بطون میں سے زاتیمہ بھی ہیں۔ جن کے بقیہ اس زمانے میں ساحل برسک میں رہتے ہیں۔ ان میں سے غساسہ بھی ہیں جن کے بقیہ اس زمانے میں ساحل بوطہ میں رہتے ہیں جہاں سمندر کے کنارے ایک بستی ہے وہ مغرب کے جنگی جہازوں کے لنگر انداز ہونے کی جگہ ہے اور وہ ان کے نام سے مشہور ہے زحیلہ کے بقیہ لوگ اس زمانے میں بادس کے نواح میں رہتے ہیں اور غمارہ میں شامل ہیں۔ ہمارے بزرگوں کے زمانے میں ان میں سے ابو یعقوب بادسی بہت بڑا ولی تھا جبکہ ان کے دوسرے لوگ مغرب میں رہتے ہیں مرنیسہ کا کوئی وطن معلوم نہیں، ان کی اولاد افریقہ میں عرب قبائل کے درمیان بٹی ہوئی ہے اس کے علاوہ سوماتہ کے بقیہ لوگ قیروان کے نواح میں رہتے ہیں۔ جن میں سے فندر بن سعید ناصر کے عہد میں قرطبہ کا قاضی تھا۔ واللہ اعلم۔

نفزادہ کے بقیہ بطون کا اس زمانے میں کوئی قبیلہ اور وطن معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ بلاد قسطینہ میں کچھ بستیاں ان کی طرف منسوب ہیں۔ جہاں پر افرنج کے معاہد رہتے ہیں۔ جنہوں نے فتح کے وقت سے جزیہ دے کر انہیں اپنا وطن بنا لیا ہے۔ ان کی اولاد اس زمانے میں بھی وہاں رہتی ہے اور بنی سلیم اور زغبہ کے بہت جلاوطن بھی وہاں ان کے ساتھ رہتے ہیں وہ وہاں جنگلات اور جاگیروں کے مالک ہیں ان بستیوں کا معاملہ خلافت کے زمانے سے توزر کے علاقے کے عامل سے تعلق رکھتا ہے۔ جب حکومت کا سایہ ان کے سروں سے سمٹا اور شہروں میں عصبیت پیدا ہوئی تو ہر بستی نے اپنی مخصوص حکومت قائم کر لی، اس پر توزر کا پیش رو انہیں اپنی رعیت میں شامل کرنے کی کوشش کرنے لگا لہٰذا ان میں کچھ اس کی بات مان لیتے اور کچھ انکار کر دیتے یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس کی حکومت ان پر سایہ فگن ہو گئی۔ اس کے بعد وہ سب کے سب اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے واللہ ولی الامور لارب غیرہ۔

باب: ۱۷

تبری بربریوں میں سے لواتہ قوم کے حالات کا بیان

یہ تبری بربریوں کے بطون میں سے ایک بڑا وسیع اور عظیم بطن ہے، یہ لواء الاصغر بن لواء الاکبر بن زحیک کی طرف منسوب ہوتے ہیں جبکہ لواء الاصغر، نفزاد ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ لواء دراصل ان کے باپ کا نام ہے۔ بربری جب جمع سے عموم مراد لیتے ہیں تو ''الف'' اور ''تا'' کو زیادہ کر دیتے ہیں اور وہ لوات بن جاتا ہے۔ جب عربوں نے اسے معرب کیا تو اسے مفرد پر حمل کیا، اس کے ساتھ جمع کی ''ھا'' ملادی اور ابن حزم نے بیان کیا ہے، کیونکہ بربری نسابوں کا خیال ہے کہ سدراتہ، لواتہ اور مزاتہ، قبطیوں میں سے ہیں مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ ابن حزم کو اس سلسلے میں علمائے بربر کی کتب کا علم نہیں ہوا۔ لواتہ کے بہت سے بطون ہیں مثلاً جیسے سدراتہ بن نیطط بن لوا، اور عرورہ بن ماصلت بن لوا۔ سابق اور اس کے اصحاب نے عرورہ کے سوا بنی ماصلت کے اور قبائل بھی شمار کئے ہیں جو بنی زائد بن لوا کی مانند اکرہ، جرمانہ اور نقاعہ ہیں۔ ان کے اکثر بطون مزانہ میں ہیں اور بربر نساب مزانہ میں بہت سے بطون کو شمار کرتے ہیں، جیسے ملایان، مرتہ، لحیحہ، دمکہ، حمرہ اور مددنہ۔ یہ لوگ برقہ کے مضافات میں اپنے مواطن میں سفر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے۔ ابو یزید کے فتنے میں انہوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں۔ جبل اوراس میں ان کی بہت بڑی قوم رہتی ہے۔ جس نے بنی کملان کے ساتھ ابو یزید کی حکومت کے معاملے میں مدد کی تھی۔ وہ ہمیشہ ہی اس زمانے میں ھوارہ اور کتامہ کے ساتھ جبل اوراس میں رہے ہیں۔ حکومت جبل اوراس میں رہنے والے ٹیکس دہندگان قبائل سے ٹیکس وصول کرنے کے سلسلے میں ان سے مدد طلب کرتی رہی ہے لہٰذا وہ اچھی طرح اس کا کام کرتے رہے ہیں اور جن دستوں کی ان پر ڈیوٹی لگائی جاتی تھی، وہ انہیں سلطان کی فوج میں لے آتے تھے لیکن جب حکومت کا سایہ سمٹا تو ان میں سے بنوسعادہ اولاد محمد کی جاگیروں میں آ گئے جو زواودہ میں سے تھا۔ انہوں نے پھر بھی ان سے وہ کام لئے جو حکومت ان سے لیتی تھی لہٰذا انہوں نے انہیں ٹیکس جمع کرنے کے لئے خادم اور ختم کرنے والی فوج بنا لیا۔ پھر ان کی رعایا کا حصہ بن گئے۔ ان کا ایک حصہ باقی رہ گیا۔ جن کو جاگیریں نہیں ملیں اور وہ بنوزنجان اور بنوبادیس ہیں، لہٰذا منصور بن مزنی نے انہیں اپنے کام میں شامل کر لیا۔ جب مزنی حکومت سے الگ ہوا اور وہ الزاب میں الگ ہو گئے تو وہ انہیں بعض برسوں میں جبلیہ میں دور کرنے لگے۔ اس وجہ سے عرب گروہوں کو فوج کی صورت میں ان کے پاس جمع کرنے لگے اور وہ اس زمانے تک اپنے پہاڑ میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ وہ عرب دشمنوں کے خوف سے ان کو چھوڑ کر میدان میں نہیں جاتے اور ان میں سے بنی بادیس نے بلد نقاوس پر خراج لگایا ہوا ہے جو پہاڑ کی وسعت میں گھرا ہوا ہے کیونکہ اس کے نواح پر انہیں غلبہ حاصل ہے لہٰذا جب وہ اپنے سرمائی مقامات کی طرف آتے ہیں، تو لواتہ بھی اپنے قلعوں میں لوٹ آتے ہیں جو عربوں پر گراں ہیں۔ لواتہ میں سے ایک عظیم قوم تاھرت کے مضافات سے قبلہ کی جانب رہتی ہے اور وہ جبل کے درمیان وادی میناس میں پھرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ قیروان کا ایک امیر انہیں اپنے ہمراہ ایک غزوہ میں لے گیا اور انہیں وہاں پر اتار دیا۔ ان کا سردار ورغ بن علی بن ہشام، عبداللہ شیعی کا سالار تھا۔ جب حمید بن فضل صاحب ترہوت نے منصور کے خلاف خروج کیا تو اس نے خلفائے شیعہ کو ثالث بنایا۔ انہوں نے اس کے خلاف مدد دی اور اس کے گمراہ مذہب کے سلسلے میں اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ منصور نے اس کو مغلوب کر لیا۔ اس کے بعد سنہ 136 میں حمید اندلس گیا اور منصور نے لواتہ پر چڑھائی کی تو وہ اس کے آگے صحرا کی طرف بھاگ اٹھے۔ یہ ان سے بھاگ کر وادی میناس میں اترا، پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا۔

ابن الرفیق نے بیان کیا ہے کہ منصور نے وہاں پر آثار قدیمہ میں ان محلوں کو دیکھا جو تین پہاڑوں پر کھڑے ہوئے پتھروں سے بنائے گئے ہیں۔ وہ دور سے دیکھنے والے کو قبروں کی چوٹیوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ نیز اس نے پتھر میں ایک تحریر دیکھی جس کی تشریح ابو سفیان السرغوس نے یہ کی کہ اس شہر کے باشندوں نے حکومت سے غداری کی تو اس نے مجھے ان کی طرف بھیجا، جب مجھے ان پر فتح حاصل ہوئی تو میں نے یہ عمارت تعمیر

کی تا کہ میں اسے یاد رکھ سکوں۔ ابن الرفیق نے یہی بات بیان کی ہے۔ بنو وجدیجی زناتہ کے قبائل سے تھے اور ان کے منداس کے مواطن میں لواتہ کے پڑوسی تھے۔ جبکہ عجمی ان کے درمیان وادی میناس اور تاہرت میں رہتے تھے لہٰذا ان کے درمیان ایک عورت کے باعث فتنہ پیدا ہوگیا جس کا بنو وجدیجی نے لواتہ میں نکاح کر دیا لہٰذا انہوں نے جنگل کی عار دلائی تو اس نے اپنی قوم کی طرف خط لکھا۔ ان کا سرداران دنوں غسان تھا، اب انہوں نے ایک دوسرے کو اکسایا اور زناتہ سے مدد مانگی تو انہوں نے انہیں علی بن محمد الغربی کے ذریعہ مدد دی۔ مزید برآں دوسری جانب سے مطماطہ ان کی مدد کو چل پڑے اور ان کا امیر عزانہ تھا۔ یہ سب لڑائی کے لئے لواطہ کی طرف گئے اور ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں جن میں سے ایک لڑائی میں علاق ہلاک ہوگیا اور غربی جانب سے السرسو نے انہیں ہٹا دیا۔ وہ انہیں پھر اس پہاڑ کی طرف لے گئے جو تاہرت کے سامنے ہے جسے اس عہد میں دارک کہتے ہیں۔ اس کے قبیلے اس کے ٹیلوں اور متیجہ پر جھانکنے والے پہاڑوں میں پھیل گئے۔ وہ اس زمانے میں ٹیکس دہندہ قبائل میں شمار ہوتے ہیں۔ جبل دارک، یعقوب بن موسیٰ کی اولاد کی جاگیروں میں ہے جو ورغہ کے عطاف کا سردار ہے۔ اسی طرح لواتہ کے بطون اس پہاڑ میں رہتے ہیں جو ان کے نام سے مشہور ہے اور جو قابس اور صفاقس کے سامنے ہے۔ ان میں سے بنو مکی بھی ہیں جو اس عہد میں قابس کے رؤسا ہیں اور ان کے علاوہ ان میں سے لواحات مصر بھی ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے کہ وہ اس کنارے میں رہتے ہیں جو اس کے اور مصر کے مابین ہے۔ جب وہ ان محلات کے قریب آیا تو وہ وہاں پر ان کا سردار بدر بن سالم تھا، اس نے ترکوں کے خلاف خروج کر دیا تو انہوں نے اس کی طرف فوجیں بھیجیں اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی کھیت رہے۔ وہ پھر برقہ کی جانب بھاگ گیا۔ اور اب وہ وہاں پر عربوں کی پناہ میں ہے۔ زناتہ کے یہ قبیلے تادلہ کے نواح میں مراکش کے قریب رہتے ہیں جو مغرب اقصیٰ میں ہے، انہیں وہاں پر بڑی کثرت حاصل ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جابر کے مضافات میں رہتے ہیں جو عرب جشم میں سے تھا پھر وہ ان سے مل جل گئے اور انہی میں شمار ہونے لگے۔ ان میں سے کچھ قبائل مصر اور صعید شادیہ کی بستیوں اور ملاحین میں رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں سے ایک قبیلہ بجایہ کے نواح میں رہتا ہے جو لواتہ کے نام سے معروف ہے، یہ تاکرارت کے میدان میں اترتے ہیں جو اس کے مضافات میں سے ہے۔ وہ اسے اپنی کھیتی اور اپنے جانوروں کی چراگاہ بنانے کے لئے آباد کرتے ہیں۔ اس زمانے میں ان کی سرداری راجح بن صواب کی اولاد میں ہے اور سلطان کی جانب سے ان پر ایک مقررہ ٹیکس عائد ہے۔ لواتہ کے ان لوگوں کے لئے ایک فوج بھی مقرر ہے اور ان کے اور بھی بہت سے قبیلے ہیں جو بطون ہی میں شامل ہیں اور قبائل کے درمیان منقسم ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا۔

بنی فاتن کے حالات کی روداد

یہ بتری بربریوں کا ایک بطن ہیں اور ان کے بطون یہ ہیں: مصغرۃ، یمایہ، صدینہ، کرمیہ، مدیونہ، مغیلہ، مطماطہ، ملزوزہ مکناسہ اور دونہ یہ سب کے سب فاتن بن مصیب بن حریس بن زحیک بن مادغیس الابتر کی اولاد میں سے ہیں اور بربریوں سے ظاہر ہوئے ہیں۔ ہم ان کے ایک ایک بطن کے آخر تک حالات بیان کریں گے۔

مصغرہ کا بیان

یہ ان قبائل میں سب سے زیادہ ہیں اور خاص طور پر بیوی بچوں والے ہیں۔ ان کی اکثریت اسلام کے زمانے سے مغرب میں رہتی ہے۔ انہوں نے ارتداد کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور کارنامے کئے۔ جب اسلام بربریوں میں آیا تو یہ فتح اندلس کے لئے چلے گئے۔ ان کے ساتھ اور قومیں بھی گئیں جو وہاں پر ٹھہر گئیں۔ جب خارجیوں کے دین نے بربریوں میں سرایت کی تو مصغرہ نے صفریہ کا مذہب اختیار کر لیا۔ اس وقت ان کا سردار میسرہ تھا اور حیفر کے نام سے معروف تھا۔ جب عبید اللہ بن حجاب ہشام بن عبدالملک کی طرف سے افریقہ کا حکمران بنا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ مصر سے اس کی طرف آ جائے تو وہ سنہ 114 میں وہاں آیا۔ اس نے پھر عمر بن عبداللہ مرادی کو طنجہ اور مغرب اقصیٰ کا گورنر اور اس کے فرزند اسماعیل کو سوس اور اس کے ماوراء علاقے پر گورنر مقرر کیا۔ یوں ان والیوں کی حکومت مسلسل قائم رہی۔ ان کی سیرت جب بربریوں میں اثر

اندازہوئی تووہ ان کے حالات سے برامنانے لگے۔ وہ ان سے بربری وظائف اورشہدرنگ چادروں اورمغرب کی نئی چیزوں کا مطالبہ کرتے تھے۔ لہٰذاوہ انہیں اکٹھارکھنے میں جلدی کرتے یہاں تک کہ بکری کے بچوں سے شہد کے رنگ والی کھال بنانے کے لئے بکریوں کاایک گلہ ذبح کردیا جاتا لہٰذاان سے صرف ایک ہی چادر بنتی لہٰذا انہوں نے بربریوں کے اموال میں بڑی تباہی مچائی جس سے میسرۃ الحسن جو مصغرۃ الحسن کالیڈرتھا، غضبناک ہوگیا۔اس نے بربریوں کوطنجہ کے گورنرعمر بن عبداللہ کے قتل پراکسایا،توانہوں نے اسے سنہ 125 میں قتل کردیا۔اس کی جگہ میسرہ نے عبدالاعلیٰ کوجوافریقی نوکروں میں سے رومی الاصل تھا،حکمران بنایااوروہ عرب کے موالی میں سے تھا۔یہ ہی خارجیت کی جڑ تھااورصفریہ کے نظریات رکھتا تھا۔لہٰذامیسرہ نے اسے طنجہ پرحاکم مقررکیااورسوس چلاآیا۔اس کے بعداس کے عامل اسماعیل بن عبداللہ نے اسے قتل کردیااورمغرب لڑائی کی آگ سے بھڑک اٹھا۔اب خلفائے مشرق پراس کی حکومت ختم ہوگئی اوراس کے بعدوہ انہیں اپنی اطاعت میں نہیں لاسکا۔اس دوران حجابی کے ساتھیوں نے خالد بن ابی حبیب کے ہراول کے دستے میں فوجوں کے ساتھ ان سے لڑائی کی، ہراول کوشکست دیدی اور خالدکوقتل کردیا۔جب بربریوں نے یہ خبراندلس میں سنی توانہوں نے اپنے عامل عقبہ بن الحاج سلولی پرحملہ کردیااوراسے معزول کردیاپھرعبدالملک بن قطرفہری کوحاکم بنایا۔جب ہشام بن عبدالملک کویہ اطلاع ملی تواس نے کلثوم بن عیاص مری کوبارہ ہزارشامی فوج کے ساتھ بھیجا،اسے افریقہ کاوالی بنایااورعبیداللہ بن حجابی سے اسے حکومت لے دی۔کلثوم سنہ 123 میں بربریوں سے لڑائی کے لئے گیایہاں تک کہ اس کاہراول دستہ طنجہ کے مضافات میں اسبو مقام پرپہنچاتوبربریوں نے میسرہ کے ساتھ اس سے لڑائی کی۔انہوں نے ان کے درمیان درجے کے رؤسا کی تلاش کی اورخارجیت کی مددمیں لگ گئے لہٰذاانہوں نے اس کے ہراول کے دستے کوشکست دیدی پھرجلدہی اسے بھی شکست دیدی اوراسے قتل کردیا۔ان کے ساتھ لڑائی کرنے میں اس کی یہی تدبیرتھی۔انہوں نے چھوٹی پرانی مشکوں کوپتھروں سے بھرکرگھوڑوں کی دموں کے ساتھ باندھ دیاجن سے وہ فدیہ دیتے۔جب پرانی مشکوں میں پتھروں کی حرکت سے آوازپیداہوتی توعربوں کے جنگی میدان میں انہیں ایک ایک کرکے گرادیاجاتاجس سے ان کے گھوڑے بدک جاتے اوران کامیدان خراب ہوجاتا۔اس کے بعدمریہ ان پرگروہ درگروہ ٹوٹ پڑے اوروہ منتشرہوگئے۔یہ مزیدار باتیں شامی دستوں کے ساتھ ہی سبتہ چلی گئیں جیساکہ ہم ان کے حالات میں بیان کرچکے ہیں۔اس کے بعدمصری اورافریقی قیروان کی طرف واپس آگئے اورہرطرف خوارج ظاہرہوگئے۔یوں مغرب خلفاء کی اطاعت سے دست کش ہوگیایہاں تک کہ میسرہ فوت ہوگیا۔اس کے بعدمصغرہ کی سرداری یحییٰ بن حارث نے سنبھالی جومحمدبن خزراوراورمغرادہ کاجانشین تھا۔اس کے بعدمغرب میں ادریس کاظہورہوالہٰذاوہ بربریوں کویہاں لایااوراس میں داریہ نے بڑاکردار اداکیاجیساکہ ہم بیان کرچکے ہیں۔ان دنوں مصغرہ کاسرداربہلول بن عبدالواحدتھالہٰذامالک نے ابراہیم بن اغلب عامل قیروان کی سازش سے ادریس کی اطاعت سے انحراف کرکے ہارون الرشیدکی اطاعت اختیارکرلی۔اب ادریس نے اس سے صلح کی اوراسے صلح کی خبردی پھراس کے بعد مصغرہ کی ہوااکھڑگئی،ان کی جمعیت پریشان ہوگئی اورحکومتوں نے ان پراپنے دامن پھیلادیئے۔وہ اس عہدمیں مغرب کے تلول اوراس کے صحرا میں بربریوں کوٹیکس دینے والے عمال میں شامل ہیں۔

ان میں سے فاس اورتلمسان کے درمیان بھی قومیں آبادہیں جوکومیہ سے رابطہ رکھتی ہیں،وہ ان کے حلیفوں میں داخل ہیں اوردعوت موحدیہ کے وقت سے ان میں شامل ہیں۔ان کی سرداری خلیفہ کی اولادکے لئے ہے جوموحدین کے عہدمیں ان کاسردارتھا۔اس نے ان کے وطن میں ان کے لئے ساحل سمندرپرایک قلعہ بنایاجس کانام تادنت تھا۔جب عبدالمومن کی حکومت جاتی رہی اوربنومرین مغرب پرمتغلب ہوگئے تویعرون بن موسیٰ بن خلیفہ نے یعقوب بن عبدالحق کی دعوت سے ان کی حکومت قائم کی،اورپھرندرومہ پرغالب آگیا۔جب یغمراسن بن زیان اس کے مقابلہ میں گیااس نے ندرومہ کواس کے قبضے سے واپس لے لیااوراس پرغالب آگیا۔بعدازاں یعقوب بن عبدالحق ان کے مقابلے میں گیااوراسے ان کے ہاتھوں سے چھین لیااوراسے فوجوں سے بھردیا۔اس نے یعرون کوعامل مقررکیااورمحمدبن ہارون مغرب کی طرف لوٹ آیا۔اس قلعے میں پانچ سال پناہ لےکروہ اپنے آپ کودعوت دینے لگا۔پھریغمراسن نے اس سے رشتہ داری کی اورسنہ 672 میں اسے صلح کی راہ پرلے آیا۔اس زمانے تک عقبہ میں ان کی سرداری قائم ہے۔مصغرہ کے قبائل میں سے ایک قوم جبل فاس میں بھی رہتی ہے جوان کے نام سے مشہورہے۔اسی طرح ان کے بہت سے قبیلے سجلماسہ کے مضافات میں رہتے ہیں اوروہاں کے اکثرباشندے انہی میں سے ہیں۔اسی طرح مصغرہ کے قبیلوں میں سے

صحرائے مغرب میں رہتے ہیں جو اس کے محلوں میں آباد ہیں۔ انہوں نے عربوں کے طریقے کے مطابق کھجوروں کے درخت لگائے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ سجلماسہ کی جانب توات سے تمنطیت تک جو اس کی آخری عملداری ہے، دوسرے بربریوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تلمسان کی جانب میں اس سے چھ دن کی مسافت پر رہتے ہیں، وہاں پر قریب قریب محل بنے ہوئے ہیں اور وہ سب مل کر ایک بڑا شہر بن جاتے ہیں۔ جو دیہاتی آبادی سے بھرپور ہے۔ وہ صحرا کا ایک بڑا شہر شمار ہوتا ہے اور جنگل میں دور آباد ہونے کی وجہ سے حکومت کے سایے سے باہر ہے۔
آج کل اس کی سرداری بنی سید میں ہے جو ان کا ایک بادشاہ ہے۔ اس کے مشرق میں کچھ فاصلے پر پے در پے کئی بستیاں آتی ہیں، جن میں سے آخری بستی جبل راشد سے ایک دن کی مسافت پر ہے۔ یہ بنی عامر کے میدانوں میں ہے جو زغبہ سے تھے اور ان کے اوطان جنگل میں ہیں۔ انہوں نے پہلے اپنے بیٹوں کی خوش بختی اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان پر قبضہ کیا یہاں تک کہ وہ شہرت پا کر انہی کی طرف منسوب ہو گئے۔
ان محلوں سے مشرق کی جانب اور پانچ دن کی مسافت پر ایک پُرنم جگہ ہے جو جنگل میں گھس جاتی ہے وہ قلیعہ والی کے نام سے معروف ہے جسے مصغرہ کے قبیلوں نے آباد کیا ہوا ہے۔ جب کسی سال صحرا والوں کو دوپہر جھلسا دیتی ہے تو وہ وہاں پہنچ کر اس کے ٹیلوں میں ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں کیونکہ وہ ان کی جانب سے اندر گھسا ہوا ہے۔ ان ہی مصغرہ کے کچھ قبیلے مغرب اوسط اور افریقہ کے مضافات میں رہتے ہیں وللہ الخلق جمیعاً۔

لمایہ کا بیان

یہ بھی کئی بطن ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اس کا بھائی مصغرہ ہے جن کے بہت سے بطون ہیں اور ان میں سے کچھ کو سابق اور اس کے اصحاب نے شمار کیا ہے۔ جیسے زکرما، مزیزہ، ملیزہ اور بنو مذیمن یہ سب لمایہ میں سے ہیں اور افریقہ اور مغرب میں سفر کرنے والے ہیں۔ ان کی اکثریت مغرب اوسط میں سموسہ میں رہتی بستی ہے جو صحرا کے قریب ہے۔ جب خارجی دین بربریوں میں پھیل گیا تو انہوں نے اباضیہ کا نظریہ اپنا لیا اور اس کی طرف منسوب ہونے لگے۔ انہوں نے اسے اپنا دین بنا لیا اور ان کے ہم وطن پڑوسیوں نے بھی جو ہوارہ اور لواتہ میں سے تھے، اسے اپنا دین بنا لیا۔ یہ ارض السرسو میں ان سے منداس اور زواغہ کے مغرب میں رہتے تھے۔ اس کے علاوہ مطماطہ اور ملناسہ اور زناتہ سب کے سب جوف اور شرق میں رہتے تھے اور یہ سب بھی خارجی تھے۔ ان میں سے کچھ اباضیہ کے نظریات بھی رکھتے تھے۔ عبدالرحمن بن رستم فاتح مسلمانوں میں سے تھا اور وہ اس رستم کے بیٹوں میں سے تھا جو قادسیہ میں ایرانیوں کا سالار تھا۔ وہ فتح کرنے والے ہراول دستوں کے ساتھ افریقہ آیا تھا اور وہیں موجود تھا۔ اس نے پھر اباضی خارجیوں کا دین اختیار کر لیا تھا۔ وہ متہ کا تربیت یافتہ اور ان کا حلیف تھا۔ جب اباضیہ نے قیروان میں ورفجومہ کے کاموں پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے طرابلس کی جانب جتھہ بندی کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے تو وہ اباضیہ کے امام ابن الخطاب عبدالاعلیٰ بن سمح مغافری کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے طرابلس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے قیروان پر قبضہ کر لیا اور اس کے والی مردن نے حومہ میں عبدالملک بن ابی الجعد کو قتل کر دیا۔ انہوں نے ورفجومہ اور باقیماندہ مغراوہ میں سنہ 141 میں سخت خونریزی کی۔ بعدازاں قیروان پر عبدالرحمن بن رستم کو جانشین بنانے کے بعد ابوالخطاب اور اس کے اباضی ساتھی جو زناتہ اور ہوارہ وغیرہ میں سے تھے، واپس آ گئے۔ جب منصور بن ابی جعفر کو ورفجومہ کے فتنے، افریقہ اور مغرب میں بربری خارجیوں کی مار کٹائی اور قیروان میں کرسئ امارت پر قبضہ کرنے کی خبر ملی تو اس نے محمد بن شعث خزاعی کو بڑی فوج دے کر افریقہ کی طرف بھیجا اور اسے وہاں پر خوارج کے ساتھ لڑنے کا کام سپرد کیا۔ لہٰذا وہ سنہ 144 میں افریقہ آیا۔ طرابلس کے قریب ابوالخطاب اسے اپنی فوج کے ساتھ ملا۔ لہٰذا ابن اشعث نے اس پر اور اس کی قوم پر حملہ کر دیا اور ابوالخطاب قتل ہو گیا۔ جب عبدالرحمن بن رستم کو دارالامارۃ قیروان میں یہ خبر ملی تو وہ اپنے بیوی بچوں کو لے کر مغرب اوسط کے ان بربری اباضیوں کی طرف چلا گیا جن کا ذکر ہم کر چکے اور لمایہ کے ہاں اترا کیونکہ ان کے اور اس کے درمیان قدیم سے حلف کا معاہدہ تھا لہٰذا انہوں نے اکٹھے ہو کر اس کی بیعت خلافت کر لی، وہ پھر منصور کے شہر کو چھوڑ گئے جہاں ان کی کرسئ امارت تھی۔ اس کے بعد انہوں نے جبل کزول السیاح کے دامن میں منداس کے ٹیلوں پر تاہرت شہر کی تعمیر شروع کر دی اور وادئ مینا اس میں اس کی حد بندی کی جہاں سے پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں، وہ قبلہ اور بطحاء سے گزرتے ہوئے وادی شلف میں جا گرتے ہیں۔ یوں عبدالرحمن بن رستم نے اس کی بنیاد رکھی اور سنہ 144 میں اس کی حد بندی کی۔ اس حد بندی میں وسعت پیدا ہوتی گئی یہاں تک کہ عبدالرحمن فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا

بیٹا عبدالوہاب حکمران بنا جو اباضیہ کا رہنماء تھا، یہ سنہ 76 میں ہوارہ کے ساتھ طرابلس کی طرف لڑائی کرنے کے لئے گیا۔ جہاں اس کے باپ کی طرف سے عبداللہ بن ابراہیم بن اغلب حکمران تھا لہٰذا اس نے بربری اباضی فوج کے ساتھ اس کا محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ ابراہیم بن اغلب فوت ہو گیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن اغلب اپنی امارت کے لئے قیروان آیا۔ لہٰذا عبدالوہاب نے اس سے اس شرط پر صلح کی کہ صاحیہ ان کے لئے ہوگا۔ وہ پھر مقوسہ کی طرف واپس چلا گیا اور عبداللہ قیروان چلا گیا۔ اس کے بعد عبدالوہاب نے اپنے بیٹے میمون کو حکمران بنایا جو اباضیہ، صفریہ اور واصلیہ کا رہنماء تھا۔ وہ پھر مقوسہ، صفریہ اور واصلیہ کی طرف لوٹ آیا اور وہ اسے سلام خلافت کہتے تھے۔ اس وقت واصلیہ میں سے اس کے پیروکاروں کی تعداد تیس ہزار تھی جو سفر کرنے والے اور خیموں میں رہنے والے تھے۔ یوں تاہرت میں ہمیشہ رستم کے بیٹوں کی حکومت رہی۔ ان کے مغرادی اور بنی یفرن پڑوسیوں نے جب تلمسان پر قبضہ کیا تو انہیں ادارسہ کی اطاعت میں داخل ہونے پر آمادہ کیا اور سنہ 173 کے قریب وہاں پر موجود زناتہ کو گرفتار کرلیا۔ وہ بقیہ ایام میں ان کے لئے رکاوٹ بنے رہے یہاں تک کہ عبداللہ شیعی کا سنہ 176 میں افریقہ اور مغرب پر غلبہ ہوگیا لہٰذا وہ تاہرت میں بھی ان پر غالب آ گیا اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کرلیا۔ یوں عبداللہ کی دعوت مغربین کے اطراف میں پھیل گئی اور اس حکومت کے ظہور سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ اس کے بعد عروبہ بن یوسف کتامی نے جس نے شیعوں کے لئے مغرب کو فتح کیا تھا، ابوحمید دراس بن صولان، الہیصی سے تاہرت پر حاکم مقرر کرنے کا معاہدہ کیا۔ لہٰذا وہ سنہ 98 میں مغرب کی طرف گیا اور لمایہ، ازواجہ، لوایہ، مکناسہ اور مطماطہ کے اباضیہ سے مشورے کرنے لگا۔ اس نے انہیں رافضیوں کے دین پر آمادہ کیا اور وہاں پر دین خارجیہ کا شیخ بن گیا یہاں تک کہ انہیں ان کے عقائد کو مستحکم کر دیا۔ بعدازاں اسمٰعیل منصور بن صلاص بن حبوس کے زمانے میں وہاں کا والی بنا پھر سمندر کے درے سے امویوں کی دعوت دینے لگا۔ اس کے بعد وہ خیر بن محمد بن حزر کے پاس چلا گیا۔ جو زناتہ میں امویوں کا داعی تھا۔ بعدازاں منصور نے تاہرت پر میسور الخصنی کو عامل مقرر کیا جو احمد بن الرحالی کا پروردہ تھا لہٰذا حمید اور خیر نے تاہرت پر چڑھائی کی، لڑائی میں میسور کو شکست ہوئی اور انہوں نے تاہرت میں داخل ہو کر احمد الرحالی اور میسور کو گرفتار کرلیا۔ تاہم کچھ وقت کے بعد انہیں رہا کر دیا۔ اس کے بعد تاہرت ہمیشہ ہی ان کے باقیماندہ ایام میں شیعہ اور منہاجہ کی عملداری میں رہا اور زناتہ نے کئی بار اس پر غلبہ حاصل کیا۔ بعدازاں بنی امیہ کی فوج نے مغراوی امیر مغرب زیری بن عطیہ کے ماتحت ان سے لڑائیاں کیں یہاں تک کہ ان حکومتوں کا خاتمہ ہوگیا اور مغرب کی حکومت لمتونہ کے پاس چلی گئی۔ اس کے بعد موحدین کی حکومت آ گئی اور انہوں نے ایران پر قبضہ کرلیا۔ اس دوران قابس کی جانب سے بنو غانیہ نے ان کے لئے خروج کیا اور ہمیشہ ہی موحدین کی سرحدوں پر وہ حملے کرتے رہے یا پھر افریقہ اور مغرب اوسط کے میدان پر غارت گری کرتے رہے۔ وہ بار بار زبردستی اس میں داخل ہوتے تھے یہاں تک کہ جب ساتویں صدی کے بیس سال پورے ہوئے تو وہاں کے باشندے اٹھ گئے، فضا خالی ہوگئی۔ اور اس کے بارے میں نشانات مٹ گئے۔ والارض للہ۔

قبائل لمایہ کے حالات

یوں وہ اپنے اس شہر کے تباہ ہونے سے جس کی انہوں نے حد بندی کی تھی اور اس کے آقا بنے تھے خود تباہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ یہی سنت جاری ہے۔ ان کے کچھ فرقے اگرچہ قبیلوں میں تقسیم ہو کر باقی رہ گئے جن میں سے ایک جربہ ہے جن کے نام سے ساحل قابس کے سامنے ایک سمندری جزیرہ بھی موسوم ہے۔ وہ اس زمانے تک وہاں آباد ہیں۔ اہل صقلیہ کے عیسائیوں نے وہاں پر رہنے والے مسلمانوں سمیت اس پر قبضہ کرلیا تھا۔ وہ لمایہ اور کتامہ کے قبائل تھے جو جربہ رسد دیکس کی طرح ہیں۔ انہوں نے ان پر جزیہ عائد کیا تھا اور ساحل سمندر پر القشتیل کے نام سے ایک مضبوط قلعہ بنایا تھا۔ حفصی حکومت کی طرف سے ان کے خلاف ایک لمبے زمانے تک مقابلہ بازی رہی یہاں تک کہ سلطان ابوبکر کی حکومت میں مخلوف بن الکماد کے ہاتھوں آٹھویں صدی کے اڑتیسویں سال میں وہ جزیرہ فتح ہوگیا۔ اس زمانے تک وہاں دعوت اسلامی مضبوطی سے قائم ہے لیکن وہاں کے بربری قبیلے ہمیشہ ہی خارجی دین کے پیروکار رہے ہیں اور ان کے مذاہب کی تالیفات کا مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ وہ اپنے اصول عقائد اور فروغ مذاہب کی روایت کرتے ہیں اور اس کے پڑھنے پڑھانے میں ہی لگے رہتے ہیں۔ واللہ خلقکم وما تعملون۔

مطماطہ کا بیان

یہ فارس تمطیت کی اولاد میں سے مصغرہ اور لمایہ کے بھائی ہیں جن کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ بہت سے قبیلے ہیں۔ سابق مطماطی اور اس کے ساتھی نسابوں نے بیان کیا ہے کہ مطماطہ کا نام مصکاب ہے اور مطماطہ اس کے ہمسر ہیں ان کے قبیلے لواء میں سے جو مطماطہ میں سے ہے۔ اس کا ایک اور بیٹا بھی تھا جس کا نام ونشیط تھا، اس کی اولاد کا انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ لوا کے چار بیٹے تھے یعنی ورماس، میلاغر، وریکول اور یلیص۔ یلیص کی کوئی اولاد نہیں تھی اور باقی تین کی اولاد تھی۔ انہی سے مطماطہ کے تمام قبیلے نکلے ہیں جبکہ ورماس سے معمود، یونس اور نفرین ہیں۔ وریکول کی اولاد، کلدام، سیدہ اور قیدر ہیں۔ سیدہ اور قیدر کی کوئی اولاد نہیں جبکہ کلدام کی اولاد عصفراص سلیمایاں، ساخان، دریقی وصدی اور قطایان عمر ہیں۔ یہ پانچوں اپنی ماں کے نام سے مشہور ہیں۔ عصفراص کے لئے زہاص اور نہراص ہیں اور عصفراص سے وربل اور حامد اور سکوم ہیں جنہیں بنوتلیکشان کہا جاتا ہے۔ یہ بھی اپنی ماں کے نام سے مشہور ہیں۔ زہاص سے بلست اور بصلا تین ہیں جبکہ بلست سے ورسقلاسن، سکر، محمد، مکریل، دکوال، مریصلاسن بان یولی، سمساسن، مسامر، ملوسن، بجمہ، نافع، عبداللہ اور عردانین ہیں۔

یلاعب بن لواتن مطماط کے بیٹے دمیا اور تانیہ ہیں جبکہ تانیہ سے ماحرسکن، دریغ، عجلان، مقام اور قرہ ہیں۔ دحیا کے ورتجی اور محدیل ہیں اور ورتجی سے مغرین، دبور، سکیم اور عجیس ہیں اور محدیل سے ماکور، اشکول کفلان، مذکور، مظارہ اور ابورہ ہیں۔ یہ سابق اور اس کے ساتھی نسابوں کے بیان کے مطابق مطماطہ کے قبیلے ہیں اور مفرق مواطن ہیں۔ ان میں سے کچھ تو تقسیم فاس اور صفر کے درمیان ایک پہاڑ میں رہتے ہیں۔ جوان کے نام سے مشہور ہے۔ جبکہ ان میں سے کچھ جہات قابس اور اس کے مغرب عین حامیہ پر تعمیر شدہ شہر میں رہتے ہیں جو انہی کے نام سے منسوب ہے۔ اس زمانے میں اسے حمہ مطماطہ کہتے ہیں، اس کا ذکر حفصی حکومت اور افریقی ممالک میں آئے گا۔ ان کے بقیہ لوگ قبائل میں متفرق ہیں۔ ان کی اکثریت تاہرت کے نواح میں جبل کزول اور وانشریس کے پاس تکول منداس میں رہتی ہے لیکن اب وہ یہاں پر منہاجہ کی حکومت کے قیام کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

بادیس منصور کے ساتھ حماد بن بلکین کی لڑائی میں انہوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں۔ ان دنوں ان کا سردار عزانہ تھا، اس نے پڑوسی بربریوں کے ساتھ جولواتہ میں سے تھے کئی لڑائیاں کی ہیں۔ جب عزانہ فوت ہو گیا، تو مطماطہ میں اس کے بیٹے زیری نے حکومت قائم کی لیکن اس نے کچھ عرصہ حکومت کی تھی کہ منہاجہ اس کی حکومت پر غالب آ گئے لہٰذا وہ سمندر پار کر کے منصور بن ابی عامرہ کے ہاں اترا تو اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور اسے بربری امراء کے ان طبقے میں شامل کیا جو اس کے پیروکاروں میں شامل تھے اس کے بعد وہ اس کی حکومت پر چھا گیا اور اس کے ہاں بڑی قدر و منزلت رکھتا تھا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مظفر اور بھائی عبدالرحمٰن ناصر منصور کے مقام کو بلند کرنے اور اس کی حکومت کو چلانے لگے۔ یہ محمد بن ہشام بن عبدالجبار کے خروج کے وقت اپنے بربری امراء اور نقیبوں سمیت نعمانی عربوں میں ابو عامرہ کے ساتھ غائب تھا۔ جب انہوں نے اس کی حکومت کی کمزوری اور اس کی بدتدبیری کو دیکھا تو وہ محمد بن ہشام مہدی کے ساتھ مل گئے۔ وہ پھر اندلس میں بربری فتنے کے پیدا ہونے تک اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ یہ وہاں پر فوت ہو گیا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ یہ کس سال میں فوت ہوا۔ اسی طرح ان سے الگ ہونے والے لوگوں میں سے پہلا پہلا جوابی لوای الصیلاص سے تھا، وہ اندلس جا کر ناصر کے پاس اترا اور وہ بربری انساب کا عالم تھا۔

ان کے مشاہیر میں سے سابق بن سلیمان بن حراث بن مولات بن دویاسر ہے جو ہمارے علم کے مطابق بربریوں کا بڑا انساب ہے۔ آخری لوگوں میں عبیداللہ مہدی کا کاتب خراج عبداللہ بن ادریس معروف آدمی ہے۔ ان کا ذکر طویل ہے۔ یہ باتیں ہم نے مطماطہ کے حالات سے حاصل کی ہیں۔

منداس کے وطن

ایک بربری مورخ کا خیال ہے اور میں اس سلسلے میں اس کی کتاب سے بھی مطلع ہوا ہوں کہ اس نے منداس بن مغر بن اور یغ بن لہر بن

المساد کا نام لیا ہے اور وہ ہوارہ ہے۔ واللہ اعلم۔ وہ اس اداس بن زحیک کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ہوارہ کا ربیب ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا مگر یہ بات اس پر مختلط ہو چکی ہے۔ منداس کے بیٹے بھی تھے یعنی شرارہ، کلثوم، اور ہتکم۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب مطماطہ کی حکومت مضبوط ہوگئی اور اس زمانے میں ان کا سردار ارہاص بن عصفراص تھا لہٰذا منداس کو وطن سے نکال دیا گیا اور وہ اس کی حکومت پر غالب آ گیا۔ اس کے بیٹوں نے پھر منداس کے موطن کو آباد کیا اور ہمیشہ وہیں رہے۔ انتہی کلامہ۔

اس زمانے میں یہ قوم اس سے جبل اونیش میں ملی۔ جب بنو توجین جو زناتہ میں سے تھے، منداس پر متغلب ہوئے تو اس کے ساتھ شامل ہو گئے اور ٹیکس دینے والے قبائل میں شمار ہونے لگے۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا۔

مغیلہ کی روداد

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ مطماطہ اور لمایہ کے بھائی ہیں، ان کے بھائی ملزورہ بھی انہی میں شمار ہوتے ہیں جبکہ دونہ اور کشانہ کا بھی یہی حال ہے جو وطن میں بکھرے پڑے ہیں۔ ان میں سے دو بڑے قبیلے ہیں۔ جن میں سے ایک مغرب اوسط میں شلف کے سمندر میں گرنے کی جگہ کے قریب رہتا ہے اور اس زمانے میں کوئی شہر اس سے پہلے نہیں آتا۔ انہی کے ساحل سے عبدالرحمٰن الداخل اندلس جاتے ہوئے گزرا تھا اور منکب میں فروکش ہوا تھا۔ ان میں سے ابوقرہ مغیلی بھی ہوا ہے جس نے صفریہ خوارج کا دین اختیار کر لیا تھا اور پھر چالیس سال حکومت کی ہے۔ بنو عباس کی حکومت کے آغاز میں اس کے اور امرائے عرب کے درمیان قیروان میں لڑائیاں ہوئی ہیں اور اس نے طبنہ سے بھی لڑائی کی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابوقرہ بنی مطماطہ سے تھا اور میرے نزدیک یہ درست بات ہے، اسی لئے میں نے اس کے حالات کو بنی یفرن کے حالات تک موخر کر دیا ہے جو زناتہ میں سے تھے۔

اسی طرح ان میں سے ایک ابوحسان بھی تھا جس نے اسلام کے آغاز میں افریقہ پر حملہ کیا تھا۔ ابوحاتم بن یعقوب بن لہیب بن مرین بن یطوفت جو مازوز میں سے تھا، اس نے بھی سنہ 150 میں ابوقرہ کے ساتھ حملہ کیا اور قیروان پر غالب آ گیا تھا جیسا کہ ان کے علماء میں سے خالد بن خراش اور خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ اسی طرح ان کے رؤسا میں سے موسیٰ بن خلید، ملیح بن علوان اور حسان بن زروال بھی تھا جو عبدالرحمٰن کے داخل ہوا تھا۔ اسی طرح ان میں دلول بن حماد بھی تھا جو یعلی بن محمد الیفرنی کی حکومت میں ان کا امیر تھا، یہ وہی شخص ہے جس نے سمندر سے بارہ میل کے فاصلہ پر سب سے پہلے ایکری کی حد بندی کی تھی لیکن اس عہد میں وہ بستی تباہ ہو چکی ہے اور صرف کھنڈرات باقی رہ گئے ہیں۔ اس وطن میں اب مغیلہ کا کوئی قبیلہ اور جمعیت باقی نہیں رہی، ان کی دوسری اکثریت مغرب اقصیٰ میں رہتی ہے۔ جب وہ لوگ اور یہ اور صدینہ کی پیروی میں ادریس بن عبداللہ کی دعوت کے لئے کھڑے ہوگئے تو بربریوں کو اس کی اطاعت پر آمادہ کرنے لگے اور وہ مسلسل اسی ڈگر پر قائم رہے یہاں تک کے ادارسہ کی حکومت کمزور ہوگئی۔ ان کے بقیہ لوگ اپنے مواطن میں فاس، صفرون اور مکناسہ کے درمیان رہتے ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا۔

مدیونہ کے حالات

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ فاس کی اولاد میں سے مغیلہ اور مطماطہ کے بھائیوں میں سے ہیں۔ ان کی اکثریت کا وطن اس زمانے میں تلمسان کے نواح میں جبل بنی راشد کے درمیان سے اس پہاڑ تک ہے جو ان کے نام سے ہی معروف ہے۔ یہ اس کے نواح اور جہات میں گھومتے پھرتے ہیں۔ بنو یلومی اور بنو یفرن ان سے پہلے مشرق کی جانب سے ان کے پڑوسی تھے جبکہ مکناسہ مغرب کی جانب سے پڑوسی تھے۔ ساحل کی جانب سے کومیہ اور ولہاصہ پڑوسی تھے۔

ان کے قابل ذکر جوانوں میں سے جریر بن مسعود بھی ہے جو ان کا سردار تھا۔ وہ ابوحاتم اور قرہ کے ساتھ ان کی لڑائی میں شامل تھا۔ بعد ازاں فتح کے ہراول کے دستوں کے ساتھ ان میں سے بہت سے آدمی اندلس چلے گئے اور انہیں وہاں پر طاقت حاصل ہوگئی۔ ان میں سے ہلال بن ابزبا

نے معاسع مکناسی کی بغاوت میں عبدالرحمٰن الداخل کے خلاف بغاوت کی لیکن پھر اطاعت اختیار کی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس نے پھر اس کی قوم میں سے نابتہ بن عامر کو اس کا جانشین بنایا۔ جب بنو توجین اور بنو راشد جو زناتہ میں تھے مغرب اوسط کے مضافات پر غالب آ گئے تو اس وقت مدیونہ کی تعداد بہت کم اور شوکت ختم ہو چکی تھی لہٰذا زناتہ نے اپنے مواطن کے مضافات میں انہیں داخل کیا اور یہ ان کے مالک بن گئے۔ مدیونہ پھر اپنے ملک کے قلعوں میں چلے گئے جو جبل ماسالہ اور جد جدہ میں ان کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے نواح اور صفروی کے درمیان ایک قبیلہ، مغیلہ کا پڑوسی ہے۔ واللہ یرث الارض ومن علیھا۔

کومیہ کی روداد

قدیم زمانے سے یہ صطغورہ کے نام سے یہ مشہور ہیں جو مطایہ اور مصغرہ کا ایک قبیلہ ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ فاتن کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے تین بطون ہیں جن سے ان کے متفرق قبائل نکلے ہیں اور وہ مذرومہ، مغارہ اور بنو یلول ہیں۔ مذرومہ سے مغوطہ، حرسہ، مردہ، مصمانہ اور مراتہ ہیں جبکہ بنی یلول سے مسیقہ، ریتوہ، ہنشہ، ہیوارہ اور دالغہ ہیں۔ مغارہ سے ملتیلہ اور بنو جاسہ ہیں اور ان میں سے مشہور نساب مانی بن مصدور بن مرلیس بن یعود بھی ہے۔ یہ ان کی کتب میں معروف ہے۔ مغرب اوسط میں اکدمیہ کے مواطن، ارسکول اور تلمسان کی جانب سے سمندر کے کنارے ہیں اور انہیں بڑی کثرت اور شوکت حاصل ہے۔ جب انہوں نے مہدی کے خلاف المصامدہ کی مدد کی تو یہ موحدین کے سب سے عظیم قبیلوں میں سے تھا۔ بعض اوقات عبدالمومن کے قبیلے نے اس کی مصاحبت اور جانشینی کی ہے اور وہ بنی عابد میں سے ہے وہ عبدالمومن بن علی بن مخلوف بن یعلی بن مردان بن نصر بن علی بن عامر بن الاسر بن موسیٰ بن عبداللہ بن دریغ بن صطغور ہیں۔ موحدین کی حکومت کے مورخین نے اسے اسی طرح صطغور کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ پھر کہتے ہیں کہ صطغور بن یقور بن مطماطہ بن ہودج بن قیس میلان بن مصر ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ ابو عبدالواحد المخلوع بن یوسف بن عبدالمومن کی تحریر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ مصنوع ہے کیونکہ یہ نام بربریوں کے ناموں میں سے نہیں ہے اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ سب عربی نام ہیں۔ بربری قوم ان کے درمیان بہت مشہور تھی۔ صطفور کو مطماطہ کی طرف منسوب کرنا تخلیط ہے کیونکہ تمام بربری نسابوں کے نزدیک یہ دونوں بھائی بھائی ہیں۔ عبدالمومن واقعی انہی میں سے ہے۔ واللہ اعلم بماسوی ذالک۔

یہ عبدالمومن ان کے اشراف میں سے ہے جن کا وطن تاکرارت میں ہے اور وہ اس پہاڑ میں ہے جو مشرق کی جانب سے ہنین پر جھانکتا ہے۔ جب عبدالمومن ان میں کامیاب ہو گیا تو وہ حصول علم کے لئے چل پڑا اور تلمسان میں اترا۔ اس نے وہاں کے بزرگوں جیسے ابن صاحب الصلوٰۃ اور عبدالسلام البرنسی سے علم حاصل کیا۔ وہ اپنے دور میں فقہ اور کلام کا شیخ تھا۔ اس کے بعد طالبعلم پڑھائی کے پیاسے ہوتے تھے اور ان میں فقیہ محمد بن تومرت المہدی بھی تھا، جب وہ بجایہ پہنچا تو اس وقت وہ فقیہ السوسی کے نام سے مشہور تھا اور اس کی نسبت سوس کی طرف تھی۔ ابھی اسے مہدی کا لقب نہیں دیا گیا تھا۔ اس نے پھر مشرق سے مغرب کی طرف جاتے ہوئے بدی کو مٹانے، علم کو پھیلانے، فتویٰ دینے اور فقہ اور کلام پڑھانے میں اپنے آپ کو لگا دیا۔ اسے اشعری سلسلے میں امامت اور رسوخ قدم حاصل ہے۔ اسی نے اشعری طریقے کو مغرب میں مشہور کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نے تلمسان میں طالبان علم کو اتنا شوق دیدیا کہ وہ اس سے اس طریقے کو اخذ کریں اور گفتگو کریں۔ کئی لوگوں نے اسے لانے کے لئے سفر کرنے میں سبقت کی کہ انہیں اس کے علوم کے حصول میں تقدم حاصل ہو لہٰذا عبدالمومن بن علی ان علوم کے حصول کے لئے تیار ہو گیا۔ جو صغرسنی کی وجہ سے سفر کا بہت مشتاق تھا۔ اس کے بعد وہ اس کی ملاقات کے لئے بجایہ گیا اور اسے تلمسان میں آنے کی دعوت دی مگر وہ اسے اکتاہٹ کے ساتھ ملا، یوں اس کے اور عزیز کے درمیان سخت نفرت پیدا ہو گئی اور بنو ریاکل اسے پناہ دینے اور اسے اذیت دینے اور اس تک پہنچنے سے روکنے کی وجہ سے ان سے تعصب رکھتے تھے اب عبدالمومن نے اسے ہر طرح سے ترغیب دی اور تلمسان کے طالب علموں کا خط پہنچایا تو عبدالمومن سفر و حضر میں اس سے علم حاصل کرنے لگا پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف چلا گیا۔ وہاں اس نے خوب علم حاصل کیا اور امام نے اسے خداداد فہم کی وجہ سے مزید خصوصیات اور قرب سے نوازا اور اس کی تعلیم کا خاص خیال رکھا یہاں تک کہ وہ امام کا مخلص اور اس کے اصحاب کا خزانہ بن گیا۔ جب اس کے بارے میں مزید شواہد واضح ہوئے تو وہ اس کی خلافت کی امید کرنے لگا۔ جب وہ مغرب جاتے ہوئے راستے میں ثعالبہ کے ٹھکانے

کے پاس سے گزرے جن کا ذکر ہم نے پہلے نواح مدینہ میں کیا ہے تو وہ ایک خوبصورت گدھا اس کے پاس لائے جو سواری کے لئے بطور عطیہ کے تھا۔ وہ عبدالمومن کو اس پر سواری میں ترجیح دیتا تھا اور وہ خود اپنے اصحاب سے کہتا اسے اس گدھے پر سوار کراؤ، وہ تمہیں نشان مند گھوڑوں پر سوار کرائے گا۔ جب مرغہ نے سنہ 515 میں اس کی بیعت کی اور المصامدہ بھی اس کی دعوت پر متفق ہو گئے تو اس نے لمتونہ سے لڑائی کی اور مراکش سے مقابلہ کیا۔ مقابلے کے ایام میں ایک روز سخت لڑائی کے دوران ایک ہزار موحدین مارے گئے تو امام سے کہا گیا کہ موحدین ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس پر اس نے انہیں کہا۔ عبدالمومن نے کیا کیا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ وہ اپنے سیاہ گھوڑے پر خوب لڑائی کر رہا ہے۔ تو اس نے کہا جب تک عبدالمومن زندہ ہے کوئی آدمی ہلاک نہیں ہوا۔ جب امام سنہ 22 میں قریب المرگ ہوا تو اس نے اپنی خلافت عبدالمومن کو دینے کی وصیت کی۔ اور وہ مصامدہ کے درمیان عصبیت سے غمگین ہوا لہٰذا اس نے مہدی کی موت کو پوشیدہ رکھا اور اس کی حکومت کے معاہدے کو مؤخر کیا یہاں تک شیخ ابو حفص امیر ہنتانہ اور مصامدہ کے سردار نے اس سے مصاہرت کی صراحت کی۔ انہوں نے اس کے متعلق امام کی وصیت کو نافذ کیا لہٰذا اس نے حکومت سنبھالی اور موحدین کی سرداری اور مسلمانوں کی خلافت کو اپنے ساتھ مختص کیا۔ وہ پھر سنہ 37 میں مغرب کی فتح کے لئے گیا تو غمارہ نے اس کی اطاعت کی وہ پھر وہاں سے ریف کی طرف چلا گیا، اس کے بعد بطویہ بطا مطالہ پھر بنی یرناسین پھر مدیونہ اور پھر کومیہ اور ان کے پڑوسیوں ولہاصہ کے پاس گیا لہٰذا اس کی قوم کی وجہ سے اس کا بازو مضبوط ہو گیا اور وہ اس کی حکومت میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے موحدین کے درمیان اس کی حکومت اور خلافت مضبوط کرنے کے لئے اس کی بڑی مدد کی اور جب وہ مغرب کی طرف لوٹا، اس کے شہروں کو فتح کیا اور مراکش پر غالب آ گیا تو اس نے اپنی قوم کو مراکش آنے اور وہاں پر اکٹھا ہونے کی دعوت دی کیونکہ ان کی بڑی اکثریت کو مغرب سے محبت تھی۔ انہوں نے اس سخت خلافت کو اٹھانے، امر دعوت کے قائم کرنے اور اپنی سرحدوں کا دفاع کرنے کے لئے مراکش کو وطن بنا لیا۔ اس کے بعد عبدالمومن اور اس کے بیٹوں نے بقیہ حکومت سے مدد مانگی اور وہ اپنی جگہ پر ایک کتاب کا آغاز تھے۔ اب قوم اس کے ساتھ آ ملی اور وہ فتوحات اور فوج میں پیش پیش تھے بعد ازاں فوج کے تیار کرنے اور حکومتوں کے تقسیم کرنے میں علاقوں نے انہیں کھا لیا اور ان کا خاتمہ ہو گیا۔ ان ابتدائی وطنوں میں ان میں سے بنو عابد باقی رہ گئے اور وہ سرداری والے قبیلوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا دور بدل گیا اور اس نے انہیں مہلت دی ہے لہٰذا انہوں نے تاوان برداشت کئے، تکالیف اٹھائیں اور ذلت و رسوائی اور عذاب میں اپنے پڑوسیوں ولہاصہ کے ساتھ ساتھ رہے۔ واللہ مبدل الامر و المالک الملک سبحانہ۔

باب:۱۸

زواوہ اور زواغہ اقوام کے حالات کا بیان

یہ بتری بربریوں کے بطون میں سمکان بن یحییٰ بن ضری بن زحیک بن مادغیس الابتر کی اولاد میں سے ہیں۔اور بربریوں میں ان کے زیادہ قریب زناتہ ہیں کیونکہ ان کا باپ سمکان کا بھائی ہے۔

زواوہ بھی ان کے بطون میں سے ہیں۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زواوہ دراصل قبائل کتامہ میں سے ہیں۔یہ بات ابن حزم نے بیان کی ہے تاہم بربری نساب انہیں سمکان کی اولاد میں سے شمار کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔میرے نزدیک ابن حزم کا بیان صحیح ہے جس کی شہادت وطن اور کتامہ کے ساتھ عبداللہ کے شیعہ ہونے سے بھی ملتی ہے۔بربری نسابوں نے ان کے بہت سے بطون کو شمار کیا ہے اور وہ بنو مجسطہ اور بنو ملکیش ہیں جو منہاجہ میں سے ہیں۔واللہ اعلم۔اس زمانے میں ان کے مشہور قبیلوں میں سے بنو بحر، بنو مانکلات، بنو متران، بنو مانی، بنو بوعردان، بنو تورغ، بنو یوسف، بنو عیسیٰ، بنو بوشعیب، بنو صدقہ، بنو غبرین اور بنو کشطولہ ہیں۔زواوہ کے علاقے بجایہ کے نواح میں کتامہ اور منہاجہ کے مواطن کے درمیان ہیں۔انہوں نے ایسے بلند اور دشوار گزار پہاڑوں کو اپنا وطن بنایا ہے جن سے نظریں خوف محسوس کرتی ہیں اور رہروان کے اندھیروں میں بھول جاتا ہے۔جیسے بنی غبرین جبل زیری میں رہتے ہیں اس زمانے میں وہاں زان کے درخت کی علامتیں لگائی گئی ہیں جن کے ذریعے آدمی کو راستے کا پتہ چل جاتا ہے یا جیسے بنی فرلوسن اور بنی سرا کا پہاڑ بجایہ اور تدلس کے درمیان ہے۔وہ ان کا سب سے مضبوط اور طاقتور قلعہ ہے اس کی وجہ سے ہی انہیں حکومتوں پر غلبہ حاصل ہے اور انہیں خراج کے دینے میں اختیار حاصل ہے۔منہاجہ کی حکومت سے صلح و لڑائی کے مواقع پر ان کے بہت سے قابل ذکر کارنامے ہیں اس لئے کہ یہ کتامہ کے دوست تھے۔ان کا پہلا آدمی ان کی حکومت کے آغاز میں جب غالب آ گیا تو بادس بن منصور ان کے ساتھ ہو گیا۔اس دوران ان کے شیخ امری ابن اجاناتے اپنے باپ عامر پر اتہام لگایا اس کے بعد بنو حماد نے بجایہ کی حد بندی کی اور ان سے مقابلہ کیا لہٰذا وہ آخری حکومت تک ان کے مطیع رہے۔اس زمانے تک ان کی فرمانبرداری اسی طرح چلی آتی ہے۔

بنی یراین کا بیان

ان میں سے بنی یراین کی سرداری بنی عبدالصمد میں تھی۔مغرب اوسط کے سلطان ابوا ن نے بنی عبدالصمد کے سردار سے خط و کتابت کی تھی جس کا نام شمسی تھا۔اس کے دس بیٹے تھے، جن کی وجہ سے اس کی شان بڑھ گئی اور وہ ان کی حکومت پر قابض ہو گئے۔جب سلطان ابوالحسن نے اپنے بیٹے یعقوب کو، جو ابوعبدالرحمٰن کنیت کرتا تھا، اپنی چھاؤنی سے بھاگتے وقت سنہ 37 یا سنہ 38 میں اس کے گلے سے پکڑ لیا تو اس کے پیچھے سوار لگا دیئے۔وہ پھر اسے واپس لے آئے۔اس نے اسے گرفتار کرنے کے بعد قتل کر دیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔اس وقت بنی یراین بطحہ کے خازن کے پاس گئے تو اس نے ان سے اپنا نام پوشیدہ رکھا اور اس کے اپنے بیٹے کے خلاف بغاوت کرنے کی دعوت دی تو شمسی اس کے عزائم پورا کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔اس نے پھر اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا تو سلطان ابوالحسن نے اموال اس کی قوم میں بھیجے تو وہ دونوں سلامت تھے۔انہیں پھر اس مکر اور جھوٹ کے متعلق پتہ چلا تو اس نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور وہ بلاد عرب کی طرف چلا گیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔یہ لوگ پھر اپنی قوم اور اس کے بعض بیٹوں کے ایک وفد کے ساتھ سلطان ابوالحسن سے ملنے آئے تو سلطان نے اس کی غایت درجہ تعظیم و تکریم کی خوب انعام و اکرام دیا اور وفد اپنے وطن واپس چلا گیا، یوں سرداری ہمیشہ انہی میں رہی۔

زواغہ کی روداد

ہمارے پاس زواغہ کے حالات وواقعات نہیں پہنچے کہ ہم ان کے متعلق لکھیں۔ان کے تین بطون ہیں یعنی دمر بن زواغ صرواطیل بن زحیک بن زواغ اور بنو ماخر، جوز واغہ اور دمر س سمکان میں تلاش کئے جاتے ہیں اور یہ قبیلوں میں بکھرے پڑے ہیں۔ان میں سے کچھ طرابلس کے نواح میں اس کے جنگلوں میں پھیلے ہوئے ہیں، وہاں پر ان کا ایک پہاڑ بھی ہے جو دمر کے نام سے مشہور ہے۔اسی طرح قسنطینہ کی جہات میں زواغہ کا ایک قبیلہ پایا جاتا ہے اور اسی طرح جبال شلف میں بھی صراوطیل پائے جاتے ہیں۔جبکہ دوسرے نواح فاس میں پائے جاتے ہیں۔واللہ الخلق والامر۔

بنی ورصطف اور مکناسہ کے دوسرے بطون کا بیان اوران کی حکومتوں کی روداد

ورصطف بن یحیٰ، جانا بن یحیٰ اور سمکان بن یحیٰ کا بھائی ہے جس کے تین بطون ہیں جو مکناسہ ورتناجہ اور اوکتہ ہیں۔اسے مکنہ بھی کہا جاتا ہے جبکہ بنو ورتناجہ چار بطون ہیں۔سدرجہ، مکسہ، مطاسہ اور کرسطہ سابق۔اس کے اصحاب نے ان کے بطون میں صناطہ اور فولالہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے بطون مکنہ میں بنی ورطنن اور بنی فولانین اور بنی یزین اور بنی یرین اور بنی بوعال کو بھی شمار کیا ہے۔اسی طرح ان کے نزدیک مکناسہ کے بہت سے بطون ہیں جن میں سے وصولات، بوحاب، بنو ورفلاس، بنو وردنوس، قیعارہ، بنعہ اور ورقطنہ اور ورصطف کے سب بطون مکناسہ کے بطون میں شامل ہیں۔ان کے وطن وادی ملویہ پر ولان سے سجلماسہ کی بلندی سے اس کے سمندر میں گرنے کی جگہ تک ہیں۔جبکہ تازا اور تسول کی نواح کے درمیان بھی ہیں۔ان سب کی سرداری بنی ابا یرون میں ہے اور اس کا نام مجدول بن تافریس بن فرادیس بن دنیف بن مکناس ہے۔صلح کے وقت ان میں سے کچھ قومیں کنارے کی طرف چلی گئی تھیں اور انہیں اندلس میں کثرت اور سرداری حاصل تھی۔ان میں سے شعیا بن عبدالواحد نے سنہ 51 میں عبدالرحمٰن الداخل کے خلاف خروج کیا اور اپنے آپ کو حسن بن علی کی طرف منسوب کر کے اپنی طرف دعوت دینے لگا۔ عبیداللہ بن محمد شیعہ لقب کے ساتھ اور مصالہ بن حبوس نے منازل سے عبیداللہ شیعی سے رابطہ کیا جو اس کے عظیم ترین جرنیلوں اور دوستوں میں تھا۔ اس نے اسے مغرب کا حکمران بنایا اور اس نے اس کے لئے مغرب، فاس اور سجلماسہ کو فتح کیا۔جب وہ فوت ہو گیا، تو اس نے اپنے بھائی بر صلتین بن حبوس کو تاہرت اور مغرب کی حکومت میں اپنا قائم مقام بنایا پھر وہ بھی فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے حمید کو قائم مقام بنایا۔لیکن وہ شیعہ مت سے منحرف ہو گیا اور عبدالرحمٰن ناصر کی دعوت دینے لگا۔اس نے اپنے احراز میں سے بنی حرزہ کے ساتھ اس کی مروانی حکومت پر اتفاق کر لیا پھر وہ اندلس کی طرف چلا گیا۔وہ ناصر اور اس کے بیٹے حکم کے زمانے میں ریاستوں کا والی بنا اور بعض دفعہ تلمسان کا بھی والی بنا پھر فوت ہو گیا۔اس نے اپنے بیٹے لرصل بن حمید کو اپنا قائم مقام بنایا۔اس دوران اس کے بھائی یاطن بن بر صلتین اور اس کے عم زاد علی نے اموی حکومت کے زیر سایہ اس کے مال سے بہت فائدہ اٹھایا۔یہاں تک کہ مظفر بن ابی عامر مغرب کی طرف گیا اور یصل بن حمید کو سجلماسہ کا حاکم بنایا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد وادی کے کنارے کی مکناسی حکومت بنی ابی نزول میں تقسیم ہو گئی اور اس کے تقسیم ہونے سے مکناسہ کے پانی بہنے کی جگہیں بھی تقسیم ہو گئیں ،یوں مکناسہ کی سرداری سجلماسہ اور اس کے گردونواح کے مواطن میں بنی واسول بن مصلان بن ابی نزول میں رہ گئی جبکہ تازاہ، تسول، ملویہ اور ملیلہ کے علاقوں میں مکناسہ کی سرداری، بن ابی العافیہ بن ابی نائل بن ابی الضحاک بن ابی نزول کے لئے رہ گئی۔اسلام میں ان دونوں فریقوں کو حکومت اور سرداری حاصل تھی اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے،اس کی وجہ سے یہ بادشاہوں میں شمار ہونے لگے۔

بنی واسول کا بیان اور سجلماسہ اور نواحی علاقوں کے مکناسی شاہوں کی روداد

سجلماسہ کے مواطن کے رہنے والے مکناسہ میں سے تھے جو اپنے آغاز اسلام سے ہی صفر خوارج کا دین رکھتے تھے انہوں نے مغرب کے آئمہ اور روٴساء سے اس وقت سیکھا تھا جب وہ مغرب میں آئے تھے اور اسی کے پابند ہو کر رہ گئے اس کے بعد مغرب کے اطراف میسرہ کے فتنے سے

بھڑک اٹھے۔ لہٰذا جب اس مذہب پر تقریباً چالیس آدمی اکٹھے ہو گئے تو انہوں نے خلفاء کی اطاعت چھوڑ دی اور ان پر عیسیٰ بن یزید اسود کو حاکم بنایا جو عرب موالی اور خوارج کے رؤسا میں سے تھا۔ انہوں نے پھر سنہ 140 ھ سے سجلماسہ شہر کی حد بندی کر لی اور باقیماندہ مکناسہ بھی جو اس طرف رہتے تھے، ان کے دین میں شامل ہو گئے۔ لیکن وہ اپنے امیر سے ناراض ہو گئے اور اس کے کاموں پر بہت نکتہ چینی کرنے لگے۔ ایک دن انہوں نے اپنے امیر کو باندھ کر پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا یہاں تک کہ وہ سنہ 155 میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اپنے بڑے سردار ابوالقاسم سمکو بن واسول بن مصلان بن ابی نزول پر متفق ہو گئے۔ جس کا باپ اہل علم لوگوں کی تلاش کرتا تھا۔ وہ پھر مدینہ کی طرف چلا گیا اور تابعین سے ملا، وہاں اس نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے علم سیکھا جس کا ذکر عریب بن حمید نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ اس نے مویشی رکھے ہوئے تھے۔ اسی نے عیسیٰ بن یزید کے لئے بیعت اور اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا تو انہوں نے اس کے بعد اس کی بیعت کر لی اور اس کے کام کے ذمہ دار بن گئے یہاں تک کہ وہ اپنی حکومت کے دس سالوں بعد سنہ 167 میں فوت ہو گیا۔ وہ اباضی صفری تھا اور اس نے منصور اور بنی عباس کے مہدی کے لئے اپنی عملداری میں خطبے دیئے تھے۔ جب وہ مر گیا تو انہوں نے ان پر اس کے بیٹے الیاس کو حاکم بنا دیا۔ جسے وزیر کہا جاتا ہے۔ لیکن پھر وہ سنہ 194 میں اس کے خلاف ہو گئے اور اسے معزول کر دیا۔ انہوں نے اس کی جگہ اس کے بھائی الیسع بن ابی القاسم اور کسہ بن منصور کو حاکم بنایا اور وہ ان پر اور سجلماسہ کے بنی سور پر مسلسل 34 سال حاکم رہا۔ وہ بھی صفری تھا اور اس کے عہد میں سجلماسہ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اسی نے سجلماسہ کی تعمیر اور مضبوطی کو مکمل کیا، کارخانوں اور محلوں کے نقشے بنائے اور دوسری صدی کے آخر میں اس میں منتقل ہو گیا پھر اس نے بلاد صفر کو قبضہ میں کر لیا اور درعہ کی کانوں سے خمس لیا۔ اس نے عبدالرحمٰن بن رستم حاکم تاہرت کی بیٹی اروی سے اپنے بیٹے مدرار کی شادی کی۔ جب وہ سنہ 208 میں فوت ہو گیا، تو اس کے بعد اس کا بیٹا مدرار حکمران بنا جس کا لقب المنتصر تھا۔ اس کی حکومت لمبی ہوگئی اور اس کے دو بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک کا نام میمون تھا، ان میں سے ایک اروی بنت عبدالرحمٰن بن رستم سے تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام بھی عبدالرحمٰن تھا۔ دوسرا بیٹا ایک فاحشہ عورت سے تھا جس نے اپنے باپ خاص بیٹا ہونے پر تنازعہ کیا، یوں تین سال تک ان دونوں کے درمیان لڑائی جاری رہی۔ اور ان دونوں کے باپ مدرار کو صاغیہ کی امارت حاصل تھی لہٰذا اس نے اس کا مقابلہ کر کے اس پر غلبہ حاصل کیا اور اسے پکڑ کر سجلماسہ سے باہر نکال دیا۔ ابھی اس نے اپنے باپ کو معزول کر کے اس کی حکومت کو اپنے لئے مختص کیا ہی تھا کہ وہ اپنی قوم اور شہر میں بدکردار ہو گیا، یوں لوگوں نے اسے معزول کر دیا تو وہ درعہ کی طرف آ گیا۔ انہوں نے پھر دوبارہ مدرار کو اس کی حکومت دیدی لیکن پھر اس کے دل میں آیا کہ وہ دوبارہ صاعیہ کی امارت اپنے اس بیٹے کو دیدے جس کا نام میمون ہے۔ اور رستمیہ عورت کے بطن سے ہے تو لوگوں نے اسے بھی معزول کر دیا اور فاحشہ عورت کے بیٹے میمون کو حکومت دیدی جو امیر کے نام سے معروف تھا۔ اس کے بعد مدرار سنہ 53 میں پنتالیس سال حکومت کر کے فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا میمون کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ بھی سنہ 63 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حاکم بنا جو اباضی تھا وہ سنہ 70 میں فوت ہو گیا لہٰذا اس نے الیسع بن المنتصر کو حاکم بنایا۔ اس نے اس کام کو سنبھالا۔ عبیداللہ شیعی اس کا بیٹا اور ابوالقاسم اس کے دور میں سجلماسہ میں آئے اور المعتضد نے اسے ان دونوں کے بارے میں دھمکی دی کیونکہ وہ اس کی اطاعت میں تھا لہٰذا اس نے ان دونوں کے متعلق شک کیا اور انہیں قید کر لیا۔ یہاں تک کہ شیعی بنی اغلب پر غالب آ گیا اور رقادہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ اس مقابلے میں گیا تا کہ عبیداللہ اور اس کے بیٹے کو اس کے قید خانے سے نکالے۔ الیسع اپنی مکناسہ قوم کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا تو ابوعبداللہ شیعی نے اسے شکست دی اور سجلماسہ میں داخل ہو گیا، اس نے اسے قتل کر کے عبیداللہ اور اس کے بیٹے کو قید خانے سے نکال لیا اور ان دونوں کے لئے بیعت لی۔ عبیداللہ مہدی نے پھر سجلماسہ پر ابراہیم غالب المراسی کو بنایا جو کتامہ کے جوانوں میں سے تھا اور خود افریقہ واپس چلا گیا۔ بعدازاں سجلماسہ کے امراء اپنے والی ابراہیم کے مخالف ہو گئے اور اسے اور اس کے تمام کتامی ساتھیوں کو سنہ 98 میں قتل کر دیا۔ انہوں نے فتح بن میمون امیر ابن مدرار کی بیعت کر لی۔ جس کا لقب واسول اور میمون ہے اور یہ اس فاحشہ عورت کا بیٹا نہیں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، یہ اباضی تھا اور اس کی وفات تیسری صدی کے آخر میں ہوئی لہٰذا اس کا بھائی احمد حکمران بنا اور اس کی حکومت ٹھیک ٹھاک رہی یہاں تک کہ مصالہ بن حبوس نے کتامہ اور مکناسہ کی فوج کے ساتھ مغرب کی طرف جا کر سنہ 309 میں اس پر چڑھائی کی اور مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اس نے اپنے دوست عبیداللہ مہدی کی دعوت پر انہیں پکڑ لیا۔ اور سجلماسہ کو فتح کر لیا۔ اس نے اس کے حاکم احمد بن میمون بن مدرار کو گرفتار کر لیا اور اپنے عم زاد المعتز بن محمد بن

سادر بن مدرار کو وہاں کا حاکم بنایا۔ ابھی اس نے حکومت سنبھالی نہیں تھی کہ سنہ 21 میں مہدی کی حکومت سے تھوڑا عرصہ قبل وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالمنتصر محمد بن المعتز حاکم بنا۔ لیکن وہ بھی دس دن حاکم رہا پھر مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المنتصر سمکو دو ماہ تک حاکم رہا۔ اس کی صغر سنی کی وجہ سے اس کی دادی تدبیر امر کرتی تھی پھر اس پر اس کے عم زاد محمد بن فتح بن میمون الامیر نے حملہ کیا اور اس پر غالب آ گیا۔ اس دوران بنو عبداللہ نے ابن ابی العافیہ اور تاہرت کے فتنے کی وجہ سے اس پر تباہی ڈال دی پھر وہ اسے ان دونوں کے بعد ابی یزید کے پاس لے گیا۔ اس دوران محمد بن فتح نے بنی عباس کی دعوت کے باعث اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی، اہل سنت کے مذہب کو اپنایا، خارجیت کو چھوڑ دیا، شاکر باللہ کا لقب اختیار کیا اور اپنے نام کا سکہ بنایا جس کا نام اس نے الدراہم الشاکر یہ رکھا، ابن حزم نے یہ بات اسی طرح ہی بیان کی ہے اور کہا ہے کہ وہ بڑا عادل تھا یہاں تک کہ جب بنو عبید نے اس کے لئے تیاری کی اور یوں فتنہ بھڑک اٹھا۔ جوہر الکاتب، پھر المعز لدین اللہ کے عہد میں کتامہ اور منہاجہ اوران کے دوستوں کی فوج کے ساتھ سنہ 47ھ میں مغرب پر چڑھائی کے لئے گیا اور سجلماسہ پر غالب آ گیا۔ اس نے اس پر قبضہ کر لیا تو محمد بن فتح تاسکرات کے قلعے کی طرف بھاگ آیا جو سجلماسہ سے چند میل کے فاصلے پر ہے اور وہاں رہنے لگا۔ وہ پھر لباس بدل کر سجلماسہ آیا تو مصفر یہ اور اندر یہ کے ایک آدمی نے اسے پہچان لیا، یوں جوہر نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے حاکم فاس احمد بن بکر کے ساتھ قیدی بنا کر قیروان لایا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ وہ پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا لہٰذا جب مغرب شیعہ کے خلاف ہو گیا، امیہ کی بدعت چلی اور زناتہ نے حکم المنتصر کی اطاعت اختیار کر لی تو اس نے سجلماسہ پر حملہ کر دیا اور شاکر کی اولاد سے اپنا بدلہ لیا۔ یوں المنتصر باللہ نے فخر کیا پھر اس پر اس کے بھائی ابو محمد نے سنہ 53 میں حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور خود اس کی جگہ حاکم بن بیٹھا۔ المعتز باللہ کو یہ خبر پہنچی لیکن وہ ایک مدت تک اس بات پر قائم رہا۔ اس وقت مکناسہ کی حیثیت کمزور ہو گئی جبکہ زناتہ کی پوزیشن مغرب میں مضبوط ہو گئی یہاں تک کہ حرزون بن فلفول نے جو ملوک مغراوہ میں سے تھا، سجلماسہ پر سنہ 66 میں چڑھائی کی۔ محمد نے اس کے مقابلہ میں المعتز کو نکالا لیکن حرزون نے اسے شکست دی اور اسے قتل کر کے اس کے شہر اور ذخیرے پر قابض ہو گیا۔ اس نے فتح کے خط کے ساتھ اس کے سر کو قرطبہ کی طرف بھیجا اور یہ منصور بن ابی عامر کی حجابت کے ابتدا کی بات ہے لہٰذا اس نے اسے اس کی طرف منسوب کیا، ایک گنبد میں اس کی لحد کو کھودا اور حرزون کو سجلماسہ کی سرداری دی یوں اس نے ہشام کی دعوت کو سجلماسہ کے کونے کونے میں قائم کر دیا اور یہ پہلی دعوت ہے جو ان کے لئے مغرب اقصیٰ کے شہروں میں قائم کی گئی۔ اس کے بعد سب بنی مدرار اور مکناسہ کی حکومت مغرب سے ختم ہو گئی اور ان سے مغراوہ اور بنی یفرن نے حکومت حاصل کی جیسا کہ اس کی حکومت میں ان کا ذکر آئے گا۔

تسول کے بنو ابوالعافیہ قبیلوں کا بیان جن کا تعلق مکناسہ سے تھا

مکناسہ، ملویہ، کرسیف، ملیلہ اور تازا اور تسول کے نواح کے رہنے والے تھے۔ یہ سب اپنی سرداری میں بنی ابی باسل بن ابی الضحاک بن ابی نزول کی طرف رجوع کرتے تھے۔ انہی لوگوں نے کرسیف اور رباط تازا کے شہر کو تعمیر کیا تھا اور یہ فتح کے آغاز سے لے کر ہمیشہ اسی حالت میں رہے۔ تیسری صدی میں ان کی سرداری مصالہ بن حبوس اور موسیٰ بن ابی العافیہ بن ابی باسل کو حاصل تھی۔ ان کے دور میں ان کی قوت اور غلبہ بڑھ گیا اور یہ انہوں نے تازا کی اطراف سے الکای تک کے بربری قبیلوں پر غلبہ پا لیا ان کے اور ادارسہ کے درمیان جو اس عہد میں مغرب کے بادشاہ تھے، کئی لڑائیاں ہوئیں۔ یہ ان کے علاقوں کے لوگوں کو بکثرت قتل کرتے کیونکہ ان کی حکومت کمزور ہو چکی تھی۔ جب عبیداللہ نے مغرب پر قبضہ کیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی تو یہ اس کے عظیم ساتھیوں اور پیروکاروں میں شامل تھے جبکہ مصالہ بن حبوس اس کے بڑے جرنیلوں میں سے تھا۔ اس نے اسے تاہرت اور مغرب اوسط کا حاکم بنایا تھا۔ جب مصالہ نے سنہ 305 میں مغرب اقصیٰ پر چڑھائی کی اور فاس اور سجلماسہ پر غلبہ پا لیا تو مغرب کے کاموں سے فارغ ہو گیا۔ اس کے بعد یحییٰ بن ادریس اپنی فاس کی امارت چھوڑ کر عبیداللہ کی اطاعت میں آ گیا۔ اس نے اسے فاس کی امارت پر قائم رکھا۔ اس وقت اس نے اپنے عم زاد موسیٰ بن ابوالعافیہ امیر مکناسہ کو تازا تسول اور کرسیف کی عملداری کے ساتھ ساتھ مغرب کے بقیہ مضافات اور شہروں کی امارت بھی دیدی۔ بعد ازاں مصالہ قیروان کی طرف آیا اور موسیٰ بن ابوالعافیہ نے مغرب کی حکومت سنبھال لی۔ لیکن جب اس نے حاکم فاس یحییٰ بن ادریس کے خلاف مدد دی تو وہ اس کے خلاف ہو گیا۔ لہٰذا جب سنہ 309 میں دوبارہ غرق المغرب آیا تو ابن ابی العافیہ نے یحییٰ

بن ادریس کو اتارا اور اسے گرفتار کرلیا، اس کا سب مال لے لیا اور اسے اپنی عملداری سے باہر نکال دیا وہ پھر بصرہ اور ریف میں عم زادوں کے پاس چلا گیا اور مصالہ نے فاس پر ریحان کتامی کو حاکم بنایا پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا۔ اور فوت ہو گیا یوں مغرب میں ابن العافیہ کی حکومت بہت بڑھ گئی پھر سنہ 213 میں حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس نے فاس پر حملہ کیا جو بڑا دلیر اور شجاع آدمی تھا، اس نے اپنے نیزہ بازوں کو محفوظ مقامات میں چھپا دیا۔ اور فاس میں اس وقت داخل ہو گیا۔ جب وہاں کے باشندے غافل پڑے تھے۔ اس نے ریحان کو قتل کر دیا تو لوگوں نے اس کی بیعت پر اتفاق کرلیا۔ پھر وہ ابن العافیہ سے لڑائی کرنے کے لئے نکلا لہٰذا فحص ازاماد، میں تازا اور فاس کے درمیان حفصی ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے جو اس زمانے میں وادی مطاحن کے نام سے معروف ہے۔ ان کے درمیان سخت معرکہ آرائی ہوئی اور منہال بن موسیٰ بن ابی العافیہ، مکناسہ سے لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا۔ نتیجہ ان کے حق میں رہا اور حسن کی فوج کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ شکست کھا کر فاس واپس آ گیا، تو اس کے عدوۃ القرومین کے عامل حامد بن حمدان ہمدانی نے اس سے خیانت کی۔ اس نے اپنی قوت فہم سے اسے قابو کرلیا۔ اس نے پھر ابن ابی العافیہ کو آنے پر آمادہ کیا اور اسے شہر پر قبضہ دلایا۔ اس نے اندلس پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کرلیا اور اس کے عامل عبداللہ بن ثعلبہ بن محارب بن محمود کو قتل کر دیا۔ اس نے اس کی جگہ اس کے بھائی محمد کو حاکم بنایا اور حامد کو اس کے ساتھی حسن سے طلب کیا، تو حامد گھر والوں کو بلائے بغیر علیحدہ ہی خفیہ طور پر بھاگ گیا اب حسن فصیل سے نیچے اترا، تو گر کر اس کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ وہ اندلس میں تین راتیں روپوش رہ کر مر گیا۔ جبکہ حامد ابو العافیہ کی سطوت سے ڈر گیا اور مہدیہ چلا گیا۔ یوں ابن العافیہ سارے فاس اور مغرب پر قابض ہو گیا اور اس نے ادارسہ کو وہاں سے جلاوطن کر کے بصرے کے نزدیک انہیں اپنے قلعہ مجر النسر میں جانے پر مجبور کر دیا۔ اس نے وہاں پر ان کا کئی بار محاصرہ کیا پھر فوجیں نکلیں تو اس نے اپنے جرنیل ابوالفتح کو ان میں اپنا قائمقام بنا۔ لہٰذا اس نے ان کا محاصرہ کرلیا سنہ 19 میں اپنے بیٹے مدین کو مغرب اقصیٰ پر خلیفہ بنانے کے بعد وہ تیزی کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا اور اسے عدوۃ القرومین میں اتارا۔ اس نے پھر عدوۃ الاندلس پر طول بن ابی یزید کو عامل مقرر کیا لیکن محمد بن ثعلبہ نے اسے معزول کر دیا۔ اور تلمسان پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد اس پر صاحب الحسن بن ابی العیش بن عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان غالب آ گیا۔ جو سلیمان بن عبداللہ کی اولاد سے تھا اور جو ادریس الاکبر کا بھائی تھا۔ یوں موسیٰ بن ابو العافیہ الحسن تلمسان پر غالب آ گیا۔ اور اسے ملیلہ کی طرف نکال دیا جو جزائر ملویہ میں سے ہے وہ خود فاس کی طرف لوٹ آیا اور جب مغرب میں خلیفہ ناصر کی دعوت پھیلی تو اس نے مقاربت اور وعدے کے ساتھ اس سے گفتگو کی، اس نے اسے فوراً قبول کرلیا اور شیعوں کی اطاعت چھوڑ دی۔ اس نے ناصر کے لئے منبروں پر خطبے دیئے لہٰذا عبداللہ مہدی نے اپنے جرنیل مصالہ کے بھتیجے حمید بن یصلت مکناسی کو اس کی طرف بھیجا جو تاہرت کا جرنیل تھا اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ سنہ 21 میں اس کے حرم پر چڑھائی کی۔ موسیٰ بن ابی العافیہ نے فحص سون میں مڈبھیڑ کی، وہ کئی روز تک نبرد آزمائی کرتے رہے پھر حمید نے اس سے لڑائی کر کے اسے شکست دی۔ ابن ابی العافیہ تسول چلا گیا اور وہاں جا کر محفوظ ہو گیا۔ جبکہ اس کا جرنیل ابوالفتح ادارسہ کے قلعے سے بھاگ گیا۔ انہوں نے اس کا پیچھا کر کے اسے شکست دی اور اس کی چھاؤنی کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد حمید فاس کی طرف تیزی کے ساتھ آیا تو وہاں سے اعزل بن موسیٰ اپنے بیٹے کے پاس بھاگ گیا، وہ حامد بن حمدان کو جو اس کے خاص آدمیوں میں سے تھا، فاس کا عامل مقرر کر گیا۔ حمید یوں افریقہ واپس آ گیا اور اس نے مغرب پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد اہل مغرب، عبیداللہ کی وفات کے بعد شیعوں کے خلاف ہو گئے۔ احمد بن بکر بن عبدالرحمٰن بن سہل جذامی نے حامد بن حمدان پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر ابن ابی العافیہ کی طرف بھجوا دیا۔ اس سے اسے ناصر کے پاس قرطبہ بھجوا دیا گیا۔ وہ مغرب پر غالب آ گیا۔ بعدازاں ابوالقاسم شیعی کے جرنیل میسور خصی نے سنہ 23 میں مغرب پر چڑھائی کی اور ابن ابی العافیہ اس کے مقابلے سے واپس لوٹ آیا۔ اور قلعہ الکائی میں پناہ لے لی۔ اب میسور نے تیزی کے ساتھ فاس کی طرف جا کر اس کا محاصرہ کرلیا اور اس کے عامل احمد بن بکر کو گرفتار کر کے اسے مہدیہ کی طرف بھجوا دیا اہل فاس نے اس سے خیانت کرنے میں جلدی کی تو انہوں نے اپنی حفاظت کی اور حسن بن قاسم لواتی کو اپنا رہنما بنایا۔ میسور نے ایک مدت تک ان کا محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ وہ صلح کی طرف راغب ہوئے، انہوں نے اپنے آپ پر اطاعت اور خراج کی شرائط عائد کیں، میسور نے رضامند ہو کر یہ شرائط قبول کرلیں۔ اس نے حسن بن قاسم کو فاس کی ولایت پر قائم رکھا اور وہ ابن ابی العافیہ سے لڑائی کرنے گیا۔ ان دونوں کے درمیان کئی لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ میسور اس پر غالب آ گیا اور اس کے بیٹے غوری کو گرفتار کرلیا۔ اس نے اسے مہدیہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس نے پھر موسیٰ بن

ابی العافیہ کو مغرب کی عملداری سے ملویہ، وطاط اوران کے ماوراء بلاد صحراء میں جلاوطن کر دیا اور وہ قیروان کی طرف لوٹ آیا۔ جب وہ بارشکول کے پاس سے گزرا، اس کا حاکم ادریس بن ابراہیم جو سلیمان بن عبداللہ کی اولاد میں سے تھا اور ادریس الاکبر کا بھائی تھا، وہ اس کے پاس محبت کا اظہار کرتے ہوئے تحفے لے کر آیا۔ اس نے اسے گرفتار کر لیا، اس کی ساری دولت چھین لی اور اس کی جگہ ان میں سے ابوالعیش بن عیسیٰ کو حاکم بنا دیا۔ اس نے عدوۃ الاندلس کو آباد کیا جس جگہ پر قلعے تھے۔ اب موسیٰ بن ابی العافیہ نے قلعہ ماط کو مضبوط کیا اور ناصر سے گفتگو کی تو اس نے اپنے جنگی بیڑے سے اسے مدد بھیجی۔ اس نے پھر تلمسان پر چڑھائی کی لہٰذا ابوالعیش وہاں سے فرار ہو گیا اور بارشکول میں پناہ لے لی۔ وہ سنہ 25 میں اس پر غالب آ گیا تو ابوالعیش نکور چلا گیا اور اس قلعہ میں پناہ لے لی جو اس نے اپنے لئے تعمیر کیا ہوا تھا۔ اس کے بعد ابن ابی العافیہ نے نکور شہر پر چڑھائی کی اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر وہ اس پر غالب آ گیا۔ اس نے صاحب عبدالبدیع بن صالح کو قتل کر دیا اور ان کے شہر کو تباہ کر دیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے مدین کو فوج کے ساتھ بھیجا تو اس نے ابوالعباس کا قلعے میں محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اس نے قلعے میں اس سے صلح کر لی۔ یوں مغرب اقصیٰ میں ابن ابی العافیہ کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور اس کی عملداری، محمد بن خزرشاہ مغراوہ اور مغرب اوسط کے حکمران کی عملداری کے ساتھ مل گئی۔ انہوں نے پھر اپنی عملداری میں دعوت اموی کو پھیلایا اور اس نے اپنے بیٹے مدین کو اپنی قوم کا امیر بنا کر بھیجا۔ ناصر نے اسے اس کے بیٹے کی عملداری پر بھی حاکم بنا دیا اور اس کی خیر بن محمد کے ساتھ دوستی ہو گئی جیسا کہ ان کے آباء کے درمیان تھی۔ لیکن پھر ان دونوں کے درمیان خرابی پیدا ہو گئی اور دونوں لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ ناصر نے اپنے قاضی مقدر بن سعد کو ان کے حالات کا جائزہ لینے اور ان کے اختلافات کی اصلاح کرنے کے لئے بھیجا تو اس کی مرضی کے مطابق یہ کام احسن طریقے سے تکمیل کو پہنچ گیا۔ سنہ 35 میں اس کا بھائی بوری منصور کی فوج سے الگ ہو کر احمد بن بکر جذامی عامل فاس کے ساتھ بھاگ کر اسے آ ملا۔ جبکہ احمد بن بکر بھیس بدل کر فاس چلا گیا اور وہاں پر اقامت اختیار کر لی۔ اس نے اسُ کے عامل حسن بن قاسم لواتی پر حملہ کر دیا اور وہ اس کے لئے کام سے فارغ ہو گیا۔ پھر بوری اپنے بھائی مدین کے پاس چلا گیا اور اپنے بیٹے کی عملداری کو اپنے اور اپنے دوسرے بیٹے معتز کے ساتھ تقسیم کیا لہٰذا وہ چولہے کے تین پائے تھے اس کے بعد شوری سنہ 45 میں ناصر کی طرف گیا، تو ناصر نے اس کے بیٹے منصور کو اس کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا۔ اس کے بعد فاس اور اس کے نواح پر مغرافہ غالب آ گئے اور مغرب میں ان کی حیثیت مضبوط ہو گئی۔ انہوں نے مکناسہ کو اس کے اطراف اور مضافات سے نکال دیا اور وہ اپنے مواطن میں چلے گئے جبکہ اسماعیل بن الثوری اور محمد بن عبداللہ بن مرین اندلس کی طرف گئے اور وہاں فروکش ہو گئے یہاں تک کہ واضح کے ساتھ منصور کے زمانے میں وہاں سے آگے بڑھ گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سنہ 86 میں ان کے باغی زیری بن عطیہ نے سر اٹھایا تھا لہٰذا واضح، مغرب پر قابض ہو گیا اور ان کو ان کے علاقوں میں واپس لے آیا۔ اس کے بعد مغرب اوسط پر ملکین بن زیری غالب آ گیا اور اس پر مغراوہ کے ملوکہ بن خزر نے غلبہ پا لیا یوں مکناسہ کی طاقت مسلسل برقرار رہی اور وہ ہمیشہ ہی بنی مزیدی کی اطاعت اور ان کی مدد میں لگے رہتے۔ اس دوران اسماعیل بن توری حماد کی ان لڑائیوں میں جو اس نے بادیس کے ساتھ کیں، سنہ 405 میں شلف میں ہلاک ہو گیا اور ان کی حکومت موسیٰ کی اولاد میں وراثت کے طور پر چلتی رہی یہاں تک کہ مرابطین کی حکومت کا ظہور ہوا، پھر یوسف بن تاشفین مغرب کے مضافات پر غالب آ گیا۔ لہٰذا قاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن موسیٰ بن ابی العافیہ نے ان پر چڑھائی کی اور معتصرہ مغرانی کی وفات کے بعد اہل فاس اور زناتہ کے دادخواہ نے مدد مانگی تو وادی صفر میں مرابطین کی فوجوں سے لڑائی کی اور انہیں شکست دی، یوں یوسف بن تاشفین نے اپنی جگہ سے اس پر چڑھائی کی اور قلعہ فازاز کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے قاسم بن محمد اور مکناسہ اور زناتہ کی فوجوں کو شکست دی اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں وہ پھر زبردستی فاس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر مکناسہ کے علاقوں پر چڑھائی کی اور قلعے میں داخل ہو کر قاسم کو قتل کر دیا۔ مغرب کی ایک تاریخ میں ہے کہ ابراہیم بن موسیٰ کی وفات سنہ 405 میں ہوئی اور اس نے اپنے بیٹے عبداللہ ابو عبدالرحمٰن کو حاکم بنایا تھا۔ جب وہ سنہ 30 میں فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے محمد کو حاکم بنایا۔ اور وہ بھی سنہ 46 میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے بیٹے قاسم کو حاکم بنایا تھا۔ جب سنہ 63 میں لمتونہ نے اس پر حملہ کیا تو سول ہلاک ہو گیا اور مغراوہ کی حکومت کے خاتمے ہی کے ساتھ مغرب سے مکناسہ کی حکومت جاتی رہی والامر للہ وحدہ۔ ان مواطن میں کچھ لوگ جبال تازا میں رہتے ہیں۔ اگرچہ حکومتوں نے ان سے سخت برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے ان کے صحن میں قوموں کے ڈیرے لگوائے ہیں مگر وہ بڑے خوددار اور بڑے متحمل مزاج ہیں، انہیں حکومت کی مدد کرنے اور

فوجوں کے جمع کرنے کے وقت بڑی تکلیف ہوتی ہے کیونکہ ان میں حمالیہ اور مکناسہ بھی ہیں مگر اس زمانے میں یہ لوگ افریقہ اور مغرب اوسط کے نواح میں قبائل کے اندر منتشر ہیں۔ان يشاء يذهبكم ويات بخلق جديد وما ذالك على الله بعزيز۔

بنی ورصطیف کے بارے میں یہ آخری گفتگو ہے اب ہم بقیہ زناتہ بربریوں کے حالات کی طرف جاتے ہیں۔والله ولی العون وبه المستعان۔

باب:۱۹

ہوارہ اور البرانس کے حالات کا بیان جو بربری قبائل سے تعلق رکھتے ہیں

عرب اور بربری نسابوں کے مابین اتفاق ہے کہ ہوارہ البرانس کے بطون سے ہیں۔ البتہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ یمن کے عربوں سے ہیں۔ وہ کبھی کہتے ہیں کہ عاملہ سے ہیں جو قضاعہ کا ایک بطن ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ مسور بن سکاسک بن وابل بن حمیر کی اولاد سے ہیں۔ لیکن جب وہ درست بات کی جستجو کریں گے تو اسے اس طرح پائیں گے مسور بن سکاسک بن اشریس بن کندہ وہ اس کا نسب یوں بھی بیان کرتے ہیں ہوارہ بن ادریغ بن جنون بن المثنیٰ بن مسور۔ ان کے نزدیک ہوارہ، منہاجہ، لمطہ، کرولہ اور ہسکورہ سب کے سب بنو نہل کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ اور مسوران سب کا جد ہے جو البتر کی طرف گیا اور بنی زحیک بن مادغیس الابتر کے ہاں اترا۔ وہ چار بھائی تھے یعنی لوا، ضرا، اداس اور نفوس۔ انہوں نے پھر اپنی بہن بصکی العرجار بنت زحیک کو اس سے بیاہ دیا، تو اس سے مثنیٰ وسط ہوا جو ہوارہ کا باپ ہے۔ مسور بن عافیل کے بعد ابن زعزاع نے اس سے شادی کی جو منہاجہ، لمطہ، کزولہ اور ہسکورہ کا بھائی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ یہ مثنیٰ کے ماں جائے بھائی ہیں اور سب اسی کے نام سے مشہور ہیں۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ مثنیٰ بن مسور کے ہاں حموز پیدا ہوا پھر حموز بن مثنیٰ کے ہاں ریغ پیدا ہوا۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ادریغ بن برنس اور اسی سے ہوارہ کے قبائل پہچانے جاتے ہیں۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اس کا نام ہوارہ اس وجہ سے ہے کہ جب مسور، ملکوں میں گھوما اور مغرب میں داخل ہوا تو اس نے کہا لقد تھورنا یعنی کہ ہم ہلاک ہو گئے۔ بعض بربری نسابوں نے یہی بات بیان کی ہے لیکن میرے نزدیک واللہ اعلم، یہ واقعہ بناوٹی اور گھڑا ہوا ہے اور بناوٹ کے آثار اس پر غالب ہیں۔ یہ ہی بات تقویت دیتی ہے اور سابق اور اس کے اصحاب جیسے محقق نساب بیان کرتے ہیں کہ اداس بن زحیک کے تمام بطون ہوارہ میں داخل ہیں، اس وجہ سے کہ ہوار نے زحیک کو ام اداس کے پاس چھوڑا اور اداس اس کی گود میں پروان چڑھا۔ پہلے واقعہ کے مطابق زحیک ہوار کا جد ہے کیونکہ مثنیٰ اس کا جد اعلیٰ ہے اور وہ ابن بصکی ہے جو زحیک کی بیٹی ہے اور وہ زحیک کی پانچویں پشت میں ہے لہٰذا وہ اسے کس طرح اپنی بیوی کے پاس چھوڑ سکتا ہے؟ یہ بعید از عقل بات ہے اور دوسری بات ان کے نسابوں کے نزدیک پہلی بات سے درست ہے۔

ہوارہ کے بطون

ہوارہ کے بطون بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور ان میں اکثریت بنونبہ کی ہے۔ ادریغ بھی بہت مشہور ہے، اس کی شہرت اور کبرسنی کے باعث سب اسی کی طرف منسوب ہو گئے ہیں۔ ادریغ کے چار بیٹے ہیں، ہوار یہ سب سے بڑا ہے اور مغر، قلدن اور مندر۔ ان میں سے ہر ایک کے بہت سے بطون ہیں اور سب ہوار کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ مغر کے بطون میں سے ماوس، زمور، کیاد اور مسوای ہیں، ان چاروں بطون کا ذکر ابن حزم نے کیا ہے جبکہ سابق مطماطی اور اس کے اصحاب نے ورجین اور مندا سہ اور کرکودہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ قلدن کے بطون سے خماصہ، ورصلیف، بیانہ اور دبل ہیں۔ ان چاروں کا ذکر ابن حزم اور سابق نے کیا ہے۔ بطون مار سے ملیلہ، سطط، ورفل، اسیل اور مسراقہ ہیں، ان کا ذکر بھی ابن حزم نے کیا ہے۔ ان سب نے انہیں بنولھال بن ملک کہا ہے اور سابق بھی یہی کہتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ورنیفن نہانہ میں سے ہے۔ بطون ہوارہ میں بنوکہلان بھی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملیلہ بھی ان کے بطون میں سے ہے۔ بربری نسابوں کے نزدیک ان کے بطون میں عریان، ورغہ زکارہ، مسلاتہ اور مجریس بھی ہیں۔ تاہم یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ورنیفن بھی انہی میں سے ہے۔ اسی زمانے میں مجریس ورنیفن کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ سابق اور اس کے اصحاب کے نزدیک بنوکہلان اور ورجین مغر کا ایک بطن ہیں۔ جبکہ بنی کہلان کے بطن سے بنی کسی، ورتا کسط متبورہ اور ہیوار ہیں۔

بن زحیک بن بادغیس کے بطون وہ امراء ہیں جو ہوارہ میں داخل اور وہ کافی ہیں۔ جن میں ہراعۃ، ترہوتہ، شتاتہ، اندادۃ، ہیزونہ، اوطیعہ اور ہیں، ان سب کو ابن حزم اور سابق اور اس کے اصحاب نے بالاتفاق بیان کیا ہے۔

ارہ کے حالات

ہوارہ کی اکثریت اور ان کے نسب میں داخل ہونے والے ان کے برانسبی اور صمغری بھائیوں کے مواطن فتح کے آغاز ہی سے طرابلس کے اور اس کے آس پاس برقہ میں تھے۔ جیسا کہ مسعودی اور البکری نے بیان کیا ہے کہ یہ الگ مسافر اور مقیم تھے، ان میں سے کچھ صحرا کو طے کر جنگل کے علاقے میں چلے گئے اور لمطہ سے بھی آگے گزر گئے جو ملمین کے قبیلوں میں ۔ ہے۔ سوڈان کے علاقے کوکو کے پاس افریقہ کے منے ہے اور وہ اپنے نسب ہسکارہ سے معروف ہیں۔ واقعہ ارتداد اور اس کی لڑائیوں میں ان کے بہت سے کارنامے ہیں۔ بعدازاں خارجیت قیام میں بھی انہوں نے کارنامے دکھائے، خصوصاً اباضی خارجیوں نے۔ ان میں سے عبدالواحد بن یزید نے عکاشہ فزاری کے ساتھ حنظلہ کے خروج کیا اور ان کے اور حنظلہ کے درمیان شدید لڑائیاں ہوئیں پھر اس نے ان دونوں کو ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں سنہ 124 میں دے کر قتل کر دیا۔ جب سنہ 126 میں یحیٰی بن فوناس نے یزید بن حاتم کے خلاف خروج کیا تو اس کے پاس اس کی قوم کے بہت سے لوگ یگر لوگ بھی اکٹھے ہو گئے۔ طرابلس کے قائد نے عبداللہ بن سمط کندل کو سمندر کے کنارے ان کے ایک ساحل پر چڑھائی کے لئے بھیجا لہٰذا اس شکست کھائی اور عام ہوارہ قتل ہوئے۔ ان میں عبدالرحمٰن بن حبیب کے ساتھ اس کے جرنیلوں میں سے مجاہد بن مسلم بھی تھا بعدازاں ان میں کچھ شہرت یافتہ جوان طارق بن زیاد کے ساتھ اندلس گئے اور وہیں ٹھہر گئے، ان کے باقیماندہ لوگوں میں بنو عامر بن وہب تھے جو لتونہ کے نے میں اس کی اولاد کا امیر تھا۔ وہ بنی ذوالنون بھی تھے جو ان کے ہاتھوں سے علاقہ چھین کر اس پر قابض ہو گئے اور پھر ان کے ساتھ طلیطلہ آئے ۔ جبکہ بنو زرین اصحاب السلسلہ تھے۔

اس کے بعد سنہ 196 میں ہوارہ نے ابراہیم بن اغلب پر حملہ کر دیا، انہوں نے طرابلس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اسے برباد کر دیا۔ میں عیاض اور وہب نے بڑا کردار ادا کیا۔ جب ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے انہیں شکست دی اور قتل ۔ بعدازاں عبدالوہاب بن رستم نے تاہرت میں ان کے دارالامارۃ سے لے کر طرابلس تک ہوارہ کے لئے وسیع میدان بنائے اور اس نے انہیں وطن کر دیا۔ یوں وہ عبدالوہاب کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ان کے ساتھ نفوسہ کے قبیلے بھی تھے۔ انہوں نے پھر طرابلس میں ابوالعباس بن اغلب محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ ابراہیم قیروان میں فوت ہو گیا۔ اس نے پھر اسے وصیت کی لہٰذا اس نے انہیں صحرا دینے کی شرط پر ان سے لح کر لی اور عبدالوہاب نفوسہ کی طرف واپس آ گیا۔ انہوں نے پھر فوجوں کے ساتھ صقلیہ میں لڑائی کی اور اس کی فتح کو ان میں سے زواودہ نے یکھا جو عام حلیف رکھتے تھے انہوں نے پھر ابی یزید النکاری کے ساتھ مل کر لڑائیوں میں کارنامے دکھائے اور وہ پھر اپنے مواطن جبل اوراس اور رجاجنہ سے اس کے پاس آ گئے۔ لوگ اس کی دعوت دینے لگے، وہ اس کی حکومت میں شامل ہو گئے اور انہوں نے کارنامے دکھائے۔ اس لڑائی ں سب سے نمایاں بنو کہلان تھے۔ جب ابو یزید فوت ہو گیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے تو اسماعیل منصور نے ان کے ساتھ حملہ کیا اور خوب خونریزی کی۔ یوں بنی کہلان کے تذکرے ختم ہو گئے پھر حکومتوں نے ان پر اپنے پاؤں پسار دیئے اور وہ ہر جانب سے ٹیکس گزار قبیلوں میں شامل ہو گئے۔ اس مانے میں ان میں سے مصر میں کچھ متفرق قبائل آباد ہیں جنہوں نے اکرہ عبارہ اور سادبہ کو اپنا وطن بنالیا ہے۔ جبکہ دوسرے برقہ اور اسکندریہ کے درمیان آباد ہیں اور الشانیہ کے نام سے معروف ہیں۔ وہ الحرۃ کے ساتھ جو سلیم کے بطون لہٹ سے ہے، افریقہ کی ارض تلول سے جو تبسہ سے رحاصہ اور باجہ تک ہے، سفر کرتے ہیں۔ وہ زبان اور لباس، خیموں میں رہنے بسنے اور گھوڑوں کی سواری کرنے، اونٹ جمع کرنے، لڑائیاں لڑنے اور اپنے ٹیلوں میں گرمی اور سردی کا سفر کرنے کے لحاظ سے بنی سلیم کے چراگاہ تلاش کرنے والے عربوں میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ بربریوں کی عجمی زبان فراموش کر چکے ہیں اور اس کے بدلے میں عرب کی فصیح زبان کو اپنا چکے ہیں لہٰذا کوئی شخص ان کے درمیان فرق نہیں کر سکتا۔

ان میں سب سے پہلے جو تبسہ کے قریب رہتا ہے، وہ قبیلہ ورنیفن ہے۔ اس زمانے میں ان کی سرداری یغزن بن حناش کی اولاد میں سے،

رحمان بن فلان کی اولاد کو حاصل ہے۔ وہ ان سے قبل ساریہ کے پاس تھی جو بطون ورنیفن میں سے ہے ان کے مواطن مزماحہ اور تبسہ اور ا
اردگرد کے میدان ہیں۔ مشرقی جانب میں ان کے درمیان ایک اور قبیلہ آباد ہے جو قیصرون کے نام سے مشہور ہے، ان کی سرداری بنی مر
گھرانے میں ہے جو زعازع اور حرکات کی اولاد کے درمیان ہے ان کے مواطن قفص آبہ اور ارنس کے نواح میں ہیں۔ ان کے ساتھ مشر
جانب ایک اور قبیلہ ہے جو نصورہ کے نام سے مشہور ہے، ان کی سرداری الرمامنہ کے گھرانے میں سلیمان بن جامع کی اولاد کو حاصل ہے در
قبیلہ کے مواطن تبسہ سے صامتہ تک اور وہاں سے جبل زنجار سے ساحل تونس کے علاقے اور میدانوں تک ہیں۔ ساحل میں ان کے پڑوس میں
کے نواح تک ہواز کا ایک اور قبیلہ رہتا ہے جو بنی سلیم کے نام سے مشہور ہے، ان کے ساتھ نصری عربوں کا ایک بطن ہے جو ہذیل سے ہے ا
مدرکہ بن الیاس سے ہے، یہ لوگ اپنے حجازی وطن سے ہلالی عربوں کے ساتھ ان کے مغرب میں داخل ہونے کے وقت سے تھے۔ انہوں نے
افریقہ کے اس جانب کو اپنا وطن بنالیا۔ اور ہوارہ سے مل جل گئے وہ انہی میں شمار ہونے لگے۔ اسی طرح ان کے ساتھ ریاح کا ایک اور بطن بھی
ہلال سے تھا، وہ عتبہ بن مالک بن ریاح کی طرف منسوب ہوتے ہیں جبکہ تاوان اور سفر وغیرہ میں انہی کے ساتھ شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان
ساتھ مرداس بنی سلیم کا بھی ایک بطن تھا، جو بنی حبیب کے نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ حبیب بن مالک تھا۔ وہ دیگر ہوارہ اور مضافات اف
کی طرح اس زمانے میں ٹیکس گزار ہیں، گائے بکریاں رکھتے ہیں اور گھڑ سواری کرتے ہیں۔ افریقہ کے بادشاہ نے ان پر ٹیکس کی تنخواہیں جا
ہوئی ہیں جو علاقے کے نمبرداروں نے مقررہ قانون کے تحت خراج کے رجسٹر میں ان کے ذمے لگائی ہوئی ہیں۔ ان پر بھی بادشاہ کی لڑائیوں
معین فوج بھیجنی ضروری ہے جو بادشاہ کی چھاؤنی میں فوج کے جانے کے وقت حاضر ہوتی ہے۔ ان کے رؤساء کی رائے قطعی ہوتی ہے۔ اگر
حکومتوں اور صحرائی لوگوں کے درمیان ایک مقام حاصل ہوتا ہے اور یہ ہوارہ کے ساتھ ان کے پہلے مواطن میں جو طرابلس کے نواح میں ہیں، س
کے اور مقیم رہ کر رابطہ پیدا کرتے ہیں اور عربوں نے ان کو تقسیم کردیا ہے۔ جب سے وہ حکومت کے سایے سے باہر آئے ہیں، یہ ان پر غالب آ
ہیں اور انہوں نے ٹیکس کے لئے ان کو غلاموں کی طرح قابو کرلیا ہے۔ وہ ان سے چراگاہیں تلاش کرنے لڑائی کرنے میں ہونہ اور رقلہ کی طرح
کام لیتے ہیں۔ مجریس زرزر میں رہتے ہیں جو طرابلس کی ایک بستی ہے۔ جبکہ ہوارہ میں سے ایک قبیلہ طرابلس کی آخری عملداری میں سرت اور
کے قریب رہتا ہے، انہیں مسراتہ کہتے ہیں جنہیں کثرت اور عزت حاصل ہے اسی لئے عربوں کے ٹیکس ان پر بہت کم ہیں۔ اور وہ انہیں عزت
دیتے ہیں۔ وہ تجارت کے سلسلے میں مصر، سکندریہ اور افریقہ کے بلاد الجرید اور سوڈان میں بہت زیادہ آتے جاتے ہیں۔

اس بات کو ذہن نشین کرلیجئے کہ قابس اور طرابلس کے سامنے پہاڑ ہیں جو ایک دوسرے سے متصل ہیں اور مغرب سے مشرق کی طرف جا
ہیں۔ غربی جانب میں سب سے پہلے دمر سکینہ کا پہاڑ ہے جس پر لواتہ کی قومیں آباد ہیں جبکہ مغربی جانب سے اس کا پھیلاؤ فاس اور صفاقس تک ہے
مشرقی جانب نفوسہ کی دوسری اقوام رہتی ہیں جس کی لمبائی سات روز کی مسافت ہے، مشرق میں اس کے ساتھ جبل نفوسہ مل جاتا ہے۔ جہاں نفوس
مغراوہ اور سدراتہ کی بہت بڑی قوم آباد ہے۔ وہ اس کی جانب تین دن کی مسافت پر ہے۔ اس کی لمبائی سات روز کی مسافت ہے جس پر مش
جانب سے اس کے ساتھ جبل مسلاتہ مل جاتا ہے۔ اسے ہوارہ کے قبیلے، مسراتہ اور برقہ کے علاقے تک آباد کئے ہوئے ہیں۔ یہ جبال طرابلس
آخری پہاڑ ہے جبکہ پہاڑ ہوارہ، نفوسہ اور لواتہ کے مواطن میں سے ہیں، ان میں سے بنی خطاب ملوک زدیلہ کا جو برقہ کا ایک شہر ہے بڑا مقام
جبکہ زدیلہ ان کا دارالسلطنت ہے یہاں تک کہ وہ اس کی وجہ سے مشہور ہیں۔ اسے زدیلہ بن خطاب کہا جاتا تھا۔ جب یہ شہر برباد ہوگیا تو یہ وہاں
منتقل ہوکر خزاں میں آگئے جو بلاد صحرا میں سے ہے اور انہوں نے اسے اپنا وطن بنالیا، وہاں پر انہیں بادشاہی اور حکومت حاصل تھی، یہاں تک
قراموش الغزی الناصری آگیا جو صلاح الدین کے بھائی تقی الدین کا غلام تھا جیسا کہ ہم غوری بن مسوفہ کے تذکرہ اور حالات کے موقع پر اس کا ذ
کریں گے۔ اس نے اولاد داد جلہ کو فتح کیا اور اس کے بعد خزاں کو بھی فتح کیا۔ اس نے اس کے عامل محمد بن خطاب بن یصلتن بن عبداللہ بن صنف
بن خطاب کو گرفتار کرلیا۔ جو ان کا آخری بادشاہ تھا اور اس نے اس کو ابتلا میں ڈالا۔ اس نے اس سے اموال کا مطالبہ کیا اور اسے اس قدر عذاب
کہ وہ ہلاک ہوگیا، یوں ہوارہ کے بنی خطاب کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

ہوارہ کے مغرب میں قبیلے

مغرب میں ہوارہ کے بہت سے قبیلے ہیں جو ان مواطن میں رہتے ہیں جوان کے نام سے مشہور ہیں۔ شادیہ کے سفر کرنے والے اپنی چراگاہوں کی تلاش میں اس کے نواح میں گھومتے پھرتے ہیں۔ آج کل وہ ہر جانب میں خراج کے غلام بن گئے ہیں اور فتوحات کے ایام میں کثرت کے باعث جو انہیں حاصل تھی، وہ جاتی رہی ہے۔ اب وہ قلت کے باعث وادیوں میں منتشر ہیں اور مغرب اوسط میں سب سے مشہور اس پہاڑ پر رہنے والے ہیں جو بطحاء پر جھانکتا ہے اور جو ہوارہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں مسراتہ اور اس کے دیگر بطون بھی ہیں جن کے رؤسا، بنی اسحاق میں سے مشہور ہیں۔ یہ پہاڑ ان سے پہلے بنی یلومین کے پاس تھا لہٰذا جب وہ ختم ہو گئے تو ہوارہ نے اسے اپنا وطن بنالیا۔ ان کی سرداری، بنی عبدالعزیز میں تھی۔ پھر ان کے عم زادوں میں سے ایک آدمی اسحٰق کے نام سے نمایاں ہوا۔ اور ملوک قلعہ نے اسے عامل بنا دیا، یوں سرداری بنی اسحٰق کی اولاد میں رہی۔ ان کے بڑے سردار محمد بن اسحٰق نے اس قلعے کی حفاظت کی جو ان کی طرف منسوب ہے۔ اس کی سرداری پھر ان میں سے ان کے بھائی حیول نے وراثت میں حاصل کی اور پھر یہ اس کی اولاد میں منتقل ہوتی رہی۔ جب مغرب اوسط پر بنی عبدالواد کی حکومت تھی تو انہوں نے سلطان سے رابطہ پیدا کیا پھر وہ ان کے قوانین کی پابندی کرنے لگے بعد ازاں ابو تاشفین نے اپنے ملوک میں سے یعقوب بن یوسف بن حیون کو بنی ورجین پر غالب آنے کے بعد ان پر قائد مقرر کیا اور ان پر ٹیکس لگائے، اس نے ان کا اچھی طرح انتظام کیا اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ان کے معزز لوگوں کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد بنی مرین کے مغرب اوسط پر غالب آنے کے بعد بنی عبدالواد کے لئے سلطان ابوالحسن نے عبدالرحمٰن بن یعقوب کو ان لوگوں کے قبیلہ پر عامل مقرر کیا پھر اس کے بعد بیٹے محمد بن عبدالرحمٰن بن یوسف کو عامل مقرر کیا۔ بعد ازاں قبیلے کا حال زبون ہو گیا اور وہ پہاڑ پر رہنے والا بنا کیونکہ بنی عبدالواد کی حکومت نمودار ہو چکی تھی یہ پھر اندھیروں میں کھو گئے۔ بنی اسحاق کی اولاد کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اس زمانے تک ان کی یہی پوزیشن ہے۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا۔

مجیسہ، ازواجہ اور مسطاسہ کا بیان

ازواجہ، وزداجہ کے نام سے بھی معروف ہیں اور یہ البرانس کے بطون میں سے ہیں۔ بربریوں کے نساب انہیں زناتہ میں سے شمار کرتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ازواجہ زناتہ میں سے ہے یا وزداجہ، ہوارہ میں سے ہے لیکن یہ دو الگ الگ بطن ہیں اور انہیں بڑی کثرت حاصل ہے۔ مغرب اوسط میں ان کے مواطن دہران کی جانب ہیں۔ انہیں فتن وحروب میں بڑی عزت اور مقام حاصل ہے جبکہ مسطاسہ بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بھی ان کے بطون کے شمار میں آتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مسطاس کے بھائی ہیں جو وزداج کا بھائی تھا۔ واللہ اعلم۔ ان کے جوانوں میں سے قابل ذکر جوان شجرہ بن عبدالکریم مسطاسی اور ابودلیم بن خطاب تھے اور ابودلیم ساحل تلمسان سے اندلس گیا تھا۔ وہاں پر اس کے بیٹوں کا قرطبہ میں ذکر کیا جاتا ہے۔ بطون ازواجہ میں سے بنومشفق تھے جو کہ مہران کے پڑوسی تھے۔ اور مرس میں دہران میں اموی حکومت کے آدمیوں محمد بن ابی عون اور محمد بن عبدون کے ساتھ اترا۔ لہٰذا انہوں نے بنی مسکن کو داخل کیا اور سات سال دہران پر قابض رہے۔ وہ اس میں دعوت اموی کے لئے مقیم رہے لہٰذا جب شیعہ دعوت ظاہر ہوئی اور عبیداللہ مہدی نے تاہرت پر قبضہ کر لیا، تو اس نے دواس بن مولاۃ کو جو کتامہ میں سے لقیط کا آدمی تھا، اس پر حاکم بنایا اور بربری بھی ان کی دعوت دینے لگے۔ انہوں نے پھر بنی مسکن بھی اس میں شامل کر دیا۔ اور انہوں نے ان کی بات مان لی۔ بعد ازاں محمد بن ابی عون بھاگ گیا اور دواس، صولات، السحب اور معراق چلا گیا، انہوں نے پھر لڑائی کی آگ بھڑکا دی اور دواس کی بنیاد کی حد بندی کی۔ اس نے محمد بن ابی عون کو دوبارہ اس کی حکومت دی، تو وہ پہلے سے بھی بہت اچھی حکومت بن گئی۔ اس نے پھر ابوالقاسم بن عبداللہ کے زمانے میں تاہرت پر یغمراس بن ابی سحمہ کو حاکم بنایا جس پر بربریوں نے اس کے خلاف خروج کیا۔ انہوں نے ابن ابی العافیہ کے مغرب اوسط پر حملہ کرنے کے وقت مروانی دعوت پر اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا۔ جنہیں محمد بن عون حاکم دہران اور ابوالقاسم میسور نے پکڑا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اسے مغرب کی طرف بھیج دیا اور اسے دوبارہ مروانیہ کا اطاعت گزار بنا دیا۔ اس کے بعد ابی یزید کا واقعہ ہوا اور دیگر بربریوں نے

عبیدیوں کے خلاف بغاوت کر دی، یوں زناتہ کی حیثیت مضبوط ہو گئی اور وہ مروانیوں کی دعوت دینے لگا۔ بعد ازاں ناصر نے لیلیٰ بن ابی محمد مغرب کی حکومت دی، یوں اس نے اسے محمد بن ابی عون اور قبائل ازواجہ کو اطاعت میں لانے کے لئے فریب کاری سے مخاطب کیا کیونکہ قبیلوں کے درمیان مجاورت کی وجہ سے دشمنی پائی جاتی تھی۔ اس نے پھر ازواجہ کی طرف چڑھائی کر کے جبل کیدرہ میں ان کا محاصرہ کر لیا اور غالب آ گیا۔ اس نے پھر سنہ 343 میں ان کی جماعت کو منتشر کر دیا اور دہران پر چڑھائی کی۔ اس نے اس سے مقابلہ کیا اور اسے بزور قوت لیا۔ اس نے اس میں آگ بھڑکا دی اور ازواجہ سے لڑائی کی۔ اور ان کی سرداری اندلس کے ساتھ جا ملی تب یہ لوگ وہیں رہنے لگے۔ ان میں حمید بن محمد، منصور بن ابی عامر اور اس کے بیٹے مظفر کے کبار اصحاب میں سے تھا، وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور یوں ازواجہ ذلت و رسوائی کی حالت میں باقی رہ گئے اور ٹیکس دینے والے قبیلوں میں شامل ہو گئے۔

عجیسہ کے حالات

یہ البرانس کے بطون میں سے عجیسہ کی اولاد میں سے ہیں جو برنس میں سے ہے۔ اس اسم کا مدلول بطن ہے۔ بربری بطن کو اپنی زبان میں کہتے ہیں۔ جب عربوں نے اسے معرب کیا تو اس کی ''دال'' کو جیم مخففہ سے بدل دیا۔ انہیں بربریوں میں کثرت اور غلبہ حاصل ہے، جبکہ بطون میں منہاجہ کے پڑوسی ہیں۔ ان کے بقایا اس زمانے میں تونس کے نواح اور ان پہاڑوں میں رہتے ہیں جو مسیلہ پر جھانکتے ہیں۔ ان میں کچھ جبل قلعہ میں رہتے ہیں اور ان کا فتنہ ابی یزید میں بڑا حصہ تھا۔ جب منصور نے انہیں شکست دی تو وہ ان کی طرف آیا اور ان کے قلعوں میں کتامہ کے ایک قلعے میں پناہ لے لی یہاں تک کہ اس پر حملہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد حماد بن بلکین نے شہر بنانے کے لئے جگہ کی تلاش میں جلدی ان کے درمیان اس کی حد بندی کی اور وہاں اترا۔ اس نے اس کی زمین کو وسیع کیا اور اس کی حد بندی کو وسیع کیا۔ وہ آل حماد کا دار الخلافہ تھا۔ عجیسہ کے مقابلے ہوئے اور ان کی شوکت جاتی رہی تو اس شہر نے مدت تک عجیسہ کی امیدوں کو پورا نہیں کیا۔ انہوں نے کئی بار قلعہ کا قصد کیا اور کے بادشاہوں پر عیاص کو چڑھا لائے لہٰذا انکوار نے ان کا کچومر نکال دیا اور پھر وہ ہلاک ہو گئے۔ ان کے بعد قلعہ بھی تباہ ہو گیا اور اس پہاڑ کے عیاص بن گئے جو ہلالی عربوں میں سے تھے۔ مغرب کے قبیلوں میں بہت سے عجیسہ پھیلے ہوئے ہیں۔

اوربہ کا بیان جو البرانس کا بطون ہے

تبری بربریوں میں جن بطون کو کثرت اور غلبہ حاصل تھا، وہ سب فتح اوربہ کے زمانے میں تھے۔ ہوارہ اور منہاجہ، برانس میں سے تھے نفوسہ اور زناتہ اور مطغرہ اور نفزاوہ البتر میں سے تھے۔ فتح کے زمانے میں اوربہ کو تقدم حاصل تھا کیونکہ یہ بڑی تعداد والے اور بڑی قوت و طاقت والے تھے۔ یہ ادرب بن برنس کی اولاد میں سے تھے۔ یہ کئی بطون ہیں جن میں سے بجانیہ، نفاسہ، نجد، زہکوجہ، مزجانہ، رغیوتہ اور دیقوسہ ہیں۔ فتح کے موقع پر ان کا امیر ستردیر بن رومی بن بارزت بن بزریات تھا جس نے ان پر 73 سال سرداری کی اور فتح اسلامی کو پایا۔ وہ سنہ 71 میں فوت ہوا اس کے بعد کسیلہ بن لزم اوربی ان کا سردار بنا، وہ سب برانس کا امیر تھا جب سنہ 55 میں ابن مہاجر تلمسان آیا اس وقت کسیلہ بن لزم مغرب اقصیٰ میں اپنی اوربی فوج کے ساتھ آیا ہوا تھا لہٰذا ابوالمہاجر کو اس پر کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے اسے اسلام پیش کیا، اس نے اسلام قبول کر لیا تو اس نے اسے بچا لیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ اور اس کے اصحاب کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ دوسری حکومت میں یزید کے زمانے میں سنہ 62 میں آیا، تو ابوالمہاجر کے اصحاب نے اس سے کینہ رکھا۔ جب ابوالمہاجر اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے لئے بڑھا تو اس نے اس بات کو قبول کیا اور مغرب پر چڑھائی کر دی۔ اس کے ہراول دستے میں زہیر بن قیس بلوی تھا لہٰذا اس نے اسے ذلیل و عاجز کر دیا اس کے بعد بربریوں بادشاہوں اور ان لوگوں نے جو مزنجہ میں سے الزاب اور تاہرت میں اس کے شامل ہو گئے تھے، اس سے لڑائی کی لہٰذا اس نے ان کو شکست دی اور ان کو لوٹ لیا۔ بعد ازاں غمارہ کے امیر بلیان نے اس کی اطاعت کی، اس سے حسن سلوک کیا، اسے تحفے دیئے اور بربریوں کی کمزوریوں سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد ابو لیلہ، سوس اور ان کے اردگرد کے ملثمین نے ان کی مدد کی لہٰذا اس نے مال غنیمت حاصل کیا اور قیدی بنائے۔ وہ پھر ساحل سمندر تک پہنچ گیا اور کامیاب و کامران واپس آیا۔ وہ اپنی لڑائیوں میں کسیلہ کی توہین اور استخفاف کرتا تھا اور وہ اس کی قید میں تھا۔ ایک دن اس

اسے حکم دیا کہ وہ اس کے سامنے بکری کی کھال اتارے لہٰذا اس نے اسے اپنے غلاموں کو دیدیا۔ عقبہ نے چاہا کہ وہ خود یہ کام کرے، اس نے اسے ڈانٹا تو کسیلہ غضب ناک ہو کر بکری کی طرف گیا۔ جب وہ بکری میں ہاتھ گھسیڑتا تو اپنی داڑھی پر مل لیتا، اس پر عرب کہتے اے بربری! یہ کیا ہے تو وہ کہتا یہ ایک مزدور ہے۔ اس پر ان کا ایک شیخ انہیں کہتا کہ بربری تم کو دھمکیاں دیتا ہے۔ جب اس بات کی اطلاع ابوالمہاجر کو ملی تو اس نے عقبہ کو اس بات سے روک دیا، وہ کہنے لگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے جابروں سے دوستی چاہتے تھے اور تو ایک ایسے آدمی کا قصد کرتا ہے جو اپنی قوم میں جابر اور عزت دار ہے، وہ شرک سے قریب العہد ہے اور فسادی ہے۔ اس نے اسے بتایا کہ وہ اس سے عہد لے اور اسے اس کے حملے سے اسے خوفزدہ کیا مگر عقبہ نے اس کے قول کو کوئی اہمیت نہ دی لہٰذا جب وہ لڑائی سے واپس لوٹا اور طبنہ پہنچا تو اس نے اس اعتماد پر کہ اس نے ملکوں کو زیر کر لیا ہے اور بربریوں کو ذلیل کر دیا ہے، فوجوں کو قیروان کی طرف بھیج دیا۔ وہ خود تھوڑے سے لوگوں کے ساتھ وہاں ٹھہر گیا۔ اور تہودہ کی طرف چلا گیا تاکہ وہاں حفاظتی گروہ کو اتارے۔ لہٰذا جب فرنجہ نے اسے دیکھا تو انہوں نے اس کے بارے میں لالچ کیا اور کسیلہ بن لزم سے مراسلت کی، اس نے اسے بتایا کہ یہ اس کے متعلق ایک موقع ہے تو اس نے اسے غنیمت جانا اور اپنے عم زادوں اور ان کے پیروکار بربریوں سے مراسلت کی۔ وہ پھر عقبہ اور اس کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے پیچھے لگ گئے یہاں تک کہ انہوں نے اسے تہودہ میں جالیا، یوں قوم پیدل چل پڑی اور انہوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ دیئے۔ عقبہ اور اس کے اصحابؓ نے جنگ کی نگران میں سے کوئی بھی نہیں بچا، وہ تین سو کے قریب کبار صحابہ اور تابعین تھے جو ایک ہی جنگ میں شہید ہو گئے۔ ان میں ابوالمہاجر بھی تھا اور اس کے اصحاب اس کی قید میں تھے لہٰذا اس روز اس کی خوب آزمائش ہوئی۔ اس زمانے تک الزاب میں عقبہ اور اس کے ساتھ شہید ہونے والے صحابہ کی قبریں موجود ہیں۔ عقبہ کی قبر کو اونچا کیا گیا ہے پھر اس پر چونا لگا دیا گیا ہے۔ اس پر ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے جو اس کے نام سے مشہور ہے وہ مزارات اور برکت کے مقامات میں شمار ہوتی ہے بلکہ وہ زمین کے قبرستانوں سے اشرف زیارت گاہ ہے کیونکہ اس میں شہید صحابہ اور تابعین کی بہت بڑی تعداد دفن ہے جن کے مٹھی بھر دیئے ہوئے جو کے ثواب کو بھی کوئی آدمی نہیں پہنچ سکتا۔ اس وقت صحابہ میں سے محمد بن اوس انصاری، یزید بن خلف العبسی اور ایک جماعت ان کے ساتھ قید ہو گئی جنہیں ابن مصادر حاکم فقصہ نے فدیہ دے کر چھڑا لیا اور زہیر بن قیس کے ساتھ مل گئے۔ ان کے ساتھ صاحب اولاد اور صاحب مال لوگ بھی شامل ہو گئے لہٰذا اس نے اسے امان دی اور قیروان میں داخل کیا۔ وہ افریقہ اور پھر وہاں پر رہنے والے باقیماندہ عربوں کا پانچ سال تک امیر بن گیا اور اس کے ساتھ ہی یزید بن معاویہ کی موت اور ضحاک بن قیس کی مروانیہ کے ساتھ مرج راہط میں لڑائی ہوئی۔ اس کے بعد آل زبیر کی لڑائیاں بھی ہوئیں جس سے خلافت کی حیثیت کچھ کمزور ہو گئی اور مغرب میں لڑائی بھڑک اٹھی۔ جلد ہی زناتہ اور البرانس میں ارتداد پھیل گیا۔ اس کے بعد عبدالملک بن مروان نے اس بار کو اٹھایا، مشرق سے فتنے کے آثار کو دور کیا۔ زہیر قیس سلطان عقبہ کی وفات کے وقت سے وہاں ٹھہرا ہوا تھا لہٰذا اس نے اسے مدد بھیجی اور اسے جابرہ کی لڑائی اور عقبہ کے خون کا بدلہ لینے کا منتظم بنایا۔ اس نے پھر سنہ 67 میں ہزاروں عربوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ کسیلہ نے البرانس اور دیگر بربریوں کو جمع کیا اور فوج لے کر قیروان کے نواح میں اس سے لڑائی کی۔ فریقین کے درمیان سخت لڑائی ہوئی پھر بربری شکست کھا گئے اور کسیلہ اور اس کے بے شمار آدمی قتل ہو گئے۔ عربوں نے ان کا مرماجنہ اور پھر ملویہ تک تعاقب کیا۔ بربریوں نے ذلیل ہو کر قلعوں کی پناہ لی اور اربہ کو ان کے درمیان شوکت حاصل ہو گئی۔ اب اس کی اکثریت مغرب اقصیٰ کے دیار میں ٹھہر گئی پھر اس کے بعد ان کا کوئی تذکرہ باقی نہ رہا۔ انہوں نے مغرب میں دلیلی شہر پر قبضہ کر لیا جو جبل زرہون کی جانب فاس اور مکناسہ کے درمیان واقع ہے، وہ پھر اسی حالت میں قائم رہے۔ اس دوران قیروانی فوجوں نے کئی بار مغرب پر اقتدار جمایا یہاں تک کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن الحسن نے منصور کے زمانے میں اس کے خلاف خروج کیا اور وہ مدینہ میں سنہ 45 میں قتل ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے عم زاد حسین بن علی بن حسن المثلث ابن حسن المثنیٰ ابن حسن السبط نے ہادی کے زمانے میں بغاوت کی لیکن وہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر فخ مقام پر سنہ 169 میں قتل ہو گیا، اور اس کے ساتھ بہت سے اہل بیت بھی مارے گئے۔ ادریس بن عبداللہ، مغرب کی طرف بھاگ گیا اور سنہ 172 میں اربہ کے ہاں اترا۔ اس وقت دلیلی میں ان کا امیر اسحٰق بن محمد بن عبدالحمید تھا۔ جس نے اسے پناہ دی اور بربریوں کو اس کی دعوت پر اکٹھا کیا۔ جلد ہی زوغہ، لواتہ، سراتہ، غماۃ، نفزۃ، مکناسہ، غمارۃ اور کافہ کے مغربی بربریوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے اس کے احکام کی فرمانبرداری کی اور مغرب میں اسے مکمل طور پر حکومت حاصل ہو گئی۔ یوں اس کی اولاد اس حکومت کے تم

ہونے تک اس کی وارث ہوتی رہی جیسا کہ ہم نے فاطمی حکومت میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

کتامہ کے حالات کی روداد اور ان کی حکومت کا بیان

بربری نسابوں کے نزدیک کتام بن برنس کی اولاد میں سے یہ قبیلہ مغرب میں تمام بربری قبائل سے زیادہ جنگجو، طاقتور اور حکومت پر زیادہ اثر انداز ہے۔ اسے کتم بھی کہا جاتا ہے۔ عرب نسابوں کا بیان ہے کہ یہ حمیر سے ہے یہ بات ابن کلبی اور طبری نے بھی بیان کی ہے۔ ان کا پہلا بادشاہ فریقش بن صیفی ہے جو ملوک تابعہ میں سے تھا، اسی نے افریقہ کو فتح کیا تھا اور اسی کے نام پر افریقہ رکھا گیا ہے۔ جب اس کا بادشاہ گریگور قتل ہوا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو اس نے بربریوں کو یہ نام دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حمیر میں سے بربریوں میں منہاجہ اور کتامہ قائم رہے اور وہ آج تک انہی میں ہیں۔ وہ مغرب اور اس کے نواح میں پھیل گئے ہیں مگر ان کی اکثریت پہلے مذہب سے فتنہ ارتداد کے اٹھنے، ان فتنوں کے فرو ہو جانے کے بعد قسطنطیہ کے اریاف میں بجایہ کی سرحدوں تک، قبلہ کی جانب سے مغرب میں جبل اوراس تک ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے۔ ان مواطن میں قابل ذکر شہر موجود ہیں جن میں سب سے بڑا انکجان، سطیف، باغایہ اور فاس کی طرح ہے۔ جبکہ ونیکست، میلہ، قسنطینہ، سیکرہ، قل اور جیجل، جیل اوراس سمندر کے کنارے تک بجایہ اور بونہ کے درمیان اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ ان کے کئی بطون ہیں۔ غرسن اور یسودہ بن کتم بن یوسف جو یسودہ میں سے ہے اور بس السبد اور دنہاجہ اور متوسہ اور رسین سب بنو یسودہ بن کتم ہیں۔ اس زمانے میں مغرب میں کتامہ کے محل دنہاجہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ غرسن میں سے مصالہ، فلان، ماوطن اور معاذ، غرسن بن کتم کے بیٹے ہیں جبکہ لہیفہ، جمیلہ اور مسالتہ، بناوہ بن غرسن کے بیٹے ہیں۔ ملوسہ ایان میں سے ہے اور لطایہ، اجانہ، غسمان اور ادباست، تیطاسن بن غرسن کے بیٹے ہیں۔ جبکہ ملوسہ، ایان غرسن بن غرسن سے ہے۔ ملوسہ سے زیدوی ہیں جو اس زمانے میں اس پہاڑ پر رہتے ہیں، جو قسنطینہ پر جھانکنے والا ہے۔ برابرہ کے بعد کتامہ میں بنو یستیتن، ہشتیوہ، مصالحہ اور بنی قسنطینہ ہیں۔ ابن حزم نے زواودہ کو تمام بطون سمیت ان میں سے شمار کیا ہے اور یہ پہلے بیان کے مقابلے میں درست ہے۔

مغرب اقصیٰ کے ان بطون میں سے کئی اپنے وطنوں سے باہر نکل گئے ہیں اور آج تک وہیں رہتے ہیں۔ وہ ملت کے ظہور اور مغرب پر حکومت اغالبہ کے قبضے میں آجانے تک ہمیشہ سے وہیں ہیں۔ جیسا کہ ابن الرقیق نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حکومت ان کی اکثریت کی وجہ سے انہیں تکلیف اور اذیت نہیں دیتی تھی مگر جب یہ شیعہ دعوت کے لئے کھڑے ہوئے تو انہیں کچھ تکلیف پہنچی جس کا ذکر ہم نے بنی عباس کی حکومت کے بعد فاطمی حکومت کے ذکر میں کیا ہے۔ اس کی تفصیل آپ کو وہاں پر ملے گی۔ جب انہیں مغرب کی حکومت حاصل ہوگئی تو انہوں نے مشرق پر حملہ کیا اور اسکندریہ، مصر اور شام پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے قاہرہ کی حد بندی کی جو مصر کا سب سے بڑا شہر ہے۔ بعد ازاں المعز جو ان کا چوتھا خلیفہ تھا وہ وہاں پر جا کر فروکش ہو گیا اور اس کے ساتھ کتامہ بھی اپنے قبیلوں کے ساتھ وہاں گئے۔ وہاں پر ان کی حکومت مضبوط ہوگئی لیکن وہ جلد ہی اس کی خوشحالی اور تکبر میں ہی ہلاک ہو گئے۔ ان کے پہلے وطنوں میں جو جبل اوراس اور اس کی جوانب میں تھے، ان کے قبیلوں کے بقیہ آدمی اپنے اسماء و القاب پر باقی رہ گئے۔ دوسرے بغیر لقب کے تھے اور یہ سب کے سب ٹیکس گزار تھے، سوائے ان کے جو پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لئے ہوئے تھے جیسے کہ زدیدی جبکہ اہل جبال جیمل اور زواودہ اپنے اپنے پہاڑوں کی پناہ لئے ہوئے تھے۔

میدانوں میں سے سب سے مشہور میدان والے سدویکش تھے، ان کی سرداری اولاد سواد میں تھی لیکن مجھے معلوم نہیں کہ اس نام سے موسوم قبائل کتامہ میں کس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تاہم مؤرخین کے اتفاق سے یہ ان ہی میں سے ہیں۔ اب ہم کتامہ کی حکومت کے بعد ان کے حالات کا ذکر کرنے والے ہیں۔ جو ہمیں پیچھے سے معلوم ہوئے ہیں۔

کتامہ کے باقی باشندوں کا بیان

یہ قبیلہ اس زمانے میں اور اس سے قبل بھی سدویکش کے نام سے ہی مشہور ہے۔ ان کے دیار کتامہ کے مواطن میں قسنطینہ اور بجایہ کے درمیان میدانوں میں ہیں۔ ان کے کئی بطون ہیں جیسے سیلین، طرسون، طرغیان، مولیت، بنی فتنہ، بنی لمایہ، کایارہ، بنی زغلان، النورہ، بنی مزدان، وارمسکن

سکوال اور بنی عیار۔ ان میں لماتہ، مکلاتہ اور ریفہ بھی ہیں۔ ان سب پر ایک بطن کو سرداری حاصل ہے جسے اولاد سواد کہتے ہیں جو بڑے صاحب قوت، صاحب تعداد اور تیاری والے ہیں۔ یہ سب بطون اور ان کے عیال ٹیکس گزار ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہوتے، خیموں میں رہتے اور اونٹوں اور گایوں پر سفر کرتے ہیں۔ انہیں اس وطن میں حکومتوں کی استقامت حاصل ہے اور یہ اس زمانے میں عرب قبائل کا حال ہے۔ یہ کتامہ کے نسب سے منتفی ہوتے ہیں اور اس سے بھاگتے ہیں کیونکہ چار سو سال سے کتامہ پر رافضی مذاہب اختیار کرنے، حکومتوں سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے نکیر کی جاتی ہے لہٰذا وہ ان کی طرف منسوب ہونے سے بچتے ہیں۔ بسا اوقات یہ مضر کے سلیم کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں مگر یہ درست نہیں، وہ صرف بطون کتامہ سے ہیں۔ متہاجہ کے مؤرخین نے ان کا اس نسب ہی سے ذکر کیا ہے اور اس کی گواہی اس وطن سے ملتی ہے جسے انہوں نے افریقہ میں وطن بنایا ہے۔ ان کے نسابین اور مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اولاد سواق کا وطن ان میں بنی بوخصرہ کے قلعوں میں تھا جو قسنطنیہ کے نواح میں ہے وہ پھر وہاں سے نکل کر دیگر جہات میں پھیلے ہیں۔ اولاد سواق ایک بطن ہے اور وہ علاوہ بن سواق کی اولاد ہیں جو یوسف بن حمو بن سواق کی اولاد میں سے ہے۔ جبکہ اولاد دعلاوہ کو، قبائل سدویکش پر سرداری حاصل ہے۔ ہم نے اپنے مشائخ سے اسی طرح سنا ہے۔ یہ سرداری موحدین کی حکومت تک قائم تھی اور ان میں علی بن علاوہ سردار تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طلحہ بن علی اور اس کے بعد اس کا بھائی یحییٰ بن علی اور اس کے بعد ان دونوں کا بھائی یعنی مندیل بن علی اور عرالت زین جو طلحہ کا بھتیجا تھا، سردار بنا۔ جب اس صدی کے دسویں سال قسنطنیہ میں سلطان ابو یحییٰ کی بیعت ہوئی تو تازیرنے اس کی اطاعت سے دوری اختیار کی اور بجایہ میں ابن خلوف کی اطاعت اختیار کرلی۔ اس کے عوض میں اس کا چچا مندیل آگے آ گیا پھر اس نے اولاد یوسف کے بدلے میں ان میں سے سب کو لے لیا لہٰذا وہ اس کی اطاعت کے لئے تیار ہو گئے اور سلطان بجایہ پر غالب آ گیا۔ اس کے بعد ابن خلوف قتل ہو گیا اور اولاد یوسف غالب آ گئی، انہوں نے پھر اولاد دعلاوہ سے مڈبھیڑ کی اور انہیں وطن سے نکال باہر کیا لہٰذا وہ عیاض کی طرف آ گئے جو ہلال کے قبائل میں سے ہے اور ان کے پڑوس میں ان کے پہاڑ میں رہنے لگے جسے انہوں نے وطن بنایا ہوا تھا۔ وہ پہاڑ مسیلہ پر جھانکتا ہے۔ سدویکش کی سرداری مسلسل اولاد یوسف میں رہی اور وہ اس عہد میں چار قبائل ہیں یعنی بنو محمد بن یوسف، بنو المہدی، بنو ابراہیم بن یوسف اور العزیزیوں۔ یہ بنو مندیل، ظافر اور جری ہیں اور سیر المملوک اور عباس اور عیسیٰ اور السۃ، یوسف کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ سگے بھائی ہیں اور ان کی ماں تاعزیزت ہے لہٰذا اولاد محمد اور العزیزیون اس کی طرف منسوب ہیں۔ یہ بجایہ کے نواح میں رہتے ہیں۔ جبکہ مہدی اور ابراہیم کی اولاد قسنطنیہ کے نواح میں رہتی ہے۔ ہمیشہ ہی سرداری اس عہد تک ان چاروں قبائل میں رہی ہے، کبھی ان کے بعض میں اکٹھی ہو جاتی ہے اور کبھی متفرق ہو جاتی ہے۔ دوسری حکومت مولانا سلطان ابو یحییٰ کی ہے جن کی سرداری عبدالکریم بن مندیل بن عیسیٰ بن العدر بن کے پاس ہے۔ ان چاروں قبائل کے سب بطن پھر سرداری کے لحاظ سے متفرق اور آزاد ہو گئے اور اولاد دعلاوہ اس دوران میں جبل عیاض میں رہی۔ جب بنو مرین افریقہ پر غالب آئے تو سلطان ابو عنان اولاد یوسف سے ناراض ہو گیا، اس نے ان پر موحدین کی طرف میلان رکھنے کی تہمت لگائی، پھر سدویکش سے سرداری لے کر مہنی کو دیدی جو تازیر بن طلحہ سے تھا اور اولاد دعلاوہ میں سے ہے لیکن اس کا یہ کام مکمل نہ ہوا اور اولاد یوسف نے اسے قبول کرلیا۔ پھر اولاد دعلاوہ جبل عیاض میں اپنی جگہ پر لوٹ آئی اور ان ادوار میں ان کا سردار عدوان بن عبدالعزیز بن رروق بن علی بن علاوہ تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی سرداری کسی ایک کے لئے متفقہ طور نہیں ہوئی اور سدویکشن کے بطون میں سے ایک بطن بعض قبائل پر سرداری کرنے میں اولاد سواق کی مدد کرتا ہے۔ وہ دراصل بنو سلکلین ہیں اور ان کے مواطن ابو یحییٰ کی سلطنت میں ہیں جسے اپنی قوم پر سرداری حاصل ہے۔ اس بطن کو ان کی خدمت میں بڑا مقام حاصل ہے پھر اس کے بعد اس کا بیٹا امیر ابو حفص وفاداری میں مشہور ہوا، وہ ہمیشہ ہی اس کے ساتھ رہا، اس دوران بنو مرین نے قابس پر حملہ کر دیا۔ اس نے پھر اس سے السری الوقیعہ کے ساتھ لڑائی کی لہٰذا سلطان ابوالحسن نے مخالفت کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا اور وہ اس کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کی سرداری پھر اس کے بیٹے عبداللہ نے سنبھالی اور اسے سرداری اور بجایہ کے سلطان کی خدمت میں بڑا مقام حاصل تھا۔ وہ پھر اسی (80) سال کا ہو کر فوت ہو گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمران بنا۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا۔

بنو ثابت کے حالات

بطون کتامہ اور ان کے قبائل میں القل پر جھانکنے والے پہاڑ میں رہنے والے اور لوگ بھی ہیں جو اس کے اور قسنطنیہ کے درمیان، اولاد ثابت

بن حسن بن ابی بکر کی سرداری سے معروف ہیں جو کہ بنی تلیلان میں سے تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ابو بکر وہ جد ہے جس نے موحدین کے زمانے میں اس پہاڑ کے رہنے والوں پر ٹیکس عائد کیا تھا، اس سے قبل ان پر کوئی ٹیکس نہیں تھا لہٰذا جب منہاجہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور موحدین افریقہ پر غالب آ گئے تو یہ ابو بکر خلیفہ مراکش کے پاس اس کی حکومت کے آغاز میں بھاگ گیا کیونکہ سنہ 711 میں طرابلس کی حکومت ابن عمر کے مفاد میں تھی لہٰذا جب سلطان بجایہ پر قابض ہو گیا اور ابن خلوف قتل ہو گیا، تو ابن عمر تونس سے پھر اپنی حجابت پر آ گیا۔

اس دوران حسن بن ثابت فرحیرہ میں وطن کے ٹیکس کے خاتمہ کے لئے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اس نے اپنی جانب سے اسے پیغام بھیجا اور یہ جبل کے علاقے میں اس کی سرداری کے آخری ایام تھے یہاں تک کہ اس نے افریقہ میں بنو مرین کی حکومت کو پالیا۔ اس کے بعد اس نے ابن عبدالرحمٰن کو حاکم بنایا اور فاس میں سلطان ابوعنان کے پاس گیا۔ جب مولانا سلطان ابوالعباس نے افریقہ میں نئے طور پر اپنی حکومت قائم کی تو وہ ان پر غالب آ گیا اور ان کی سرداری کے نشان کو مٹا دیا۔ اس نے انہیں اپنی فوج اور نوکروں میں شامل کر دیا اور جبل میں اپنے عمال کو مقرر کیا کہ جبل اس کے ماتحت تھا۔ اس کا ٹیکس سوالیوں اور قسطنطینہ میں اس کے پڑوس میں رہنے والی فوج کو ادا کیا جاتا تھا۔ کتامہ کے باقیماندہ دیگر قبائل تدلس کی پہاڑیوں میں رہتے ہیں یعنی وہ ٹیکس گزار قبائل میں شمار ہوتے ہیں ان میں سے بنی سنن کا ایک قبیلہ جبل قبلہ میں جبل پر اناسن میں رہتا ہے جبکہ ایک اور قبیلہ الہبط کی طرف نصر بن عبدالکریم کے پڑوس میں رہتا ہے۔ دوسرے قبائل مراکش میں رہتے ہیں جو وہاں پر منہاجہ کے ساتھ آئے تھے۔ اس دور میں کتامہ کا نسب حکومت میں ایک مشہور چیز ہے کیونکہ رافضہ اور کفریہ مذاہب کے اختیار کرنے کی وجہ سے چار سو سال بعد حکومتوں نے ان سے ناواقفیت کا اظہار کیا ہے یہاں تک کہ ان کے ہم نسب سردار کا یہ حال ہو گیا تھا کہ وہ اس سے فرار اختیار کرتے تھے اور اس کی برائی سے فرار اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ کو دوسرے قبائل کی طرف منسوب کرتے تھے۔ والعزۃ للہ وحدہ۔

زواوہ کے حالات کا بیان

یہ بربریوں کے بطون میں سے سب سے بڑا بطن ہے۔ ان کے مواطن کتامہ کے مواطن سے متصل ہیں، اکثر لوگ ان کے نسب سے واقف نہیں تاہم بربریوں کے عام نسابوں کے نزدیک یہ بنی سمکان یحییٰ بن ضریس سے ہیں اور وہ زواغہ کے بھائی ہیں۔ ابن حزم اور اس جیسے محقق نساب انہیں بطون کتامہ میں شمار کرتے ہیں۔ اور یہی بات زیادہ درست ہے۔ مواطن اس پر سب سے واضح دلیل ہیں وگرنہ زواغہ کے مواطن مغرب اقصیٰ طرابلس میں ہیں جو کتامہ کے مواطن میں سے ہے۔ وہ ان کو کتامہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، زوازہ کے نام میں تصحیف ہوئی ہے یعنی واؤ کے بعد ''زا'' لائی گئی ہے۔ بلاشبہ یہ زواغہ کے بھائی ہیں، اسے پڑھنے والے نے ''زا'' کو ''واؤ'' کے ساتھ پڑھنے میں غلطی کی ہے اور زواوہ کو زواغہ کے بھائی شمار کیا ہے پھر یہ تصحیف سمکان کے نسب میں مسلسل چلی آئی ''واللہ اعلم''۔ ان کا ذکر زواغہ اور ان کے بطون کے شمار کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔

منہاجہ کے حالات کی روداد

یہ قبیلہ بربری قبائل میں سے بڑے لوگوں والا قبیلہ ہے۔ اس دور میں اہل غرب کی اکثریت انہی لوگوں کی ہے اس کے بعد بھی کوئی پہاڑی اور میدانی علاقہ ان کے بطون سے خالی نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ابتدائی بربریوں کا تیسرا حصہ ہیں۔ انہیں ارتداد کرنے اور امراء کے خلاف خروج کرنے میں ایک شان حاصل ہے جس کا کچھ تذکرہ بربریوں کے ذکر کے شروع میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اس جگہ بھی ہم اس کا کچھ ذکر کریں گے۔ ان کے نسب کا بیان یوں ہے کہ وہ منہاج کی اولاد میں سے ہیں جس کا نام صناک ہے۔ عربوں نے اس کو معرب کیا تو الف اور نون کے درمیان ''ھا'' زائد کر کے اس کو منہاج بنا دیا۔ بربری نسابوں کے نزدیک یہ البرانس کے بطون میں سے ہے جو برنس بن بر کی اولاد میں سے ہے۔ دوسری طرف ابن کلبی اور طبری نے بیان کیا ہے کہ وہ کتامہ سب کے سب حمیر میں ہیں جیسا کہ کتامہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ طبری نے اپنی تاریخ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ منہاج بن بربر بن ھوکان بن منصور ابن الغند بن افریش بن قیس سے ہیں۔ جبکہ بعض نسابوں کا خیال ہے

کہ وہ منہاج بن المثنیٰ بن المنصور بن مصباح ابن سحصاب بن مالک بن عامر بن حمیر الاصغر ہے جو سباء میں سے ہے۔ ابن النحوی نے ان کے شاہی مؤرخین سے یہی نقل کیا ہے حالانکہ یہ ایسا نہیں جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے، واللہ اعلم۔ بربریوں کے محقق نساب کہتے ہیں کہ وہ منہاج بن عامیل بن زعزاع بن قیمتا بن سدور بن مولان بن مصلین بن یبرین بن مکسیلہ بن دقیوس بن حلحال بن شرو بن مصرایم بن حام سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے خیال میں جزول المسط اور ہسکورہ، منہاج کے بھائی ہیں اور ان چاروں کی ماں بصکی ہے جس کی وجہ سے یہ مشہور ہیں اس کا نام بنت بن زحیک بن مادغیس ہے۔ جسے العرجاء بھی کہا جاتا ہے لہٰذا قبائل میں سے یہ چاروں مسائل ماں جائے بھائی ہیں۔ منہاجہ کے بہت سے بطون ہیں جیسے بلکانہ، انجفہ، سرطتہ، امتوتہ، مسوقہ، کدالہ، مندلمسہ، بنووارت اور بنوتیتین۔

انجفہ کا بیان

انجفہ کے بطون سے مشہور بنومزوات، بنوتلیب، فشتالہ اور ملواقہ ہیں۔ بعض بربری نسابوں نے اپنی کتب میں اسے اسی طرح نقل کیا ہے لیکن دیگر بربری مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ان کے ستر بطون ہیں۔ ابن کلبی اور طبری نے بیان کیا ہے کہ صحراء میں ان کے شہر چھ ماہ کی مسافت پر ہیں۔ منہاجی قبائل میں سب سے بڑا قبیلہ بلکانہ ہے اور انہی میں پہلا بادشاہ ہوا تھا۔ ان کے مواطن مغرب اوسط اور افریقہ کے درمیان واقع ہیں اور یہ شہری لوگ ہیں تاہم مسوقہ، امتوتہ، کدالہ اور سرطہ کے مواطن صحرا میں ہیں وہ دیہاتی لوگ ہیں۔ انجفہ کے بطون الگ ہیں اور وہ اکثر منہاجہ کے بطون ہیں۔ منہاجہ کو حضرت علی بن ابی طالبؓ سے دوستی ہے جیسے مغراوہ کو حضرت عثمان بن عفانؓ سے دوستی ہے مگر ہمیں اس دوستی کے سبب اور اصلیت کا پتہ نہیں۔ اسلامی حکومت کے وفاق میں ان کے مشاہیر میں ورمون تھا جس نے اموی حکومت کے خاتمہ پر سفاح کے زمانے میں افریقہ پر حملہ کیا تھا۔ علاوہ ازیں یہ لوگ بھی مشہور ہیں: عبداللہ بن سکرد برلک اور عباد بن صادق جو حماد بن بلکین کے جرنیلوں میں سے تھا، سلیمان بن مطعمان بن غیلان جو بادلیس بن ملکین اور بنی حمدون کا امام تھا اور وہ حمدون بن سلیمان بن محمد بن علی بن علم تھا۔ ان میں میمون بن جبل بھی تھا جو حضرت عثمان بن عفانؓ کے غلام طارق فاتح اندلس کی بہن کا بیٹا تھا۔ منہاجہ میں دو طبقوں میں حکومت تھی، پہلا طبقہ ملکانہ کا تھا جو افریقہ اور اندلس کے بادشاہ تھے۔ دوسرا طبقہ ملثمین کے مسوقہ اور لتونہ کا تھا جو مغرب کے بادشاہ تھے جنہیں کہ مرابطین کہتے تھے، ان سب کا ذکر آئندہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ واللہ اعلم۔

منہاجہ کے پہلے طبقے کی حکومت

اس طبقے کے لوگ ملکان بن کرت کے بیٹے تھے، ان کے مواطن مسیلہ سے حمرہ تک اور جزائر ملیویہ اور ملنیانہ تک تھے جو زغبہ کے بنی یزید، حصین اور العطاف کے مواطن میں سے ہیں۔ اور یہ اس دور میں ثعالبہ کے مواطن ہیں۔ ان کے ساتھ منہاجہ کے بہت سے بطون تھے اور وہاں پر متنان، انوغہ، بنومزغنہ، بنوجعد، ملکانہ، بطویہ، بنویغرن، بنوخلیل کی اولاد رہتی تھی۔ ملکانہ کی بعض اولاد، بجایہ کے مضافات اور نواح میں تھی۔ ان سب میں سے اکثریت مناد بن منتوش بن منہاج الاصغر کو حاصل تھی جو صناق بن واسفاق بن جرین ابن یزید بن واسلی بن سمیل بن جعفر بن الیاس بن عثمان بن سکاد بن ملکان ابن کرت ابن منہاج الاکبر ہے۔ ابن النحوی نے اس کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور خیال کیا ہے کہ مناد بن منتوش افریقہ اور مغرب اوسط کی دونوں اطراف کا بادشاہ تھا۔ اس کے علاوہ ابن عباس کی دعوت کا قائم کرنے والا اور اغالبہ کی حکومت کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے زیری بن مناد نے اس کی حکومت کو قائم کیا جو بربریوں کے بڑے بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ اس کے اور زناتی مغراوہ کے درمیان جو مغرب اوسط کی طرف سے اس کے پڑوس میں رہتے تھے اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے، طویل لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا تھا۔ جب افریقہ میں شیعہ کی حکومت منظم ہوئی تو یہ ان کے پاس جا کر حضرت علیؓ سے محبت کا اظہار کرنے لگا۔ یہ پھر ان کے عظیم ترین مددگاروں میں سے بن گیا۔ اور ان کے ذریعے اس نے اپنے مغراوی دشمنوں پر تسلط پایا۔ یہ ان کے خلاف اس کے ساتھی تھے اس وجہ سے ان کے باقی ایام حکومت میں مغراوہ اور دیگر زناتہ شیعوں سے منحرف ہو گئے اور اندلس کے مروانی بادشاہوں سے الگ ہو گئے۔ جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے انہوں نے مغرب اقصیٰ اور مغرب اوسط میں پھر اپنی دعوت کو قائم کیا۔ جب ابو یزید کا فتنہ اٹھا اور قیروان اور مہدیہ میں عبیدیوں کی حکومت قائم

ہوئی تو اس وقت زیری بن مناد، ابو یزید کے اصحاب اور ان کی اولاد خوارج کے مقابلہ میں لے جا رہا تھا جبکہ شریف عبیدیوں کی مدد کے لئے قیروان میں اپنی فوج اکٹھی کئے بیٹھا تھا جیسا کہ آپ کو آئندہ معلوم ہوگا۔ اس نے پھر واشین شہر میں جو دامن کوہ میں ہے، قلعہ بند ہونے کے لئے اس کی حفاظت کی جسے اس عہد میں یبطرا کہتے ہیں اور جہاں پر حصن کے مواطن ہیں۔ بعد ازاں منصور کے حکم سے بھی وہاں پر ایک قلعہ بنایا گیا ہے اور وہ مغرب کے بڑے بڑے شہروں میں سے ایک ہے۔ اس کے بعد اس کی حد بندی میں وسعت پیدا ہوگئی اور آبادی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ وہاں دور دور سے تاجر اور علماء آ گئے ہیں۔ جب اسماعیل منصور نے ابو یزید سے قلعہ کتامہ میں مقابلہ کیا تو زیری اپنی قوم اور اپنے ساتھ مل جانے والی بربری فوج کے ساتھ وہاں آیا، اس نے دشمن پر غالب آ کر اسے بہت قتل یا زخمی کیا۔ یوں اسے فتح حاصل ہوگئی پھر منصور نے اس سے دوستی کی یہاں تک کہ وہ مغرب سے واپس آ گیا۔ اس نے پھر اسے قیمتی تحفے دیئے، اسے اپنی قوم پر سردار بنایا اور اسے اشیر شہر میں محل، منازل اور حمام بنانے کی اجازت دی۔ اس نے اسے تاہرت اور اس کے مضافات کی حکومت دی پھر اس کے بیٹے بلکین نے اس کی حکومت سنبھالی۔ اس کے دور میں الجزائر شہر جو ساحل سمندر بنی مزغد کی طرف منسوب ہے، شہر ملیانہ جو شلف کے مشرقی کنارے پر واقع ہے اور شہر ملدونہ بھی اس کے کنٹرول میں تھے اور وہ منہاجہ کا بطن ہیں اس دور میں یہ شہر مغرب اوسط کے بڑے بڑے شہروں میں سے تھے۔ زیری ہمیشہ ہی عبیدیوں کی دعوت کا ذمہ دار بنا رہا اور مغراوہ سے مقابلہ کرتا رہا۔ ان میں مسلسل لڑائیاں ہوتی رہیں جب جوہر الکاتب معد المعز لدین اللہ کے زمانے میں مغرب اقصیٰ پر حملہ کرنے گیا، تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ زیری بن مناد کے ساتھ رہے لہٰذا وہ اس کے ساتھ مغرب کی طرف گیا اور اس نے اسے مدد دی۔ جب لیلیٰ بن محمد نغزی غالب آ گیا، زناتہ نے اس پر اس کی طرف مائل ہونے کا اتہام لگایا۔ جب جوہر فاس آیا تو وہاں کا حاکم احمد بن بکر جذامی تھا، اس نے پھر اس کا لمبا عرصہ محاصرہ کیا اور زیری کو اس کے محاصرے میں بڑی تکلیف ہوئی۔ بہر حال فاس اس کے ہاتھ پر فتح ہوگیا۔ ایک رات وہ جاگتا رہا اور پھر اس کی فصیل پر چڑھ گیا، یوں اسے فتح حاصل ہوگئی۔ جب زیری اور مغراوہ کے درمیان مسلسل لڑائی ہوئی اور ان کے ساتھ حاکم مستنصر سے مل گئے تو انہوں نے مغرب اوسط میں مروانی دعوت کو قائم کیا۔ محمد بن خیر بن محمد بن خزر نے اس کے لئے تیاری کی تو معد نے اس پر الزام لگایا کہ وہ اپنی قوم میں زیری کی سرداری کے لئے کام کر رہا ہے۔ اس کے بعد اس کے اہل وطن اکٹھے ہوگئے تو محمد بن خیر اور زناتہ نے بھی اس کے مقابلہ میں لوگوں کو اکٹھا کیا۔ انہوں نے ہراول میں ان کی طرف اپنے بیٹے بلکین کو بھیجا، اس نے ان کی تیاری مکمل کرنے سے قبل ہی ان کے ساتھ مقابلہ کیا لہٰذا ان کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور زناتہ اور مغراوہ کا میدان خراب ہوگیا۔ جب محمد بن خیر کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا اور اسے پتہ چل گیا کہ اسے فوج نے گھیر لیا ہے۔ اس نے اپنی تلوار پر اپنا بوجھ ڈال کر خودکشی کر لی، یوں زناتہ کی فوج منتشر ہوگئی اور انہیں بقیہ دن میں مسلسل شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کے باوجود انہوں نے لڑائی کی۔ اور اس کی ہڈیاں زمانوں تک ان کے قتل ہونے کے مقامات پر عبرت کا سامان بنی رہیں۔ ان کے خیال کے مطابق ان میں سے دس سے زیادہ امیر ہلاک ہوگئے۔ زیری نے ان کے سروں کو پھر قیروان میں المعز کے پاس بھیجا تو اسے بہت خوشی ہوئی، اس نے پھر قیروان کے لئے مستنصر کی حکومت کی خواہش کی کیونکہ انہوں نے اس کی حکومت کمزور کر دی تھی۔ زیری اور منہاجہ مغرب کے جنگلوں میں بڑھتے گئے اور مسیلہ اور الزاب کے حاکم جعفر بن علی پر بھی اس کا غلبہ ہوگیا۔ اس وجہ سے خلافت کے ہاں اس کا مقام بلند ہوگیا۔ اس دوران اس نے معد بن جعفر بن علی کو جب وہ قاہرہ جانے کا عزم کئے ہوئے تھا، مسیلہ سے افریقہ کی حکومت دینے کے لئے بلایا تو اسے شکایتوں کی بنا پر گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ بعد ازاں معد نے المعز کو اپنے بعض غلاموں کے ساتھ بھیجا تو جعفر کو اپنے متعلق خوف پیدا ہوگیا اور وہ مسیلہ سے بھاگ کر مغراوہ کے ساتھ جا ملا۔ انہوں نے اس کی پوری حفاظت کی اور اس کے ہاتھ میں اپنی حکومت کی باگ ڈور دیدی۔ وہ ان میں حاکم مستنصر کی دعوت دیتا رہا۔ بعد ازاں انہوں نے سب سے پہلے اس کی دعوت کو قبول کر لیا۔ زیری نے ان کے مضبوط ہونے سے قبل ان سے گفتگو کی لہٰذا وہ انہیں لڑائی کے لئے ساتھ لے گیا۔ انہوں نے شدید لڑائی کی اور زیری اور اس کے گھوڑے کیا بہ کو شکست ہوئی۔ اس کے اور اس کی حامی فوج کے مر جانے سے یہ شکست بڑی اہمیت اختیار کر گئی لہٰذا انہوں نے اس کے سر کو کاٹ کر اپنے امراء کے ایک وفد کے ساتھ حاکم مستنصر کے پاس قرطبہ بھیجا۔ یہ امراء اس کے اطاعت گزار، اس کی بیعت کی تاکید کرنے والے اور اپنی قوم کو اس کی مدد پر اکٹھا کرنے والے تھے۔ ان کے وفد کا رہنما یحییٰ تھا جو جعفر کا بھائی تھا۔ یوں زیری اپنی حکومت کے چھبیسویں (26) سال سنہ 360 میں فوت ہوگیا، جب اس کی اطلاع اشیر میں اس کے بیٹے بلکین کو پہنچی تو وہ زناتہ پر حملہ

آور ہو گیا۔ ان کے درمیان شدید لڑائی ہوئی۔ لہٰذا زناتہ کو شکست ہوئی اور بلکین نے اپنے باپ اور اپنی قوم کا بدلہ لے لیا۔ اس نے پھر سلطان محمد سے رابطہ پیدا کیا، اس نے اسے اس کے باپ کی عملداری اشیر، تیرت اور دیگر مضافات مغرب پر حاکم بنا دیا اور اس کے ساتھ ساتھ مسیلہ، الزاب اور جعفر کی باقیماندہ عملداری بھی شامل کر دی جس پر وہ ناراض ہو گیا اور اس کی حکومت مضبوط اور وسیع ہو گئی۔ اہل خصوص نے جو اس کے احزاب ہوارہ اور نغزہ سے تھے، بربریوں میں خوب خونریزی کی تو وہ زناتہ کی تلاش میں مغرب میں گھس گیا اور ان کے خون بہائے پھر واپس آیا۔ اب سلطان نے اسے افریقہ کی حکومت پیش کی لہٰذا وہ سنہ 361 میں آیا تو سلطان نے اس کی بہت عزت افزائی کی جس پر کتامہ نے اس سے حسد کیا پھر سلطان قاہرہ کی طرف گیا اور اسے اپنا جانشین بنایا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور یہ افریقہ میں آل زیری کی پہلی حکومت تھی واللہ اعلم۔

بنوزیری بن مناد کی حکومت کی روداد

جب المعز نے مشرق کی طرف کوچ کیا تو اس نے اپنے پیچھے رہنے والے ممالک اور عملداریوں پر سوچ بچار کی۔ اس مسئلے پر بھی غور کیا کہ وہ افریقہ اور مغرب کی حکمرانی کس شخص کو دے تا کہ اسے آسودگی اور مضبوطی حاصل ہو اور یوں اسے تشیع کی سچائی پر اعتماد ہو اور حکومت کے سمجھنے میں بھی رسوخ قدم حاصل ہوا۔ آخر اس نے بلکین بن زیری بن مناد کو حکمران بنا دیا۔ جب اس نے حکومت کی نخوت اور مدد کے لئے زناتہ کے ہاتھوں سے حکومت اور ان کے اموال چھین لئے تھے۔

بلکین بن زیری حکمران بنتا ہے

اس نے پھر بلکین بن زیری کے پیچھے آدمی بھیجا اور وہ مغرب میں زناتہ کی لڑائیوں میں مصروف تھا، یوں اس نے اسے اصطبلیہ کے سوا افریقہ کی حکومت دیدی۔ اصطبلیہ کی حکومت بنو ابوالحسین کلبی کے پاس تھی جبکہ طرابلس کی حکومت عبداللہ بن یخلف کتامی کے پاس تھی۔ اس نے پھر بلکین کی بجائے اس کا نام یوسف رکھا، اس کی کنیت ابوالفتوح رکھی، اسے سیف الدولہ کا لقب دیا اور اسے خلعت فاخرہ انعام میں دی۔ اس نے پھر اسے جہازوں پر اپنے مقربین میں سوار کروایا، فوج اور مال میں اس کے حکم کو نافذ کیا، اعمال میں اسے دسترس دی اور اسے یہ تین وصیتیں کیں کہ وہ بربریوں سے تلوار نہ اٹھائے، نہ صحرائی لوگوں سے ٹیکس اٹھائے اور اس کے اہل بیت میں سے کسی کو پیٹھ نہ دے۔ اس نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کی بیماری کو ختم کرنے، امویوں کے تعلقات کو اس سے قطع کرنے کے لئے، مغرب سے زبردست لڑائی کا آغاز کرے گا، یوں وہ سنہ 62 میں قاہرہ چلا گیا۔ جب بلکین صفاقس کی نواح سے واپس آ گیا۔ اب قیروان میں نصر اس کے ساتھ اترا، اس کی حکومت قوت سے حاصل کی اور اس نے مغرب سے لڑائی کا ارادہ کیا لہٰذا اس نے منہاجہ کی فوج کے ساتھ اس سے لڑائی کی اور اپنا خط پیچھے چھوڑ کر مغرب کی طرف کوچ کر گیا۔ مغرب اوسط کا حکمران ابن خزر اس کے آگے سجلماسہ کی طرف بھاگ گیا۔ اسی دوران اسے اہل تاہرت کی بغاوت اور اس کے عامل کے اخراج کی اطلاع ملی تو وہ تاہرت کی طرف چلا گیا اور اسے تباہ و برباد کر دیا۔ اسی وقت اسے پتہ چلا کہ زناتہ تلمسان میں جمع ہوئے ہیں، تو وہ ان کی طرف گیا اس پر وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے تلمسان میں آ کر اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہاں کے رہنے والوں نے اس کی حکومت تسلیم کر لی۔ وہ انہیں پھر اشیر لے گیا۔ اس دوران اسے معد کا خط ملا جس میں اسے مغرب میں آگے بڑھنے سے روک دیا گیا تھا لہٰذا وہ واپس آ گیا۔ جب سنہ 67 کا سال آیا تو بلکین نے خلیفہ نزار بن المعز سے خواہش کی کہ وہ طرابلس اور سرت بھی اس کی عملداری میں شامل کر دے لہٰذا وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اس کی بات مان لی اور ان مقامات کی حکومت بھی اسے دیدی۔ یوں عبداللہ بن یخلف کتامی وہاں سے کوچ کر گیا اس سے پہلے ہی اس نے بلکین کو حکمران بنا دیا۔ بلکین پھر مغرب کی طرف چلا گیا اور زناتہ اس کے آگے بھاگ گئے لہٰذا اس نے فاس، سجلماسہ اور سرزمین الہبط پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں سے بنو امیہ کے کارندوں کو نکال باہر کیا۔ اس نے پھر سجلماسہ میں زناتہ کی فوجوں سے لڑائی کی۔ اس نے پھر مغراوہ کے امیر ابن خزر کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس نے ان کے بادشاہوں کو اپنے آگے بنی لیلیٰ بن محمد نغزی اور بنو عطیہ بن عبداللہ بن خزر اور بنی فلفول بن خزر اور یحییٰ بن علی بن حمدون حاکم بصرہ کی طرح بنا دیا۔ وہ سب کے سب اپنے باسیوں کے ساتھ جزیرہ خضراء کی طرف چلے گئے۔ اس نے پھر اپنے نزدیکی ملوک زناتہ اور

ان رؤساء کو جو خلفائے بنوامیہ کے پاس اندلس میں قرطبہ جاتے تھے، حکم دیا کہ وہ اس کی اطاعت اختیار کریں۔ اس دوران سمندر انہیں جعفر بن علی بن حمدون حاکم مسیلہ کے محل میں سے گیا اور اسے بلکین سے لڑائی کرنے پر مامور کیا، اسے سواونٹ بوجھ مال سے مدد دی لہٰذا ملوک زناتہ نے آپس میں معاہدہ کیا اور اس کے پاس اکٹھے ہو کر گئے۔ بعدازاں سبتہ کے باہر رن پڑا اور جزیرے سے منصور کی فوجوں کی مدد جلد ان کے پاس پہنچی۔ قریب تھا کہ وہ اپنے زناتی دوستوں کی مدد کے لئے جبل الطارق کے راستوں سے سمندر میں گھس جائیں کہ بلکین تیطاد پر پہنچ گیا اور اس کے پہاڑوں پر چڑھ گیا اس نے اپنی فوج سے راستے بند کر دیئے یہاں تک کہ اس نے سبتہ کے باہر ان کی فوجوں کو دیکھا تو دہل گیا، اسے ان کے محفوظ رہنے کا یقین ہو گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب اس نے سبتہ کو سنسرمہ سے آتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ان کے پڑاؤ میں مسلسل مدد پہنچ رہی ہے تو اس نے کہا یہ ایک اژدہا ہے جس نے ہماری طرف اپنا منہ کھول دیا ہے۔ اس نے پھر واپس جاتے ہوئے اپنے عقب پر حملہ کیا۔ اس کا مقام اس کے پیچھے بہت دور تھا لہٰذا وہ بصرہ کی طرف واپس آ گیا اور اسے تباہ کر دیا جو کہ تلک بن اندلس کا دارالسلطنت تھا اور جہاں پر ایک عظیم عمارت تھی۔ یوں اس کے لئے برغواطی جہاد کا رستہ کھل گیا، تو وہ ان کی طرف چلا گیا اور ان سے جہاد کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اس نے ان کے بادشاہ عیسیٰ بن ابی الانصار کو قتل کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ اس نے قیدیوں کو قیروان کی طرف بھیجا اور مغرب کے نواح سے بنوامیہ کی دعوت کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد زناتہ، صحرا کی طرف بھاگ گئے یہاں تک کہ وہ سنہ 73 میں اس طویل غارت گری سے واپس آتے ہوئے سجلماسہ اور تلمسان کے درمیان دارکش میں فوت ہو گیا۔

منصور بن بلکین کا تخت

جب بلکین مر گیا تو اس کے غلام ابوزغبل نے اس کے بیٹے منصور کو اطلاع بھجوائی جو اشیر کا والی اور اپنے باپ کا ولی عہد تھا لہٰذا اس نے اس کے بعد منہاجہ کی حکومت سنبھال لی اور صراہ میں اترا۔ اسے عزیز نزار بن معد نے افریقہ اور مغرب کی حکومت سپرد کی۔ وہ اپنے باپ کے طریقوں کا پابند تھا۔ اس نے پھر اپنے بھائی ابوالبہار کو تاہرت اور اس کے بھائی یطوفت کو اشیر کا حکمران بنایا اور سنہ 74 میں اسے مغرب اقصیٰ کی طرف فوجوں کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے زناتہ کے قبضے سے واپس لے۔ اسے پھر یہ خبر ملی کہ انہوں نے سجلماسہ اور فاس پر قبضہ کر لیا ہے لہٰذا زیری بن عطیہ مغراوی نے جس کا لقب قرطاس تھا اور وہ فاس کا امیر تھا اس سے لڑائی کی لہٰذا اس نے اسے شکست دی اور اشیر کی طرف واپس آ گیا۔ اور اس کے بعد منصور نے اسے مغرب اور زناتہ کی لڑائی سے دور کر دیا۔ ابن عطیہ بن خزرون اور بدر بن لیلی نے اس کا استقبال کیا جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے پھر بلکین رقادہ کی طرف گیا اور عبداللہ بن الکاتب کو جو اس کا اور اس کے باپ کا عامل تھا، قیروان میں قتل کر دیا کیونکہ اس کے متعلق شکایات تھیں۔ اس کے بعد وہ سنہ 79 میں فوت ہو گیا۔ اور اس کی جگہ یوسف ابن محمد حاکم بنا۔ اس نے متواتر اسے لکھا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور ان میں خوب خونریزی کی یہاں تک کہ وہ مطیع ہو گئے۔ اس نے پھر اپنے کارندوں کو اس کی طرف بھیجا اور اپنے بھائی حماد کو اشیر کا حاکم بنایا۔ اس دوران زناتہ کے ساتھ لڑائی لمبی ہو گئی اور ان میں سے سعید بن خزرون اس کے پاس آ گیا۔ وہ ہمیشہ ہی اس کا اطاعت گزار رہا یہاں تک کہ سنہ 81 میں فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا فلفول بن سعید پھر حکمران بنا۔ جب ابوالبہار بن زیری نے سنہ 79 میں بغاوت کی تو منصور نے اس پر چڑھائی کی اور وہ اس کے سامنے سے مغرب کی طرف بھاگ گیا۔ اس دوران اہل تاہرت نے منصور کی مدد کی تو وہ ابوالبہار کے تعاقب میں گیا یہاں تک کہ اس کی فوج کم رہ گئی لہٰذا اسے واپسی کا مشورہ دیا گیا، تو وہ واپس آ گیا۔ بعدازاں ابوالبہار نے ابوعامر حاکم اندلس کو مدد کے متعلق پیغام بھیجا اور اس بارے میں اپنے بیٹے کو گروی رکھا۔ اس نے پھر فاس میں دعوت اموی کے نگران زیری بن عطیہ زناتی کو لکھا کہ اس کے ساتھ ایک دفعہ احسان کیا جائے لہٰذا زیری نے اس کی مدد کی اور مدت تک وہ متفق الرائے رہے۔ بعدازاں بدر بن لیلی نے ان دونوں سے لڑائی کی لہٰذا ان دونوں نے اسے شکست دی اور وہ فاس اور اس کے اردگرد کے مالک بن گئے۔ سنہ 82 میں پھر ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ ابوالبہار اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر سنہ 82 میں منصور کے پاس قیروان میں گیا، تو اس نے اس کی عزت افزائی کی، انعام و اکرام دیا اور اسے تاہرت کی حکمرانی دی۔ پھر سنہ 85 میں منصور کی وفات ہو گئی۔

بادیس بن منصور کی تخت نشینی

جب منصور فوت ہو گیا تو اس کی حکومت اس کے بیٹے منصور نے سنبھالی اور اس نے اپنے چچا یطوفت کو تاہرت کی حکمرانی دی۔ اس نے اپنی فوج کو اپنے دو چچوں یطوفت اور حماد کے ساتھ زناتہ کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بھیجا۔ لہٰذا وہ زناتہ سے شکست کھا کر ان کے آگے بھاگتے ہوئے اشیر آ گئے۔ سنہ 89 میں وہ خود زیری بن عطیہ کے مقابلے میں مغرب کی طرف واپسی پر گیا۔ لہٰذا بادیس نے اپنے بھائی یطوفت کو تاہرت اور اشیر کا حکمران بنایا۔ جب اس کے چچوں بلکس، زادی، حلال اور معتز اور عزم نے اس کی مخالفت میں یطوفت کی فوج کو لوٹ لیا تو ان میں سے کچھ بھاگ گئے۔ ابوالبہاران کے کاموں سے بیزاری کرتے ہوئے پہنچا اور سلطان بادیس، فلفول بن سعید کے ساتھ لڑنے میں مشغول ہو گیا جیسا کہ ہم بنی خزرن کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس نے پھر اپنے چچا حماد کو بنی زیری کے ساتھ لڑائی کرنے کو بھیجا تو بنی زیری نے فلفول کے ساتھ دوستی کر لی وہ پھر حماد کی طرف واپس آئے، تو اس نے انہیں شکست دی اور ان میں سے ماکس کو الحمتہ الکلاب میں گرفتار کر لیا جبکہ حسن اور بادیس کی اولاد کو قتل کر دیا جیسا کہ ابن حزم نے بیان کیا ہے۔ وہ انہیں جبل سنوہ میں لے گیا۔ لہٰذا حماد نے ان کے ساتھ کئی روز تک لڑائی کی اور ان سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ اندلس سے لڑے گا۔ بعدازاں وہ سنہ 91 میں عامر کے پاس چلے گئے اور زیری بن عطیہ مغرادی ماکس کی وفات کے نو دن بعد مر گیا۔

اس کے بعد بادیس اپنے چچا حماد کے پاس فلفول کی لڑائیوں میں مدد طلب کرنے کے لئے واپس آیا، تو مغرب اس کی واپسی سے مضطرب ہو گیا۔ زناتہ نے پھر فساد برپا کیا، راہ گیروں کو نقصان پہنچایا اور مسیلہ اور اشیر کا محاصرہ کر لیا لہٰذا بادیس نے اپنے چچا حماد کو ان کے مقابلہ میں بھیجا اور خود بھی سنہ 95 میں اس کے پیچھے پیچھے گیا۔ حماد نے پھر مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اس نے زناتہ میں خوب خونریزی کی اور قلعہ شہر کی حد بندی کی پھر بادیس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تیجس اور قسطینہ کی عملداری میں جائے اور نقاعیہ کے حالات معلوم کرے لیکن اس نے انکار کیا اور اس کی مخالفت کی۔ اس نے پھر اس کی طرف اس کے بھائی بادیس کو بھیجا لہٰذا وہ بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور بادیس نے ان پر چڑھائی کی۔ وہ پھر اس کی تلاش میں شلف کی طرف گیا اور کچھ فوج بھی اس کی طرف بھیجی تو بنو توجین اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور اس کی فوج میں اکٹھے ہو گئے۔ ان کے امیر عطیہ بن داخلین اور بدر بن اغمان بن المعتز نے ان سے حسن سلوک کیا اور حماد نے داخلین کو قبول کر لیا۔ بعدازاں بادیس نہر واصل پر پہنچا اور حماد قلعہ کی طرف واپس آ گیا تو بادیس نے اس کا تعاقب کیا اور وہاں پر اس کا مقابلہ کیا وہ سنہ 406 میں اپنی چھاؤنی میں گیا تو اچانک فوت ہو گیا حالانکہ وہ مصریہ میں اپنے اصحاب کے درمیان سویا ہوا تھا یوں وہ پھر واپس چل پڑے اور انہوں نے بادیس کو اس کی لکڑیوں پر اٹھا لیا۔

المعز بن بادیس کا حکمران بننا

جب بادیس کی وفات کی خبر پہنچی تو اس کے آٹھ سالہ بیٹے المعز کی بیعت کی گئی، فوج نے پہنچ کر اس کی بیعت عامہ کی پھر حماد، مسیلہ اور اشیر میں داخل ہو گیا۔ اور لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے باعانہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب المعز کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس پر چڑھائی کی۔ وہ باعانہ کو گیا اور اس سے لڑائی کی۔ یوں حماد نے شکست کھائی اور اس کی فوج نے اطاعت اختیار کر لی تو اس نے اپنے بھائی ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ اس کے حالات میں لکھا ہے کہ المعز نے اس کا بڑا استقبال کیا، پیادہ پا چل کر اسے سلام کہا۔ اور اس کی مہمان نوازی کے لئے محلات کو مفروش کیا گیا پھر اسے عظیم القدر انعامات دیئے۔ یوں افریقہ اور قیروان میں المعز کی حکومت مسلسل قائم رہی اور یہ بربری افریقیوں کی سب سے بڑی اور خوشحال حکومت تھی۔

ابن الرقیق نے ولائم، ہدایا اور عطیات وغیرہ کے ایسے حالات درج کئے ہیں جو ان کے بیان کئے گئے واقعات کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ صندل کی ڈبیہ، باعانہ کے گورنر نے سو اونٹ کا بوجھ مال دے کر لی اور یہ بھی کہ بادیس نے فلفول بن مسعود زناتی کو تیس اونٹ کا بوجھ مال دے کر لی۔

ان کے بعض بڑے خاندان عود ہندی کو سونے کے کیلوں کے بدلہ میں لیتے تھے یہ بھی کہ بادیس نے فلفول بن مسعود زناتی کو تیس اونٹ کا بوجھ مال اور اسی (80) تخت دیئے اور یہ بھی درج ہے کہ صفاقس کی جانب بعض ساحلی عملداریوں کا عشر پچاس ہزار قفیر ہوتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ اس کے اور زناتہ کے درمیان لڑائیاں برپا ہوتی تھیں اور ان سب میں اسے غلبہ ہوتا تھا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ المعز رافضہ کے مذہب سے منحرف اور سنی مذہب کا

پیروکار تھا لہٰذا اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں اپنے مذہب کا اعلان کیا اور رافضہ پر لعنت ڈالی۔ ایک روز وہ پھر اپنے گھوڑے کی بابہ پر سوار ہو کر گیا کہ جو بھی رافضہ میں سے ملے گا، وہ اسے قتل کر دے گا۔ اس نے پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نام پر مدد مانگی۔ عوام نے اس کی آواز کو سنا تو اسی وقت انہوں نے شیعوں پر حملہ کر دیا اور انہیں بری طرح قتل کیا۔ اس روز رافضہ کے داعی بھی قتل کر دیئے گئے جس کی وجہ سے قاہرہ کے خلفائے شیعہ غضبناک ہو گئے۔ ان کے وزیر ابوالقاسم جرجانی نے اسے اعتباہ کرتے ہوئے مخاطب کیا لیکن وہ اس کے خلفاء پر تعریض کرتے ہوئے اس سے گفتگو کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے اور ان کے درمیان فضا تاریک ہو گئی۔ یوں سنہ 440 میں مستنصر کے عہد میں جو ان کے خلفا میں سے تھا، ان کے لئے دعا کرنا ختم ہو گیا اور اس نے اس کے جھنڈوں کو جلا دیا، اس کا نام اپنے کپڑوں کے نقش ونگار اور سکوں سے مٹا دیا۔ اس نے قائم بن قادر جو خلفائے بغداد میں سے تھا، اس کے لئے دعا کی تو اس کے پاس قائم کا پیغام آیا۔ اس کے داعی ابوالفضل بن عبدالواحد تمیمی کے ساتھ اس کا دوستانہ خط بھی آیا لہٰذا مستنصر نے اسے پھینک دیا۔ یہ مغرب میں عبیدیوں کا خلیفہ تھا اور ان لوگوں میں تھا جو ہلالیوں میں سے قرامطہ کے ساتھ تھے اور وہ ریاح زغبہ اور اثبج تھے۔ یہ کام اس کے وزیر ابو محمد الحسن بن علی الباروزی کی مشارکت سے ہوا۔ جیسا کہ ہم نے عربوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے حالات میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے شہروں میں آ کر راستوں اور بستیوں کو خراب کر دیا تو المعز نے ان کی طرف اپنی فوجوں کو بھیجا، پھر انہوں نے انہیں شکست دی لہٰذا وہ ان کے مقابلہ میں جلدی سے گیا اور جبل حیدران میں ان سے لڑائی کی تو انہوں نے اسے بھی شکست دی اور اس نے قیروان میں پناہ لی۔ انہوں نے پھر اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے ایذاء دینے لگے۔ اس دوران شہر میں ان کا فساد کرنا اور رعایا کو ان کا مجبور کرنا طویل ہو گیا۔ یہاں تک کہ افریقہ برباد ہو گیا۔ المعز پھر سنہ 49 میں اپنے محافظ مونس بن یحییٰ الصری امیر ریاح کے ساتھ قیروان سے نکلا اور اس کی حفاظت میں اس کی بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد مہدیہ چلا گیا۔ وہ پھر وہیں فروکش ہو گیا اور اس کا بیٹا تمیم بھی یہاں آیا ہوا تھا۔ لہٰذا اس کے ہاں مہمان اترا۔ عربوں نے قیروان میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا۔ تو المعز نے مہدیہ میں قیام کیا اور مزید ہلاکت شہروں میں پھیل گئی۔ حمو بن منیل برغواطی صفاقس شہر پر غالب آ گیا اور اس نے سنہ 51 میں اس پر قبضہ کر لیا۔ بعدازاں سوسہ نے مخالفت کی اور وہاں باشندے اپنے بارے میں مشورہ کرنے لگے۔ جبکہ تونس آخر کار ناصر بن علناس بن حماد، حاکم قلعہ کی حکومت میں شامل ہو گیا۔ اس نے ان پر عبدالحق بن خراسان کو والی مقرر کر دیا لہٰذا وہ اپنے آپ کو ولایت سے خاص کرنے لگا۔ وہ اس کے اور اس کے بیٹوں کے قبضے میں رہی۔ موسیٰ بن یحییٰ پھر قابس پر غالب آ گیا اور اس کا عامل المعز بن محمد منہاجی اس کی ولایت کی طرف آ گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابراہیم بھی آ گیا جیسا کہ اس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ تیسرے یہ کہ آل یدریس بادشاہ بنی اور خروج میں تقسیم ہو گئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں المعز کی وفات کے بعد جو سنہ 54 میں ہوئی بیان کریں گے۔

تمیم بن المعز کا بیان

جب المعز فوت ہو گیا تو اس کی حکومت اس کے بیٹے تمیم نے سنبھالی یوں عرب افریقہ میں اس پر غالب آ گئے۔ اب اس کے پاس صرف فصیل کے اندر کا علاقہ تھا مگر وہ ان کے درمیان مخالفت پیدا کروا دیتا اور ایک کو دوسرے پر مسلط کروا دیتا تھا۔ اس دوران برغواطی حاکم صفاقس نے اس پر چڑھائی کی تو تمیم اس کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ اب عرب منتقم ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے، یوں حمو اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی۔ یہ سنہ 5 کا واقعہ ہے وہ پھر وہاں سے سوسہ چلا گیا اور اسے فتح کر لیا۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو تونس کی طرف بھیجا تو انہوں نے ابن خراسان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہ تمیم کی اطاعت میں آ گیا۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو قیروان کی طرف بھیجا جہاں المعز کی طرف سے قائد بن میمون منہاجی حاکم مقرر تھا لہٰذا اس نے تین دن قیام کیا پھر ہوادہ نے اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور وہ مہدیہ کی طرف چلا گیا۔ اب تمیم نے اس کی طرف فوجوں کو بھیجا اور وہ ناصر کے ساتھ جا ملا تو قیروان نے اطاعت اختیار کر لی۔ وہ پھر چھ دن کے بعد حمو بن منیل برغواطی کی طرف صفاقس واپس آیا اور اس کے لئے مہنی بن علی امیر زغبہ سے قیروان خرید لیا۔ اسے اثبج نے اس پر اور اس کے قلعے پر سنہ 70 میں حاکم بنا دیا۔ اس دوران میں تمیم اور ناصر حاکم قلعہ کے درمیان لڑائیاں ہوتی رہیں جنہیں ان عربوں نے بڑھایا تھا جو کہ ناصر کو اس کے قلعے میں بلاتے تھے۔ وہ بلاد افریقہ میں اس کی فوجوں کو تباہ کرتے تھے۔ اکثر اوقات وہ افریقہ کے کسی شہر پر قبضہ بھی کر لیتا تھا۔ وہ پھر اس کے بعد اس کے گھر چلے جاتے یہاں تک کہ سنہ 70 میں دونوں نے صلح کر لی۔ اب تمیم نے اسے

اپنی بیٹی دے کر اس سے رشتہ داری کی۔ سنہ 74 میں تمیم نے قابس پر حملہ کیا جہاں پر ماضی بن منہاجی اپنے بھائی ابراہیم کے بعد والی تھا لہٰذا اس نے اس کا محاصرہ کرلیا، اور پھر اسے چھوڑ دیا۔ بعدازاں عربوں نے سنہ 76 میں مہدیہ میں اس کے ساتھ مقابلہ کیا پھر اسے چھوڑ دیا۔ اس نے انہیں شکست دی اور وہ قیروان جا کر اس میں داخل ہو گئے۔ بعدازاں اس نے انہیں وہاں سے نکال دیا اور اس کے دور میں اس کا مالک نصری تھا جسے اس نے سنہ 80 میں مہدیہ پر فوج کشی کے لئے بھیجا تھا۔ وہ وہاں پر تین سو کشتیوں اور تیس ہزار جانبازوں کے ساتھ اترے اور اس پر اور رذیلہ پر غالب آ گئے۔ اس کے بعد تمیم نے مہدیہ اور رذیلہ کے لٹ جانے کے بعد انہیں ایک لاکھ دینار دے کر مہدیہ کو ان کے قبضہ سے چھڑا لیا اور اس کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر سنہ 89 میں قابس پر غالب آ گیا اور اسے اپنے بھائی عمر بن المعز سے چھین لیا جس کی اہل قابس نے قاص بن ابراہیم کی موت کے بعد بیعت کر لی تھی۔ اس کے بعد اس نے سنہ 93 میں صفاقس پر قبضہ کرلیا اور حمو بن ملیل وہاں سے نکل کر قابس آ گیا۔ اسے لکی بن کامل الدہمانی نے پناہ دی یہاں تک کہ وہ وہیں مرگیا۔ بعدازاں ریاح نے زغبہ اور افریقہ پر سنہ 67 کے قریب غلبہ پالیا اور اسے وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد بطون ریاح میں سے اخضر نے باجہ شہر پر غلبہ پالیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد تمیم سنہ 501 میں فوت ہو گیا۔

یحییٰ بن تمیم کی تخت نشینی

جب تمیم بن المعز فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا یحییٰ حکمران بنا اور اس کی حکومت کا آغاز اکیہ کی فتح سے ہوا۔ اس پر ابن محفوظ باغی نے غلبہ حاصل کر لیا تھا اور اہل صفاقس بھی اس کے بیٹے ابوالفتوح کے باغی ہو گئے تھے۔ اس نے ان میں اختلاف پیدا کرنے کے لئے ایک لطیف حیلہ کیا اور دوبارہ عبیدیوں کی اطاعت اختیار کر لی، یوں اسے پیغامات اور ہدایا پہنچنے لگے۔ اس نے پھر نصاریٰ اور بحری بیڑوں سے لڑائی کرنے میں اپنے عزائم کو صرف کر دیا اور ان کے حصول میں حددرجہ کوشش کی۔ اس نے فوجوں کو دارالحرب کی طرف لوٹا دیا یہاں تک کہ عیسائیوں نے اسے سمندر کے پیچھے یعنی بلاد افریقہ، جنوہ اور سردانیہ سے جری کا لقب دیا۔ اس سلسلے میں اس کے کارنامے بہت روشن ہیں۔ وہ سنہ 509 میں اچانک اپنے محل میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

جب یحییٰ بن تمیم فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا علی حکمران بنا۔ اس دوران ابوبکر ابی جابر فوج اور اپنے ہم پایہ عرب امراء کے ساتھ آیا۔ اس وقت منہاجی عسکری امراء میں سے محاض بن لقط الاجم سب سے بڑا تھا لہٰذا وہ سب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس کی بیعت مکمل ہو گئی۔ وہ پھر تونس کے محاصرے کے لئے گیا یہاں تک کہ احمد بن خرایان نے اطاعت اختیار کر لی تو اس نے جبل اور سلات کو فتح کر لیا۔ وہ اپنی قوم کے پچھلے امراء کے مقابلے میں طاقتور تھا لہٰذا اس نے میمون بن زیاد صخری معادی کے ساتھ امرائے عرب کی ایک فوج اس کی طرف بھیجی، انہوں نے اسے بھی فتح کرلیا اور وہاں کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ دستور کے مطابق مصر کے خلیفہ کا ایلچی پیغامات اور ہدایا کے ساتھ پہنچ گیا پھر سنہ 511 میں وہ فاس میں رافع بن مکن کے محاصرے کے لئے گیا۔ اس کے لئے قبائل بادغ نے جو بنی علی سے ہیں اور ریاح کا ایک بطن ہیں، اس نے اپنے نام لکھائے جیسا کہ ہم اسے رافع کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے بعد رجار حاکم صقلیہ کے درمیان محلات رجار میں لڑائی چھڑ گئی۔ رافع بن کامل اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اس کی مدد کر رہا تھا۔ علی بن یحییٰ نے بھی اپنے بحری بیڑے سے کام لیا۔ اور لڑائی کی تیاری کرنے لگا لیکن وہ سنہ 515 میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

حسن بن علی کی حکمرانی

جب علی بن یحییٰ بن تمیم فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بارہ سالہ بیٹا نوخیز بچہ حسن بن علی حکمران بنا۔ اس کے غلام صندل نے اس کی اصل حکومت کی ذمہ داری سنبھالی پھر صندل فوت ہو گیا، تو اس کے غلام موفق نے اس کی ذمہ داری سنبھالی۔ اس وقت اس کے باپ نے رجار کے ساتھ خوف کے وقت خط و کتابت کی تھی جس میں اسے مرابطین ملوک مغرب سے ڈرایا گیا تھا کیونکہ ان کے درمیان مراسلت ہوتی رہتی تھی۔ اتفاق سے احمد بن میمون جو مرابطین کے بحری بیڑے کا سالار تھا، اس نے صقلیہ سے لڑائی کی اور اس میں سے ایک بستی کو فتح کرلیا۔ اس نے اس کے باشندوں

کوسنہ 16 میں قیدی بنایا اور قتل کیا لہٰذا رجار کو شبہ نہیں ہوا کہ یہ سب کیا دھرا حسن کا ہے۔ یوں اس کے بحری بیڑے مہدیہ کی طرف آ گئے جس کے سالار عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز اور جرجی بن محاییل انطا کی تھے۔ یہ جرجی نصرانی تھا جو مشرق سے ہجرت کر کے آیا تھا، اس نے عربی زبان سیکھی، حساب میں ماہر ہوا اور شام میں انطا کیہ میں شائستگی حاصل کی۔ لہٰذا تمیم نے اسے منتخب کرلیا اور وہ اس پر چھا گیا۔ یحییٰ اس سے مشورہ کیا کرتا تھا۔

جب تمیم فوت ہو گیا، تو جرجی نے رجار کے ساتھ ملنے کے لئے ایک حیلہ اختیار کیا اور پھر اس کے ساتھ جاملا۔ یوں وہ اس کے ہاں صاحب مرتبہ ہوا تو اس نے اسے اپنے بحری بیڑے کا سالار مقرر کر دیا۔ اس کے بعد جب وہ مہدیہ کے حصار سے عاجز آ گیا، تو اس نے اسے محاصرے کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ تین سو کشتیوں میں گیا اور وہاں پر عیسائیوں کی بہت تعداد موجود تھی جن میں ایک ہزار سوار تھے۔ حسن نے بھی ان کے ساتھ لڑائی کرنے کی تیاری کر لی تھی لہٰذا اس نے جزیرہ قوصرہ کو فتح کرلیا اور مہدیہ کی طرف چلے۔ وہ ساحل پر اترے، وہاں خیمے لگائے اور قصر دہانین اور جزیرہ اَلس پر قبضہ کرلیا۔ ان میں بار بار لڑائی ہوئی یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان پر غلبہ پالیا۔ وہ پھر ان میں مسلسل خونریزی کرنے کے بعد صقلیہ واپس آ گئے۔ محمد بن میمون جو مرابطین کا سالار تھا، اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پہنچا، اور اس نے صقلیہ کے نواح میں فساد مچادیا۔ رجار نے لڑائی کو دوبارہ مہدیہ کی طرف لے جانے کا قصد کیا لیکن پھر حاکم بجایہ یحییٰ ابن عزیز کا بحری بیڑا مہدیہ کے محاصرہ کے لئے پہنچ گیا۔ اس کی فوجیں خشکی میں اپنے سالار مطرف بن علی بن حمدون فقیہ کے ساتھ پہنچ گئیں لہٰذا حسن نے رجار کے بحری بیڑے کی بھی مدد مانگی۔ اس نے اسے مدد دی۔ اب مطرف اپنے علاقے کی طرف چلا گیا اور حسن مہدیہ پر قبضہ کے لئے ٹھہرا رہا۔ رجار نے پھر اس کے خلاف خروج کر دیا اور پھر اس کے ساتھ لڑنے لگا۔ وہ مسلسل اس کی طرف غازیوں کو بھیجتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑے کا سالار جرجی بن فناسل سنہ 543 میں مہدیہ پر غالب آ گیا۔ وہ اپنے بحری بیڑے کی تین سو کشتیوں میں وہاں پہنچا۔ اب اس نے ان کی مدد کرنا چھوڑ دی کیونکہ وہ اس کی مدد کو آئے تھے۔ حسن کی فوج پھر دادخواہی کے لئے محرز بن زیاد فادعی کے پاس گئی جو علی بن خراسان حاکم تونس کا ساتھی تھا مگر اسے کوئی دادخواہ نہ ملا لہٰذا اسے مہدیہ سے نکال دیا گیا۔ اور وہ وہاں سے چلتا بنا۔ لوگوں نے پھر اس کا پیچھا کیا اور دشمن نے بھی شہر میں آ کر بغیر کسی رکاوٹ کے قبضہ کرلیا۔

جرجی نے محل کو اسی حالت میں پایا جیسا کہ وہ تھا اور حسن نے اس سے ہلکی چیزوں کے سوا کوئی چیز نہ اٹھائی تھی وہ شاہی ذخائر کو بھی چھوڑ گیا تھا۔ لہٰذا اس نے لوگوں کو امان دی، انہیں اپنی حکومت کے ماتحت رکھا اور بھگوڑوں کو ان کی جگہوں پر واپس کیا۔ اس نے پھر بحری بیڑے کو صفاقس کی طرف بھیجا اور اس نے اس پر قبضہ کرلیا۔ اسی طرح اس نے سوسہ اور طرابلس پر بھی قبضہ کرلیا۔ حاکم صقلیہ رجار نے تمام ساحلی علاقوں پر قبضہ اور وہاں کے باشندوں پر جزیہ لگا دیا اور ان پر حکمران مقرر کیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے یہاں تک کہ عبدالمومن شیخ یعنی الموحدین کے امام مہدی کے خلیفہ نے انہیں کفر کے قبضے سے چھڑایا۔ مہدیہ پر عیسائیوں کے قبضہ کے بعد حسن بن یحییٰ ریاحی عربوں اور ان کے سردار محرز بن زیاد دفاعی حاکم قلعہ سے جاملا لیکن وہاں اسے کوئی ساتھی نہیں ملا تو اس نے حافظ عبدالمجید کے پاس مصر آنا چاہا تو جرجی نے اسے تیار کیا جب اس نے مغرب کی طرف کوچ کیا اور بونہ چلا آیا۔ وہاں پر حارث بن منصور اور اس کا بھائی عزیز رہتے تھے پھر وہ قسطنیہ چلا گیا جہاں پر سبع بن العزیز رہتا تھا جو حاکم بجایہ یحییٰ کا بھائی تھا۔ لہٰذا اس نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ کوئی اسے الجزائر پہنچا دے۔ وہ پھر ابن العزیز کا مہمان بنا تو اس نے اس کی بہت اچھی مہمان نوازی کی اور اس کے پڑوس میں رہا یہاں تک کہ موحدین نے مغرب اور اندلس پر قبضہ کرنے کے بعد سنہ 47 میں الجزائر کو فتح کیا وہ پھر عبدالمومن کے پاس چلا گیا جو اسے نہایت عزت کے ساتھ ملا اور وہ اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اسے اپنی پہلی لڑائی میں افریقہ اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر سنہ 57 میں دوسری لڑائی میں بھی لے گیا۔ لہٰذا اس نے مہدیہ سے لڑائی کی اور کئی ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس نے پھر اسے سنہ 55 میں فتح کرلیا اور حسن کو وہاں پر آباد کیا۔ اس نے اسے وحیش کی جاگیر دی اور وہ وہاں پر آٹھ سال مقیم رہا۔ بعدازاں یوسف بن عبدالمومن نے اسے بلا لیا تو وہ اپنے اہل کے ساتھ مراکش چلا گیا لیکن بابا ررلو کے راستے میں تامسنا کے مقام پر وہ سنہ 36 میں فوت ہو گیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین ورب الخلائق اجمعین۔

باب: ۲۰

منہاجہ کے واقعات کا بیان اور ان کی حکومت کی روداد

قیروان پر غلبہ حاصل ہو گیا اور المعز نے بھی اسلام قبول کر لیا تو وہ مہدیہ کی طرف گیا، یوں افریقہ میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی۔ عربوں نے پھر علاقوں اور عملداریوں کو تقسیم کر لیا۔ لیکن بہت سے علاقوں مثلاً اہل سوسہ، صفاقس اور قابس نے ملوک آل بادیس کی ماتحتی سے انکار کر دیا اور اہل افریقہ کے عوام ملوک قلعہ بنی حماد کی طرف چلے گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ یوں تونس المعز کی حکومت سے منقطع ہو گیا۔ اس کے سردار ناصر بن علناس کے پاس گئے تو اس نے ان پر عبدالحق بن عبدالعزیز بن خراسان کو حاکم بنا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اہل تونس میں سے تھا مگر زیادہ درست بات یہ ہے کہ وہ قبائل منہاجہ میں سے تھا لہٰذا اس نے ان کی حکومت کو سنبھالا اور انہیں ان کی حکومت میں شامل کیا۔ وہ ان کے پاس گیا اور ان سے حسن سلوک کیا۔ اس نے ان کے ساتھ نواح کے عربوں سے ان کی ضرر رسانی کو روکنے کے لئے مقررہ ٹیکس پر صلح کی۔ بعد ازاں تمیم مہدیہ سے سنہ 55 میں اپنی فوج کے ساتھ مغرب گیا اور اس کے ساتھ یبقی بن علی امیر زغبہ بھی تھا۔ یوں اس نے چار ماہ تک تونس کا محاصرہ کئے رکھا یہاں تک کہ ابن خراسان نے اس سے صلح کر لی اور اس کی اطاعت بھی اختیار کر لی۔ اس پر اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے احمد بن عبدالعزیز نے اپنے چچا اسماعیل بن عبدالحق سے بڑھ کر اپنے منصب اور ابوبکر سے قرابت کے لحاظ سے اس کی حکومت کو سنبھالا لہٰذا وہ اپنی جان کے خوف کے مارے وہاں ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں احمد، سرداروں کی سیرت سے بغاوت کر کے تحلق کی طرف گیا اور اس نے انہیں خوب دبایا۔ وہ بنی خراسان کے مشاہیر رؤسا میں سے تھا۔ لہٰذا اس نے چھٹی صدی کے آغاز میں تونس کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اسے کنٹرول کیا۔ اس نے اس کی فصیلیں بنائیں اور راستوں کی اصلاح کے لئے عربوں کو کام پر لگایا۔ یوں اس کی حالت درست ہو گئی۔ اس نے بنی خراساب کے محل بنائے اور وہ علماء کا ہم نشین اور ان کا محبوب دوست تھا۔ علی بن یحییٰ بن عزیز بن تمیم نے سنہ 510 میں اس سے مقابلہ کیا اور اس پر تنگی کر دی، اس نے اپنی غرض کی تکمیل کے لئے اسے ہٹایا لہٰذا وہ اس سے ہٹ گیا۔ بعد ازاں خانم بجایہ عزیز بن منصور کی فوجوں نے اس سے مقابلہ کیا تو وہ سنہ 14 میں اس کی اطاعت میں واپس آ گیا اور وہ مسلسل تونس کا والی رہا، یہاں تک کہ سنہ 22 میں مطرف بن علی بن حمدون جو یحییٰ بن عزیز کا سالار تھا، بجایہ سے فوجوں کے ساتھ افریقہ گیا۔ اس نے اس کے عام شہروں پر قبضہ کر لیا اور تونس پر غالب آ کر وہاں کے والی احمد بن عبدالعزیز کو نکال دیا۔ وہ اسے پھر اہل و عیال سمیت بجایہ لے آیا۔ اس نے عزت افزائی کے طور پر ابن منصور کو جو یحییٰ بن عزیز کا چچا تھا، تونس کا حاکم بنایا اور وہ مرنے تک وہاں کا والی رہا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابوالفتوح مرنے تک وہاں کا حکمران رہا اور اس کی جگہ پھر اس کا بیٹا محمد حکمران بنا تو اس کا کردار خراب ہو گیا اور اسے معزول کر دیا گیا۔ اس کی جگہ پھر اس کا چچا معد بن منصور حکمران بنا یہاں تک کہ سنہ 43 میں مہدیہ اور اس کے سواحل پر جو سوسہ اور صفاقس اور طرابلس کے درمیان میں ہیں عیسائیوں کا غلبہ ہو گیا اور وہ صقلیہ کے حکمران کے ماتحت ہو گئے۔ انہوں نے حسن بن علی کو نکال دیا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے لہٰذا اہل تونس تیاری اور احتیاط میں لگ گئے۔ اس بارے میں انہوں نے اپنے والی پر اعتماد کیا اور ان کے باغی منتشر ہو گئے۔ بعض دفعہ انہوں نے اس پر حملہ بھی کیا۔ اور عبیدہ کو اس کے دیکھتے دیکھتے قتل کر دیا۔ انہوں نے اس کے خواص کے متعلق اس سے زیادتی کی لہٰذا اس کا بھائی یحییٰ بجایہ سے گیا اور بحری بیڑے میں سوار ہو گیا۔ وہ عزیز بن داماں کو جو منہاجہ کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا، اپنا نائب بنا کر چھوڑ گیا اور وہ ان کے درمیان قیام پذیر رہا۔ وہ مسلسل اس پر حملے کرتے رہے۔ معلقہ میں ان کے پڑوس میں محرز بن زیاد امیر بنی علی بھی تھا جو بطون ریاح میں سے تھا۔ اس نے معلقہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے اور اہل تونس کے درمیان مسلسل لڑائی رہتی تھی اور دونوں کے درمیان رن پڑتا تھا۔ محرز اہل تونس کے خلاف حاکم مہدیہ کی فوجوں سے مدد لیتا تھا یہاں تک کہ مہدیہ پر فتح حاصل ہو گئی، یوں ان کے درمیان بلد میں لڑائی چھڑ گئی اور اہل باب سویقہ اور اہل باب جزیرہ کے درمیان رن پڑا جو کہ اپنے

امور میں قاضی عبدالمنعم بن امام ابوالحسن کی طرف رجوع کرتے تھے۔ جب عبدالمومن بجایہ اور قسنطینہ پر غالب آیا، وہ عرب تھے لہٰذا وہ مراکش کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد عربوں نے جو کچھ افریقیوں سے سلوک روا رکھا تھا، اس کی شکایات افریقی رعایا کی طرف سے اس کے پاس پہنچیں تو اس نے موحدین کی فوج کے ساتھ اپنے بیٹے عبداللہ کو بجایہ سے افریقہ کی طرف بھیجا، تو اس نے سنہ 52 میں تونس سے لڑائی کی اور وہ محفوظ ہو گئے۔ وہ پھر محرز بن زیاد اور اس کی عرب قوم ان کے ساتھ داخل ہو گئے اور ان کی فوج اکٹھی ہو گئی۔ وہ پھر موحدین کے مقابلے میں نکلے اور ان پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے انہیں تونس سے بھگا دیا اور اس دوران میں ان کا امیر عبداللہ بن خراسان ہلاک ہو گیا جس کی جگہ علی بن احمد بن عبدالعزیز پانچ ماہ تک امیر بنا۔ اس دوران عبدالمومن نے تونس پر چڑھائی اور وہ اس کا امیر تھا لہٰذا وہ اس کی اطاعت میں آ گئے جیسا کہ ہم موحدین کے حالات میں بیان کریں گے۔ بعد ازاں علی بن احمد بن خراسان اپنے اہل و عیال کے ساتھ مراکش چلا گیا اور سنہ 54 میں راستے ہی میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد محرز بن زیاد معلقہ سے الگ ہو گیا اور اس کی قوم اس کے پاس اکٹھی ہو گئی۔ عربوں نے پھر موحدین کی مدافعت کی اور وہ قیروان میں اکٹھے ہو گئے۔ جب عبدالمومن کو اپنی لڑائی سے مغرب کی طرف واپسی پر اطلاع ملی تو اس نے ان کی طرف فوج بھیجی اور انہیں قیروان میں آ لیا لہٰذا وہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے انہیں قتل کیا، قیدی بنایا اور ان کے امیر محرز بن زیاد کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسے قتل کر کے قیروان میں اس کے اعضاء کو صلیب دیا گیا۔ واللہ یحکم مایشاء لا معقب لحکمتہ وھو علیٰ کل شئی قدیر۔

بنی الرند یعنی قفصہ کے حکمرانوں کے حالات کی روداد

جب عربوں نے افریقہ پر غلبہ پالیا اور صنہاجی حکومت کا نظام کمزور پڑ گیا تو المعز قیروان سے مہدیہ کی طرف چلا گیا۔ اس وقت قفصہ میں منہاجہ کا ایک عامل عبداللہ بن محمد بن الرند تھا جس کا اصل حرمہ تھا اور وہ بنی صدغیان سے تھا جبکہ ابن خیل، بنی مرین میں سے جو مغراوہ میں سے ہیں اور ان کا مسکن جو یسین نغراوہ میں تھا لہٰذا اس نے قفصہ کا کنٹرول کیا اور اس سے فساد کے ضرر کو دور کیا۔ اس نے پھر عربوں سے خراج پر صلح کی لہٰذا راستے درست ہو گئے اور حالات ٹھیک ہو گئے۔ اس نے پھر اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی اور سنہ 45 میں حکم کی بجا آوری کو اپنے گلے سے اتار دیا۔ وہ مسلسل اسی حالت پر قائم رہا۔ رفتہ رفتہ توز، قفصہ، سوس، الحامہ، نفزاوہ اور قسنطینہ کے بقیہ علاقوں نے بھی اس کی بیعت کر لی لہٰذا اس کی حکومت اور سلطنت مضبوط ہو گئی اور شعراء اور قصیدہ گو اس کے پاس آنے لگے۔ وہ خود اہل دین کی تعظیم کرنے والا تھا یہاں تک کہ سنہ 65 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المعتز حاکم بنا جس کی کنیت ابو عمر تھی۔ لوگوں نے اس کی بھی اطاعت اختیار کر لی۔ یوں اس نے امور کا کنٹرول کیا، اموال کو اکٹھا کیا اور لوگوں سے نیک سلوک کیا۔ وہ جلد نموده، جبل ہوارہ اور دیگر بلاد قصطیلہ اور اس کے مضافات پر غالب آ گیا اور نابینا ہونے کی وجہ سے اس کی سیرت اچھی رہی۔ اس کی زندگی ہی میں اس کا بیٹا تمیم فوت ہو گیا، تو اس نے اپنے دوسرے بیٹے یحییٰ بن تمیم کے لئے وصیت کی اور اس نے حکومت سنبھالی۔ اس کی حکومت میں بھی وہ مسلسل اچھے حالات رہے یہاں تک کہ سنہ 54 میں عبدالمومن نے ان سے لڑائی کی اور انہیں حکومت کرنے سے روک دیا انہیں بجایہ لے گیا۔ وہاں پر المعتز سنہ 57 میں 114 سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ عبدالمومن نے پھر قفصہ پر نعمان بن عبدالحق المتناتی کو حاکم بنایا لیکن پھر اس نے سلان بمیمون اجانا الکنفی کے ذریعہ اسے معزول کر دیا اور پھر اسے عمران بن موسیٰ منہاجی کے ذریعے معزول کر دیا۔ لہٰذا انہوں نے علی بن عبدالعزیز بن المعتز کو تلاش کرنے کے لئے آدمی بھیجے جو کہ ایک درزی کا کام کرتا تھا۔ لہٰذا وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے موحدین کے عامل عمران بن موسیٰ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر علی بن عبدالعزیز کو امیر بنایا لہٰذا اس نے اپنی حکومت کا انتظام کیا اور رعیت کی نگرانی کی۔ اس دوران یوسف بن عبدالمومن نے سنہ 63 میں اسے اس کے بھائی مسید ابوزکریا سے لڑائی کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کا محاصرہ کر کے اسے تنگ کر دیا اور اسے پکڑ لیا۔ اس نے پھر اسے اس کے اہل و عیال سمیت مراکش بھیج دیا۔ اور اسے سلاشہر میں اشغال کا افسر مقرر کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ یوں بنی الرند کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہ۔

ہلالیوں کے بنی جامع کی روداد اور تمیم کی حکومت کا بیان

جب عرب افریقہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے المعز کو الصواحی پر غالب کر دیا تو قیروان میں اس کا مقابلہ کیا۔ اس وقت فاس میں المعز بن

محمد اور لمویہ منہاجی والی تھے۔ جبکہ اس کا بھائی، ابراہیم اور ماضی قیروان میں المعز کی فوجوں کے سالار تھے لہٰذا اس نے ان دونوں کو معزول کر دیا اس پر وہ ناراض ہو کر مونس بن یحییٰ کے ساتھ جا ملے اور یہ پہلا شخص تھا جس نے عربوں پر کنٹرول کیا۔ ان میں سے پھر ابراہیم کے مرنے تک اس کے ساتھ رہا۔ اور اس کی جگہ اس کا بھائی ماضی حکمران بنا جو بہت بدکردار تھا لہٰذا اہل قابس نے اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ تمیم بن المعز کے عہد میں ہوا۔ انہوں نے پھر سلطان کے بھائی عمر کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ عربوں کی اطاعت قبول کر لے۔ لہٰذا امیر منافشہ بکر بن کامل بن جامع نے جو دھمان میں سے تھا اور جو بنی علی میں سے ریاح کا ایک بطن ہے، اس کی حکمرانی سنبھال لی۔ جب مثنیٰ بن تمیم اپنے باپ سے الگ ہو کر اس کے ساتھ جا ملا تو اس نے اسے جواب دیا اور اس کے ساتھ مہدیہ جا کر لڑائی کی یہاں تک کہ وہ اسے سرنہ کر سکا لیکن وہ اس کی مختلف قسم کی بری باتوں سے آگاہ ہو گیا۔ اور مہدیہ کو چھوڑ گیا قابس کی قبولیت اور اپنی قوم میں دھمان کی امارت میں وہ اسی حال میں رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت کو رافع نے سنبھالا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ یہ وہی شخص ہے جس کی حکومت کے کارناموں میں سے ایک بحر عروسین کی حد بندی کرنا بھی ہے۔ اس کا نام اس زمانے تک اس کی دیواروں پر لکھا ہوا ہے۔ جب علی بن یحییٰ نصاریٰ کے بحری بیڑے کا سالار بنا اور پھر ذوی قبائل عرب اور بحری بیڑوں کا سالار بنا تو سنہ 411 میں اس نے قابس پر چڑھائی کی۔ اس دوران ابن ابی الصلت نے کہا کہ قبائل عرب میں سے پانچ میں سے تین حکومتیں کرنیوالے سعید، محمد اور لحہ ہیں اور پانچ میں سے چوتھے اکابر بنی مقدم ہیں۔ لہٰذا اس نے قفص قیروان میں انہیں امان دی جبکہ رافع قیروان کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے اہل نے اس کا انکار کیا پھر دھمان کے شیوخ نے اس کی بات نہیں مانی اور انہوں نے علاقوں کو تقسیم کر لیا جبکہ قیروان کو رافع کے لئے معین کیا۔ انہوں نے اسے قوت دی تو علی بن یحییٰ نے اپنی فوجوں اور عرب مدونہ کو قیروان میں رافع کے مقابلے میں بھیجا اور وہ ان سے لڑنے کو نکالا لیکن وہ رافع کے پیروکاروں کے ساتھ لڑائی کو جاتے ہوئے راستے میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں پھر میمون بن زیاد صخری نے رافع بن مکن کو سلطان سے صلح کرنے پر آمادہ کیا اور وہ ان کے درمیان اصلاح کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ لہٰذا اس نے صلح کر لی۔ یوں ان کے درمیان لڑائی ختم ہو گئی اور رشید بن کامل نے قابس کو سنبھال لیا۔ ابن جبیل کہتا ہے کہ اسی نے قصر عروسین کا نقشہ بنایا اور رشیدی سکہ چلایا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن رشید حاکم بنا۔ جس پر اس کے غلام یوسف کا بہت اثر تھا۔ جب محمد اپنے بعض سرداروں کے ساتھ باہر گیا تو اپنے بیٹے کو یوسف کے پاس چھوڑ گیا۔ یوں یوسف نے اسے باہر نکال دیا تو وہ رجار کی اطاعت میں چلا گیا۔ اس دوران اہل قابس نے اس پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اسے ان سے دور کر دیا، وہ اپنے بھائی کے پاس چلا گیا اور اس کا بھائی عیسیٰ بن رشید اسے ملا۔ اس نے اسے سب حالات بتائے تو رجار نے اس وجہ سے ان کا کئی ایام تک محاصرہ کئے رکھا۔ بنی جامع میں سے آخری بادشاہ اس کا بھائی مدافع بن رشید بن کامل تھا۔ جب عبدالمومن، مہدیہ، صفاقس اور طرابلس پر متغلب ہوا تو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ایک فوج کے ساتھ قابس کی طرف بھیجا، یوں مدافع بن رشید قابس سے بھاگ گیا اور اسے موحدین کے سپرد کر گیا۔ وہ پھر طرابلس کے عربوں سے جا ملا تو انہوں نے اسے دو سال پناہ دی پھر یہ قابس میں عبدالمومن کے ساتھ آ ملا، اس نے اس کی عزت افزائی کی اور یوں بنی جامع سے موانست کرنے والوں کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہ۔

رافع بن مکن کا طرابلس پر حملہ اور بنی بادلیس کی حکومت کا بیان

اس دوران طرابلس پر صقلیہ کا حاکم رجار (خدا کی اس پر لعنت) اپنے سالار جرجی بن مخاییل انطاکی کے ذریعے سنہ 540 میں غالب آ گیا۔ اس نے مسلمانوں کو وہاں باقی رہنے دیا لیکن ان پر اپنا حاکم مقرر کیا۔ وہ نصاریٰ کی حکومت میں کچھ عرصہ رہے پھر ابو یحییٰ بن مطروح جو شہر کے رؤساء میں سے تھا، شہر کے سرداروں اور رؤساء کے ساتھ گیا، اور انہیں نصاریٰ پر حملہ کرنے میں شامل کر دیا لہٰذا وہ بھی اکٹھے ہو گئے اور ان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے انہیں آگ سے جلا دیا جب عبدالمومن مہدیہ پہنچا اور اسے سنہ 55 میں فتح کیا تو ابو یحییٰ بن مطروح اور اہل طرابلس کے دوسرے سرکردہ لوگ اس کے پاس گئے، اس نے ان کی بہت عزت افزائی کی اور اس نے ابن مطروح مذکور کو امیر بنایا۔ اس نے پھر انہیں ان کے شہر کو واپس کر دیا۔ لہٰذا وہ بڑھاپے تک ان کا امیر رہا لیکن پھر یوسف بن عبدالمومن کے بعد عاجز ہو گیا اور حج کرنے کا تقاضا کیا۔ یوں سید ابو زیری بن ابی حفص محمد بن عبدالمومن عامل تونس نے اسے حج کو بھجوا دیا لہٰذا اس نے سنہ 86 میں سمندر میں سفر کیا اور سکندریہ میں ٹھہر گیا۔ اس وقت صفاقس کے والی بنی بادلیس

کے ایام میں منہاجہ میں سے تھے یہاں تک کہ المعز بن بادلیس نے اس پرانے پروردہ، منصور برغواطی کو حاکم بنایا جو کہ بڑا دلیر شہسوار تھا۔ یوں اسے افریقہ پر عربوں کے غلبہ کے ایام میں خروج کرنے اور المعز کے مہدیہ کی طرف بغاوت کی سوجھی تو اس کے عم زاد حمو بن ملیل برغواطی نے اس پر حملہ کردیا اور اسے دھوکے سے حمام میں قتل کر دیا۔ اس خبر پر اس کے عرب حلیف غضبناک ہو گئے اور انہوں نے حمو کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے ان کے لئے اتنا مال خرچ کیا کہ وہ اس سے راضی ہو گئے۔ اس کے بعد حمو بن ملیل صفاقس کا مخصوص حکمران بن گیا۔ جب المعز فوت ہو گیا، تو اسے مہدیہ پر قبضہ کرنے کی سوجھی لہٰذا اس نے اپنی عرب فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ تمیم نے اس کا مقابلہ کیا تو حمو اور اس کے اصحاب سنہ 55 میں شکست کھا گئے۔ اس نے پھر اپنے بیٹے یحییٰ کو صفاقس کے محاصرے کے لئے بھیجا تو اس نے مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر وہاں سے چلا گیا۔

تمیم بن المعز نے سنہ 93 اس پر چڑھائی کی اور اس پر غالب آ گیا۔ جب حمو مکن بن کامل امیر قابس کے پاس گیا تو اس نے اسے پناہ دی، یوں صفاقس تمیم کی ملکیت میں آ گیا۔ پھر اس کا بیٹا اس کا والی بنا جب نصاریٰ مہدیہ پر غالب آئے اور رجار کے سالار جرجی بن میخائیل نے سنہ 43 میں اس پر قبضہ کیا تو پھر انہوں نے صفاقس پر قبضہ کیا اور وہاں کے رہنے والوں کو جلاوطن کر دیا۔ انہوں نے عمر بن ابی الحسن القربانی کو اس کے مقام کی وجہ سے ان کا گورنر مقرر کیا اور اس کے باپ ابوالحسن کو قیدی بنا کر صقلیہ لے آئے۔ افریقہ کے سواحل میں سے جس جس جگہ پر رجار نے قبضہ کیا وہاں اس کا یہی طریقہ تھا کہ وہ ان کو زندہ رکھتا تھا اور ان میں سے کسی کو ان پر عامل مقرر کر دیتا تھا اور ان میں عدل وانصاف کرتا تھا یوں عمر بن ابوالحسن اپنے اہل شہر کا عامل بنا رہا۔ لیکن اس کا باپ ان کے پاس تھا۔ بعدازاں صفاقس میں رہنے والے نصاریٰ نے مسلمانوں پر دست درازی شروع کر دی اور انہیں تکلیف پہنچائی۔ جب ابوالحسن کو صقلیہ میں اپنی جگہ پر یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے بیٹے عمر کو لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس فرصت سے فائدہ اٹھائے اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرے لہٰذا عمر نے ان کے ساتھ سنہ 51 میں ان پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا۔ اس پر نصاریٰ نے اس کے باپ ابوالحسن کو قتل کر دیا۔ اسی وجہ سے باقی ماندہ سواحل نے بھی ان کے خلاف بغاوت کر دی۔ جب عبدالمومن نے رجار کے ہاتھوں سے مہدیہ کو حاصل کیا تو عمر اس کے پاس گیا اور اسے اپنی اطاعت کا یقین دلایا۔ اس نے اسے پھر صفاقس کا امیر بنا دیا اور وہ ہمیشہ اس کا والی رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالرحمٰن والی بنا یہاں تک کہ یحییٰ بن غانیہ متغلب ہو گیا تو اس نے اسے حج کرنے کی رغبت دلائی لہٰذا اس نے اسے بھجوا دیا اور وہ واپس نہیں آیا۔

منہاجہ پر عربوں کا اثر اور موحدین کا بیان

جب ابورجا لخمی نے عربوں کی جنگ کو بھڑکایا تو وہ المعز کو قیروان سے مہدیہ کی طرف لے گیا اور ان پر غالب آ گیا پھر اس کے ساتھ بدکاروں کی ایک جماعت آ ملی اور وہ جبل شعیب میں قلعہ قرسینہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس وقت بزرت کی جہت میں دو فریق رہتے تھے۔ جن میں سے ایک لخمی تھا اور وہ الورد کی قوم تھی۔ وہ پراگندہ طور پر باقی رہے۔ جب ان میں اختلاف پیدا ہو گیا، تو انہوں نے الورد کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ان کے معاملے کو سنبھالے لہٰذا وہ ان کے شہر میں پہنچا تو وہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے اسے قلعہ بنزرت میں داخل کر دیا اور اسے اپنا امیر بنا لیا۔ اس نے پھر عربوں سے ان کی نگہداشت کی اور انہیں ان کے نواح سے دور کر دیا۔ بنو مقدم، اثبج میں سے تھے اور دھمان، ریاح کے ایک بطن سے تھا۔ یہ لوگ ان کے نواح پر غالب تھے۔ لہٰذا اس نے ان سے خراج پر صلح کی اور ان کے ضرر کو ان سے دور کیا۔ یوں ان کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس نے اپنا نام امیر رکھا اور کارخانوں اور عمارات کو مضبوط کیا۔ یوں سددن کی آبادی زیادہ ہو گئی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اور اس کی حکومت اس کے بیٹے طراد نے سنبھالی جو بڑا بہادر تھا اور عرب اس سے خوف کھاتے تھے۔ جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن طراد حاکم بنا لیکن اس کے بھائی مقرن نے ایک ماہ حکمرانی کرنے کے بعد اسے مساہرہ میں قتل کر دیا۔ پھر بنزرت کی حکومت سنبھال لی اور اپنا نام امیر رکھا، عربوں سے اپنے دارالخلافہ کو بچایا اور جوانوں سے حسن سلوک کیا، یوں اس کی حکومت بہت بڑی ہو گئی اور شعراء نے اس کا قصد کیا۔ انہوں نے اس کی مدح کی تو اس نے انہیں انعامات دیئے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے عبدالعزیز نے دس سال حکومت کی اور وہ بھی اپنے باپ دادا کے طریقوں پر چلا۔ اس کے بعد اس کا بھائی موسیٰ ان کے طریقوں کے مطابق چار سال چلا پھر اس کے بعد ان دونوں کا بھائی عیسیٰ حکمران بنا۔ اور وہ بھی آباء کے نقش

قدم پر چلا۔ جب اس نے عبداللہ بن عبدالمومن سے تونس میں مقابلہ کیا، تو وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا اور راستے میں اس کے پاس سے گزرا۔ اس نے اس کی مہمان نوازی میں بڑی جدوجہد کی اور پھر اس کی اطاعت میں لگ گیا۔ اس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اس کے شہر کا نگران بنا دے تو اس نے اس کی خواہش کو پورا کر دیا اور ان پر ابوالحسن الہرغی کو حاکم بنا دیا۔ جب عبدالمومن سنہ 54 میں افریقہ آیا تو اس نے اس کی رعایت کی اور اسے جاگیر دی۔ وہ یوں اس کے ماتحت لوگوں میں شامل ہو گیا۔ اس وقت ورغہ کے قلعہ میں بدوکس بن علی منہاجی منصور کے دوستوں میں سے تھا جو بجایہ اور قلعہ کا حاکم تھا، اس نے اسے مضبوط کیا تھا۔ اس کے معاملہ کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ عزیز ان لڑائیوں کے دوران میں جو اس کے اور عربوں کے درمیان ہوئیں، اس پر بدل گیا جن میں اس نے اپنی طرف جرأت کو اور سلطان کی طرف عجز کو منسوب کیا اس پر اسے اپنے متعلق اس سے خوف پیدا ہو گیا اور وہ بجایہ چلا گیا۔ وہاں کے شیخ محمود بن نزال الرلفی نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے پناہ دی۔ اس پر محمود کے پاس اہل ورغہ نے جو اس کی عملداری میں تھے، اس کی شکایت کی اور یہ قبائل بربر میں سے زاشمیہ کے دو مختلف قبیلے تھے۔ وہ دونوں اولاد حق اور اولاد مدنی تھے لہٰذا اس نے عدد سکن بن ابی علی کو تحقیق احوال کے لئے بھیجا اور وہ قلعہ میں ان کے پاس رہا پھر اس نے بعض بدکاروں کو طلب کیا جو قلعہ کی نواح میں رہتے تھے۔ اس نے انہیں بھی قلعے میں ان کے ساتھ اتارا اور انہیں چن لیا۔ اس نے اولاد مدنی کی مدد کی اور ان کو اولاد لاحق پر غالب کیا اور انہیں قلعہ سے نکال دیا۔ وہ خود وہاں پر ترجیح دینے لگا۔ اب ہر جانب سے لوگوں نے اس کا قصد کیا یہاں تک کہ اس کے پاس پانچ سو شہسوار جمع ہو گئے۔ اس نے پھر ان کے نواح میں خونریزی کی، نبزرت میں بنی الورد سے اور بن علال سے طبریہ میں لڑائی کی اور محمد بن سباع امیر بنی سعید کو قتل کر دیا۔ یوں قلعہ لوگوں سے بھر گیا تو اس نے اس کے لئے شہر پناہ بنائی۔ اب عزیز نے بجایہ سے اپنی فوج کو اس کی طرف بھجوایا لہٰذا اس نے فوج کے سالار سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا جس کا نام غیلاس تھا۔ ایک مدت کے بعد یہ فوت ہو گیا تو اس کی حکومت کو اس کے بیٹے منیع نے سنبھالا۔ اس کے بعد بنو سباع اور سعید نے اپنے بھائی محمد کا بدلہ لینے کے لئے اس کا مقابلہ کیا اور محاصرہ کو لمبا کیا۔ یوں اس کے حالات خراب ہو گئے تو انہوں نے قلعہ میں اس پر حملہ کر دیا، لڑائی میں وہ اور اس کے اہل و عیال قتل اور قید ہو گئے۔

اسی طرح طبریہ میں مدافع بن علال قیسی ان کا ایک سردار تھا لہٰذا جب عربوں کے داخلے کے وقت افریقہ میں اضطراب پیدا ہوا تو وہ طبریہ میں محفوظ ہو گیا۔ اس نے اپنے قلعے کو مضبوط اور اپنے بیٹوں اور عم زادوں اور اپنی جماعت کے ساتھ وہاں پر مخصوص حاکم بن بیٹھا یہاں تک کہ بحرین میں وادی حروہ میں الریاحین کے مقابل ابن بیزون لخمی نے اس پر حملہ کر دیا۔ ان کے درمیان طویل عرصہ تک لڑائی رہی۔ بعد ازاں قیر ن بن مخنوس نے منزل وحمون میں ایک قلعہ بنایا اور اسے مضبوط کیا۔ اس نے مختلف قبائل سے فوج اکٹھی کی، یہ اس وقت کی بات ہے جب اہل تونس نے اسے نکال دیا تھا لیکن عوام نے اسے اپنا حاکم بنا لیا۔ انہوں نے پھر اس کی بدکرداری کی وجہ سے اسے اپنی ولایت سے ہٹا دیا۔ لہٰذا وہ ملک سے نکل گیا اور دحمون میں اترا اور خود قلعہ کو محراب دار بنایا۔ اس نے پھر بار بار تونس پر غارت گری کی اور اس کی جہات میں فساد برپا کیا۔ جس پر انہوں نے محرز بن زیاد سے کہا کہ وہ اس کے خلاف ان کی مدد کرے، اس نے ایسا ہی کیا۔ جب اس کی اطلاع طبریہ کے حاکم ابن علال کو پہنچی تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے داماد سے ملایا اور اسے قلعہ غنوش میں لے آیا۔ انہوں نے پھر فساد برپا پیدا کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور ان کے بعد ان دونوں کے بیٹوں نے ان کی جانشینی کی یہاں تک کہ عبدالمومن سنہ 54 میں افریقہ پہنچا اور اس نے افریقہ میں فساد کا خاتمہ کر دیا۔

اسی طرح منزل رقطون میں جو زغوان کے صوبہ میں ہے، حماد بن حنیفہ لخمی کا حال ابن علال ابن غنوش اور ابن بیزون کی طرح تھا۔ اس کے بیٹوں نے بھی اسی طرح اس کی جانشینی کی یہاں تک کہ عبدالمومن نے اس کا بھی خاتمہ کر دیا۔ عماد بن نصر اللہ کلاعی قلعہ شغشبار یہ میں تھا اور اس کے پاس متفرق قبائل کی ایک فوج آ گئی لہٰذا یہ واقعہ اس وقت ہوا جب عوام نے اسے اپنا والی بنایا اور اہل تونس نے اسے نکال دیا۔ انہوں نے اس بدکرداری کی وجہ سے اسے ولایت سے ہٹا دیا۔ وہ ملک سے نکل گیا اور دحمون میں اترا۔ اس نے الحنایا کے ساتھ اپنے لئے ایک قلعہ بنایا اور تونس پر بار بار غارتگری کی اور اس کی جہات میں فساد برپا کیا لہٰذا انہوں نے محرز سے کہا کہ وہ اس کے خلاف ان کی مدد کرے، اس نے ان کی مدد کی۔ جب حاکم ابن علال کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اس سے رشتہ کر لیا اور اسے اپنے ملک کے قلعہ غنوش میں لے آیا۔ فساد کرنے میں دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور ان کے بعد دونوں کے بیٹے ان کے جانشین بنے یہاں تک کہ سنہ 54 میں عبدالمومن افریقہ پہنچا اور اس نے فساد کا خاتمہ ہمیشہ کے

لئے کر لیا۔

اسی طرح شیخ الاریس ابن قلبہ نے جو عرب تھا، اس سے مدد مانگی لہٰذا اس نے ان پر چڑھائی کی۔ اور انہیں اریس سے نکال کر ان پر مالی ٹیکس عائد کیا جو وہ اسے اس کے مرنے تک ادا کرتے رہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حاکم بنا اور وہ بھی اس کے طریقوں پر چلا یہاں تک کہ وہ سنہ 554 میں عبدالمومن کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ واللہ مالک الملک لارب غیرہ سبحانہ۔

بنو حماد کا بیان اور ان کی حکومت کے حالات

یہ حکومت آل زیری کی حکومت کی ایک شاخ ہے۔ منصور بلکین نے اپنے بھائی حماد کو اشیر اور مسیلہ کا حاکم مقرر کیا تھا، وہ اپنے بھائی یطوفت اور چچا ابو البہار کے ساتھ اس حکومت کو باری باری لیتا تھا۔ اس نے پھر سنہ 87 میں بادیس کے زمانے میں اپنے بھائی منصور سے الگ حکومت قائم کر لی اور اسے سنہ 95 میں مغرب اوسط میں زناتہ کے ساتھ جو مغراوہ اور بنی یفرن میں سے تھے، لڑنے کے لئے بھیج دیا۔ اس نے اس کے ساتھ یہ شرط کی کہ وہ اسے اشیر، مغرب اوسط اور ہر وہ شہر جسے وہ فتح کرے گا، اس کی ولایت میں دے گا اور یہ بھی کہ وہ اس سے مقدم نہیں ہو گا، لہٰذا اس لڑائی میں اس کی تکلیف بڑھ گئی۔ اس نے زناتہ میں خوب خونریزی کی اور اسے ان پر کامیابی حاصل ہوئی۔ اس نے پھر سنہ 98 میں جبل کتامہ میں قلعہ شہر کا نقشہ بنایا جو کہ جبل عجیسہ ہے، اس دور میں وہاں پر ہلالی عربوں میں عیاض کے قبائل رہتے ہیں۔ وہ پھر اہل مسیلہ اور اہل حمزہ کو بھی یہاں لے آیا، ان دونوں شہروں کو تباہ کر دیا اور مغرب سے جراوہ کو بھی لا کر یہاں آباد کیا۔ یوں اس کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ چوتھی صدی کے سر پر اسے اس نے شہر بنا دیا اور اس کی بنیادوں اور فصیلوں کو مضبوط کیا۔ اس میں بکثرت مساجد اور سرائیں بنوائیں لہٰذا وہ آبادی اور تمدن میں خوب بڑھ گیا۔ طالبان علوم اور ماہرین فنون نے حرفہ اور صنعت کے بازاروں کو چلانے کے لئے سرحدوں، قاصیہ اور دور دور کے شہروں سے اس طرف کوچ کیا یہ بادیس کے زمانے میں ہمیشہ ہی حماد، الزاب اور مغرب اوسط کا امیر اور زناتہ کی لڑائیوں کا منتظم رہا۔ اشیر اور قلعہ میں اس کی آمد ملوک زناتہ اور ان کی صحرائی قوم کو، جو تلمسان اور تاہرت کے مضافات میں رہتی تھی، ناراض کرنے کے لئے تھی۔ بعد ازاں بنو زیری نے بادیس کے خلاف اپنی بغاوت کے وقت سنہ 390 میں اس سے لڑائی کی اور وہ راوی، ماسکن اور ان دونوں کے بھائی تھے لہٰذا ماسکن اور اس کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے اور اس نے راوی اور اس کے بھائیوں کو جبل سنوہ کی طرف جانے پر مجبور کر دیا وہ پھر سمندر پار کر کے اندلس چلے گئے۔ بعد ازاں بادیس کے خواص اور عجمیوں اور رشتے داروں نے حماد کے اس مقام اور مرتبہ پر حسد کیا، جو اسے بادیس کے ہاں حاصل تھا۔ اس دوران دونوں کے تعلقات خراب ہو گئے اور بادیس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تیجست اور قسطنیہ کی عملداری اپنے بیٹے المعز کے سپرد کر دے جس پر حماد نے انکار کیا۔ اس نے بادیس کی دعوت کی مخالفت کی، رافضہ کو قتل کیا، سنت کا اظہار کیا، شیخین سے رضامندی ظاہر کی اور عبیدیوں کی اطاعت کو مکمل طور پر چھوڑ دیا۔ وہ پھر آل عباس کی دعوت دینے لگا، یہ واقعہ سنہ 405 کا ہے، اس نے پھر باجہ پر چڑھائی کی اور بزور شمشیر اس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر اہل تونس کے ساتھ مشارقہ اور لقضہ کے خلاف سازش کی لہٰذا انہوں نے ان کا مقابلہ کیا، اب بادیس نے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس نے پھر قیروان سے اپنی فوجوں کو منظم کیا اور حماد کے اکثر اصحاب جیسے بنی ابی دالیل اور زناتہ میں سے اصحاب معرہ اور بنی حسن جو منہاجہ کے بڑے آدمی ہیں اور زناتہ سے بنی یطوفت اور بنی عمر اس سے الگ ہو گئے۔ یوں حماد بھاگ گیا اور بادیس نے اشیر پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں حماد شلف میں بنی دالیل سے جاملا۔ بادیس اس کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ اس نے مواطین اتر کر السرسو کا محاصرہ کر لیا جو زناتہ کے بلاد میں سے ہے۔ اسی دوران عطیہ بن وتعلتن اپنی قوم کے ساتھ جو بنی توجین میں سے ہے، اس کے پاس آیا کیونکہ حماد نے اس کے باپ کو قتل کیا ہوا تھا اس کے پیچھے پیچھے اس کا عم زاد بدر بن لقمان بھی آیا جو المعتز میں سے تھا لہٰذا بادیس نے ان دونوں سے رابطہ کیا اور حماد کے خلاف ان دونوں سے مدد طلب کی۔ بادیس پھر وادی شلف میں اس کی طرف گیا، اس سے لڑائی کی اور اس کے پڑاؤ کے عام آدمی اس کے پاس آ گئے یوں اس نے شکست کھائی اور وہ جلدی سے قلعہ کی طرف چل دیا۔ بادیس اس کے پیچھے تھا یہاں تک کہ اس نے اتر کر مسیلہ کا محاصرہ کر لیا اور حماد قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اب بادیس نے اس کا محاصرہ کر لیا لیکن اچانک دیکھتے ہی دیکھتے اپنے اصحاب کے درمیان سونے کی حالت میں اس محاصرے میں اپنے پڑاؤ میں سنہ 406 کے آخر میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں منہاجہ

نے اس کے آٹھ سالہ بیٹے المعز کی بیعت کر لی اور انہوں نے اشیر سے لڑائی کی اور کرامت بن منصور کو انہیں روکنے کے لئے بھیجا لیکن وہ انہیں روک نہ سکے اور حماد نے اس پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر بادیس کو اس کی لکڑیوں پر اٹھا کر قیروان میں اس کے مدفن میں لے آئے اور المعز کی مکمل بیعت کر لی۔ اس نے قفصہ کی جانب حماد پر چڑھائی کی تو حماد ڈر گیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے قائد کو اس کے اور المعز کے درمیان صلح کو پختہ کرنے کے لئے بھیجا لہٰذا وہ سنہ 408 میں جلیل القدر تحائف کے ساتھ قیروان گیا۔ اس نے پھر المعز سے صلح کا مطالبہ کیا وہ اس نے اسے پورا کر دیا۔ وہ پھر اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور سنہ 419 میں حماد فوت ہو گیا۔ اس کے بیٹے قائد نے پھر اس کی حکومت کو سنبھالا لیکن وہ بڑا گرم مزاج تھا۔ لہٰذا اس کے بھائی یوسف نے اسے مغرب پر اور ریغلان کو حمزہ پر حاکم منتخب کیا۔ حمزہ ایک شہر کا نام ہے جس کا حمزہ بن ادریس نے احاطہ کیا تھا۔ جب سنہ 30 میں حمامہ بن زیری بن عطیہ شاہ فاس نے جو مغراد میں سے تھا، اس پر چڑھائی کی تو قائد بھی اس کے مقابلہ میں نکلا اور زناتہ میں اموال تقسیم کئے۔ اس وقت حمامہ نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا تو اس نے اس سے مصالحت کر لی اور اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ وہ پھر فاس واپس آ گیا۔ بعدازاں سنہ 34 میں المعز نے قیروان سے اس پر چڑھائی کی اور طویل مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا لیکن قائد نے اس سے صلح کر لی اور اشیر کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اسے چھوڑ کر واپس آ گیا۔ جب قائد سے المعز ناراض ہوا تو وہ عبیدیوں کی اطاعت کی طرف واپس آ گیا اور انہوں نے اسے شرف الدولہ کا لقب دیا لیکن وہ سنہ 46 میں فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا محسن حکمران بنا جو کہ بڑا سرکش تھا۔ اس کے چچا یوسف نے اس کے خلاف بغاوت کی تو وہ مغرب چلا گیا اور حماد کی باقیماندہ اولاد کو قتل کر دیا۔ محسن نے اس کی تلاش میں بلکین کو بھیجا جو محمد بن حماد کا عم زاد تھا، اس نے عربوں میں سے خلیفہ بن بکیر اور عطیۃ الشریف کو اس کے ساتھ کر دیا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ راستے میں بلکین کو قتل کر دیں لہٰذا انہوں نے یہ بات بلکین کو بتا دی، اب سب نے محسن کے قتل کا معاہدہ کر لیا۔ اور وہ ان سے چوکنا ہو کر قلعے کی طرف بھاگ گیا۔ لیکن انہوں نے اسے پکڑ لیا تو بلکین نے اسے اس کی ولایت کے نویں مہینے میں قتل کر دیا۔ پھر سنہ 37 میں اس نے حکومت سنبھال لی اور وہ بڑا شجاع، سردار، دانا اور خونریز تھا۔ اس دوران محسن کا وزیر جس نے اس کے قتل کی ذمہ داری لی تھی، قتل ہو گیا۔ اس دور حکومت میں جعفر بن ابی رماز مقدم، بکرہ میں قتل ہو گیا کیونکہ اسے اس کی عہد شکنی کا پتہ چل گیا تھا لہٰذا اس کے بعد اس نے اہل بکرہ سے معاہدہ کر لیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ بعدازاں اس کا بھائی مقاتل بن محمد فوت ہو گیا اور اس پر اس کی بیوی نامیرت بنت علناس بن حماد نے اتہام لگایا، تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس بات نے اس کے بھائی ناصر کو غضبناک کر دیا اور اس نے اس پر شب خون مارنے کی ٹھان لی۔ بلکین بکثرت مغرب کی طرف لڑائیوں کے لئے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ خبر ملی کہ یوسف بن تاشفین اور مرابطین نے المصامدہ پر غلبہ حاصل کر لیا ہے لہٰذا وہ سنہ 54 میں ان پر حملہ کرنے گیا، تو مرابطین صحرا کی طرف بھاگ گئے اور بلکین دیار مغرب میں گھس گیا۔ وہ پھر فاس میں اترا اور وہاں کے اکابر اور اشراف کو اطاعت کی شرط پر اٹھا لایا اور واپسی پر قلعہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس دوران اس کے عم زاد ناصر نے اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لئے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس کی صنہاجی قوم نے بھی اس کی مدد کی کیونکہ انہیں دور دور جا کر لڑائیاں کرنے اور دشمن کے علاقے میں جانے کی وجہ سے مشقت برداشت کرنی پڑتی تھی، لہٰذا اس نے اسے سنہ 54 میں تسالہ میں اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد خود حکومت سنبھال لی۔ اس نے ابوبکر بن ابی الفتوح کو وزیر بنایا اور مغرب کی امارت اپنے بھائی کودے کر اسے بلبا میں اتارا۔ اس نے حمزہ کی امارت اپنے بھائی ورمان کو دی اور مقارس کی امارت اپنے بھائی خزر کو دی۔ المعز نے اس کی فصیل کو گرا دیا تھا لہٰذا ناصر نے اس کو درست کروا دیا۔ اس نے قسطنطینہ کی امارت اپنے بھائی بلباز کو، الجزائر اور سوس الاحاج کی امارت اپنے بیٹے عبداللہ کو اور اشیر کی امارت اپنے بیٹے یوسف کو دی۔ اس دوران بلبل برغواطی نے صفاقس سے اسے اپنی اطاعت کے متعلق لکھا اور اس کی طرف تحفے بھیجے۔ اہل قسطنطینہ بھی یحییٰ بن واطاس کی سرکردگی میں اس کے پاس آئے اور اپنی اطاعت کا اعلان کیا۔ اس نے انہیں بہت انعام و اکرام دیا اور انہیں کو ان کی جگہوں کی طرف واپس کر دیا۔ اس نے ان کی امارت یوسف بن خلوف صنہاجی کو دی اور اسی طرح اہل تونس اور اہل قیروان بھی اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے۔ جب سے بلکین قتل ہو گیا تھا اہل بکر نے جعفر بن ابی رماز کی سرکردگی میں آل حماد کی اطاعت کو چھوڑ دیا تھا، انہوں نے دراصل اپنے شہر کی حکومت اپنے لئے مخصوص کر لی تھی اور بنو جعفران کے سردار تھے لہٰذا ناصر نے ان کی طرف خلف بن حیدرہ کو بھیجا جو اس کا وزیر تھا، وہ اس سے پہلے بلکین کا وزیر تھا لہٰذا اس نے ان سے مقابلہ کیا اور اسے بزور طاقت فتح کر لیا۔ وہ پھر بنی جعفر کو رؤسا کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ کی طرف لے آیا اور ناصر نے انہیں قتل کیا یعنی

صلیب دیا۔اس نے پھر منہاجہ کے لوگوں کی شکایات پر خلف بن حیدرہ کو بھی قتل کر دیا۔جب اسے بلکین کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے اپنے بھائی معمر کو امارت دینی چاہی اور ان سے اس بارے میں مشورہ کیا تو ناصر نے بھی اسے قتل کر دیا۔اس نے اس کی جگہ احمد بن جعفر ابن اخلع کو امیر بنایا پھر ناصر مغرب کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے نکلا تو علی بن زکان نے ان کے بادشاہ تافربوست دار پر حملہ کر دیا اور وہ بلکین کے قتل کے موقع پر اپنے عجیسہ بھائیوں کی طرف بھاگ گیا تھا۔انہوں نے پھر رات کو وہاں جا کر اس پر قبضہ کر لیا لہٰذا ناصر، مسیلہ سے واپس آیا اور انہیں جلد سزا دی۔وہ شرمندہ ہوئے اور وہ ان پر بزور غالب آ گیا۔اس نے علی بن زکان کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا پھر ہلالی عربوں کے درمیان لڑائیاں برپا ہوئیں۔ اثبج کے آدمی ریاح کے خلاف اس کے پاس دادخواہی کرتے ہوئے گئے تو وہ اپنی صنہاجی اور زناتی فوجوں کے ساتھ ان کی مدد کو گیا، یہاں تک اربس اترا۔وہ اس کے باعث ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔زناتہ نے ابن المعز بن زیری بن علیہ کی دسیسہ کاری اور تمیم ابن المعز کی انگیخت پر اسے اور اس کی قوم کو شکست دی لہٰذا ناصر نے شکست کھائی اور انہوں نے اس کے سارے ہتھیار لوٹ لئے۔لڑائی میں اس کا بھائی قاسم اور اس کا کاتب قتل ہو گئے۔وہ پھر اپنے پیروکاروں کے ساتھ قسطینیہ کی طرف بھاگ آیا۔اور شکست خوردہ قوم کے ساتھ قلعہ چلا گیا۔اس کی فوج ابھی کاس بھی نہیں پہنچی تھی کہ اس نے اپنے وزیر ابن ابی الفتوح کو اصلاح احوال کے لئے بھیجا لہٰذا ان کے اور اس کے درمیان صلح ہو گئی۔ناصر نے بھی اس کی تکمیل کر دی پھر اس کے پاس تمیم کا ایلچی پہنچا اور اس کے پاس وزیر ابن ابی الفتوح کی شکایت کی کہ وہ تمیم کی طرف مائل ہے لہٰذا اس نے اسے اوندھا کر کے قتل کر دیا۔اس دوران مستنصر بن خزرون زناتی، مغاربہ اور ترکوں کی لڑائی کے ایام میں مصر گیا اور طرابلس پہنچا۔اس نے وہاں دیکھا کہ بنی عدی کو اثبج اور زغبہ نے افریقہ سے نکال دیا ہے جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے لہٰذا اس نے انہیں بلاد مغرب میں رغبت دلائی اور انہیں ساتھ لے گیا۔یہاں تک کہ مسیلہ اترا۔یہ لوگ پھر اشیر میں داخل ہو گئے۔ناصر اس کے مقابلے میں نکلا تو وہ صحرا کی طرف بھاگ گیا لیکن پھر واپس آ گیا اور خرابی اور فساد کرنے کی جانب واپس آ گیا۔جب ناصر نے اس سے صلح کے متعلق مراسلت کی تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی۔اور اسے الزاب اور ریغہ کے نواح میں جاگیر دی۔اس نے عروس بن ہندی رئیس بکرہ کو اس کے دور کی طرف اشارہ کیا اور اس کی حکومت کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ اس سے فریب کرے لہٰذا جب مستنصر بکرہ گیا تو عروس بن ہندی اور احمد اس کی مہمان نوازی کو اس کے پاس آئے، اس نے مستنصر کی محویت اور کھانے کی حاجت پوری کرنے کے وقت اپنے نوکروں کو اشارہ کیا، انہوں نے اسے اپنے نیزہ مارنے میں جلدی کی۔یہ دیکھ کر اس کے پیروکار بھاگ گئے اور انہوں نے اس کا سر کاٹ کر اسے ناصر کے پاس بھیج دیا جسے اس نے بجایہ میں نصب کر دیا۔اس نے پھر اس کے اعضاء کو قلعہ میں صلیب دیا اور دوسروں کے لئے عبرت بنا دیا۔یوں زناتہ کے بہت سے رؤسا قتل ہو گئے لہٰذا مغراوہ میں سے ابوالفتوح بن حنوش امیر بنی یستجلس جس کے بلاد مہدیہ اور مریہ میں منہاجہ کے بطون سے قبیلے آباد تھے، اور شہر کا نام بھی انہی کے نام پر رکھا گیا تھا قتل ہوا۔اسی طرح ان میں سے معنصر بن حماد بھی قتل ہو گیا جو شلف کی طرف رہتا تھا لہٰذا اس نے عامل ملیانہ پر چڑھائی کی اور مغراوہ میں سے بنی درسیفان کے شیوخ بھی قتل ہو گئے۔اب سلطان نے ان سے خط و کتابت کی کیونکہ وہ عربوں کے معاملے میں مصروفیت کی وجہ سے ان سے غافل تھا لہٰذا انہوں نے معنصر پر چڑھائی کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو ناصر کے پاس بھیج دیا۔اس نے اسے مستنصر کے سر کے ساتھ نصب کر دیا۔اس دوران اہل الزاب نے اسے اطلاع بھیجی کہ عمر اور مغراوہ نے اپنے ملک کے برخلاف اثبج کی مدد کی ہے تو اس نے اپنے بیٹے منصور کو فوجوں کے ساتھ بھیجا۔اس نے منتصر بن خزرون کے شہر وعلان میں اتر کر اسے تباہ و برباد کر دیا اور اپنی فوج اور دستوں کو دارکلا شہر کی طرف بھیجا۔وہ پھر غنائم اور قیدی لے کر واپس لوٹا۔اس دوران اسے اطلاع ملی کہ زناتہ میں سے بنی توجین نے عربوں میں سے بنی عدی کو فساد کرنے اور ڈاکے ڈالنے میں مدد کی ہے، اس وقت ان کا امیر مناد بن عبداللہ تھا لہٰذا اس نے اپنے بیٹے منصور کو ان کی طرف فوج دے کر بھیجا جس نے بنی توجین کے امیر، اس کے بھائی زیری اور ان کے چچا اغلب اور حمامہ کو گرفتار کر لیا۔اس نے پھر انہیں بلا کر ڈانٹا اور انہیں قابو کر لیا۔وہ ان پر اولاد قاسم سے جو بنی عبدالواد کے رؤساء میں پناہ لینے کے معاملے میں غالب آ گیا اور ان سب کو مخالفت کی وجہ سے قتل کر دیا۔اس نے پھر سنہ 60 میں جبل بجایہ کو فتح کیا۔وہاں پر بربریوں کے کچھ قبیلے تھے جو اس نام سے موسوم تھے مگر ان کی زبان میں کاف، کو کاف نہیں بولتے بلکہ یہ جیم اور کاف کے درمیان درمیان ہوتا ہے۔اس عہد میں منہاجہ کے کچھ قبیلے متفرق ہو کر آتے تھے لہٰذا جب اس نے اس جبل کو فتح کیا تو اس میں ایک شہر کا نقشہ بنایا جس کا نام ناصریہ رکھا۔لوگ اسے بجایہ کہتے ہیں، وہاں پر اس نے قصر اللولو

بنایا جو دنیا کے عجیب وغریب محلوں میں سے ایک تھا۔ وہ وہاں پر لوگوں کو لایا اور وہاں کے باشندوں کا ٹیکس ساقط کر دیا۔ سنہ 61 میں وہ خود بھی وہاں منتقل ہو گیا۔ ناصر کے ایام میں ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اسے بنی بادیس کی حکومت پر برتری حاصل ہو گئی جو مہدیہ میں ان کے بھائی تھے۔ جب زمانے نے انہیں ہلالی عربوں کے فتنے سے دوچار کیا تو ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان پر بکثرت حملے ہونے لگے۔ بعدازاں ارباب حکومت میں سے لوگ ان سے جھگڑا کرنے لگے یوں ناصر کے ایام میں آل حماد کو عزت مل گئی اور ان کی حکومت کی شان بڑھ گئی۔ بعدازاں اس نے خوبصورت اور عجیب وغریب عمارات بنوائیں، اور بڑے بڑے شہروں کو مضبوط کیا اور مغرب کی طرف لڑائی کے لئے گیا۔ وہ ان کے علاقے میں دور تک چلا گیا پھر سنہ 81 میں بجایہ واپس آیا۔ وہ وہاں پر فوج کے ساتھ ٹھہر گیا۔ اس وقت غرب کی دشوار منازل میں، اس کے نواح میں فساد کرنے اور اس کے پاس اسے لوگوں کے اچکنے کی وجہ سے انہیں قلعہ میں تکلیف نہیں دیتے تھے کیونکہ ان کے اونٹوں کے لئے بجایہ جانے کے لئے راستوں کی سہولت تھی لہٰذا اس نے بجایہ کو ایک قلعہ اور اپنی حکومت کا دارالخلافہ بنا دیا اور اس کے محلات کی تجدید کی۔ اس نے اس کی جامع مسجد کو مضبوط کیا یہ منصور عورتوں کا بہت شوقین تھا، اسی نے بنی حماد کی حکومت کو مہذب بنایا۔ وہ عمارات کے نقشے بنانے کے پیچھے پڑ گیا کئی کارخانے اور محلات بنائے۔ اس نے باغات میں پانی جاری کئے اور قلعے میں شاہی محل، مینار، قید خانہ اور شام کا محل بنایا۔ اسی نے بجایہ میں قصر اللولوۃ اور قصر امیمون بنایا۔ یلبار ناصر کے زمانے سے قسطنطینہ کا والی تھا، جب اس نے منصور کی حکومت کے آغاز سے ولایت کو اپنے لئے مختص کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے اس کی طرف ابویکنی بن محسن بن عابد کو فوجوں کے ساتھ بھیجا، اسے قسطنطینہ اور بونہ کی امارت دی لہٰذا اس نے یلباز کو گرفتار کر کے قلعے کی طرف بھجوا دیا۔ وہ قسطنطینہ کا سنہ 87 میں والی بنا پھر اس نے اپنے بھائی ابن موبہ کو تمیم بن المعز کی طرف مہدیہ بھیجا اور اسے بونہ کی ولایت کی دعوت دی۔ بعدازاں اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالفتوح بن تمیم کو بھیجا۔ وہ ریفلان کے ساتھ بونہ میں اترا۔ انہوں نے پھر مغرب اقصیٰ میں مرابطین سے خط و کتابت کی، عربوں کو اپنی حکومت پر جمع کر لیا اور منصور کو آزاد کر دیا۔ لہٰذا اس نے اسے قلعے میں قید کر دیا پھر قسطنطینہ میں اس کی فوجوں نے جنگ کی۔ اس کے بعد ابن ابی یکنی کے حالات کمزور ہو گئے تو وہ جبل اور اس کے قلعہ کی طرف گیا اور وہاں پر قلعہ بند ہو گیا۔ اس دوران صلصیل بن احمر قسطنطینہ میں اثبج کے جوانوں کے ساتھ اترا اور صلصیل منصور کو قسطنطینہ میں اپنے تخت پر مال خرچ کرنے کے لئے لایا لہٰذا اس نے مال خرچ کیا اور یوں منصور تخت پر قابض ہو گیا جبکہ ابویکنی اور اس میں اپنے قلعے میں قیام پذیر رہا اور بار بار قسطنطینہ پر غارتگری کرتا رہا۔ اب فوجوں نے اس کی طرف جا کر اس کے قلعے میں اس کا محاصرہ کر لیا پھر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ زناتہ میں سے بنو رمانو ایک مضبوط قوم تھے اور زناتہ کی سرداری بھی انہی کے پاس تھی۔ اس کے دور میں ان کا سردار ماخوخ تھا۔ ان کے اور آل حماد کے درمیان رشتہ داری تھی کہ ان کی ایک بیٹی ناصر کی بیوی تھی اور دوسری منصور کے پاس تھی۔ جب اس کے اور ان دونوں کی قوم کے درمیان نئے سرے سے فتنہ اٹھا تو منصور نے بنفس نفیس منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی اور ماخوخ نے بھی اس کے مقابلے میں فوج جمع کی پھر زناتہ کے ساتھ اس سے جنگ کی لہٰذا منصور شکست کھا کر بجایہ کی طرف گیا۔ اس دوران ماخوخ کی بہن جو اس کی بیوی تھی، قتل ہو گئی، لہٰذا ماخوخ اور اس کے درمیان نفرت مستحکم ہو گئی اور وہ پھر لمتونہ میں سے تلمسان کے امراء کی ولایت کی طرف گیا۔ اس نے انہیں بلاد منہاجہ کے خلاف برانگیختہ کیا لہٰذا اس کی وجہ سے منصور کو تلمسان جانا پڑا۔ یہ یوں ہوا کہ جب مغرب پر یوسف بن تاشفین نے قبضہ کیا اور اس کی حکومت وہاں مضبوط ہو گئی تو وہ تلمسان کی حکومت کی طرف گیا۔ اس دوران لیلی کی اولاد سنہ 74 میں اس پر غالب آ گئی جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا۔ لہٰذا منصور نے اس پر چڑھائی کی اور اس کی سرحدوں اور ماخوخ کے قلعوں کو تباہ کر دیا۔ اس نے اس کا قافیہ تنگ کر دیا اس نے پھر اس کی طرف یوسف بن تاشفین کو بھیجا، اس سے صلح کی اور بلاد منہاجہ سے مرابطین کو اپنے ملک میں پناہ دینے لگا۔ اب اس اپنے بیٹے امیر عبداللہ کو بھیجا تو مرابطین اس کے متعلق سن کر اس ملک کو چھوڑنے لگے اور مراکش چلے گئے۔ وہ پھر مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور اس نے الجعبات کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اس نے بعدازاں قراب کو بھی اسی طرح فتح کر لیا اور اس کے باشندوں کو معاف کر دیا۔ وہ پھر اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا۔ بعدازاں اس کے اور ماخوخ کے درمیان لڑائی ہوئی اور اس کا بھائی قتل ہو گیا۔ ابن ماخوخ تلمسان چلا گیا اور ابن سعمر نے اس کی حکومت کے بارے میں اس کی مدد کی، انہوں نے الجزائر میں آ کر دو روز ان سے لڑائی کی اور حاکم تلمسان محمد بن سعمر کو حاکم بنایا لہٰذا وہ تیزی کے ساتھ اشیر گیا اور اسے فتح کر لیا۔ اب منصور اپنے سواروں میں کھڑا ہوا۔ اور اس کے ساتھ تمام منہاجہ اور عربوں میں اسے اثبج،

زغبہ اور ربیعہ کے قبائل بھی تھے اب زناتہ میں سے عقل نے بہت سی قوموں کا ارادہ کیا اور وہ سنہ 76 میں بیس ہزار فوج کے ساتھ تلمسان سے لڑائی کرنے گیا۔ اس نے اسطقسہ سے لڑائی کی اپنے آگے فوج بھیجی اور خودان کے پیچھے آیا۔ اس دوران تاشفین، تلمسان کو چھوڑ کر لتانالہ کی طرف چلا گیا۔ منصور کی فوجوں نے اس سے لڑائی کر کے اسے شکست دی اور وہ جبل صخرہ کی طرف آ گیا۔ پھر منصور کی فوجوں نے تلمسان میں فساد پیدا کر دیا لہٰذا وہ اس کی طرف چلی گئیں اور اس نے ان کے پہنچنے کی تعظیم کی، وہ اسی دن کی صبح ان سے چلا گیا اور قلعہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد زناتہ میں خونریزی کی اور انہیں الزاب اور مغرب اوسط کی نواح میں بھگا دیا۔ وہ بجایہ کی طرف واپس آ گیا، اس کے نواح میں خونریزی کی اور اس کی فوجوں نے ان کے قبیلوں پر غلبہ پالیا لہٰذا وہ ان کے مضبوط پہاڑوں مثلاً بنی عمران اور بنی تازروت اور منصوریہ اور صبریج اور ناظور اور حجرالمعرق میں چلے گئے۔ اس کے اسلاف وہاں سے بہت لوگوں کو ہٹا دیتے تھے۔ اور پھر وہ ان کے مقابلہ میں مضبوط ہو جاتے تھے۔ یوں اس کی حکومت مضبوط ہوگئی۔

جب مرابطین نے اندلس پر قبضہ کیا تو معزالدولہ بن صمارح، مریہ سے ان سے آگے بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور منصور کا مہمان بنا۔ اس نے اسے داس میں جاگیر دی۔ اور اسے وہاں آباد کیا۔ وہ سنہ 98 میں فوت ہو گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا بادیس کا حاکم بنا جو بڑا جنگجو اور بڑا مدبر تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے باپ کے وزیر عبدالکریم بن سلمان کو اپنی ولایت کے آغاز ہی میں برطرف کر دیا اور قلعہ سے نکل کر بجایہ چلا گیا۔ اس نے بجایہ کے عامل سہام کو بھی برطرف کر دیا اور ایک سال مکمل کرنے سے قبل ہی وفات پا گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی عزیز حاکم بنا جس نے اسے جزائر سے معزول کر دیا تھا اور پھر حتمل کی طرف جلاوطن کر دیا تھا لہٰذا قائد علی بن حمدون اس سے الگ ہو گیا اور اس نے اسے انعام واکرام دیئے۔ لوگوں نے پھر اس کی بیعت کی اور اس نے زناتہ سے صلح کر لی اس نے ماخوخ سے رشتہ داری کر کے اسے اپنی بیٹی بیاہ دی اور اس کی حکومت لمبا عرصہ رہی۔ اس کا زمانہ امن و آشتی کا زمانہ تھا، اور علماء اس کی مجلس میں مناظرے کرتے تھے۔ بعدازاں اس کے بحری بیڑوں نے جربیہ سے لڑائی کی اور وہاں کے لوگوں نے اس کی حکومت تسلیم کر لیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر تونس سے لڑائی کی اور اس کے حاکم احمد بن عبدالعزیز نے اس سے صلح کر کے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے زمانے میں عربوں نے قلعہ پر حملہ کیا اور وہ غارتگر تھے۔ لہٰذا انہیں قلعہ کے باہر جو کچھ ملا، وہ اسے لے گئے۔ ان کا فساد بہت بڑھ گیا۔ پھر الحامیہ نے ان سے لڑائی کی تو یہ ان پر غالب آ گئے اور انہیں ملک سے نکال دیا۔ پھر جب عرب چلے گئے تو عزیز کو اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ اور اپنے قائد علی بن حمدون کو ایک منظم فوج کے ساتھ بھیجا۔ لہٰذا وہ قلعہ میں آیا اور حالات کو پرسکون بنایا۔ اس نے عربوں کو امان دی، انہیں راضی کیا اور ان کی ناراضی کو دور کیا۔ عزیز کے عہد میں یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ بجایہ واپس آ گیا، اس طرح موحدین کا مہدی مشرق سے واپس آتے ہوئے سنہ 12 میں، بجایہ پہنچا۔ اس نے وہاں پھر بری باتوں کا قلع قمع کیا اور عزیز کے پاس اس کی شکایت کی گئی۔ اس نے اس کے متعلق سازش کی تو وہ منہاجہ کے بنی وریاکل کی طرف چلا گیا جو وادی بجایہ میں رہتے تھے۔ انہوں نے اسے پناہ دی لیکن وہ ان کے ہاں ملول ہو کر مہمان بنا اور وہاں رہ کر علم پڑھانے لگا جب عزیز نے اسے طلب کیا تو انہوں نے اسے روک لیا اور اس کی حفاظت میں لڑائی کی۔ یہاں تک کہ وہ ان سے مغرب کی طرف چلا گیا اور عزیز سنہ 415 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ حکمران بنا اور کمزوری کی حالت میں اس کا زمانہ لمبا ہو گیا کیونکہ وہ عورتوں کا مغلوب تھا۔ وہ حکومت کے جاتے رہنے کے وقت بھی قبائل منہاجہ میں شکار کھیلنے کا شوقین تھا اور اس نے ایک نیا سکہ جاری کیا تھا۔ اس کی قوم میں کسی آدمی نے عبیدی خلفاء کے ادب کی وجہ سے اسے جاری نہیں کیا۔ اس نے پھر ابن حماد کو بھیجا اور اس کا سکہ دینار میں تھا جس کی تین سطریں تھیں اور ہر پہلو میں ایک دائرہ تھا۔ ایک پہلو کا دائرہ یہ آیت تھی واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ماکسبت وھم لایظلمون جب کہ سطور یہ تھیں۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ یعتصم بحبل یحییٰ بن العزیز باللہ الامیر المنصور۔ دوسرے پہلو کا دائرہ یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ دینار ناصریہ میں سنہ 543 میں بنایا گیا تھا۔ اس کی سطور میں امام ابوعبداللہ المقتفی لامراللہ امیرالمومنین العباسی بھی لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ سنہ 43 میں اس کی تلاش کے لئے قلعے میں پہنچا اور جو کچھ وہاں تھا اسے اٹھا کر لے گیا۔ بعدازاں بنوزر ابن مروان نے اس کے خلاف خروج کیا تو اس نے اس کی طرف مطرف بن علی بن حمدون فقیہ کو فوجوں کے ساتھ بھیجا، اس نے اسے بزور قوت فتح کر لیا، ابن مروان کو گرفتار کر کے اسے اس کے پاس پہنچا دیا۔ اس نے اسے الجزائر میں قید کر دیا اور وہ اس کی قید ہی میں فوت ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے اسے قتل کر دیا تھا۔ مطرف نے پھر اپنے بیٹے کو تونس

بھیجا تو اس نے اسے فتح کر لیا اور اس کے سامنے مہدیہ میں لڑائی کی تو وہ اس سے سر نہ ہو سکا لہٰذا وہ بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور مہدیہ پر نصاریٰ نے غلبہ پالیا۔ حسن نے پھر مہدیہ کے حاکم کا قصد کیا تو اس نے اسے الجزائر پہنچا دیا۔ اور وہاں پر اس کے بھائی قائد کے ساتھ اسے اتار دیا یہاں تک کہ موحدین نے بجایہ پر حملہ کیا۔ بعد ازاں قائد الجزائر کو چھوڑ کر بھاگ گیا تو انہوں نے حسن کو اپنا امیر بنایا۔ اس نے عبدالمومن کو والی مقرر کیا تو اس نے انہیں امان دی۔ یحییٰ بن عزیز نے بعد ازاں اپنے بھائی سبع کو موحدین سے لڑائی کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے شکست کھائی اور موحدین نے بجایہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یحییٰ سمندر پر سوار ہو کر صقلیہ چلا گیا جہاں سے وہ بغداد جانا چاہتا تھا لیکن پھر وہ بونہ لوٹ آیا اور اپنے بھائی حارث کا مہمان بنا۔ اس نے اس پر اس کے برے سلوک اور اسے ملک سے نکالنے کا عیب لگایا تو وہ قسنطینہ چلا گیا اور اپنے بھائی حسن کے ہاں مہمان اترا یوں اس نے اس کے لئے حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس اثناء میں موحدین قلعے میں زبردستی داخل ہو گئے اور اثبج میں سے حوش بن عزیز اور ابن الدحامس اس کے ساتھ تھے، یوں قلعے کو برباد کر دیا گیا پھر یحییٰ نے سنہ 47 میں عبدالمومن کی بیعت کر لی اور قسنطینہ کو چھوڑ دیا اس نے اپنی جان کی امان کی شرط لگائی جو اس نے پوری کر دی اور اسے مراکش لا کر وہاں آباد کر دیا۔ وہ پھر سنہ 58 میں سلا منتقل ہو گیا اور قصر بنی عشیرہ میں رہنے لگا۔ وہ اسی سال فوت ہو گیا۔ جب بونہ کا حاکم حارث صقلیہ کی طرف بھاگ گیا اور اس کے حاکم سے مدد طلب کی تو اس نے اس کی حکومت کے متعلق اس کی مدد کی۔ وہ پھر بونہ واپس آ کر اسیر قابض ہو گیا پھر اس پر موحدین نے غلبہ پالیا اور باندھ کر قتل کر دیا۔ یوں بنی حماد کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ماکسن کے قبیلوں میں سے وادی بجایہ میں سوائے اوزاغ کے اور کوئی قبیلہ باقی نہ رہا۔ یہ انہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور اس دور میں وہ فوج میں شمار ہوتے ہیں۔ انہیں بلاد کے نواح میں سلطنت کے جملہ آدمیوں میں اس کے جرنیلوں کے ساتھ جاگیریں حاصل ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا۔

باب:۲۱

بنو حیوس کے حالات کا بیان اور ان کی حکومت کی روداد

ان کا تعلق غرناطہ اندلس سے ہے۔ جب سنہ 85 میں بادیس بن منصور بن بلکین بن زیری بن مناد بن باد نے افریقہ میں حکومت قائم کی تو حماد کو اشیر میں اور یطوفت کو تاہرات میں اتارا۔ بعدازاں حاکم فارس زیری بن عطیہ خلیفہ ہشام کی دعوت پر قرطبہ سے منہاجہ کی عملداری تک زناتہ کی فوج کے ساتھ گیا۔ اور تاہرت میں اترا۔ اس کے بعد بادلیس نے اپنی فوجیں محمد بن ابی العون کی جستجو کے لئے بھیجیں لہٰذا تاہرت میں ان کا مقابلہ ہو گیا جس میں منہاجہ کو شکست ہوئی، یوں بادیس بنفس نفیس ان سے لڑائی کرنے گیا۔ لیکن خلفون بن سعید بن خزرون حاکم طنبہ اس کا مخالف ہو گیا پھر زیری بن عطیہ اس کے آگے بھاگ گیا اور مغرب کی طرف واپس آ گیا، یوں بادیس بھی واپس آ گیا۔ اس نے اپنے بچوں اولاد زیری کو اشیر میں حماد اور اس کے بھائی یطوفت کے ساتھ چھوڑ دیا اور وہ زاوی، حلال، عرم اور معتنین تھے۔ انہوں نے پھر سنہ 87 میں بادیس کی مخالفت کرنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے پر اتفاق کر لیا۔ لہٰذا انہوں نے حماد کو رمہ میں چھوڑ دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا، اس پر قبضہ کر لیا۔ جب یہ اطلاع ابو البہار بن زیری کو ملی تو چونکہ یہ لوگ بادیس کے ساتھ تھے لہٰذا اسے اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اور وہ ان کے ساتھ مل گیا۔ وہ پھر مخالفت میں اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت بادیس، فلفول بن یانس کی لڑائی میں مشغول تھا لہٰذا ان کے فساد اور خرابی کا میدان وسیع ہو گیا اور ان کے ہاتھ فلفول تک پہنچ گئے۔ انہوں نے اس سے معاہدہ کر لیا اور ابو البہار ان سے بادیس کی طرف واپس آیا، تو اس نے اسے قبول کیا۔ انہوں نے پھر اس کے ساتھ صلح کی۔ پھر وہ سنہ 91 میں حماد کی طرف واپس چلے گئے۔ اس نے ان سے لڑائی کر کے ان کو شکست دی اور ماکسن اور اس کا بیٹا قتل ہو گئے۔ بعدازاں زاوی ساحل ملیانہ میں جبل شنوق میں چلا گیا اور پھر سمندر پار کر کے اندلس میں اپنے بیٹوں، بھتیجوں اور خواص کے پاس چلا گیا۔ وہ منصور بن ابی عامر کے ہاں مہمان اترا جو صاحب حکومت و خلافت تھا۔ اس نے ان کی بہت اچھی طرح مہمان نوازی اور عزت افزائی کی اور انہیں اپنے لئے منتخب کر لیا۔ اس نے خلافت پر تسلط قائم کرنے کے لئے انہیں حکومت کے خواص اور دوستوں میں شامل کر لیا اور انہیں زناتہ کے طبقات اور دوسرے بربریوں میں شامل کر دیا۔ جنہوں نے اپنی جمعیت کے ساتھ جو سلطانی، اموی فوجوں اور عرب قبیلوں سے فتح حاصل کی تھی، یوں اب اندلس میں منہاجہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کی امارت بوسیدہ ہو گئی۔ اس کے بعد انہوں نے منصور بن ابی عامر، اس کے بیٹوں مظفر اور ناصر کی حکومت کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ جب ان کی امارت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی حکومت کمزور ہو گئی تو اندلس میں بربریوں اور وہاں کے باشندوں کے درمیان فتنہ پیدا ہو گیا۔ اب زاوی نے ان لڑائیوں میں خوشامد سے کام لیا۔ قرطبہ میں اس نے اس کی منہاجی قوم اور سب زناتہ اور بربریوں نے لڑائی کی اور اپنے خلیفہ المستعین سلیمان بن الحکم بن سلیمان بن ناصر کے پاؤں جمائے جس کی انہوں نے بیعت کی ہوئی تھی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ وہ پھر قرطبہ میں زبردستی داخل ہو گئے اور اس کے عام باشندوں کی بیخ کنی کی۔ انہوں نے اس کے خاص پردہ داروں، صاحب عزت لوگوں پر الزامات لگائے لہٰذا لوگوں نے اس بارے میں واقعات بیان کئے۔ قرطبہ لوٹنے کے بعد زاوی اپنے باپ زیری بن مناد کے پاس پہنچ گیا جسے قصر قرطبہ کی دیواروں کا خالق تصور کیا جاتا ہے، یوں وہ اسے وہاں سے اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آیا۔ تا کہ اسے اس کی قبر میں دفن کرے۔ اس کے بعد ملوکیہ میں سے بنی حمود کو بڑی شوکت حاصل ہوئی، بربریوں کی حکومت خراب ہو گئی اور اندلس میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس کی جوانب فتنے سے لبریز ہو گئیں اور بربری رؤساء اور ارباب حکومت نے نواح و امصار میں جا کر ان پر قبضہ کر لیا۔ اب منہاجہ السرۃ کی جانب سمٹ گئے اور اس کے مضافات پر ان کا قبضہ تھا۔ زاوی ان دنوں بربریوں کا دست بازو بنا ہوا تھا لہٰذا اس نے غرناطہ میں اتر کر اسے اپنا دار السلطنت اور اپنی قوم کی پناہ گاہ بنا لیا اس کے دل میں پھر ایام جنگ میں، اندلس میں بربریوں کے برے انتقام کی بات آئی، اور وہ اپنے فعل کے انجام سے ڈر گیا۔ حکومت نے بھی اس کی

بات کو نہیں مانا تو اس نے کوچ کا ارادہ کر لیا۔ اس نے سنہ 410 میں بیس سال کی غیر حاضری کے بعد قیروان میں اپنی قوم کے بادشاہ کی پناہ لی۔ اس نے المعز بن بادیس کو جو اس کے بھائی بلکین کا پوتا تھا، افریقہ سے بھی بڑی وسیع مالدار اور زیادہ تعداد والی حکومت دی لہٰذا المعز نے بھی اس سے خوب حسن سلوک کیا اور اسے اپنی حکومت کا سب سے بڑا رتبہ دیا۔ اس نے اسے چچوں اور قرابتداروں سے بھی مقدم کیا نیز اسے اپنے محل میں اتارا اور اپنی بیویوں کو اس کی ملاقات کے لئے باہر نکالا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اس کی ایک ہزار بیوی کو ملا جن میں سے کوئی بھی اس کے لئے حلال نہیں تھی۔ اس نے ابراہیم کو اس کی قبر میں دفن کر دیا اور اپنے بیٹے کو اپنی عملداری میں اپنا جانشین بنایا۔ اس دوران اہل غرناطہ نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور انہوں نے حبوس کی جانب سے اس کے عم زاد ماکسن بن زیری کو ابن عملدازی کے ایک قلعے میں اس کی جگہ بھیجا لہٰذا وہ جلدی سے ان کے پاس گیا اور غرناطہ میں اترا، تو وہ اس کے مخالف ہو گئے۔ وہ پھر اس کی بیعت کر کے وہاں کا بادشاہ بن گیا جو اندلس میں جماعتوں کے بڑے بادشاہوں میں سے تھا۔ اس کے بعد وہ سنہ 29 میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا بادیس بن حبوس حکمران بنا جس کا لقب مظفر تھا۔ وہ ہمیشہ ہی آل حمود امرائے مالقہ کے، قرطبہ سے تخلف کے بعد ان کی دعوت کو قائم کرتا رہا۔ بعد ازاں حاکم مریہ عامری نے سنہ 29 میں اس پر چڑھائی کی تو بادیس نے غرناطہ کے باہر اس سے لڑائی کی، اسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔ یوں اس کا دور حکومت لمبا ہو گیا۔ اب سب جماعتوں کے بادشاہوں نے اس کی مدد کو اپنے ہاتھ بڑھائے اور جن لوگوں نے اس سے مدد طلب کی ان میں محمد بن عبداللہ البرزالی بھی تھا جس نے اس سے اس وقت مدد مانگی جب اسماعیل بن قاضی بن عباد نے اپنے باپ کی فوجوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ یوں بادیس نے خود بھی اور اس کی قوم نے بھی اس کی مدد کی۔ سنہ 31 میں اس کے دادخواہ کی طرف ابن بقیہ کے ساتھ ادریس بن حمود کا جرنیل گیا جو مالقہ کا حکمران تھا۔ یہ لوگ راستے ہی سے واپس آ گئے۔ اس دوران اسماعیل بن قاضی بن عباد نے اپنے دادخواہ کے ساتھ ان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا لہٰذا اس نے ان کا تعاقب کیا اور بادیس کو اس کی قوم میں آ ملا۔ اب وہ آپس میں لڑ پڑے، اسماعیل کی فوج بھاگ گئی اور اسے بے یار و مددگار چھوڑ گئی، تب منہاجہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر ابن حمود کے پاس لایا گیا۔ اس وقت قادر بن ذوالنون حاکم طلیلہ بھی ابن عباد اور اس کے مددگاروں کی زیادتیوں کو دور کرنا چاہتا تھا۔ بادیس پر وہ شخص حکمران ہے جس نے غرناطہ کو شہر بنایا، اس کی حد بندی کی، اس کے محلات اور قلعوں اور عمارات اور کارخانوں کو بلند اور مضبوط کیا جن کے آثار اس زمانے تک باقی ہیں۔ سنہ 49 میں بنو حمود کے خاتمہ کے بعد وہ مالقہ پر غالب آ گیا۔ اور اسے بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ وہ پھر سنہ 67 میں فوت ہو گیا اور مغرب میں مرابطین کی حکومت نمایاں ہو گئی اور یوسف بن تاشفین کی سلطنت مضبوط ہو گئی۔ اب اس کے بعد اس کا پوتا عبداللہ بن بلکین بن بادیس حکمران بنا اور مظفر غالب آ گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی امارت دیدی۔ مالقہ کی امارت یوسف بن تاشفین کے اندلس جانے تک ٹھیک رہی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں اس کا تذکرہ کریں گے۔ وہ پھر غرناطہ میں سنہ 83 میں اترا۔ اس نے عبداللہ بن بلکین کو گرفتار کر لیا اور اس کے اموال و ذخائر کا صفایا کر دیا۔ اس کے ساتھ اس کے بھائی تمیم کو بھی مالقہ سے لا کر ملا دیا، اور وہ ان دونوں کے ساتھ اندلس آ گیا۔ اس نے پھر عبداللہ اور تمیم کو سوس اقصیٰ میں اتارا اور انہیں جاگیریں دیں۔ یہاں تک کہ یہ اس کی حکمرانی میں ہی فوت ہو گئے۔ بنو ماکسن جو اس عہد میں طنجہ کے خاندانوں میں سے ہیں، ان کا خیال ہے کہ وہ ان کی اولاد میں سے ہیں لہٰذا بلکانہ کی حکومت منہاجہ افریقہ اور اندلس سب علاقوں میں کمزور ہو گئی۔

باب:۲۲

ہلثمین کے حالات اوران کے واقعات کی روداد

یہ منہاجہ کا دوسرا طبقہ ہے، انہیں مغرب میں حکومت حاصل تھی۔ یہ لوگ جنوب میں ریگستانوں کے پیچھے واقع جنگلات میں رہتے ہیں اور فتح سے قبل کے زمانوں سے یہاں رہ رہے ہیں لہٰذا ان کے آغاز کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ وہ پھر سبزہ زاروں سے صحرا میں چلے گئے اور وہاں اپنی مراد کو پالیا۔ انہوں نے ٹیلوں کی سخت زندگی کو خیر باد کہہ دیا اور اس کے بدلے میں انہوں نے جانوروں کا دودھ اور گوشت حاصل کرلیا۔ کیونکہ وہ آبادی سے دور رہنا چاہتے تھے اور علیحدگی سے مانوس تھے۔ وہ کسی کے غلبہ سے وحشت محسوس کرتے تھے لہٰذا وہ حبشہ کے سبزہ زار کے پڑوس میں اترے اور پھر بلاد سوڈان اور بلاد بربر کے درمیان روک بن گئے۔ انہوں نے لثام (ٹھاٹھہ) کو قوموں کے درمیان اپنا امتیازی شعار بنایا وہ پھر ان علاقوں میں چلے گئے اور بکثرت ہوگئے۔ کذالہ سے ان کے متعدد قبیلے بن گئے لہٰذا لمتونہ، مسوقہ، وتریکہ، ناوکا، زغادہ اور پھر منہاجہ کے بھائی لمطہ، یہ سب قبیلے مغرب میں، بحر محیط کے درمیان سے طرابلس اور برقہ کی طرف غدامس تک آباد ہیں۔

لمتونہ کے اور بھی بہت بطون ہیں۔ جیسے بنو ورتنطق، بنو زمال، بنو صولان اور بنو ناسجہ۔ صحرا میں ان کا وطن کاکرم کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سب مغرب کے بربریوں کی طرح مجوسی دین کے حامل ہیں اور یہ ہمیشہ سے ہی ان میدانوں میں رہ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ فتح اندلس کے بعد یہ اسلام لائے۔ ان میں لمتونہ کو سرداری حاصل تھی۔ انہیں عبدالرحمٰن بن معاویہ الداخل کے زمانے سے بڑی قوت اور حکومت حاصل ہوئی جسے وراثت میں ان کے بادشاہوں نے حاصل کیا، جن میں تلاکاکین، ورتکا اور اکن بن ورتنطق جو ابوبکر بن عمر کا دادا اور ان کی حکومت کے آغاز میں لمتونہ کا امیر تھا، شامل ہیں۔ ان کی عمریں اسی (80) سال تک طویل ہوئی ہیں۔ انہوں نے کئی صحرائی علاقوں پر قبضہ کیا، وہاں پر رہنے والی سوڈانی اقوام سے جہاد کیا اور انہیں لانے پر آمادہ کیا یوں ان میں سے بہت سے لوگوں نے دین کو اختیار کرلیا۔ دوسروں نے جزیہ دے کر ان سے بچاؤ اختیار کیا اور انہوں نے ان سے جزیہ کو قبول کرلیا۔ تلاکاکین کے بعد ان پر ثبولوثان بادشاہ بنا۔

ابن ابی زرع کا بیان ہے کہ ''لمتونہ میں سب سے پہلے ثبولوثان نے صحرا پر قبضہ کرکے صحرائی علاقوں کی واقفیت سے حاصل کی۔ اسی نے سوڈانیوں سے ٹیکسوں کا تقاضا کیا اور وہ ایک لاکھ شرفاء میں سواری کیا کرتا تھا، اس کی وفات سنہ 222 میں ہوئی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے تمیم نے سنہ 306 تک ان کی حکومت سنبھالی۔ بعد میں منہاجہ نے اسے قتل کردیا، یوں ان کی حکومت پراگندہ ہوگئی۔''

دوسرے لوگوں کا بیان ہے جن میں سب سے زیادہ مشہور تیز اور ابن دانش بن بیزا ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ ابن ہزار نے عبدالرحمٰن ناصر اور اس کے بیٹے حکم المنتصر کے زمانے میں چوتھی صدی میں تمام صحرا پر قبضہ کیا تھا۔ وہ عبیداللہ اور اس کے بیٹے ابوالقاسم جو خلفائے شیعہ میں سے تھے، کے زمانے میں ایک لاکھ شرفاء میں سوار ہوتا تھا۔ اس کی عملداری دو ماہ کی مناسبت تک تھی۔ بیس سوڈانی بادشاہوں نے اس کی اطاعت کی تھی جو اسے جزیہ دیتے تھے۔ اس کے بعد اس کے بیٹے بادشاہ بنے لیکن پھر اس کے بعد ان کی حکومت پراگندہ ہوگئی اور ان کی سلطنت اور ریاست گروہ در گروہ بن گئی۔ ابن زرع بیان کرتا ہے کہ تمیم بن یلتان کے ایک سو بیس سال بعد ان کی حکومت تباہ ہوگئی یہاں تک کہ عبیداللہ بن تیفاوت جو ناشرت لمتونی کے نام سے مشہور ہے، ان میں کھڑا ہوا۔ انہوں نے اس پر اتفاق کرلیا اور اس سے محبت کی۔ وہ بڑا دیندار اور نیک آدمی تھا۔ اس نے حج بھی کیا لیکن وہ بھی ایک لڑائی میں اپنی سرداری کے تیسرے سال فوت ہوگیا۔ ان کی حکومت پھر اس کے داماد بن یحییٰ بن ابراہیم کندالی اور اس کے بعد یحییٰ بن تلاکاکین نے سنبھالی۔ سب سے پہلے اس طبقہ کی مغرب اور اندلس میں بڑی حکومت تھی، اس کے بعد افریقہ میں، ہم ترتیب کے ساتھ اس کا ذکر کرتے ہیں۔

مرابطین کی حکومت کے واقعات اوراس کے انجام کی روداد

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ملثمین اپنے صحراؤں میں رہتے تھے اور مجوسی دین کے پیروکار تھے یہاں تک کہ تیسری صدی میں وہ اسلام لائے اور انہوں نے اپنے پڑوسی سوڈانیوں سے دین کے معاملے میں جہاد کیا، انہیں اپنا مطیع بنالیا اور حکومت ان کے لئے مجتمع ہوگئی۔ لیکن یہ لوگ پراگندہ ہو گئے اور ان میں سے ہر بطن کی سرداری ایک مخصوص گھرانے میں تھی۔ لمتونہ کی سرداری بنی ورتانطق بن منصور بن مصالحہ بن منصور بن مزالت بن امیت بن رتمال بن ثلمیت میں تھی جو لمتونی تھا جب سرداری یحییٰ بن ابراہیم کندالی کو ملی تو اس کی بنی ورتانطق میں رشتہ داری تھی لہٰذا انہوں نے اپنی حکومت کے بارے میں ایک دوسرے کی مدد کی جب یحییٰ بن ابراہیم اپنی چھٹی گزارنے کے لئے اپنی قوم کے رؤساء میں سنہ 440 میں باہر گیا تو واپسی پر یہ لوگ قیروان میں مالکی مذہب کے شیخ ابوعمران فاسی سے ملے۔ انہوں نے اس کے دو. میں جو فائدہ اس سے حاصل کیا، جو انہیں زبانی فتوے دیئے اور جو کچھ امیر یحییٰ کی سرداری کے بارے میں کہا انہوں نے اسے غنیمت جانا۔ ان کے ساتھ اس کا ایک شاگرد رہتا تھا جس سے وہ اپنے قضایا اور مصائب میں رجوع کیا کرتے تھے لہٰذا اس نے ان کی رغبت بھی دیکھتے ہوئے اپنے شاگرد کو ایصال خیر کی امید پر ان کے ساتھ کر دیا۔ انہوں نے پھر اپنے علاقے کو سخت چیز خیال کیا تھا۔ ابوعمران فقیہ نے ان کے لئے فقیہ محمد وکاک ابن رلوا للمطی کو سجلماسہ میں لکھا اور اسے وصیت کی کہ وہ ان کے لئے ایسا آدمی تلاش کرے جس کے دین پر انہیں اعتماد ہو اور وہ اپنی معاش کے سلسلے میں اپنے آپ کو اس علاقے کی بھوک کے مطابق ڈھال لے۔

اس نے ان کے پاس عبداللہ بن یاسین بن لک الجزولی کو بھیجا۔ وہ انہیں قرآن کی تعلیم دینے لگا۔ اور ان کے لئے دین کو قائم کرنے لگا پھر یحییٰ بن ابراہیم فوت ہو گیا، یوں ان کی حکومت تباہ ہوگئی۔ انہوں نے پھر عبداللہ بن یاسین کو نکال دیا، اس کے علم کو مشکل خیال کیا اور اس سے تعلیم حاصل کرنا چھوڑ دیا کیونکہ اس میں تکالیف برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ یوں اس نے بھی ان سے اعراض اختیار کیا۔ اب لمتونہ کے رؤسا میں سے یحییٰ بن عمر بن تلاکاکین نے اس کے ساتھ زہد و عبادت کو اختیار کرلیا۔ جب ابوبکر نے اسے پکڑ لیا، تو وہ لوگوں سے الگ ہو کر ایک ٹیلے پر جا بیٹھے جسے دریائے نیل گھیرے ہوئے ہے اور جو گرمیوں میں پایاب اور سردیوں میں گہرا ہوتا ہے۔ وہ واپسی پر الگ الگ کئی جزیرے بن جاتا ہے لہٰذا وہ بہت درختوں والی دلدلی جگہ الگ عبادت کرنے کے لئے داخل ہو گئے۔ جب ان کے ساتھ ایک ہزار آدمی ہو گیا تو ان کے شیخ عبداللہ بن یاسین نے انہیں کہا کہ ایک ہزار آدمی قلت کے باعث غالب نہیں آسکتا اور ہمیں یہیں قیام کر کے دعا کرنی چاہئے اور سب لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہئے لہٰذا انہوں نے ہمیں نکالا اور وہ نکل گئے لیکن قبائل لمتونہ کثالہ اور مسوفہ میں سے جس نے بھی ان کی بات نہ مانی، انہوں نے اس سے لڑائی کی یہاں تک کہ انہوں نے حق کی طرف رجوع کیا اور سیدھے راستے پر قائم ہو گئے۔ اس نے پھر انہیں مسلمانوں کے اموال سے صدقات لینے کی اجازت دی اور اس نے ان کا نام مرابطین رکھا۔ اس نے اس کی امارت عربوں میں امیر یحییٰ بن عمر کو دی، یوں وہ ریگستانوں کو طے کر کے بلاد درعہ اور سجلماسہ میں آ گئے انہوں نے اپنے صدقات انہیں دیئے اور وہ واپس لوٹ گئے۔ اس دوران وکاک اللمطی نے انہیں اس ظلم و جور سے متعلق لکھا۔ جو مسلمانوں کو بنی وانودین سے پہنچا تھا اور جو سجلماسہ کے مغراوی امراء میں سے تھے۔ اس نے پھر انہیں ان کے حالات کو تبدیل کرنے کی ترغیب دی لہٰذا وہ سنہ 445 میں بہت بڑی تعداد میں اونٹوں پر سوار ہو کر صحرا سے نکلے اور درعہ کی طرف گئے جہاں پر ایک چراگاہ تھی۔ وہ ان کو اس چراگاہ اور اپنے ملک سے ہٹانے کے لئے مقابلے میں آئے۔ یوں دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اور ابن وانودین کو شکست ہوئی اور وہ قتل ہو گیا۔ اس نے پھر اس کی فوج کا اس کے اموال سمیت پیچھا کیا اور اس نے انہیں ان کے چوپاؤں اور چراگاہ کے اونٹوں کو قابو کر لیا جو درعہ میں تھے وہ پھر سجلماسہ میں گئے اور وہاں پر رہنے والے سب مغراوہ کو قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر ان کے اموال کی اصلاح کی، برائیوں کو دور کیا اور ٹیکسوں کو معاف کر دیا، صدقات دیئے اور انہی میں سے ایک آدمی کو ان کا عامل مقرر کیا۔ وہ پھر اپنے صحرا کی طرف واپس آ گئے۔ جب یحییٰ ابن عمر سنہ 47 میں فوت ہو گیا اور اس جگہ اس کا بھائی ابوبکر آ گیا تو اس نے مرابطین کو مغرب کے فتح کرنے کی طرف متوجہ کیا لہٰذا اس نے سنہ 48 میں بلاد سوس کے ساتھ لڑائی کی اور سنہ 48 میں ماسہ اور تارودانت کو فتح کر لیا۔ ان کا امیر لقوط بن یوسف بن علی مغراوی تادلا کی طرف بھاگ گیا اور بنو یفرن کی پناہ لی جبکہ لقوط بن یوسف مغراوی حاکم غمات ان کے ساتھ قتل ہو گیا۔ اس کی بیوی زینب بنت اسحاق نفزادیہ نے شادی کر لی، یہ عورت حسن و جمال اور سرداری میں شہرہ آفاق تھی یہ عورت

لقوط سے قبل یوسف بن علی بن عبدالرحمٰن بن وطاس کے پاس تھی جو دریکہ کا شیخ تھا۔ یہ بلاد مصامدہ میں مغارن کی حکومت میں ہیلانہ کی بیوی تھی۔ یوں بنو یفرن دریکہ پر غالب آ گئے اور غمات پر قبضہ کر لیا یوں لقوط نے اس زینب سے شادی کر لی۔ اس کے بعد ابوبکر بن عمر نے اس سے شادی کر لی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر اس نے سنہ 50 میں مرابطین کو برغوطہ کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے بلایا۔ اس کے بعد پھر سلیمان بن حرو امرابطین کا امام بنا تا کہ وہ اپنے دینی قضایا میں اس کی طرف رجوع کریں۔ ابوبکر بن عمر اپنی قوم کی امارت کے دوران مسلسل ان کے ساتھ جہاد کرتا رہا۔ اس نے ان کی جڑیں اکھیڑ دیں اور یوں مغرب سے ان کی دعوت کا اثر مٹ گیا۔ جہاد کے سلسلے میں ابوبکر نے لواتہ شہر سے لڑائی کی اور اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ اس نے سنہ 52 میں وہاں کے تمام زناتہ کو قتل کر دیا۔ ابھی اس نے مغرب کی فتح کی تکمیل نہیں کی تھی کہ اسے صحرا میں لمتونہ اور مسوقہ کے اختلافات کی اطلاع ملی جہاں ان کے شرفاء اور رشتہ داروں کی بڑی تعداد رہتی تھی۔ لہٰذا وہ ان کے اختلاف اور تعلقات کے انقطاع سے ڈر گیا اور سفر کا حکم دیا۔ سنہ 53 میں بلکین بن محمد بن حماد حاکم قلعہ نے مغرب پر چڑھائی کی تو ابوبکر صحرا کی طرف چلا گیا، اس نے مغرب پر اپنے عم زاد یوسف بن تاشفین کو عامل مقرر کیا اور اس کے لئے اپنی بیوی زینب بنت اسحاق سے دستبردار ہو گیا۔ وہ پھر اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور اس نے ان کے درمیان فتنے کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔ اب سوڈانیوں سے جہاد کرنے کا دروازہ کھول دیا اور وہ ان کے ملک کی نوے منازل پر غالب آ گیا۔ یوسف بن تاشفین نے مغرب کی اطراف میں قیام کیا پھر حاکم قلعہ بلکین، فاس آیا اور اطاعت پر اس کو یرغمال بنایا۔ وہ پھر واپس لوٹ آیا۔ لہٰذا اس وقت یوسف بن تاشفین اپنی مرابطین کی فوج کے ساتھ چلا، اس نے مغرب کے علاقوں کو اپنا مطیع بنا لیا۔ ابوبکر پھر مغرب کی طرف واپس آ گیا، تو اس نے دیکھا کہ یوسف بن تاشفین نے اس سے پہل کر لی ہے۔ زینب نے اسے بتایا کہ وہ اپنے اموال میں اختصاص چاہتا ہے اور وہ اسے صحرا کا مال و متاع دیدے لہٰذا امیر ابوبکر نے یہ بات سمجھ لی اور لڑائی سے الگ ہو گیا اس نے امارت اس کے سپرد کر دی اور اپنے علاقے میں واپس آ گیا وہ سنہ 480 میں واپس آتے ہی فوت ہو گیا۔ اب یوسف نے سنہ 54 میں مراکش شہر کی حد بندی کی اور وہاں پر خیموں میں اترا۔ اس نے مسجد کے اردگرد فصیل بنائی اور اموال اور اسلحہ کے ذخیرہ کے لئے ایک کنواں بنایا۔ اس کے بعد سنہ 526 میں اس کے بیٹے علی نے اس کی فصیلوں کی مضبوطی کو مکمل کیا۔ پھر یوسف نے مراکش میں اپنی فوج کے اترنے اور مصامدی قبیلوں سے ان کے مواطن جبل درن میں لڑنے کے لئے تیار کیا۔ مغرب کے قبائل میں ان سے زیادہ سخت اور زیادہ تعداد والا اور کوئی قبیلہ نہیں تھا۔ اس نے پھر مغرب میں مغراوہ، بنی یفرن اور قبائل زناتہ سے مطالبہ کرنے کی طرف اپنے عزم کو پھیرا اور گھوڑوں کو ان کے ہاتھوں سے کھینچ لیا۔ رعایا پر جو انہوں نے ظلم کئے تھے، اس نے انہیں دور کیا۔ اور وہ ان سے بہت نالاں تھے (مورخین نے فاس شہر اور اس کی حکومت کے حالات کے سلسلے میں ایسے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں۔) اس نے سب سے پہلے قلعہ فازاز میں لڑائی کی جہاں پر بنی یخفش کا مہدی بن توالی تھا۔ صاحب نظم الجواہر کا بیان ہے کہ یہ زناتہ کا ایک بطن ہیں اور ابو تولی اس قلعہ کا حاکم تھا۔ یوسف بن تاشفین نے اس سے لڑائی کی پھر مہدی بن یوسف کرنالی حاکم مکناسہ نے اس سے فوج مانگی کیونکہ وہ حاکم فاس معتنصر مغراوی کا دشمن تھا لہٰذا اس نے مرابطین کی فوج کے ساتھ فاس پر چڑھائی کی۔ معتنصر مغراوی بھی فوج لے کر اس کے مقابلہ میں آیا لیکن، اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور یوسف پھر فاس کی طرف چلا گیا۔ اس نے ان تمام قلعوں کو فتح کیا جو اس کا احاطہ کئے ہوئے تھے پھر چند دن وہاں قیام کیا اور اس کے عامل بکار بن ابراہیم پر کامیابی حاصل کر کے اسے قتل کر دیا۔ وہ تیزی کے ساتھ مغراوہ کی طرف گیا اور اسے فتح کیا۔ وانودین مغراوی کی اولاد میں سے جو بھی وہاں تھا، اس نے اسے قتل کر دیا اور فاس واپس آ گیا۔ اس نے سنہ 55 میں اسے صلح کے ذریعے فتح کر لیا پھر غمارہ کی طرف لوٹا اور ان سے لڑائی کی۔ اس نے ان کے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا پھر غمارہ کی طرف لوٹا، ان سے لڑائی کی اور ان کے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا۔ وہ پھر طنجہ کے قریب جا پہنچا جہاں پر سکوت برغواطی حاجب حاکم سبتہ اور حمودیہ کے موالی میں سے بقیہ امراء اور ان کی دعوت دینے والے موجود تھے۔ وہ پھر قلعہ فازاز سے لڑائی کرنے کے لئے واپس آیا اور معتنصر نے اس کے فاس جانے کی مخالفت کی لہٰذا وہ اس پر قابض ہو گیا اور اس کے عامل کو قتل کر دیا۔ یوسف بن تاشفین نے اب حاکم مکناسہ مہدی بن یوسف سے درخواست کی کہ وہ اسے فاس پر حملہ کرنے کے لئے فوج دے لہٰذا معتنصر نے اسے اس کے راستے میں تلاشی دینے کو کہا اور اس سے لڑائی کی۔ اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس نے اس کے سر کو اس کے دوست اور حصہ دار حاجب سکوت برغواطی کے پاس بھیج دیا۔ جب اہل مکناسہ نے امیر یوسف بن تاشفین سے مدد مانگی تو اس نے فاس کے

محاصرے کے لئے لمتونہ کی فوجیں بھیجیں جنہوں نے فاس کا ناطقہ بند کر دیا۔ ضرورت کی چیزیں بند کر دیں۔ اس نے لڑائی کرنے پر اصرار کیا لہٰذا انہیں تکلیف ہوئی۔ آخر معتصر اپنے دشمن سے لڑنے کے لئے میدان میں آیا مگر گردش روزگار اس کے خلاف تھی لہٰذا وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد زناتہ قاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن پر متفق ہو گئے جو موسیٰ بن ابی العافیہ کی اولاد سے تھا، یہ تازا اور تسول کے بادشاہ تھے لہٰذا انہوں نے مرابطین کی فوجوں پر چڑھائی کی۔ وادی سیمیر میں رن پڑا۔ زناتہ کو غلبہ حاصل ہوا اور بہت سے مرابطین قتل ہو گئے جب یوسف بن تاشفین کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو وہ بلاد فازاز میں مہدی کے قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ لہٰذا وہ سنہ 56 میں کوچ کر گیا اور مرابطین کی فوج بھی اس کے پاس آ گئی۔ وہ پھر بلاد مغرب میں چلنے پھرنے لگا لہٰذا اس نے بنی مراسن پھر قبولا اور پھر بلاد ورغہ کو سنہ 58 میں فتح کیا پھر سنہ 60 میں غمارہ کو فتح کیا۔ اس نے سنہ 62 میں فاس کے ساتھ لڑائی کی اور مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اسے بزور فتح کر لیا۔ اس نے اس کے جنگلات میں تین ہزار مغراوہ، بنی یفرن، مکناسہ اور قبائل زناتہ کو قتل کیا یہاں تک کہ ان کے لئے فرداً فرداً قبریں بنانا مشکل ہو گیا۔ لہٰذا ان کے لئے گڑھے کھودے گئے اور انہیں باجماعت قبر میں ڈال دیا گیا۔ جو ان میں سے قتل ہونے سے بچ گیا، وہ بھاگ کر بلاد تلمسان میں چلا گیا۔ اس نے پھر ان فصیلوں کو گرانے کا حکم دیدیا جو قرومین اور اندلسین کے درمیان حد فاصل تھیں۔ اس نے پھر ان کو ایک شہر بنا دیا اور اس کے گرد فصیل بنا دی۔ اس نے وہاں کے لوگوں کو بکثرت مسجدیں بنانے پر آمادہ کیا اور ان کی تعمیر کے نقشے بنائے۔ بعد ازاں وہ سنہ 63 میں وادی ملویہ کی طرف کوچ کر گیا اور اس کے شہروں اور وطاط کے قلعوں کو اس کے نواح سے فتح کیا۔ وہ پھر سنہ 65 میں دمنہ شہر کی طرف گیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا پھر غمارہ کے قلعوں میں سے قلعہ علودان کو فتح کر لیا۔ پھر سنہ 67 میں جبال غیاثہ اور بنی مکود کی طرف گیا جو تازا کی سرحدوں کے وسط میں ہیں اور انہیں فتح کر کے ان پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں مغرب کی عملداریاں اس کے بیٹوں اور اس کی قوم کے امراء میں تقسیم ہو گئیں پھر معتمد بن عباد نے اسے جہاد کی دعوت دی تو اس نے حاجب سکوت برغواطی اور اس کی قوم کی وجہ سے اس سے معذرت کی کیونکہ وہ سبتہ کی حمودی حکومت کے مددگار تھے۔ جب ابن عباد نے دوبارہ اس کی طرف ایلچی بھیجے تو اس نے ان کی طرف اپنے جرنیل صالح بن عمران کو لمتونہ کی فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ سکوت حاجب نے طنجہ کے باہر اپنی قوم اور اپنے بیٹے ضیاء الدولہ کے ساتھ اس سے لڑائی کی لیکن شکست کھائی اور حاجب سکوت قتل ہو گیا۔ اس نے پھر اس کے بیٹے ضیاء الدولہ کو پکڑ لیا۔ یوں صالح بن عمران نے یوسف بن تاشفین کو فتح کے متعلق لکھا پھر امیر یوسف بن تاشفین نے سنہ 72 میں اپنے جرنیل مزدلی بن تلنکان بن محمد بن ورکورت عشری کو لمتونہ کی فوجوں کے ساتھ مغرب اوسط میں تلمسان کے ملوک مغراوہ کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بھیجا۔ ان دنوں وہاں امیر عباس بن بختی رہتا تھا جو یعلیٰ بن محمد بن خیر بن محمد بن خزر کی اولاد میں سے تھا لہٰذا انہوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا اور پھر بلاد زناتہ میں چلے گئے۔ انہوں نے یعلیٰ بن امیر عباسی پر فتح حاصل کر کے اسے قتل کر دیا اور اپنی لڑائی سے واپس لوٹ آئے۔ اس کے بعد یوسف بن تاشفین اس کے تین سال الریف کی طرف گیا اور کرسف، ملیلہ اور الریف کے باقی ماندہ شہروں بر قاس کو فتح کیا۔ اس نے پھر تلمسان شہر کو فتح کیا اور وہاں پر رہنے والے مغراوہ کو قتل کر دیا حتیٰ کہ امیر تلمسان عباس بختی کو بھی قتل کر دیا۔ محمد تیغمر المستونی کو پھر اس نے وہاں پر مرابطین کی فوجوں کے ساتھ اتارا اور وہ مملکت کی سرحد بن گیا۔ وہ پھر اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں اترا اور وہاں اپنے اترنے کی جگہ پر تاکرارت شہر کی حد بندی کی۔ بربری زبان میں یہ حملے کا نام ہے۔ اس نے پھر تنس وہران اور جبل دانشریس کو الجزائر تک فتح کیا اور مراکش سے واپسی پر سنہ 75 میں مغرب واپس آ گیا اور محمد بن تیغمر اپنی وفات تک تلمسان کا والی رہا، اس کے بعد اس کا بھائی تاشفین حکمران بنا۔ اس دوران طاغیہ نے سمندر کے پیچھے سے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور وہاں کی طوائف الملوکی سے فائدہ اٹھایا لہٰذا اس نے طلیلہ کا محاصرہ کر لیا جہاں پر قادر بن یحییٰ بن زاتون قیام پذیر تھا۔ وہ ان سے اس قدر تنگ ہوئے کہ اس نے سنہ 78 میں اس سے بچنے کے لئے اس شرط پر اس سے صلح کر لی کہ وہ اسے بلنسیہ کا مالک بنا دے لہٰذا اس نے اس کے ساتھ نصرانیوں کی ایک فوج بھیجی اور اس نے بلنسیہ میں داخل ہو کر اس کے حاکم ابوبکر بن عزیز کے مرنے کے وقت طلیطلہ کے محاصرے کے موقع پر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طاغیہ بلاد اندلس میں چلا گیا، یہاں تک کہ حریف کے فرضۃ المجاز میں ٹھہرا، اس کی حکومت نے اہل اندلس کو درماندہ کر دیا۔ اس نے پھر ان سے جزیہ کا تقاضا کیا تو انہوں نے اسے جزیہ ادا کیا۔ اس نے پھر سرقسطہ سے جنگ کی، وہاں پر ابن ہود کو تنگی میں ڈالا اور اس کا قیام وہاں لمبا ہو گیا۔ یوں اس پر قبضہ کرنے کے متعلق اس کی امید بڑھ گئی لہٰذا محمد بن عباد نے امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کو مخاطب کیا کہ وہ اندلس میں اسلام کی مدد کرنے

اور طاغیہ سے جہاد کرنے کا اپنا وعدہ پورا کرے۔ اہل اندلس کے سب مشہور علماء اور خواص نے بھی اس سے خط و کتابت کی لہٰذا وہ جہاد کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے پھر مرابطین کی فوج کے ساتھ اپنے بیٹے المعز کو سبتہ فرضتہ المجاز کی طرف بھیجا۔ لہٰذا اس نے وہاں لڑائی کی اور ابن عباد کے بحری بیڑوں سے اسے گھیر لیا۔ وہ ربیع الاخر سنہ 76 میں بزور قوت اس میں داخل ہو گئے، اس نے ضیاء الدولہ کو گرفتار کر لیا۔ اور قید کر کے مغرب کی طرف لے آیا۔ پھر اسے باندھ کر قتل کر دیا۔ اس نے پھر اپنے باپ کو فتح کا خط لکھا پھر ابن عباد نے اپنی جماعت اور مرابطین کے ساتھ سمندر کو پار کیا اور جہاد کے لئے نکلتے ہوئے فاس میں اس سے لڑائی کی۔ اس کے بیٹے الراضی نے اس کے لئے جزیرہ خضراء کو چھوڑ دیا تا کہ وہ اس کے جہاد کے سلسلے میں چھاؤنی بن سکے لہٰذا اس نے مرابطین کی فوجوں اور قبائل مغرب کے ساتھ سمندر کو پار کیا۔ وہ سنہ 489 میں جزیرہ میں جا اترا۔ معتمد بن عباد اور ابن افطس حاکم بطلیوس نے اس سے لڑائی کی۔ جلالقہ کے بادشاہ ابن اوفونس نے اس سے لڑائی کرنے کے لئے نصرانی اقوام کو اکٹھا کیا اور بطلیوس کے نواح میں زلاقہ مقام پر مرابطین سے لڑائی کی۔ پھر مسلمانوں کو سنہ 81 میں اس پر مشہور فتح حاصل ہوئی وہ پھر مراکش لوٹ آیا۔ وہ اشبیلیہ میں محمد و مجون بن سمیونن بن محمد بن درکورت کی نگرانی کے لئے ایک فوج پیچھے چھوڑ آیا جس کا باپ الحاج کے نام سے مشہور تھا۔ محمد اس کے خواص میں اور مشرق اندلس میں طاغیہ کو زچ کرنے والے عظیم جرنیلوں میں سے تھا۔ اس بارے میں امرائے طوائف کچھ کام نہ آئے لہٰذا ابن الحاج نے جو یوسف بن تاشفین کا جرنیل تھا، مرابطین کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی لہٰذا انہوں نے نصرانیوں کو نہایت بری شکست دی اور مرسیہ کے حاکم ابن رشیق کو الگ کر دیا اور وہ دانیہ تک پہنچا۔ اب علی بن مجاہد اس کے آگے بجایہ کی طرف بھاگ گیا اور ناصر بن علناس کے ہاں اترا لہٰذا اس نے اس کی عزت افزائی کی۔ بلنیسہ کا قاضی ابن جحاف، محمد بن الحاج کو قادر بن ذوالنون کے خلاف برانگیختہ کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کے ساتھ فوج بھیجی اور بلنیسہ پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران ابن ذوالنون سنہ 85 میں قتل ہو گیا۔ جبکہ طاغیہ کے یہ خبر پہنچی تو اس نے بلنیسہ سے لڑائی کی اور مسلسل اس کا محاصرہ کئے رکھا یہاں تک کہ سنہ 85 میں اس پر قبضہ کر لیا لیکن پھر مرابطین کی فوجوں نے اسے چھڑا لیا۔ اب یوسف بن تاشفین نے امیر مزولی کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ یوسف بن تاشفین سنہ 86 میں دوبارہ بلنیسہ گیا تو وہاں کے امرائے طوائف نے محسوس کیا کہ وہ ان پر عیب لگاتا ہے لہٰذا انہوں نے اس کی ملاقات کو گراں محسوس کیا کیونکہ ان پر تاوان اور ٹیکس لگائے گئے تھے۔ پھر وہ ان کے متعلق غمگین ہوا اور ٹیکسوں کو اٹھا کر انصاف کرنے کا عہد کیا لہٰذا جب وہ چلا گیا تو ابن عباد کے سوا سب اس سے الگ ہو گئے کیونکہ اس نے اس کی ملاقات میں جلدی کی تھی اور اسے بہت لوگوں کے متعلق اکسایا تھا۔ اب اس نے ابن رشیق کو گرفتار کر لیا۔ یوں ابن عباد نے اس عداوت پر قدرت حاصل کر لی جو ان دونوں کے درمیان پائی جاتی تھی۔ اس نے پھر مریہ کی طرف فوج بھیجی تو ابن حمارح وہاں سے بھاگ گیا اور بجایہ میں ناصر بن منصور کے ہاں اترا۔ طوائف کے بادشاہوں نے اس کی فوج کو مدد نہ دینے پر اتفاق کیا تو اس کی نظر بگڑ گئی۔ بعد ازاں مغرب اندلس کے فقہاء اور اہل شوریٰ نے اسے انہیں معزول کرنے اور ان سے حکومت چھین لینے کا فتویٰ دیا۔ اہل مشرق میں سے اس کی طرف یہ فتوے لے کر جانے والے غزالی اور طرطوشی جیسے علماء تھے لہٰذا وہ غرناطہ کی طرف گیا اور وہاں کے حاکم عبید اللہ بن بلکین بن بادیس اور اس کے بھائی تمیم کو مالقہ سے معزول کر دیا کیونکہ وہ دونوں یوسف بن تاشفین کی عداوت میں طاغیہ کے ساتھ شامل تھے۔ اس نے ان دونوں کو مغرب کی طرف بھیج دیا لہٰذا اس موقع پر ابن عباد اس سے خوفزدہ ہو گیا اور اس کی ملاقات سے منقبض ہوا۔ اب ان دونوں کے درمیان شکایات پھیل گئیں تو یوسف بن تاشفین سبتہ کی طرف گیا اور وہاں پر ٹھہر گیا۔ اس نے پھر امیر سیر بن ابی بکر بن محمد ورکوت کو اندلس کی امارت دے کر بھیج دیا لہٰذا وہ وہاں سے چلا گیا۔ جب ابن عباد اس کے استقبال کو نہیں آیا تو اس بات نے اسے ناراض کر دیا۔ اس نے پھر اس سے امیر یوسف کی اطاعت اور امارت چھوڑنے کا مطالبہ کیا تو ان کے درمیان فساد پیدا ہو گیا، وہ اس کی تمام عملداری پر غالب آ گیا۔ اس نے پھر اولاد مامون کو قرطبہ سے اور یزید الراضی کو رندہ اور قرمونہ سے برطرف کر دیا، ان سب علاقوں پر قابض ہو گیا اور انہیں قتل کر دیا۔ اس نے پھر اشبیلیہ جا کر معتمد کا محاصرہ کر لیا اور اس کا ناطقہ بند کر دیا۔ اس نے طاغیہ سے مدد طلب کی تو اس نے اس محاصرے سے اسے چھڑانے کا ارادہ کیا مگر اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ کیونکہ لمتونہ کے دفاع نے اس کی قوت کو کمزور کر دیا تھا۔ اب مرابطین سنہ 84 میں اشبیلیہ میں زبردستی داخل ہو گئے، اس نے معتمد کو گرفتار کر لیا اور اسے قیدی بنا کر مراکش لے آیا۔ وہ سنہ 70 میں اغمات میں اپنے مرنے تک یوسف بن تاشفین کی قید میں رہا۔ وہ پھر بطلیوس کی طرف گیا تو اس کے حاکم عمر بن افطس کو گرفتار کر لیا۔ اس نے سنہ 89 میں عید الاضحیٰ کے روز اسے اور اس

کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا۔ کیونکہ اسے صحیح طور پر معلوم ہو چکا تھا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ شامل ہیں اور یہ کہ وہ اسے بطلیوس کا بادشاہ بنا دیں گے۔ سنہ 90 میں یوسف بن تاشفین پھر تیسری بار گیا۔ اور طاغیہ نے اس پر چڑھائی کی لہٰذا اس نے محمد بن الحاج کی نگرانی کے لئے مرابطین کی فوجیں بھیجیں۔ نصاریٰ اس کے سامنے شکست کھا گئے اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ اس کے بعد امیر یحییٰ بن ابی بکر بن یوسف بن تاشفین سنہ 93 میں گیا تو محمد بن الحاج سیر بن ابی بکر اس کے ساتھ مل گیا اور یوں طوائف کے ملوک کے ہاتھوں سے اندلس کے عام علاقے کو حاصل کر لیا۔ اس دوران المستعین بن ہود کے ہاتھ میں نصاریٰ کا ہاتھ پکڑنے کی وجہ سے سرقطہ کے سوا اور کوئی علاقہ باقی نہ رہا۔ پھر حاکم بلنسیہ امیر مزدی نے برشلونہ شہر سے لڑائی کی اور اس میں خوب خونریزی کی اور وہاں تک پہنچا جہاں پر اس سے قبل کوئی نہیں پہنچا تھا۔ وہ پھر واپس آ گیا۔ اس طرح یوسف بن تاشفین کی حکومت میں بلاد اندلس کا انتظام ہو گیا اور طوائف کی بادشاہی کا خاتمہ ہو گیا کہ گویا وہ کبھی موجود ہی نہ تھی اس طرح یوسف بن تاشفین اندلس کے دونوں کناروں پر قابض ہو گیا اور مرابطین کو پے در پے بار بار شکستیں ہونے لگیں۔ اس نے پھر امیر المسلمین کا نام پایا اور مستنصر عباسی خلیفہ بغداد کو مخاطب کیا۔ اس نے اس کی طرف عبداللہ بن محمد العرب المعامی الاشبیلی اور اس کے بیٹے قاضی ابوبکر کو بھیجا تو انہوں نے نہایت نرمی سے اچھے رنگ میں بات کو اس تک پہنچا دیا انہوں نے خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے مغرب اور اندلس کی امارت دیدے تو اس نے اسے امارت دیدی۔ یہ بات خلیفہ کے ایک خط میں ہے جسے لوگ اب ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں۔ اس کے بعد امام غزالی اور قاضی ابوبکر طرطوشی نے اسے عدل وانصاف کرنے اور بھلائی سے تمسک کرنے کی ترغیب دی اور ملوک طوائف کے حکم الٰہی کے مطابق فتوے دیئے۔ بعد ازاں یوسف بن تاشفین سنہ 99 میں چوتھی بار اندلس آیا۔

اس سے قبل بنی حماد کے حالات میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ منصور بن ناصر نے سنہ 97 میں تلمسان پر اس فتنے کی وجہ سے چڑھائی کی جو اس کے اور تاشفین بن تیغمر کے درمیان پیدا ہوا تھا اور اس نے ان کے اکثر بلاد کو فتح کر لیا تھا۔ یوں اب یوسف بن تاشفین نے اس سے صلح کی اور سنہ 97 میں تاشفین کو تلمسان سے ہٹا کر اسے راضی کیا۔ اس نے ان دونوں کی طرف بلنسیہ سے مزدلی کو بھیجا اور اس کے بدلے میں ابو محمد بن فاطمہ کو بلنسیہ کی امارت دی۔ پھر بلاد نصرانیہ میں اس نے بہت لڑائیاں کیں اور پانچویں صدی کے سر پر یوسف فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت کو اس کے بیٹے علی بن یوسف نے سنبھالا، وہ بھی بہترین بادشاہ تھا اور اس کا دور امن وامان کا دور تھا۔ اس کی حکومت، کفر پر غالب تھی۔ جب وہ اندلس گیا تو اس نے دشمن کے علاقوں میں خوب خونریزی کی، انہیں قتل کیا۔ اور قیدی بنایا۔ اس نے اندلس پر امیر تمیم کو حاکم بنایا۔ جب طاغیہ نے امیر تمیم کے لئے اکٹھ کیا تو تمیم نے اسے شکست دی پھر علی بن یوسف سنہ 3 میں اندلس گیا اور طلیطلہ سے لڑائی کی۔ اس نے بلاد نصاریٰ میں خون ریزی کی اور واپس آ گیا۔ اس کے بعد ابن ردمیر نے سرقسطہ کا ارادہ کیا پھر ابن ہود اس کے مقابلے میں نکلا پس مسلمانوں نے شکست کھائی اور ابن ہود شہید ہو گیا۔ تو ابن ردمیر نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اہل شہر نے اس کی حکومت تسلیم کر لی۔ اس کے بعد سنہ 9 میں برقہ کا واقعہ پیش آیا، اہل جنوہ نے اس پر غلبہ پا لیا اور اسے خالی کروا دیا۔ اس کی دوبارہ آبادی پھر مرابطین کے جرنیل مرتانا قرطست کے ہاتھوں ہوئی جیسا کہ طوائف کے ذکر میں اس کے متعلق بیان ہو چکا ہے۔ یوں علی بن یوسف کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس کی شان بڑھ گئی۔ اس نے پھر اپنے بیٹے تاشفین کو سنہ 26 میں غرب اندلس کی امارت دیدی اور اسے قرطبہ اور اشبیلیہ میں اتارا۔ اس کے ساتھ اس نے زبیر بن عمر کو بھی بھیجا اور اس کی قوم کو جمع کیا۔ اس نے پھر ابوبکر بن ابراہیم مسوتی کو شرق اندلس کی امارت دی اور اسے بلنسیہ میں اتارا۔ وہ ابن خفاجہ کا ممدوح اور ابوبکر بن ماجہ کا جو حکیم ابن الصائغ کے نام سے مشہور ہے، مخدوم تھا۔ اس نے پھر ابن غانیہ مسوتی کو شرقی جزائر دانیہ اور میورقہ کی امارت دی۔ اس کا دور اچھا خاصا رہا۔ اس کی حکومت کے چودہویں سال امام مہدی کا ظہور ہوا جو موحدین کی دعوت کا منتظم تھا۔ وہ صاحب علم وفتویٰ اور تدریس تھا اور نیز نیکی کا حکم کرنے والا اور بدی سے روکنے والا تھا۔ اس وجہ سے اسے فاسقوں اور ظالموں کی طرف سے بجایہ، تلمسان اور کناسہ میں تکالیف پہنچیں۔ جب امیر علی بن یوسف نے مناظرہ کے لئے اسے بلایا تو وہ اس کی مجلس میں اپنے مدمقابل فقہاء پر غالب آ گیا۔ وہ پھر اپنی قوم ہرغہ کے پاس چلا گیا جو مصامدہ میں سے تھی۔ علی بن یوسف نے اس نظریہ کو سمجھ لیا تو اس کی تلاش کی اور ہرغہ سے اس کے حاضر کرنے کے مطالبہ کیا۔ انہوں نے انکار کر دیا لہٰذا اس نے ان کی طرف فوج بھیجی تو وہ اس پر ٹوٹ پڑی اب ہنستانہ اور تمنیلل نے اسے پناہ دینے اور اس سے وعدہ وفائی کی قسم کھائی جیسا کہ ان کی حکومت کے بعد اس کا ذکر ہو گا۔ مہدی سنہ 24 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد عبدالمومن بن علی الکومی نے جو مہدی کے اصحاب میں سے بڑا تھا اور اس نے اس کے متعلق وصیت بھی کی تھی، اس کے

کام کو سنبھالا اور مصادمہ کا اتفاق ہو گیا۔ انہوں نے پھر مراکش سے لڑائی کی، یوں اندلس میں لمتونہ کی ہوا اکھڑ گئی، موحدین کی حکومت غالب آ گئی اور مغرب کے بربریوں میں ان کی بات پھیل گئی۔ جب علی بن یوسف سنہ 37 میں فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے تاشفین نے اس کی حکومت سنبھالی اور اندلس کے دونوں کناروں کی اس کی بیعت واطاعت کی جیسے کہ انہوں نے موحدین کی حکومت کی مضبوطی کے وقت کیا تھا۔ اس طرح اس کی شوکت بڑھ گئی اور وہ اس کی تلاش میں اصرار کرنے لگے۔ بعدازاں عبدالمومن نے جبال مغرب میں عظیم لڑائی لڑی اور تاشفین اپنی فوجوں کے ساتھ میدانوں میں گیا۔ یہاں تک کہ تلمسان میں اترا۔ عبدالمومن اور موحدین نے کہف الضحاک میں اس کا مقابلہ کیا، جو جبل تیطری کی دو چٹانوں کے درمیان واقع ہے۔ وہاں اسے یحییٰ بن عبدالعزیز حاکم بجایہ نے اپنے جرنیل طاہر بن کباب کے ساتھ منہاجہ کی مدد بھیجی لہٰذا انہوں نے بڑے جوش کے ساتھ موحدین کی مدافعت کی اور ان پر غالب آ گئے۔ اس لڑائی میں طاہر ہلاک ہو گیا پھر منہاجیوں نے لڑائی کی اور تاشفین لب بن میمون کی مصالحت سے جو بحری بیڑے کا سالار تھا، دہران کی طرف بھاگ گیا۔ لیکن موحدین نے اس کا تعاقب جاری رکھا اور ملک کی ناکہ بندی کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سنہ 41 میں فوت ہو گیا، یوں مغرب اوسط پر موحدین غالب آ گئے۔ انہوں نے پھر لمتونہ سے لڑائی کی پھر مراکش میں اس کے بیٹے ابراہیم کی بیعت ہوئی تو لوگوں نے اسے کمزور اور عاجز پایا لہٰذا وہ دستبردار ہو گیا۔ پھر اس کے چچا اسحاق بن علی بن یوسف بن تاشفین کی بیعت کی گئی، اس طرح موحدین مغرب پہنچے اور تمام بلاد مغرب پر قبضہ کر لیا لہٰذا وہ اپنے مددگاروں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو موحدین نے انہیں قتل کر دیا۔ بعدازاں عبدالمومن اور موحدین سنہ 51 میں اندلس گئے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے امرائے لمتونہ اور ان کے دیگر لوگوں سے لڑائی کی اور وہ ہر طرف بھاگ گئے۔ انہیں جزائر شرقیہ، میورقہ، منورقہ اور یابسہ میں شکست ہوئی یہاں تک کہ اس کے بعد انہوں نے افریقہ کی جانب نئے سرے سے حکومت بنائی۔ واللہ غالب علی امرہ۔

باب:۲۳

مرابطین کے باقی ماندہ لوگوں کے حالات

بعدازاں موحدین کے ان پرحملوں کی روداد

یہ یاد رہے کہ مرابطین کی حکومت کا آغاز کذالہ سے ہوا جو ملثمین کے قبیلوں میں سے ہے یہاں تک کہ یحییٰ بن ابراہیم فوت ہوگیا۔ ان کا پھر اپنے امام عبداللہ بن یاسین پر اختلاف ہوگیا اور وہ انہیں چھوڑ کر لمتونہ کی طرف آ گیا۔ اس نے اس سے اپنی دعوت کو چھوڑ دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے زہد و عبادت کو اختیار کرلیا یہاں تک کہ اس نے یحییٰ بن عمر اور ابوبکر بن عمر کے داعی کو جو بنی ورتانطو لمتونہ کے سردار گھرانے میں سے تھا، جواب دے دیا۔ لیکن ان کی قوم کے بہت سے لوگوں نے ان کی اتباع کی اور اس کے ساتھ دیگر ملثمین کے قبائل نے بھی کوشش کی۔ مسوفہ میں بہت سے آدمی مرابطین کی دعوت میں شامل ہو چکے تھے انہیں اسی وجہ سے اس حکومت میں ریاست اور غلبہ حاصل تھا۔ یحییٰ مسوفی ان کے مشہور جوانوں اور بہادروں میں شامل تھا۔ اسے اپنی قوم میں اپنے مرتبہ کی وجہ سے یوسف بن تاشفین کے ہاں بھی مشہور تقدم حاصل تھا۔ اتفاق سے اس نے ایک لڑائی میں لمتونہ کے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا لہٰذا دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور وہ صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ بعدازاں یوسف بن تاشفین نے مقتول کا فدیہ اور دیت دی اور علی کو کئی سال غائب رہنے کے بعد اس کی فرار گاہ سے واپس بلا لیا۔ اس نے پھر اس کا نکاح اپنے گھرانے کی ایک عورت غانیہ سے کر دیا کیونکہ غانیہ کے باپ نے اُسے یہی وصیت کی تھی لہٰذا غانیہ نے یوسف بن تاشفین کی کفالت میں اس سے محمد اور یحییٰ کو جنم دیا۔ علی بن یوسف نے ان امور میں ان دونوں کے حق کا پاس کیا اور یحییٰ کو غربی اندلس کی امارت دی، اس نے اسے قرطبہ میں اتارا اور محمد کو سنہ 520 میں جزائر شرقیہ میورقہ، منورقہ اور یابسہ کی امارت دی۔ اس کے بعد جب مرابطین کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ تب اندلسی وفد عبدالمومن کے پاس گیا۔ اس نے ان کے ساتھ ابواسحاق براق بن محمد مصمودی کو بھیجا جو موحدین کے جوانوں میں تھا اور اسے لمتونہ کی لڑائی کا امیر بنایا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے یوں اس نے اشبیلیہ پر قبضہ کرلیا یحییٰ بن علی بن غانیہ کی اطاعت کا تقاضا کیا پھر اسے قرطبہ چھوڑ کر حمال اور قلیعہ جانے کو کہا لہٰذا وہ قرطبہ سے غرناطہ چلا گیا اور وہاں کے لوگوں کو لمتونہ کی اطاعت ترک کرنے اور موحدین کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کرنے لگا۔ آخر وہ سنہ 43 میں وہیں فوت ہوگیا اور مقبرہ بادلیس میں دفن ہوا لیکن محمد بن علی اپنی وفات تک والی بنا رہا۔ اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے عبداللہ نے سنبھالی پھر وہ بھی فوت ہوا تو اس کے بھائی اسحاق بن محمد بن علی نے حکومت کو سنبھالا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسحاق بیٹے محمد کے بعد والی بنا اور اس نے اپنے بھائی عبداللہ کو اس وجہ سے قتل کر دیا کہ اس کے باپ کے ہاں اسے قدر و منزلت حاصل ہے لہٰذا اس نے دونوں کو بیک وقت قتل کر دیا اور خود کو حکومت کے لئے مخصوص کر لیا یہاں تک کہ سنہ 580 میں فوت ہوگیا۔ اس نے اپنے پیچھے آٹھ لڑکے چھوڑے جو یہ تھے: محمد، علی، یحییٰ۔ عبداللہ، غانی، سیر، منصور اور جبارہ۔ اس کے بعد محمد نے حکومت سنبھالی۔ جب یوسف بن عبدالمومن بن علی ابن لربرتیر کی طرف ان کی اطاعت کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے گیا، تو اس کی پذیرائی اس کے بھائیوں کو ایک آنکھ نہ بھائی، انہوں نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ بعدازاں اس کے بھائی علی بن محمد بن علی نے حکومت سنبھال لی اور ابن الربرتیر کو اس کے بھیجنے والے کی طرف واپس کرنے میں دیر کرنے لگے۔ جب انہیں یہ خبر ملی کہ خلیفہ یوسف قسری بارکش کے جہاد میں شہید ہوگیا ہے تو وہ اس کے اور بحری بیڑے کے درمیان حائل ہوگئے۔ اسی دوران اس کے بیٹے یعقوب نے حکومت سنبھالی تو انہوں نے ابن الربرتیر کو قید کرلیا۔ وہ پھر ان کے بحری بیڑے میں بیس ٹکڑیوں میں بٹ کر سمندر میں سوار ہو

گئے۔ اس کے ساتھ اس کے بھائی یحییٰ، عبداللہ اور غانی بھی سوار ہو گئے۔ اس نے پھر میورقہ پر اپنے چچا ابن الربرتیر کو حاکم مقرر کیا اور بجایہ کی طرف چل پڑے۔ وہ رات کو اہل بجایہ کی غفلت میں ان کے پاس آ گئے۔ اس وقت بجایہ کا حاکم ابوالربیع بن عبداللہ بن عبدالمومن تھا جبکہ بابلیول اس کے باہر کے راستے میں تھا۔ لہٰذا اہل شہر نے اسے نہ روکا اور انہوں نے صفر سنہ 81 میں اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے سید ابوموسیٰ بن عبدالمومن کو وہیں قید کر دیا۔ جو افریقہ سے واپسی پر مغرب جانے کا قصد کیے ہوئے تھا۔ انہوں نے پھر دارالامراء اور موحدین کے پاس جو کچھ تھا، اسے اکٹھا کر لیا۔ اس نے پھر مراکش کے قاصد کو قلعہ کا منتظم بنایا جو بجایہ کی خبریں حاصل کرتا تھا لہٰذا وہ واپس آ گیا اور سید ابوالربیع کی مدد کی۔ بعدازاں علی بن غانیہ نے ان دونوں پر چڑھائی کر کے ان کو شکست دی، ان کے اموال پر قبضہ کر لیا اور ان کو قیدی بنا لیا۔ وہ پھر انہیں تلمسان لے گیا لہٰذا یہ دونوں سید ابوالحسن بن ابی حفص بن عبدالمومن کے ہاں اترے اور وہ تلمسان کے مضبوط کرنے اور اس کی فصیلوں کو درست کروانے میں مصروف ہو گیا۔ پھر یہ دونوں حاکم تلمسان کی طرف سے سید یرومان السکرہ کے ہاں ٹھہرے۔ علی بن محمد بن غانیہ نے اموال میں خیانت کی انہیں ذوبان العرب اور ان کے ساتھ مل جانے والے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ پھر جزیرہ کی طرف کوچ کر گیا، اسے فتح کر لیا اور وہاں پر یحییٰ ابن ابوطلحہ کو حاکم بنایا۔ اس نے مازونہ کو فتح کیا، پھر ملیانہ تک پہنچ گیا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ اس نے اس پر بدر بن عائشہ کو حکمران بنایا پھر قلعہ کی طرف گیا اور تین دن اس کا محاصرہ کیا۔ آخر وہ اس میں بزور قوت داخل ہو گیا۔ وہ مغرب میں اس کا ایک مشہور خطہ تھا پھر اس نے قسنطینہ کا قصد کیا مگر اسے سر نہیں کر سکا۔ اب عربوں کے وفود اس کے پاس جمع ہونے لگے تو اس نے ان سے مدد مانگی اور وہ اپنے حلیفوں کے ساتھ اس کے پاس آ گئے۔ جب منصور کو یہ اطلاع ملی تو وہ لڑائی سے واپسی پر ستیہ میں تھا، اس نے سید ابوزید بن ابی حفص بن عبدالمومن کی تلاش کے لئے خشکی میں فوجیں بھیجیں اور مغرب اوسط کی امارت دی۔ اس نے پھر بحری بیڑوں کو سمندر کی طرف بھیجا جن کا سالار احمد صقلی تھا۔ اس نے ابومحمد بن ابراہیم بن جامع کو اس کی امارت دی اور ہر جہت سے فوجوں نے مارچ کیا۔ اہل جزائر نے پھر یحییٰ بن ابوطلحہ اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور ان میں سے سید ابویزید کو قابو کر لیا لہٰذا اس نے انہیں شلف میں قتل کیا لیکن یحییٰ کو اپنے چچا طلحہ کی مدد کرنے کی وجہ سے معاف کر دیا۔ پھر بعدازاں بدر بن عائشہ نے ملیانہ سے لوگوں کو قیدی بنایا۔ جب فوج نے اس کا تعاقب کیا تو وہ اسے دشمن کے آگے آ ملی اور اسے لڑائی کے بعد بربریوں کے ساتھ اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ اسے آگے لے جانا چاہتے تھے۔ وہ سید ابویزید کے پاس لے آئے، تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اور اب بحری بیڑہ بجایہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھر یحییٰ بن غانیہ پر حملہ کر دیا تو وہ اپنے بھائی علی کی طرف بھاگ گیا کیونکہ اس کا قسنطینہ کے محاصرے کے بعد عزت کا مقام بن گیا تھا۔ اس نے قسنطینہ کا ناطقہ بند کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ بعدازاں سید ابوزید اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ کے بیرونی راستوں پر اترا، سید ابوموسیٰ کو اپنی قید سے رہا کر دیا اور پھر دشمن کی تلاش میں چلا گیا۔ وہ قسنطینہ کو اس پر قبضہ کرنے کے بعد چھوڑ گیا اور ریگستان میں بہت دوڑا۔ موحدین اس کے تعاقب میں تھے یہاں تک کہ وہ مغرہ اور نفارس پہنچ گئے لیکن پھر وہ بجایہ چلے گئے۔ وہاں اس نے سید ابوزید سے مدد مانگی تو علی بن غانیہ نے قفصہ کا قصد کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے بورق اور قصطیلہ سے لڑائی کی مگر وہ اسے فتح نہیں کر سکا اور طرابلس کی طرف چلا گیا جہاں پر قراقش العزی المطغری موجود تھا۔ اس کے جو حالات ابومحمد التیجانی نے اپنے سفرنامے میں لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ صلاح الدین حاکم مصر نے اپنے بھتیجے تقی الدین کو مغرب میں بھیجا تا کہ اس کے لئے جتنے شہروں کو فتح کرنا ممکن ہو انہیں فتح کرے تا کہ وہ نورالدین محمود زنگی حاکم شام کے مطالبے سے بچنے کے لئے ان میں پناہ لے سکے۔ نورالدین کے وزراء میں اس کا چچا صلاح الدین بھی تھا۔ انہوں نے فتح کرنے میں جلدی کی لہٰذا وہ اس کے جنگجو دستوں سے ڈر گئے۔ اس کے بعد تقی الدین راستے ہی سے قراقش ارمنی کے بعد اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ ایک کام کی وجہ سے واپس آ گیا۔ جب کہ ابراہیم بن فراتسکین دار المعظم کے ہتھیاروں کو اپنے آقا ملک معظم بن ایوب برادر صلاح الدین کے لئے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ قراقش، ششتر یہ چلا گیا اور اس نے اسے سنہ 86 میں فتح کر لیا، اس نے پھر اس میں صلاح الدین اور اپنے استاد تقی الدین کا خطبہ دیا اور ان دونوں کو زویلہ کی فتح کے متعلق لکھا۔

اس دوران ذی خطاب ہواری اس پر غالب آ گیا اور اس نے فزار پر قبضہ کر لیا۔ یہ اس کے چچا محمد بن خطاب بن یصلتن بن عبداللہ بن صنعل بن خطاب کی بادشاہی تھی اور وہ ان کا آخری بادشاہ تھا۔ اس کا دارالخلافہ زدیلہ تھا جو زویلہ ابن خطاب کے نام سے معروف تھا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کی دولت پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ وہ مسلسل شہروں کو فتح کرتا ہوا طرابلس پہنچا پھر ذباب بن سلیم کے عرب اس کے

پاس اکٹھے ہو گئے۔ اس نے ان کے ساتھ جبل نفوسہ پر حملہ کیا پھر اس پر قبضہ کرلیا اور عربوں کے اموال کو چھڑالیا۔ اس دوران ریاح میں سے زواودہ کے شیخ مسعود بن زمام نے مغرب سے فرار کے وقت اس سے رابطہ پیدا کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس نے ان کے عطیے مقرر کئے اور خود طرابلس اور اس کے ماوراء کا والی بن گیا۔ قراقش ارمن میں سے تھا اور اسے معظمی اور ناصری بھی کہا جاتا تھا کیونکہ وہ ناصر صلاح الدین کے لئے لمبے خطبے دیتا تھا۔ وہ اپنی دو پہروں میں امیر المومنین کا ولی لکھتا تھا اور دو پہر کی علامت اپنے خط سے لکھتا تھا۔ وہ خط کے آخر میں وثقت باللہ وحدہ لکھا کرتا تھا۔ ابراہیم بن قراقش اس کا ہاتھی تھا لہٰذا وہ عربوں کے ساتھ قفصہ گیا اور اس نے اس کی تمام منازل پر قبضہ کرلیا۔ اس نے ذی المرید اور قفصہ کو اذیت دی تو انہوں نے بنی عبدالمومن سے انحراف کی وجہ سے اس شہر پر اسے قبضہ کرنے کا موقع دیدیا۔ اس نے اس میں داخل ہو کر عباسی اور صلاح کے لئے خطبہ دیا یہاں تک کہ منصور نے اسے فتح قفصہ کے وقت قتل کر دیا جیسا کہ ہم موحدین کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔

ابن غانیہ کا بیان

جب ابن غانیہ طرابلس پہنچا اور قراقش سے ملا تو ان دونوں نے موحدین کے خلاف مدد کرنے پر اتفاق کیا۔ بعدازاں ابن غانیہ عربوں میں سے تمام بنی سلیم اور ان کے پڑوس میں رہنے والے غلاۃ مسوقہ کی طرف مائل ہو گیا، انہوں نے بھی اسے اپنی حکومت میں شامل کرلیا۔ اس کے بعد قبائل ہلال میں سے جشم، ریاح اور اثبج وغیرہ جو موحدین کی اطاعت سے منحرف تھے، وہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ زغبہ نے ان کی مخالفت کر کے موحدین کا ساتھ دیا اور وہ بقیہ دنوں میں ان کی اطاعت میں اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت ابن غانیہ کو لمتونہ اور منونہ میں سے اس کی قوم کی ایک جماعت آملی اور یوں اس کی حکومت قائم ہو گئی۔ اس طرح علاقے میں نئے سرے سے اس کی قوم کا غلبہ ہو گیا، اس نے پھر از سرنو ملک کے قوانین بنائے، آلات تیار کئے، الجرید کے بہت سے شہروں پر قبضہ کیا اور ان میں دعوت عباسی کو قائم کیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے اور کاتب عبدالمومن کو فرسان الاندلس سے خلیفہ ناصر بن المستضی کے پاس بغداد بھیجا تا کہ اس کی قوم نے جو مرابطین میں سے تھی، پہلے اس سے جو بیعت واطاعت کی تھی، اس کی تجدید کرے۔ اس نے اس سے مدد واعانت بھی طلب کی تو اس نے پہلے کی طرح اسے قوم کی امارت دیدی اور خلیفہ کے دفتر سے مصر اور شام کی طرف چھٹی لکھی کہ وہاں پر خلیفہ کا نائب صلاح الدین یوسف بن ایوب ہو گا۔ لہٰذا وہ مصر آیا تو صلاح نے اسے قراقش کی طرف چٹھی لکھ کر دی اور دعوت عباسی کے قیام پر وہ دونوں متفق ہو گئے۔ ابن غانیہ نے اب واشر کے محاصرہ میں اس کی مدد کی اور قراقش نے اسے سعید بن ابوالحسن کے ہاتھ سے لے کر فتح کرلیا۔ اس نے اس پر اپنے غلام کو حاکم بنایا اور اس میں اپنے ذخائر رکھے۔ وہ پھر وہاں سے قفصہ پہنچا۔ انہوں نے جب ابن غانیہ کی اطاعت چھوڑ دی تو قراقش نے اس کی مدد کی اور اسے زبردستی فتح کرلیا۔ وہ پھر توزر کی طرف گیا تو قراقش اس کی مدد میں تھا، اس نے اسے بھی اسی طرح فتح کرلیا۔ جب منصور کو افریقہ میں ابن غانیہ اور بلاد جرید میں قراقش کی کارروائیوں کی اطلاع ملی تو وہ سنہ 88 میں اس بیماری کے قلع قمع کے لئے اور جن مقامات پر انہوں نے غلبہ حاصل کیا تھا، انہیں بچانے کے لئے مراکش سے اٹھا اور تونس پہنچا۔ اس نے اسے ان کے غلبہ سے راحت دی اپنے ہراول دستے میں سید ابو یوسف یعقوب بن ابو حفص عمر بن عبدالمومن کو بھیجا۔ اس کے ساتھ عمر بن ابی زید بھی تھا جو موحدین کے اعلیٰ لوگوں میں سے تھا۔ اب ابن غانیہ نے اپنی فوج کے ساتھ ان سے لڑائی کی اور موحدین شکست کھا گئے۔ یوں ابن ابی زید ان کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور علی بن الربرتیر دوسرے لوگوں کے ساتھ قید ہو گیا جبکہ دشمن کی املاک ان کے کپڑوں اور سامان سے بھر گئیں۔ وہ لوگ پھر جلدی سے تونس پہنچے۔ منصور ان کی طرف گیا اور شعبان میں الحامہ کے باہر ان پر حملہ آور ہو گیا۔ ابن غانیہ اور قراقش حومۃ الوقر کی طرف بھاگ گئے تو وہ جلدی سے اہل قابس کے پاس گیا۔ قابس ابن غانیہ کو چھوڑ کر خالصتہً قراقش کا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کرلی اور ان کے سب اصحاب نے بھی فرمانبرداری اختیار کی لہٰذا وہ مراکش آئے۔ منصور نے پھر توزر کا قصد کیا تو اس میں ابن غانیہ کے جو اصحاب موجود تھے انہوں نے اطاعت اختیار کرلی۔ وہاں کے باشندوں نے بھی اس کی اطاعت کرنے میں جلدی کی۔ اس نے پھر قفصہ واپس آ کر اس کا محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کرلیا۔ وہاں پر جو فوج تھی وہ قتل ہو گئی اور ابراہیم بن قراتکین بھی قتل ہو گیا۔ اس نے دوسرے ساتھیوں پر احسان کر کے انہیں رہا کر دیا اور اہل شہر کو امان دی اس نے ان کی املاک کو مساقاۃ کے حکم میں ان کے پاس رہنے دیا۔ اس نے پھر عربوں سے لڑائی کی، انہیں لوٹا اور اکٹھا کرلیا یہاں تک

کہ وہ اس کی اطاعت پر مستقیم ہو گئے۔ اس دوران ذوالراس جوان میں بڑا فتنہ پرور اور مخالف تھا، جشم، ریاح اور عاصم سے قبل مغرب کی طرف بھاگ گیا، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ سنہ 84 میں پھر منصور مغرب کی طرف واپس آ گیا اور ابن غانیہ اور قراقش بھی بلاد الجرید پر چڑھائی کرنے کی حالت کی طرف واپس آ گئے یہاں تک کہ علی سنہ 84 میں نفزادہ کے ساتھ ایک لڑائی میں ہلاک ہو گیا۔ اسے ایک نامعلوم آدمی کا تیر آ لگا جس نے اسے ہلاک کر دیا۔ اسے وہیں دفن کر دیا گیا اور اس کی قبر کو مٹا دیا گیا۔ جبکہ اس کے اعضاء کو میورقہ لا کر دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی یحیٰی بن اسحاق بن محمد بن غانیہ نے حکومت سنبھالی اور اپنے بھائی علی کے طریقے کے مطابق قراقش کی مدد اور دوستی کے لئے گیا۔ پھر سنہ 86 میں قراقش نے موحدین کی اطاعت اختیار کر لی تو یہ ان کی طرف تونس میں ہجرت کر گیا۔ سید ابوزید بن ابی حفص بن عبدالمومن نے اسے قبول کر لیا لہٰذا وہ اس کے ساتھ کئی روز تک مقیم رہا پھر بھاگ کر قابس آ گیا۔ اس نے فریب کاری سے اس میں داخل ہو کر ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ اس دوران ذباب اور کعوب کے اشیاخ پر جو بنی سلیم سے تھے، حملہ کر کے ان میں سے ستر آدمیوں کو قصر العروسین میں قتل کر دیا، جن میں محمود بن طرق ابوالمحامید اور حمید بن جاریہ ابوالجواری بھی شامل تھے۔ اس نے پھر طرابلس پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اور بلاد الجرید کی طرف واپس آ گیا اور اس کے اکثر شہروں پر قابض ہو گیا۔ بعدازاں اس کے اور یحیٰی بن غانیہ کے درمیان فساد پیدا ہو گیا۔ یحیٰی اس کی طرف گیا تو قراقش نے جلدی کی اور جبال چلا گیا۔ وہ ان میں گھس گیا پھر صحرا کی طرف بھاگ گیا اور دوان میں اترا۔ وہ ہمیشہ وہیں پر رہا یہاں تک کہ ابن غانیہ نے اس کے بعد کچھ مدت تک اس کا محاصرہ کیا۔ بعدازاں ذباب کے بدلہ لینے والوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے بیٹے کو موحدین کے عوض میں قتل کر دیا۔ پھر مستنصر کی حکومت تک حضرۃ میں رہا پھر دوان کی طرف بھاگ گیا اور فتنہ کرنے لگا۔ اس کام کے دوران بادشاہ نے سنہ 556 میں اسے قتل کرنے کے لئے آدمی بھیجا۔ اب ہم پھر ابن غانیہ کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب ابن غانیہ الجرید پر غالب آ گیا۔ تو یاقوت دستبردار ہو گیا لہٰذا قراقش نے اسے نکال باہر کرنے کے لئے آدمی مقرر کیا۔ التیجانی نے اپنے سفرنامے میں اسی طرح بیان کیا ہے۔ یاقوت پھر طرابلس چلا گیا اور وہاں پر ابن غانیہ نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کا محاصرہ طویل ہو گیا۔ یاقوت نے مدافعت میں بہت زور لگایا، اس دوران یحیٰی نے میورقہ کے بحری بیڑے کو بھیجا تو اسے اس کے بھائی عبداللہ نے بحری بیڑے کے دو دستوں سے مدد دی لہٰذا وہ طرابلس پر غالب آ گیا۔ اس نے یاقوت کو میورقہ کی طرف بھیج دیا اور وہاں اسے قید کر دیا یہاں تک کہ موحدین نے اسے گرفتار کر لیا۔

میورقہ کی روداد

میورقہ کے حالات یہ ہیں کہ جب علی بن غانیہ بجایہ فتح کرنے گیا تو اس نے اپنے بھائی محمد اور علی بن الربرتیر کو اپنے اپنے قید خانوں میں چھوڑ دیا۔ جب اولاد غانیہ اور بہت سے الحامیہ سے فضا صاف ہوئی تو اہل جزیرہ سے ایک گروہ الربرتیر کے پاس گیا تب وہ محمد کی دعوت میں پرجوش ہو گئے اور القصبیہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہاں کے باشندوں نے ان سے محمد بن اسحاق کے رہا کرنے پر معاہدہ کر لیا لہٰذا وہ اپنے قید خانے سے رہا ہوا، حکومت اس کی ہو گئی اور وہ پھر موحدین کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ بعدازاں علی بن الربرتیر کے ساتھ یعقوب، منصور کے پاس گیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن اسحاق ان کی مخالفت کر کے میورقہ کی طرف چلا گیا تو وہ افریقہ سے سمندر پر سوار ہو کر صقلیہ گیا اور انہوں نے اسے بحری بیڑے سے مدد دی۔ وہ اس وقت میورقہ پہنچا جب اس کا بھائی منصور کے پاس پہنچا تھا لہٰذا اس نے میورقہ پر قبضہ کر لیا اور ہمیشہ اس کا والی رہا۔ اس نے پھر اپنے بھائی علی کو طرابلس میں مدد بھیجی جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ انہوں نے اس کی طرف یاقوت کو بھیجا لہٰذا اس نے اسے بزور قوت قید کر دیا یہاں تک کہ سنہ 99 میں موحدین اس پر غالب آ گئے۔ اس کے بعد وہ قتل ہو گیا جبکہ یاقوت مراکش چلا گیا اور وہیں فوت ہوا۔ جب ابن غانیہ طرابلس سے فارغ ہوا تو تاشفین نے اپنے عم زاد غازی کو اس کا حاکم بنایا۔ اس نے پھر قابس کا قصد کیا تو وہاں پر موحدین کے عامل ابن عمر تافراکین کو پایا۔ جسے حاکم تونس شیخ ابوسعید بن ابی حفص نے ان کے پاس بھیجا تھا۔ بعدازاں وہاں کے باشندوں نے اس سے استدعا کی کیونکہ قراقس کا نائب ان کے پاس سے بھاگ گیا تھا کہ ابن غانیہ کو طرابلس میں گرفتار کیا جائے لہٰذا اس نے قابس سے جنگ کی اور اس کا ناطقہ بند کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے اس شرط پر اس سے امان طلب کی کہ وہ ابن یافراس کا راستہ چھوڑ دے۔ اس پر اس نے اس بات پر ان سے صلح کر لی اور انہوں نے اسے شہر پر قبضہ

کروادیا۔ یوں اس نے سنہ 91 میں قابس پر قبضہ کرلیا اور انہیں ساٹھ ہزار دینار تاوان ڈالا۔ اس نے پھر سنہ 97 میں مہدیہ کا قصد کیا اور اس پر قبضے کے بعد وہاں پر باغی محمد بن عبدالکریم الکرابی کو قتل کردیا گیا۔

محمد بن عبدالکریم کا بیان

یہ مہدیہ میں پروان چڑھا اور وہاں کی مرتد فوج میں شامل ہوگیا۔ یہ کوفی الاصل تھا اور بہت بہادر تھا لہٰذا اس نے اپنے لئے پیادوں اور سواروں کو جمع کیا اور نواح کے مفسد اعراب پر غارت گری کرنے لگا۔ یوں اس نے ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی لیکن اس کے بعد یہ اس کام سے اکتا گیا اور لوگ اسے دعائیں دینے لگے۔ اس دوران ابوسعید بن ابی حفص منصور کی حکومت کے آغاز میں افریقہ آیا اور اس نے مہدیہ پر اس کے بھائی یونس کو حاکم بنایا جب محمد بن عبدالکریم نے غنائم میں سے دو حصے طلب کئے تو اس نے انکار کیا تو اس نے اسے اذیت دی اور قید کی سزا دی، لہٰذا انہوں نے خفیہ طور پر عبدالکریم کے خلاف خروج کا منصوبہ بنایا اور اس میں اس کے خواص بھی شامل تھے۔ اس نے خالص سونے کے پانچ سو دینار فدیہ دے کر اسے چھڑایا اور مہدیہ عبدالکریم کے بیٹے کو حاکم بنادیا۔ جس نے پھر اپنی دعوت دینی شروع کردی اور یہ دعوت متوکل علی اللہ تک پہنچی۔ بعدازاں سید ابوزید بن ابی حفص عمر بن عبدالمومن والی بن کر افریقہ پہنچا اور اس نے ابن عبدالکریم سے سنہ 96 میں تونس میں لڑائی کی۔ حلق الوادی میں اس کی فوج مضطرب ہوگئی اور اس کے مقابلے میں موحدین کی فوجیں آ گئیں لہٰذا انہوں نے ان کو شکست دی۔ اس نے پھر ان کا لمبا عرصہ محاصرہ کیا۔ آخر انہوں نے اس سے محاصرہ چھوڑنے کی استدعا کی تو اس نے اس کی بات مان لی اور وہاں سے آ کر فاس جا کر یحییٰ بن غانیہ کا محاصرہ کرلیا اور اس سے ایک مدت تک مقابلہ کیا پھر قفصہ کی طرف چلا گیا۔ جب ابن غانیہ اس کے تعاقب میں نکلا تو ابن عبدالکریم اس کے آگے شکست کھا گیا اور مہدیہ چلا گیا۔ ابن غانیہ نے پھر سنہ 97 میں ریاست میں اس کا محاصرہ کرلیا اور سید ابوزید نے اسے فوج کے دو دستوں کے ساتھ مدد دی یہاں تک کہ اس نے ابن عبدالکریم سے دریافت کیا کہ وہ اس کی حکومت کو تسلیم کرے۔ وہ پھر اس کے مقابلے میں نکلا تو ابن غانیہ نے اسے گرفتار کر لیا اور وہ اس کی قید ہی میں فوت ہوگیا۔ بعدازاں ابن غانیہ مہدیہ پر قابض ہوگیا اور اس کے ساتھ طرابلس، قابس، صفاقس اور الجرید بھی اس کے قبضہ میں آ گئے۔ یہ پھر افریقہ کی غربی جانب حملہ کرنے گیا، باجہ سے مقابلہ کیا اور اس پر منجنیق نصب کر کے اور اسے بزور طاقت فتح کر کے برباد کر دیا۔ اس نے اس کے عامل عمر بن غالب کو قتل کردیا۔ وہاں کے بھگوڑے اربع اور شقبناریہ چلے گئے اور باجہ کو چھتوں سے خالی چھوڑ گئے۔ ایک مدت کے بعد یہاں کے باشندے سید ابوزید کی امان پر واپس آئے۔ لہٰذا ابن غانیہ نے اس پر چڑھائی کی اور اس سے لڑائی کی۔ سید ابوالحسن نے بھی جو سید ابوزید کا بھائی ہے، اس پر چڑھائی کی اور قسنطینہ میں اس سے لڑائی کی۔ یوں موحدین کو شکست ہوگئی اور وہ ان کے پڑاؤ پر قابض ہوگیا۔ اس نے پھر بسکرہ پر حملہ کیا، اس پر غالب آ گیا اور وہاں کے باشندوں کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اس نے اس کے نگران ابوالحسن بن ابولیلی کو گرفتار کرلیا۔ اس کے بعد اس نے بلنیہ اور قیروان پر قبضہ کرلیا۔ اہل بونہ نے اس کی بیعت کرلی اور وہ مہدیہ کی طرف واپس آ گیا۔ یوں اس کی حکومت مضبوط ہوگئی پھر اس نے تونس کے محاصرے کا ارادہ کرلیا اور سنہ 99 میں اس کی طرف محاصرے کے لئے گیا۔ مہدیہ پر علی بن غانی کو عامل مقرر کیا جو کافی بن عبداللہ بن محمد بن علی بن غانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ وہ تونس کے باہر جبل احمر کے پاس اترا۔ جبکہ اس کا بھائی حلق الوادی میں اترا۔ انہوں نے پھر اپنی فوج سے اسے تنگی میں ڈال دیا، اس کی خندق کو پاٹ دیا اور آلات ومنجانیق کو نصب کردیا۔ وہ چھٹی صدی کے آخر میں چار ماہ کے حصار کے بعد اس میں داخل ہوگئے اور سید ابوزید اور اس کے ساتھی موحدین کو پکڑلیا۔ اس نے اہل تونس سے ایک لاکھ دینار بطور تاوان لیا۔ اور اس تاوان کی وصولی کے لئے اس نے ان میں سے اپنے کاتب ابن عصفور اور ابوبکر بن عبدالعزیز ابن اسکالک کو ذمے دار بنایا۔ لہٰذا انہوں نے تقاضا کر کے لوگوں کو خوفزدہ کردیا یہاں تک کہ بہت سے لوگوں نے موت کی پناہ تلاش کی اور انہوں نے قتل عام بھی کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اسماعیل بن عبدالرفیع تونس کا ایک بخیل تھا، اس نے اپنے آپ کو کنویں میں گرا کر خودکشی کی یوں ہلاک ہوگیا۔ اس کے بعد اس نے ان سے دوبارہ تقاضا کیا کہ اگر تاوان ادا نہ کیا گیا، تو انہیں جلاوطن کردیا جائے گا۔ وہ پھر نفوسہ کی طرف چلا گیا۔ سید ابوزید اس کی چھاؤنی میں قید تھا، اس نے ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا اور انہیں دو دو کروڑ دینار تاوان کر ڈالا۔ اس نے رعیت کو بھی بہت تنگ کیا اور اس کی سرکشی حد سے

بڑھ گئی۔ اہل افریقہ کو اس سے اور اس سے قبل ابن عبدالکریم سے جو تکالیف دیتی تھیں، اس نے اس سلسلے ناصر کے ساتھ مراکش میں رابطہ کیا لہٰذا اس وجہ سے یہ غضبناک ہو گیا اور سنہ 600 میں اس کی طرف کوچ کر گیا۔ جب یحییٰ بن غانیہ کو بھی اطلاع ملی کہ وہ اس کی طرف آ رہا ہے تو وہ تونس سے قیروان اور پھر قفصہ چلا گیا۔ اب عرب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اسے مدد اور دفاع کے لئے رہن دیئے۔ اس نے پھر مغرادہ کے سب قلعوں سے مقابلہ کیا، انہیں جھکا دیا اور مطماطہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ بعدازاں ناصر، تونس، قفصہ اور پھر قابس آیا تو ابن غانیہ جبل دمر میں اس سے بچنے کے لئے قلعہ بند ہو گیا، یوں وہ اسے چھوڑ کر مہدیہ میں آ گیا اور وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے محاصرے کے لئے آلہ نصب کیا اور شیخ ابو محمد عبدالواحد بن ابی حفص کو سنہ 602 میں چار ہزار موحدین کے ساتھ ابن غانیہ سے لڑائی کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے قابس کے نواح میں جبل تاجورا میں اس سے لڑائی کی اور اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے اس کے بھائی جبارہ بن اسحٰق کو قتل کر دیا، سید ابوزید کو اس کی قید سے رہا کروایا پھر مہدیہ کو فتح کیا۔ علی بن غانی اس کی دعوت میں مہدیہ گیا۔ لہٰذا اس نے اسے قبول کر لیا اس کو بلند رتبہ دیا اور اسے دستور کے مطابق اپنے غلام واصل کے ہاتھ تحائف دیئے۔ وہاں پر دو جواہرات سے بنے ہوئے کپڑے تھے، وہ بھی اسے دیئے۔ لہٰذا وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا۔ ناصر نے پھر مہدیہ پر محمد بن یعمور کو حاکم بنایا جو مجاہدین میں سے تھا اور خود تونس واپس آ گیا۔ پھر اس نے غور کیا کہ وہ کس کو افریقہ کی حکومت دے تاکہ وہ اس کے شگافوں کو بند کرے، اس کا دفاع کرے اور ابن غانیہ اور اس کی فوج کی مدافعت کرے۔ آخر اس نے شیخ ابی زید بن ابی حفص کو منتخب کیا اور سنہ 603 میں اسے افریقہ کی امارت دیدی جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور پھر ناصر مغرب کی طرف واپس آ گیا۔
اس دوران ابن غانیہ نے تونس میں موحدین کے ساتھ لڑائی کی ٹھان لی اور ذوبان العرب میں سے زواودہ وغیرہ کو جمع کر لیا۔ ان ہی دنوں زواودہ نے محمد بن مسعود بن سلطف کو بنی عوف بن سلیم کی خبروں کے ساتھ موحدین کی طرف بھیجا۔ بلیسہ کے نواح میں شبور کے مقام پر دونوں کی لڑائی ہوئی جن میں ابن غانیہ کی فوجیں شکست کھا گئیں اور وہ طرابلس کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر عربوں اور ملثمین کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف مارچ کیا اور سجلماسہ جا پہنچا۔ وہاں اس کے پیروکاروں کے ہاتھ لوٹ کے مال سے بھر گئے اور انہوں نے فساد اور خرابی سے زمین کو پھاڑ دیا۔ وہ پھر مغرب اوسط تک پہنچ گیا۔ زناتہ کے مفسدوں نے اس سے ساز باز کی اور اسے بتایا گیا کہ تلمسان کا حاکم سید ابو عمران موسیٰ بن یوسف بن عبدالمومن ہے لہٰذا تاہرت میں ان کی لڑائی ہوئی تو ابن غانیہ نے اسے شکست دے کر اسے قتل کر دیا جبکہ اس کے پیشرو کو قید کر دیا۔ وہ پھر افریقہ کی طرف واپس آ گیا۔ حاکم افریقہ شیخ ابو محمد نے موحدین کی فوج کے ساتھ اس کا راستہ روکا اور ان کے ہاتھوں سے غنائم چھین لیں۔ ابن غانیہ پھر جبال طرابلس کی طرف گیا جبکہ اس کا بھائی سیر بن اسحاق، مراکش کی طرف ہجرت کر گیا۔ لہٰذا ناصر نے اسے قبول کر لیا اور اس کی عزت کی۔ اس کے بعد عرب قبائل میں سے ریاح، عوف، ہیث اور ان کے ساتھی بربری قبائل ابن غانیہ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے افریقہ میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ لہٰذا شیخ ابو محمد سنہ 6 میں ان پر حملہ کرنے گیا۔ ان کے ساتھ جبل نفوسہ میں لڑائی کی۔ اس کی فوج کو شکست ہوئی اور اس نے ان کے اونٹوں، گھوڑوں اور اسلحہ کو غنیمت میں حاصل کر لیا۔ جنگ میں محمد بن غانی اور جوارین اور یفرن قتل ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی اس کا عم زاد بھی قتل ہو گیا جو ابن ابی شیخ بن عساکر بن سلطان کے کاتبوں میں سے تھا۔ اسی دن ہلالی عربوں میں سے امیر قرۃ سماد بن نخیل بھی قتل ہو گیا۔

ابن نخیل کی کہانی

ابن نخیل بیان کرتا ہے کہ اس روز موحدین نے ملثمین سے جو مال غنیمت حاصل کیا وہ اٹھارہ ہزار اونٹ تھے۔ اس واقعہ نے اس کی شدت قوت کو کمزور کر دیا اور قبائل نفوسہ ابن عصفور کو ذلیل کرنے کے لئے جوش میں آ گئے لہٰذا اس نے ان کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا۔ ابن غانیہ اسے تاوان لینے کے لئے ان کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ ابو محمد پھر افریقہ کی نواح میں گیا۔ اس نے ان کے کپڑوں کو واپس کیا اور ان کے شیوخ کو وہاں کے باشندوں سے پوشیدہ کیا۔ اس نے پھر ان کے فساد کو ختم کرنے کے لئے انہیں تونس میں آباد کیا۔ یوں افریقہ کے حالات درست ہو گئے یہاں تک کہ ابو محمد سنہ 18 میں فوت ہو گیا۔ ابو محمد نے سید ابو العلاء ادریس بن یونس بن عبدالمومن کو حاکم بنایا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شیخ ابو محمد کی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی حاکم بن گیا تھا لہٰذا اس کی وفات کے بعد سور بن عبابہ اور لخم متفرق ہو گئے لیکن اس کی رعیت نے اس پر عیب لگایا اور سید

ابوالعلا اس پر حملہ کرنے گیا۔ وہ قابس میں اترا اور قصر العروسین میں ٹھہرا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے سید ابوزید کو موحدین کی فوج کے ساتھ درج اور غدامس کی طرف بھیجا جبکہ ایک دوسری فوج کو ابن غانیہ کے محاصرہ کے لئے روان بھیجا۔ یوں اس نے عربوں کو لرزہ براندام کر دیا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ سید ابوالعلاء نے پھر ان کا قصد کیا، تو ابن غانیہ الزاب کی طرف بھاگ گیا۔ تب سید ابوزید نے اس کا تعاقب کیا پھر بسکر ۃ سے لڑائی کی اور ابن غانیہ بچ گیا۔ ابن غانیہ نے پھر مختلف قسم کے عربوں اور بربریوں کو جمع کیا تو سید ابوزید نے موحدین اور قبائل ہوارہ میں اس کا تعاقب کیا۔ سنہ 21 میں تونس کے باہر ان کی لڑائی ہوئی جس میں ابن غانیہ اور اس کی فوج کو شکست ہوئی اور بہت سے ملثمین مارے گئے۔ یوں موحدین کے ہاتھ غنائم سے بھر گئے۔ اس لڑائی کے بعد ابوزید کو تونس میں اس کے باپ کی وفات کی خبر ملی لہٰذا وہ واپس آ گیا۔ بعدازاں بنو ابوحفص کو افریقہ میں ان کے باپ شیخ ابی محمد بن اثال کے مکان میں لوٹا دیا گیا اور ان میں سے امیر ابوزکریا نے مستقل طور پر افریقہ کی حکومت سنبھال لی۔ اس نے اپنے بھائی ابومحمد عبد سے بھی حکومت لے لی، یہ امیر ابوزکریا وہ ہے جو حفصی خلفاء کا جد ہے۔ ابھی افریقہ میں ان کی حکومت پرسکون نہیں ہوئی تھی مگر انہوں نے ابن غانیہ کا بہت اچھا دفاع کیا اور اسے افریقہ کے علاقوں میں بھگا دیا۔ آہستہ آہستہ اس نے اپنا ہاتھ اہل افریقہ کو تکلیف دینے سے اٹھا لیا۔ وہ پھر ہمیشہ ہی عربوں کے ساتھ جنگلوں میں بھاگا بھاگا پھرتا رہا اور اس دوران مغرب اقصیٰ میں سجلماسہ اور عقبہ کبریٰ میں جا پہنچا جو دیار مصر کی سرحدوں کے ساتھ ہے۔ وہ پھر علی بن مذکور حاکم سریقہ پر اس پر غالب آ گیا جو برقہ کی سرحدوں کے ساتھ ہے اور ماہو لجہ اور ملیانہ کے مغراوہ پر ٹوٹ پڑا۔ ان کا امیر مندیل بن عبدالرحمٰن لڑائی کے دوران قتل ہو گیا، تو اس کے اعضاء کو الجزائر کی فصیل پر صلیب دیا گیا۔ وہ فوج سے خدمت لیتا تھا۔ جب وہ خدمت سے اکتا جاتی تو اسے چھوڑ دیتا یہاں تک کہ 50 سال امارت کر کے سنہ 31 یا سنہ 33 میں فوت ہو گیا۔ جب وہ دفن ہوا تو اس کی قبر کو مٹا دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وادی الرجوان میں اریس نے اسے قتل کیا تھا اور اسے ملیانہ کی طرف وادی شلف میں لے گیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے صحرائے بادیس اور مدیہ میں لے جایا گیا تھا جو بلاد الزاب میں ہے۔ اس کے مرنے سے ملثمین کی حکومت لمتونہ، مسوفہ اور تمام بلاد افریقہ اور مغرب اور اندلس سے ختم ہو گئی۔ اس کی حکومت کے خاتمے سے منہاجہ کی حکومت بھی جاتی رہی۔ اس نے اپنے پیچھے بیٹیاں چھوڑیں جنہیں اس نے امیر ابوزکریا کے پاس اس کے دور کی وجہ سے بھجوا دیا۔ امیر ابوزکریا نے ان کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور ان کی حفاظت کے لئے ایک محل بنایا جو اس زمانے میں بھی قصر بنات کے نام سے مشہور ہے۔ وہ سب اس کی نگرانی میں اپنے باپ کی وصایا کے مطابق آسودہ حال ہو کر رہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے ایک عم زاد نے ان میں سے ایک کو پیغام نکاح دیا تو امیر زکریا نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اسے کہا کہ یہ تیرا عم زاد ہے اور تیرا زیادہ حقدار ہے۔ اس نے جواب دیا اگر کوئی ہمارا عم زاد ہوتا تو اجنبی لوگ ہماری کفالت نہیں کرتے لہٰذا وہ سب کی سب بغیر شادی کے ہی رہیں حالانکہ انہوں نے عمر سے کافی حصہ پایا تھا۔

میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے۔ یا کہ انہوں نے ان میں سے ایک لڑکی کو سنہ 710 میں دیکھا تھا جو نوے سال سے اوپر کی تھی۔ وہ بتاتے تھے کہ میں اسے ملا تھا۔ وہ بڑی شریف النفس، خوش اخلاق اور آسودہ حال تھی۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

یہ ملثمین اور ان کے قبیلے اس زمانے میں اپنے میدانوں میں ہیں جو سوڈان کے پڑوس میں ہیں۔ ان کے اس صحرا کے درمیان رکاوٹیں ہیں جو بلاد بربر میں سے مقدس اور افریقہ کی سرحد ہے۔ اس زمانے میں وہ مغرب میں بحر محیط کے ساحل سے مشرق میں ساحل نیل تک متصل ہیں۔ ان میں سے جو بھی عدد تین کا بادشاہ بن کر کھڑا ہوا، وہ ہلاک ہو گیا اور وہ مسوفہ اور لمتونہ کے قافلے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے جنہیں حکومت کھا گئی، آفاق وافطار نکل گئے اور غلامی نے انہیں فنا کر دیا۔ موحدین کے امراء نے ان سے لڑائیاں کیں اور ان میں جو ریگستان میں باقی رہا وہ اختلاف و انشقاق کی وجہ سے اپنے پہلے حال پر رہا۔ اب وہ ملوک سوڈان کے مطیع ہیں، انہیں خراج دیتے ہیں۔ اور ان کی فوجوں میں جاتے ہیں۔

اس کی بنیادیں بلاد سوڈان سے مشرق تک، عرب کے سلع کے مناظر سے بلاد مغربین اور افریقہ تک ملی ہوئی ہیں، یوں ان میں سے کدالہ، سوس اقصیٰ کے مغرب میں ذوی حسان بن معقل کے سامنے ہے۔ لمتونہ اور تریکہ ذوی منصور اور ذوی عبداللہ بن معقل بھی اسی طرح مغرب اقصیٰ کے عرب ہیں اور مسوفہ، زغبہ کے سامنے ہے جو مغرب اوسط کے عرب ہیں اور لمطہ، ریاح کے مقابلہ میں ہیں جو کہ الزاب، بجایہ اور قسطنطینہ کے عرب ہیں اور تادکا سلیمہ کے مقابلے میں ہیں جو کہ افریقہ کے عرب ہیں۔ ان کے اکثر مویشی اونٹ ہیں جو ان کی معاش، بوجھ اٹھانے اور سواری

کے کام آتے ہیں۔ گھوڑے ان کے پاس کافی کم ہوتے ہیں یا بالکل ہی نہیں ہوتے۔ وہ سبک رفتار اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں اور اکثر ان کا نام نجیب رکھتے ہیں۔ وہ انہیں پر سوار ہو کر لڑتے ہیں۔ ان کی چال تیز ہوتی ہے بلکہ دوڑ کے قریب ہوتی ہے۔ بعض اوقات عربوں میں سے اہل قیض ان سے لڑائی کرتے ہیں خصوصاً بنوسعید جو ریاح کے جنگل میں رہتے ہیں۔ لہٰذا زیادہ یہی عرب ان کے علاقوں میں لڑائی کرتے ہیں۔ اور جوان کے ساتھ ہو کر لوٹ لیتے ہیں۔ وہ انہیں مغایر کی وادیوں میں تیر مارتے ہیں۔ جب سیاح ان کے قبیلوں میں آتے ہیں، تو یہ ان کے تعاقب میں سوار ہو جاتے ہیں۔ ان شہروں سے جدا ہونے سے قبل ہی وہ انہیں پانیوں پر روک لیتے ہیں تب وہ ان سے بچ نہیں سکتے۔ ان کے درمیان سخت لڑائی ہوتی ہے لہٰذا عرب ان کے حملوں سے کوشش کے بعد ہی بچ سکتے ہیں۔ ان میں سے اکثر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ جب ہمارے سامنے ملوک سوڈان کی بات ہو گئی تو ہم ان کے اس زمانے کے بادشاہوں کا ذکر کریں گے جو ملوک مغرب کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ وتعز من تشاء۔

باب: ۲۴

سوڈان کے بادشاہوں کے حالات اوران کی حکومتوں کی روداد

یہ سوڈانی قومیں دوسرے براعظم کی رہنے والی ہیں۔ جو پہلے براعظم کے پیچھے آخر تک رہتی ہیں بلکہ معمورہ کے آخر تک مغرب اور مشرق کے درمیان متصل ہیں۔ یہ مغرب اور افریقہ میں بلاد بربر کے پڑوس میں، وسط میں بلاد یمن وحجاز میں اور بصرہ اور اس کے پیچھے مشرق میں بلاد ہند میں رہتی ہیں۔ ان کی کئی اقسام اور کئی قبائل ہیں جو کہ زنگ، حبشہ اور نوبہ ہیں۔ ان میں سے اہل مغرب کا ذکر ہم ان کا نسب بیان کرنے کے بعد کرنے والے ہیں۔

بنو حام بن نوح جو حبش میں رہتے ہیں، وہ حبش بن کوش بن حام کی اولاد میں سے ہیں جبکہ نوبہ نوبہ بن کوش بن کنعان بن حام کی اولاد میں سے ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے۔ ابن عبدالبر کہتا ہے کہ وہ نوب بن قوط بن مصر بن حام کی اولاد میں سے ہیں جبکہ زنگ زنجی بن کوش کی اولاد میں سے ہیں۔ باقی ماندہ سوڈانی قوط بن حام ہے ابن سعید نے ان کے سترہ قبائل وامم کو شمار کیا ہے۔ ان میں سے زنگی مشرق میں بحر ہند کے کنارے پر رہتے ہیں جن کا اہم شہر فنقیہ ہے اور وہ مجوسی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا غلام، معتمد کی خلافت میں زنگی لے پالک کے ساتھ اپنے سادات پر غالب آ گیا تھا۔ سعید کہتا ہے کہ ان کے پاس بربری بھی رہتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر امراء القیس نے اپنے اشعار میں کیا ہے۔ اس زمانے میں ان میں اسلام پھیلا ہوا ہے۔ ان کے مغرب اور اردگرد دمادم رہتے ہیں جو ننگے بدن اور ننگے پاؤں رہتے ہیں۔ وہ اب بلاد حبشہ کی طرف نکل گئے ہیں اور سوڈانی قوموں میں سے سب سے بڑی قوم ہیں۔ وہ سمندر کے مغربی کنارے پر یمن کے پڑوس میں رہتے ہیں جن میں سے یمن کا بادشاہ ذی نواس تھا اور اس کا دارالسلطنت کفرہ تھا۔ وہ عیسائی تھے لیکن ان میں سے ایک نے ہجرت کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری سے ثابت ہے۔ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔ ہجرت مدینہ سے قبل صحابہ اس کی طرف ہجرت کر کے گئے تھے اور اس نے انہیں پناہ دی تھی اور ان کی حفاظت کی تھی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وفات کی خبر ملی تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، اس کا نام نجاشی تھا لیکن ان کی زبان میں انکاش تھا۔ عربوں نے اس کو جیم سے معرب کر کے اس کے ساتھ یائے نسبتی کو لگا دیا، یہ نام ان میں سے ہر بادشاہ کی علامت نہیں جیسا کہ بہت سے لوگوں کو یہ خیال ہے حالانکہ انہیں اس بات کا علم نہیں۔ اگر یہ ایسا ہوتا تو وہ آج تک اس کے نام کو مشہور کرتے کیونکہ ان کی بادشاہت ان میں سے منتقل نہیں ہوئی، اس زمانے میں ان کے بادشاہ کا نام خطی ہے۔

اس کے مغرب میں ایک شہر ہے جہاں ان کا بڑا بادشاہ رہتا ہے، اس کی بہت بڑی حکومت ہے، اس کے شمال میں ایک اور بادشاہ رہتا ہے جس کا نام حق الدین محمد بن علی بن واصمع ہے۔ اس کا دادا واصمع، وامران کے بادشاہ کا مطیع تھا جس سے خطی کو غیرت آئی تو اس نے اس سے لڑائی کی اور اس کے ملک پر قابض ہو گیا۔ لڑائی پھر جاری رہی۔ جب خطی کی حکومت کمزور ہو گئی تو بنو واصمع نے اپنا ملک خطی اور اس کے بیٹوں سے واپس لے لیا اور وفات پر قبضہ کر کے اسے تباہ کر دیا۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ جب حق الدین فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بھائی، سعدالدین بادشاہ بنا۔ یہ لوگ مسلمان تھے، کبھی یہ خطی کی اطاعت کرتے اور کبھی نہ کرتے۔ ابن سعید بیان کرتا ہے کہ ان کے ساتھ بجاوہ رہتے تھے جو نصاریٰ اور مسلمان تھے اور وہ بحر سوس کے جزیرہ بسواکن میں رہتے تھے۔ ان کے ساتھ نوبہ رہتے تھے جو زنگیوں اور حبشیوں کے بھائی تھے۔ نیل کے مغرب میں ان کا اپنا جزیرہ دنقلہ تھا۔ ان کی اکثریت دیار مصریہ کی پڑوسی تھی۔ ان میں سے رقیق بھی تھا اور ان کے ساتھ زغادہ رہتے تھے جو مسلمان تھے۔ ان کے کچھ قبیلے تاجر پیشہ تھے، ان کے ساتھ کانم تھے جن کی بہت مملوق تھی اور اسلام ان پر غالب تھا۔ ان کا شہر حیمی تھا اور انہیں بلاد صحرا میں فزان تک غلبہ حاصل تھا۔ حفصی حکومت کے ساتھ ان کی شروع ہی سے صلح تھی۔ ان کے مغرب میں ان کے ساتھ کوکو رہتے تھے۔ ان کے بعد نفالہ، تکرور، لمی تمیم، جاجی،

کوری اورافکز ار تھے۔ وہ بحرمحیط سے مغرب میں غانیہ تک متصل ہیں (ابن سعید کا کلام یہاں پر ختم ہو جاتا ہے)

جب مغربی افریقہ فتح ہوا تو تاجر بلاد مغرب میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے وہاں ان میں ملوک غانیہ سے کسی کو بڑا نہیں پایا اور وہ غربی جانب سے بحرمحیط کے پڑوسی تھے۔ اور سب سے بڑی قوم تھے۔ ان کی بہت بڑی بادشاہی تھی۔ جبکہ ان کا دارالسلطنت غانیہ تھا۔ دونوں شہر نیل کے دونوں کناروں پر دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہیں۔ ان میں بہت لوگ آتے جاتے ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب رجارہ کے مولف اور المسالک والممالک کے مولف نے بھی کیا ہے۔ مشرق کی جانب سے ان کے پڑوس میں ایک اور قوم رہتی ہے۔ ناقلین کے خیال کے مطابق وہ صوصو یا سوسو کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد ایک اور قوم ہے جو اسی کوکو کے نام سے مشہور ہے۔ اسے ثاغو بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد ایک اور قوم ہے جو تکرور کے نام سے مشہور ہے۔

مجھے شیخ عثمان نے جو غانیہ کا فقیہ اور علم و دین میں بڑی شہرت رکھتا ہے، بتایا ہے کہ وہ سنہ 99 میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ مقدس مقامات کی زیارت کے لئے مصر آیا۔ تب میں اسے وہاں ملا۔ اس نے کہا کہ وہ تکرور زغائی اور مالی انکا دیہ نام رکھتے ہیں۔ بہر حال اس کے بعد پھر اہل غانیہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور ملثمین کی پوزیشن مضبوط ہو گئی جو نہال کی جانب سے بربریوں کے قریب ہے ان کے پڑوسی ہیں جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ انہوں نے پھر سوڈان پر حملہ کر دیا اور ان کے شہروں کو لوٹ لیا۔ انہوں نے ان سے جزیہ اور ٹیکس کا مطالبہ کیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو اسلام پر آمادہ کیا۔ انہوں نے پھر اس دین کو قبول کر لیا۔ پھر اصحاب غانیہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور اہل صوصو ان پر غالب آ گئے جو سوڈانی قوموں میں سے ان کے پڑوسی تھے۔ انہوں نے انہیں غلام بنا لیا۔

اس کے بعد اہل مالی نے اپنے نواح میں سوڈانی قوموں پر حملہ کر دیا اور پڑوسی قوموں پر زیادتی کی، وہ صوصو پر غالب آ گئے اور ان کے پاس جو قدیم ملک تھا ان سے چھین لیا۔ انہوں نے اہل غانیہ کا ملک بھی ارن تک لے لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ مسلمان تھے۔ ان میں سے پہلے مسلمان بادشاہ کا نام برمندان تھا، اس بادشاہ نے بھی حج کیا تھا۔ اس کے بعد آنے والے بادشاہوں نے حج کرنے میں اس کے طریقوں کی پیروی کی۔ ان کا سب سے بڑا بادشاہ جس نے صوصو پر قبضہ کیا، ان کے شہروں کو فتح کیا اور ان کے ہاتھوں سے حکومت کو چھینا، اس کا نام ماری جاطہ تھا۔ ماری ان کے ہاں اس امیر کو کہتے ہیں جو سلطان کی نسل سے ہو جبکہ جاطہ شیر کو کہتے ہیں۔ پوتے کا نام ان کے ہاں تلو ہے مگر اس بادشاہ کا نسب ہم تک نہیں پہنچا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس بادشاہ نے ان پر پچیس سال بادشاہی کی جب یہ فوت ہوا، تو ان کے موالی میں سے ایک غلام حکومت پر غلبہ حاصل کر کے حکمران بن گیا جس کا نام ساکورہ تھا۔ شیخ عثمان بیان کرتا ہے کہ اہل غانیہ نے اسے اپنی زبان میں سبکرہ لکھا ہے۔ اس نے ناصر کے ایام میں حج کیا لیکن واپسی پر تاجوار میں قتل ہو گیا۔ اس کی حکومت بہت وسیع تھی اور اس نے پڑوسی قوموں پر غلبہ پا کر بلاد ''کوکو'' کو فتح کیا اور اسے اہل مالی کی حکومت میں شامل کر لیا ان کی سلطنت بحرمحیط سے مغرب میں غانہ تک اور مشرق میں تکرور تک تھی یوں ان کی بادشاہت مضبوط ہو گئی اور سوڈانی قومیں ان سے ڈرنے لگیں۔ اس کے بعد افریقہ اور بلاد مغرب سے تاجر ان کے شہروں کی طرف آنے لگے۔ الحاج یونس اور یمال تکروری کہتے ہیں کہ جس شخص نے ''کوکو'' کو فتح کیا اس کا نام سمنجہ تھا جو منسا موسیٰ کے جرنیلوں میں تھا۔ اس کے بعد ساکورہ اور ہدانو ابن السلطان ماری جاطہ حاکم بنا پھر اس کے بعد اس کا فرزند محمد بن قو حکمران بنا۔ ان کی حکومت پھر سلطان ماری جاطہ کے بیٹوں سے اس کے بھائی ابوبکر کے بیٹوں میں منتقل ہو گئی۔

بعد ازاں منسا موسیٰ بن ابوبکر ان کا حکمران بنا جو بڑا صالح آدمی اور عظیم بادشاہ تھا۔ اس کے عدل و انصاف کی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ اس نے سنہ 724 میں حج کیا حج کے اجتماع میں اسے اندلس کا شاعر ابو اسحٰق ابراہیم ساحلی ملا جو الطوئنطق کے نام سے معروف ہے وہ پھر اس کے ساتھ اس کے ملک میں گیا اور اسے بڑا تحفظ اور اختصاص حاصل تھا جو آج تک اسے حاصل ہے۔ انہوں نے پھر مغرب میں اپنے ملک کی سرحدوں میں سے اثر کو اپنا وطن بنایا۔ واپسی پر ہمارا حاکم معمر ابوعبداللہ بن خدیجہ کومی بھی اسے ملا جو عبدالمومن کی اولاد میں سے ہے اور جو الزاب میں فاطمی منظر کا داعی تھا۔ وہ ان پر عربوں کے جتھوں کو چڑھا لایا۔ لہٰذا وارکلا نے اس سے چال لی اور اسے گرفتار کر لیا لیکن پھر کچھ عرصے کے بعد اسے رہا کر دیا۔ وہ سلطان منسا موسیٰ کے پاس ان کے خلاف کمک مانگتا ہوا چلا گیا۔ اس دوران اسے اطلاع مل چکی تھی کہ وہ حج کو جا رہا ہے لہٰذا وہ اس کے انتظار میں غدامس شہر میں اپنے دشمن پر فتح حاصل کرنے اور اپنی حکومت کے لئے مدد حاصل کرنے کے لئے ٹھہر گیا کیونکہ منسا موسیٰ کی حکومت ریگستان میں

بہت مضبوط تھی جبکہ اوارکلا شہر اوراس کی حکومت کی مددگار تھی۔ یوں اس کی وہاں بہت پذیرائی ہوئی۔ اس نے اس سے مدد کرنے اوراس کا بدلہ لینے کا وعدہ کیا پھر دوسرے شہر تک اسے اپنے ساتھ رکھا۔

نوا کبہ بیان کرتا ہے کہ میں اور ابواسحاق اس کے وزراء اوراس کی قوم کے سرداروں کے ساتھ اچھی اچھی باتوں سے خوش ہورہے تھے۔ وہ ہر منزل میں شاندار کھانے اور مٹھائیاں ہدیے کے طور پر دیے رہتا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ بارہ ہزار خادم خاص دیباج اور یمانی ریشم کی قبائیں پہنے اس کے برچھے کو اٹھائے ہوئے تھے۔ الحاج یونس جو اس قوم کا مصر میں ترجمان تھا، بیان کرتا ہے کہ یہ بادشاہ منسا موسیٰ اپنے ملک سے سونے کے تیس اونٹ لے کر آیا تھا۔ ہر اونٹ تین قنطار کا تھا۔ راوی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ وہ خادموں اور جوانوں پر اپنے اوطان میں سواری کرتے تھے۔ اور دور دراز کے سفر جیسے حج وغیرہ ان ہی سواریوں پر کرتے تھے۔

ابو خدیجہ بیان کرتا ہے کہ ہم اس کے ساتھ اس کے ملک کے دارالخلافے میں واپس آئے تو اس نے اپنے بادشاہ کی نشست کے لئے اس کے علاقے میں ایک مضبوط بنیاد والا اور بڑا عجیب گھر بنانے کا ارادہ کیا۔ لہٰذا ابو اسحٰق طونجق نے اسے ایک مربع شکل گنبد بنا کر تحفہ میں دیا جس میں اس نے اپنی تمام مہارت کو صرف کر دیا تھا۔ وہ بڑا کاریگر تھا، اس نے اس پر کلس لگائے، اس پر خوب رنگ ڈالے یوں ایک مضبوط عمارت بن گئی۔ بادشاہ کو بھی وہ ایک نادر تعمیر معلوم ہوئی لہٰذا اس نے اسے قیمتی تحائف کے علاوہ جو اسے ملتے رہتے تھے، بارہ ہزار مثقال سونا معاوضہ میں دیا اس سلطان منسا موسیٰ اور مغرب کے بادشاہ کے درمیان، بنی مرین کے بادشاہ ابوالحسن کے زمانے سے تعلقات اور دوستی تھی۔ دونوں حکومتوں کے بڑے بڑے آدمی اس دوستی کے دوران آتے جاتے رہتے تھے۔ حاکم مغرب، نے اپنے وطن کی اس متاع کو اچھا سمجھا اور لوگوں نے اس کے متعلق باتیں کیں جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اس کا تذکرہ کریں گے۔ یہ تعلقات ان کے بعد ان کی اولادوں کے درمیان بھی رہے۔ منسا موسیٰ کی حکومت پچیس سال رہی اور جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد مالی کی حکومت اس کے بیٹے منسا مغا نے سنبھالی۔ مغا ان کے نزدیک محمد ہوتا ہے اور یہ چار سال حکومت کر کے فوت ہوگیا۔ اس کے بعد ان کی حکومت کو منسا سلیمان بن ابوبکر نے سنبھالا جو موسیٰ کا بھائی تھا، اس کا دور حکومت چوبیس سال تک رہا۔ جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا منسا بن سلیمان حکمران بنا، وہ اپنی حکومت کے نویں سال فوت ہوگیا، یہ ان کا سب سے برا حاکم تھا۔ جس نے انہیں تکالیف اور عذاب دیئے، حرم میں خرابی پیدا کی۔ مغرب کے بادشاہ نے اپنے زمانے میں سلطان ابو سالم بن سلطان ابوالحسن کو سنہ 62 میں ایک قابل ذکر تحفہ دیا جس میں ارض مغرب کا ایک عظیم الجثہ جانور تھا جسے کہ زرافہ کہتے ہیں۔ لوگ مدتوں تک اس کے مختلف قسم کے زیورات اور اس جانور کے جثے کے متعلق باتیں کرتے رہے۔

قاضی ثقہ ابو عبداللہ محمد بن وانسول سجلماسی نے جو ان کے ملک ''کوکو'' میں آباد ہوگیا تھا اور انہوں نے جسے سنہ 776 میں قاضی بنا دیا تھا، ان کے بادشاہوں کے متعلق بہت کچھ بتایا۔ جسے میں نے لکھا ہے۔ اسی نے مجھ سے سلطان جاطہ کا بھی ذکر کیا کہ اس نے ان کی حکومت کو خراب کر دیا، ان کے ذخائر کو تلف کر دیا اور قریب تھا کہ ان کی حکمرانی کی شان ختم ہو جاتی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے اسراف وتبذیر کا یہ حال تھا کہ اس نے سونے کا وہ پتھر بھی بیچ دیا جو ان کے باپ کے ذخیرے میں تھا۔ جب اس پتھر کو کان سے صاف کئے بغیر لایا گیا تھا تو اس کا وزن بیس قنطار تھا لہٰذا اس فضول خرچ بادشاہ نے جس کا نام جاطہ تھا، اسے ان تاجروں کے سامنے پیش کیا جو مصر سے اس کے ملک میں آتے تھے۔ تاجروں نے اسے نہایت کم قیمت میں اس سے خرید لیا، یوں اس نے اپنے بادشاہوں کے ذخائر کو فسق وفجور میں بے دریغ طور پر خرچ کر دیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اسے پھر نیند کی بیماری لاحق ہوگئی، یہ بیماری اس علاقے کے لوگوں کو اور رؤساء کو خصوصاً بہت لاحق ہوتی ہے۔ یوں اسے عام طور پر نیند کی بے ہوشی رہتی اور وہ نہ ہوش میں آتا اور نہ بیدار ہوتا۔ وہ اپنے اوقات میں سے بہت کم جاگتا۔ یہ بیماری، بیمار کو آخر نقصان دیتی ہے لہٰذا وہ مسلسل بیمار رہنے سے فوت ہوگیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ یہ بیماری اس کی اخلاط میں دو سال تک رہی اور پھر وہ سنہ 75 میں فوت ہوگیا۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے بیٹے کو حکمران بنایا، اس نے عدل وانصاف سے کام لیا، رعایا کے حالات کا جائزہ لیا اور کلیتہً اپنے باپ کے طریقے سے الگ ہوگیا۔ اس وقت وہ ہدایت کی امید گاہ ہے اور اس کی حکومت پر اس کا وزیر ماری جاطہ غالب ہے۔ ان کے ہاں ماری کے معنے وزیر کے ہیں جبکہ

جاطہ کے معنی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔اس وقت اس نے سلطان کو تصرفات سے روک دیا ہے اور فوج کی تیاری پر سوچ بچار کیا ہے۔ان کے ملک کے مشرقی علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا ہے اور ''کوکو'' کی سرحدوں سے آگے گزر گیا ہے۔تکرت اور اس کے ماوراء ملثمین کے علاقوں میں اس نے لڑنے کے لئے بڑی فوج بھیجی ہے۔جس نے وہاں حکومت کے آغاز ہی میں لڑائی کی اور ان کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔اس کے بعد پھر فوج وہاں سے چلی گئی۔اب انہوں نے تکرت اور ہدنہ کا محاصرہ کر لیا ہے جو وارکلا شہر سے غربی جانب ستر دن کے فاصلے پر ہے۔اس میں ملثمین کا ایک آدمی سلطان کے نام سے مشہور ہے اور وہ سوڈانیوں کے الحاج کے طریقے پر چل رہے ہیں۔اس کے اور امیر الزاب اور وارکلا کے درمیان مصالحت و مراسلت جاری ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اہل مالی کی حکومت کا دارالخلافہ ایک وسیع اور زرعی اور آباد علاقہ ہے جس کی منڈیاں بھی بڑی آباد ہیں۔اس وقت وہ مغرب،افریقہ اور مصر کی سمندری سواریوں کا اسٹیشن ہے،ہر علاقے سے وہاں پر سامان لایا اور لے جایا جاتا ہے۔منسا موسیٰ کی وفات سنہ 89 میں ہوئی اور اس کے بعد اس کا بھائی منسا مغا حکمران بنا پھر وہ قتل ہو گیا۔اس کے بعد صند کی حکمران بنا،صند کی وزیر نے ام موسیٰ سے شادی کر لی۔چند ماہ بعد ماری جاطہ اس کے گھر سے اس پر حملہ ہوا پھر وہ ان کے پیچھے کافروں کے ملک سے نکل گیا۔اس دوران ان کے پاس محمود نامی ایک شخص آیا جو منسا قو بن منسا ولی بن ماری جاطہ اکبر کی طرف منسوب ہوتا تھا۔لہٰذا اس نے سنہ 92 میں حکومت پر قبضہ کر لیا اور اس کا لقب منسا مغا تھا۔

لمطہ،کزولہ اور ہسکورہ کا بیان

ان قبیلوں کے متعلق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ منہاجہ کے بھائی ہیں اور ان تینوں کی ماں بصکی العرجاء بنت زحیک بن مادغیس ہے جبکہ منہاجہ،عامیل بن زعزاع کی اولاد سے ہیں۔ہوارہ،ادریغ کی اولاد سے ہیں اور اس کا بیٹا ابن برنس ہے۔دوسروں کے متعلق کوئی تحقیق نہیں ہوئی۔ابن حزم کہتا ہے کہ منہاجہ اور لمطہ کے باپ کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔بہر حال یہ تینوں قومیں سوس اور اس کے قریب کے بلاد صحرا اور جبال درن میں رہتی ہیں جو اس کے میدانوں اور پہاڑوں کے پیچھے ہیں۔

لمطہ کی اکثریت منہاجہ کے دو تہائی کی پڑوسی ہے،ان کے بہت سے قبیلے ہیں۔ان میں اکثر سفر کرنے والے دیہاتی ہیں۔ان میں سے کچھ سوس میں مسلناز کن اور لخسن میں رہتے ہیں جو معقل کے ذوی حسان کے شمار میں آ جاتے ہیں جبکہ بقیہ لمطہ،صحرا میں ملثمین کے ساتھ رہتے ہیں۔ان کا ایک بڑا قبیلہ تلمسان اور افریقہ کے درمیان رہتا ہے ان میں سے وکاک بن زیرک فقیہ بھی ہے جو ابو عمران فاسی کا ساتھی ہے۔وہ سجلماسہ میں اترا تھا۔اس کے شاگردوں میں سے عبداللہ بن یاسین بھی ہے جو لمتونیہ کا حکمران تھا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

کزولہ

کزولہ کے بہت سے بطون ہیں اور ان کا بڑا حصہ سوس میں رہتا ہے۔یہ لمطہ کے پڑوسی ہیں لیکن ان سے لڑتے بھی ہیں۔اب ان میں سے ارض سوس میں سفر کرنے والے رہتے ہیں۔سوس میں آنے والے سے قبل ان کی معقل کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہوتی تھیں۔لہٰذا جب یہ سوس میں داخل ہو گئے تو ان پر غالب آ گئے۔وہ اب ان کے خادم،حلیف اور رعایا ہیں۔

ہسکورہ

اس عہد میں مصامدہ میں شمار ہوتے ہیں۔موحدین کی دعوت کی طرف منسوب ہیں۔یہ بہت سی قومیں اور وسیع بطن ہیں۔ان کے مواطن ان کے پہاڑوں میں مشرقی جانب سے دان سے تادلہ تک اور قبلہ سے درعہ تک واقع ہیں۔فتح مراکش سے قبل ان کے کچھ لوگ مہدی کی دعوت میں شامل تھے مگر مکمل طور پر یہ دعوت میں بعد میں شامل ہوئے اسی لئے بہت سے لوگ انہیں موحدین میں شمار نہیں کرتے۔اگر شمار کریں تو آغاز کار میں انہیں امام کی مخالفت کرنے،اس کے اور اس کے پیروکاروں اور مددگاروں کے ساتھ لڑائیاں کرنے کی وجہ سے انہیں سابقین میں شمار نہیں کرتے،یہ

ان کی مخالفت وعداوت کی دعوت دیتے ہیں، اور اعلانیہ ان پر لعنت کرتے ہیں اور ان کے خطباء جمعہ کی نمازوں میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہنتانہ، تینملل، ہرنہ اور ہرزجہ پر لعنت کرے لہٰذا فتح مراکش کے بعد یہ دعوت پر قائم ہوئے۔ ہسکورہ کے کئی بطون ہیں جن میں سے مصطادہ، عجرامہ، زمرادہ، انتیف، بنو نفال اور بنو رسکونت اور دیگر بطون بھی ہیں جن کے نام مجھے مستحضر نہیں۔ موحدین کی حکومت کے آخر میں ان کی سرداری عمر بن قاریط المنتسب کے پاس تھی جس کا ذکر مامون اور رشید کے حالات میں ہے، یہ بنی عبدالمومن میں سے مراکش میں موحدین کے خلاف تھا۔ اس کے بعد مسعود بن کلداہن سردار تھا جو دبوس کے نام کا منتظم اور اس کا مددگار تھا۔ میں اسے بنی مسعود کا جد خیال کرتا ہوں جن کے امراء اس زمانے میں فطواکہ میں سے ہیں جو اس گھرانے میں سرداری کے اتصال کی وجہ سے بنی خطاب کے نام سے مشہور ہیں۔ جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا، تو انہوں نے مدت تک بنی مرین کی نافرمانی کی۔ استقامت اور لڑائی میں بھی ان کا سلوک بھی ان سے مختلف ہوگیا۔ وہ جشم کے عربوں کی اطاعت سے دستکش ہونے والوں اور ان کے باغیوں کی پناہ گاہ تھے لیکن پھر وہ درست ہوگئے، ٹیکسوں کی ادائیگی کرنے لگے اور بلانے پر شاہی فوجوں میں جانے لگے جیسے کہ دوسرے مصامدہ کا حال تھا۔

انتیف

ان کی سرداری اولاد دہنوا میں تھی۔ ان میں سے یوسف بن کنون نے اپنے لئے تاقیوت کا قلعہ بنایا اور پھر اس میں محفوظ ہوگیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے علی اور مخلوف بھی ہمیشہ اسے مضبوط کرتے رہے۔ یوسف کی فوتیدگی کے بعد اس کی سرداری اس کے بیٹے مخلوف نے سنبھالی لیکن وہ سنہ 702 میں اعلانیہ اطاعت سے نکل گیا۔ تاہم پھر دوبارہ اطاعت اختیار کرلی۔ اسی نے سنہ 707 میں ثابت کے دور حکومت میں مراکش پر ظلم کرنے والے یوسف بن عباد کو گرفتار کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے لہٰذا مخلوف نے اسے گرفتار کرلیا، اسے اختیار دیا اور اس کا تقرب اطاعت کرنے سے ہوا۔ اس کے بعد، اس کا بیٹا ہلال بن مخلوف نیا سردار بنا اور اس زمانے تک سرداری ان میں متصل چلی آتی ہے۔

بنو نفال

ان کی سرداری، اولاد زمیت کو حاصل تھی۔ سلطان ابو سعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن کے زمانے میں ان کا بڑا سردار علی بن محمد تھا اور اس کی اختلاف اور امتناع میں بڑی شہرت تھی۔ سلطان ابوالحسن نے اپنی حکومت کے شروع میں اس کے محاصرے کے بعد اسے اس کے منصب سے معزول کر دیا لیکن اسے اپنے ماتحت امراء میں شامل کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ تونس میں طاعون جارف کے واقعے کے بعد فوت ہوگیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹوں نے اپنی قوم کی سرداری سنبھالی یہاں تک کہ ان کا خاتمہ ہوگیا۔ اس زمانے میں ان کی سرداری ان کے اہل بیت اور ان کے چچوں کے گھر میں ہے۔

فطواکہ

ان میں بڑے وسیع بطن، بڑی سرداری والے، بادشاہ کے خصوصی مقرب اور اس کی خدمت کرنے والے ہیں۔ بنو خطاب اس دوران موحدین کی حکومت کو چھوڑ کر بنی عبدالحق کی طرف مائل ہوگئے اور انہیں اپنی مہار دیدی ہے۔ انہوں نے اپنے اوپر سرداری کرنے کے لئے اپنے شیوخ کو مختص کیا ہے۔ سلطان یوسف بن یعقوب کے زمانے میں ان کا سردار محمد بن مسعود اور اس کے بعد اس کا بیٹا عمر تھا۔ جب عمر اپنے محل میں سنہ 704 کو فوت ہوگیا تو اس کے بعد اس کے چچا موسیٰ بن مسعود نے سنبھالی۔ جب بنی مرین کی حکومت مضبوط ہوگئی اور مصامدہ سے حکومت جاتی رہی تو ان کے زمانے کے بعد بنو مرین اپنے امراء کو ان کا ٹیکس اکٹھا کرنے کے لئے مقرر کرنے لگے کیونکہ وہ ان کے خاندان میں سے تھے ان میں ہنتانہ میں اولاد یونس سے بڑا سردار کوئی نہیں تھا اور بنی خطاب ہسکورہ میں تھے۔ لہٰذا انہوں نے آپس میں مراکش کی عملداریوں کو محمد بن عمر، اس کے بعد موسیٰ بن علی اور اس کے بھائی محمد کو دیدیا جو ہنتانہ کے شیوخ تھے۔ وہ ہمیشہ وہاں کا والی رہا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن کی مصیبت سے تھوڑا عرصہ قبل قیروان میں مرگیا۔ اس کا بیٹا پھر سلطان ابوالحسن کی طرف جاتے ہوئے تلمسان چلا گیا لیکن جب ابو عنان نے اسے اپنی طرف دعوت دی تو وہ اپنی

جگہ پر واپس آ گیا اور اپنے باپ کی طرح اطاعت کرنے لگا۔ ابوعنان نے پھر اس کے چچا عبدالحق کی وجہ سے اس کی رعایت کی اور اسے مراکش کی عملداریوں کا کام سونپ دیا لیکن یہ اس کے جھگڑوں میں کچھ کام نہیں آیا۔ یہاں تک کہ وہ مراکش میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ جاملا۔ یہ اس کے بڑے داعیوں میں سے تھا اور اس نے اس کی مدد میں بڑی بہادری دکھائی۔ جب سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا، تو ابوعنان نے اسے قید کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور پھر سنہ 53 میں تلمسان پر حملے کے دوران اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی منصور بن محمد نے حکومت سنبھالی یہاں تک کہ امیر عبدالرحمٰن بن ابی بقلس سنہ 76 میں مراکش پر غالب آ گیا۔ لہٰذا اس نے اسے مقدم کیا اور اسے گرفتار کر کے اس کے عم زاد کے گھر میں ایک سال تک قید کر دیا۔ اس وقت ابن مسعود بن الخطاب بھی اس کے حامیوں میں سے تھا وہ اور اس کا باپ محمد بن عمر کی اولاد سے اپنی جان کے خوف سے بنی مرین کی طرف آ گئے تھے تاکہ انہیں حکومت کی تربیت دیں لہٰذا جب اس نے اس کے گھر میں قیدی ہوتے ہوئے اس پر قدرت پائی تو اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ساتھ ہی اس کے بیٹوں کو بھی قتل کر دیا۔ اس پر سلطان نے ناراض ہو کر اسے تھوڑے عرصے کے لئے قید کر دیا، پھر رہا کر دیا اور وہ اس عہد میں ہسکورہ کا آزاد حکمران ہے۔ واللّٰہ قادر علیٰ من یشاء۔

منہاجہ کے تیسرے طبقے کا بیان

اس طبقے میں کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ لیکن یہ اس زمانے میں مغرب کے قبیلوں میں سب سے زیادہ ہیں۔ ان میں سے کچھ جبال درن کی شرقی جانب، تازی اور تادلہ کے درمیان اور معدن بنی فازان میں اس گھاٹی پر رہتے ہیں جو آ کر سلومن تک پہنچاتی ہے اور جو بلاد نخل میں سے ہے۔ اس گھاٹی کا گزر مغرب میں بلاد مصامدہ اور ان کے علاقے میں جبال درن کے پاس سے ہوتا ہے۔ پھر اعتم اور السن میں بھی ان پہاڑوں کی چوٹیاں پائی جاتی ہیں۔ اس گھاٹی سے پھر ان کے مواطن قبلے کی طرف مڑ جاتے ہیں اور آ کر سلومن پر ختم ہوتے ہیں۔ اس کا موڑ پھر آ کر سلومن سے درعہ کی طرف سوس اقصیٰ کے نواح اور اس کے شہروں تارودانت اور ایفری ان قوتان تک جاتا ہے۔ یہ سب منہا کہ کے نام سے مشہور ہیں جو منہاجہ سے بدلا ہوا ہے۔ منہاجہ کو غربی قبائل کے درمیان اہل جبال پر قوت و طاقت حاصل ہے جو تادلہ پر جھانکتے ہیں۔ اس زمانے میں ان کی سرداری عمران منہا کی کی اولاد میں ہے۔ انہیں حکومت کا اعزاز اور المعری کی اطاعت سے بچاؤ حاصل ہے۔ ان کے ساتھ خباتہ کے قبیلے متصل ہیں جن میں سے کچھ سفر کرنے والے ہیں اور جو کہ الخط میں رہتے ہیں۔ ان کے بلاد کے مضافات تیغانیمین میں ہیں جو قبیلہ مکناسہ میں سے ہے، وادی ام ربیع تک جو تامسنا سے شمالی جانب، جبل درن کے دونوں طرف ہے۔ وہ وہاں بارش کے مقامات تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ان کی سرداری ہیدی کی اولاد میں ہے جو ان کے مشاہیر ہیں۔ اس کے علاوہ عدوہ ام ربیع سے مراکش تک ان کے ساتھ دکالہ کے قبیلے متصل ہیں۔ مغرب کی جہت میں بحر محیط کے ساحل پر آزمور کی طرف ایک قبیلہ ان سے اتصال رکھتا ہے جبکہ دوسرا قبیلہ جو بہت بڑی تعداد میں ہے، وہ وطن، مذہب، ٹیکس اور پیشے کے لحاظ سے مصامدہ کی ذیل میں آتا ہے اس زمانے میں ان کی سرداری عزیز بن یبروک کی حکومت میں ہے جو زناتہ کی حکومت کے آغاز سے ان کا رئیس ہے، اس کا ذکر آئندہ ہوگا۔ بطویہ، بخاصہ اور بنی وارتین جبال تازا سے جبل لدای تک رہتے ہیں جو جبال مغرب میں سے ہے۔ یہ بنی بک کے نام سے مشہور ہے، یہ ان کا ایک قبیلہ ہے جو وعدہ کے مطابق ٹیکس دیتا ہے۔ بطویہ کے تین بطون ہیں: ایک بطویہ جو تازا پر رہتا ہے اور بنی وریاغل، ولد المزمہ اور اولاد علی تافرسیت میں رہتی ہے۔ اولاد علی کا بنی عبدالحق کے ساتھ دوستانہ معاہدہ ہے جو بنی مرین کے ملوک ہیں۔ ام یعقوب بن عبدالحق ان میں سے تھی۔ لہٰذا اس نے انہیں کو وزیر بنایا۔ اور ان میں سے طلحہ بن علی اور اس کا بھائی عمر بن علی بھی تھا جس کا ذکر ان کی حکومت میں آئے گا۔ وہ بحر روم کے ساحل سے جبال درن اور جبال ریف کے درمیان، مغرب کے میدان سے متصل ہے جہاں کہ حماد کے مساکن ہیں، ان کا ذکر منہاجہ کے دیگر قبائل میں آئے گا جو پہاڑوں، وادیوں اور میدانوں میں فشتالہ، سطہ، بنوور یاکل، بنوحمید، بنومزہ جلدہ، بنوعمران، بنوورکول، ورتزر، ملواتہ اور نہی وامر کی طرح پتھروں اور مٹی کے مکانوں میں رہتے ہیں۔ ان سب کے مواطن، ورغہ اور امرکو میں ہیں اور یہ کاشت کاری اور کپڑا بننے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہ اسی وجہ سے منہاجہ البز کے نام سے مشہور ہیں اور یہ ٹیکس گزار قبائل کی ذیل میں ہیں۔ اس زمانے میں ان کی اکثر زبان عربی ہے اور یہ جبال غمارہ کے پڑوسی ہیں۔ جبال غمارہ کی ایک طرف ان کے ساتھ جبل سریف مل جاتا ہے جو منہاجہ میں سے بنی زروال کا موطن

ہے بنی مغالہ معاش کے لئے کوئی پیشہ نہیں کرتے اور منہاجتہ العز کہلاتے ہیں کیونکہ اس کی پہاڑوں کی حفاظت کا یہ تقاضا ہے جبکہ آزمور کے منہاجہ کو جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں، منہاجتہ الذل کہتے ہیں کیونکہ وہ ذلیل اور تاوان دینے والے ہیں۔ بعض بربریوں کا خیال ہے کہ بنی وددید بھی منہاجہ میں سے ہیں۔ بنو یز فاسن اور باطویہ، واصل بن یاسین، اجناسن کے ماموں ہیں، مغرب کی زبان میں اس کے معنی ہیں زمین پر بیٹھنے والا۔

مصامدہ کے واقعات کا بیان

مصامدہ دراصل مصمود بن یونس بربر کی اولاد میں سے ہیں اور وہ بربری قبائل میں سے بہت زیادہ تعداد والے ہیں۔ ان کے بطون میں سے برغواطہ، غمارہ اور اہل جبل درن ہیں۔ طویل برسوں سے ان کے مواطن مغرب اقصیٰ میں ہیں۔ اسلام سے تھوڑا عرصہ قبل اور اس کے شروع میں ان میں برغواطہ کو سب سے تقدم حاصل تھا۔ پھر اس کے بعد جبال درن کے مصامدہ کو اس زمانے تک تقدم حاصل ہو گیا۔ برغواطہ کو اپنے زمانے میں حکومت حاصل تھی اور ان میں سے اہل درن کو ایک دوسری حکومت حاصل تھی۔ کچھ دوسری حکومتیں بھی تھیں جن کا ہم ذکر کریں گے لہٰذا ہم ان قبائل کا ذکر کرتے ہیں اور جس طرح ہمیں معلوم ہوا ہے ان کی حکومتوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

برغواطہ اور ان کی حکومت کی روداد

یہ ان میں سے پہلی قوم ہے۔ جسے آغاز اسلام میں تقدم اور کثرت حاصل تھی لیکن یہ بڑے اور پراگندہ گروہ تھے۔ ان کے مواطن خصوصاً مصامدہ کے درمیان تامسنا کے میدانوں اور بحرمحیط کے سبزہ زار میں سلا سے ازمور، انفی اور اسفی تک تھے۔ ہجرت کی دوسری صدی کے شروع میں ان کا بڑا سردار طریف ابوصبیح تھا۔ میسرۃ الخفیر کے جرنیلوں میں سے طریف المضفری بھی تھا جو دعوت صفری کا منتظم تھا۔ اس کے ساتھ معزوز بن طالوت بھی تھا پھر میسرہ اور صفریہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن طریف تامسنا میں ان کی حکومت کا منتظم باقی رہ گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کے لئے قوانین بنائے لیکن پھر وہ فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے صالح کو حکمران بنایا جو کہ اپنے باپ کے ساتھ میسرہ کی لڑائیوں میں شامل ہوا تھا۔ وہ اہل علم اور اصحاب خیر میں سے تھا لیکن پھر وہ آیات الٰہیہ سے ایک طرف ہو گیا اور دعوائے نبوت کر دیا۔ اس نے ان کے لئے ایک دین بنایا جس پر وہ اس کے بعد چلتے رہے۔ وہ دین مورخین کی کتب میں مشہور و معروف ہے۔ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس پر قرآن نازل ہوا ہے وہ اس میں سے انہیں کو سورتیں پڑھ کر سناتا تھا۔ اور ان سورتوں میں سورۃ الدیک، سورۃ الحمر، سورۃ الفیل، سورۃ آدم، سورۃ نوح اور بہت سے انبیاء کی سورتیں تھیں۔ سورۃ ہاروت و ماروت اور ابلیس اور سورہ غرائب الدنیا بھی تھی۔ ان کے خیال میں اس سورہ میں عظیم علم تھا جس میں حلال اور حرام اور شرع اور قصر کو بیان کیا گیا تھا۔ وہ اسے اپنی نمازوں میں پڑھتے تھے اور اس کا نام صالح المومنین رکھتے تھے۔ جیسا کہ بکری نے زمور بن صالح بن ہاشم بن وارد سے بیان کیا ہے جو اپنے بادشاہ ابوعیسیٰ بن ابی الانصاری کی طرف سے سنہ 352 میں حاکم مستنصر خلیفہ قرطبہ کے پاس آیا تھا۔ اس کے تمام حالات کو داؤد بن عمر بسطاسی بیان کرتا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ صالح کا ظہور ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ہجرت کی دوسری صدی کے ستائیسویں سال میں ہوا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا ظہور ہجرت کے آغاز میں ہوا تھا جب اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اطلاع پہنچی تو اس نے آپ کی نقل اتارتے ہوئے اور آپؐ سے عناد رکھتے ہوئے یہ ادعاء کیا مگر پہلی بات زیادہ درست ہے۔ اس نے پھر یہ خیال کیا کہ وہ مہدیؑ آخرالزمان ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ ہوں گے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس کا نام عربوں میں صالح، السریان میں مالک، عجمی میں عالم، عبرانی میں روبیا اور بربری میں وربا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ وہ 47 سال کی عمر میں ان کی حکومت سنبھالنے کے بعد مشرق کی طرف نکل گیا اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ ان میں ساتویں کی حکومت میں واپس آ جائے گا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے الیاس کو اپنے دین کی وصیت کی اور اسے تاکید کی کہ وہ حاکم اندلس سے دوستی کرے۔ جو بنی امیہ میں سے تھا پھر جب ان کی پوزیشن مضبوط ہو جائے تو وہ اس کے دین کا اظہار کرے۔ اس کے بعد اس کے بیٹے الیاس نے اس کام کو سنبھالا اور وہ ہمیشہ ہی پوشیدگی سے اظہار اسلام کرتا رہا کیونکہ اس کے باپ نے اسے اپنے کلمہ کفر سے یہی وصیت کی تھی۔ لیکن وہ پاکباز، پاکدامن اور زاہد تھا۔ وہ پھر اپنی

حکومت کے پچاسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد ان کے کام کو اس کے بیٹے یونس نے سنبھالا لہٰذا اس نے ان کے دین کو واضح کیا اور ان کے کفر کی طرف دعوت دی۔ جو اس کے دین میں داخل نہیں ہوتا تھا وہ اسے قتل کر دیتا یہاں تک کہ اس نے تامسنا اور اس کے گرد کے شہروں کو جلا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے 380 شہروں کو جلا دیا۔ اور وہاں کے باشندوں سے مخالفت کرنے کی وجہ سے تلوار سے لڑائی کی۔ اس نے تاملو کاف مقام پر لوگوں کو قتل کیا اور یہ ایک بلند پتھر ہے جو راستے کے درمیان میں اگا ہوا ہے لہٰذا اس نے کل سات ہزار سات سو ستر آدمیوں کو قتل کیا۔

وسون کہتا ہے کہ یونس پھر مشرق کی طرف گیا اور اس نے حج کیا۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد اس کے اہل بیت میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔ وہ پھر اپنی حکومت کے چوالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور حکومت اس کے بیٹوں سے منتقل ہو گئی۔ ان کی حکومت پھر ابو غفیر محمد بن معاد بن الیسع بن صالح بن طریف نے سنبھالی اور اس نے برغواطہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ وہ پھر اپنے آباء کے دین پر چلا اور اس کی شوکت و عظمت بڑھ گئی۔ اس نے بربریوں کے ساتھ قابل ذکر اور مشہور لڑائیاں لڑیں جن کی طرف سعید بن ہشام مصمودی نے اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔

''اے محبوبہ! جدائی سے قبل ہمیں یہ پختہ اور یقینی اطلاع دے کہ امت ہلاک اور گمراہ ہو چکی ہے اور سو گئی ہے اور اسے پینے کو شیریں پانی نہ ملے۔ یہ کہتے ہیں کہ ابو غفیر نبی ہے، اللہ تعالیٰ کاذبوں کی ماں کو ذلیل کرے۔ کیا تو نے کبھی کسی بخیل کے گھر کے متعلق دیکھا اور سنا نہیں کہ ہم ان کے گھوڑوں کے پیچھے لگے۔ وہ عورتیں رو رہی تھیں۔ کئی عورتوں نے جنین گرا دیئے تھے اور اہل تامسنا کو اس وقت پتہ چلے گا۔ جب قیامت کے روز قلع ہو کر آئیں گے، وہاں یونس اور اس کے باپ کے بیٹے بربریوں کو حیران ہو کر کھینچتے ہوں گے لہٰذا یہ دن تمہارا دن نہیں بلکہ یہ راتیں ہیں جو تم کو میسر ہیں۔''

ابو غفیر نے چوالیس بیویاں کیں اور اس کے اس جیسے ایک یا زیادہ بیٹے ہوئے۔ وہ تیسری صدی کے آخر میں اپنی حکومت کے انتیسویں سال میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابو الانصار عبد اللہ حکمران بنا اور وہ اس کے نقش قدم پر چلا۔ وہ بہت دعوت دینے والا تھا۔ اس کے دور کے بادشاہ اس سے خوف کھاتے تھے اور اس سے تعلقات پیدا کر کے اس سے مصالحت کرتے تھے تاکہ وہ دور رہے۔ وہ کمبل اور شلوار اور سلا ہوا کپڑا پہنتا تھا۔ مسافروں کے سوا، اس کے علاقے میں کوئی پگڑی نہیں باندھتا تھا، وہ پڑوسی کا محافظ اور پھر عہد کو پورا کرنے والا تھا۔ آخر وہ چوتھی صدی کے اکتالیسویں سال میں اپنی حکومت کے چوالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور سلاخت میں دفن ہوا۔ وہیں پر اس کی قبر ہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابو منصور عیسیٰ بائیس سال کی عمر میں حکمران بنا، اپنے آباء کی سیرت پر چلا اور نبوت و کہانت کا دعویٰ کیا۔ اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور قبائل مغرب اس کے مطیع ہو گئے۔

رمون بیان کرتا ہے کہ اس کی فوج تقریباً تین ہزار برغواطہ پر مشتمل تھی۔ اس کے علاوہ دس ہزار فوج جراوہ، زداغہ، برانس، مجاصہ، مضغرہ، مرد مطماطہ، بنو وارتکیت، بنو یفری، آحدہ رکامہ، ایزلن، رصافہ اور رنمفرادہ پر مشتمل تھی۔ ان کے بادشاہوں نے جب سے بھی وہ تھے کبھی خدا کو سجدہ نہیں کیا۔

یہ حقیقت ہے کہ ملوک عدوتین نے برغواطہ سے جنگ و جہاد کرنے میں اس کے بعد ادارسہ، امویہ اور شیعہ نے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ جب جعفر بن علی اندلس سے مغرب کی طرف گیا تو منصور بن ابی عامر نے سنہ 367 میں اسے اپنا کام سپرد کیا۔ وہ پھر بصرہ میں اترا۔ لیکن بعد ازاں اس کے اور اس کے بھائی یحییٰ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور ہند کے سردار اس پر ٹوٹ پڑے۔ اس نے حکم دیا کہ وہ اس کام کو بجا لائے جو اسے جعفر نے کہا ہے۔ بعد ازاں معتدہ نے اپنے صالح عمل سے اس کی توجہ برغواطہ کے جہاد کی طرف پھیر دی۔ اس نے اہل مغرب اور اندلسی فوجوں کے ساتھ ان پر چڑھائی کی لہٰذا انہوں نے اپنے ملک کے میدان میں اس سے لڑائی کی اور اسے شکست ہوئی۔ لیکن وہ خود اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ بچ نکلا اور بصرہ میں اپنے بھائی کے ساتھ جا ملا پھر اس کے بعد منصور کے بلانے پر اس کے پاس چلا گیا۔ وہ پھر اپنے بھائی یحییٰ کو مغرب کی عملداری میں چھوڑ گیا بعد ازاں منہاجہ نے ان کے ساتھ اس وقت لڑائی کی۔ جب اس کے بعد بلکین بن زیری نے سنہ 68 میں مغرب سے لڑائی کی تو زناتہ اس کے آگے بھاگ گئے اور سبتہ کے ایک باغ میں کود گئے پھر وہ اس کی لکڑیوں میں محفوظ ہو گئے لہٰذا وہ ان سے برغواطہ کے جہاد کی طرف لوٹ آیا اور ان پر چڑھائی کر دی تو ابو منصور عیسیٰ بن ابی الانصار اپنی قوم کے ساتھ اسے آن ملا اور انہیں شکست ہوئی، یوں منصور قتل ہو

گیا۔ بلکین نے پھران میں قتلِ عام کر کے خوب خونریزی کی اوران قیدیوں کو قیروان بھیج دیا۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ منصور کے بعد ان کی حکومت کس نے سنبھالی پھران کے ساتھ منصور بن ابی عامر کی فوج نے اس وقت لڑائی کی جب عبدالملک بن منصور نے اپنے غلام واضح کو ان برغواطہ کی پہلی فوجوں اور امرائے نواح اور سرداروں کی امارت دی لہٰذا ان میں قتل کرنے اور قیدی بنانے کا بڑا اثر ہوا۔ ان کے ساتھ پھر بنو یفرن نے اس وقت لڑائی کی جب ابو لیلیٰ محمد یفرنی نے اس کے بعد سلا کی جانب جو بلاد مغرب میں ہے مستقل حکومت قائم کر لی اور انہوں نے لڑائیوں کے بعد ان کو زیری بن عطیہ مغراوی سے الگ کر لیا۔ پانچویں صدی کے آغاز میں لیلیٰ کی اولاد تمیم بن زیری بن لیلیٰ کی طرف منسوب ہوتی تھی اور وہ سلا شہر میں ٹھہرا ہوا تھا اور برغواطہ کا پڑوسی تھا۔ ان کے جہاد میں اس کا بڑا اثر تھا۔ یہ سنہ 420 کی بات ہے۔ لہٰذا یہ تامسنا میں ان پر غالب آ گیا اور انہیں قتل کرنے اور قیدی بنانے کے بعد اس کا حاکم بن گیا۔ اس کے بعد یہ لوگ اپنی اپنی جگہ واپس آ گئے یہاں تک کہ لمتونہ کی حکومت بگڑ گئی اور اپنے صحرائی مواطن سے بلاد مغرب کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے پھر سوس اقصیٰ کے بہت سے قلعوں اور جبال مصامدہ کو فتح کر لیا۔ انہوں نے تامسنا اور اس کے اردگرد ریف غربی میں برغواطہ کے ساتھ جہاد کیا لہٰذا ابوبکر بن عمر نے جو مرابطین کی قوم میں لمتونہ کا امیر تھا ان پر چڑھائی کر دی۔ پھر اس کی ان کے ساتھ لڑائیاں ہوئیں جن میں سے ایک لڑائی میں صاحب الدعوۃ عبداللہ بن یاسین کبروی سنہ 450 میں شہید ہو گیا۔ ابوبکر اور اس کی قوم اس کے بعد بھی مسلسل جہاد کرتی رہی یہاں تک کہ انہوں نے ان کی جڑ اکھیڑ دی اور زمین سے ان کے آثار مٹا دیئے۔ ان کی حکومت کے خاتمے کے وقت ان کا حکمران ابو حفص عبداللہ تھا جو ابو منصور عیسیٰ بن ابی الانصار عبداللہ بن ابی غفیر محمد بن معاد بن الیسع بن صالح بن طریف کی اولاد میں سے تھا۔ وہ ان کی لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا اور انہی پر ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور یوں اس کی جڑ کٹ گئی۔ بعض لوگوں نے برغواطہ کے نسب کے بارے میں بیان کیا ہے کہ بعض انہیں زناتہ کے قبائل میں شمار کرتے ہیں۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ وہ یہودی تھا جو شمعون بن یعقوب کی اولاد میں سے تھا۔ اس نے برباط میں پرورش پائی اور مشرق کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے عبداللہ مغربی سے پڑھا اور سحر میں مشغول ہو گیا۔ اس نے کئی فنون کو جمع کیا اور مغرب میں آیا اور تامسنا میں اترا۔ وہاں پر اس نے بربریوں کے جاہل قبیلوں کو پایا لہٰذا اس نے ان کے سامنے زہد کا اظہار کیا، انہیں اپنی زبان سے مسحور کر دیا اور انہیں جھوٹ موٹ باتیں بتائیں۔ انہوں نے اس کی اتباع کی۔ لہٰذا اس نے دعویٰ نبوت کر دیا۔ برباط میں پرورش پانے کی وجہ سے اسے برباطی بھی کہتے ہیں۔ برباط حصن شریش کی ایک وادی ہے جو بلاد اندلس میں ہے۔ عربوں نے اس نام کو معرب کر کے برغواط بنا لیا۔ یہ سب باتیں کتاب الجوہر کے مصنف نے بیان کی ہیں۔ البر کے بساتین کا بھی کچھ ذکر کیا ہے مگر یہ ایک صاف غلطی ہے، یہ لوگ زناتہ میں سے نہیں۔ اس کی گواہی ان کے موطن اور ان کے اپنے مصامدی بھائیوں کے پڑوس میں رہنے سے ملتی ہے۔

صالح بن طریف ان میں معروف آدمی ہے اور وہ ان کے غیروں میں سے نہیں ہے۔ قبیلوں اور نواح پر غلبہ اس کی جڑ کاٹ دینے سے مکمل نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نسب اپنے آپ کو غیر قوم کی طرف منسوب کرنے والا ہے۔ اس آدمی کا نسب برغواطہ ہے اور مصامدہ کے قبیلوں میں ان کا قبیلہ ایک مشہور قبیلہ ہے جیسا کہ ہم سے بیان کیا ہے۔

غمارہ کا بیان اور ان کی حکومت کی روداد

مصامدہ کے بطون میں سے یہ قبیلہ غمار بن مصمود کی اولاد میں سے ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ غمار بن اصیاد کی اولاد میں سے ہے جو مصیمولان میں سے ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ عرب ہیں اور ان پہاڑوں کی طرف بھاگ کر آئے ہیں۔ انہوں نے پھر اپنا نام غمارہ رکھ لیا ہے اور یہ ایک عام مذہب ہے۔ ان کے قبیلے شمار سے زیادہ ہیں۔ ان کے مشہور بطون بنو حمیرہ، مثیوہ، بنو مال، اعضادہ، بنو وزروال اور مکنسہ ہیں۔ وہ بغیر کسی جماعت کے اپنے آخری ٹھکانوں میں جو بحر روم کے ساحل پر عساسہ کے قریب مغرب میں ریف کے میدانوں میں ہیں آتے جاتے ہیں لہٰذا انہوں نے تنکرر، بادس، تیکیسس تطاویر، سبتہ اور قصر سے طنجہ تک جس کا پانچ روز یا اس سے زیادہ کا سفر ہے کے ان مقامات میں بلند پہاڑوں کو اپنا وطن بنایا ہے جو دیوار کی طرح چوڑائی میں ایک دوسرے سے پانچ مراحل تک ملے ہوئے ہیں۔ وہ اس کے بعد قصر کتامہ کے میدانوں اور وادی ورغہ سے آگے گزر جاتے ہیں جو مغرب کے میدانوں میں سے ہے اور جہاں سے ساتھی واپس آ جاتے ہیں۔ ان کے کناروں میں پرندے اور الو اترتے ہیں

اوران کی چوٹیوں اور کشادہ راستوں میں سے مسافروں کے راستے جانوروں کی چراگاہیں، کھیتیاں اور باغات کے درخت نکلتے ہیں۔ تجھے معلوم ہو گا کہ وہ مصامدہ میں سے ہیں۔ ان کے بعض قبیلے مصمودہ کے نام سے مشہور ہیں اور سبتہ اور طنجہ کے درمیان سکونت پذیر ہیں۔ ان ہی کی طرف وہ قصر اعجاز منسوب ہوتا ہے جس سے بحری خلیج گزر کر طریف کے علاقے کی طرف جاتی ہے اسی طرح ان کے مواطن کا برغواطہ کے مواطن سے جو مصامدہ کے قبیلوں میں سے ہے۔ بحر غربی کے سبزہ زاروں سے اتصال میں اس کی مدد کرتا ہے اور وہ بحر محیط ہے کیونکہ وہاں پر ان میں سے بنوحسان اس ساحل پر آباد ہیں جو آزغرادہ اور اصیلا کے قریب قریب ہے۔ وہاں پر انفی انہیں برغواطہ اور ددکالہ کے مواطن سے قبائل درن اور اس کے ماوراء بلاد قبلہ تک ملا دیتا ہے۔ لہٰذا مصامدہ تھوڑے سے قبیلوں کو چھوڑ کر پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ دوسرے لوگ میدانوں میں رہتے ہیں اور فتح کے وقت سے ہی غمارہ ہمیشہ سے ان مواطن میں رہ رہے ہیں۔ اس سے پہلے کا حال معلوم نہیں ہوسکا اور فتح کے زمانے سے مسلمانوں کی ان کے ساتھ لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں سے سب سے بڑی لڑائی موسیٰ بن نصیر کی تھی جس نے انہیں اسلام پر آمادہ کیا اور ان کے بیٹوں کو قیدی بنایا۔ اس نے ان کی ایک فوج کو خلوف کے ساتھ طنجہ میں اتارا اور اس زمانے میں ان کا امیر بلیان تھا۔ جس کے پاس موسیٰ بن نصیر گیا تھا۔ اس نے جنگ اندلس میں اس کی مدد کی تھی اور اس کا پڑاؤ سبتہ میں تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ یہ تانکور پر قبضہ کرنے سے پہلے کی طرح بات ہے۔ اسلام کے بعد غمارہ نے دوسروں کے لئے حکومتیں قائم کیں، ان میں جھوٹے مدعیان نبوت بھی ہوئے اور خوارج بھی ہمیشہ محفوظ ہونے کے لئے ان کے پہاڑوں کا قصد کرتے رہے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

باب: ۲۵

سبتہ کے حکمرانوں کا بیان اوران کی حکومتوں کی روداد

سبتہ قبل از اسلام کے قدیم شہروں میں سے ہے۔ جب موسیٰ بن نصیر نے اس پر چڑھائی کی تو اس نے جزیہ دینا قبول کرلیا، موسیٰ نے پھر اس کے بیٹوں کو ریغمال بنالیا اور طارق بن زیاد کو جزیہ کے لئے طنجہ میں اتارا۔ اس نے اس کے ساتھ پڑاؤ کرنے کے لئے فوج کو بھیجا پھر طارق کو اندلس کی طرف بھیجا تو اس نے ان پر فوج بھیجی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے فتح پھر اس کے ہمسروں کو ہوئی۔ جب بلیان فوت ہو گیا تو عرب صلح کے ذریعہ سبتہ شہر پر قابض ہو گئے اور اسے آباد کیا۔ بعدازاں میسرۃ الحقیر کی خارجی دعوت کا فتنہ اٹھا، اس نے غمارہ کے بہت سے بربریوں اور دوسرے لوگوں کو قابو کرلیا۔ لہٰذا اس نے طنجہ کی امارت سے سبتہ پر حملہ کیا اور عربوں کو وہاں سے نکال کر قید کرلیا اور اسے برباد کر دیا۔ یوں وہ خالی ہو گیا پھر ان کے جوانوں اور قبائل کے سرداروں میں سے ماحکس وہاں اترا، اسی وجہ سے انہیں محکسہ کہتے ہیں لہٰذا اس نے اسے تعمیر کیا اور لوگ اس کی طرف واپس آ گئے۔ وہ پھر مسلمان ہو گیا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ اس کے بیٹے عصام نے پھر اس کی حکومت کو سنبھالا اور وہ ایک مدت تک حکمران رہا۔ اس کا بھائی الرضی پھر حکمران بنا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اس کا بیٹا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے وہ بنی ادریس کی بہت اطاعت کرتے تھے۔ اس دوران جب ناصر کو سربلندی حاصل ہوئی تو اس نے مغرب کی حکومت میں دلچسپی لی۔ اس نے پھر بلاد ہبط و غمارہ کے مالکوں بنی ادریس سے اسے اس وقت چھین لیا۔ جب کتامہ اور زناتہ نے انہیں ان کے ملک فاس سے نکال دیا تھا۔ یوں وہ ناصر کی دعوت کا منتظم بن گیا۔ بعدازاں ان کے بیٹے اپنی اپنی عملداریوں میں ناصر کے لئے سبتہ سے الگ ہو گئے اور اسے اشارہ کیا کہ وہ اسے بنو عاصم سے حاصل کرے لہٰذا اس نے اپنی فوجوں اور بحری بیڑوں کو اپنے جرنیل نجاح بن غفیر کے ساتھ سبتہ کی طرف بھیجا۔ اس نے اسے سنہ 319 میں فتح کرلیا۔ اس کے بعد الرضی بن عصام نے اسے اس کے لئے چھوڑ دیا اور اس کی اطاعت اختیار کرلی۔ یوں بنی عصام کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اب سبتہ ناصر کے قبضہ میں آ گیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد بنو حماد نے اس پر قبضہ کرلیا اور اس کے میدانوں نے ایک اور حکومت بنا دی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ جب فتح کے دور میں مسلمانوں نے بلاد مغرب اور اس کی عملداریوں پر قبضہ کیا تو انہوں نے انہیں آپس میں تقسیم کرلیا۔ خلفاء نے پھر انہیں بربریوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے فوجی مددی اور وہ سب عرب قبیلوں کے لوگ تھے۔ صالح بن منصور حمیدی، پہلی فوج میں یمنی عربوں میں سے تھا اور عبد صالح کے نام سے مشہور تھا۔ لہٰذا اس نے نکور کو اپنے لئے چن لیا۔ ولید بن عبدالملک نے سنہ 91 میں اسے وہاں جاگیر دی تھی۔ یہ قول صاحب مقیاس کا ہے نکور کا علاقہ، مشرق سے زواغہ اور جرادہ بن ابی الحفیظ تک ختم ہوتا ہے جو پانچ روز کی مسافت پر ہے۔ مطماطہ اور اہل کدالہ اس کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ غسہ اور غساسہ جو جبل مزک اور قلدع کے رہنے والے ہیں، وہ بھی اس کے پڑوسی ہیں۔ جو بنی ورتندی اور میداور زناتہ کے بھی پڑوسی ہیں۔ اور جو مغرب سے مردان تک ختم ہوتا ہے۔ جو غمارہ بنی حمید سے مطاسہ اور منہاجہ تک چلا جاتا ہے۔ ان کے پیچھے اور بہ حزب فرحون اور بنی ولمید اور زناتہ اور بنی یونیاں اور بنی واشن ہیں جو قاسم کی جماعت ہیں اور بحر جومی پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جب صالح کو وہاں جاگیر ملی تو اس نے وہاں اقامت اختیار کرلی اور اس کی نسل وہاں بکثرت ہو گئی۔ بعدازاں غمارہ اور منہاجہ کے قبیلے اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے اس کی حکومت کو قائم کیا اور اس نے تکسامان پر قبضہ کرلیا جلد ہی ان میں اسلام پھیل گیا۔ لیکن پھر انہیں قوانین اور فرائض گراں معلوم ہونے لگے اور وہ مرتد ہو گئے۔ انہوں نے پھر صالح کو نکال دیا اور نفرہ کے ایک آدمی کو جو الرندی کے نام سے مشہور تھا، اپنا حکمران بنالیا۔ انہوں نے پھر توبہ کی، اسلام میں واپس آ گئے اور صالح کی طرف رجوع کیا۔ لہٰذا وہ ان میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ سنہ 132ھ میں تلمسان میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے معتصم بن صالح نے سنبھالی جو بڑا شریف النفس اور عبادت گزار تھا، وہ انہیں خود نماز پڑھاتا تھا اور خطبہ دیتا تھا۔ لیکن پھر تھوڑے دنوں کے بعد

وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی ادریس حکمران بنا۔ اس نے وادی کے کنارے میں شہر نکور کی حد بندی کی۔ ابھی اس نے اسے مکمل نہیں کیا تھا کہ وہ سنہ 143 میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا سعید حکمران بنا۔ جس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ وہ شہر تکسامان میں آیا کرتا تھا۔ اس نے پھر اپنی حکومت کے آغاز میں نکور کی حد بندی کی اور وہاں اترا اسے اس زمانے میں المدہ کہتے ہیں۔ جو دریاؤں کے درمیان ہے، ان میں سے ایک نکور ہے۔ جس کا منبع کزنار یہ ہے۔ اس کا منبع وادی وُرغہ کے مخرج سے ایک ہی ہے اور دوسرا غیس ہے جس کا منبع بنی ور یاغیل کے علاقے میں ہے۔ دونوں دریا آکال میں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر الگ ہو کر سمندر میں جا گرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ نکور عروۂ اندلس کے بزلیانہ میں سے ہے۔ لیکن نکور کے مجوسیوں نے اس دوران اپنے بحری بیڑوں میں سنہ 144 میں لڑائی کی، وہ اس پر غالب آ گئے اور اسے دوسری بار لوٹا۔ وہ پھر سعید البرانس کے پاس اکٹھے ہوئے اور انہیں وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد عمارہ نے سعید کے خلاف خروج کر دیا، اور اسے معزول کر دیا۔ اور اپنے میں سے مسکن کو اپنا حکمران بنایا۔ وہ پھر اپنی اپنی جگہ واپس آ گئے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر غالب کیا اور ان کی جماعت منتشر کر دی۔ ان کا سردار قتل ہو گیا اور اس کی حکومت منظم ہو گئی یہاں تک کہ وہ سنہ 188 میں 27 سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے صالح بن سعید نے سنبھالی تو اس نے سلف کے مذہب کو اختیار کیا، اس پر استقامت اختیار کی اور اس کی اقتدار کی۔ اس کی بربریوں کے ساتھ لڑائیاں ہوتی رہیں یہاں تک کہ وہ سنہ 250 میں اپنی حکومت کے بتیسویں سال میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے اس کا بیٹا سعید بن صالح کھڑا ہوا اور وہ اس کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا لہٰذا اس کا بھائی عبداللہ اور اس کا چچا الرضی اس کے مقابلہ میں نکلے تو وہ بہت سی لڑائیوں کے بعد ان دونوں پر غالب آ گیا۔ اس نے اپنے چچا الرضی پر باہمی رشتہ داری کی وجہ سے رحم کیا لیکن دیگر چچوں اور قرابت داروں کو جن پر اس نے غلبہ پایا قتل کر دیا۔ ان میں سے سعادۃ اللہ بن ہارون نے دونوں کے لئے لوگوں کو بلایا اور بنی یصلتین کے ساتھ جا ملا جو جبل ابوالحسن کے رہنے والے ہیں۔ اس نے پھر انہیں اس کی کمزوری سے آگاہ کیا اور انہوں نے اس کی فوج پر شبخون مارا۔ یوں وہ اس پر غالب آ گئے اور ہتھیار لے لئے۔ ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اور سعادۃ اللہ تلمسان بھاگ گیا۔ اس نے اس کے بھائی میموں کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ پھر سعادۃ اللہ صلح کی خواہش لے کر چلا تو اس نے اس کی مدد کی اور اسے اپنے ساتھ نکور میں اتارا۔ اس کے بعد سعید نے اپنی قوم اور اپنی رعایا کے ساتھ جو عمارہ میں سے تھی، بلاد بطویہ سے لڑائی کی اور تیمسوادر قلوع جو اس کا خاندان تھا اور بنی ویدی سے بھی لڑائی کی۔ اس نے اپنے بھائی احمد بن ادریس بن محمدؐ بن سلیمان سے رشتہ داری کی اور اسے اپنے ساتھ نکور میں اتارا۔ یوں ان کے نواح میں سعید کے لئے حکومت ہموار ہو گئی یہاں تک کہ عبداللہ مہدی نے اسے اپنی حکومت کی طرف دعوت دی اور خط کے نیچے لکھا:

''اگر تم ہمیشہ سیدھے رہنے تو میں تمہاری بہتری کے لئے سیدھا رہوں گا لیکن اگر تم نے مجھ سے انحراف کیا تو میں تمہارے قتل کو عدل خیال کروں گا۔ میں پھر تمہاری تلواروں پر غالب آنے کے لئے اپنی تلوار کو بلند کروں گا۔ میں اسے عفو کے لئے داخل کروں گا اور اسے پھر قتل سے بھر دوں گا۔''

اب اس کے شاعر احسں طلبطلی نے اسے امیر سعید کے بھائی یوسف بن صالح کے حکم سے لکھا:

''بیت اللہ کی قسم، تو نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ تو اچھی طرح عدل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے تمہیں فیصلہ کن قول سکھایا ہے۔ تو ایک جاہل اور منافق ہے جو جاہلوں کے لئے ایک بڑی مثال ہے۔ ہماری ہمتیں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بلند ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تیری ہمت کو پست بنایا ہے۔''

اس کے بعد عبداللہ نے مصالہ بن حیوس حاکم تاہرت کو لکھا اور اسے اس کی طرف لڑنے کے لئے روانہ کیا تو اس نے سنہ 304 میں اپنی حکومت کے چونویں سال میں اس سے لڑائی کی پس سعید اور اس کی قوم کئی روز تک ان پر غالب رہی۔ اس کے بعد مصالہ نے ان پر غلبہ پا لیا اور انہیں قتل کر دیا۔ انہوں نے ان کے سروں کو رتادہ کی طرف بھیج دیا اور انہیں وہاں پر گھمایا پھرایا گیا۔ ان کے باقی لوگ سمندر پر سوار ہو کر مالقہ چلے گئے لہٰذا ناصر نے ان کی خوب مہمان نوازی کی اور انہیں عطیات دیئے۔ انہوں نے ان کی بہت تکریم کی۔ مصالہ نے نکور میں چھ ماہ قیام کیا اور پھر تاہرت کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے دلول کتامی کو اس کا حکمران بنایا۔ لہٰذا فوج اس کے اردگرد سے متفرق ہو گئی۔ جب مالقہ میں بنی سعید اور اس کی قوم کی

یہ اطلاع ملی اور وہ ادریس، معتصم اور صالح تھے۔ تو وہ کشتیوں میں سوار ہو کر نکور کی طرف آئے۔ سب سے پہلے ان میں سے صالح وہاں پہنچ گیا اور بربریوں نے مرسی تکسامان میں اکٹھے ہو کر سنہ 305 میں اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے صغرسنی کی وجہ سے اسے قیم کا لقب دیا۔ انہوں نے پھر دلول پر چڑھائی کر کے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر فتح حاصل کر لی اور انہیں قتل کر دیا۔ اب صالح نے ناصر کو فتح کی چٹھی لکھی اور اس کے مضافات میں اس کی دعوت کو قائم کیا۔ بعد ازاں ناصر نے اس کی طرف ہدایا، تحائف اور ہتھیار بھیجے اور اس کے بھائیوں اور اس کی باقی ماندہ قوم نے اس کے پاس پہنچ کر اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ وہ ہمیشہ اپنے سے پہلے لوگوں کے راستے پر گامزن رہا یہاں تک کہ سنہ 315 میں فوت ہو گیا۔ اب اس نے اس کا محاصرہ کر لیا، اس پر غالب آ کر اسے قتل کر دیا اور شہر کو لوٹ لیا۔ اس نے سنہ 317 میں اسے برباد کر دیا پھر اس کی طرف واپس آیا۔ اب ان کی حکومت کو، ابو نور اسمٰعیل بن عبدالملک بن عبدالرحمٰن بن سعید بن ادریس بن صالح بن منصور نے سنبھالا۔ صالح بن منصور نے جو شہر بنایا تھا، اس نے اسے دوبارہ آباد کیا۔ اور وہاں پر تین دن ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد میسور ابی القاسم بن عبداللہ نے اپنے غلام صندل کو جب اس نے فاس میں پڑاؤ کیا۔ لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ لہٰذا اس نے صندل کے ساتھ فوج بھیجی تو اس نے جرادہ کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن پھر نکور واپس آ گیا۔ اس کے بعد اسماعیل بن عبدالملک نے قلعہ آریی میں اس سے پناہ حاصل کی۔ پھر صندل نے اس کے پاس اپنے طریق سے ایلچی بھیجے اور اس نے انہیں قتل کر دیا لہٰذا وہ تیزی سے اس کی طرف گیا۔ وہ آٹھ دن اس سے جنگ کر کے اس پر غالب آ گیا، اسے قتل کر دیا۔ اور قلعے کو لوٹ لیا۔ اس نے پھر کتامہ کے ایک آدمی مرماز و کو اس پر اپنا جانشین بنایا اور صندل، فاس پہنچ گیا لہٰذا اہل نکور نے اسے اٹھایا اور موسیٰ بن معتصم بن صالح بن منصور کی بیعت کر لی جو وہ یصلتن میں ابوالحسن کے پاس تھا اور وہ ابن رومی کے نام سے مشہور تھا۔ صاحب مقباس کہتا ہے کہ وہ موسیٰ بن رومی بن عبدالسمیع بن رومی بن ادریس بن صالح بن ادریس بن صالح بن منصور ہے۔ اس نے پھر مرماز و اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے انہیں قتل کر دیا، ان کے سروں کو ناصر کے پاس بھیج دیا۔ اور پھر اعیاص میں سے اس پر عبدالسمیع بن جرثم بن ادریس بن صالح بن منصور نے حملہ کر دیا۔ اس نے اسے معزول کر کے سنہ 329 میں نکور سے باہر نکال دیا اور موسیٰ اپنے اہل وعیال کے ساتھ اندلس گیا۔ اس کا بھائی ہارون بن رومی، اس کے بہت سے چچا اور اس کے اہل بیت بھی ساتھ تھے۔ لہٰذا ان میں سے کچھ تو اس کے ساتھ مریہ میں اترے اور کچھ مالقہ میں اترے لیکن پھر اہل نکور نے عبدالسمیع کے خلاف خروج کر کے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر مالقہ میں سے جریج بن احمد بن زیادۃ اللہ بن سعید بن ادریس بن صالح بن منصور کو بلایا۔ اور وہ جلدی سے ان کے پاس آ گیا تو انہوں نے سنہ 336 میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے کام درست ہو گئے۔ وہ اپنے سلف کے مذہب کا مقتدی اور حضرت امام مالکؒ کے مذہب کے مطابق کام کرنے والا تھا یہاں تک کہ سنہ 360 کے آخر میں اپنی حکومت کے پچیسویں سال میں فوت ہو گیا۔ یہ حکومت اس کے بیٹوں میں مسلسل چلتی رہی یہاں تک کہ ان پر ازواجہ غالب آ گئے جنہوں نے دہران پر غلبہ حاصل کیا تھا۔ ان کے امیر لیلی بن ابی الفتوح ازواجی نے پھر سنہ 406 میں ان پر حملہ کیا اور وہاں کا والی سنہ 410 میں قتل ہو گیا لہٰذا اس نے نکور میں ان پر غلبہ پا لیا اور اسے برباد کر دیا۔ تین سو چودہ سال بعد صالح کی ولایت کی موجودگی میں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور لیلیٰ بن ابی الفتوح کے بیٹوں اور ازواجہ میں سنہ 460 تک حکومت باقی رہی۔ واللہ مالک الامور لا الٰہ الا ھو۔

حمیم مُتنبی کا بیان

غمارہ کے لوگ جاہلیت میں صاحب اصل ہیں بلکہ صحرا میں رہنے کی وجہ سے انہیں شرائع سے بعد، جہالت اور بھلائی کے مقام سے دوری حاصل ہے۔ ایک دفعہ ان میں مجکسہ میں سے حامیم بن من اللہ بن جریر عمر بن زحفو ابن آزوال بن مجکسہ نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس کی کنیت ابو محمد تھی اور اس کا باپ ابو خلف تھا۔ اس نے سنہ 313 میں جبل حامیم میں جو اس کی وجہ سے معروف ہے، تطوان کے قریب دعویٰ نبوت کیا۔ تو ان میں بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور اس کی نبوت کا اقرار کر لیا۔ اس نے پھر ان کے لئے قوانین، عبادات کے طریقے اور احکام تیار کئے اور ان کے لئے ایک قرآن بھی بنایا جسے وہ اپنی زبان سے انہیں پڑھ کر سناتا تھا۔ اس کے کلام میں سے یہ عبارت بھی ہے یا من یخلی البصر ینظر فی الدنیا خلنی من الدنیا یا من اخرج موسیٰ من البحر امنّ بحامیم و ابیہ ابی خلف من اللہ دامن راسی و عقلی و ما یکنہ صدری و ما احاطہ بہ دمی و لحمی۔

جلد ہی حامیم کی چچی جو ابو خلف من اللہ کی بہن تھی، اس پر ایمان لے آئی وہ کاہنہ اور ساحرہ بھی تھی۔ حامیم کا لقب مفتری تھا اور اس کی بہن دیو، ساحرہ اور کاہنہ تھی۔ وہ اس سے لڑائیوں اور قحطوں میں مدد طلب کرتے تھے۔ اس دوران وہ مصمودہ کی لڑائیوں میں احواز طنجہ میں سنہ 315 میں قتل ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے عیسیٰ کو غمارہ میں بڑا مقام حاصل ہوا۔ ایک بار وہ اور اس کا قبیلہ بنو زحفو جو وادی لاد اور وادی واشر میں تطوان کے پاس رہتے تھے، ناصر کے پاس گئے تھے۔

اسی طرح ان میں سے اس کے بعد عاصم بن جمیل البز دعوی نے دعوائے نبوت کیا اور اس کے واقعات بھی مشہور ہیں۔ وہ اس عہد میں ہمیشہ سحر سے کام لیتے رہے۔ مجھے اہل مغرب کے مشائخ نے بتایا ہے کہ ان میں اکثر جوان عورتیں جادو کا پیشہ اختیار کرتی تھیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ انہیں روحانیت کا علم حاصل تھا، وہ جس ستارے سے چاہتے علم حاصل کرتے اور جب اس پر قابض ہو جاتے تو اس روحانیت سے اسے گھیر لیتے پھر وہ کائنات میں جو چاہتے تصرف کرتے۔ واللہ اعلم۔

ادارسہ کی حکومت کی روداد

عمر بن ادریس نے اپنی دادی کثیرہ ام ادریس کے مشورے سے مغرب کے مضافات کو محمد بن ادریس اور اس کے بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔ اس نے پھر ان میں سے تکیاس، ترغہ، بلاد منہاجہ اور غمارہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ جبکہ قاسم نے طنجہ، سبتہ اور بصرہ اور اس کے قرب وجوار کے بلاد غمارہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ لیکن جب عمر کے ساتھ اس کے بھائی محمد کا بگاڑ ہو گیا تو عمر نے ان شہروں پر غلبہ حاصل کر لیا اور انہیں اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد پھر بنو محمد بن القاسم نے اپنی پہلی عملداری پر واپس آ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ ان میں سے محمد بن ابراہیم بن محمد بن القاسم نے الدانیہ کے قلعہ حجر النسر اور سبتہ کو اپنے لئے بطور پناہ گاہ اور کارروائیوں کے لئے بطور سرحد کے مخصوص کر لیا۔ یوں فاس اور مغرب کے نواح کی امارت محمد بن ادریس کی اولاد میں باقی رہ گئی پھر ان سے عمر بن ادریس کی اولاد کو فتح نصیب فرمائی۔ ان کا آخری امیر یحییٰ بن ادریس بن عمر تھا جس نے مصالہ بن جبوس کے ہاتھ پر عبید اللہ شیعی کی بیعت کی تھی۔ اس نے اسے پھر فاس کا امیر بنا دیا لیکن پھر اسے سنہ 309 میں ہٹا دیا۔ اس دوران سنہ 313 میں بنی قاسم میں سے حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس نے جس نے پچھنے لگوانے کے مقام پر نیزہ مارنے کی وجہ سے حجام کا لقب اختیار کیا تھا، اس کے خلاف بغاوت کی۔ وہ بڑا دلیر اور بہادر تھا۔ اہل فاس نے اس دوران ریحان پر حملہ کر دیا اور حسن کو قابو کر لیا، تو موسیٰ نے اس پر چڑھائی کی اور اسے قتل کر دیا۔ جلد وہ خود بھی فوت ہو گیا تو ابن ابی العافیہ نے فاس اور مضافات مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اور ادارسہ کو جلاوطن کر دیا۔ یوں انہیں ان کے قلعہ النسر میں کاٹ کر رکھ دیا اور جبال غمارہ اور بلاد ریف کی طرف مائل ہو گیا غمارہ کو اپنی دعوت کے ساتھ تمسک میں بڑا مقام حاصل تھا۔ انہوں نے پھر اس طرف ایک نئی حکومت قائم کی جسے انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر لیا۔ ان میں سے سب سے بڑی حکومت بنی محمد اور بنی عمر کو تیکسان نکور اور بلاد ریف میں حاصل تھی۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن ناصر اندلس کی حکومت پر قبضہ کرنے اور شیعوں کو ہٹانے کے لئے آگے بڑھا تو سنہ 309 میں بنو محمد اس کے لئے سبتہ سے دستبردار ہو گئے۔ اس نے پھر اسے مکسہ کے رئیس رضی بن عصام کے ہاتھ سے حاصل کر لیا، وہ اس میں ادارسہ کی دعوت دیا کرتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اسے وہاں سے نکال دیا، اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اسے اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ جب ابو القاسم میسور مغرب کی طرف ابن ابی العافیہ سے لڑائی کرنے کے لئے فاس گیا تو اس نے ان کی اطاعت چھوڑ دی اور وہ مروانیہ کی دعوت دینے لگا۔ اس دوران بنو محمد السبیل میسور کی مدد سے اس سے انتقام لینے کے لئے گئے اس سلسلے میں بنو عمر نے جونکور کے حاکم ہیں، ان کی مدد کی جب ابن ابی العافیہ نے اپنی مصیبت کو کم خیال کیا تو وہ سنہ 325 میں مغرب سے میسور کی واپسی کے ساتھ، صحرا سے واپس لوٹ آیا۔ اس نے پھر بنی محمد اور بنی عمر کے ساتھ لڑائی کی اور اس کے بعد فوت ہو گیا۔ ناصر نے بعد ازاں اپنے وزیر قاسم بن محمد بن طملس کو سنہ 333 میں ان کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بھیجا اور ساتھ ہی مغراوہ کے ملوک محمد بن حزر اور اس کے بیٹے کو لکھا کہ وہ اس کی فوج کی امداد کریں جو ابن ابی العیش کی سربراہی میں آ رہی ہے لہٰذا ابو العیش بن ادریس بن عمر نے جو ابن شالہ کے نام سے معروف ہے، اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو ناصر کی طرف بھیجا تو اس نے اسے امان دیدی۔ اس نے پھر اپنے بیٹے محمد بن ابی العیش کو

اطاعت کو پختہ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کی آمد پر تقریب کی اور اس سے پختہ عہد کیا۔ یوں بنی محمد کے باقیماندہ ادارسہ نے بھی ان کے طریقے کو چھوڑ دیا۔ اور ان سے مطالبات کرنے لگے تو اس نے سب بنی محمد کے ساتھ اسی طرح پختہ عہد کیا۔ ان میں سے پھر محمد بن عیسیٰ بن احمد بن محمد اور حسن بن قاسم بن ابراہیم بن محمد وفد بن کر گئے۔ جب سے حسن بن محمد نے جو حجام کے لقب سے ملقب تھا، ابن ابی العافیہ کے خلاف خروج کیا تھا اس وقت سے بنو ادریس اپنی سرداری کے سلسلے میں بنی محمد کی طرف رجوع کرتے تھے لہٰذا انہوں نے موسیٰ بن ابی العافیہ کے فرار کے بعد قاسم بن محمد کو اپنا امیر بنایا۔ جس کا لقب کنون تھا۔ اس نے فاس کے سوا دیگر بلاد مغرب پر قبضہ کر لیا اور شیعہ کی دعوت کو قائم کرنے لگا یہاں تک کہ سنہ 337 میں قلعہ حجر النسر میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ان کی حکومت ابوالعیش احمد بن قاسم کنون نے سنبھالی جو لڑائیوں اور تاریخ کا عالم، ایک شجاع آدمی اور احمد الفاصل کے نام سے معروف تھا۔ وہ مروانیہ کی طرف میلان رکھتا تھا لہٰذا اس نے ناصر کے لئے دعا کی، اپنی عملداری میں اس کے لئے منابر پر خطبات دیئے اور شیعہ کی اطاعت چھوڑ دی۔ اب سب اہل مغرب نے سجلماسہ تک اس کی بیعت کی۔ جب اہل فاس نے اس کی بیعت کی تو اس نے محمد بن حسن کو ان پر عامل مقرر کیا۔ اس کے بعد محمد بن ابی العیش بن ادریس بن عمر بن شالہ اپنے باپ کی جانب سے سنہ 338 میں ناصر کے وفد بن کر گیا۔ لہٰذا اسے الحضرۃ میں اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی تو ناصر نے اسے اس کی عملداری کا امیر مقرر کر کے بھجوا دیا۔ لیکن اس دوران محمد کی غیر موجودگی میں عیسیٰ نے جو ابوالعیش احمد بن قاسم کنون کا عم زاد تھا، تیکسان میں اس کی عملداری پر حملہ کر دیا اور اس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر ابن شالہ کے مال کو قبضہ میں کر لیا۔ جب محمد الحضرۃ سے واپس آیا تو غمارہ کے بربریوں نے عیسیٰ مذکور ابن کنون پر چڑھائی کی اور اس سے بڑا برا سلوک کیا۔ انہوں نے اسے زخمی کر کے اس کا خون بہایا اور بلاد غمارہ میں اس کے اصحاب کو قتل کیا۔ ناصر نے پھر اپنے جرنیلوں کو مغرب کی طرف بھیجا اور یہ پہلا شخص تھا جس نے سنہ 338 میں احمد بن لیلی کو جو جرنیلوں کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا، فوج کے ساتھ بنی محمد کی طرف بھیجا۔ وہ پھر ان کے پاس سے واپس آ گیا تو وہ باغی ہو گئے لہٰذا اس نے ان کی طرف حمید بن یصل مکناسی کو سنہ 339 میں فوج دے کر بھیجا۔ وہ بھی وادی لاو میں اس کے مقابلے پر آ گئے لہٰذا اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ لیکن اس کے بعد انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ ناصر نے پھر ابوالعیش امیر بنی محمد کے ہاتھ سے طنجہ کو چھین کر اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور یوں وہ اصیلا میں ناصر کی بیعت پر قائم رہا۔ اس کے بعد ناصر کی فوجیں مغرب کے میدانوں پر چڑھ دوڑیں تو وہاں کے لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ وہ پھر مغراوہ کے امرائے زناتہ، بنی یفرن اور مکناسہ میں اپنی دعوت دینے لگا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لہٰذا بنی محمد کی حکومت کمزور ہو گئی۔ ان کے امیر ابوالعیش نے اس سے پھر جہاد کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دیدی۔ اس نے اس کے لئے جزیرے سے سرحد تک ایک روز کی مسافت تک محلات بنانے کا حکم دیا۔ جو کہ تیس روز کی مسافت ہے۔ یوں ابوالعیش وہاں گیا اور اس نے اپنی عملداری پر اپنے بھائی حسن بن کنون کو اپنا نائب بنایا۔ ناصر نے اسے غلہ دیا اور ہر روز اس کے لئے ایک ہزار دینار کا اجراء کیا۔ وہ سنہ 343 میں جہاد کے میدانوں میں شہید ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کا جرنیل جو ہر بھی گرفتار ہو گیا۔ جب وہ مغرب سے واپس آیا تو حسن نے دوبارہ ناصر کی اطاعت اختیار کر لی یہاں تک کہ سنہ 350 میں وہ فوت ہو گیا۔ لہٰذا اس نے مغرب کی سرحدوں کو بند کرنے اور اس میں اپنی دعوت کو پھیلانے کا عزم تیز کر دیا۔ اس کے لئے اس نے اپنے دوستوں کے عزائم کو بھی جو ملوک زناتہ میں سے تھے، تیز کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس وقت زیری اور بلکین کے درمیان چپقلش پائی جاتی تھی۔ اس کے بعد سنہ 362 میں بلکین بن زیری نے اس کے ساتھ مل کر، مغرب میں پہلی لڑائی کی اور زناتہ میں سخت خونریزی کی۔ وہ دیار مغرب میں دور تک گھس گیا اور حسن بن کنون شیعوں کی دعوت دینے لگا۔ اس نے پھر مروانیہ کی اطاعت چھوڑ دی لہٰذا جب بلکین واپس آیا، تو اپنے وزیر محمد بن قاسم بن طلمس کے ساتھ اندلس کی طرف گیا۔ وہ اپنی بہت سی فوج اور دوستوں کو پیچھے چھوڑ گیا۔ اور ان کا ایک فوجی دستہ سبتہ میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے پھر حکم سے مدد طلب کی تو اس نے اپنے غلام، غالب کو، جو بہادری میں دور دور تک معروف تھا، بھیجا اور اسے اعانت کے لئے اموال اور فوجیں بھی دیں۔ اس نے اسے حکم دیا کہ وہ ادارسہ کو ان کے مقام سے اتار دے۔ وہ انہیں لے کر اس کی طرف گیا۔ اور اس نے کہا ''اے غالب! ایسے آدمی کی طرح جاؤ جسے زندہ منصور ہونے یا مردہ معذور ہونے کے سوا، واپس آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ حسن بن کنون کو بھی اس امر کی اطلاع مل گئی تو وہ بصرہ شہر کو چھوڑ گیا۔ وہ سبتہ کے قریب اپنے قلعہ حجر النسر میں اپنے ذخائر و اموال اور قابل حفاظت چیزوں کو اٹھا کر لے گیا۔ غالب نے پھر بعض ممودیوں کے ساتھ اس سے لڑائی کی، اور کئی روز تک ان کے درمیان مسلسل لڑائی جاری

رہی۔ پھر غالب نے غمارہ کے بربری سرداروں اور اس کی ساتھی فوجوں میں اموال کو تقسیم کیا۔ وہ بھاگ گئے اور اسے اور جبل نسر کے قلعے کو چھوڑ گئے۔ غالب نے پھر اس سے لڑائی کی۔ حکم نے اسے حکومت کے عربوں اور سرحدوں کے جوانوں کے ذریعے مدد دی اور انہیں اپنے وزیر یحییٰ بن محمد بن ابراہیم التجیبی کے ساتھ سنہ 363 میں اس کے اہل بیت اور خادموں کے ساتھ بھیجا لہٰذا وہ غالب کے ساتھ قلعے میں اکٹھے ہو گئے اور یوں حسن کے خلاف محاصرہ سخت ہو گیا۔ اس نے پھر غالب سے امان طلب کی تو اس نے اسے امان دیدی اور قلعہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ اس نے بلاد ریف کے باقی ماندہ ادارسہ پر احسان کیا، انہیں بھگا کر تتر بتر کر دیا اور تمام ادارسہ کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار لیا۔ اس نے پھر فاس جا کر اس پر قبضہ کیا۔ محمد بن علی بن قشوش کو عدوۃ القرومین میں جبکہ عبدالکریم بن ثعلبہ جذامی کو عدوۂ اندلس میں عامل مقرر کیا۔ اس کے بعد غالب حسن بن کنون اور دیگر ملوک ادارسہ کے ساتھ قرطبہ واپس آ گیا۔ اس نے پھر مغرب کے حالات کو درست کیا اور شیعہ کی بیخ کنی کی، یہ سنہ 364 کا واقعہ ہے۔ حکم نے ان کا شاندار استقبال کیا، قرطبہ میں ان کی آمد کا دن حکومت کا سب سے پُر رونق دن تھا۔ اس نے پھر حسن بن کنون کو معاف کر دیا۔ اور اس سے وعدہ وفائی کی۔ اس نے اسے اور اس کے جوانوں کو عطیات انعامات اور خلعتیں دیں، ان کے وظائف لگائے اور ان کے راشن مقرر کئے۔ اس نے مغاربہ کے سات سو بہادروں کے نام رجسٹر میں لکھے لیکن تین سال بعد حسن نے عنبر کے ایک عظیم ٹکڑے کے متعلق سوال کر کے اس پر اتہام لگایا۔ وہ ٹکڑا اس کے دور حکومت میں سواحل مغرب سے اس کے پاس آیا تھا۔ اس نے اس کا ایک گاؤ تکیہ بنایا جس سے ٹیک لگا کر وہ آرام حاصل کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے اسے کہا کہ وہ اسے اٹھا کر اس کے پاس لے آئے تا کہ وہ اس کی رضا کے مطابق فیصلہ کرے مگر اس نے اپنے عم زادوں کی اس شکایت کو تسلیم نہیں کیا جو وہ خلیفہ کے پاس حسن کی بد اخلاقی اور لیچڑ پن کے متعلق کرتے تھے۔ لہٰذا اس نے اسے ہٹا دیا اور اس کے پاس عنبر کے ٹکڑے کے سوا جو کچھ تھا، اسے لے لیا۔ یوں مغرب حکم کے سامنے درست ہو گیا۔ اور اس کے امراء نے بلکین کی مدافعت کے سلسلے میں اس کی مدد کی۔ وزیر منصوری نے پھر جعفر بن علی کو مغرب پر امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو واپس بلا لیا۔ حسن بن کنون نے پھر تمام ادارسہ کو ان کے اخراجات کے بوجھ کی وجہ سے مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا اور ان پر یہ پابندی عائد کی کہ وہ واپس نہ آئیں۔ لہٰذا انہوں نے سنہ 365 میں مریہ سے سمندر کو پار کیا اور قاہرہ میں عزیز کے پڑوس میں جا اترے، جو پورے ساز وسامان سے آراستہ تھا۔ اس نے ان کی بہت عزت کی، ان سے نصرت کا وعدہ کیا۔ اس نے پھر حسن بن کنون کو مغرب کی طرف بھیجا اور آل زیری بن مناد کی طرف قیروان میں اس کی مدد کے لئے لکھا لہٰذا اس نے مغرب میں جا کر اپنی طرف دعوت دی۔ اس دوران منصور بن ابی عامر نے اس کی مدافعت کے لئے فوج بھیجی لہٰذا یہ اس پر غالب آ گئے۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے اندلس کی طرف بھیج دیا۔ لیکن وہ راستے ہی میں قتل کر دیا گیا۔ جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔ یوں تمام مغرب سے ادارسہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ بلاد غمارہ سبتہ اور طنجہ میں بنی حمود کو دوبارہ حکومت مل گئی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

باب:۲۶

طنجہ اور سبتہ کی حکومتوں کا بیان اور پھر غمازہ کی مختصر روداد

جب حکم نے ادارسہ کو عدوہ سے مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا۔ مغرب کے دیگر بلاد سے بھی ان کے آثار مٹا دیئے تو غمارہ، مروانیہ کی اطاعت پر قائم ہو گئے۔ انہوں نے پھر اندلسیوں کی فوج کو مطیع بنالیا اور حسن بن کنون ان کی حکومت کی طلب میں واپس آ گیا۔ اس دوران منصور بن ابی عامرہ کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، وہ پھر مادسہ قبائل میں بکھر گئے اور روپوش ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے اس نسب کے اشارے سے بھی علیحدگی اختیار کر لی۔ ان کی نوع بادیہ نشینی بھی بدل گئی۔ دو آدمی یعنی علی اور قاسم پھر مشہور ہوئے جو حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبداللہ بن عمر بن ادریس کے بیٹے تھے۔ اور جن کا دلیری اور شجاعت میں بڑا شہرہ تھا۔ جب عامری حکومت کے خاتمے کے بعد اندلس میں بربریوں کا فتنہ اٹھا اور بربریوں نے سلیمان بن حکم کو امیر مقرر کر کے اسے المستعین کا لقب دیا، تو اس نے حمودہ ان دونوں بیٹوں کو مخصوص کر لیا۔ انہوں نے بھی اس کی حکومت کی طرف بہت اچھی طرح توجہ دی یہاں تک کہ جب وہ قرطبہ میں اس کی حکومت پر قابض ہو گیا اور اس نے مغاربہ کو حکومتیں دیں، تو اس نے علی بن حمود کو بھی طنجہ کی حکومت اور اس کے باپ کی دیگر عملداریوں کا حاکم مقرر کیا، یوں یہ وہاں فروکش ہو گیا، اور ان کے ساتھ اپنے عہد کو دہرایا۔ اس نے پھر بغاوت کر کے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور اندلس کی طرف چلا گیا۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس نے پھر قرطبہ کی حکومت سنبھال لی اور طنجہ کی امارت اپنے بیٹے یحییٰ کو دی۔ لیکن یحییٰ اپنے باپ کی فوتیدگی کے بعد اپنے چچا قاسم سے جھگڑا کر کے اندلس چلا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی ادریس نے طنجہ اور اس کے دیگر مضافات بلکہ عدوہ پر جو غمارہ کے مواطن میں سے ہے، اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی۔ وہ پھر اپنے بھائی یحییٰ کی وفات کے بعد مالقہ چلا گیا۔ لہٰذا اس نے ان کی حکومت کے آدمیوں کو طلب کیا، اس نے پھر اپنے بھتیجے حسن بن یحییٰ کو سبتہ اور طنجہ میں حاکم مقرر کیا اور اپنے نجا خادم کو اس کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اس کی نگرانی میں رہے۔ جب ادریس فوت ہو گیا تو ابن بقیہ نے مالقہ پر اپنی مخصوص حکومت قائم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے پھر حسن بن یحییٰ کے لئے نجا خادم کو طنجہ سے بھیجا لہٰذا اس نے مالقہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی خدمت میں اپنی حکومت منظم کر لی وہ پھر سبتہ کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے حسن کو غمارہ کے مواطن میں امارت دے دی۔ جب حسن فوت ہو گیا تو نجا اندلس کی طرف اپنی حکومت قائم کرنے کے ارادے سے گیا، اس نے صقالبی موالی میں سے قابل اعتماد آدمی کو اپنا جانشین بنایا اور وہ ایک کے بعد دوسرے کو دیکھتا رہا، یہاں تک کہ بنی حمودہ کے موالی میں سے حاجب حکومت برغواطی نے خود مختار قائم کر لی، یہ شیخ حدادہ غلاموں میں سے تھا جسے اس نے اپنی جہالت کے ایام میں برغواطہ کے قیدیوں میں سے خریدا تھا۔ پھر یہ علی بن حمود کے پاس آ گیا۔ لہٰذا اس نے اپنی طبعی شرافت کو اختیار کیا یہاں تک کہ ان کی علیحدہ حکومت قائم کر لی۔ وہ پھر طنجہ میں ان کی کرسئ اقتدار پر بیٹھ گیا اور قبائل غمارہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ مرابطین کی آمد تک اس کی حکمرانی قائم رہی۔ سنہ 371ء میں ابن تاشفین غالب آ گیا اور اس نے حاجب سکوت کو فاس میں مغراوہ کے خلاف مدد دینے کو کہا۔ وہ مغرب کے آخری میدان سے بلاد دمنہ کی طرف چلا گیا جو بلاد غمارہ کے قریب ہے۔ یوسف بن تاشفین نے پھر سنہ 371ء میں ان سے لڑائی کی اور حاجب سکوت کو ان کے خلاف مدد دینے کو کہا۔ لہٰذا اس نے اس کے دشمن کے خلاف مدد دینے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن پھر اس کے بیٹے القائل الرئ نے اسے اس بات سے روک دیا۔ لہٰذا جب یوسف بن تاشفین اہل دمنہ سے فارغ ہوا تو وہ ان پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے غمارہ کے قلعوں میں سے قلعہ علودان کو فتح کر لیا۔ اور سارے مغرب نے اس کی لڑائی کے سامنے اطاعت اختیار کر لی، تو اس نے اپنی توجہ سکوت کی طرف کر لی۔ اس نے صالح بن عمران کی قیادت میں جولمتونہ کے جوانوں میں سے تھا، فوج کو اس کے مقابلہ میں بھیجا لہٰذا رعایا نے ان کے آنے سے خوشی منائی اور وہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ حاجب سکوت کو بھی اس امر کی اطلاع مل گئی، تو اس نے قسم کھائی کہ اس کی رعیت کا کوئی آدمی ان کے ڈھولوں کی آواز نہ سنے۔ وہ پھر طنجہ شہر

میں چلا گیا جو اس کی عملداری کی سرحد پر واقع ہے۔ اس کی جانب سے اس کا بیٹا ضیاء الدولہ المعز وہاں پر حکمران تھا، وہ ان کے مقابلے کے لئے باہر نکلا۔ طنجہ کے باہر دونوں فوجوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تو سکوت کی فوجیں تتر بتر ہوگئیں اور مرابطین کی چکی آواز دینے لگی۔ اس کی جان ان کی تلواروں کی دھاریں پر نکل گئی اور وہ باآسانی طنجہ میں داخل ہو گئے اور اس پر قبضہ کرلیا۔ ضیاء الدولہ پھر سبتہ چلا گیا۔ جب طاغیہ نے بلاد اندلس پر حملہ کیا تو ابن عاد نے اپنے فریاد رس کو امیر المومنین یوسف بن تاشفین کی طرف بھیجا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ جہاد کرنے اور مسلمانوں کے دفاع کے وعدے کو پورا کریں۔ اس دوران تمام اہل اندلس نے بھی اسے جہاد پر آمادگی کے خطوط لکھے لہٰذا اس نے سنہ 376ء میں اپنے بیٹے المعز کو مرابطین کی تفرح میں سبتہ قرضہ المجاز کی طرف بھیجا۔ اس نے پھر ان سے خشکی میں لڑائی کی۔ ابن عباد کے بحری بیڑوں نے اسے سمندر کی طرف سے گھیر لیا اور وہ سبتہ میں زبردستی داخل ہو گئے۔ انہوں نے ضیاء الدولہ کو گرفتار کرلیا اور اسے پھر المعزہ کے پاس پہنچایا گیا۔ لہٰذا اس نے ان کے فاس کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے اس سے مال کا مطالبہ کیا اور اسے مقررہ وقت پر قتل کر دیا۔ پھر اس نے اس کے ذخائر پر اطلاع پالی اور ان ذخائر میں یحییٰ بن علی بن حمود کی انگوٹھی بھی تھی۔ اس نے اپنے باپ کو فتح کی چٹھی لکھی اور یوں بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ بنی غمارہ سے ان کے آثار اور سلطنت مٹ گئی اور وہ باقی ماندہ ایام میں لمتونہ کی اطاعت گزاری کرنے لگے۔

جب مغرب میں مہدی کا ظہور ہوا اور اس کی وفات کے بعد موحدین کی حیثیت مضبوط ہوگئی، تو اس کا خلیفہ عبدالمومن اپنی بڑی بڑی لڑائیوں میں ان کے ملک میں جانے لگا۔ لہٰذا اس نے سنہ 337ء اور اس کے مابعد مغرب کو فتح کرلیا کیونکہ اس سے قبل مراکش پر اس کا قبضہ ہو چکا تھا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور انہوں نے پھر اس کا پیچھا کیا اور سبتہ سے لڑائی کی۔ مگر اسے فتح نہ کرسکے۔ فتح میں رکاوٹ بننے میں ان کے قائد عیاض نے بڑا کردار ادا کیا۔ جو اس عہد میں اپنے دین، ابوت، علم اور منصب کی وجہ سے ان کا بہت مشہور رہنماء تھا۔ مراکش کی فتح کے بعد سبتہ بھی سنہ 341ء میں فتح ہوگیا۔ جب بنی عبدالمومن کی حکومت کمزور ہوگئی اور اس کی ہوا اکھڑ گئی تو قاصیہ میں بہت خروج ہوگیا۔ یعنی ان میں ابن محمد کتالی نے سنہ 335ء میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اس کا باپ پھر لوگوں کو چھوڑ کر قصر کتامہ میں الگ تھلگ رہنے لگا، وہ کیمیا گر تھا اور اس سے اس کے بیٹے محمد نے کیمیا گری کو سیکھا تھا اور اس کا لقب ابوالطور حسن تھا لہٰذا وہ مسبہ کی طرف چلا گیا۔ اور بنی سعید کے ہاں اترا اور کیمیا گری کا دعویٰ کر دیا۔ مختلف قسم کے لوگوں نے اس کی اتباع کی۔ پھر اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور قوانین بنائے۔ اس نے کئی قسم کے شعبدے دکھائے اور اس کے پیروکاروں کی بہت کثرت ہوگئی۔ لیکن پھر اس کی خباثت کا علم ہوگیا، تو انہوں نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور سبتہ کی فوجوں نے اس پر چڑھائی کی۔ وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ ایک بربری نے پھر اسے دھوکے سے قتل کر دیا۔ یوں اس طرح مغرب کے شہریوں پر اور میدانوں پر بنومرین کا غلبہ ہوگیا۔ سنہ 368ء میں وہ پھر مراکش کے تخت حکومت پر قابض ہو گئے۔ لیکن قبائل غمارہ نے ان کی اطاعت سے انکار کیا۔ اور بھتیجے سے اختلاف کی وجہ سے اطاعت کرنے سے علیحدہ رہے۔ ان کے اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے سبتہ نے بھی بنی مرین کے ملوک کی اطاعت اختیار نہ کی۔ ان کی بات پھر شوریٰ تک پہنچی جسے فقیہ ابوالقاسم العزفی نے جو ان کے مشائخ میں سے تھا، ترجیح دی۔ جیسا کہ ہم عنقریب تمام حالات کو بیان کریں گے۔ اس کے بعد قبائل غمارہ اور ان کے رؤساء کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ بنی مرین میں سے ایک گروہ مغرب میں طاغیہ السلطان کے پاس چلا گیا، یہ لوگ اپنی رضامندی سے وہاں گئے تھے۔ جبکہ دوسروں کو ان کے سرداروں نے طوعاً و کرہاً اطاعت میں شامل کیا۔ یوں بنومرین نے ان کی حکومت پر قبضہ کرلیا اور پھر ان پر عادل مقرر کیا۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے سبتہ چلے گئے اور سنہ 227ء میں العزفیین کی حکومت پر قبضہ کرلیا۔ اس کا تذکرہ ہم ان کی حکومت کے بیان میں کریں گے۔ اس وقت انہیں بڑی کثرت اور عزت حاصل ہے اور ان کے حالات نہایت اچھے ہیں وہ حکومت میں خودمختار ہونے کے وقت سے اس کے اطاعت گزار اور ٹیکس گزار نہیں۔ جب وہ بہادری دکھاتے ہیں، حکومت کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہوتے ہیں، تو وہ الحضرۃ سے ان کی طرف فوج بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دوبارہ اطاعت پر قائم ہو جاتے ہیں۔ انہیں پہاڑوں کی دشواری کی وجہ سے غلبہ اور تحفظ حاصل ہے۔ حکومت کے باغیوں میں سے جو شخص ان کے پاس جاتا ہے، وہ اسے پناہ دیتے ہیں۔ اس پہاڑ کا حکمران یوسف بن عمر اور اس کے بیٹے ہیں جنہیں اس میں عزت و ثروت حاصل ہے۔ انہوں نے وہاں پر کارخانے اور پودے لگائے ہوئے ہیں۔ جبکہ سلطان نے سبتہ کے رجسٹر میں ان کے لئے عطیات مقرر کئے ہیں۔ اس نے انہیں طنجہ کے میدان میں دوستی پیدا کرنے کے لئے جاگیریں دی ہیں۔

باب: ۲۷

مغرب اقصیٰ کے اہل جبال درن کا بیان اور ان کے واقعات کی روداد

جبال درن قاضیۃ المغرب میں دنیا کے عظیم ترین پہاڑوں میں سے ہیں کیونکہ ان کی جڑیں پاتال میں ہیں اور شاخیں آسمان میں۔ ان کے اجسام فضا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ان کی قطاریں مغرب کے سبزہ زار پر تکونی دیوار کی طرح ہیں۔ وہ اسفی کے قریب سے بحرمحیط کے ساحل سے شروع ہوتے ہیں اور مشرق میں بے حدوحساب چلے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کی انتہا برنیق کے سامنے ہوتی ہے جو برقہ کے علاقے میں ہے اور یہ جگہ مراکش کے قریب ہے۔ یہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے صحرا کی طرح اقل تک چلے جاتے ہیں۔ اس میں سوار، سامنا اور سواحل مراکش سے ایک جانب ہو کر بلاد سوس ملک چلا جاتا ہے جبکہ درعہ، قبلہ سے آٹھ روز یا اس سے زیادہ مسافت پر واقع ہے جس میں دریا بہتے ہیں اور زمین عام سرخ اور درختوں والی ہے۔ اس کے درمیان درختوں کے سائے ہیں اور اس میں بہت کھیتیاں اور دودھ ملتا ہے۔

حیوانات اور شکار کی چراگاہیں بھی بہت وسیع ہیں، درختوں کے اگنے کے علاقے بہت اچھے ہیں اور ٹیکس بھی بہت زیادہ جمع ہوتا ہے۔ اسے مصامدہ کی ان قوموں نے آباد کیا ہے۔ جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ انہوں نے وہاں پر اپنے قلعے، محلات اور کئی عمارات بنائی ہیں۔ وہ دنیا کے دیگر علاقوں سے بے نیاز ہیں لہٰذا آفاق کے تاجر اور نواح وامصار کے لوگ ان کے پاس آتے ہیں۔ وہ آغاز سے اسلام لے کر اس سے پہلے کے ان پہاڑوں میں آنے والے ہیں انہوں نے ان میں سے کئی صوبوں کو وطن بنا لیا ہے۔ جن میں متعدد شعوب وقبیلوں کی وجہ سے متعدد ممالک اور عملداریاں پائی جاتی ہیں۔ ان کی الگ الگ اقوام کی وجہ سے ان کے نام بھی الگ الگ ہیں۔ ان کے دیار کی انتہا بنی فازان کی معروف عمارت پر ہوتی ہیں جہاں سے صیاد کے مواطن کا آغاز ہوتا ہے۔ ان مواطن میں، مصامدہ کے بہت سے قبیلے آباد ہیں جن میں مصرعہ، ہستانیہ، تمیمل، کیدلویہ، کنفسیہ، دریکلہ، معتز وغیرہ، دکالہ، صاعہ، امادین، وازکیت، بنو ماکر، اپلنہ جسے ہیلانہ بھی کہا جاتا ہے، شامل ہیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اپلان بن برنے مصامدہ سے رشتہ داری کی اور وہ ان کے حلیف تھے۔ جبکہ بطون امادین میں سے مصفادہ، اور ماغوس ہیں۔ مصفادہ میں سے دغانہ اور ابوطامان ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غمارہ، رہون اور اہل، امادین میں سے ہیں۔ واللہ اعلم، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صاحہ کے بطون میں سے ذکر اور حقیس الطوان ہیں جو ارض سو میں ذوی حسان کے ساتھی ہیں۔ جو معقلی عربوں میں سے ارض سوس پر غالب ہیں۔ بطون کنفیسہ میں سے سکبادہ قبیلہ بھی ہے۔ جو ان پہاڑوں کے مضبوط ترین قلعے میں آباد ہیں۔ ان کا پہاڑ قبلہ کی جانب سے سوس کے میدانوں اور مغرب کی جانب سے بحرمحیط پر جھانکتا ہے۔ جیسا کہ بعد میں بیان کیا جاتا ہے۔ انہیں اپنے قلعے کی مضبوطی کی وجہ سے اپنے قبیلے پر بڑا اعزاز حاصل ہے۔ آغاز اسلام کے وقت ان ہی مصامدہ کو ان پہاڑوں میں بڑی قوت وطاقت حاصل تھی۔ یہ لوگ دین کے اطاعت گزار اور اپنے برغواطی بھائیوں کے خزانہ مذہب کے مخالف تھے۔ ان کے مشاہیر میں سے کثیر ابن وسلاس بن شملال بن امادہ ہے جو یحییٰ بن یحییٰ ہے اور جو کہ موطا کا امام مالک سے راوی ہے۔ یہ اندلس میں داخل ہوا اور پھر طارق کے ساتھ فتح میں شامل ہوا۔ ان کے دوسرے مشاہیر اندلس میں ٹھہر گئے۔ ان کی اولاد کا ذکر حکومت اموی کے ذکر میں آتا ہے۔ اسلام سے قبل ان میں کئی ملوک اور افراد ہوئے تھے۔ ان کی لمتونہ ملوک مغرب کے ساتھ لڑائیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ مہدی پر ان کا اتفاق ہو گیا۔ اور وہ اس کی دعوت کو قائم کرنے لگے۔ انہیں عظیم حکومت حاصل تھی جو انہیں عدوتین کے لمتونہ سے افرافریقہ میں منہاجہ سے ملی تھی جیسا کہ یہ بات معروف ہے اور اب ہم اس کا ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

باب: ۲۸

مہدی کے ابتدائی حالات کا بیان اور موحدین کی حکومت کی روداد

ہمیشہ ہی سے جبال درن میں مصامدہ کو عظیم حیثیت، ان کی جماعت کو کثرت اوران کی لڑائی کو قوت حاصل ہے۔ عقبہ بن نافع اور موسیٰ بن نصیر کے ساتھ لڑائیوں میں بھی انہیں بڑا مقام حاصل رہا یہاں تک کہ وہ اسلام پر قائم ہو گئے جیسا کہ یہ بات مشہور و معروف ہے، پھر لمتونہ کی حکومت ان پر سایہ فگن ہوئی اور اس حکومت میں ان کی حیثیت مضبوط ہو گئی۔ اہل سلطنت اور حکومت میں انہیں بڑا مقام حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے مراکش شہر کی حد بندی کی تو انہوں نے انہیں اپنے درن کے مواطن کے پڑوس میں اتارا۔ تا کہ وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز رہیں، اور آسانی سے اطاعت نہ کرنے والوں کو مطیع بنا کر رکھیں۔ اس حکومت کے آغاز اور علی بن یوسف کے عہد میں ان کے مشہور امام محمد بن تومرت کا ظہور ہوا جو موحدین کی حکومت کا حکمران اور مہدی کے نام سے مشہور تھا۔ وہ اصل میں معرغہ میں سے تھا جو مصامدہ کے بطون میں سے ہے اور جنہیں ہم نے شمار کیا ہے۔ اس کے باپ نے اس کا نام عبداللہ اور تومرت رکھا۔ صنرسنی میں اسے امغارہ لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ محمد بن عبداللہ بن دجلیہ ابن بامصال بن حمزہ بن عیسیٰ تھا جیسا کہ ابن رشتف نے بیان کیا ہے اور ابن القطان نے اس کی تصدیق کی ہے۔ مغرب کے بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ وہ محمد بن تومرت بن نیطاوس بن ساولا بن سفسون بن الکلدلیس بن خالد ہے۔ کئی مورخین کا خیال ہے کہ اس کا نسب دراصل اہل بیت سے تعلق رکھتا ہے اور وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ہود بن خالد بن تمام بن عدنان بن صفوان بن جابر بن عطا بن رباح بن محمد ہے جو سلیمان بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد سے ہے اور جو ادریس اکبر کا بھائی ہے اور اس کے بہت سے گھر والوں نے اس کے نسب کو مصامدہ اور اہل سوس سے بیان کیا ہے۔ اسی سلیمان کے متعلق ابن نخیل نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ بہر حال وہ مغرب میں اپنے بھتیجے ادریس کے پاس چلا گیا اور تلمسان میں اترا، یوں اس کی اولاد مغرب میں پھیل گئی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ سوس کا ہر طالبی اس کی اولاد میں سے ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ ادریس کے ان قرابت داروں میں سے جو اسے مغرب میں آ ملے تھے۔ جبکہ رباح جو اس نسب کا ستون ہے وہ ابن یسار بن عباس بن محمد بن حسن ہے۔ دونوں صورتوں میں طالبی کی نسبت صرغہ میں واقع ہوتی ہے جو مصامدہ کے قبیلوں میں سے ہے اور اس کی جڑیں ان میں پیوست ہیں۔ یہ ان کے دھڑے کے ساتھ شامل ہے لہٰذا ان کا قبیلہ خلط ملط ہو گیا اور وہ انہی سے منسوب ہو گیا اور ان ہی میں شمار ہونے لگا۔ اس کے اہل بیت بڑے زاہد و عابد اور درویش تھے۔ یہ محمد پڑھتا اور علم سے محبت رکھتا ہوا جوان ہوا، اسے اسافو کہتے تھے جس کے معنی روشنی کے ہیں کیونکہ وہ مساجد میں رہنے کی وجہ سے بکثرت قندیلیں جلایا کرتا تھا۔ اس نے پانچویں صدی کے سرے پر علم کی جستجو میں مشرق کا سفر کیا اور اندلس سے گزر کر قرطبہ میں داخل ہو۔ جو اس وقت علم کا گھر تھا۔ وہ پھر اسکندریہ چلا گیا، حج کیا اور عراق میں داخل ہوا۔ اس نے وہاں جملہ علماء اور بڑے بڑے دانشوروں سے ملاقات کی اور ان سے علم حاصل کیا۔ اور وہ خود بیان کیا کرتا تھا کہ اس کی قوم کو اس کے ہاتھ پر حکومت ملے گی کیونکہ کاہن قیافہ شناس مغرب میں ایک حکومت کے ظہور کا وقت مقرر کر رہے تھے۔ ان کا خیال ہے کہ اس نے ابو حامد غزالی سے بھی ملاقات کی تھی۔ ان سے اپنے دل کی باتوں کے متعلق گفتگو کی۔ انہوں نے اسے اسلام کی حکومت کے اختلال کے خلاف اکسایا، امت کو جمع کرنے والے اور ملت کو قائم کرنے والے سلطان کے ارکان کو پراگندہ کرنے پر برانگیختہ کیا۔ بعد ازاں انہیں اس کے ان قبائل پر بدگمانی ہو گئی۔ جن کی وجہ سے اسے اعتزاز و تحفظ حاصل تھا۔ یوں اس نے ان قبیلوں میں اپنی خواہش کے پانے اور دعوت کے غالب آنے میں امر الٰہی کی تکمیل کرتے ہوئے پرورش پائی۔ یہ امام اس خواہش کو لئے ہوئے مغرب کی طرف ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور دین کا جلتا ہوا شعلہ بن کر واپس لوٹا۔ مشرق میں اس نے اہل سنت کے اشعری علماء سے بھی ملاقات کی، اور ان سے علم حاصل کیا۔ عقائد سلفیہ میں کامیابی حاصل کرنے اور ان عقلی دلائل سے جو اہل بدعت کے سینے میں گھس جاتے ہیں،

عقائد کے دفاع میں ان کے طریقے کو اس نے مستحسن خیال کیا اور متشابہ آیات و احادیث کی تاویل میں بھی ان کی رائے کو اختیار کیا۔ حالانکہ اہل مغرب تاویل میں ان کی اتباع کرنے سے علیحدگی اختیار کئے ہوئے تھے اس کے علاوہ سلف کی اقتداء میں تاویل کے ترک کرنے اور متشابہات کے اقرار کرنے میں ان کی رائے کو اختیار کئے ہوئے تھے لہٰذا اس نے اہل مغرب کو اس بارے میں سمجھایا۔ اور انہیں تاویل کے قول اور عقائد میں اشعری مذاہب کو اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر ان کی امامت اور ان کی تقلید کے وجوب کا اعلان کیا۔ اس نے ان کی رائے کے مطابق عقائد میں المرشدۃ فی التوحید جیسی کتاب تالیف کی اور وہ امامیہ شیعہ کی طرح امام کی عصمت کا بھی قائل تھا۔ اس نے پھر اس سلسلے میں اپنی کتاب الامامیہ تالیف کی جس کا آغاز اس نے اپنے قول اعز مایطلب سے کیا، یہ ابتدائیہ ہی اس کتاب کا لقب بن گیا۔ وہ بلاد مغرب کے پہلے شہر طرابلس میں اپنے اس مذہب کا اہتمام کرتے ہوئے اترا۔ علماء مغرب نے اس سے انحراف اختیار کیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس پر نکیر کی اور وہ مقدور بھر امر و نہی کرنے اور تدریس علم و امر میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ اسے اس کے باعث تکالیف پہنچیں جنہیں اس نے اپنے اعمال صالحہ میں سے خیال کیا۔ جب وہ بجایہ میں داخل ہوا تو ان دنوں وہاں پر عزیز بن منصور بن ناصر بن علناس بن حماد، منہاجہ کے امراء میں سے حاکم تھا اور وہ عیب دار لوگوں میں سے تھا لہٰذا اس نے اسے اور اس کے اتباع کو سختی سے منع کیا۔ آخر ایک روز وہ انہیں بڑے کاموں کو راستوں میں روکنے کے درپے ہو گیا۔ جس کے باعث گھبراہٹ میں ڈالنے والی آواز پیدا ہوئی جسے سلطان اور خواص نے ناپسند کیا۔ انہوں نے پھر اس کے متعلق مشورہ کیا، تو وہ وہاں سے خوفزدہ ہو کر نکلا اور ملالہ چلا گیا جہاں ان دنوں قبائل منہاجہ میں سے بنو وریاغل تھے جنہیں کہ اعتزاز اور قوت و شوکت حاصل تھی۔ انہوں نے اسے پناہ دی تو بجایہ کے سلطان نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اس کے سپرد کر دیں۔ مگر انہوں نے انکار کیا اور اس کے ساتھ درشتی سے پیش آئے۔ مہدی ان کے درمیان ٹھہر کر مدت تک انہیں علم پڑھاتا رہا، جب یہ فارغ ہوتا تو راستے کے وسط میں دیار ملالہ کے قریب ایک چٹان پر بیٹھ جاتا۔ وہ چٹان اس زمانے میں بہت مشہور تھی اور وہیں پر اس کا سب سے بڑا ساتھی عبدالمومن بن علی اپنے چچا کے ساتھ حج کرتا ہوا اسے ملا، وہ اس کے علم سے حیران رہ گیا اور اپنے عزم سے باز آ گیا۔ وہ پھر اس کا خاص ساتھی ہو گیا اور اس سے علم حاصل کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اب مہدی مغرب کی طرف کوچ کر گیا۔ اور یہ بھی اس کے ساتھیوں میں شامل تھا۔ وہ پھر وانشریس چلا گیا اور اس کے جملہ اصحاب میں سے بشیر نے اس کی مصاحبت اختیار کیا۔ وہ پھر تلمسان گیا اور لوگوں نے اس کے حالات سنے لہٰذا قاضی نے اسے بلایا اور اسے اس کے مذہب کے بارے ڈانٹا۔ اس نے علاقے والوں کی مخالفت کی وجہ سے اسے توبیخ کی تو اس نے خیال کیا کہ اس کا اس بات سے دست کش ہو جانا ہی عدل و انصاف کی بات ہے۔ لیکن اس نے یہ بات قبول نہ کی اور اپنے طریقے پر قائم رہتے ہوئے فاس اور پھر مکناسہ کی طرف چلا گیا۔ اس نے وہاں پر بھی لوگوں کو بعض برائیوں سے منع کیا۔ لہٰذا شریر لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے زد و کوب کر کے تکلیف دی۔ وہ پھر مراکش چلا گیا اور وہاں اقامت اختیار کر کے اپنا کام کرنے لگا۔ ایک دن وہ علی بن یوسف کو نماز جمعہ میں جامع مسجد میں ملا، اسے نصیحت کی اور اسے سخت سست کہا۔ ایک دن وہ علی بن یوسف کی بہن کو ملا۔ جو اپنی قوم ملثمین کے طریقے کے مطابق ننگے سر عورتوں کے لباس میں تھی تو اس نے اسے ڈانٹا۔ وہ اس کی ڈانٹ کے صدمے سے روتی ہوئی اپنے بھائی کے پاس آئی تو اس نے فقہا کے ساتھ اس کی شہرت کے متعلق گفتگو کی جو کہ اس کے متعلق غصے اور حسد سے بھرے ہوئے تھے کیونکہ وہ متشابہ کی تاویل میں اشعری مذہب کو اختیار کئے ہوئے تھے۔ دوسری طرف مہدی سلف کے مذہب پر ان کے جمود اختیار کرنے کی وجہ سے ان پر نکیر کرتا تھا اور اس کے خیال میں جمہور نے اسے تجسیم کی تلقین کی تھی لہٰذا وہ اشعریہ کے ایک قول کے مطابق ان کی تکفیر کرتا تھا۔ وہ اس رائے کی طرف مائل ہو گیا۔ لہٰذا انہوں نے امیر کو اس کے خلاف بھڑکایا، تو اس نے ان کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے بلایا۔ مناظرے میں ان پر غالب آ گیا، اپنی جگہ سے باہر چلا گیا۔ اور انہیں لڑتا چھوڑ گیا لہٰذا وہ اس دن اغمات چلا گیا۔ اور وہاں بھی اپنی عادت کے مطابق بری باتوں سے روکنے لگا۔ وہاں کے لوگوں نے علی بن یوسف کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس کے حالات سے برا شگون لیا۔ لہٰذا وہ اور اس کے شاگرد جو اس کے ساتھیوں میں سے تھے، وہاں سے نکل گئے۔ اس نے پھر اپنے اصحاب میں سے اسماعیل بن ایکیک کو بلایا۔ جو کہ اس کی قوم کے بہادروں میں سے ہے۔ سب سے پہلے وہ مسفیوہ اور پھر ہستانہ گیا۔ وہاں ان کے اشیاخ میں سے عمر بن یحییٰ بن محمد وانودین بن علی اسے ملا جو ابوحفص کہلاتا تھا۔ ابن فعستانہ اس کے گھر کو بنی خاصکات میں جانتا تھا اور انہیں نصاب کہتے ہیں کہ فاصکات، وانودین کا جد ہے اور حفستانہ کو ان کی زبان میں حفسی کہا جاتا ہے۔ اس لئے عمر، حفسی کے نام سے معروف تھا اور ان

کے نسب کی تحقیق کا بیان ان کی حکومت کے بیان میں آئے گا۔ بہرحال مہدی انہیں چھوڑ کر ایکسپلین کی طرف کوچ کر گیا۔ جو بلاد معرغہ میں سے ہے۔ اور وہ اپنی قوم کے ہاں مہمان اترا۔ سنہ 515ء کا واقعہ ہے کہ اس نے عبادت کے لئے رابطہ پیدا کیا۔ تو طلبہ اور قبیلے والے اس کے پاس اکٹھے ہو کر آئے۔ وہ انہیں بربری زبان میں المرشدۃ فی التوحید کی تعلیم دیتا تھا اور اس کے راستے میں اس کی بڑی شہرت ہو گئی۔ اب فقیہ العلمیہ نے امیر علی بن یوسف کی مجلس کے ذریعے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا اور وہ مالک بن وہیب تھا جس نے اسے اکسایا تھا۔ یہ وہ قیافہ شناس تھا جو ستاروں کے ذریعے اندازہ لگاتا تھا۔ کاہن یہ باتیں کرتے تھے کہ مغرب کی ایک قوم سے ایک بادشاہ ہونے والا ہے۔ جس میں دو علوی ستاروں اور ایک سیارے کے قران سے مچھلی کی شکل تبدیل ہو جائے گی۔ اور یہ ان کے احکامات کا تقاضا ہو گا۔ امیر بھی اس بات کی توقع رکھتا تھا لہٰذا اس نے کہا کہ اس آدمی سے حکومت کو بچاؤ کیونکہ وہ سوتی کے ردی مسجع کلام میں صاحب قرآن اور مربع درہم والا ہے، جسے لوگ ایک دوسرے سے نقل کرتے ہیں، اس کی اصل عبادت یہ ہے:

''اور اس نے اپنے پاؤں میں بیڑی ڈال لی ہے تاکہ تجھے ڈھول سنائی نہ دے۔''

میں اسے مربع درہم والا خیال کرتا ہوں لہٰذا علی بن یوسف نے اسے طلب کیا لیکن جب نہ پایا تو اس نے سواروں کو اس کی تلاش میں بھیجا مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آیا۔ اس دوران شوس کے عامل ابو محمد لمتونی نے اسے جلد قتل کرنے کے لئے بعض آدمی بھیج کر مداخلت کی اور ان کے بھائیوں نے انہیں چوکنا کر دیا۔ لہٰذا وہ اپنے ساتھیوں کے قلعے میں چلے گئے۔ جس نے ان کے معاملے میں مداخلت کی، انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر مصامدہ کو اس کے ہاتھ پر بیعت توحید، اس کے تحفظ کے لئے سنہ 515ء میں مجسمین سے لڑائی کرنے کی دعوت دی۔ لہٰذا عشرہ وغیرہ میں سے ان کے جوان اس کے پاس آئے۔ ان میں حفستانہ کے ابو حفص عمر بن یحییٰ اور ابو یحییٰ بن یکبت اور یونس بن ذنو دین اور ابن یغمور بھی تھے جبکہ تینملل سے ابو حفص عمر بن علی حسنا کی اور محمد بن سلیمان اور عمرو بن تافراتکین اور عبداللہ بن ملویات تھے۔ یوں ہرغہ کا قبیلہ سب کا سب ہی اس کے حکم تلے آ گیا۔ پھر ان کے ساتھ کید موبہ اور کنفیسہ بھی شامل ہو گئے جب اس کی بیعت مکمل ہو گئی تو انہوں نے اسے مہدی کا لقب دیا، اس سے قبل اس کا لقب امام تھا۔ وہ اپنے اصحاب کو طلبہ جبکہ اہل دعوت کو، موحدین کہتا تھا۔ جب اس کے پچاس اصحاب ہوئے تو اس نے ان کا نام ایت انجمین رکھا۔ اس دوران سوس کے عامل ابوبکر بن محمد لمتونی نے ہرغہ میں ان کے مکان پر چڑھائی کی، تو انہوں نے اپنے حفستانہ بھائیوں سے کمک مانگی لہٰذا وہ اس کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور لمتونی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ انہیں پھر فتح کی آواز آئی اور امام نے ان سے اس بات کا وعدہ کیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کے متعلق غور و فکر کیا اور سب کے سب اس کی دعوت میں شامل ہو گئے، لمتونی فوجیں یکے بعد دیگرے کئی بار ان کے مقابلہ میں آئیں مگر انہوں نے انہیں منتشر کر دیا۔ مہدی پھر اپنی بیعت کے تین سالوں میں جبل تمیلل میں منتقل ہو گیا اور اسے اپنا وطن بنا لیا۔ اس نے ان کے درمیان اور وادی نفیس کے قریب اپنا گھر اور مسجد بھی بنائی۔ مصامدہ میں سے جس شخص نے اس کی بیعت کرنے میں تکلف کیا اس نے اس سے لڑائی کی یہاں تک کہ وہ سیدھے ہو گئے۔ لہٰذا اس نے اولاد حضر رجہ کے ساتھ لڑائی کی اور کئی بار ان پر حملہ آور ہوا، آخر انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر اس نے ہسکورہ کے ساتھ لڑائی کی اور ان کے ساتھ ابو دونہ لمتونی بھی تھا لہٰذا یہ ان پر غالب آ گیا اور وہ واپس لوٹ آیا۔ جب بنو داسکیت نے اس کا پیچھا کیا تو موحدین نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور قیدی بنا لیا۔ اس نے پھر بلد غجرامہ سے لڑائی کی اور اس نے اسے فتح کر لیا۔ اس نے اپنے احباب میں سے شیخ ابو محمد عطیہ کو چھوڑا تھا۔ لہٰذا اس نے اس سے خیانت کی اور اسے قتل کر دیا۔ یوں اس نے ان سے لڑائی کی، ان کو لوٹا اور تیمملل کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے وہاں پر اقامت اختیار کر لی، یہاں تک کہ بشیر کا معاملہ پیش آیا، تو اس نے موحدوں کو منافق سے جدا کیا اور وہ لمتونہ کو حشم کہتے تھے۔ لہٰذا اس نے ان سے لڑنے کا عزم کیا اور معاہدہ میں سے تمام اہل دعوت کو جمع کر کے ان پر چڑھائی کر دی۔ انہوں نے مرکبکب میں اس سے لڑائی کی اور موحدین نے اسے شکست دی۔ اور اغمات تک ان کا تعاقب کیا۔ وہاں پر بکر بن علی بن یوسف اور ابراہیم بن تاعماشت کے ساتھ لمتونہ کی فوجوں نے ان کے ساتھ لڑائی کی۔ موحدین نے انہیں بھی شکست دی اور ابراہیم واپس آ گیا۔ انہوں نے پھر مراکش تک ان کا تعاقب کیا اور چار سو سواروں کے سوا چالیس ہزار کے قریب پیادہ فوج نے بحیرہ پر پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد علی بن یوسف نے فوج کو اکٹھا کیا اور ان کے پڑاؤ سے چالیس روز بعد وہ باب اہلان سے ان سے لڑنے کے لئے نکلا۔ اس نے انہیں شکست دی، ان میں خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے۔ یوں بشیر نے

اپنے اصحاب میں سے کچھ کو کھودیا پھر ہیلانہ میں خوب قتلام ہوا۔ اور اس روز عبدالمومن کی خوب آزمائش ہوئی۔ اس کے چار ماہ بعد مہدی فوت ہو گیا۔ وہ عدیل سے عدول کرنے، تجسیم کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے لمتونہ پر تعریض کرتے ہوئے اپنے اصحاب کو موحدین کہتا تھا اور وہ بڑا پاکباز تھا۔ وہ عورتوں کے پاس آتا جاتا نہیں تھا اور پیوندلگی عبا پہنتا تھا۔ اسے زہد و عبادت میں ایک مقام حاصل تھا۔ اس نے امامیہ شیعہ سے اتفاق کر کے امام کو معصوم قرار دینے کے سوا اور کوئی بدعت اختیار نہیں کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب:۲۹

عبدالمومن کی حکومت کا بیان جو مہدی کا خلیفہ تھا

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب سنہ 22 میں مہدی فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بعد اپنے سب سے بڑے ساتھی عبدالمومن بن علی کومی کے متعلق وصیت کی کہ وہ اس کی حکومت کو سنبھالے۔ ہم قبل ازیں اس کے اور اس کے نسب کے متعلق اس کی قوم کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ لہٰذا اس نے تیملیل میں اس کے گھر کے پاس اسے اس کی مسجد میں اسے دفن کر دیا۔ تب اس کے اصحاب پھوٹ پڑنے سے ڈر گئے۔ انہیں توقع تھی کہ مصامدہ عبدالمومن بن علی کی حکومت سے ناراض ہوں گے کیونکہ وہ ان کے قبیلے میں سے نہیں تھا لہٰذا انہوں نے حکومت کے معاملے کو موخر کر دیا یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں میں دعوت کی شادمانی رچ بس جائے۔ انہوں نے پھر اس کی موت کو پوشیدہ رکھا اور تین سال تک اس کی بیماری کے متعلق جھوٹے بیان دیتے رہے۔ اور ساتھ ساتھ نماز میں اس کی سنت کو قائم کرتے رہے۔ وہ اس کے اصحاب کو اس کے گھر لاتا رہا گویا اس نے انہیں اپنی عبادت کے لئے مختص کیا ہے۔ لہٰذا وہ اس کی قبر کے اردگرد بیٹھ جاتے اور اپنے حالات کے متعلق گفتگو کرتے۔ وہ پھر اپنے ارادوں کو پورا کرنے کے لئے باہر نکلتے اور عبدالمومن انہیں تلقین کرتا حتیٰ کہ جب ان کی حکومت مستحکم ہو گئی اور سب لوگوں کے دلوں میں دعوت جاگزیں ہو گئی، تو انہوں نے اپنے حالات سے پردہ اٹھایا۔ عشرہ میں سے جو آدمی باقی رہ گئے تھے، انہوں نے عبدالمومن کو مقدم کرنے میں مدد دی۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ کردار شیخ ابو حفص نے ادا کیا۔ جب ہنستانہ اور باقی ماندہ مصامدہ نے اس پر غلبہ حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے لوگوں کو مہدی کی موت کے متعلق اطلاع دے دی اور اس نے اپنے ساتھی کے متعلق بھی بتا دیا۔ یحییٰ بن یعمور نے روائت کی ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ افضل ساتھی کے متعلق برکت دے لہٰذا سب لوگ راضی ہو گئے۔ انہوں نے پھر سنہ 24ء میں تیملیل شہر میں اس کی بیعت پر اتفاق کر لیا، یوں اس نے موحدین کی حکومت سنبھال لی اور پھر دور دور تک لڑائیاں کیں۔ اس نے پہلے تادلہ پر حملہ کیا، وہاں قیام کیا اور ان میں سے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس نے پھر درعہ سے لڑائی کی اور سنہ 26ء میں اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے تاسعون سے لڑائی کی اور اسے فتح کر لیا۔ اس نے اس کے والی ابوبکر بن مازر، اس کے ساتھ اس کی قوم غمارہ کے جو آدمی بنی ذرار اور بنی مرزع سے تھے، انہیں قتل کر دیا پھر لوگ فوج در فوج ان کی دعوت کی طرف آنے لگے۔ اس دوران مغرب کے دیگر علاقوں میں بربریوں نے لمتونہ کے خلاف بغاوت کر دی تو علی بن یوسف نے اپنے بیٹے تاشفین کو سنہ 63ء میں ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ لہٰذا وہ ارض سوس کی جانب ان کے پاس آیا۔ اس نے پھر کزولہ کے قبائل کو اس کے ساتھ اکٹھا کر کے اور انہیں اس کے ہراول میں رکھا، یوں موحدین نے ان کی پہلی جماعت سے لڑائی کی اور اسے شکست دی۔ اس کے بعد تاشفین بغیر لڑے واپس آ گیا۔ اور اس کے بعد کزولہ، موحدین کی حکومت میں شامل ہو گئے تب عبدالمومن نے بلاد مغرب سے لڑائی کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے سنہ 34ء سے لے کر سنہ 41ء تک اپنی طویل لڑائی لڑی۔ اس نے تیملیل سے اس بارے میں گفتگو نہ کی یہاں تک کہ جب مغربیوں کے غلبہ کا خاتمہ ہو گیا، تو وہ تیملل سے اس کی طرف گیا۔ تاشفین پھر اپنی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے کو نکلا۔ لوگ اس سے بھاگ کر عبدالمومن کی طرف چلے جاتے تھے۔ وہ پہاڑوں میں جہاں کھانے کے لئے بافراغت پھل اور گرمی حاصل کرنے کے لئے لکڑیاں ہوتی تھیں، چلتا چلتا جبل غمارہ تک جا پہنچا، یوں مغرب میں لڑائی اور گرانی کی آگ بھڑک اٹھی۔ مغرب سے رعایا متفرق ہو گئی اور طاغیہ نے عدوہ میں مسلمانوں کو زخمی کیا۔ اس دوران میں عدتین کا بادشاہ علی بن یوسف امیر لمتونہ سنہ 537ء میں فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے تاشفین نے ان کی حکومت سنبھال لی۔ وہ اپنی انہی لڑائیوں میں مصروف تھا کہ اس کا گھیراؤ کر لیا گیا۔ وہ پھر اپنے باپ کے بعد بنی لمتونہ اور مسوفہ کے فتنے سے افسردہ ہو گیا لہٰذا مسوفہ کے امراء جیسے بدران بن محمد اور پھر یحییٰ بن تاکفتن اور یحییٰ بن اسحاق جو انکارہ نام سے معروف تھا اور تلمسان کا والی تھا، دہشت زدہ ہو کر عبدالمومن کے ساتھ جا ملے

اوراس کی دعوت میں شامل ہو گئے۔ بعدازاں لمتونہ نے اوران کے اور باقیماندہ مسوفہ کے عہد کو توڑ دیا اور عبدالمومن اپنے حال پر قائم رہا۔ لہٰذا اس نے سبتہ سے لڑائی کی مگر اسے سر نہ کرسکا۔ اس کے دفاع میں قاضی عیاض نے بڑا کردار ادا کیا جو اپنے دین ابوت اور منصب کی وجہ سے ایک مشہور آدمی تھا اور ان دنوں سبتہ کا رئیس تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آخری ایام میں حکومت اس سے ناراض ہوگئی اور وہ سبتہ سے جلاوطن ہو کر تادلہ میں فوت ہو گیا جہاں وہ صحرا میں قضا کا کام کرتا تھا۔ عبدالمومن اپنی لڑائیوں میں دیر تک مصروف رہا پھر وہ جبال غیاشہ اور بطویہ تک پہنچ گیا اور اسے فتح کرلیا۔ وہ پھر ملویہ آیا اور اس کے قلعوں کو فتح کرلیا۔ اس نے پھر زناتہ کو روند ڈالا اور قبائل مدیونہ نے اس کی اطاعت اختیار کرلی۔ اس نے پھر یوسف بن دانودین اور ابن موموکی نگرانی کے لئے ان کی طرف موحدین کی فوج بھیجی لہٰذا محمد بن یحییٰ بن فانو عامل تلمسان اپنی لمتونی اور زناتی فوجوں کے ساتھ مقابلے میں نکلا تو موحدین نے اسے شکست دی اور ابن فانو قتل ہوگیا۔ اس کے بعد زناتہ کی فوج منتشر ہوگئی اور اپنے ملک کی طرف واپس آ گئی۔ ابن تاشفین نے تلمسان پر ابوبکر بن مزدلی کو حاکم مقرر کیا تھا جب ابوبکر بن ماخوخ اور یوسف بن بدر جو بنی مانوہ امراء تھے، ریف میں عبدالمومن کے مکان پر پہنچے تو اس نے ابن یغمور اور ابن وانودین کو موحدین کی فوج میں ان کے ساتھ بھیجا لہٰذا انہوں نے بلاد عبدالواد اور بنی ماجدی میں خوب خونریزی کی اور انہیں قیدی بنالیا۔ لمتونی فوجوں نے ان کی مدد کی اور رومی سالار ربرتیر بھی ان کے ساتھ تھا۔ لہٰذا یہ لوگ منداماس میں اترے اور زناتہ یعنی یلومی اور بنی عبدالواد میں ان کے خلاف اکٹھے ہو گئے۔ ان کا سردار حمامہ بن مطہر تھا نیز بنی نیکیاس اور بنی درسفان اور بنی توجین بھی اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے پھر مانو پر حملہ کر کے ان کی غنائم کو چھڑا لیا جبکہ ابوبکر بن ماخوخ اپنی قوم کے چھ سو آدمیوں کے ساتھ قتل ہو گیا۔ یوں موحدین اور ابن دانودین جبال سیرات میں قلعہ بند ہو گئے۔ تاشفین بن ماخوخ لمتونہ اور زناتہ کے روبرو عبدالمومن کے ساتھ جا ملا۔ اس کے بعد وہ اس کے ساتھ تلمسان اور پھر سیرات کی طرف چلا گیا۔ اور اس نے لمتونہ اور زناتہ کی فرودگاہ کا قصد کیا اور ان پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور جبل بنی ورنیک کی دو چٹانوں کے درمیان فروکش ہوگیا۔ تاشفین اس دوران باصطفصف میں اترا پھر حاکم بجایہ یحییٰ بن عبدالعزیز کی طرف سے اگلے جرنیل طاہر بن کباب کی نگرانی میں صنہاد کی مدد پہنچ گئی۔ انہوں نے منہاجیہ کی عصبیت کی وجہ سے تاشفین اور اس کی قوم کی مدد دی اور اس کے پہنچنے کے روز اس نے موحدین کی فوج کو دیکھا تو لوگوں کو لمتونہ پر فوراً حملہ کرنے کے متعلق بتایا ان کا امیر انہیں موحدین سے لڑنے کا عادی بنا رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تمہارے پاس صرف اس لئے آیا ہوں تا کہ تمہیں تمہارے حاکم عبدالمومن سے بچاؤں اور پھر میں اپنی قوم کی طرف واپس چلا جاؤں گا لہٰذا تاشفین اس کی بات سے غضبناک ہوگیا اور اسے لڑائی کی اجازت دیدی۔ اب اس نے قوم پر حملہ کر دیا۔ اور انہوں نے بھی سوار ہو کر اس سے لڑائی کرنے کی ٹھان لی۔ یہ اس کا اور اس کی فوج کا آخری دور تھا۔ تاشفین نے اس سے قبل اپنے جرنیل کو ایک بڑی فوج کے ساتھ رومی جرنیل روبرتیر کے مقابلہ میں بھیجا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لہٰذا اس نے بنی سندم اور زناتہ پر ان کے میدانوں میں غارت گری کی۔ اور پھر ڈھیر سارا غنائم لے کر واپس آیا۔ جب عبدالمومن کی فوج سے موحدین نے ان کا راستہ روکا، تو اس نے انہیں قتل کر دیا لیکن روبرتیر بھی قتل ہو گیا۔ اس نے پھر بلاد بنی نوما کی طرف ایک اور دستہ بھیجا جس سے تاشفین بنی ماخوخ اور اس کے ساتھی موحدین نے لڑائی کی اور واپسی پر بجایہ کی فوج کی راہ میں حائل ہو گئے۔ انہوں نے اس سے بہت کچھ حاصل کیا اور تاشفین کو یہ لڑائیاں پے درپے پیش آئیں۔ لہٰذا اس نے دھران کی طرف کوچ کا ارادہ کرلیا۔ اس نے اپنے ولی عہد بیٹے کو لمتونہ کی ایک جماعت کے ساتھ مراکش کی طرف بھیجا اور اس کے کاتب احمد بن عطیہ کو بھی بھیجا۔ وہ پھر خود سنہ 39ء میں دہران کی طرف چلا گیا اور وہاں ایک ماہ قیام کر کے اپنے بحری بیڑے کے سالار محمد بن میمون کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے مریہ سے دس ایرانی بحری بیڑے اس کے پڑاؤ کے قریب بھیج دیئے۔ اس دوران عبدالمومن بھی تلمسان سے چل پڑا، اس نے اپنی ہراول فوج میں شیخ ابوحفص عمر بن یحییٰ اور زناتہ میں سے بنی مانو کو بھیجا۔ لہٰذا انہوں نے بلاد بنی یلومی، بنی عبدالواد، بنی درسیفین اور بنی توجین میں آ کر خوب خونریزی کی یہاں تک کہ وہ ان کی دعوت میں شامل ہو گئے۔ بعدازاں عبدالمومن کے پاس ان کے رؤساء کا ایک وفد آیا۔ جس میں سیدالناس بن امیرالناس شیخ بنی یلومی بھی تھا۔ لہٰذا وہ انہیں اچھی طرح ملا اور انہیں دہران کی طرف موحدین کی فوج میں لے گیا۔ یوں انہوں نے لمتونہ کو ان کے پڑاؤ میں فتح کر لیا اور انہیں منتشر کر دیا۔ تاشفین نے پھر ایک ٹیلے پر پناہ لی، تو انہوں نے اس کا گھیراؤ کرلیا۔ اور اس کے اردگرد آگ جلادی یہاں تک کہ ان کو رات نے آلیا۔ اس دوران تاشفین قلعہ سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور پہاڑ کے ایک کنارے پر گر کر 27 رمضان سنہ 539 کو فوت ہو گیا۔ اس

منے اس کے سرکوبی ملل کی طرف بھیج دیا اور پھر فوج کا دستہ ذہران کی طرف چلا گیا۔ لہٰذا وہ اہل دہران کے ساتھ محصور ہو گئے یہاں تک کہ پیاس نے انہیں مصیبت میں ڈال دیا۔ ان سب نے اس سال عید الفطر کے دن عبدالمومن کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جب لمتونہ کی شکست کے ساتھ تاشفین کے قتل کی خبر تلمسان پہنچی۔ اس وقت ان میں ابوبکر دلھف اور سیرین الحاج اور علی بن میلو بھی دیگر سرداروں کے ساتھ شامل تھے۔ لہٰذا جو لمتونی وہاں موجود تھے، وہ ان کے ساتھ بھاگ گئے۔ عبدالمومن نے پھر تاکرارت میں جس شخص کو پایا قتل کر دیا حالانکہ قبل انہوں نے اپنے ساتھ سرداروں کو بھیجا تھا۔ اس دوران یصلیتین نے جو بنی عبدالواد کے سرداروں میں سے تھا، ان سے لڑائی کی اور ان سب کو قتل کر دیا جب عبدالمومن تلمسان پہنچا۔ اس نے اہل تاکرارت کو لوٹا کیونکہ ان کی اکثریت نوکروں چاکروں کی تھی جبکہ اہل تلمسان کو معاف کر دیا۔ فتح کے سات ماہ بعد سلیمان بن محمد بن دانودین کو ان کا حاکم مقرر کر کے وہ وہاں سے چلا گیا۔ بعض مورخین نے نقل کیا ہے کہ وہ تلمسان کا مسلسل محاصرہ کئے رہا اور وہیں مدد اسے پہنچتی رہی۔ وہیں پر اسے سجلماسہ کی بیعت کی اطلاع ملی پر اس نے مغرب کی طرف کوچ کا عزم کیا۔ اس نے ابراہیم بن جامع کو تلمسان کے محاصرے پر چھوڑا اور اس نے سنہ 41 میں فاس کا قصد کیا جہاں پر تاشفین کے تلمسانی دستے کا یحییٰ صحرادی قلعہ بند تھا۔ عبدالمومن نے ان سے لڑائی کی اور مکناسہ کے محاصرے کے لئے فوج بھیجی پھر خود اس کے پیچھے چلا گیا۔ یوں وہ موحدین کی ایک فوج کو فاس میں چھوڑ گیا جس کے رہنما ابوحفص، ابو ابراہیم اور مہدی کے وہ اصحاب تھے جو عشرہ سے تعلق رکھتے تھے یوں انہوں نے سات ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر ابن الجیان نے انہیں داخل کر دیا۔ یوں وہ شہر میں داخل ہو گیا اور اس نے رات کو موحدین کو داخل کر دیا۔ صحرادی طنجہ کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے ابن غانیہ کے پاس اندلس چلا گیا۔ جب عبدالمومن کو فاس کے متعلق اطلاع ملی جبکہ وہ مکناسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، تو وہ فاس کی طرف واپس آ گیا اور ابراہیم بن جامع کو اس کا حاکم مقرر کیا کیونکہ وہ فاس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ جب راستے میں اسے امیر بنی مرین مخضب بن عسر ملا تو انہوں نے اس سے اور اس کے ساتھیوں سے تکلیف اٹھائی لہٰذا عبدالمومن نے یوسف دانودین عامل تلمسان کی طرف لکھا کہ وہ ان کی طرف فوج بھیجے۔ اس نے پھر بنی عبدالواد کے شیخ عبدالحق بن منقاد کے ساتھیوں کو بھیجا۔ انہوں نے بنی مرین پر حملہ کر دیا اور مخضب نے ان کے امیر کو قتل کر دیا۔ جب عبدالمومن نے فاس سے مراکش کی طرف کوچ کیا تو اسے راستے میں اہل سبتہ کی بیعت کی خبر ملی، اس نے ہنتانہ کے مشائخ میں سے یوسف بن مخلوف کو ان کا حاکم مقرر کر دیا۔ وہ پھر سلا کے پاس سے گزرا اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد اسے فتح کر لیا۔ وہ وہاں ابن عشرہ کے گھر میں اترا پھر مراکش کی طرف گیا۔ اور شیخ ابو حفص کو برغواطہ کے ساتھ لڑنے کے لئے بھیجا لہٰذا اس نے ان میں خوب خونریزی کی اور واپس آ گیا۔ وہ اسے اس کے راستے میں ملا اور سب کے سب مراکش پہنچ گئے۔ اس دوران عطہ کی فوج بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئی لہٰذا موحدین نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں بھی خوب قتلام کیا وہ ان کے اموال اور عورتوں کو لوٹ کر لے گئے اور مراکش میں نو ماہ تک رہے۔ ان کا امیر اسحاق بن علی بن یوسف تھا، جب انہیں اس کے باپ کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے چھوٹا بچہ ہونے کی حالت ہی میں اس کی بیعت کر لی جب ان کا محاصرہ طول پکڑ گیا۔ اور بھوک نے انہیں تکلیف میں ڈالا تو وہ موحدین کے مقابلہ میں نکلے لیکن شکست کھائی۔ موحدین نے ان کا تعاقب کر کے انہیں خوب قتل کیا اور سنہ 41 کے شوال کے آخر میں وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ عام مسلمین قتل ہو گئے جبکہ اسحاق اپنی قوم کے سرداروں کے ساتھ قصبے کی طرف بھاگ گیا۔ انہوں نے پھر موحدین کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جب اسحاق کو عبدالمومن کے سامنے حاضر کیا گیا تو موحدین نے اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا۔ اس کام میں ابوحفص بن واکاک نے بڑا کردار ادا کیا اور یوں ملثمین کا نشان مٹ گیا۔ اب تمام علاقے پر موحدین کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد سوس کی جانب سے سلا کے عوام میں سے باغی نے جو محمد بن عبداللہ بن ہود کے نام سے معروف تھا، ان کے خلاف خروج کر دیا۔ اس نے الہادی کا لقب اختیار کیا اور ماسہ کی چوکی میں ظہور کیا۔ اب ہر جانب سے دھتکارے ہوئے لوگ اس کے پاس آنے لگے اور اہل آفاق کے جاہلوں کے منہ اس کی طرف پھر گئے جلد ہی اہل سجلماسہ، درعہ، قبائل دکالہ، رکرا کرا اور قبائل تامنا اور ہوارہ نے اس کی دعوت کو اختیار کر لیا۔ اس کی ضلالت دیکھتے ہی دیکھتے تمام عربوں میں پھیل گئی لہٰذا عبدالمومن نے موحدین کی ایک فوج، یحییٰ انکمار لمتونی کی نگرانی کے لئے بھیجی۔ جو تاشفین بن علی کی رعایا میں سے اس کی طرف آ گیا تھا۔ اس نے پھر ماسہ میں اس باغی کے ساتھ لڑائی کی اور وہ شکست کھا کر عبدالمومن کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے شیخ ابوحفص عمر بن یحییٰ اور موحدین کے اشیاخ کو بھیجا، خوب تیاری کی، اور ماسہ کی فوج کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ باغی بھی ساٹھ ہزار جوانوں اور سات سو سواروں کے ساتھ ان کے مقابلے میں

آیا لیکن موحدین نے انہیں شکست دی۔ ذوالحج سنہ 41ء میں ان کا داعی باوجود اتباع کی کثرت کے لڑائی میں مارا گیا۔ شیخ ابوحفص نے ابوحفص بن عطیہ کی تحریر میں جو کہ ایک مشہور انشاء پرداز ہے، عبدالمومن کی طرف فتح کی چٹھی لکھی۔ اس کا باپ ابواحمد، علی بن یوسف اور اس کے بیٹے تاشفین کا کاتب تھا یوں وہ موحدین کے قبضہ میں آ گیا، تو عبدالمومن نے اسے معاف کر دیا۔ جب وہ فاس آیا تو ابوحفص نے بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا لہٰذا اس نے اسے راستے میں ہی گرفتار کر لیا۔ اس نے عذر کیا تو اس نے اس کے عذر کو قبول نہیں کیا اور قتل کر دیا۔ اس کا بیٹا احمد مراکش میں اسحاق بن علی کا کاتب تھا۔ لہٰذا سلطان کے عفو نے اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جنہیں اس نے اس خباثت میں شامل کیا تھا۔ وہ پھر شیخ ابوحفص کے ذی وجاہت لوگوں میں شامل ہو گیا اور اس نے اسے تحریرات لکھنے کے لئے طلب کیا۔ اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا۔ عبدالمومن نے اس کی تحریر پر اطلاع پا کر اس کی تحسین کی لہٰذا اس نے پہلے اس سے تحریرات لکھوائیں پھر اس کا مرتبہ اس کے ہاں بلند ہو گیا۔ اس نے پھر اسے وزیر بنا لیا اور حکومت میں اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اس نے پھر فوجوں کی کمان کی اور اموال کو جمع اور خرچ کیا۔ یوں اس نے سلطان کے ہاں وہ رتبہ حاصل کیا۔ جو اس کی حکومت میں کسی کو حاصل نہ تھا۔ آخر کار اس کے متعلق شکایت ہوئی کہ وہ جہاد میں بہت نرمی کرتا ہے۔ بہر حال اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی اور 53ء میں خلیفہ نے اسے الگ کر دیا اور جیسا کہ مشہور ہے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا۔ جب شیخ ابوحفص ماسہ کی لڑائی سے واپس آیا تو اس نے مراکش میں چند روز آرام کیا پھر جبال درن میں ماسہ کے داعی کی دعوت کے علمبرداروں سے لڑائی کرنے کے لئے چلا گیا۔ اس نے سب سے پہلے اہل نفیس اور ہیلانہ پر حملہ کر دیا، ان میں خوب قتلام کیا، قیدی بنائے یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ یہ پھر واپس لوٹ آیا لیکن پھر یہ ہسکورہ کی طرف گیا اور ان پر حملہ کر کے ان کے قلعوں کو فتح کر لیا۔ اس نے پھر سجلماسہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور مراکش کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر ثالثۃً، برغواطہ کی طرف گیا، تو انہوں نے ایک بار اس سے لڑائی کی پھر اسے شکست دیدی۔ یوں مغرب میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی اور اہل سبتہ نے بغاوت کر دی۔ انہوں نے یوسف بن مخلوف تینمللی کو باہر نکال کر اسے اور اس کے موحد ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ بعد ازاں قاضی عیاض سمندر کو عبور کر کے یحییٰ بن علی غانیہ المسوفی کے پاس اندلس چلا گیا اور اس نے ملاقات کر کے اس سے سبتہ کے والی کا مطالبہ کیا۔ اس نے اس کے ساتھ یحییٰ بن ابی بکر صحراوی کو بھیجا جو عبدالمومن کے ساتھ لڑائی کے وقت سے فاس میں موجود تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پھر طنجہ چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا۔ وہ قرطبہ میں ابن غانیہ سے جا ملا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ ابن غانیہ نے پھر اسے قاضی عیاض کے ساتھ سبتہ کی طرف بھیجا اور اس نے اس کی ذمہ داری سنبھال لی۔ یوں اس کا ہاتھ ان قبیلوں تک پہنچ گیا۔ جنہوں نے برغواطہ اور دکالہ میں سے موحدین کو شکست دینے کے وقت سے ان کی اطاعت چھوڑ دی تھی۔ یہ سبتہ میں ان سے جا ملا، 43ء میں عبدالمومن بن علی ان کے مقابلہ میں نکلا، اس نے ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ان کی بیخ کنی کر دی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اس نے یحییٰ صحراوی اور لمتونہ سے برأت کا اظہار کر دیا۔ اور اپنی بغاوت کے چھ ماہ بعد واپس مراکش آ گیا۔ المرعبہ نے یحییٰ صحراوی کے سلسلے میں اس سے رابطہ کیا، تو اس نے اسے معاف کر دیا۔ یوں مغرب کے احوال درست ہو گئے اور اہل سبتہ نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر ان کی یہ بات قبول کر لی۔ اسی طرح اہل سلا نے کہا اور اس نے ان سے بھی درگزر کر دیا اور پھر ان کی فصیل گرانے کا حکم دے دیا۔ واللہ اعلم۔

اندلس کی فتح کا بیان

عبدالمومن پھر اپنے محل سے اندلس کی طرف گیا۔ اس کے واقعات میں ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تاشفین بن علی کے قتل اور فاس میں موحدین کے ساتھ لڑائی کرنے کے بارے میں ملثمین سے رابطہ کیا۔ ان کے بحری بیڑے کا سالار علی بن عیسیٰ بن میمون تھا۔ جس نے جلد ہی لمتونہ کی اطاعت چھوڑ دی اور جزیرہ قادس میں چلا گیا۔ وہ عبدالمومن کو فاس کے محاصرے میں اس کی جگہ پر جا کر ملا اور اس کی دعوت میں داخل ہو گیا۔ اس نے فاس کی جامع مسجد میں اس کے لئے خطبہ دیا۔ یہ پہلا خطبہ تھا جو اندلس میں سنہ 540ء میں ان کے لئے دیا گیا۔ اس کے بعد حاکم مرتلہ اندلس میں دعوت کے قائم کرنے والے احمد بن قیسی نے ابوبکر بن جبس کو عبدالمومن کی طرف ایلچی بنا کر بھیجا۔ اس نے تلمسان میں اس سے ملاقات کی اور اپنے صاحب کا خط بھی اسے دیا، جس میں مہدی کی تعریف لکھی تھی۔ اس پر اس نے برا منایا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ سدرائی بن وزیر جو بطلیوس، باجہ،

اور غرب الاندلس کا حاکم تھا، اسے احمد بن قیسی پر بڑا غلبہ حاصل تھا اور اس نے اسے مرتلہ پر غالب کیا۔ اس کے بعد احمد بن قیسی، علی بن عیسیٰ بن میمون کی مداخلت کی وجہ سے مراکش کی فتح کے بعد وہ سمندر عبور کر کے عبدالمومن کی طرف چلا گیا اور سبتہ میں اترا۔ یوسف بن مخلوف نے اسے بڑا صاحب عظمت خیال کیا تو اس نے عبدالمومن سے مل کر اسے اندلس کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور ساتھ ساتھ ملثمین کے خلاف برانگیختہ کیا لہٰذا اس نے اس کے ساتھ برار بن محمد المسوفی کی نگرانی کے لئے موحدین کی فوج بھیج دی۔ جو عبدالمومن کو تاشفین کے جملہ ساتھیوں میں سے دیکھتا تھا۔ اس نے اسے وہاں پر رہنے والوں لمتونہ کے ساتھ لڑنے اور بغاوت کا افسر مقرر کر دیا۔ اس نے اسے موسیٰ بن سعید کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج سے مدد دی۔ اس کے بعد عمر بن صالح منہاجی کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج بھی دی۔ جب یہ اندلس پہنچے تو عمر بن عزرون کے پاس اترے جو بشر بس کے باغیوں میں سے تھا۔ انہوں نے پھر بلہ کا قصد کیا۔ جہاں پر یوسف بن احمد بطروجی باغی تھا۔ لہٰذا اس نے ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ انہوں نے پھر مرتلہ کا قصد کیا، یہ احمد بن قیسی کا اطاعت گزار تھا۔ انہوں نے بعد ازاں شلب کا قصد کیا اور اسے فتح کر لیا۔ اس نے وہاں سے ابن قیسی کو پکڑ لیا۔ انہوں نے پھر باجہ اور بطلیوس پر حملہ کیا، تو حاکم باجہ سدراتی بن وزیر نے ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ وہ پھر موحدینؔ کے لشکر میں مرتلہ کی طرف گیا۔ یہاں تک کہ سردی کا موسم ختم ہو گیا، تو وہ اشبیلیہ کے مقابلہ میں نکلا۔ اب اہل طلیطلہ اور حصن القصر نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور باقی ماندہ باغی بھی اس کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے پھر بر و بحر کی جانب سے اشبیلیہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اسے شعبان سنہ 41ء میں فتح کر لیا۔ ملثمین وہاں سے قرمونہ کی طرف بھاگ نکلے۔ اسے ان میں سے جو آدمی بھی راستے میں ملا اس نے اسے قتل کر دیا۔

اس نے بلا ارادہ اس دخل اندازی میں گھبراہٹ میں عبداللہ بن قاضی ابوبکر بن العربی کو بھی قتل کرنا چاہا۔ اس پر انہوں نے عبدالمومن بن علی کو فتح کی چٹھی لکھی، ان کے وفود مراکش میں اس کے پاس آئے جن کی قیادت قاضی ابوبکر کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے ان کی اطاعت کو قبول کر لیا اور وہ سب وفد سنہ 542ء میں انعامات اور جاگیروں کے ساتھ واپس آ گیا۔ قاضی ابوبکر راستے ہی میں فوت ہو گیا اور فاس کے قبرستان میں دفن ہوا۔ عبدالعزیز اور مہدی کا بھائی عیسیٰ اس وقت اشبیلیہ میں فوج کے سردار تھے۔ لہٰذا ان کا شہر پر بہت اثر پڑا۔ ان دونوں نے اہل شہر پر دست درازی شروع کر دی اور جان و مال کو مباح قرار دیا۔ انہوں نے پھر بطروجی حاکم بلہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لہٰذا وہ اپنے شہر میں چلا گیا اور وہاں جو موحدین موجود تھے، انہیں نکال دیا۔ اور دعوت کا رخ ان سے پھیر دیا۔ اس نے پھر طلیطلہ اور حصنؔ القصر کی طرف فوج بھیجی اور ان ملثمین سے مل گیا جو دعوت میں شامل تھے۔ اس کے بعد ابن قیسی، شلف میں علی بن عیسیٰ بن میمون جزیرہ قادس میں اور محمد بن الحجام بطلیوس شہر میں واپس پلٹ آئے۔ جبکہ ابوالغمر بن عزرون، بشریش اور رندہ اور ان کی جہات میں موحدین کی اطاعت پر ثابت قدم رہا۔ اس دوران ابن غانیہ جزیرہ خضرا پر غالب آ گیا۔ اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اہل ستیہ نے خروج کر دیا۔ یوں اشبیلیہ میں موحدین تنگ حال ہو گئے۔ اب عیسیٰ اور مہدی کا بھائی عبدالعزیز اور ان دونوں کا عم زاد یعلتین اپنے مددگاروں کے ساتھ اشبیلیہ سے نکل کر جبال بستر میں چلے گئے۔ اس کے بعد ابوالغمر بن عزرون ان کے پاس آیا اور جزیرہ کے محاصرے پر ان کا اتفاق ہو گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے فتح کر لیا۔ انہوں نے وہاں جو لمتونی موجود تھے، ان کو قتل کر دیا اور مہدی کا بھائی مراکش چلا گیا۔ عبدالمومن نے پھر یوسف بن سلیمان کو موحدین کی ایک فوج کے ساتھ اشبیلیہ روانہ کیا۔ جبکہ بران بن محمد کو خراج کے لئے باقی رکھا۔ اب یوسف فوج لے کر نکلا اور اس نے بطروجی کی عملداری بلبلہ اور طلیطلہ پر قبضہ کر لیا۔ دوسری طرف ابن قیسی نے شلب میں یہی کام کیا۔ پھر جبرہ پر غارت گری کی۔ حاکم رشتمر یہ عیسے بن میمون نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل کر لڑائی کی۔ حاکم بطلیوس محمد بن علی بن الحاج نے پھر اس دوران اسے اپنے تحائف بھیجے لہٰذا وہ قبول ہو گئے اور ان کا خیال رکھا گیا اب یوسف اشبیلیہ کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اس اثناء میں طاغیہ نے قرطبہ میں یحییٰ بن علی بن غانیہ پر سختی کی اور اس کے علاقوں پر زیادتی کی۔ یہاں تک کہ وہ ماسہ اور رندہ سے دستبردار ہو گیا۔ طاغیہ پھر اشبونہ، طرشوشہ، لاردہ، افراغہ اور شنتمر یہ وغیرہ کے اندلسی قلعوں پر غالب آ گیا اور اس نے پھر ابن غانیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اپنے گھر میں آگے بڑھنے دے یا اس کے لئے قرطبہ خالی کر دے۔ اس کے بعد ابن غانیہ نے بران بن محمد کو اس کے پاس بھیجا اور ماہنجہ میں دونوں کی ملاقات ہوئی۔ بران نے اسے یہ ضمانت دی کہ اگر وہ قرطبہ اور قرمونہ کو چھوڑ دے گا تو وہ خلیفہ کی مدد کرے گا۔ لیکن باقماطہ نے انہیں قلعہ ابن سعید سے الگ کر دیا۔ اس کے بعد طاغیہ جہان سے چلا گیا۔ اور وہ خود غرناطہ چلا گیا جہاں پر میمون بن بدر لمتونی مرابطین کی ایک جماعت کے ساتھ مقیم تھا۔ ابن غانیہ نے

چاہا کہ اسے اس جیسے حال میں بھی موحدین کے ساتھ اکسائے لیکن اس کی وفات شعبان سنہ 43ء میں غرناطہ میں ہوگئی اور اس کی قبر اس زمانے تک مشہور ہے۔ طاغیہ نے قرطبہ کے بارے میں اس موقع کو غنیمت جانا اور اس پر چڑھائی کردی۔ اس وقت موحدین نے ابوالغمر بن عزرون کو اشبیلیہ کی حفاظت کے لئے بھیجا اور اسے لبلہ سے یوسف بطروجی کی مدد بھی پہنچ گئی۔ عبدالمومن کو بھی اطلاع پہنچی تو اس نے یحیٰی بن یغمور کی نگرانی کے لئے اس کی طرف موحدین کی ایک فوج بھیجی۔ جب وہ اس میں داخل ہوگیا تو طاغیہ اس کے داخل ہونے کے وقت وہاں سے نکل گیا۔ حملہ آوروں نے پھر یحیٰی بن یغمور کی طرف جانے میں جلدی کی تا کہ عبدالمومن سے امان طلب کریں۔ انہوں نے پھر مراکش میں اس سے ملاقات کی تو اس نے ان کی بات کو قبول کرلیا اور ان سے درگزر کیا۔ وہ پھر سنہ 45 میں شہر سلا پر حملہ کرنے گیا۔ اس نے وہاں اپنے امرائے اندلس کو بلایا لہٰذا وہ اس کے پاس آئے۔ آخران سب نے اس کی بیعت کرلی اور باغیوں کے سرکردہ رہنماؤں جیسے سدرانی بن وزیر حاکم باجہ اور باتورہ اور بطروجی حاکم لبلہ اور ابن عزرون حاکم شریش اور رندہ اور ابن حجام حاکم بطلیوس اور عامل بن محصیب حاکم طلبیرہ نے بھی حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کی شرط پر اس کی بیعت کرلی۔ لیکن ابن قیسی اور اہل شلب نے اس اکٹھ سے علیحدگی اختیار کی۔ اور یہی بات بعد میں اس کے قتل کا سبب بنی۔ عبدالمومن پھر مراکش واپس آ گیا۔ اور اہل اندلس اپنے شہروں میں واپس لوٹ گئے۔ اس نے باغیوں کو اپنے ساتھ رکھا اور وہ ہمیشہ اس کے سامنے حاضر رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

افریقہ فتح ہونے کی روداد

اس دوران عبدالمومن کو اطلاع ملی کہ امراء کے اختلاف، عربوں کی چیرہ دستیوں اور خرابی وفساد نے افریقہ کو اس کے خلاف بھڑکا دیا ہے اور اب انہوں نے قیروان کا محاصرہ کیا ہے۔ موسیٰ بن یحیٰی ریاحی مرداسی نے باجہ شہر میں داخل ہوکر اس پر قبضہ کرلیا ہے۔ لہٰذا اس نے شیخ ابوحفص اور ابو ابراہیم وغیرہ مشائخ سے مشورہ کرنے کے بعد افریقہ سے لڑائی کرنے کا ارادہ کرلیا۔ لہٰذا انہوں نے اس سے موافقت کی اور وہ سنہ 46 کے آخر میں جہاد کی بات کو پوشیدہ رکھ کر مراکش سے چلا۔ یہاں تک کہ سبتہ پہنچ گیا۔ اس نے وہاں اہل اندلس کے احوال کی وضاحت طلب کی پھر سبتہ سے پوشیدہ طور پر مراکش کی طرف چلا گیا۔ وہ پہلے جلدی سے باجہ گیا اور غفلت کے وقت جزائر میں داخل ہوگیا۔ جب حسن بن علی حاکم مہدیہ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے اپنے ساتھ رکھ لیا۔ جب ام العلو میں منہاجہ کی فوجوں نے اسے روکا، تو اس نے انہیں شکست دی۔ وہ پھر دوسرے دن بجایہ پر حملہ کر کے اس میں داخل ہوگیا۔ اسی دوران یحیٰی ابن عزیز دو بحری بیڑوں میں سوار ہوکر آ گیا۔ جنہیں اس نے اسی کام کے لئے تیار کیا تھا وہ اس کے ذخائر واموال کو اٹھا کر قسطنطینہ چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد عبدالمومن کے امان دینے پر وہاں سے آ گیا۔ وہ پھر مراکش میں فوجی وظیفہ اور حفاظت کے تحت رہا۔ یہاں تک کہ فوت ہوگیا۔ اس کے بعد عبدالمومن نے اپنے بیٹے عبداللہ کی سرکردگی میں موحدین کی فوجوں کو قلعہ کی طرف بھیجا۔ جہاں جوش بن عبدالعزیز منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ مقیم تھا۔ لہٰذا وہ قلعہ میں گھس گیا اور ان میں سے جو آدمی وہاں موجود تھے، انہیں قتل کردیا، ان کے گھروں کو جلا دیا اور جوش بھی قتل ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ وہاں قتل ہونے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ یوں موحدین کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھر گئے۔ جب افریقہ میں رہنے والوں اثبجی، رغبی، ریاحی اور مسری عربوں کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے باجہ کے باہر پڑاؤ ڈال لیا، اپنے باوشاہ یحیٰی بن عبدالعزیز کے لئے مشورہ کیا، پھر سلیف کی طرف کوچ کر گئے۔ عبدالمومن نے پھر اپنے ساتھی موحدین کے ساتھ ان پر چڑھائی کی۔ اس وقت عبدالمومن مغرب کی طرف واپس آ گیا تھا۔ اور متجہ میں فروکش تھا۔ لہٰذا جب اسے اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مدد بھیجی۔ دونوں فریقوں کی سلیف میں لڑائی ہوئی۔ جس میں عربوں کی فوج منتشر ہوگئی اور قتل ہوگئی۔ ان کی عورتیں قیدی بنائی گئیں، انکے احوال لوٹ لئے گئے، ان کے بیٹوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ عبدالمومن بعدازاں سنہ 47 میں مراکش کی طرف واپس آ گیا۔ جب افریقی عربوں کے سردار بخوشی اس کے پاس وفد بن کر گئے تو اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور وہ پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے۔ اس نے پھر فاس پر اپنے بیٹے سید ابوالحسن کو حاکم بنایا اور یوسف بن سلمان کو اس کا وزیر بنایا جبکہ تلمسان پر اپنے دوسرے بیٹے سید ابوحفص کو حاکم مقرر کیا اور ابومحمد بن دانودین کو اس کا وزیر بنایا۔ بجایہ پر سید ابومحمد عبداللہ کو حاکم مقرر کیا۔ اور مخلف بن حسین کو اس کا وزیر بنایا۔ اس نے پھر اپنے ایک بیٹے ابوعبداللہ کو ولی عہدی سے مخصوص کیا، جس سے مہدی کے

بھائیوں عبدالعزیز اور عیسیٰ کی نیتیں بدل گئیں اور وہ دونوں اپنی خیانت کو دل میں چھپائے ہوئے مراکش چلے گئے۔ انہوں نے بعض گروہوں کو اپنے کام میں شامل کر لیا۔ جنہوں نے عمر بن تافراکین پر حملہ کر کے اسے قصبے میں اس کے مکان میں قتل کر دیا۔ لیکن جب ان دونوں کے پیچھے پیچھے وزیر ابوحفص بن عطیہ بھی پہنچ گیا۔ اور اس کے پیچھے عبدالمومن بھی پہنچ گیا تو انہوں نے اس خروج کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ مہدی کے بھائی اور جن لوگوں کو انہوں نے اس بغاوت میں شامل کیا تھا، وہ قتل ہو گئے۔

اندلس کی فتح کا بیان

عبدالمومن کو سنہ 49 میں مراکش میں اطلاع ملی کہ یحییٰ بن یغمور حاکم اشبیلیہ نے اہل لبلہ کو ذہنی کی خیانت کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ اس نے اس بارے میں ان کی معذرت کو قبول کر لیا۔ اور یحییٰ بن یغمور پر ناراض ہو کر اسے اشبیلیہ کی حاکمیت سے معزول کر کے ابومحمد عبداللہ بن ابی حفص بن علی تمیلی کو وہاں حاکم مقرر کر دیا۔ اس نے قرطبہ میں ابوزید بن بکیث کو مقرر کیا۔ اس نے پھر عبداللہ بن یعمان کو بھیجا، جو ابن یغمور کو گرفتار کر کے الحضرۃ لے آیا۔ اس نے اسے اس کے گھر میں نظر بند کر دیا یہاں تک کہ اس نے اسے اپنے بیٹے سید ابوحفص کے ساتھ تلمسان بھیجا اور یوں اندلس کی حالت درست ہو گئی۔ جب میمون بن بدر لمتونی موحدین کے لئے غرناطہ سے نکل گیا، تو انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر سید ابوسعید کو سبتہ کو عبدالمومن کے بیٹے کے عہد کے ساتھ اس کی طرف بھیجا اور ملثمین مراکش چلے گئے۔ اس دوران سید ابوسعید نے مریہ شہر سے لڑائی کی۔ یہاں تک اس نے وہاں کے تمام نصاریٰ کو امان دیدی۔ اس وقت ابن مردنیش نے جو شرق اندلس کا باغی تھا، انہیں مددوی اور طاغیہ بھی اس کے ساتھ تھا اس کے بعد وزیر ابوحفص بن عطیہ اس کام کے لئے وہاں آیا اور سب کے سب اس کی مدافعت سے عاجز آ گئے۔ آخر سنہ 51 میں، اشبیلیہ کے شیوخ عبدالمومن کے پاس گئے اور اسے رغبت دلائی کہ وہ اپنے کسی بیٹے کو ان پر حکمران بنا دے تو اس نے اپنے بیٹے سید ابویعقوب کو اشبیلیہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ اس کی حکومت کا آغاز علی الوہبنی کے مقابلے کے ساتھ ہوا جو طلبیرہ کا باغی تھا، اس کے ساتھ اس کا وزیر ابوحفص بن عطیہ بھی تھا یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے بعد وہ عمل بن وزیر اور ابن قیسی پر غالب آ گیا اور اس نے سنہ 52 میں تاشفین لمتونی کو تلہ سے برطرف کر دیا۔ جبکہ ملثمین کو وہاں قابو میں رکھنے کے لئے ابن قیسی بھی تھا، یوں فتح کی تکمیل ہو گئی اور سید ابویعقوب اشبیلیہ کی طرف واپس آ گیا جبکہ ابوحفص بن عطیہ مراکش کی طرف لوٹ آیا۔ لیکن وہیں اس پر مصیبت آئی اور وہ قتل ہوا۔ اس کے بعد عبدالمومن نے عبدالسلام کومی کو اپنا وزیر بنایا اور اس نے اس سے رشتے داری کی، اور ہمیشہ اس کی وزارت پر قائم رہا۔

افریقہ کے بقایا علاقوں کی فتح

جب عبدالمومن کو سنہ 53 میں یہ اطلاع ملی کہ طاغیہ نے اشبیلیہ کے باہر اس کے بیٹے سید ابویعقوب پر حملہ کیا ہے۔ اور موحدین کے شیوخ اور ابن عزرون اور ابن الحجام جیسے آدمی قید ہو گئے ہیں، وہ جہاد کے لئے اٹھا اور سلا میں اترا۔ اس دوران اسے افریقہ کی بغاوت کی اطلاع ملی اور اسے مہدیہ میں مسطاری کے معاملے نے پریشان کر دیا۔ جب فوج سلا میں پہنچی، تو اس نے شیخ ابوحفص کو مغرب اپنا جانشین بنایا اور فاس پر یوسف بن سلیمان حاکم مقرر کیا پھر وہ چلتا چلا تا مہدیہ جا پہنچا جہاں پر اہل صقلیہ کے عیسائی رہتے تھے۔ اس نے اسے سنہ 55 میں صلح سے فتح کر لیا اور دشمن کے ہاتھوں سے تمام ساحلی شہروں مثلاً صفاقس اور طرابلس کو بچا لیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے عبداللہ کو مہدیہ کے محاصرے کی جگہ سے قابس کی طرف بھیجا۔ لہٰذا اس نے اسے بنی کامل کے ہاتھوں سے جو اس پر غالب آ گئے تھے، اسے چھڑا لیا۔ یہ دھمان قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو ریاح کا ایک بطن ہے۔ اس نے پھر بڑی کامیابی سے قفصہ کو بنی الورد اور درغہ کو بنی بروکسن اور طربریہ کو ابن علال اور جبل زغوان کو بنی حماد بن خلفہ اور سبقاریہ کو بنی عباد اور مدینۃ الاربع کو عرب قابضین کے ہاتھوں سے چھڑا لیا۔ یوں جب فتح مکمل ہو گئی تو اس نے اپنی عنان مغرب کی طرف موڑ دی۔ اس دوران اسے اطلاع ملی کہ افریقہ میں عربوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے، تو وہ موحدین کی طرف سے ایک فوج لے کر ان کی طرف پلٹا۔ لہٰذا وہ جلدی سے قیروان کی طرف گئے اور عربوں پر حملہ کر دیا۔ لڑائی میں ان کا بڑا سردار عزر بن زیاد الفارغی جو بنی علی میں سے تھا، قتل ہو گیا۔ بنی علی، ریاح

ایک بطن ہیں۔ واللہ اعلم۔

ابن مردنیش باغی کی روداد

اس دوران عبدالمومن کو افریقہ میں اطلاع ملی کہ شرف اندلس کا باغی محمد بن مردنیش مرسیہ سے نکل کر جہاں میں اترا ہے۔ وہاں کے والی محمد بن علی کومی نے اس کی اطاعت اختیار کر لی ہے۔ اس نے پھر اس کے بعد قرطبہ سے لڑائی کی اور وہاں سے کوچ کر گیا۔ پھر قرمونہ سے خیانت کی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ وہ پھر قرطبہ کی طرف واپس آیا تو ابن بکیث اس سے لڑائی کرنے کے لئے نکلا۔ لہٰذا اس نے اسے شکست دی اور قتل کر دیا۔ اس نے پھر اندلس میں اپنے اعمال کو افریقہ کی فتح کے متعلق لکھا، ان سے مسلسل تعلق رکھا، اور جبل فتح کی طرف چلا گیا۔ اہل اندلس اور وہاں پر جو موحدین تھے، اس کے پاس اکٹھے ہو گئے، وہ پھر واپس آ گیا۔ حاکم اشبیلیہ سید ابو یعقوب اور حاکم غرناطہ ابو سعید اس دوران خلیفہ کی ملاقات کے لئے مراکش چلے گئے۔ ابن ہمشک نے اب غرناطہ کا قصد کیا۔ اور وہاں کے بعض رہنے والوں کے تعاون سے رات کو حملہ کر کے اس پر غالب آ گیا۔ یوں موحدین اس کے بڑے شہر میں محصور ہو گئے۔ جب عبدالمومن ان کو بچانے کے لئے مراکش سے نکلا اور سلا پہنچ گیا۔ سید ابو سعید بھی آیا۔ اس نے سمندر کو پار کیا اور اشبیلیہ کے عامل عبداللہ بن ابو حفص اسے ملا۔ پھر ان سب نے غرناطہ پر حملہ کیا۔ لیکن ابن ہمشک نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دیدی۔ تو سید ابو سعید مالقہ کی طرف لوٹ آیا۔ عبدالمومن نے سید ابو یعقوب کے ذریعے موحدین کی فوج کے ساتھ اس کی مدد کی اور انہوں نے غرناطہ پر بھر پور حملہ کیا۔ اس دوران ابن مردنیش نصاری کی فوج کے ساتھ ابن ہمشک کی مدد کے لئے وہاں پہنچ گیا۔ موحدین نے غرناطہ میں لڑائی کر کے انہیں شکست دی اور ابن مردنیش مشرف میں اپنی جگہ کی طرف بھاگ گیا۔ جبکہ ابن ہمشک جیان چلا گیا۔ موحدین نے اس سے وہاں لڑائی کی اور پھر دونوں سید قرطبہ آئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے۔ یہاں تک کہ سید ابو یعقوب کو سنہ 58 میں ولیعہدی کے لئے اور اس بھائی محمد سے بیعت لینے کے لئے مراکش بلایا گیا۔ لہٰذا وہ مراکش گیا۔ جب اس کا بھائی خلیفہ عبدالمومن جہاد کے لئے اٹھا تو وہ اس کی رکاب میں جہاد کے لئے لیکن اس سال کے جمادی الاخرہ میں موت نے اسے آلیا، اور وہ تمیللی میں مہدی کے پہلو میں دفن ہوا۔ واللہ اعلم۔

یوسف بن عبدالمومن خلیفہ بنتا ہے

جب عبدالمومن فوت ہو گیا، تو سید ابو حفص نے تمام موحدین کے اتفاق اور خاص طور پر شیخ ابو حفص کی رضامندی سے اپنے بھائی ابو یعقوب کے لئے لوگوں سے بیعت لی۔ اور وہ اس کی وزارت کے رتبے میں سب سے فائق ہو گیا۔ پھر وہ مراکش کی طرف واپس آ گئے۔ ابو حفص اپنے بھائی عبدالمومن کا بھی وزیر تھا۔ جس نے اسے عبدالسلام کومی کی مصیبت کے وقت وزیر بنایا تھا۔ لہٰذا اس نے اسے سنہ 55 میں افریقہ سے واپس بلایا۔ ابو بن جامع اس کے سامنے عبدالمومن کی وفات تک وزارت کے معاملات میں متصرف تھا لہٰذا ابو حفص نے اپنے بھائی یعقوب کے لئے بیعت لی اور عبدالمومن کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سید ابوالحسن حاکم فاس بھی فوت ہو گیا۔ اس وقت حاکم بجایہ سید ابو محمد الحضرة کی طرف جاتے ہوئے ابھی اپنے راستے ہی میں تھا۔ پھر ابو یعقوب نے سنہ 60 میں سید ابو سعید کو غرناطہ سے بلایا لہٰذا وہ آیا۔ اور سید ابو حفص نے سبتہ میں اس سے ملاقات کی۔ اس کے بعد خلیفہ ابو یعقوب کو اطلاع ملی کہ زغبہ، ریاح اور اثبج کے عرب قبائل کو اکٹھا کر کے الحاج بن مردنیش نے قرطبہ پر غالبہ پالیا ہے، اس نے ابو سعید کے ساتھ اپنے بھائی ابو حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ اندلس کی طرف بھیجا۔ انہوں نے سمندر کو پار کیا اور ابن مردنیش کے مقابلے کا قصد کیا۔ اس نے بھی اپنی فوج اور اپنے عیسائی مددگاروں کو اکٹھا کر لیا۔ موحدین کی فوج نے محض دسیہ میں ان سے لڑائی کی، ابن مردنیش اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور وہ سبتہ سے مرسیہ کی طرف بھاگ گیا۔ موحدین نے وہاں بھی اس سے لڑائی کی اور اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ سید ابو حفص اور اس کا بھائی ابو سعید پھر سنہ 61 میں مراکش کی طرف لوٹ آئے اور یوں ابن مردنیش کے فتنے کی آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ اب خلیفہ نے بجایہ پر اپنے بھائی سید ابو زکریا اور اشبیلیہ پر شیخ ابو عبداللہ بن ابراہیم کو حاکم مقرر کیا لیکن اس سے حکومت لے کر اپنے بھائی سید ابو ابراہیم کو دیدی۔ جبکہ شیخ ابو عبداللہ کو اس کی وزارت پر مقرر کیا۔ اس نے پھر قرطبہ پر اپنے بھائی سید ابو اسحاق کو اور غرناطہ پر سید ابو سعید کو حاکم مقرر کیا۔ جب

موحدین نے مکتوبات میں علامات کے مقام پر خلیفہ کی تحریر دیکھی تو انہوں نے امام مہدی کی تحریر کو اختیار کر لیا اور ان کی حکومت کے آخر تک ان کی یہ علامت رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غمارہ کی بغاوت

جب سنہ 62 میں جبال غمارہ میں فتنہ برپا ہوا، جس میں سبع بن منقعاد نے بڑا کردار ادا کیا، امیر یعقوب نے جبال غمارہ کی طرف مارچ کیا۔ اس فتنے میں ان کے پڑوسی صنہاد نے ان سے کشاکش کی۔ لہٰذا امیر ابو یعقوب نے موحدین کی فوجوں کو شیخ ابو حفص کی نگرانی کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد غمارہ اور منہاجہ کا فتنہ بڑھ گیا، تو وہ نفس نفیس ان کے مقابلے میں نکلا، ان پر حملہ کر دیا۔ اور اس کی بیخ کنی کر دی۔ لڑائی میں سبع بن منفعا دقتل ہو گیا اور ان کی بیماری کا قلع قمع ہو گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی سید ابوالحسن کو سبتہ کے باقی ماندہ علاقوں پر حاکم مقرر کیا۔ سنہ 63 میں موحدین نے تجدید بیعت اور امیر المومنین کے لقب پر اجماع کیا۔ اس نے پھر افریقی عربوں کو لڑائی کی دعوت اور ترغیب دی اور اس کے متعلق انہیں ایک قصیدہ اور خط لکھا جو لوگوں کے درمیان بہت مشہور و معروف ہے جب خلیفہ ابو یعقوب کے لئے عدوہ کی حکومت منظم ہو گی تو اس نے اپنی نظر کو اندلس اور جہاد کی طرف پھیرا اور اسے دشمن کی خیانت کا بھی علم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کو تر حالہ، پابدہ، شبرمہ کے قلعہ اور پھر جلمانیہ کے قلعہ میں جو بطلیوس میں شہر میں ہے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ لہٰذا اس نے شیخ ابو حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا۔ وہ سنہ 64 میں بطلیوس کو اس محاصرے سے بچانے کے لئے نکلا اور جب اشبیلیہ پہنچا تو اسے اطلاع ملی کہ موحدین اور بطلیوس نے اس ابن الزنک کو شکست دیدی ہے جس نے ابن ادمونش کی اعانت سے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اور اب ابن الزنک ان کے قبضے میں اسیر ہے۔ اور فرجوانذہ الحلیقی اپنے قلعے میں ہے لہٰذا شیخ ابو حفص نے پھر قرطبہ جانے کا قصد کیا اور ابراہیم بن ہمشک نے جبان سے انہیں اپنی اطاعت کرنے، ابن مردنیش سے علیحدگی اختیار کر لینے اور تنہا ہو جانے کی اطلاع بھیجی کیونکہ ان کے درمیان بغض اور فتنہ پیدا ہو چکا تھا۔ یوں ابن مردنیش نے اس کے ساتھ لڑائی کرنے پر اصرار کیا اور بار بار اس سے لڑائی کی تو اس نے شیخ ابو حفص کو اپنی اطاعت کے متعلق اطلاع بھیج دے دی۔ شیخ ابو حفص اس وقت موحدین کی فوجوں کے ساتھ تھا۔ لہٰذا وہ سنہ 65 میں مراکش سے آیا اور اس کے ساتھیوں میں اس کا بھائی سید ابو سعید بھی اشبیلیہ پہنچ گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی ابو سعید کو بطلیوس کی طرف بھیجا اور اس نے طاغیہ کے ساتھ صلح کر لی۔ واپس لوٹ آیا، یہ سب پھر مرسیہ کی طرف چلے گئے اور ابن ہمشک بھی ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے پھر ابن مردنیش کا محاصرہ کر لیا تو اہل لوزقہ نے موحدین کی دعوت پر حملہ کر دیا۔ یوں سید ابو حفص نے مرسیہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر بسطہ شہر کو بھی فتح کر لیا۔ اس دوران اس کے عم زاد محمد بن مردنیش نے جو مرسیہ کا حاکم تھا، اطاعت کر لی۔ جس سے اس کا ایک بازو ٹوٹ گیا۔ جب مراکش میں خلیفہ کو اطلاع پہنچی، تو اس کے پاس افریقہ سے ابو زکریا حاکم بجایہ اور سید ابو عمران حاکم تلمسان کی صحبت میں عربوں کی جماعتیں آنے لگیں اور اس کے پاس ان کے آنے کا دن جمعہ کا دن تھا لہٰذا وہ ان کو اور ان کی باقی ماندہ فوجوں کو ملا اور اندلس کی طرف گیا۔ اس نے مراکش پر اپنے بھائی سید ابو عمران کو اپنا جانشین بنایا۔ اور وہ سنہ 67 میں قرطبہ میں اترا۔ اس کے بعد وہ اشبیلیہ چلا گیا جہاں اسے سید ابو حفص اپنی لڑائی سے واپس آتے ہوئے ملا۔ جب ابن مردنیش کا محاصرہ طویل ہو گیا تو اسے شک پڑ گیا اور اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس کے بھائی ابوالحجاج نے سبقت کی اور وہ اس سال کے رجب میں فوت ہو گیا بعد ازاں اس کا بیٹا ہلال اطاعت میں داخل ہو گیا۔ سید ابو حفص نے پھر مرسیہ کی طرف جلدی کی، اور اس میں داخل ہو گیا۔ ہلال اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا اور اس نے اسے خلیفہ کی طرف اشبیلیہ بھیج دیا۔ خلیفہ پھر لڑتا ہوا دشمن کی طرف چلا گیا۔ اور رندہ میں کئی دن لڑائی کرتا رہا پھر وہاں سے مرسیہ چلا گیا اور سنہ 68 میں اشبیلیہ واپس لوٹ آیا۔ اس نے ہلال بن مردنیش کو اپنے ساتھ رکھا، اس کی بیٹی سے رشتہ کیا اور اپنے چچا یوسف کو بلدید کا حاکم بنایا جبکہ اپنے بھائی سید ابو سعید کو غرناطہ کا حاکم مقرر کیا۔ اسے پھر اطلاع ملی کہ فونس احدب کے ساتھ دشمن مسلمانوں کے علاقے کی طرف نکلا ہے لہٰذا وہ ان سے لڑائی کرنے کے لئے نکلا اور قلعہ ریاح کی جانب میں ان پر حملہ کر دیا۔ اس نے ان میں خوب خونریزی کی۔ پھر اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا اور حصن القلعہ کی تعمیر کا حکم دیا تا کہ اس کی جبایات کو محفوظ کر دے۔ یہ قلعہ ابو حجاج کی لڑائی کے وقت جو کریت ابن خلدون کے ساتھ ہوئی تھی، قندر بن محمد اور اس کے بھائی عبداللہ کے زمانے سے بے آباد تھا۔ یہ دونوں بنی امیہ کے امراء میں سے تھے۔ ابن اذونیش نے پھر خروج کر کے بلاد مسلمین پر غارت گری

لہٰذا خلیفہ نے فوج کو اکٹھا کیا اور سید ابوحفص کو اس کی طرف بھیجا۔ اس نے اس کے گھر کے صحن میں اس سے لڑائی کی اور قنصرہ کو تلوار سے فتح کرلیا۔ اس نے ہر جیت میں اس کی فوج کو شکست دی پھر خلیفہ سنہ 71 میں اشبیلیہ سے مراکش واپس آیا اور قرطبہ پر اپنے بھائی حسن کو اور اشبیلیہ پر اپنے بھائی علی کو حاکم مقرر کیا۔ ان ہی دنوں مراکش میں طاعون پھوٹی تو سادات میں سے ابوعمران ابوزکریا اور ابوسعید فوت ہوگئے۔ جب شیخ ابوحفص قرطبہ سے آیا تو وہ راستے ہی میں فوت ہوگیا اور سلا میں دفن ہوا۔ خلیفہ نے پھر اپنے دونوں بھائیوں ابوعلی اور ابوالحسن کو بلایا اور ابوعلی کو سجلماسہ کی امارت دی جبکہ ابوالحسن قرطبہ کی طرف لوٹ گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی سید ابوحفص کے بیٹے ابوعلی کو غرناطہ اور ابومحمد عبداللہ کو مالقہ کی امارت دی۔ سنہ 73 میں اس نے بنی جامع کی اولاد پر حملہ کیا اور انہیں ماروہ کی طرف جلاوطن کردیا۔ اس کے بعد سنہ 73 میں اس نے قائم بن محمد بن مردنیش کو اپنے بحری بیڑے کا افسر مقرر کیا اور اسے لڑائی کے لئے اشبونہ بھیجا لہٰذا اس نے غنیمت حاصل کی اور واپس آیا۔ اسی سال میں اس کے بھائی سید وزیر ابوحفص کی جہاد میں وفات ہوگئی اور اس نے دشمن کے قتل کرنے میں مبالغہ سے کام لیا تھا۔ اس کے بیٹے پھر اندلس سے آئے تو خلیفہ کو طاغیہ کی بغاوت کی خبر ملی اور اس نے جہاد کا عزم کرلیا۔ وہ پھر افریقہ کے عربوں سے جہاد کی استدعا کرنے لگا۔

قفوصہ کے خروج کا بیان

علی بن المعز جو طویل کے نام سے معروف تھا، بنی الرند کی اولاد میں سے تھا جو کہ قفصہ کے بادشاہ تھے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اس نے سنہ 75 میں بغاوت کردی۔ جب خلیفہ کو اس کی اطلاع پہنچی، تو وہ مراکش سے تیزی کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کو آیا اور بجایہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے پاس صرف بعلی بن المنتصر باقی رہ گیا۔ جسے عبدالمومن نے قفوصہ سے برطرف کردیا تھا۔ لیکن وہ مسلسل اپنے باغی رشتے دار سے رابطہ کئے رہا اور عربوں کو جو وہاں پر موجود تھا، مخاطب کرتا رہا۔ آخر کار اس نے اسے گرفتار کرلیا۔ اس کے پاس اس چغلی کے گواہ اس کی تقاریر تھیں۔ لہٰذا جو کچھ اس کے قبضہ میں تھا، اسے اس سے چھین لیا اور پھر قفصہ کی طرف کوچ کرگیا۔ اس کے پاس وہاں ریاحی عربوں کے سردار اطاعت کے لئے آئے تو اس نے انہیں قتل کردیا اور وہ مسلسل قفصہ کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ علی بن المعز دستبردار ہوگیا۔ وہ پھر تونس واپس لوٹ آیا۔ اس نے پھر عربوں کی فوج کو بھیجا اور افریقہ اور الزاب پر اپنے بھائی سید ابوعلی کو اور بجایہ پر سید ابوموسیٰ کو حاکم مقرر کیا۔ وہ پھر الحضرۃ کی طرف واپس لوٹ آیا۔

جہاد کرنے کی روداد

جب وہ سنہ 77 میں قفصہ کی فتح سے واپس آیا تو اس کا بھائی ابواسحاق اشبیلیہ سے، سید ابوعبدالرحمٰن یعقوب مرسیہ سے اور تمام موحدین اور اندلس کے رؤساء اس پر واپسی کی تہمت لگاتے ہوئے اس کے پاس گئے۔ لہٰذا اس نے ان سے حسن سلوک کیا تو وہ اپنے اپنے شہروں کو واپس لوٹ گئے۔ اس دوران یہ اطلاع ملی کہ محمد بن یوسف بروانودین اشبیلیہ سے موحدین کے ساتھ دشمن کے علاقے میں گیا ہے۔ لہٰذا اس نے بابورہ شہر سے لڑائی کی، اس کے اردگرد کو غنیمت میں حاصل کیا اور اس کے بعض قلعوں کو فتح کیا۔ وہ پھر اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا۔ سمندر میں پھر اہل شبونہ کے بحری بیڑے سے ان کی لڑائی ہوئی، انہوں نے ان کو شکست دی اور غنیمت اور قیدیوں کے ساتھ ان کی جاگیروں پر بھی قبضہ کرلیا۔ اسے پھر اطلاع ملی کہ اوفونش ابن شانجہ نے قرطبہ سے لڑائی کی ہے اور مالقہ، رندہ اور غرناطہ کے نواح میں غارت گری کی ہے۔ وہ پھر استنجہ میں اترا، شعیلہ کے قلعے پر قبضہ کرلیا، وہاں پر نصاریٰ کو آباد کردیا اور واپس لوٹ گیا، سید ابواسحاق باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ لڑائی کے لئے نکلا اور قلعے سے چالیس روز تک لڑائی کی۔ اسے پھر اطلاع ملی کہ اوفونش نے طلیطلہ سے اس کی مدد کے لئے خروج کردیا ہے، تو وہ واپس لوٹ آیا۔ اب محمد بن یوسف بن وانودین موحدین کی فوج کے ساتھ اشبیلیہ سے نکلا اور طلبیرہ سے لڑائی کی۔ وہاں کے باشندے اس کے مقابلہ میں نکلے تو اس نے ان پر حملہ کردیا اور غنائم کے ساتھ واپس لوٹ آیا۔ خلیفہ ابویعقوب نے پھر دوبارہ جہاد کرنے کا عزم کیا، اندلس پر اپنے امینوں کو حاکم مقرر کیا اور انہیں فوج اکٹھی کرنے کے لئے آگے بھیجا۔ لہٰذا اس نے اپنے بیٹے سید ابوزید الحصر صانی اور سید ابوعبداللہ کو بالترتیب غرناطہ اور مرسیہ پر حاکم مقرر کیا اور سنہ 79 میں تیزی کے

ساتھ سلا پر حملہ کرنے گیا۔ وہیں اسے ابو محمد بن ابی اسحاق بن جامع افریقہ سے عربوں کی فوج کے ساتھ آ کر ملا اور پھر یہ فاس کی طرف گیا اور اپنی ہراول فوج میں ہنساتہ تمیلل اور عرب فوج کو بھیجا۔ وہ پھر صفر سنہ 80 میں سبتہ سے سمندر کو پار کر کے جبل فتح میں اترا اور اشبیلیہ کی طرف گیا جہاں اسے اندلس کی فوج ملی۔ اس نے پھر محمد بن وانودین سے ناراض ہو کر اسے حصن غافق کی طرف جلاوطن کر دیا اور لڑائی کرتا ہوا شنترین کی طرف چلا گیا کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس کے محاصرے کو چھوڑ دیا، جب اس کے محاصرے چھوڑنے کے روز لوگ جانے لگے تو نصاریٰ قلعے سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے خلیفہ کو بغیر کسی تیاری کے دیکھا لہٰذا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے جو اس کے پاس موجود تھے، جہاد کا ارادہ کیا اور شدید جھڑپ کے بعد واپس آ گئے۔ اس روز خلیفہ ہلاک ہو گیا۔ لڑائی کے دوران کہتے ہیں کہ اسے تیر لگا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے ایک بیماری نے آ لیا۔ جس کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا۔ جب خلیفہ ابو ایوب قلعہ شنترین میں فوت ہو گیا، تو اس کے بیٹے یعقوب کی بیعت ہوئی۔ وہ لوگوں کے ساتھ اشبیلیہ واپس آیا اور بیعت کی تکمیل کی۔ اس کے بعد شیخ ابو محمد عبدالواحد برابی حفص کو وزیر بنایا۔ لوگ پھر اس کے بھائی سید یحییٰ کے ساتھ لڑائی کے لئے نکلے۔ لہٰذا اس نے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا، کفارہ کے شہروں میں خوب خونریزی کی پھر سمندر پار کر کے الحضرۃ چلا گیا۔ اس دوران قصر معمودہ میں اسے سید ابو زکریا بن سید ابو حفص زغبہ کے مشائخ کے ساتھ تلمسان سے آتے ہوئے ملا اور مراکش چلا گیا۔ اس نے وہاں پر بری باتوں کو دور کیا، عدل و انصاف پھیلایا اور احکام کی نشر و اشاعت کی۔ یہ شان ابن غانیہ کی حکومت میں پہلی نئی بات تھی۔

شان ابن غانیہ کی روداد

جب دشمن نے جزیرہ میورخہ پر غلبہ پا لیا تو اس کا والی ہلاک ہو گیا۔ اس وقت یوسف بن تاشفین مبشر مجاہد کے ساتھیوں میں سے تھا۔ جب میورخہ کے باشندے بغیر سردار کے باقی رہ گئے تو مبشر نے اس کی طرف دادخواہ کو بھیجا حالانکہ دشمن ان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا لہٰذا جب دشمن نے میورخہ پر قبضہ کر لیا اور اسے لوٹا، جلایا، اور تباہ و برباد کر دیا تو اس نے علی بن یوسف کو اس کا حاکم بنا کر بھیجا۔ انور بن ابو بکر جولتونہ کے جوانوں میں سے تھا، اس کے ساتھ اپنی فوج میں سے پانچ سو سواروں کو بھیجا۔ لہٰذا اس کی غضبناکی نے انہیں خوفزدہ کر دیا۔ اس نے انہیں سمندر سے دور ایک اور شہر تعمیر کرنے کی رغبت دلائی تو انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے پھر ان کے رہنما کو قتل کر دیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر دیا اور اسے علی بن یوسف کے پاس لے گئے۔ اس نے انہیں اس سے نجات دی اور محمد بن علی بن یحییٰ مسوتی کو ان کا حاکم بنایا۔ جو ابن غانیہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس کا بھائی یحییٰ غرب اندلس کا حکمران تھا اور اشبیلیہ میں آیا ہوا تھا۔ اس نے پھر اس کے بھائی کو قرطبہ کا عامل مقرر کیا۔ لہٰذا علی بن یوسف نے اسے حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ اپنے بھائی محمد کو میورخہ کی حکومت دیدے وہ پھر قرطبہ سے میورخہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کے ساتھ اس کے بیٹے عبداللہ، اسحاق، علی، زبیر، ابراہیم اور طلحہ بھی تھے۔ جبکہ عبداللہ اور اسحاق اپنے چچا یحییٰ کی تربیت و کفالت میں تھے، اس نے ان دونوں کو اپنا متبنیٰ بنا لیا تو جب محمد بن علی ابن غانیہ میورخہ پہنچا تو علی اور انور نے اسے پکڑ لیا اور اسے زنجیروں میں قید کر کے مراکش بھیج دیا۔ وہ دس سال تک اسی حالت میں رہا۔ جب یحییٰ بن غانیہ فوت ہو گیا تو عبداللہ نے اپنے بھائی محمد کے بیٹے کو غرناطہ اور اس کے بھائی اسحاق بن محمد کو قرمونہ پر حاکم مقرر کیا۔ جب علی فوت ہو گیا تو لمتونہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان پر موحدین غالب آ گئے۔ لہٰذا محمد نے اپنے بیٹوں عبداللہ اور اسحاق کو بھیجا اور وہ دونوں بحری بیڑے میں سوار ہو کر اس کے پاس پہنچ گئے۔ یوں لمتونہ کی حکومت ختم ہو گئی پھر محمد نے اپنے بیٹے عبداللہ کو وصیت کی تو اس کے بھائی اسحاق نے اس سے عہد کیا اور ایک لمتونی جماعت کو اس کے قتل کرنے کے لئے داخل کر دیا۔ یوں انہوں نے اسے اور اس کے باپ محمد کو مار کر دیا پھر انہوں نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا، تو اس نے ان پر تہمت لگائی۔ امیر البحر لب بن میمون نے انہیں ان کے گھروں میں اگیدنے کے لئے مداخلت کی اور سنہ 546 میں انہیں قتل کر دیا، یوں وہ میورقہ کا امیر باقی رہ گیا۔ اب وہ سب سے پہلے بالنسیا اور الغراسہ کی طرف متوجہ ہوا۔ لوگ اس کی بری عادات سے تنگ آ گئے۔ لب بن میمون اس کے پاس سے پھر موحدین کی طرف بھاگ گیا لیکن آخر میں لڑائی کی طرف لوٹ آیا۔ وہ خلیفہ ابو ایوب کی طرف قیدیوں اور ایلچیوں کو بھیجا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے فوت ہونے سے قبل وہ سنہ 80 میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے چھوڑے یعنی محمد، علی، یحییٰ، عبداللہ، یسیر، تاشفین، طلحہ، عمر، یوسف اور حسن، لہٰذا اس نے اپنے بیٹے محمد کو حاکم مقرر کیا اور خلیفہ ابو یعقوب کی طرف اس کی اطاعت کے لئے

بھیجا۔ اس نے علی بن الرد بر تیر کو اس کی آزمائش کے لئے بھیجا جس نے اس کی وعدہ خلافی کو محسوس کر لیا، یوں انہوں نے اسے تبدیل کر کے گرفتار کر لیا اور ان میں سے علی کو ان کا امیر بنا دیا۔ لیکن جب انہیں خلیفہ کی وفات اور اس کے بیٹے منصور کی حکومت کی خبر پہنچی تو انہوں نے ابن الرد بر تیر کو گرفتار کر لیا۔ وہ پھر ان کے بحری بیڑے میں سوار ہو کر بجایہ کی طرف چلے گئے تو اس نے اپنے بھائی طلحہ کو میورخہ کا حاکم مقرر کیا، وہ پھر اپنے بحری بیڑے میں رات کو غفلت کے وقت بجایہ آیا۔ جہاں سید ابو ربیلے بن عبداللہ بن عبدالمومن حکمران تھا۔ لہٰذا انہوں نے سنہ 81 اس پر قبضہ کر لیا۔ جبکہ سید ابو ربیع اور سید ابو موسیٰ عمران بن عبدالمومن حاکم افریقہ کو گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی یحییٰ کو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور خود الجزائر کی طرف جا کر اسے فتح کر لیا۔ یحییٰ نے پھر اس پر اپنے بھائی طلحہ کے بیٹے کو حاکم مقرر کیا۔ اور بعد ازاں وہ ملیانہ کی طرف گیا۔ اس نے اس پر بدر بن عائشہ کو مقرر حاکم کیا۔ پھر قلعے کی طرف گیا پھر قسنطینہ کی طرف گیا اس سے اس نے لڑائی کی۔ منصور کو جنگ سے واپسی پر سبتہ میں خبر ملی تو اس نے اپنے چچا ابو حفص کے بیٹے ابو زید کو بھیجا اور ابن غانیہ سے لڑنے پر اسے افسر مقرر کیا۔ اور محمد بن ابو اسحاق بن جامع کو بحری بیڑوں کا افسر مقرر کیا۔

جب سید ابو زید تلمسان پہنچا تو اس کا بھائی سید ابو الحسن ان دنوں وہاں والی تھا اس نے اس کی مضبوطی میں بڑی ژرف نگاہی سے کام لیا۔ وہ پھر اپنی فوج کے ساتھ تلمسان سے کوچ کر گیا اور رعیت کو معافی دینے کا اعلان کر دیا۔ لہٰذا اہل ملیانہ نے ابن عائشہ پر حملہ کر کے اسے نکال دیا۔ بحری بیڑوں نے الجزائر کی طرف سبقت کر کے اس پر قبضہ کر کے اور یحییٰ بن طلحہ کو گرفتار کر لیا۔ جب بدر بن عائشہ کو ام العلو سے لایا گیا تو ان سب کو شلف میں قتل کر دیا گیا۔ اب احمد الصقلی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بجایہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران یحییٰ بن غانیہ اپنے بھائی علی کو قسنطینہ کا محاصرے میں اس کی جگہ پر جاملا۔ لہٰذا اس نے محاصرہ کو چھوڑ دیا اور سید ابو زید ہکلات لایا۔ اس کے بعد سید ابو موسیٰ اس کی قید سے نکل گیا، وہ اسے وہاں ملا اور پھر دشمن کی تلاش میں چلا گیا۔ وہ پھر قسنطینہ کو چھوڑ کر صحرا کی طرف نکل گیا۔ موحدین نے فاس میں اس کے ہیڈ کوارٹر تک اس کا پیچھا کیا اور پھر بجایہ کی طرف واپس آ گئے، یوں سید ابو زید بجایہ میں ٹھہر گیا۔ بعد ازاں علی بن غانیہ نے قفصہ کا قصد کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے توزر سے جنگ کی مگر اسے فتح نہیں کر سکا اور طرابلس چلا گیا۔ اس دوران غزنی صنہاجی ابن غانیہ کی فوج سے نکل کر بعض عرب قبائل میں چلا گیا اور اس نے اشیر پر غلبہ پا لیا۔ سید ابو زید نے پھر ان کی طرف اپنے بیٹے ابو حفص عمر کو بھیجا اور اس کے ساتھ غانم بن مردنیش بھی تھا۔ لہٰذا وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور اس نے ان کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران غزنی قتل ہو گیا اور اس کا سر بجایہ لا کر نصب کر دیا گیا۔ جلد ہی اس کا بھائی عبداللہ بھی اسے جاملا۔ بنو حمدون نے پھر بجایہ سے سلا تک لڑائی کی۔ کیونکہ ان پر اتہام تھا کہ وہ ابن غانیہ کے سلسلے میں شامل ہیں۔ خلیفہ نے پھر سید ابو زید کو بجایہ سے بلایا اور اس کی جگہ اس کے بھائی سید ابو عبداللہ کو حاکم مقرر کیا۔ پھر الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ اس اثناء میں اسے یہ اطلاع مل گئی کہ ابن الرد بر تیر نے میورخہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کے واقعات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ امیر یوسف بن عبدالمومن نے اسے بنی غانیہ کو اپنی حکومت کی طرف بلانے کے لئے میورخہ بھیجا تھا کیونکہ ان کے بھائی محمد نے اسے اس طرح خطاب کیا تھا۔ لہٰذا جب ابن الرد بیر تیر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے ان کے بھائی محمد کے سامنے اس کی حالت کو تبدیل کر دیا۔ اور اکٹھے ہو کر اسے گرفتار کر لیا۔ دوسری طرف علی بن الرد بر تیر اپنے معاملے میں الجھا ہوا تھا اور ان کے عجمی غلاموں نے اسے اس کی قید سے رہائی دلانے کے لئے مداخلت کی کہ وہ ان کے اہل وعیال سمیت ان کے علاقے تک ان کا راستہ چھوڑ دے۔ آخر اس نے ان کی مراد کو پورا کر دیا اور وہ قصبہ چلا گیا۔ اس نے پھر محمد بن ابی اسحاق کو اس کی قید کی جگہ سے چھڑایا اور سب کے سب الحضرۃ چلے گئے۔ جب علی بن غانیہ کو طرابلس میں اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے بھائی عبداللہ کو مغلیہ کی طرف بھیجا اور وہاں سے سوار ہو کر میورخہ گیا۔ وہ پھر اس کی کسی بستی میں اترا اور حیلہ بازی سے کام لے کر اس پر قابض ہو گیا۔

یوں اس نے افریقہ میں فتنے کی آگ جلا دی۔ علی بن غانیہ پھر بلاد الجرید میں آیا اور اس نے وہاں کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ جب اس کے قبضہ کی خبر قفصہ پہنچی تو منصور سنہ 82 میں مراکش سے اس کے پاس گیا، فاس پہنچ گیا، اور وہاں آرام کیا۔ وہ پھر رباط تازہ کی طرف چلا گیا۔ اور تیاری کی طرف تونس گیا۔ ابن غانیہ کے پاس جو اعراب اور ملثمین تھے انہیں اس نے جمع کیا اور اس کے ساتھ حاکم طرابلس قرقش الغزی بھی آیا۔ لہٰذا منصور نے ان کی طرف سید ابو یوسف بن سید ابو حفص کی نگرانی کے لئے اپنی فوج بھیج دی۔ اس نے ان کے ساتھ غمرہ میں لڑائی کی اور موحدین کی فوج منتشر ہو گئی۔ لیکن علی بن الرو بر تیر اور ابو علی بن الغمور کے قتل ہونے سے لڑائی ختم ہو گئی اور وزیر عمر بن ابو زید گم ہو گیا۔ ان کا ایک دستہ قفصہ

پہنچ گیا۔ جس نے وہاں خوب خونریزی کی، باقیوں نے تونس کی طرف بھاگ کر جان بچائی۔ منصور اس حال میں اس خبر کی تلافی کے لئے نکلا اور قیروان میں اترا۔ وہ پھر جلدی سے الحامہ کی طرف گیا۔ لہٰذا فریقین نے آپس میں مشورہ کیا اور آگے بڑھے۔ ابن غانیہ اور اس کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وہ جان بچا کر لڑائی سے بھاگا۔ اس کے ساتھ اس کا دوست قراقش بھی تھا۔ یوں اس نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اب منصور نے قابس پر حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا۔ وہاں ابن غانیہ اور ددیہ کی بیویاں موجود تھیں، وہ انہیں سمندر کے ذریعے تونس کی طرف سے گیا۔ پھر اس نے تونس کی طرف رخ کیا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے، اس نے انہیں قتل کر دیا۔ وہ پھر قفصہ کی طرف آیا اور کئی روز تک اس سے لڑائی کرتا رہا، یہاں تک کہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اس نے پھر اہل شہر کو امان دیدی اور قراقش کے اصحاب کو جلاوطن کر دیا۔ باقیماندہ ملثمین اور ان کے ساتھ جو فوج تھی، وہ سب قتل ہو گئے۔ اس نے پھر اس کی فصیلوں کو گرا دیا اور تونس کی طرف واپس آ گیا۔ وہ مہدیہ کے پاس سے گزرا اور تاہرت کے راستے پر چلا گیا۔ بنی توجین کا امیر عباس بن عطیہ تلمسان کی طرف اس کا رہبر تھا۔ کسی بات نے اسے غضبناک کر دیا تھا لہٰذا اس نے اسے تلمسان سے ایک طرف کر دیا۔ پھر وہ مراکش کی طرف چلا گیا۔ اسے اطلاع ملی کہ اس کے بھائی سید ابو حفص والئی مرسیہ کو جس کا لقب رشید تھا، اور اس کے چچا سید ابو ربیع والئی تادلہ کو غمرہ کی لڑائی کی اطلاع ملی تو انہوں نے خلافت پر حملہ کرنے کی نیت کر لی ہے جب وہ دونوں اس کے پاس مبارکباد دینے کے لئے آئے تو اس نے فاتح فوج کو ان کے گرفتار کرنے کا حکم دے دیا اور پھر ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اس نے پھر سید ابوالحسن بن سید ابو حفص کو بجایہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ یحییٰ بن غانیہ نے جب قسطنطینہ کا قصد کیا تو سید ابوالحسن نے بجایہ سے اس پر چڑھائی کی، اسے شکست دی اور قسطنطینہ میں داخل ہو گیا۔ ابن غانیہ پھر نسیا کرہ چلا گیا اور وہاں کی کھجوروں کو کاٹ دیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ اس نے پھر قسطنطینہ کا محاصرہ کیا لیکن اسے سر نہ کر سکا۔ اس نے پھر بجایہ کی طرف آ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے افریقہ میں بہت خرابی اور فساد پیدا کیا۔ اور اس کے واقعات کو انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

جہاد کے واقعات کا بیان

جب ناصر کو یہ اطلاع ملی کہ دشمن بلنسیہ کے بہت سے قلعوں پر متغلب ہو گیا ہے تو اس بات نے اسے قلق و اضطراب میں ڈال دیا۔ اس نے پھر شیخ ابو محمد بن ابی حفص کو خط لکھ کر اس سے لڑائی کے متعلق مشورہ طلب کیا لیکن اس نے اسے مشورہ نہیں دیا لہٰذا یہ اس کے خلاف ہو گیا۔ وہ سنہ 9 میں مراکش سے نکل کر اشبیلیہ پہنچ گیا اور وہاں ٹھہر کر لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اشبیلیہ سے واپس آ کر پھر اس نے بلاد ابن اوفونش کا قصد کیا اور راستے میں قلعہ شلبطرہ اور انلج کو فتح کر لیا جبکہ قلعہ ریاح میں طاغیہ سے لڑائی کی جہاں یوسف بن قادس مقیم تھا۔ یہ اس کا گلا گھونٹنے لگے۔ لہٰذا اس نے اس سے دست برداری پر مصالحت کی اور اس نے ناصر کے پاس پہنچ کر اسے قتل کر دیا۔ وہ پھر عقاب مقام پر جانے کی تیاری کرنے لگا اور طاغیہ نے بھی اس کے لئے تیاری کر لی۔ طاغیہ برشلونہ بھی اس کی مدد کے لئے اس کے پاس آ گیا لہٰذا مسلمانوں کی پسپائی ہوئی اور وہ صفر سنہ 609 کے آخر میں یوم بلا اور تمحیص میں منتشر ہو گئے۔ پھر یہ مراکش سے واپس پلٹ آیا اور ایک سال بعد شعبان میں فوت ہو گیا۔ ابن اوفونش نے اپنے عم زاد الیحوج سے جو لون کا حاکم تھا، مناظرہ کیا کہ وہ ناصر کی مدد کرے اور مسلمانوں کو شکست سے دوچار کرے۔ اس دوران اس نے ایسا ہی کیا پھر وہ مسلمانوں کے علاقوں پر غارت گری کی کاروائی کے بعد اندلس واپس آ گئے۔ لیکن سید ابو زکریا بن ابی حفص بن عبدالمومن نے اشبیلیہ کے قریب ان سے لڑائی کی اور انہیں شکست دی، یوں مسلمان وہاں سربلند کیا اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔ واللہ اعلم۔

ابن الفرس کا خروج

عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن الفرس اندلس میں علماء کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا اور المہر کے نام سے معروف تھا۔ ایک روز وہ منصور کی مجلس میں آیا۔ اور ایسی گفتگو کی جس سے وہ اپنی حکومت کے انجام کے متعلق ڈر گیا۔ اس کے بعد وہ مجلس سے باہر نکل کر مدت تک روپوش رہا۔ اور المنصور کی وفات کے بعد بلاد کزولہ میں ظاہر ہوا۔ وہ پھر امامت کا مدعی بن بیٹھا اور قحطانی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک قحطان سے ایک آدمی نہیں نکلے گا جو لوگوں کو اپنے عصا سے چلائے گا اور زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھردے گا۔ جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہے۔ اس کی طرف یہ شعر بھی منسوب کیے جاتے ہیں۔
''عبدالمومن بن علی کے فرزندوں سے کہہ دو کہ عظیم حادثے کے وقوع کے لئے تیاری کرلیں۔ قحطان کا سردار اور عالم آچکا ہے جو بات کی انتہا تک پہنچنے والا اور حکومتوں پر متغلب ہونے والا ہے۔ لوگ اس کے عصا کے فرمانبردار ہیں۔ وہ امرونہی کے ساتھ انہیں چلانے والا ہے۔ وہ علم وعمل کا سمندر ہے اور انہوں نے اس کی حکومت کی طرف آنے میں جلدی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا حامی ہے اور اللہ تعالیٰ کجروؤں کو ناکام کرنے والا ہے۔''

مستنصر بن ناصر کا حکمران بننا

جب محمد بن ناصر بن منصور فوت ہوگیا تو سنہ 11 میں اس کے بیٹے یوسف کی بیعت ہوئی جس کی عمر سولہ سال تھی۔ اس نے مستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ کم سنی کی وجہ سے ابن جامع اور موحدین کے مشائخ نے اس پر غلبہ پالیا اور اس کی حکومت کے ذمہ دار بن گئے۔ المستنصر کی صغرسنی کی وجہ سے ہی افریقہ سے ابومحمد بن شیخ ابوحفص کی بیعت میں تاخیر ہوگئی پھر وزیر ابن جامع نے حیلہ بازی سے کام لیا اور اس نے عبدالعزیز بن ابوزید کے اشتغال کے لئے یہ کام کیا لہٰذا اس کی بیعت پہنچ گئی اور مستنصر جوانی کے تقاضا کے مطابق تدبیر کرنے سے غافل رہا۔ اس نے پھر اپنی حکومت کی عملداریوں پر سادات کو حاکم مقرر کیا۔ لہٰذا اس نے منصور کے بھائی سید ابوابراہیم کو فاس کا حاکم مقرر کیا جس نے الطاہر کا لقب اختیار کیا اور وہ ابوالمرتضیٰ تھا جبکہ اشبیلیہ پر اپنے چچا سید ابواسحاق احول کو حاکم مقرر کیا۔ الفنش نے اس دوران ان قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ جنہیں موحدین نے چھین لیا تھا۔ اس نے اندلس کے محافظوں کو شکست دی اور اس کا ایلچی فجار کی طرف بھاگ گیا۔ لہٰذا ابن جامع نے اس سے صلح کرنے کی تدبیر کی، تو اس نے اس سے صلح کرلی۔ اس نے پھر ابن زید بن یوجان کی وفات کے بعد ابن جامع کو وزارت سے ہٹادیا، اور ابویحییٰ الحضروجی کو وزیر بنایا۔
بعدازاں ابوعلی بن اشرف کو اشغال کا حاکم مقرر کیا۔ وہ پھر ابن جامع سے راضی ہوگیا اور اسے دوبارہ وزیر بنالیا۔ اس نے پھر ابوزید بن یوجان کو تلمسان کی حکومت سے معزول کر کے ابوسعید بن منصور کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور اس نے اسے مرسیہ کی طرف بھیج دیا جسے وہاں قید کرلیا گیا۔ یوں منصور کا زمانہ صلح وآشتی سے گزر رہا تھا یہاں تک کہ سنہ 13 میں فاس کی جہات میں بنومرین غالب آگئے۔ اب سید ابوابراہیم والی فاس موحدین کی فوج کے ساتھ ان کے مقابلے میں گیا، تو انہوں نے اسے شکست دی اور قید کرلیا۔ لیکن انہوں نے پھر اسے پہچان کر آزاد کردیا۔ جب حاکم افریقہ ابومحمد بن ابی حفص کی وفات کی خبر پہنچ گئی تو اس نے منصور بھائی ابوعلی کو افریقہ کا حاکم مقرر کیا جو اشبیلیہ کا والی تھا لہٰذا اس نے اسے معزول کردیا۔ اور افریقہ پر سعا پہ بن مثنیٰ کو حاکم مقرر کیا۔ جو سلطان کا خاص آدمی تھا اور جیسا کہ بنوحفص کے حالات میں بیان کیا جاچکا ہے۔ وہ پھر افریقہ کی طرف گیا۔ اس دوران فاس کی جانب سے عبیدیوں کا ایک آدمی نکلا جو عاضد کی طرف منسوب ہوتا تھا اور مہدی نام رکھتا تھا۔ لہٰذا منصور کے بھائی سید ابوابراہیم نے فاس کی طرف اپنے پیروکاروں کی طرف پیغام بھیجا۔ اور ان کے مال کو خرچ کیا۔ لہٰذا وہ اس کے خلاف ہوگئے اور اسے کھینچ کر اس کے پاس لے آئے، یوں وہ قتل ہوگیا۔ سنہ 19 میں مستنصر نے اپنے چچا ابومحمد کو جو عادل کے نام سے معروف تھا، مرسیہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور اسے غرناطہ سے معزول کردیا۔ اس کے بعد مستنصر سنہ 20ء میں فوت ہوگیا اور معاملات نے پیچیدگی اختیار کرلی۔ بعدازاں وہ بات ہوئی جسے لوگ بیان کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

مملوع کا والی بننا

جب سنہ 20ء میں المستنصر اضحیٰ میں فوت ہوگیا۔ تو ابن جامع اور موحدین اکٹھے ہوئے اور انہوں نے منصور کے بھائی سید ابومحمد عبدالواحد کی بیعت کرلی۔ یوں اس نے حکومت سنبھالی یعنی مال سے ابن اشرفی کے مطالبہ کرنے کا حکم دیا۔ اس دوران اس کے بھائی نے ابوالعلاء کو افریقہ پر نئے سرے سے حکومت قائم کرنے کے لئے لکھا حالانکہ مستنصر نے اس کی معزولی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ لہٰذا اسے مردہ ہونے کی حالت میں حکومت مل گئی۔ بعدازاں اس کے بیٹے ابوزید مشمر نے حکومت کو اپنے لئے مخصوص کرلیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر افریقہ کے حالات میں کریں گے۔ مملوع نے پھر

ابن یوجان کے رہا کرنے سے اپنے حکم کا نفاذ کیا۔ لہٰذا اس نے اسے رہا کر دیا۔ ابن جامع نے پھر اسے اس بات سے روکا اور اس کے بھائی ابو اسحاق کو بحری بیڑے میں اسنے میورقہ کی طرف جلاوطن کرنے کے لئے بھیجا۔ جیسا کہ المستنصر نے اسے اپنی وفات سے قبل بھیجا تھا۔ مرسیہ کا والی ابو محمد عبداللہ بن منصور تھا۔ اس دوران ابن یوجان نے اسے حکومت پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا اور اسے بتایا کہ اس نے منصور سے سنا ہے کہ اس نے ناصر کے بعد اس کے لئے خلافت کی وصیت کی ہے کیونکہ لوگ ابن جامع کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اندلس کے تمام والی منصور کے بیٹے تھے۔ لہٰذا اس نے اس کی بات کو غور سے سنا۔ وہ دراصل اپنے چچا کی بیعت میں متردد تھا۔ لہٰذا اس نے اپنی دعوت دینی شروع کی اور اپنا نام عادل رکھا۔ اس کے بھائیوں ابو العلی حاکم قرطبہ ابوالحسن حاکم غرناطہ اور ابو موسیٰ حاکم مالقہ نے خفیہ طور پر اس کی بیعت کر لی۔ اس دوران ابو محمد بن ابی حفص بن عبدالمومن جو البیاسی کے نام سے معروف تھا اور جیان کا حاکم تھا، جب اسے مخلوع نے اپنے چچا ابو ربیع بن ابی حفص کے بدلے میں معزول کر دیا تو اس نے باغی ہو کر عادل کی بیعت کر لی جبکہ حاکم قرطبہ ابو علی کے ساتھ جو عادل کا بھائی تھا، اشبیلیہ کی طرف چلا گیا۔ جہاں منصور کا بھائی عبدالعزیز اور مخلوع مقیم تھے۔ یوں وہ ان کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ لیکن البیاسی کے بھائی سید ابو زید بن ابو عبداللہ نے عادل کی بیعت نہیں کی، اور مخلوع کی اطاعت سے وابستہ ہو گیا۔ بعدازاں عادل مرسیہ سے نکل کر اشبیلیہ گیا۔ اور زید بن یوجان کے ساتھ اشبیلیہ میں داخل ہوا۔ جب مراکش میں یہ اطلاع پہنچی تو موحدین نے مخلوع کے بارے میں اختلاف کیا اور ابن جامع کے معزول کرنے اور اسے ہسکورہ کی طرف جلاوطن کرنے میں جلدی کرنے لگے۔ اس دوران ہنساتہ کی حکومت ابوزکریا یحییٰ بن ابو یحییٰ سید ابن ابی حفص نے اور تیمملل کی حکومت یوسف بن علی نے سنبھال لی۔ اس نے پھر بحری بیڑے پر ابو اسحاق بن جامع کو مامور کیا۔ اور اسے جبل الطارق سے گزرنے سے روکنے کے لئے بھیجا۔ اس نے پھر ہسکورہ سے نکلتے وقت ابن جامع سے سرگوشی کی کہ وہ اس کے متعلق وہاں سے کوئی حیلہ کرے۔ ابھی اس کا کام مکمل نہیں ہوا تھا کہ وہ ربیع سنہ 21 میں ایک خفیہ مکان میں قتل ہو گیا اور یوں موحدین نے عادل کی بیعت کر لی۔ واللہ اعلم۔"

عادل بن منصور کی روداد

جب عادل کو موحدین کی بیعت اور زکریا بن شعید کا خط مخلوع کے قصے کے متعلق پہنچا، تو اس نے البیاسی کی تبدیلی کے ساتھ اس کا موازنہ کیا، پھر اس نے اس کی بغاوت کر کے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور ظافر کا لقب اختیار کر لیا۔ یوں وہ اپنے کام میں لگ گیا اور اس نے اپنے بھائی ابو العلی کو اس کے محاصرے کے لئے بھیجا مگر وہ اسے زیر نہ کر سکا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بیٹے ابو سعید بن شیخ ابو حفص کو بھیجا مگر وہ بھی کامیاب نہیں ہو سکا اور اندلس کے حالات عادل کے خلاف ہو گئے۔ بعدازاں اشبیلیہ اور مرسیہ پر نصاریٰ کی لوٹ مار بکثرت ہو گئی حالانکہ وہ خود وہاں مقیم تھا۔ اس دوران موحدین کی فوجوں نے طلیطلہ میں شکست کھائی اور اس کے خواص نے اسے ابن یوجان کے خلاف برانگیختہ کیا۔ لہٰذا وہ سبتہ کی طرف چلا گیا۔ اس طرح اندلس میں البیاسی کی بات بڑھ گئی اور نصاریٰ اس کے کام پر متغلب ہو گئے۔ اب عادل عدوہ کی طرف گیا اور اپنے بھائی ابو العلی کو اندلس کا حاکم مقرر کر گیا۔ جب وہ حجاز کے علاقے میں مقیم تھا، تو عبور بن ابی محمد بن شیخ ابی حفص نے اس کے پاس آ کر اسے کہا کہ آپ کا کیا حال ہے، تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

"جب منصور کو اس حال کا پتہ چلے گا تو زمانہ اس کے پاس ہمدردی کرتے ہوئے آئے گا۔"

اس نے اس شعر کو پسند کیا اور اسے افریقہ کا حاکم مقرر کر دیا پھر اپنے عم زاد سید ابو زید کو آنے کے متعلق لکھا اور سلا پہنچ کر وہاں ٹھہر گیا۔ اس نے پھر شیوخ جشم کے متعلق اطلاع بھیجی کیونکہ ابن یوجان کو امیر خلط ہلال بن حمدان ابن مقدم کے متعلق بڑا فکر تھا۔ اب ابن جرمون جو سفیان کا امیر تھا، پہنچنے میں دیر کرنے لگا۔ اور خلط اور سفیان آ گئے۔ اس دوران عادل جلدی سے جا کر مراکش میں داخل ہو گیا اور اس نے ابو زید بن ابی محمد بن شیخ ابی حفص کو اپنا وزیر بنا لیا۔ اس کے بعد ابن یوجان پر بدل گیا اور اس کے باطن میں خرابی پیدا ہو گئی، وہ پھر ابن شعید کی حکومت پر غالب آ گیا۔ اس وقت یوسف بن علی ہنساتہ اور تمملل کا سردار تھا۔ بعدازاں ہسکورہ اور خلط بھی مخالف ہو گئے اور انہوں نے مراکش کے نواح میں فساد برپا کر دیا۔ ابن یوجان ان کے مقابلے میں نکلا مگر اس سے کچھ نہیں بنا اور انہوں نے بلاد دکالہ کو برباد کر دیا۔ اب عادل نے ان کی طرف ابراہیم بن اسماعیل بن الشیخ

ابی حفص کی نگرانی کے لئے موحدین کی ایک فوج بھیجی۔ ابراہیم وہ شخص ہے جس نے شیخ ابومحمد کی اولاد سے افریقہ میں جھگڑا کیا تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ لیکن اس نے شکست کھائی اور قتل ہو گیا۔ اس کے بعد ابن السید اور یوسف بن علی فوج اکٹھی کرنے اور ہسکورہ کی مدافعت کرنے کے سلسلے میں اپنے قبائل کی طرف چلے گئے۔ ان دونوں نے پھر عادل کو علیحدہ کرنے اور یحییٰ بن ناصر کی بیعت کرنے پر اتفاق کر لیا۔ انہوں نے مراکش جا کر محل میں گھس کر اس پر حملہ کر دیا۔ اور اسے لوٹ لیا۔ اس کے بعد عادل سنہ 41 میں عید الفطر کے ایام میں اپنا گلا گھٹنے سے قتل ہو گیا۔

باب: ۴۰

مامون بن منصور کا حکمران بننا اور یحییٰ بن ناصر کے خروج کا بیان

جب مامون کو علم ہوا کہ موحدین اور عربوں نے اس کے بھائی کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور اشبیلیہ میں اس کی حکومت زبوں حال ہوگئی ہے تو پھر اس کی بیعت ہوئی اور اندلس والوں کی اکثریت نے اسے قبول کر لیا۔ بعدازاں بلنسیہ اور مشرقی اندلس کے حاکم سید ابوزید نے بھی بیعت کر لی۔ اس سے قبل ہم بیان کر چکے ہیں کہ موحدین نے عادل کے خلاف بغاوت کر کے اسے محل میں قتل کر دیا تھا پھر اس کے بھائی ناصر بن یوجان کے بیٹے یحییٰ کی خفیہ طور پر بیعت کر لی۔ اس نے پھر حکومت کو بگاڑنے کے لئے کاروائیاں کیں اور انہیں ہسکورہ میں داخل کر دیا، اس وقت عرب مراکش پر غارت گری میں مشغول تھے پھر اس نے موحدین کی فوجوں کو شکست دی۔ اس دوران سعید کو ابن یوجان کے متعلق ایک تدبیر سمجھ آئی تو اس نے اسے اس کے گھر میں قتل کر دیا۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ یحییٰ بن ناصر اپنی پناہ گاہ کی طرف چلا گیا لہٰذا موحدین نے عادل کو معزول کر دیا اور اپنی بیعت مامون کو بھیج دی۔ اس میں حسن ابوعبداللہ العریفی اور سید ابوحفص بن ابی حفص نے بڑا کردار ادا کیا۔ جب یحییٰ بن ناصر اور ابن الشہید کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو انہوں نے سنہ 26 میں مراکش آ کر انہیں قتل کر دیا۔ اس کے بعد فاس اور تلمسان کے حکمران محمد بن ابی زید بن یوجان، حاکم سبتہ ابوموسیٰ بن منصور اور اس کے بھانجے حاکم بجایہ ابن الاطالی نے مامون کی بیعت کر لی۔ تاہم حاکم افریقہ بیعت کرنے سے باز رہا۔ اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس بات کا سبب امیر کا خود کو ترجیح دینا تھا۔ یوں یحییٰ بن ناصر کی دعوت پر افریقہ میں سجلماسہ کے سوا اور کوئی قائم نہ رہا۔ اس کے بعد البیاسی نے قرطبہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر اشبیلیہ پر چڑھائی کی اور وہاں پر مامون اور طاغیہ سے جنگ کی، بعدازاں وہ فخاطہ اور مسلمانوں کے دیگر قلعوں سے اس کے لئے دست بردار ہو گیا۔ اس کے بعد مامون نے اشبیلیہ کے نواح میں انہیں شکست دی، پھر محمد بن یوسف بن ہود نے حملہ کر کے مرسیہ پر قبضہ کر لیا اور جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے مشرقی اندلس کے بہت سارے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ مامون نے پھر اس پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا مگر اس پر فتح نہیں حاصل کر سکا لہٰذا اشبیلیہ واپس آ گیا۔ پھر سنہ 96 میں اہل مغرب کی استدعا پر وہ مراکش کی طرف گیا اور انہوں نے اس کی طرف اپنی بیعتیں بھی بھیج دیں۔ اس دوران ہلال بن حمید نے اسے پیغام بھیجا کہ خلط کا امیر اسے بلاتا ہے اور طاغیہ نے نصاریٰ کی ایک فوج سے مدد طلب کی۔ اس دوران اس سے طے کیا کہ مامون اس کی جو شرائط قبول کر لے گا۔ اس کے مطابق وہ اس سے معاملہ کرے گا لہٰذا وہ پھر عدوہ کی طرف چلا گیا۔ جب اہل اشبیلیہ نے ابن ہود کی بیعت کرنے میں جلدی کی اور یحییٰ بن ناصر نے اسے روکا تو مامون نے اسے شکست دی۔ اس نے اس کے ساتھ جو موحدین اور عرب تھے انہیں قتل کر دیا اور پھر یحییٰ جبل ہنساتہ چلا گیا۔ بعدازاں مامون الحضرۃ میں داخل ہو گیا۔ اس نے موحدین کے مشائخ کو بلایا اور گن گن کر انہیں باتیں بتائیں پھر ان کے ایک سو سرداروں کو گرفتار کر کے انہیں مروا دیا اور شہروں میں اپنا خط بھجوا دیا کہ سکہ اور خطبہ سے مہدی کا نام مٹا دیا جائے، اذان میں بربری زبان میں اس کی عیب گری کی جائے اور زیادہ تر طلوع فجر کی اذان میں ایسا کیا جائے۔ اس قسم کے اور بھی کئی طریقے بھی مہدی کے ساتھ روا رکھے گئے اس نے اپنے ساتھ آنے والے نصاریوں کو مراکش میں ان کی شرط کے مطابق انہیں گرجا بنانے کی اجازت دے دی تو وہ وہاں پر اپنے ناقوس بجانے لگے۔ اس کے بعد اندلس پر ابن ہود قابض ہو گیا تو اس نے باقی ماندہ موحدین کو وہاں سے نکال دیا اور عوام نے بھی انہیں ہر جگہ قتل کر دیا۔ ہنگامے میں سید ابو ربیع بھی قتل ہو گیا جو منصور کے بھائی کا بیٹا تھا حالانکہ مامون نے اسے قرطبہ کا والی بنا کر وہاں چھوڑا تھا۔ بعدازاں امیر ابوزکریا بن ابی محمد بن الشیخ ابی حفص افریقہ میں خود حکمران بن بیٹھا اور سنہ 27 میں اس کی اطاعت کو چھوڑ دیا۔ لہٰذا اس نے اپنے عم زاد سید ابوعمران بن محمد الخرصان کو ابوعبداللہ لحیانی کے ساتھ جو امیر ابوزکریا کا بھائی تھا، بجایہ کا حکمران بنایا۔ جب یحییٰ بن ناصر نے اس پر چڑھائی کی تو شکست کھائی اور پھر دوبارہ شکست

کھائی۔ اس نے پھراس " کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو الحضر ۃ کے بازاروں میں نصب کر دیا۔ بعدازاں یحییٰ بن ناصر بلا د درعہ اور سجلماسہ میں چلا گیا لیکن پھر اس کے بھائی موسیٰ نے مامون کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور سبتہ میں اپنی طرف دعوت دینے لگا۔ اس نے المئو ید کا نام اختیار کیا۔ اب مامون مراکش سے چلا تو اسے راستے میں اطلاع ملی کہ بنی فازان اور مکلاسہ کے قبیلوں نے مکناسہ کا محاصرہ کر لیا ہے اور اس کے نواح میں فساد و خرابی کی ہے لہٰذا وہ اس کی طرف چل پڑا اور اس کے عادل کو ہٹا دیا۔ وہ پھر سبتہ کی طرف گیا اور تین ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس دوران جب اس کے بھائی ابو موسیٰ نے ابن ہود کے لئے حاکم اندلس سے مدد مانگی تو اس نے اسے اپنے بحری بیڑوں سے مدد دی۔ بعدازاں یحییٰ بن ناصر نے مامون کے برخلاف الحضر ۃ کا قصد کیا اور سفیانی عربوں اور ان کے سردار، جرمون بن عیسیٰ کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا۔ ان کے ساتھ ہنتشانہ کا شیخ ابو سعید بن دانودین بھی تھا۔ انہوں نے پھر وہاں فساد پیدا کر دیا لہٰذا اماموں سبتہ کو چھوڑ کر الحضر ۃ کی طرف گیا لیکن وہ راستے ہی میں سنہ 30 کے آغاز میں وادی اُم الربیع میں فوت ہو گیا۔ اس کے مرتے ہی اس کا بھائی سید ابو موسیٰ ابن ہود کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ اور اسے سبتہ پر قبضہ کروا کر فتح دلا دی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

رشید بن مامون حکمران بنتا ہے

ماموں کی وفات کے بعد اس کے فرزند عبدالواحد کی بیعت کی گئی اور اسے رشید کا لقب دیا گیا لیکن انہوں نے اس کے باپ کی وفات کو چھپائے رکھا اور وہ تیزی کے ساتھ مراکش کی طرف گئے۔ اس دوران یحییٰ بن ناصر ابو سعید بن دانودین کو خلیفہ بنانے کے بعد انہیں راستے میں ملا لہٰذا انہوں نے اسے شکست دی اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے۔ رشید نے پھر مراکش پر حملہ کیا تو انہوں نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ رکاوٹ کی لیکن پھر وہ اس کے پاس آئے اور اس کی بیعت پر قائم ہو گئے۔ اس دوران اس کے پاس اس کا چچا ابو محمد سعد بھی آ گیا۔ جسے حکومت میں ایک مقام دیدیا گیا یعنی تمام تدابیر اور حل وعقد کے کام اس کے سپرد تھے۔ اس کے بعد الحضر ۃ میں رشید کے قیام کے بعد ہساکرہ کا سردار عمر بن وقار مامون کے بچوں اور بھائیوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچا جو اس کے ہاں موجود تھے۔ وہ اشبیلیہ سے اس کے ساتھ اس وقت آئے تھے جب وہاں کے باشندوں نے ان کے خلاف خروج کر دیا تھا۔ وہ پھر سبتہ میں اپنے چچا ابو موسیٰ کے پاس ٹھہر گئے۔ جب ابن ہود سبتہ پر قابض ہو گیا، تو وہ وہاں سے الحضر ۃ میں آ گئے اور ہسکورہ کے پاس سے گزرے۔ اس وقت ابن وقاربط، ماموں سے بہت محتاط تھا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی طرف واپس نہیں آئے گا لہٰذا اس نے ان بچوں کی صحبت اختیار کر لی۔ جب رشید کے پاس آیا تو اس نے اسے قبول کر لیا۔ اس نے سید ابی محمد سعد اور اس کے ساتھی مسعود بن حمدان کے ساتھ جو خلط کا سردار تھا، اس کی ملاقات کو معلق کر دیا۔ جب سید ابو محمد فوت ہو گیا تو ابن وقاربط، اس کی قوم اور پناہ گاہ میں چلا گیا۔ یوں اس نے اختلاف کی نقاب کشائی کی وہ پھر یحییٰ بن ناصر کی دعوت میں شامل ہو گیا اور موحدین کے قبیلے اس کے لئے جمع ہو گئے۔ سنہ 31 میں رشید ان کے مقابلہ میں گیا تو اس نے الحضر ۃ پر اپنے داماد ابو علی ادریس کو اپنا جانشین بنایا اس نے پھر پہاڑ پر چڑھ کر یحییٰ اور اس کی فوج پر حضروجہ میں اس کی جگہ پر حملہ کر دیا، اور ان کے پڑاؤ پر غالب آ گیا۔ بعدازاں یحییٰ بلاد سجلماسہ میں چلا گیا جبکہ رشید الحضر ۃ میں واپس آ گیا۔ بعدازاں یحییٰ بن ناصر کے ساتھ جو موحدین تھے، ان میں سے بہت سوں نے رشید سے امان طلب کر لی جو اس نے انہیں دے دی۔ پھر وہ الحضر ۃ چلے گئے۔ ان کا سردار ابو عثمان سعید بن زکریا الکدمیوی اور بقیہ لوگ بھی اس کے ساتھ یہ شرط طے کرنے کے بعد کہ وہ دوبارہ مہدی کے ان قوانین کو جاری کر دے گا۔ جو مامون نے زائل کر دیئے تھے، اس کے پیچھے آ گئے۔ لہٰذا وہ قوانین دوبارہ نافذ کر دیئے گئے۔ اس کے بعد ان لوگوں میں ابو بکر بن یغری تمیلی، تمیلل کے شیخ یوسف بن علی بن یوسف کی طرف سے اور محمد بن بوزیکن ہنتاتی، ابو علی بن عزوز کی طرف سے ایلچی بن کر آئے اور اپنے بھیجنے والوں کی طرف قبولیت حاصل کر کے لوٹے۔ اس کے بعد یہ دونوں الحضر ۃ آئے اور ان کے ساتھ یحییٰ کا بھائی موسیٰ بن ناصر بھی آیا۔ ان کے پیچھے ابو محمد بن زکریا بھی آ گیا۔ رفتہ رفتہ انہوں نے دعوت مہدی کے قوانین کے اعادہ کو فراموش کرا دیا۔ اس پر مسعود بن حمدان خلطی کو عمر بن وقاربط نے ان ساتھیوں کے خلاف بھڑکا دیا جو دونوں سے تعلق رکھتے تھے اور یہ بادیہ میں غلام تھا۔ جلد ہی اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں اتباع اور جماعتوں کو چھوڑ کر خلط کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ لہٰذا وہ اطاعت کرنے اور آنے میں سستی کرنے لگا۔ اس کے بعد رشید

نے اسے بلانے کے لئے یہ کاروائی کی کہ اپنی فوج کو باجہ کی طرف اپنے وزیر ابو محمد کی نگرانی کے لئے بھیج دیا یہاں تک کہ ابن حمدان کے لئے فضا خالی ہوگئی اور اس کے تمام شکوک وشبہات زائل ہو گئے۔ پھر وہ اس کے پاس آیا اور اس نے الحضرۃ جانے میں جلدی کی۔ اس کے ہمراہ عمر بن وقاربط کا چچا معاویہ بھی آیا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر دیا۔ اس نے پھر مسعود بن حمدان کو اختلافی مجلس میں گفتگو کے لئے بلایا، پھر اسے اور اس کے اصحاب کو گرفتار کر کے اسی وقت حملہ کرنے کے بعد قتل کر دیا۔ جب رشید نے ان کے متعلق اپنی دلی خواہش پوری کر لی تو اس نے اپنے وزیر اور فوج کو باجہ سے بلایا اور وہ آ گئے۔ جب ان کی قوم کو ان کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی، تو انہوں نے یحییٰ بن ہلال بن حمدان کو اپنا رہنما بنایا۔ اور کئی جہات پر چڑھ دوڑے اور یحییٰ کی دعوت دینے لگے۔ انہوں نے پھر اسے اس کی جگہ قاصیۃ الصحر اسے بلا لیا۔ بعد ازاں عمر بن وقاربط نے اس بارے میں ان میں مداخلت کی اور وہ الحضرۃ کے محاصرے کے لئے چل پڑے۔ وہ پھر فوج ان کے ساتھ لڑائی کرنے کو نکلے اور ان کے ساتھ عبدالصمد بن بلولان بھی تھا۔ پھر ابن وقاربط کو اس کی فوج میں داخل کر دیا گیا لیکن وہ شکست کھا گئے اور نصاریٰ کی فوج کا گھیراؤ ہو گیا۔ اس کے بعد اسے قتل کر دیا گیا اور الحضرۃ کی صورت حال بگڑ گئی۔ رفتہ رفتہ علاقے سے خوراک ناپید ہو گئی۔ اب رشید نے موحدین کے پہاڑوں کی طرف چلے جانے کا فیصلہ کر لیا لہٰذا وہ ان کی طرف چلا گیا اور وہاں سے سجلماسہ جا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح مراکش کا محاصرہ سخت ہو گیا اور اسے یحییٰ بن ناصر اور اس کی قوم نے جو ہسکورہ میں سے تھی اور خلط نے فتح کر لیا۔ اس کے بعد وہاں ان کا حکم چلنے لگا اور خلافت کے حالات بدل گئے۔ یوں سلطان پر سید ابو ابراہیم بن ابی حفص جو ابو حافہ کے لقب سے ملقب تھا، غالب آ گیا۔ بعد ازاں سنہ 33 میں رشید سجلماسہ سے مراکش جانے کے ارادے سے نکلا۔ جب اس نے جرمون بن عیسیٰ اور اس کی قوم سے جو سفیان میں سے تھی، بات چیت کی تو وہ وادی ربع کو پار کر گئے۔ بعد ازاں یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور فریقین کی لڑائی ہوئی جس میں یحییٰ کی فوج شکست کھا گئی، اور ان میں بہت قتلِ عام ہوا۔ اب رشید فتح مند ہو کر الحضرۃ میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد یحییٰ بن وقاربط نے خلط کو بتایا کہ وہ حاکم اندلس ابن ہود کی مدد کریں۔ اور اس کی دعوت سے وابستہ ہو جائیں لہٰذا انہوں نے یحییٰ کی بیعت توڑ دی، اور عمر بن وقاربط کے ساتھ اپنا زور مدد طلب کرنے کے لئے خلط کے پاس بھیجا۔ یوں وہ وہاں پر ٹھہر گیا۔ جب رشید مراکش سے نکلا تو خلط اس کے آگے آگے بھاگ گیا اور فاس کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر اپنے وزیر ابو محمد کو غمارہ اور فازاز کی طرف اموال کے جمع کرنے کے لئے بھیجا۔ جب خلط نے یحییٰ بن ناصر کی بیعت توڑ دی تو وہ معقلی عربوں کے پاس چلا گیا، انہوں نے اسے پناہ دی اور اس کی مدد کا وعدہ دیا۔ انہوں نے مطالبات کرنے میں اس پر ظلم کیا اور تازی کی جہت میں اسے فریب کاری سے قتل کر دیا۔ اس کے بعد فاس میں رشید کے پاس اس کے سر کو لایا گیا، تو اس نے اسے مراکش بھیج دیا اور وہاں پر اپنے نائب ابو علی بن عبدالعزیز کو اشارہ کیا کہ وہ ان عربوں کو قتل کر دے جو اس کی قید میں ہیں۔ ان میں عاصم کا شیخ حسن بن زید اور ان کے شیخ ابو جابر کی طرف سے قابل اتباع قائد بھی تھا لہٰذا اس نے انہیں قتل کر دیا۔ رشید سنہ 34 میں الحضرۃ واپس آ گیا۔ اسے پھر اطلاع ملی کہ حاکم درعہ ابو محمد بن دانودین نے سجلماسہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ اس طرح ہوا کہ جب رشید سجلماسہ سے چلا تو اس نے یوسف بن علی تمیلی کو وہاں پر اپنا نائب مقرر کیا، تو منہاجہ کے ایک باغی نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے اپنے پھندے میں لا کر قتل کر دیا۔ جب اس کا بیٹا ارقم بدلے کا مطالبہ کرتا ہوا آیا تو اس نے جو ارادہ کیا تھا، اسے پورا کر لیا۔ اس نے پھر اس خوف سے رشید اسے معزول نہ کر دے، خروج کر دیا اور سنہ 32 میں رشید بڑی سرعت کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کو گیا۔ ابو محمد بن دانودین پھر ہمیشہ ہی اسے بچانے کے لئے تدبیریں کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر قابو پا لیا اور ارقم کو معاف کر دیا۔ جب ابن وقاربط سنہ 34 میں ابن ہود کی طرف گیا، تو ابن ہود کے بحری بیڑے میں سوار ہوا اور سلا جانے کا ارادہ کیا جہاں پر رشید کا داماد سید ابو علی حکمران تھا۔ اس نے پھر اس پر متغلب ہونے کی تدبیر کی اور سنہ 35 میں اشبیلیہ کے باشندے نے رشید کی بیعت کر لی اور ابن ہود کی بیعت توڑ دی۔ اس میں عمر بن الجد نے بڑا کردار ادا کیا۔ بنو حجاج پھر سبتہ کی طرف چلے گئے۔ جب ان کا وفد الحضرۃ پہنچا تو وہ اپنے راستے میں سبتہ کے پاس گزرے۔ وہاں کے باشندوں نے رشید کی بیعت کرنے میں ان کی اقتداء کی اور اپنے امیر الیانشی کو معزول کر دیا جو ابن ہود کا باغی تھا۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ آئے۔ رشید نے ان میں سے ابو علی بن خلاص ان کا حاکم مقرر کیا۔ لہٰذا اس نے انہیں ابن وقاربط پر اختیار دیدیا اور اسے اپنے ایلچیوں کے ایک وفد میں رشید کی طرف بھیجا۔ اس طرح باز مور گرفتار ہو گیا اور اسے اونٹ پر بٹھا کر گھمانے کے بعد قتل کر کے ہسکورہ کے قلعے میں صلیب دیدیا گیا۔ اب اشبیلیہ اور سبتہ کے وفد واپس آ گئے۔ رشید نے پھر خلط کے رؤساء کو بلا کر انہیں پکڑ لیا۔

بعدازاں اس نے اپنی فوجوں کو بھیجا جنہوں نے ان کے خیموں، ہتھیاروں اور قبیلوں کو لوٹ لیا۔ اس نے پھر ان کے سرداروں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ ان کے ساتھ ابن وقاربط بھی قتل ہوگیا۔ ان کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اس دوران سنہ 36ء میں محمد بن یوسف بن نصر بن احمر جو اندلس میں ابن ہود کا باغی تھا، اس کی بیعت پہنچی اور سنہ 37 میں مغرب میں طاقت بڑھ گئی۔ بعدازاں بنو مرین منتشر ہوگئے اور اس نے ان پر چڑھائی کی۔ انہوں نے اسے شکست دی پھر اس نے دوسری اور تیسری بار چڑھائی کی تو انہوں نے اسے شکست دی۔ یوں وہ دو سال تک ان سے لڑائی کرتا رہا اور پھر الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ یوں مغرب میں بنی مرین کے مظالم بڑھ گئے۔ انہوں نے پھر مکناسہ پر دباؤ ڈالا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان میں سے بنی حمامہ کو اور بنی عسکر کو پیچھے ہٹا دیا۔ سنہ 37 میں رشید نے اپنے کاتب ابن الموميانی کو ایک سردار کے ساتھ ملے ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا، وہ عمر بن عبدالعزیز تھا جو منصور کا بھائی تھا۔ جب اسے پتہ چلا کہ اس نے اسے ایک خط لکھا تھا لیکن ایلچی نے غلطی سے اسے خلیفہ کے گھر میں پھینک دیا۔ اس کے بعد سنہ 40 میں محل کی ایک نہر میں رشید ڈوب کر فوت ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ جب اسے پانی سے نکالا گیا تو اسے اس وقت بخار ہوگیا جس کی وجہ سے اس کی وفات ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سعید بن مامون کا بیان

جب رشید فوت ہوگیا تو ابو محمد بن دانودین کے ذریعے سے اس کے بھائی ابوالحسن سعید کی بیعت لی گئی۔ اس نے المقتدر باللہ کا لقب اختیار کیا اور ابو اسحاق بن سید ابو ابراہیم اور یحییٰ بن عطوش کو اپنا وزیر بنایا۔ اس نے موحدین کے جملہ سرداروں کو گرفتار کر کے ان کے اموال کا صفایا کر دیا۔ اور پھر جشم کے عرب رؤساء کو اپنا جانشین بنایا۔ اس نے ان سب کو اپنی حکومت پر غالب کر دیا۔ سفیان کا سردار، کانون بن جرمون محکسہ کا نمبر سردار تھا۔ اس کی بیعت کے آغاز ہی میں حاکم سبتہ ابو علی بن الخلاصی البلنسی نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور اسی طرح اہل اشبیلیہ نے بھی کیا، سب نے حاکم افریقہ امیر ابو زکریا کی بیعت کر لی۔ بعدازاں سجلماسہ میں عبداللہ بن زکریا الحضر وجی حاکم افریقہ نے اس کے خلاف خروج کر دیا۔ لہٰذا اس وجہ سے حاکم افریقہ امیر ابو زکریا نے تلمسان پر جلدی سے حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اس نے تعمیر اسن کو تلمسان کا امیر مقرر کیا۔ اس دوران سعید، مراکش سے سنہ 42 میں بلاد مغرب کو ہموار کرنے کے لئے نکلا۔ سعید بن زکریا الکدمیوی پر پھر بدل گیا اور اسے نانسفت میں اس کے پڑاؤ سے جا پکڑا۔ اس کے دوران اس کا بھائی ابو زید بھاگ گیا اور اس کے ساتھ ابو سعید العود الرطب بھی تھا۔ پھر وہ سجلماسہ چلے گئے لہٰذا مراکش میں ان کے اموال کا صفایا ہوگیا اور وہ سجلماسہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا۔ اس نے پھر اس کے والی عبداللہ الحضر وجی کو اسباب امتناع میں پکڑ لیا۔ لہٰذا ابو زید بن زکریا الکدمیوی نے اس سے خیانت کی اور اہل سجلماسہ کو اس کے خلاف خروج کرنے میں شامل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس نے رشید سے اس کے لئے مدد طلب کی۔ لہٰذا وہ پہنچا تو اس نے الحضر وجی کو قتل کر دیا اور ابو سعید العود الرطب پھر تونس کی طرف بھاگ گیا۔ سعید پھر مغرب کی طرف لوٹ آیا اور سعید بن زکریا قتل ہوگیا۔ وہ العفر قدہ میں اترا جو فاس کے وسطی علاقوں میں سے ہے اور اس نے بنی مرین کے ساتھ صلح کر لی۔ اس نے پھر مراکش کی طرف واپس آ کر، ابو محمد بن دانودین کو گرفتار کر لیا، اور اسے بازمور نے قید کیا۔ اس نے اس کے ساتھ یحییٰ بن مزاحم اور یحییٰ بن عطوش کو ابن ماکسن کی نگرانی کے لئے قید کر دیا، تو اس نے قید خانے سے بھاگنے کے لئے ایک تدبیر کی اور رات کو بھاگ کر کانون بن جرمون کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر اسے سوار کروا کر اس کے ساتھ سفیانی عربوں کے کچھ لوگ بھیجے جو اسے اس کی قوم ہنتانہ کے پاس پہنچا دیں۔ سعید نے بعدازاں اس سے مراسلت کی، اسے ٹھہرایا اور عذر پیش کیا۔ اس نے پھر اسے اپنی عملداری کے قلعوں میں سے تاقیوت میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ سکونت اختیار کرنے میں مدد دی۔ اس دوران کانون بن جرمون اور سفیان نے سعید کے خلاف خروج کر دیا۔ اور بنو جابر اور خلط ان کی مخالفت میں اس کے پاس آ گئے۔ اس نے پھر مراکش پر ابو اسحاق بن سید ابی ابراہیم اسحاق کو جو منصور کا بھائی تھا، اپنا وزیر بنایا اور اپنے بھائی ابو زید کو مراکش پر اور ان دونوں کے بھائی ابو حفص عمر کو سلا کر اپنا جانشین مقرر کیا۔ وہ پھر مراکش سے چلا گیا۔ اس دوران ابو یحییٰ بن عبدالحق نے اس کے لئے بنی راشد اور بنی درار سفیان کی فوجیں جمع کیں یہاں تک کہ جب دونوں فریق لڑائی کے لئے ایک دوسرے کے سامنے ہوئے تو کانون بن جرمون کے قانون موحدین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ازمور کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ سعید

نے اس کا تعاقب کیا لیکن پھر واپس آ گیا اور کانون بھاگ گیا۔ سعید نے اسے روکا، اس پر حملہ کر دیا۔ اور اس کی قوم سفیان نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اس نے اس کے مال مویشی پر قبضہ کر لیا۔ کانون پھر بنی مرین کے ایک دستے میں چلا گیا اور سعید الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ بعدازاں سنہ 43 میں مکناسہ میں عوام سعید کے والی کے خلاف بھڑک اٹھے اور اسے قتل کر دیا۔ اس نے ان کے سرداروں کو اس کی سطوت سے ڈرایا تو انہوں نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا بن ابی حفص کو حکومت دے دی اور اپنی بیعتیں بھی اسے بھیج دیں۔ یہ سب کچھ امیر بن مرین ابویحییٰ بن عبدالحق کی مداخلت اور ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے ہوا۔ انہوں نے پھر ابویحییٰ بن عبدالحق کو مال دینے کی شرط کی جو انہوں نے بچاؤ کی صورت میں اسے دیا۔ انہوں نے اپنے معاملے کے متعلق گفتگو کی اور اپنے صلحا کو ان کی بیعت کے لئے بھیجا تو سعید ان سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ اس سال اہل اشبیلیہ اور اہل سبتہ نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی۔ جبکہ ابن خلاص نے اپنے بحری بیڑے میں ان کے ساتھ اپنا ہدیہ بھیجا جو بدقسمتی سے بندرگاہ سے چلتے ہی غرق ہو گیا۔ 27 رمضان سنہ 46 میں طاغیہ نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا۔ تلمسان پر غالب آنے کے وقت سعید کو جب پتہ چلا کہ اہل اشبیلیہ اور اہل سبتہ نے ابوزکریا کی بیعت کر لی ہے، تو اس نے یعمراسن کو اس کی دعوت دینے کا حکم دیا۔ اس نے پھر اہل مکناسہ اور اہل سجلماسہ کے بیعت کر لینے سے تلمسان اور پھر افریقہ تک اپنی نظر دوڑائی اور ذوالحجہ سنہ 45 میں مراکش کی طرف چلا گیا، تو اسے کانون بن جرمون ملا۔ اس نے اس کی دوبارہ اطاعت اختیار کر لی۔ اب سفیان قبیلہ اکٹھا ہو کر دیگر قبائل جشم کے ساتھ سعید کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ جب سعید تازی میں اترا تو اسے بنی مرین کے امیر ابویحییٰ بن عبدالحق کی طرف سے ایک وفد ملا جنہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور پھر اس کی مدد کے لئے اپنی قوم کی ایک فوج بھی اس کے ساتھ بھیجی۔ اس کے بعد سعید نے تلمسان پر حملہ کر دیا اور اس کی وفات تامزروکت میں بنی عبدالوادہ کے ہاتھوں صفر سنہ 46 میں ہوئی۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ خلط کی مداخلت سے ہوا تھا لہٰذا انہوں نے محلہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے دشمن کانون کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد فوج مغرب کی طرف چل پڑی اور عبداللہ بن سعید کے پاس اکٹھی ہو گئی۔ اس دوران تازی کی جہات میں بنومرین نے انہیں روکا اور عبداللہ بن سعید کو قتل کر دیا۔ وہ پھر ایک رستے مراکش میں چلا گیا اور اس نے المرتضیٰ کی بیعت کر لی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

المرتضیٰ کی حکومت کا بیان

سعید کے فوت ہونے کے بعد فوج کا ایک دستہ مراکش چلا گیا۔ بعدازاں موحدین نے سید ابی حفص عمر بن سید ابی ابراہیم اسحاق اور منصور کے بھائی کی بیعت پر اجتماع کر لیا، اور انہوں نے پھر اسے سلا سے طلب کیا۔ اس دوران اسے ان کا وفد راستے میں تامنا میں ملا اور اس کے ساتھ عرب کے شیوخ بھی تھے لہٰذا انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے المرتضیٰ کا لقب اختیار کیا۔ اس نے پھر یعقوب بن کانون کو بنی جابر اور اپنے چچا۔ یعقوب بن جرمون کو سفیانی عربوں پر والی مقرر کیا حالانکہ اس کی قوم بھی اس سے قبل اسے اپنا رہنما بنا چکی تھی۔ اس نے پھر الحضرۃ میں آ کر ابو محمد بن یونس کو وزیر بنایا اور سعید کے خاص آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ اس دوران اس کا بھائی ابواسحاق رستے میں سے سجلماسہ کے راستے کو اختیار کئے ہوئے پہنچ گیا، تو اس نے اسے وزیر بنا لیا اور اس پر بھروسہ و اعتماد کیا۔ بعدازاں ابویحییٰ بن عبدالحق اور بنومرین نے ابوس کے بھائی سید ابی علی کے ہاتھ سے تازی کے قلعے کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ سعید فوت ہو گیا۔ انہوں نے پھر اسے وہاں سے نکال دیا اور وہ مراکش چلا گیا۔ اور جیسا کہ ان حالات میں بیان کیا جاتا ہے، انہوں نے اس کے بعد سنہ 47 میں فاس شہر پر قبضہ کر لیا۔ اسی سال سبتہ پر ابوالقاسم العزفی نے حملہ کر دیا اور سبتہ کے والی ابن الشہید کو حاکم افریقہ امیر ابوزکریا کی قرابت سے نکال دیا۔ اور جیسا کہ حفصی حکومت اور بنی العزفی کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے، اس نے دعوت کو المرتضیٰ کی جانب پھیر دیا۔ اس کے بعد سنہ 47 میں مرتضیٰ کے پاس موسیٰ بن زیان الونکاسی اور اس کا بھائی علی بنی مرین کے قبیلوں سے وفد بن کر آئے اور انہوں نے اسے عبدالحق کے ساتھ لڑائی کرنے پر اکسایا۔ لہٰذا یہ ان کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ جب یہ امان ایملولی تک پہنچا، تو یعقوب بن جرمون نے آپس میں صلح کے فیصلے کی بات مشہور کر دی۔ لہٰذا یہ کوچ کرنے لگے، ان کے دلوں پر گھبراہٹ غالب آ گئی وہ منتشر ہو گئے۔ یوں بغیر لڑائی کئے شکست ہو گئی۔ المرتضیٰ نے الحضرۃ پہنچ کر کسی بات کی وجہ سے جو اسے معلوم ہوئی تھی، ابومحمد بن یونس کو معزول کر دیا اور اسے

اپنے خواص کے ساتھ راویوں میں ٹھہرایا۔ اس کے راویوں میں سے علی بن بدر سنہ 51 میں سوس کی طرف بھاگ گیا۔ اور اعلانیہ طور پر عناد کا اظہار کرنے لگا۔ جب سلطان نے اس کی طرف فوج بھیجی، تو وہ واپس آ گئی اور اس پر کامیابی حاصل نہیں کر سکی۔ آخر سنہ 52 میں اس کی حکومت کا معاملہ دگرگوں ہو گیا، اس نے ابشانات کے لہراب اور بنی حسان کو اکٹھا کر کے تارودانت سے لڑائی کی اور جو آدمی بھی وہاں موجود تھے، ان کا محاصرہ کر لیا۔ بعدازاں مرتضیٰ نے اس کی طرف موحدین کی ایک فوج بھیجی تو وہ وہاں سے چلا گیا لیکن پھر ان کی واپسی کے بعد اسی حال پر واپس آ گیا۔ اس دوران مرتضیٰ کو ابن یونس کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کی تحریر سے اطلاع مل گئی۔ جو اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے بھیجی تھی لہٰذا اسے اور اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد اسی سال میں اسے قتل کر دیا گیا اس سال خلط کے مشائخ نے الحضرۃ سے استدعا کی اور جو لوگ ان میں سے سعید کے قتل میں شامل تھے، انہیں قتل کر دیا۔ اسی سال ابوالحسن بن لیلیو موحدین کی ایک بڑی فوج کے ساتھ تامسنا کی طرف آیا تا کہ عربوں کے احوال کو واضح کرے۔ اس کے ساتھ یعقوب بن جرمون بھی تھا۔ یہ دیکھ کر المرتضیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ بنی باجر کے شیخ یعقوب بن محمد بن قسطون کو گرفتار کرے، تو اس نے اسے اور اس کے وزیر مسلم کو گرفتار کر کے انہیں پابجولاں الحضرۃ کی طرف بھجوا دیا۔ اس کے بعد سنہ 53 میں المرتضیٰ فاس اور اس کے نواح کو بنی مرین کے ہاتھوں سے واپس لینے کے لئے مراکش سے نکلا کیونکہ انہوں نے ان علاقوں پر قبضہ کیا ہوا تھا لہٰذا وہ بنی بہلول کے پاس پہنچا۔ بعدازاں بنو مرین اور ان کے امیر ابو یحییٰ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس مقام پر موحدین کو شکست ہوئی۔ المرتضیٰ شکست کھا کر مراکش واپس آ گیا اور اپنے باقی ماندہ دنوں میں بنی مرین پر نظر رکھتا رہا۔ بعدازاں العزنی سبتہ میں اور ابن الامیر طنجہ میں خود کو ترجیح دے کر حاکم بن بیٹھے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ بعدازاں سنہ 55 میں المرتضیٰ نے موحدین کی ایک فوج ابو محمد کی نگرانی کے لئے بھیجی جسے علی بن بدر نے لڑائی کر کے شکست دیدی اور سوس میں خود حاکم بن بیٹھا۔ اس سال ابو یحییٰ بن عبدالحق نے سجلماسہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے والی عبدالحق بن امکو کو اپنے ایک غلام محمد القطرانی کے ذریعے سلا کے نواح میں گرفتار کر لیا۔ القطرانی نے ابو یحییٰ کے ساتھ یہ شرط کی تھی کہ وہ اسے سجلماسہ کا والی بنائے گا۔ لہٰذا اس نے اپنی شرط پوری کر دی اور اس کے ساتھ بنی مرین کے آدمیوں کو بھی وہاں بھیجا۔ جب یحییٰ بن عبدالحق فوت ہو گیا، تو محمد القطرانی نے انہیں باہر نکال دیا۔ اور خود سجلماسہ کا حاکم بن بیٹھا۔ وہ پھر دوبارہ المرتضیٰ کی دعوت کا پرچار کرنے لگا۔ اس نے معذرت کی اور اس سے بھی اپنی مخصوص حکومت کی شرط لگائی تو اس نے احکام شریعت کے سوا اس کی شرط کو پورا کر دیا۔ اس نے پھر الحضرۃ سے ابو عمر بن حجاج اور بعض سادات کو اس قضیہ پر غور کرنے کے لئے اور نصاریٰ کے لئے ایک جرنیل کو حفاظت کے لئے بھیجا۔ یوں اب ابن حجاج نے القطرانی کے قتل کے لئے تدبیر کی اور نصاریوں کے جرنیل نے اس کی ذمہ داری لی۔ بعدازاں سید نے مرتضیٰ کی دعوت سے سجلماسہ کی حکومت اپنے لئے خاص کر لی اور اس اثناء میں بنی مرین کی دعوت مضبوط ہو گئی۔ اس دوران یعقوب بن عبدالحق تامسنا کے میدانوں میں اترا لہٰذا مرتضیٰ نے ان کی طرف مؤحدین کی فوجوں کو یحییٰ بن دانودین کی نگرانی کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد وہ وادی ام ربیع کی طرف بھاگ گئے۔ جب موحدین نے ان کا تعاقب کیا تو وہ ان کی طرف واپس آ گئے۔ اس کے بعد بنو جابر نے ان سے خیانت کی، موحدین نے دو آدمیوں کے حکم سے شکست کھائی اور خلط کا سردار عیسیٰ بن علی بنی مرین کے ساتھ جاملا۔ بعدازاں وہ اپنے وطنوں کو واپس کوچ کر گئے۔ مرتضیٰ نے یعقوب بن جرمون کو قبائل سفیان سے مقدم کیا، اس کے بھائی کانون کا بیٹا یعنی محمد اپنی قوم کی سرداری میں اس کا مقابلہ کرتا تھا اور اس سے تنگی محسوس کرتا تھا۔ اسی لئے اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائیوں مسعود اور علی نے ایک بیابان اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ بعدازاں مرتضیٰ نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو حاکم مقرر کیا۔ لہٰذا اس نے یوسف بن وازرک اور یعقوب بن علوان کو وزیر بنا دیا اور خود لذات میں منہمک ہو کر رہزنی کرنے لگا۔ اس دوران وہ اطاعت توڑ کر بنی مرین سے جاملا۔ لہٰذا اس نے اس کی جگہ عبداللہ بن جرمون کو حاکم مقرر کیا۔ مرتضیٰ نے پھر ابو زمام کو حاکم بنایا لیکن پھر اس کے عجز کو دیکھ کر اس کے بھائی مسعود کو حکومت دیدی۔ اس دوران امرائے خلط میں سے عواج بن ہلال بنی مرین کو چھوڑ کر مرتضیٰ کی اطاعت میں آ گیا۔ لہٰذا اس نے اس کے اصحاب کو بھی مراکش میں اس کے ساتھ اتارا۔ اور اس کے پیچھے پیچھے عبدالرحمٰن بن یعقوب بن جرمون آ کر عواج کو گرفتار کر لیا۔ انہوں نے اسے علی بن ابی علی کے پاس بھجوا دیا، تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس نے ساتھ ساتھ عبدالرحمٰن بن یعقوب اور اس کے وزیر کو بھی گرفتار کر لیا، یوں وہ سب کے سب قتل ہو گئے۔ بعدازاں سفیان کی سرداری مسعود بن کانون نے اور بنی جابر کی سرداری اسماعیل بن یعقوب بن قسطون نے اپنے لئے خاص کر لی۔ اس کے بعد سنہ 60 میں واقعہ ام

الرجلین سے یحییٰ بن وانودین کی واپسی کے وقت موحدین کی ایک فوج محمد بن علی الزلماط کی نگرانی کے لئے سوس کی طرف گئی تو علی بن بدر نے اس سے لڑائی کی، یوں اس نے اس کی فوج کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد مرتضیٰ نے علی بن بدر کی لڑائی کی ذمہ داری وزیر ابی زید بن زکنت کو سونپی اور اس کے ساتھ ایک فوج بھیجی جس میں نصرانی رہنما دخلب بھی شامل تھا۔ یوں فریقین کے درمیان لڑائی شروع ہوگئی مگر موحدین کو اس میں باوجود اپنی کثرت صبر حسن ابتلاء کے غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ لہٰذا ان سے دخلب کی سستی اور وزیر کی اطاعت سے اس کی بغاوت نے سب کچھ چھین لیا۔ جب اس نے یہ بات مرتضیٰ کو لکھی تو اس نے اسے طلب کیا اور پھر ابوزید بن یحییٰ السکد میوی کو اسے راستے میں روکنے اور اسے قتل کر دینے کا حکم دیا۔ اس دوران سنہ 62 میں یعقوب بن عبدالحق بنی مرین کی فوج کے ساتھ آیا اور انہوں نے مراکش سے لڑائی کی۔ یوں مراکش کے باہر موحدین اور ان کے درمیان مسلسل کئی روز تک لڑائی ہوئی جس میں عبداللہ العجون بن یعقوب ہلاک ہوگیا، تو مرتضیٰ نے اس کے باپ کی طرف تعزیت کی چھٹی بھیجی اور اس سے ملاطفت کی۔ اس نے اس کے لئے خراج مقرر کیا جسے وہ ہر سال اسے بھجواتا لہٰذا وہ راضی ہوگیا اور انہیں چھوڑ کر وہاں سے کوچ کر گیا۔ واللہ اعلم۔

باب:۳۱

مراکش پر ابی دبوس کا غلبہ، مرتضیٰ کا مرنا اور اس کی حکومت کا بیان

جب العجون کی وفات کے بعد بنو مرین مراکش سے چلے گئے تو الحضرت ؒ سے اس کی لڑائیوں کے سالار ابوالعلی الملقب بابی دبوس ابن السید ابی عبداللہ محمد بن السید ابی حفص بن عبدالمومن نے ایک چغلی کی وجہ سے جس نے مرتضیٰ کے ہاں بڑا مقام حاصل کر لیا تھا۔ لہٰذا اس کے چچا سید ابی موسیٰ عمران بن عبداللہ بن خلیفہ کے بیٹے نے اس کی مصاحبت کی لہٰذا یہ دونوں ہسکورہ کے عظیم سردار مسعود بن کلداسن کے پاس چلے گئے۔ اس نے اسے پناہ دیدی پھر وہ فاس میں یعقوب بن عبدالحق کا دادخواہ بن کر اس کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ کمیشن اور ذخیرے میں تقسیم کی شرط کر لی اس نے پھر اسے مالی امداد دی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ پانچ ہزار عشری دینار تھے۔ اس نے پھر ابن علی خلطی کی مدد کرنے اور ہتھیار دینے کا اشارہ کیا تو علی بن ابی علی خلطی کی طرف لوٹ آیا لہٰذا اس نے اسے اپنی قوم سے مدد دی پھر یہ ہسکورہ کی طرف گیا اور اپنے ساتھی مسعود بن کلداسن کے ہاں اترا یوں قبائل ہسکورہ اور ہزرجہ نے اس کی اطاعت کی۔ انہوں نے پھر اس کی طرف منہاجہ کے عظیم سردار عزوز بن بیورک کو ازمور کی جانب بھیجا۔ جو کہ یعقوب بن عبدالحق کے حملے تک مرتضیٰ کی اطاعت سے منحرف تھا۔ بعدازاں اس کے پاس سرداروں، موحدین، فوج اور نصاریٰ کی ایک جماعت گئی۔ اس دوران مرتضیٰ کو سفیان کے سردار مسعود بن کانون اور بنی جابر کے سردار اسماعیل بن قسطون کے متعلق شبہ پڑ گیا۔ لہٰذا اس نے دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اب ان دونوں کی قوم کے بہت سے آدمی ابی دبوس کے پاس گئے۔ اور اسماعیل اپنے قید خانے میں قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی نے بغاوت کر دی اور ان کے ساتھ جاملا اور علوش بن کانون بھی اپنے بھائی کے متعلق اسی قسم کے سلوک سے ڈر گیا۔ یوں اس نے ان کا پیچھا کیا پھر ابوالعلی نے مراکش پر چڑھائی کی۔ جب وہ اغمات پہنچا تو وہاں اس نے وزیر ابو یزید بن بکیت اس کی حفاظتی فوجوں میں دیکھا لہٰذا اس نے اس سے لڑائی کی اور ابن بکیت کو شکست ہوئی۔ اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔ ابودبوس پھر مراکش کی طرف چلا گیا۔ پھر علوش بن کانون نے باب اسریعت پر غارت گری کی۔ حالانکہ لوگ نماز جمعہ ادا کر رہے تھے۔ اس نے اپنا نیزہ اس کے کواڑوں میں گاڑ دیا۔ بعدازاں سنہ 65 کا سال آ گیا۔ مرتضیٰ ابودبوس کے کاموں سے غافل ہو کر مراکش میں بیٹھا تھا اور دوسری طرف فصیلیں محافظوں اور پہریداروں سے خالی ہو چکی تھیں۔ اب ابودبوس نے باب اغمات کا قصد کیا اور وہاں سے دیوار پھاند کر شہر میں غفلت کی حالت میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر قصبہ کا قصد کیا اور باب طبول سے اس میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد مرتضیٰ بھاگ گیا۔ اس کے ساتھ وزیر ابوزید بن لیلو کولی۔ اور ابوموسیٰ بن عزوز الخعشانی بھی تھے۔ لہٰذا یہ ہنستانہ کے پاس چلے گئے، انہیں اکٹھا کیا اور ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے بعد وہ کدمیوہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اور اپنے راستے میں علی بن زکدان الولنکاسی کے پاس سے گزرا جو اپنی قوم کو چھوڑ کر اس کی طرف آ رہا تھا یعنی ابھی تک اس کے پاس پہنچا نہیں تھا۔ لہٰذا مرتضیٰ اس کے ہاں اتر پڑا اور اس کے ساتھ کدمیوہ گیا۔ جہاں اس کا وزیر ابوزید عبدالرحمٰن بن عبدالکریم رہتا تھا۔ جب اس نے اس کے ہاں جانے کا ارادہ کیا، تو ابن سعداللہ نے اسے روکا اور وہ شغشاوہ کی طرف چلا گیا، جہاں اس نے کئی اونٹ دیکھے۔ آخر علی بن زکدان نے وہ اونٹ اسے دے دیئے اور ابن دانودین کو لکھا کہ وہ اپنے خاص لشکر کو اور ابن عطوش کو لکھا کہ وہ اپنے خاص لشکر کو لے کر اس کے ساتھ مل جائیں، یوں وہ دونوں الحضرۃ کی طرف چل پڑے۔ اس کے بعد ابودبوس نے علی بن زکدان کو خطاب کیا اور اپنے پاس آنے کے لئے رغبت دلائی تو مرتضیٰ اس بات سے شک میں پڑ گیا۔ اور وہ ازمور چلا گیا۔ لیکن اس کے والی ابن عطوش نے اسے گرفتار کر لیا اور اسی طرح اس کے داماد کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جب یہ خبر ابودبوس تک پہنچ گئی، تو اس نے اپنے وزیر سید ابوموسیٰ کو حکم دیا کہ وہ اس سے خط و کتابت کرے کہ ذخیرے کی جگہوں کا کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ان کے پاس کوئی ذخیرہ نہیں ہے۔ اور اس پر حلف بھی اٹھایا۔ اور پھر رحم کی درخواست کی۔ اب ابودبوس نے اس پر مہربانی کی اور یہ اہل کی طرف مائل ہو گیا۔

اس نے اپنے وزیر ابوموسیٰ اور مسعود بن کانون کو بھیجا کہ وہ اسے اس کے پاس لے آئیں جب اسے انہی سرداروں کے بتانے سے معلوم ہوا کہ وہ اس کے پاس نہیں آئے گا، تو اس نے سید ابوموسیٰ کو اس کے قتل کرنے کے لئے خط لکھا۔ لہٰذا اس نے اسے قتل کر دیا اور اب ابودبوس نے مستقل حکومت قائم کر لی۔ اس نے واثق باللہ اور معتمد علی اللہ کے لقب اختیار کر لئے۔ اس نے پھر سید ابوموسیٰ اور اس کے بھائی سید ابوزید کو اپنا وزیر بنایا اور خوب بخشش کی۔ اس نے پھر ریاستوں کے متعلق سوچ بچار کی اور رعیت سے ٹیکس اٹھا دیئے۔ اس دوران اس کے اور مسعود بن کلداسن کے درمیان وحشت پیدا ہوگئی۔ لہٰذا وہ اس کے ازالہ کے لئے اس کے پاس گیا۔ بعدازاں عبدالعزیز بن عطوش سفیر بن کراس کے پاس آیا اور اسے پتہ چلا کہ یعقوب بن عبدالحق تامسنا میں اترا ہے۔ لہٰذا اس نے حمید بن مخلوف ہسکوری کو ہدیہ دے کر اس کے پاس بھیجا تو اس نے ہدیہ کو قبول کر لیا۔ بعدازاں ان کے درمیان پختہ معاہدہ ہوگیا اور وہ اپنے وطن کی طرف لوٹ آیا اور حمید واثق کی طرف واپس آ گیا۔ اس کے بعد اس نے مسعود بن کلداسن کی اطاعت میں عبدالعزیز بن عطوش کے پہنچنے پر اتفاق کیا۔ لہٰذا ابودبوس بلاد حاجہ پر ابوموسیٰ بن عزوز کو امیر مقرر کرنے کے بعد مراکش کی طرف لوٹ آیا۔ اسے راستے میں عبدالعزیز بن السعید کے متعلق یہ اطلاع ملی کہ وہ اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے اور ابن مکیت اور ابن کلداسن نے اسے ملک میں داخل کیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس کی بیماری پر صبر کیا۔ اور حملے میں ان کی حالت کو بدل دیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا۔

ہسکورہ کا بیان

قبائل معاہدہ میں سے یہ سب سے زیادہ اکثریت والے ہیں۔ ان کے بہت سے بطون یہ ہیں۔ جن میں سب سے بڑا بطن ہسکورہ ہے۔ ان کے سوا جو بطون نفیسہ کی طرح ہیں، انہیں حکومت نے اپنی موافقت اور اپنی مشکلات کے حل کرتے ہوئے ختم کر دیا ہے۔ لہٰذا ان کے جوان اپنے سے پہلی قوموں کے طریقے پر چلتے ہوئے ہلاک ہو گئے۔ ہسکورہ کو موحدین کے درمیان اپنی کثرت اور غلبے کے باعث ایک مقام اور عزت حاصل تھی۔ اس کے علاوہ وہ صاحب قوت بھی تھے لیکن وہ ان کی آسائش اور مرفہ الحال میں شامل نہیں ہوئے۔ جس پہاڑ کو انہوں نے اپنا وطن بنایا ہے اس کے ذریعے انہوں نے پرشور آفاق اونچے ٹیلوں اور بلند پہاڑوں سے پناہ لی ہے۔ یوں اس نے اپنے ہاتھ سے افلاک کو چھو لیا ہے۔ اور ستاروں کو اپنی مانگ میں سجا دیا ہے، اپنی چادر میں بادلوں کو لپیٹ دیا ہے۔ اس نے تند و تیز اور سیاہ ہواؤں کو پناہ دی ہے اور آسمانی خبروں کی طرف اپنے کان لگائے ہیں۔ اس نے بحر اخضر پر اپنی شاخوں سے سایہ کر دیا ہے اور بلاد سوس میں صحرا تک اس کی پشت کے پیچھے ہو گیا ہے۔ اس نے درن کے باقیماندہ پہاڑوں کو اپنی گود میں ٹھہرا دیا ہے۔ لیکن جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنومرین تمام مصامدہ پر غالب آ گئے تو انہوں نے ان پر ٹیکس عائد کر کے انہیں ذلیل کر دیا۔ یوں وہ ان کے غلبہ کے سامنے جھک گئے اور اطاعت کے لئے انہیں اپنا ہاتھ دیدیا۔ بعدازاں ہسکورہ کے لوگ اپنے قلعے کی پناہ میں آ گئے اور اس کی مضبوطی کی وجہ سے قوی ہو گئے۔ لہٰذا نہ وہ ان میں خدمت میں داخل ہوئے اور نہ انہیں اپنی اور نہ ہی ان کی دعوت کا جھنڈا بلند کیا، یہ سب تو صرف ان کی حکومت کی مخالفت اور ان کی بات نہ ماننے کی وجہ سے تھا۔ جب فوجیں ان کے ساتھ نبرد آزما ہوئیں، تو وہ انہیں غیر واجب اطاعت پر زور ڈالتا۔ ٹیکس زبردستی لیتا اور اس کے باوجود ان کا سردار اپنے لئے ٹیکس لیتا اور اپنی حفاظت کے لئے انہیں تنگیوں میں ڈالتا۔ بسا اوقات وہ انہیں جبل کے بعض قبیلوں اور سوس کے میدانوں میں اپنے قریب رہنے والے لوگوں کے پاس بھیجتا، اس طرح وہ اپنی قوم ہسکورہ اور نفیسہ کے ایک آدمی کے لئے ارض سوس میں رہنے والے عربوں اور سفیان جو حارث کا بطن ہیں اور معقل جو الشبانات کا بطن ہیں، ان سے بہت سے آدمیوں کو جمع کر لیتا۔ عبدالمومن بن یوسف کے خاتمے کے بعد ہمارے بیان کے عبدالواحد ان کا سردار تھا۔ انہوں نے پھر عجمیوں کی زبان کو درست کر دیا اور اسے تخصیص اور بہادری میں بڑی شہرت حاصل تھی۔ اس کی وفات سنہ 680 میں ہوئی اور وہ بڑا صاحب علم تھا۔ ایک جماعت اس کی کتب کو یاد کرنے والی تھی۔ وہ فروع فقہ کا حافظ تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ فلسفہ کا دلدادہ، علم کیمیا، سیمیا، سحر اور شعبدہ بازی کے نتائج کا حریص اور قدیم شرائع اور ساری نازل شدہ کتب سے واقفیت رکھتا تھا۔ وہ یہود کے علماء حتیٰ کہ ان کے رہنماؤں کے ساتھ مجالست کرتا تھا۔ لہٰذا اس پر دین سے بے رغبتی کا اتہام لگایا گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ حکمران بنا جو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے والا تھا۔ اسے بھی خصوصاً سحر اور صنعت کیمیا کے حصول کا بہت شوق تھا۔ جب سلطان ابوالحسن اپنے بھائی عمر کے معاملے سے فارغ ہوا۔ اور مغرب کے فتنے کو فرو کر دیا تو اس کے اطراف

پر قبضہ کرلیا۔ پھر اس کے بعد قلعے میں فوجوں کے ساتھ اتر پڑا۔ بعدازاں اس کے میدانوں کو بغیر اس کے کہ پیچھے سے اعراب سوس ان کی مدد کریں، اس کی فوجوں نے روند ڈالا۔ کیونکہ اسے ان کے علاقے پر غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ یہ ان کی اطاعت کا اقتضاء تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے عمال کو فوجوں کے ساتھ ان کے درمیان اتار دیا۔ یوں عبداللہ نے معروف اطاعت کے ذریعے اس سے خلاصی حاصل کی، اس میں اپنے بیٹے کو رہن لکھا اور سلطان کے ساتھ تحائف اور مہمانی کی شرط کی جو اس نے قبول کرلی۔ اس نے پھر اسے اپنی رضامندی دے دی اور جب قیروان میں سلطان کو مصیبت نے آ لیا، اور مغرب لڑائی سے مضطرب ہو گیا، اور مراکشی بلاد کی فضا مشائخ سے خالی ہو گئی تو مصامدی سرداروں نے مراکش جانے اور اسے برباد کرنے پر اتفاق کیا، کیونکہ وہ دارالامارت اور فوجوں کے اجتماع کا مقام تھا۔ عبداللہ سکسیوئی نے بھی اس فیصلے کے نفاذ کا ارادہ کیا۔ اس نے پھر تخریب مساجد کا کام اپنے ذمے لیا کیونکہ وہ مساجد سے دور رہنا چاہتے تھے اور جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔ فاس میں حکومت کے قیام اور سلطان ابوعنان پر بنو مرین کے اتفاق سے ان کا جوش کمزور پڑ گیا۔ اور ان میں افتراق پیدا ہو گیا لہٰذا اب ان میں سے ہر ایک اپنے بھٹ سے داخل تھا۔ جب ابوعنان اپنے باپ کے معاملے سے فارغ ہوا تو مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور بنوعبدالواد اس پر چھا گئے۔ اس دوران اس کے بھائی ابوالفضل بن مطرح کو اندلس میں اطاعت سے دیس نکالا ملا جو اپنا حق طلب کرنے کے لئے مغرب کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لہٰذا سفیر نے اسے سواحل سوس کی طرف سوار کرا دیا تو وہ وہاں اتر کر عبداللہ سکسوی سے ملا اور اس نے اسے پناہ دی اور اس کے کام میں اس کی مدد کی۔ اب ابوعنان نے بھی اپنے عزائم کو پورا کرنا چاہا، اس نے اپنے وزیر فارس بن میمون بن دادرار کوان کے ساتھ لڑائی کرنے کا منتظم بنایا اور سنہ 54 میں مغرب کی فوجوں کو نکال کر اس کے صحن میں بٹھا دیا۔ اس نے پھر دامن کوہ میں اس کے حصار کے لئے ایک شہر کا نقشہ بنایا جس کا نام قاہرہ رکھا۔ لیکن پھر اس کا گلا گھٹنے لگا۔ اور اس کے قلعے کے ارکان اس کے راستوں پر ٹکراؤ کرنے لگے یہاں تک کہ وہ صلح پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے پھر یہ شرط لگائی کہ وہ ابوالفضل مصری کے عہد کو ترک کردے اور وہ جہاں چاہے چلا جائے تو اس نے اس کی بات قبول کرلی، حسب عادت اس سے صلح کرلی۔ اور اس سے الگ ہو گیا۔ بعدازاں سلطان ابوسالم کے زمانے میں عبداللہ سکسوئی کے خلاف اس کے بیٹے محمد نے بغاوت کی۔ جو ان کی زبان میں ایزم کے نام سے معروف تھا جس کے معنی شیر کے ہوئے ہیں لہٰذا وہ اس پر غالب آ گیا، اور عبداللہ، عامر بن محمد الحنتشانی کے ساتھ جا ملا، جو اپنے دور میں مصامدہ کا بڑا سردار اور ان پر سلطان کا عامل تھا۔ اس کے بعد اس نے اس سے فوج مانگی، عامر نے اس سے مدد کا وعدہ کیا اور اسے ڈیڑھ دو سال مہلت دی یہاں تک کہ وہ سلطان کے پاس گیا اور اس بارے میں اس سے مدد طلب کی۔ اس نے پھر اس کے دشمن کے مقابل پر اس کی مدد کرنے کا ارادہ کرلیا لہٰذا لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے اپنی حکومت کے لوگوں سے کہا کہ وہ اس کی مدد کریں۔ عبداللہ پھر چل کر قاہرہ آیا۔ اور اپنے باپ اور اس کے مددگاروں کا گلا گھونٹنے لگا۔ جب اس کے بعض رازداروں نے اسے اندر داخل کیا اور اسے بعض خفیہ مقامات کی اطلاع دی تو وہ پہاڑ میں داخل ہو گیا۔ لیکن پھر انہوں نے اس کے بیٹے ایزم پر حملہ کر دیا تو عبداللہ نے اپنی قوم کو آواز دی۔ اب محمد ان کے آگے بھاگ اٹھا لیکن جبل کے نواح میں تلاسف مقام پر اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ یوں عبداللہ نے اپنی حکومت واپس لے لی اور اس کے پاؤں جم گئے۔ یہاں تک کہ اس کے عم زاد یحییٰ بن سلیمان نے، جب اسے پتہ چلا کہ وزیر عمر بن عبداللہ نے سلطان مغرب کو اور عامر بن محمد نے مراکش کی حکومت کو اپنے لئے خاص کرلیا ہے، اس کے بارے میں سوچا اس بات سے یحییٰ اپنے باپ پر غضبناک ہو گیا جو عبداللہ کا چچا تھا اور جسے اس نے اپنی امارت کے ابتدائی ایام میں قتل کر دیا تھا۔ یوں وہ سنہ 75 تک سکسوہ پر قابض رہا لہٰذا ابوبکر بن عمر بن خرد نے اس پر حملہ کر کے اسے اپنے بھائی عبداللہ کے بدلہ میں قتل کر دیا۔ اور پھر سکسوہ کی حکومت کا خودمختار حاکم بن بیٹھا۔ کچھ سالوں کے بعد اس کے عم زاد نے جو اس کے اہل بیت میں سے تھا، ان کے خلاف بغاوت کردی۔ مجھے اس کے متعلق صرف اتنا ہی پتہ چل چکا ہے کہ اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ اس کا خروج مغرب سے دوسرے کوچ کے بعد سنہ 76 میں ہوا تھا۔ مجھے اس کی حکومت کے ثقہ آدمیوں نے بتایا ہے کہ اس نے ابوبکر بن عمر پر کامیابی حاصل کر کے اسے مار دیا تھا۔ اس زمانے یعنی سنہ 79 تک وہ جبل کا مخصوص حاکم بنا رہا۔ پھر مجھے سنہ 88ء میں اطلاع ملی کہ یہ عبدالرحمٰن ابوزید بن مخلوف بن عمر آجلید کے نام سے معروف ہے جسے یحییٰ بن عبداللہ بن عمر نے قتل کیا تھا، اس نے جبل کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کرلیا۔ اور وہ اب تک اس کا مالک ہے۔ وہ دراصل ایزم بن عبداللہ کا بھائی ہے۔

مصامدہ کے بقیہ قبیلوں کی روداد

ان سات مثلاً ہیلانہ، حاجہ اور دکالہ وغیرہ کے علاوہ کچھ قبیلوں نے جبل کی چوٹیوں یا اس کے میدانوں کو اپنا وطن بنالیا ہے۔ ان اقوام کا شمار نہیں ہوسکتا اور ان میں سے دکالہ اندرونی جانب سے جبل کے میدان میں ہے۔ جو غربی جانب سے مراکش کے سمندر قریب ہے اور جہاں پر رباط آسفی ہے اور جو ان کے بطون ہیں۔ وہ بنی ماکر کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے مصامدہ یا منہاجہ کی طرف منسوب ہونے میں لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ غربی جانب کے اس میدان میں جو ساحل سمندر اور جبل درن کے درمیان ہے، ایک اور میدان ہے جو سوس تک پہنچتا ہے اور جہاں پر حاجہ کے لوگ ان کے پڑوسی ہیں، وہ اسے آباد کئے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کی اکثریت ایک درخت کی وجہ سے جوار جان کے نام سے مشہور ہے، سرخ پوستینوں والی ہے۔ یہ لوگ ان درختوں میں پناہ لیتے ہیں۔ اور ان کے پھلوں سے اپنے سالن کے لئے تیل نچوڑتے ہیں۔ وہ پھل نہایت خوش رنگ، خوشبو اور خوش مزہ ہوتا ہے۔ اسے گورنر صاحبان دارالامارت میں اپنے تحائف میں بھیجتے ہیں اور سب اس میں خوش ہوتے ہیں۔ ان کے دوسرے ٹھکانے ارض سوس کے قریب ہیں۔ جبل درن سے ہٹ کر قبلہ کی طرف تاونست کا شہر ہے جہاں پر ان پوستینوں کا بہت بڑا حصہ پایا جاتا ہے۔ ان کے اوسار وہاں اترتے ہیں۔ ان کی سرداری ایک بطن میں بھی ہے جو مغرادہ کے نام سے مشہور ہے۔ سلطان ابوحنان کے دور میں ان کا سردار ابراہیم بن حسین بن حماد بن حسین اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن ابراہیم بن حسین اور اس کے بعد ان کا عم زاد خالد بن عیسیٰ بن حماد تھا۔ اس کی ریاست سلطان عبدالرحمٰن بن بطوسن کے مراکش پر متغلب ہونے کے زمانے تک ان پر قائم رہی۔ لہٰذا اسے بنی مرین کے شیخ علی بن عمر الورتاجی نے جو بنی دیغلان میں سے تھا، قتل کر دیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کے بعد ان کی ریاست کسے ملی، ہمارے علم کے مطابق وہ اور دکالہ سب کے سب بہت ٹیکس لینے والے تھے۔ واللہ الخلق والامر وہو خیر الوارثین۔

بعد ازاں ہلال بن بدر نے اس میں فیصلہ کیا اور یحییٰ بن وانودین کو کزولہ، ملطہ، نفیسہ، اور صناکہ وغیرہ سے قبائل سوس کو لڑائی کے لئے اکٹھا کرنے کے لئے آگے کہا۔ پھر وہ قبائل کو اکٹھے کرتا اور منازل سے گزرتا ہوا تادورنت پہنچا۔ وہاں اس نے اسے سوریٰ چند بیرونی گھرانوں کو خالی پایا اور وہ حمیدین کے ہاں محمد علی بن بدر کا داماد اور قریبی تھا۔ وہ پھر وادی سوس میں قلعہ تیسخت میں اترا جو اصبہانہ کا قلعہ تھا۔ لہٰذا ابن بدر نے ان کو اس پر غالب کر دیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ابودبوس نے اس سے لڑائی کی اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور اس میں اس کی فوجوں نے شکست دی۔ بعد ازاں محمد بن علی بن ذکوان نے ستر ہزار دینار پر ابودبوس کو نکالنے کے لئے مداخلت کی جو وہ اسے ادا کیا کرے گا لہٰذا اس نے فتح کرنے میں جلدی کی اور وہ جان بچا کر اپنے گھر چلا گیا۔ جب اس سے مال کا مطالبہ کیا گیا تو وہ ابن ذکوان کے پاس قیدی بن کر رہا اور ابن بدر قلعے میں اس پر قابو نہ پا سکا، لیکن اس نے پھر اطاعت اختیار کر لی اور اس کے ایلچی اس کی اطاعت کی اطلاع لے کر پہنچے۔ لہٰذا واثق الحضرۃ کی طرف لوٹ گیا اور سنہ 65 میں اس میں داخل ہو گیا۔ جب اسے یعقوب بن عبدالحق کے خروج کی خبر ملی تو اس نے مرتبہ کو ابوالحسن بن قطران کے ساتھ تلمسان کی طرف بھیجا۔ اس کا ایلچی ابن ابی عثمان پھر مراکش سے ابن ابی مدیون الونکاسی رہنما کے ساتھ ان کے پاس آیا اور سلماسہ کی سرحد پر لے گیا جہاں پر یحییٰ بن یعمر اسن مقیم تھا لہٰذا اس نے بعض متعلقین کو اپنے باپ کے پاس بھیجا تو انہوں نے اسے ملیانہ کی جہت پر پایا۔ ابن قطران پھر تلمسان میں ٹھہر کر اس کا انتظار کرتا رہا۔ جب یعقوب بن عبدالحق کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے گیا۔ وہ مراکش کے مضافات میں اترا تو اہل نواح نے اس کی اطاعت کی۔ اب ابودبوس موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے گیا تو یعقوب اسے وادی اعفر میں گھسیٹ لایا، اس نے پھر اس سے لڑائی کی لہٰذا اس کا میدان درہم برہم ہو گیا اور اس کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ وہ شکست کھا کر مراکش جانا چاہتا تھا لیکن لوگ اس کے تعاقب میں تھے لہٰذا اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ اب یعقوب بن عبدالحق جلدی کر کے محرم سنہ 68 کے آغاز میں مراکش میں داخل ہو گیا۔ اس دوران موحدین کے بقیہ مشائخ بنی دبوس کے ایک آدمی عبدالحق کی بیعت کر کے اپنے قلعوں میں بھاگ گئے۔ انہوں نے پانچ دن کی مدت تک اس کا نام معتصم رکھا لیکن پھر وہ بھی ان کے ساتھ چلا گیا اور یوں بنی عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

باب:۳۲

مراکش میں جبال درن کی حکومت اور اس کے واقعات کا بیان

جب مہدی نے جبال درن میں اپنی قوم کو جو مصامدہ میں سے تھی، اپنی حکومت کی دعوت دی تو اس زمانے میں ان کی دعوت کا اصل اس تجسیم کی نفی کرتا تھا جس پر اہل مغرب کو اعتماد تھا لہٰذا اس نے شریعت کے متشابہات کی تاویل کو ترک کر دیا اور انجام کار تکفیری مذہب پر چلتے ہوئے اس نے اس بات کے انکار کرنے والے کی صریحاً تکفیر کی، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی دعوت کا نام دعوت توحید اور اپنے اتباع کا نام ملثمین پر چوٹ کرتے ہوئے موحدین رکھا۔ بلاشبہ ان کے مذاہب جسمیت کے اعتقاد کے حامل تھے اور اس فتح سے قبل یقیناً اہل سابقہ سے مختص تھا۔ دراصل فتح مراکش سے قبل اہل سابقہ آٹھ قبائل تھے جن میں سے سات مصامدہ میں سے تھے۔ ہرغر یہ امام مہدی کے قبیلہ کے لوگ تھے جبکہ ہنتاتہ اور تیملل وہ لوگ تھے جنہوں نے ہرغہ کے ساتھ جنگ اور حفاظت پر بیعت کی تھی۔ کنفیسہ، ہزرجہ، کدمیوہ اور دریکہ اور موحدین کا آٹھواں قبیلہ کومیہ تھا، جو عبدالمومن کا قبیلہ تھا۔ فتح سے قبل اس کے بڑے بڑے ساتھی اس کی دعوت میں شامل ہو چکے تھے لیکن ان کی سبقت کی وجہ سے انہیں عبدالمومن کے ہاں برتری حاصل تھی لہٰذا یہ قبائل اس برتری اور اس نام سے مخصوص ہو گئے۔ انہوں نے پھر حکومت کو سنبھالا اور اس کے تخت کو اٹھایا۔ وہ دیگر علاقوں میں اصحاب امر کی نسبت قویم کے ساتھ اس کے مذاہب و ممالک سے متفق ہو گئے اور جو باقی رہ گئے وہ موت کے خوف سے اپنے مقامات میں باقی رہے۔ حکومت کے بعد زناتہ سے قبل ان پر غلبہ کے دامن دراز ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے انہیں نادانوں کے ساتھ باقی رہنے دیا اور انہیں رعایا کے ٹیکس گزاروں میں شامل کر دیا۔ اس طرح کبھی زناتہ اور کبھی دوسرے آدمی ان پر حکمرانی کرنے لگے۔

وفی ذالک عبرة و ذکری لاولی الالباب۔ والملک لله یورثه من یشاء

ہرغہ کی روداد

یہ امام مہدی سے تھوڑا عرصہ قبل ہوئے ہیں لیکن اب یہ مٹ مٹا گئے ہیں۔ یہ ہر جانب سے القاصیہ میں داخل ہو گئے تھے کیونکہ ان کی حکومت ان کے غیروں یعنی مصامدہ کے آدمیوں کے ہاتھوں میں تھی اور یہ کسی چیز کے مالک نہیں تھے۔

تیملل کا بیان

اسی طرح تیملل بھی مہدی کی دعوت میں تعصب دکھلانے، اس پر اکٹھا ہونے اور اس کی حکومت کے قائم کرنے میں ان کے بھائی ہیں، یہاں تک کہ وہ ان کے پاس آ گیا۔ اسی نے پھر ان کے درمیان اپنا گھر اور مسجد بنائی۔ وہ انہیں ان کے ابتلا کی عظمت کے مطابق غنیمت دیتا۔ پھر انہیں حکومت کی عملداریوں میں دور دور بھیج دیا گیا۔ لہٰذا ان کے آدمی ختم ہو گئے اور مصامدہ نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ امام کی قبر اس دور میں بھی ان کے درمیان موجود ہے۔ جس کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے۔ صبح وشام اس پر قرآن پاک کے سپارے پڑھے جاتے ہیں اور اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ اجنبی زائرین کے آگے اجازت میں آسانی پیدا کرنے اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے پردہ لٹکایا جاتا ہے۔ حکومت کے جشن میں معروف رسوم کے مطابق زناتہ کے سامنے صدقات پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ تمام مصامدہ کے ساتھ اس بات پر بڑی مضبوطی سے قائم ہیں کہ انہیں عنقریب دوبارہ حکومت ملے گی، اہل مشرق و مغرب پر ان کی حکومت غالب آئے گی اور زمین پر چھا جائے گی جیسا کہ مہدی نے ان سے وعدہ کیا تھا، وہ اس بارے میں کچھ شک وشبہ نہیں کرتے۔

ہنتاتہ کی روداد

ہنتاتہ حکومت میں دونوں قبیلوں کے پیچھے ہے۔ان کے بعد جو بھی آئے ہیں وہ ان کے نقش قدم پر چلے ہیں کیونکہ انہیں کثرت اور قوت حاصل تھی۔ان کے سردار، ابوحفص عمر بن یحییٰ کا مقام امام مہدیٰ کے صحابہ کا ہے اور انہیں مصامدہ پر اعزاز حاصل ہے۔جیسا کہ ہم بیان کریں گے کہ انہیں افریقہ میں حکومت حاصل تھی لہٰذا ان میں سے دونوں حکومتوں نے مخلوق پر غلبہ پانے کے لئے اتفاق کرلیا۔اب وہ اپنے معروف وطن جبال درن میں باقی رہ گئے ہیں۔یہ پہاڑ مراکش کی سرحد کے ساتھ ملا ہوا ہے جو خودمختاری اور کسی کی اطاعت کے بین بین اشیاء ہے۔انہیں اپنی قوم میں اپنی پناہ گاہوں کی سختی کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل ہے۔جب بنومرین نے مصامدہ پر غلبہ پالیا تو انہوں نے ان سے دعوت کے وسائل کو روک دیا۔ دراصل ان کے رؤساء اولاد یونس کو ان کے ساتھ اجتماع کرنا ہوتا تھا کیونکہ بنی عبدالمومن کی حکومت کے آخر میں یہ مبغوض تھے لہٰذا انہوں نے ان کو اچھائی اور میل جول کے لئے مخصوص کرلیا۔سلطان یوسف بن یعقوب بن عبدالحق کے زمانے میں علی بن محمد ان کا بڑا سردار تھا اور قوم میں سے اس کا اچھا دوست تھا لیکن وہ سنہ 70 میں ابن الملیانی کاتب کے ہاتھوں ایک خط کی وجہ سے مارا گیا جس میں اس نے کچھ خلاف عقل باتیں لکھ دی تھیں۔ اس نے پھر اسے سلطان کے پاس اس کے بیٹے جو مراکش کا امیر تھا، کے ذریعے بھجوا دیا تو اس کی قید میں مصامدہ کے مشائخ کا ایک گروہ قتل کر دیا گیا جن میں علی بن محمد بھی شامل تھا لہٰذا سلطان اپنی سواریوں کے ساتھ اس گروہ کی خاطر کھڑا ہوا۔وہ پھر ابن الملیانی کے بھاگ جانے کے بارے میں جو اس سے کوتاہی ہوئی، اس پر نادم ہوا، جیسا کہ سلطان یوسف بن یعقوب کے حالات میں اس واقعہ کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔جب سلطان ابو سعید حاکم بنا تو مصامدہ کی حکومت کا جو اثر و رسوخ موجود تھا، وہ بھی جاتا رہا اور وہ حکومت کے مطیع ہو گئے۔اس طرح بنومرین اپنے آدمیوں کے ساتھ دوبارہ ان پر حکومت کرنے لگے۔موسیٰ بن علی بن محمد کی حکومت کے آغاز کے بعد اس نے اسے مصامدہ اور ان کے ٹیکس پر سے حاکم بنایا اور اسے مراکش میں اتارا، یوں وہ کئی سال تک حکومت سے سیراب ہوتا رہا اور اس کے قدم حکومت میں مضبوط ہو گئے۔اس نے پھر اسے اپنے اہل بیت کو وراثت میں دیا اور اس کی وجہ سے حکومت میں ان کا ایک مقام بن گیا جس کا انتظام انہوں نے حکومت میں کیا تھا۔یوں وہ وزارت کے لئے بھی نمائندے بنے۔جب موسیٰ فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے بعد اس کے بھائی محمدؒ کو حاکم مقرر کر دیا اور اسے بھی اس کے طریقے کے مطابق چلایا یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہو گیا۔اس کے بعد سلطان نے اس کے بیٹوں کو اپنی کئی قسم کی خدمتوں میں لگا دیا اور ان میں سے عامر کو اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا۔جب سلطان ابوالحسن نے افریقہ کی طرف کوچ کیا تو مصامدہ کے مصاحب، امراء اور سب سرداروں میں عامر بھی شامل تھا۔جب سنہ 749 میں قیروان کی مصیبت درپیش ہوئی تو اس نے موحدین کے دستور کے مطابق اسے تونس میں پولیس کا افسر مقرر کر دیا، اس نے پھر اس کی پریشانی کو دور کر دیا۔جب وہ تونس سے چلا تو اس کی بہت سی حرمیں اور دولت و مال عامر کو دیکھنے کے لئے کشتیوں پر سوار ہو گئیں یہاں تک کہ جب سلطان ابوالحسن کا بحری بیڑا تیز ہوا کے باعث غرق ہو گیا تو اس کشتی کو جس میں وہ سوار تھے، اسے سمندر کی موجوں نے مریہ کی طرف پھینک دیا جو اندلس کی ایک سرحد ہے۔اس کے بعد سلطان ابوالحسن سمندری مصیبت سے بچ کر سنہ 50 میں الجزیرہ کی طرف چلا گیا۔اس نے پھر بنی عبدالواد پر چڑھائی کر دی تو انہوں نے اسے شکست دی۔وہ پھر مغرب کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ سجلماسہ میں اترا۔ابوعنان نے اس کا قصد کیا تو وہ وہاں سے مراکش چلا گیا اور مصامدہ اور جشم کے عرب اس کی دعوت دینے لگے۔اس نے دوبارہ فوج اکٹھی کر لی پھر اس کے بیٹے نے جیات ام ربیع میں اغمات میں اس سے لڑائی کی اور اسے پسپائی اختیار کرنی پڑی۔وہ پھر جبل ہنتاتہ کی طرف بھاگ گیا۔عامر کی غیبت کے زمانے سے عبدالعزیز بن محمد ان کا سردار تھا جو کہ اس کے خواص میں سے تھا لہٰذا عبدالعزیز نے اسے اپنے گھر میں اتارا۔اس کی قوم پھر اسے بچانے کے لئے زبردستی حاکم بن بیٹھی اور موت زیادہ مشہور کرنچال ہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بعد میں اس کا تذکرہ کریں گے لہٰذا انہوں نے اسے لکڑیوں پر اٹھایا۔اس کے بعد وہ ابوعنان کے حکم کے مطابق اتر پڑے لہٰذا اس نے ان کی عزت کی اور اس وفاداری کے نتیجہ میں انہیں اپنا قرب بخشا۔اس نے عبدالعزیز کو اپنی امارت پر قائم رکھا اور عامر کو جوان کا بڑا سردار تھا، اسے مریہ سے اس کی جگہ سے طلب کیا۔اس طرح وہ سلطان کی لونڈیوں اور حرموں کا جو اس کی امانت تھیں، نگران بن گیا اور سلطانہ بھی اسے عزت و تکریم سے ملی۔اس نے پھر اسے اپنی خاص توجہ کا مورد بنایا اور اس کا بھائی

عبدالعزیز اس کے لئے حکومت کو چھوڑ گیا۔ لہٰذا اس نے اسے اپنا نائب مقرر کیا۔ اس کے بعد سلطان نے سنہ 54 میں عامر کو باقیماندہ مصامدہ پر حاکم مقرر کیا اور اسے ان سے ٹیکس لینے پر افسر مقرر کیا، اس نے یہ کام نہایت خوبی سے سرانجام دیا اور سلطان کو مراکشی عملداریوں کے غم سے فارغ کر دیا یہاں تک کہ اس نے اس کے کام کی تشہیر کی اور ٹیکس جمع کرنے پر اس کا شکریہ ادا کیا۔ بعدازاں سلطان ابوعنان فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے سعید اور وزیر حسن بن عمر مودودی کو مقدم کیا۔ وہ اس پر اس تربیت کی وجہ سے جو اسے رتبے کے لئے دی گئی تھی، حسد کرتا تھا، دراصل دونوں کے درمیان اس وجہ سے دشمنی چلی آتی تھی لہٰذا وہ اس کے حملے کے خوف سے مراکش سے نکل کر جبل ہنتاتہ میں اپنی پناہ گاہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے باپ نے اپنی وفات سے قبل جوانی ہی میں اسے عامر کی نگرانی کے لئے مراکش کا حاکم مقرر کر دیا تھا لہٰذا وہ اسے جبل میں لے گیا یہاں تک کہ سلطان ابی سالم کے پاؤں حکومت میں جم گئے۔ وہ پھر سنہ 60 میں مغرب کا خود مختار حکمران بن گیا۔ بعدازاں عامر بن محمد اپنے ایلچیوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس نے اپنے بھتیجے محمد المعتمد کو بھیجا تو سلطان نے اس کی سفارت کو قبول کیا اور اس کی وفاؤں کا شکریہ ادا کیا۔ وہ پھر عرصہ تک اس کے دروازے پر ٹھہرا رہا لہٰذا اس نے اسے اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا پھر وہ اس کے ساتھ تلمسان کی طرف چلا گیا۔ وہ اس کی وفات سے قبل تک اس کے دروازے پر ٹھہرا رہا۔ اس نے پھر اس کی امارت کی جگہ اسے بھجوا دیا۔ جب سلطان ابوسالم فوت ہو گیا تو اس کے بعد عمر بن عبداللہ بن عمر نے مغرب کو اپنے لئے مخصوص کر لیا، اس کے اور عامر کے مابین دوستانہ تعلقات تھے۔ اب اس نے اس کے ساتھ اس سوراخ کو بند کرنے کے لئے پختہ عہد کیا، وہ پھر بلاد مراکش کی حفاظت کے لئے اس کے پاس گیا اور یہ کہ وہ اس سے پہلے کسی کو حاکم مقرر نہیں کرے۔ وہ دراصل اس کام کا ذمہ دار تھا۔ اس نے پھر اسے مراکش کے مضافات سے وادیٔ ام ربیع تک کا حاکم مقرر کر دیا اور اس طرف کی حکومت اس کے سپرد کر دی۔ بعدازاں سلطان ابوسعید ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کے بیٹوں میں سے اعیاص اور عبدالمومن بن سلطان ابوعلی اس کے پاس گئے لہٰذا اس نے عبدالمومن کو قید کر لیا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے لیکن اس نے بعد میں ابوالفضل کو اس کی امارت پر قدرت دے دی۔ اب اس کے اور عمر کے درمیان حالات خراب ہو گئے۔ بعدازاں بنی مرین کی فوج اور سب لشکروں کے ساتھ فاس سے اس پر حملہ کر دیا گیا تو اس نے اپنی قوم کی پناہ لے لی۔ اس کے بعد وہ خود حاکم بن بیٹھا۔ جب عبدالمومن اپنے قید خانے سے بنی قرین کے بلانے پر وہاں پہنچا کیونکہ وہ اس کی حکومت کے امیدوار تھے کیونکہ اس نے وزراء کو ان سے بادشاہوں سے روک کر انہیں مایوس کیا تھا لہٰذا جب انہوں نے اس پر عامر کی ترجیح کو دیکھا تو انہوں نے اس سے اعراض کیا۔ اس کے بعد اس کے اور عمر کے درمیان مغرب کے مضافات کی تقسیم پر صلح ہو گئی اور وہ واپس آ گیا۔ یوں عامر مراکش اور اس کے مضافات پر خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ جب عمر بن عبداللہ، عبدالعزیز بن سلطان ابی الحسن کے ہاتھوں مر گیا تو ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ عامر بن محمد پر اچانک حملہ کر دے جیسے اس کے چچا نے عمر بن عبداللہ پر کیا تھا۔ لہٰذا اس نے یہ نذر مانی اور وہ اپنے اونٹوں کو لے کر جبل میں اس کے گھر چلا گیا۔ یوں ابوالفضل نے اپنے عم زاد عبدالمومن پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ مراکش میں قید تھا۔ اس وجہ سے اس کے اور عامر بن محمد کے درمیان جھگڑا مستحکم ہو گیا۔ اس نے پھر سلطان عبدالعزیز کی طرف پیغام بھیجا لہٰذا وہ سنہ 69 میں فاس سے اٹھا جبکہ ابوالفضل بھاگ کر تادلہ پہنچ گیا لیکن اس کے چچا سلطان عبدالعزیز نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس نے پھر سفارت میں عامر کو طلب کیا لہٰذا وہ اپنی جان کے متعلق اس سے ڈرا اور اس نے اپنے قلعے میں پناہ لے لی۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا، اپنے عزائم کو مجتمع کیا اور پھر اس نے مراکش اور اس کے مضافات پر علی بن اجانا کو مقرر کیا جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا۔ اس کے بعد اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ اپنی پناہ گاہ سے عامر اور اس کی قوم کے ساتھ لڑائی کرے لہٰذا اس نے اس پر حملہ کیا اور بنی مرین کے ایک طائفہ اور سلطان کے مددگار لوگوں کو گرفتار کر لیا اور اس طرح اس نے سلطان کے عزائم کو حرکت دی۔

اس نے پھر سنہ 71 میں اس پر غلبہ حاصل کر لیا، یوں اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور اس نے جبل میں گھستے ہی اسے گرفتار کر لیا۔ جب اسے قیدی بنا کر سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے بیڑیاں ڈال دیں اور اسے لے کر الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا جب پھر اس نے عیدالفطر کی نماز ادا کر لی تو اسے بلا کر ڈانٹا پھر اس کے حکم کے مطابق اسے اس کے قتل ہونے کی جگہ پر لے جایا گیا جہاں کوڑے مار مار کر اس کا خون نکال دیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اب سلطان نے اپنی قوم پر اپنے بھائی عبدالعزیز کے بیٹے فارس کو حاکم مقرر کیا جو اپنے چچا کی ہلاکت کے موقع پر اس کے پاس آ گیا

تھا۔ اس نے اس دوران اس کے بیٹے ابویحییٰ کو اطاعت میں سبقت اختیار کرنے کی وجہ سے جبل میں ان پر حملہ کرنے سے تھوڑا عرصہ قبل معاف کر دیا۔ یہ بات اس کے باپ نے اسے اس پر رحم کرنے کے لئے بتائی تھی لہٰذا وہ سلامتی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ بعدازاں سلطان نے اسے اپنے ساتھیوں میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد پھر فارس بن عبدالعزیز فوت ہو گیا اور سنہ 74 میں سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد مغرب میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی اور مراکش کے مضافات سلطان عبدالرحمٰن بن علی الملقب بن سلطان ابی علی کی حکومت میں آ گئے۔ جب یحییٰ بن عامر بھی اس کے پاس آ گیا تو اس نے اسے اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا۔ اس نے پھر اس پر الزام لگایا کہ جب سے اس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا ہے وہ احوال کو اٹھا کر لے گیا ہے اور ساتھ ساتھ وہ اسے اس کی صفائی پیش کرنے کے لئے لے گیا، اس پر ابن عامر چوکنا ہو گیا اور مصامدہ کے بعض قبائل سے جاملا جن کے سردار نوس کی اطراف میں رہتے تھے۔ وہ ان کے ہاں مہمان بنا اور ان کے ہاں سنہ 785 میں اس کی وفات ہو گئی۔ وارث الارض ومن علیھا۔

کدمیوہ کا بیان

کدمیوہ دراصل حکومت کے معاملے میں ہنتاتہ اور تیمللل کے پیروکار ہیں۔ ان کا پہاڑ جبل ہنتاتہ کے کنارے پر واقع ہے۔ موحدین کے عہد میں ان کے رؤساء بنوسعد اللہ تھے لیکن جب بنومرین مصامدہ پر غالب آ گئے تو انہوں نے ان پر ٹیکس لگائے، اس پر یحییٰ بن سعد اللہ نے انکار کیا اور عبدالکریم بن عیسیٰ اور اس کی قوم نے بنی مرین کی اطاعت کرنے پر اس کی مخالفت کی۔ بعدازاں فوجیں ان کی طرف آئیں یہاں تک کہ سنہ 694 میں سعد اللہ فوت ہو گیا۔ تاہم یوسف بن یعقوب کی فوجیں اس کے محاصرہ پر اکٹھی ہو چکی تھیں لہٰذا انہوں نے اس کے قلعوں کو گرا دیا اور اس کی قوم کو مطیع بنالیا۔ اس کے بعد سلطان یوسف بن یعقوب نے عبدالکریم بن عیسیٰ کو جب سے اس کے باپ نے وصیت کی تھی، چن لیا تھا اور اسے ان کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ اس نے پھر امرائے مصامدہ کو گرفتار کر لیا اور اسے بھی گرفتار ہونے والوں میں گرفتار کر لیا۔ یہاں تک کہ ابن الملیانی نے اس کے چچا کی عداوت کی وجہ سے انہیں مارنے کی کارروائی کی جس نے اس خط کو مشتبہ کر دیا جو سلطان کے قلم سے اس کے باپ امیر مراکش کو لکھا گیا۔ لہٰذا عبدالکریم بھی قتل ہونے والوں کے ساتھ قتل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بنوعیسیٰ، علی، منصور اور اس کا بھتیجا عبدالعزیز بن محمد بھی قتل ہو گئے۔ بعدازاں سلطان اس بات سے غضبناک ہو گیا اور ابن الملیانی اس کے پڑاؤ سے نکل کر تلمسان کے محاصرہ کے لئے چلا گیا اور اس میں داخل ہو گیا۔ بعدازاں کدمیوہ کی حکومت عبدالحق نے سنبھالی۔ جب مراکش اور باقی ماندہ مصامدہ پر عامر کی حکومت طاقتور ہو گئی تو اس نے عبدالحق کے عہد کو توڑ دیا اور مخالفت شروع کر دی۔ سکسیوی جو حکومت کے آغاز سے فتنے کا بانی تھا، اس نے اس کی مداخلت کا نوٹس لینا بھی ترک کر دیا لہٰذا وہ سنہ 757 میں اپنی قوم اور سلطان کے مراکشی مشائخ کے ساتھ اس کی نگرانی کے لئے گیا اور اس کے قلعے میں زبردستی داخل ہو کر اسے قتل کر دیا۔ یوں کدمیوہ پر غالب آ گیا اور پھر بنوسعد اللہ فاس چلے گئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے یہاں تک کہ جب سلطان ابوسالم اپنے بھائی ابوعنان کے بعد سمندر میں داخل ہو کر اپنی حکومت کی طرف گیا تو غمارہ کے ہاں اترا۔ اس دوران یوسف بن سعد اللہ اس کے پاس آیا اور اس سے اپنی سابقیت کے عہد کو پختہ کروایا۔ لہٰذا جب وہ نئے شہر پر قابض ہوا اور اس کی حکومت مستقل ہو گئی تو اس نے اس کے تقرب کا خیال کرتے ہوئے اسے اس کی قوم پر حاکم مقرر کر دیا۔ وہ سلطان ابی سالم کے دور تک اپنی حکومت پر قائم رہا۔ مراکش کا عامل محمد بن ابی العلی تھا جو سلطان کے خواص اور مغرب کے حکمرانوں کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ مراکش کے نواح پر مدد کے لئے اعتماد رکھتا تھا۔ اس کے پاس اس بارے میں ایک خط آیا تو وہ مراکش کی طرف گیا جہاں اس نے یوسف بن سعد اللہ کو قتل کر دیا اور ابن ابی العلی سے عہد شکنی کی۔ اس نے پھر اسے قتل کر دیا اور اسے اس کے بیٹے عبدالحق کے ساتھ ملا دیا۔ یوں تھوڑے سے عرصے کے لئے کدمیوہ سے سرداری جاتی رہی پھر بنوسعد اللہ کی طرف واپس آ گئی۔

وریکہ کا بیان

یہ ہنتاتہ کے پڑوسی ہیں اور ان کے درمیان قدیم سے متواتر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ یوں بدلے کے بغیر خون بہہ رہے ہیں اور لڑائی ان کے درمیان برابر ہی رہتی ہے۔ ان میں فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے ہیں یہاں تک کہ ہنتاتہ اپنی حکومت کے زور سے ان پر غالب آ گئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بغیبہ وھو علیٰ کل شئی قدیر۔

باب: ۳۳

بنی بدرہ کا بیان جو موحدین سے اور امرائے سوس سے ہیں

ابو محمد بن یونس ہنتاتہ کے موحدین کے وزراء میں سے تھا جسے مرتضٰی نے وزیر بنایا تھا لیکن پھر اس پر ناراض ہو کر اسے سنہ 650 میں معزول کر دیا اور مصلحت کے تحت اسے گھر میں نظر بند کر دیا۔ بعدازاں اس کی قوم اور اس کے خواص اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہ علی بن بدر کے رشتے داروں میں سے تھا جو بنی باداسن میں سے تھا لہٰذا یہ سوس کی طرف بھاگ گیا اور سنہ 51 میں اعلانیہ مخالفت کرنے لگا۔ وہ پھر دامن کوہ میں تانصاحت کے قلعے میں اترا جہاں وادی سوس درن اور شیدہ اور اس کے قلعے کو دور کرتی ہے اس نے پھر اس کے قلعے کو منہاجہ کے ہاتھوں سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا اور اسے مضبوط کیا۔ بعدازاں اس میں اپنے عم زاد بو محمد ین کو اتارا۔ اس نے پھر سوس کے میدان اور جاجا بنی حسان جو متصلی اعراب میں سے ہیں، پر ملویہ کے نواح میں بلاد ریف تک ان کے مواطن پر قبضہ کر لیا۔ لہٰذا وہ اس کی طرف کوچ کر آئے۔ اس نے ان کے ذریعے سوس کے نواح میں فساد اور خرابی پیدا کی۔ تب اس کے بہت سے قبیلوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ لہٰذا اس نے ان سے پورا ٹیکس لیا اور پھر تارودانت میں موحدین کے عامل پر چڑھائی کر دی اور اس پر راستوں کو تنگ کر دیا۔ یوں اس کے حالات بگڑ گئے تب وزیر ابو محمد بن یونس نے اس پر مداخلت کا اہتمام لگایا۔ اس دوران علی بن بدر کی طرف اس نے جو خط لکھا تھا، اس پر اطلاع پائی تو مرتضٰی نے اسے قید کرنے کا حکم دیدیا اور سنہ 52 میں اسے قتل کر دیا۔ اس نے پھر ابو محمد بن اصال کو موحدین کی فوج کے ساتھ بلاد سوس کی طرف لڑائی کے لئے بھیجا اور اسے اس فوج کا سالار مقرر کیا لہٰذا وہ تارودانت میں اترا اور علی بن بدر تیونودین میں قلعہ بند ہو گیا۔ بعدازاں ابن اصناک نے اپنی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی تو ابن بدر نے اسے شکست دی اور ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ وہ پھر شکست کھا کر مراکش کی طرف لوٹ آیا اور علی بن بدر اپنی مخالفت پر قائم رہا۔ اس دوران مرتضٰی نے محمد بن علی اور لماط کو موحدین کی فوج کے ساتھ سنہ 60 میں اس سے لڑائی کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے انہیں شکست دی اور ابن از لماط قتل ہو گیا۔ اس کے بعد مرتضٰی نے سوس پر اپنے وزیر زید بن مکتب کو حاکم مقرر کیا لہٰذا اس نے اس پر چڑھائی کی اور کچھ عرصہ ان دونوں کے درمیان لڑائی ہوتی رہی لیکن پھر وہ بھی بغیر کامیابی حاصل کئے واپس لوٹ آیا، یوں بلاد سوس میں ابن بدر کی حیثیت مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر الشبانات اور ذوی حسان کے اعراب سے کام لیا اور اس کے بیٹوں اور بنی کزولہ کے قبیلوں نے اس کی اطاعت اختیار کی۔ ان کی آپس میں بہت لڑائیاں ہوتی تھیں اور اکثر لڑائیوں میں ذوی حسان سے مدد طلب کی جاتی تھی جب سنہ 65 میں ابو دبوس مراکش پر غالب آیا اور اپنے ملک کی درستگی سے فارغ ہو گیا تو اس نے سوس جانے کا فیصلہ کر لیا اور مراکش سے کوچ کر گیا۔ اس نے اپنے آگے یحیٰی بن وانودین کو قبیلوں اور پہاڑی لوگوں کے اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ پھر تاسکروط سے سوس کے میدان تک پہاڑ سے میدان میں اترا اور بنی باداسن کا مہمان بنا۔ وہاں سے ابن بدر کا قبیلہ تیونودین سے دو فرسخ کے فاصلہ پر تھا۔ اس نے پھر تارودانت میں تیزخت کا قصد کیا اور ابن بدر کی بربادی اور فساد کے آثار کو دیکھا۔ جب وہ تیزخت کے قلعے میں پہنچا تو اس کے میدان میں خیمہ زن ہو گیا اور اس کے محاصرے کے لئے قبائل کے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ بو حمد ین، علی بن بدر کا عم زاد تھا لہٰذا اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ جب اس پر محاصرہ تنگ ہو گیا تو علی بن زکدان جو بنی مرین کے مشائخ میں سے تھا، وہاں آیا۔ یہ ابو دبوس کے ساتھیوں میں سے تھا لہٰذا اس نے اسے اطاعت میں داخل کر لیا۔ سلطان نے اس شرط پر اس کی اطاعت قبول کر لی کہ وہ اپنے قلعے سے دستبردار ہو جائے۔ لیکن پھر لڑائی نے اسے جلدی میں ڈال دیا اور وہ ان پر فوج لے آیا۔ انہوں نے قلعے کی پناہ لی اور بعدازاں حمد ین علی بن زکدان کے گھر کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان نے اسے اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔ پھر سلطان نے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ اب ابو دبوس علی بن بدر کے محاصرے کے لئے چلا گیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس نے اس پر منجنیقیں نصب کر دیں۔ جب اس پر محاصرہ سخت ہو گیا تو اس نے بات چیت کرنے اور دوبارہ اطاعت

اختیار کرنے میں رغبت کا اظہار کیا لہٰذا اس نے یہ بات قبول کر لی۔ سلطان نے پھر اس کا محاصرہ چھوڑ دیا اور الحضر ۃ کی طرف لوٹ آیا۔ جب سنہ 68 میں بنومرین نے مراکش پر غلبہ پالیا تو علی بن پدر نے خود کو ترجیح دے لی اور سوس پر قبضہ کر لیا۔ یوں وہ تارودنت، بستیوں اور اس کے باقیماندہ شہروں اور قلعوں پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر اعراب کے لئے اس نے اپنی تلوار کی دھار کو تیز کر لیا۔ لہٰذا انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے پسپائی ہوئی۔ سنہ 68 میں وہ قتل ہو گیا۔ اس کی حکومت پھر اس کے بھتیجے عبدالرحمٰن بن حسن نے کچھ مدت کے لئے سنبھالی لیکن پھر وہ فوت ہو گیا تب ان کی حکومت علی بن حسن بن بدر نے سنبھالی۔ جب ابو علی بن سلطان ابی سعید سجلماسہ کے بادشاہ کی طرف اس کے باپ کے ساتھ معاہدے کی درستگی کے لئے گیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے تو وہ سجلماسہ میں اترا اور وہاں پر اس کی حکومت کو مضبوط کیا۔ اس نے پھر تمام متصلی عربوں سے کام لیا، اس پر انہوں نے اسے سوس کی حکومت کی رغبت دلائی اور ابن پدر کے اموال کا لالچ دیا۔ اس نے پھر سجلماسہ سے اس سے لڑائی کی۔ بعدازاں ابن پدر اس کے آگے جبال تگینہ کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان ابو علی نے انصاحت میں اس کے قلعہ پر اور سوس کے باقی ماندہ شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس کے ذخائر اور اموال کا صفایا کر کے سجلماسہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے اس پر غلبہ پالیا اور یوں بنی پدر کی بادشاہی کا خاتمہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن بن علی بن حسن پھر اس کے ساتھ مل کر اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ سلطان نے پھر ارض سوس میں مسعود بن ابراہیم بن عیسیٰ البریتانی کو اتارا جو اس کے وزراء کے طبقے میں سے تھا اور اسے ان عملداریوں کا حاکم مقرر کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ اس نے پھر اس کے بعد اس کے بھائی حسون کو حاکم مقرر کیا یہاں تک کہ قیروان کی مصیبت آئی اور حسون فوت ہو گیا، یوں فوج وہاں سے تتر بتر ہو گئی اور بنی حسان اور الشبانات کے عرب اس پر غالب آ گئے۔ انہوں نے پھر اس کے قبیلوں پر ٹیکس لگائے۔ جب ابوعنان اپنے باپ کے بعد مغرب کا خودمختار حاکم بن بیٹھا تو اس نے اپنی فوجوں کو سنہ 56 میں اپنے وزیر فارس بن ودراء کی نگرانی کے لئے نوس میں لڑائی کرنے کے لئے بھیجا۔ لہٰذا اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے قبائل اور عربوں سے خدمت لی۔ اس نے اس کے شہروں میں مشائخ مقرر کئے اور پھر اپنے وزارت کے مکان کی طرف لوٹ آیا لہٰذا مشائخ منتشر ہو گئے اور اس کے ساتھ مل گئے۔ یوں اس زمانے میں سوس کی عملداری بادشاہ کے سائے سے باہر رہ گئی اور یہ ایک بہت بڑا وطن ہے جو الجریدی جلاد کی چوڑائی کی طرح ہے۔ اس کی فضا دراصل بحرمحیط سے نیل مصر کی ترائی تک قبلہ میں استوار کے پیچھے سے اسکندریہ تک متصل ہے۔ یہ وطن جبال درن کے سامنے ہے۔ جو قبیلوں، بستیوں، کھیتوں، شہروں، پہاڑوں اور قلعوں کے والا ہے اور جو وادی سوس کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ پہاڑ کے اندر سے کلادہ اور سکسیوہ کے درمیان گرتا ہے۔ اور اس کے میدان کی طرف چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد مغرب کی طرف سے گزرتا ہوا بحرمحیط میں جا گرتا ہے۔ اس وادی کی دونوں جانب جو شہروں اور کھیتوں والی ہے، بڑے بڑے قبائل ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں۔ وہاں کے باشندے اس میں گنے اگاتے ہیں۔ جب یہ وادی پہاڑ سے میدان میں گرتی ہے تو اس سنگم پر تارودنت کا شہر واقع ہے۔ اس وادی کے سمندر میں گرنے کے مقام اور وادی اش کے گرنے کے مقام کے درمیان جنوب کی جانب ساحل سمندر پر دنوں کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ اس جگہ پر ماسہ کے وہ مکانات ہیں جو فقراء کے لئے وقف ہیں اور جہاں پر اولیاء کا آنا جانا ہے اور عبادت کرنا ایک مشہور بات ہے۔ عوام کا خیال ہے کہ فاطمی کا خروج وہیں سے ہوگا۔ وہاں سے اس طرح سمندر کے ساحل پر جنوب کی طرف اولاد بونعمان کا زاویہ دو دن کی مسافت کے فاصلے پر ہے۔ اس کے بعد کئی مراحل پر سرخ ندی کی چادر ہے اور یہ سردیوں میں معقل کی جولانگاہوں کی انتہاء ہے۔ وادی سوس کے سرے پر جبل زکنون ہے جو جبل کلادی کے مقابل ہے۔ جبال درن کے سامنے جبال نکیسہ ہیں جو جبال ورغہ تک چلے جاتے ہیں جبکہ مشرق میں ان میں سے آخری پہاڑ ابن حمیدی کے نام سے مشہور ہے۔ جبال نکیسہ سے وادی نول اترتی ہے اور پھر مغرب کی طرف گزر کر سمندر میں چلی جاتی ہے۔ اس وادی پر تا کا وصت کا شہر ہے جو جماعتوں اور سامان کے اترنے کا اسٹیشن ہے۔ وہاں پر ایک مشہور بازار ہے جس کا ایک دن میں آفاق کے تاجر قصد کر کے آتے ہیں۔ وہ آج تک معروف ہے۔ ایک شہر جبا نکیسہ کے دامن میں کھود کر بنایا گیا ہے، اس کے اور تا کوصت کے درمیان دو دنوں کا فاصلہ ہے۔ ارض سوس لمطہ کے نزول کے لئے میدان ہے اور لمطہ ان میں سے وہ ہیں جو درن اور کزولہ کے پاس رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ریگستان اور جنگل کے پاس رہتے ہیں۔ جب معقل نے اس کے میدانوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو انہوں نے آپس میں انہیں رہنے کے لئے تقسیم کر لیا لہٰذا الشبانات جبال درن کے سب سے قریب ہیں جبکہ قبائل لمطہ ان کے حلیف ہیں۔ کزولہ ذوی حسان کے حلیف ہیں اور اس زمانے تک ان کی یہی صورت حال ہے۔

ملوک افریقہ یعنی بنی حفص کا بیان

ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ جبل درن اور اس کے ارد گرد مصامدہ کے قبیلے مثلاً ہنتاتہ، تینملل، ہرغہ، کنفیسہ، سکسیوہ، کدمیوہ، ہزرجہ، وریکہ، ہزیرہ، رکراکہ، حاجہ اور کلاوہ وغیرہ کی طرح بہت زیادہ ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اسلام سے قبل اور بعد ان کے بہت ملوک اور رؤساء ہوئے ہیں۔ ہنتاتہ ان کے بڑے قبیلوں میں سے ہے اور ان سے تعداد اور قوت میں بہت زیادہ ہے۔ وہی مہدی کی دعوت کے قیام، اس کی حکومت کی تیاری اور اس کے بعد عبدالمومن کی حکومت کے قیام کے لئے سبقت کرنے والے ہیں جیسا کہ ہم نے مصامدہ کی زبان سے اس کے حالات میں بیان کیا ہے یہاں تک کہ امام مہدی کے زمانے میں ان کا بڑا سردار شیخ ابو حفص عمر بن یحییٰ تھا۔ البیدق نے نقل کیا ہے کہ اس کا نام ان کی زبان میں فارمکات تھا لیکن اس زمانے میں ہنتاتہ کہتے ہیں کہ یہ ان کے جد امجد کا نام ہے جو کہ وہ ان میں بہت بڑا آدمی تھا اور جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ اپنی قوم میں پہلا شخص تھا جس نے امام مہدی کی تابعداری اختیار کی جبکہ یوسف بن دانو دین، ابو یحییٰ بن بکیت اور ابن یعمور وغیرہ اس کے بعد آئے۔ وہ مہدی کے خاص صحابہ میں سے تھا اور اس کی دعوت کی طرف جانے والے پہلے دس آدمیوں میں شامل تھا۔ وہ ان میں عبدالمومن کے پیچھے تھا، جبکہ عبدالمومن کو مہدی کا جانشین ہونے کے سوا اس پر اور کوئی برتری نہ تھی۔ مصامدہ میں وہ ان کا اتنا بڑا سردار تھا جس کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ موحدین میں شیخ کے نام سے موسوم تھا جیسے مہدی امام کے نام سے موسوم تھا۔ ابن نخیل وغیرہ موحدین کے مورخوں نے اس کا نسب اس طرح بیان کیا ہے: عبدالمومن بن یحییٰ بن محمد بن دانو دین بن علی بن احمد بن والال بن ادریس بن خالد بن الیسع بن الیاس بن عمر بن وافتق بن محمد ابن نجیبہ بن کعب بن محمد بن سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قرشی نسب مصامدہ میں مل جل گیا ہے اور اس کی عصبیت اس پر حاوی ہے جیسا کہ ایک قوم سے دوسری قوم میں ملنے والے انساب میں ہوتا ہے اور جیسا کہ ہم کتاب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ جب امام فوت ہو گیا تو اس نے عبدالمومن کے متعلق اپنی حکومت کی وصیت کی۔ وہ دراصل مصامدہ کی عصبیت سے دور تھا البتہ اس میں مہدی کی بزرگی کا کچھ اثر تھا لہٰذا اس نے مہدی کی موت کو پوشیدہ رکھا۔ عبدالمومن نے پھر مصامدہ کی اطاعت کی آزمائش کی اور تین سال تک اس کی موت کے متعلق بتانے میں توقف کیا۔ اس دوران ابو حفص نے اسے کہا ہم تجھے اسی طرح مقدم کریں گے جیسے امام تجھے مقدم کرتا تھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی حکومت منعقد ہونے والی ہے۔ لہٰذا اس نے اس کی بیعت کا اعلان کر دیا اور اس کے مقدم کرنے میں امام کے عہد کو پورا کر دکھایا۔ اس نے مصامدہ کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا مگر دو آدمیوں نے اس کے متعلق اختلاف نہ کیا۔ عبدالمومن اور اس کے بیٹے کے باقی ماندہ ایام میں تمام امور مہمہ میں انہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ انہوں نے پھر دعوت کے مصائب میں اسے کفایت کی اور اس نے انہیں اس کے غم سے بے نیاز کر دیا۔ اس وقت عبدالمومن اسے مواقف میں مقدم کرتا تھا لہٰذا وہ ان میں خوب تجربہ کار ہو گیا۔ اس کے بعد فتح مراکش سے قبل سنہ 37 میں عبدالمومن نے اسے مغرب اوسط پر حملے کے وقت اپنے ہراول دستے میں بھیجا۔ اس وقت تمام زناتہ، جیسے بنی دمانو، بنی عبدالواد، بنی رسیعان اور بنی توجین وغیرہ موحدین سے لڑائی کرنے کے لئے منداس میں جمع تھے۔ اس نے سخت خونریزی کرنے کے بعد عبدالمومن کے مراکش میں پہلے داخلے کے وقت زناتہ کو دعوت پر آمادہ کیا تو ماسہ میں ایک باغی نے اس کے خلاف بغاوت کی اور کئی لوگوں کے منہ اس کی طرف پھر گئے۔ یوں اس کی ضلالت نواح میں پھیل گئی اور اس کی حیثیت خراب ہو گئی۔ اس نے پھر شیخ ابو حفص کو اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کی بیماری کا قلع قمع کر دیا اور اس کی گمراہی کے آثار کو مٹا دیا۔ جب عبدالمومن نے افریقہ جانے کا فیصلہ کیا تو اس نے پیشگی ابو حفص سے کوئی مشورہ نہیں لیا۔ جب وہ وہاں سے واپس آیا اور اپنے بیٹے محمد کو ولی عہد بنایا تو موحدین نے اس کی مخالفت کی اور اس کے بیٹے کی ولایت کو برا خیال کیا لہٰذا اس نے پھر ابو حفص کو اندلس سے اس کی جگہ بلایا اور موحدین کو اس کی بیعت پر آمادہ کیا۔ لیکن پھر الحضرمی کے قتل کی طرف اشارہ کیا جو اس کے مخالفین کا سرغنہ تھا، اس نے اسے قتل کر دیا۔ یوں اس کے بیٹے محمد کو ولیعہد کی تکمیل ہو گئی۔ جب عبدالمومن نے سنہ 54 مہدیہ فتح کرنے کے لئے دوبارہ افریقہ جانے کا فیصلہ کیا تو اس نے مغرب پر شیخ ابو حفص کو اپنا جانشین بنایا۔ وہ عبدالمومن کی ان وصیتوں کو بھی جو اس نے اپنے بیٹوں کے بارے میں کی تھیں، سفر میں افریقہ کی طرف ساتھ لے گیا۔ یوں امام کے اصحاب میں سے عمر بن یحییٰ اور یوسف بن سلیمان کے سوا کوئی آدمی باقی نہیں رہا۔ عمر اس کے دوستوں میں

سے تھا جب کہ یوسف کو اس نے فوج دے کر اندلس کی طرف بھیجا تا کہ اس سے راحت حاصل کرے۔ اس نے اسے کہا کہ مصامدہ میں سے جسے تو ناپسند کرے اس کے ساتھ اسی طرح کرنا اور ابن مردنیش کو چھوڑ دے جو اس نے تیرے لئے چھوڑا ہے اور تو اس کے متعلق گردش روزگار کا انتظار کر۔ یوں اس نے افریقہ کو عربوں سے خالی کر دیا اور انہیں بلاد مغرب کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس نے ضرورت پڑنے پر انہیں ابن مردنیش سے لڑائی کرنے کے لئے محفوظ رکھا۔ یوسف بن عبدالمومن حکمران بنا تو شیخ ابوحفص نے اس کی بیعت سے تخلف کیا، اس پر موحدین اس کے تخلف کی وجہ سے غمگین ہوئے یہاں تک کہ اس نے جو حکم اس کی سلطنت کی جگہ کے لئے جاری کیا تھا، اس کی غرض واضح ہو گئی اور پھر وہ اس کی خوبیوں سے حیران رہ گیا۔ اس نے پھر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور اس کی خلافت سے رضامندی کا اعلان کر دیا۔ اس وقت یوسف اور اس کی قوم کے پاس بڑی بڑی بشارتیں تھیں۔ لہٰذا اس نے سنہ 63 میں امیر المومنین کا نام اختیار کر لیا۔ جب یوسف بن عبدالمومن والی بنا تو جبال غمارہ اور منہاجہ میں فتنہ برپا ہو گیا جس میں سنہ 62 سبع بن نے بڑا کردار ادا کیا۔ اس نے پھر شیخ ابی حفص کو ان کے ساتھ لڑائی کرنے کی ذمہ داری سونپی لیکن پھر خود لڑائی کے لئے نکلا اور ان میں خوب خونریزی کی۔ یوں مکمل فتح حاصل کی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب اسے سنہ 64 میں طاغیہ کے اندلس پر حملہ کرنے اور بطلیوس شہر کے ساتھ خیانت کرنے کا پتہ چلا تو اس نے اس شہر کو بچانے کے لئے وہاں جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے پھر شیخ ابی حفص کی نگرانی کے لئے موحدین کی فوجوں کو آگے بھیجا اور قرطبہ میں اترا۔ اس نے پھر اندلس میں رہنے والے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اس کی رائے کی طرف رجوع کریں لہٰذا اس نے بطلیوس کو اس محاصرے سے چھڑایا اور جہاد میں وہاں شہر کے کارنامے دکھائے۔ جب وہ سنہ 71 میں قرطبہ سے الحضر ۃ کی طرف واپس آیا تھا تو راستے میں سلا کے قریب فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے بنی عبدالمومن کے سرداروں کے ساتھ اندلس، مغرب اور افریقہ میں باری باری امارت حاصل کرتے رہے لہٰذا منصور نے اپنی حکومت کے شروع میں اپنے بیٹے ابوسعید کو افریقہ کا حاکم بنایا۔ اس کے واقعات میں سے وہ واقعہ بھی ہے جو سعدیہ میں عبدالکریم منتزی کے ساتھ ہوا جس کا ذکر ہم نے اس کے حالات میں کیا ہے۔ اس نے پھر ابویحییٰ بن ابومحمد بن عبدالواحد کو وزیر بنایا جو کہ سنہ 91 میں معرکے کے روز اس کے ہراول میں تھا لہٰذا اس نے مسلمانوں سے مصیبت کو دور کیا، اسے اس لڑائی میں جو نصرت و ثبات حاصل ہوا اس سے اس کی شہرت ہو گئی۔ وہ اس لڑائی میں شہید ہو گیا جبکہ اس کی اولاد ہمیشہ بنی الشہید کے نام سے مشہور ہی۔ وہ اس زمانے میں تونس میں مقیم ہیں جب سنہ 61 میں ناصر ابن غانیہ کے تونس پر متغلب ہونے کی خبر ملتے ہی افریقہ پر حملہ کرنے کے لئے گیا تو اس نے تونس کو اس کے قبضے سے واپس لے لیا۔ اس نے پھر سعدیہ سے لڑائی کی تو اعراب کے بھیڑیوں نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ ابن غانیہ نے پھر ان کو اکٹھا کیا اور قابس میں اترا تو ناصر نے ان کی طرف ابومحمد عبدالواحد بن شیخ ابی حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا۔ لہٰذا اس نے سنہ 66 میں قابس کے نواح میں تاجرا مقام پر ابن غانیہ پر بڑا سخت حملہ کیا جس میں ابن غانیہ کا بھائی جبارہ قتل ہو گیا۔ اس نے پھر ان میں خوب قتل عام کیا، خوب قیدی بنائے اور ان سے سید ابوزید بن یوسف بن عبدالمومن والی کو جو تونس میں تھا، دور کر دیا۔ ابن غانیہ نے اسے قید کر لیا اور وہ ناصر کے پاس جہاں وہ معدیہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، واپس آ گیا۔ یوں وہ معدیہ کی فتح کا سبب بن گیا اور اس بات نے بھی ناصر کو افریقہ میں شیخ ابومحمد کی درستی پر آمادہ کیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جب ابن غانیہ اور اس کے پیروکاروں نے افریقہ پر بڑا حملہ کیا تو وہ اس کے شہروں پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر تونس کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے امیر ابوزید کو قید کر لیا۔ اس کے بعد سنہ 601 میں ناصر مغرب سے اٹھا تو اس نے تونس کو ان کے ہاتھوں سے واپس لے لیا اور انہیں اس کے مضافات سے بھگا دیا۔ اس نے پھر مہدیہ کا محاصرہ کرتے ہوئے وہاں خیمے لگا دیئے۔ اس دوران غانیہ نے اپنے بیٹوں اور ذخائر کو وہاں اتار دیا اور اس دوران میں اپنی فوج قابس پر چڑھا لایا لہٰذا ناصر نے شیخ ابومحمد کو موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بھیجا، اس نے پھر قابس کے نواح میں تاجرا مقام پر اس پر چڑھائی کی لہٰذا اس نے انہیں شکست دی اور ان کے پڑاؤ پر اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا، اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ان میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے۔ اور پھر سید ابوزید کو ان کی قید سے چھڑایا۔ یوں وہ واضح کامیابی حاصل کر کے ناصر کے پاس لوٹ آیا جہاں وہ مہدیہ کے محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ جب اہل شہر نے اس کی شکست کے روز غنائم اور قیدیوں کو دیکھا تو وہ حیران رہ گئے اور نادم ہوئے۔ انہوں نے پھر امان طلب کی اور یوں مہدیہ کی فتح مکمل ہو گئی۔ اب ناصر تونس کی طرف واپس آ گیا اور وہاں پر سنہ 603 کے نصف تک

ایک سال قیام کیا۔ اس دوران میں اس نے اپنے بھائی سید ابو اسحاق کو اس کے تعاقب اور ان کے فساد کے مقامات کو مٹانے کے لئے بھیجا لہٰذا اس نے طرابلس کے پیچھے کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ بعدازاں اس نے بنی دمر، مطماطہ اور نفوس میں خوب خونریزی کی اور سرت اور برقہ کے علاقے کے قریب پہنچ گیا۔ وہ پھر سویقہ ابن مذکور تک جا پہنچا اور ابن غانیہ برقہ کے صحرا کی طرف بھاگ گیا اور لاپتہ ہو گیا۔ اس کے بعد سید تونس کی طرف واپس لوٹ آیا۔ تب ناصر نے مغرب کی طرف کوچ کرنے کا قصد کیا اور افریقہ پر رضامندی کا سایہ لوٹ آیا۔ اس نے ان پر حفاظت کے پردے تان دیئے اور اسے معلوم ہوا کہ ابن غانیہ عنقریب افریقہ جا کر اس کی مخالفت کرے گا اور یہ بھی کہ مراکش فریادرس سے بہت دور ہے۔ لہٰذا ایک ایسے آدمی کا ہونا بہت ضروری ہے جو خلافت کی جگہ کو پر کرے اور حکومت کی ضروریات کو پورا کرے۔ لہٰذا اس نے ابو محمد بن شیخ ابی حفص کو منتخب کیا لیکن وہ اس پر کوئی زیادتی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسے اور اس کے باپ کو ان کی حکومت میں بڑی شان حاصل تھی کیونکہ بنی عبدالمومن کا معاملہ شیخ ابو حفص کے اتفاق اور اس کی مدد سے تکمیل کو پہنچا تھا۔ اس کے باپ منصور نے شیخ ابو محمد کو اس کے اور اس کے بھائیوں کے متعلق وصیت کی تھی حتیٰ کہ جب وہ صبح کی نماز میں حاضر ہوتا تھا تو اسے نماز پڑھانے کا کام سپرد کرتا۔ جب یہ خبر ابو محمد کو پہنچی تو وہ رک گیا اور ناصر نے اس سے بالمشافہ بات کی، اس نے معذرت کی اور اس کی طرف اپنے بیٹے یوسف کو بھیجا۔ اس نے پھر اس کے پہنچنے پر اس کا اکرام کیا اور اسے اس شرط پر جواب دیا کہ وہ تین سال تک افریقہ کی مہمات کو پورا کر کے مغرب چلا جائے اور یہ بھی کہ وہ ان پر موحدین کے آدمیوں کو منتخب کر کے مقرر کرے گا اور یہ بھی کہ عزل اور نصب کے مقابلے میں اس کی عیب گیری نہیں کی جائے گی۔ آخر کار اس نے اس کی شرط کو قبول کر لیا اور لوگوں میں اس کی ولایت کا اعلان کر دیا گیا۔

اس دوران موحدین کے درمیان اس کا جھنڈا بلند کر دیا گیا اور ناصر مغرب کی طرف کوچ کر گیا۔ بعدازاں بن غانیہ طرابلس کے نواح کی طرف لوٹ آیا اور اس نے سلیم اور ہلال کے عربوں میں سے اپنے پیروکاروں اور دوستوں کو اکٹھا کیا۔ ان میں محمد بن مسعود بھی اپنی زواودہ قوم کے ساتھ موجود تھا۔ انہوں نے پھر دوبارہ فساد اور خرابی شروع کر دی تو سنہ 604 میں ابو محمد موحدین کی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا اور بنو عوف جو سلیم قبیلے میں سے ہیں، اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہ مرداس اور علاق ہیں۔ لہٰذا شبرو نے ان سے مڈبھیڑ کی تو وہ دن بھر لڑائی کرتے رہے اور پھر مدد آ گئی۔ دن کے آخری حصے میں ابن غانیہ کی فوج تتر بتر ہو گئی تو موحدین اور عربوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے اموال کو چھین لیا۔ اب ابن غانیہ مجروح ہو کر اقصا مبرہ کی طرف بھاگ گیا اور ابو محمد فتح اور غنیمت حاصل کر کے تونس کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے پھر ناصر کے ساتھ فتح کے متعلق بات چیت کی اور ولایت سے ہٹنے کے متعلق وعدے کو پورا کرنے کے بارے میں کہا تو اس نے اس کے ساتھ اچھی طرح بات نہیں کی اور حکومت رہنے کے بارے میں مہمات مغرب کا عذر کیا اور یہ بھی کہا کہ وہ اس بارے میں نئے سرے سے غور کرے گا۔ اس نے پھر اس کی طرف مال، گھوڑے اور کپاس عطاء بخشش کے لئے بھیجے جن کی قیمت ایک کروڑ دینار تھی، ان میں بارہ ہزار آٹھ سو لباس، تین سو تلواریں اور ایک سو گھوڑے بھی تھے۔ اس کے علاوہ اس نے سبتہ اور بجایہ سے بھی اسے چیزیں بھیجیں اور مزید دینے کا بھی اس سے وعدہ کیا۔ ان خطوط کی تاریخ سنہ 605 ہے۔ لہٰذا ابو محمد علی اپنے حال پر قائم رہا اور اس کے اور یحییٰ میورقی کے درمیان پے در پے لڑائیاں ہوتی رہیں جن کا ذکر ہم کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جنگ تاہرت کا بیان

جب یحییٰ بن غانیہ معرکہ اشیر سے بھاگ گیا تو اسے خیال آیا کہ وہ تلمسان کے مضافات میں بلاد زناتہ میں چلا جائے۔ اس نے پھر تلمسان کے والی شیخ ابی عمران بن موسیٰ بن یوسف بن عبدالمومن کے مراکش سے وہاں پہنچنے اور بلاد زناتہ کی طرف ٹیکس جمع کرنے کے لئے جانے کے ساتھ موازنہ کیا۔ شیخ ابو محمد نے اس دوران اس کے مقام سے اسے متنبہ کرتے ہوئے لکھا کہ وہ اس کا سامنا نہیں کرے کیونکہ وہ اس کے ساتھیوں میں سے ہے۔ اس نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور تاہرت کی طرف کوچ کر گیا۔ اس نے وہاں ابن غانیہ پر حملہ کر دیا۔ لہٰذا اس کی فوج منتشر ہو گئی۔ زناتہ ایک قلعہ کے قریب ہو گئے اور سید ابو عمران قتل ہو گیا۔ یوں تاہرت کو لوٹ لیا گیا اور یہ اس کی آبادی کا آخری دور تھا۔ اب ان کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھرپور ہو گئے اور وہ افریقہ کی طرف لوٹ آئے لہٰذا شیخ ابو محمد نے اسے ایک مقام پر روکا اور اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس نے قیدیوں کو ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور ان کی باقی ماندہ غنائم کو بھی لے گیا۔ اس لڑائی میں بہت سے ملثمین مارے گئے اور ان کا ایک دستہ طرابلس کی

جانب چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد ابو محمد کے تاہرت کو ابن غانیہ کے ہاتھ سے چھڑانے اور واقعہ اشیر کے بعد ابن غانیہ طرابلس کی طرف چلا گیا۔ راستے میں اسے ملثمین کا ایک دستہ اور اس کے عرب دوست اسے ملے اور الجلی، ریاحی زواودہ کی لڑائیوں میں اس کے ساتھ تھا۔ ان کا سردار محمد بن مسعود تھا لہٰذا انہوں نے مشورہ سے دوبارہ لڑائی کرنے کا عزم کرلیا اور صبرو ثبات کا عہد و پیان کیا۔ وہ پھر ہر طرف اعراب دوستوں کی تلاش میں نکل گئے اور ان کے پاس بہت سی قومیں جمع ہو گئیں۔ جن میں ریاح، زغبہ، شرید، عوف، ذباب اور نعات شامل تھے۔ لہٰذا انہوں نے جمع ہو کر افریقہ میں داخل ہونے کی نیت کرلی لہٰذا ابو محمد ان کے پہنچنے سے قبل ہی وہاں پہنچ گیا، وہ پھر سنہ 606 میں تونس سے نکلا اور تیزی سے ان کی طرف چلا۔ جبل نفوسہ کے پاس ان کی لڑائی ہوئی۔ جب لڑائی تیز ہوگئی تو ابو محمد نے اس کی عمارتوں اور خیموں کو برباد کردیا۔ بعدازاں بنی عوف بن سلیم کے بعض گروہ اس کے پاس آگئے اور ابن غانیہ کا میدان لڑائی خراب ہوگیا۔ موحدین نے پھر اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ رات اندھیروں میں داخل ہوگیا۔ ان کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھر گئے اور عرب عورتیں لائی گئیں۔ انہوں نے پھر حملے اور بھاگنے کے وقت انہیں ان کے سامنے الگ الگ پیش کیا تھا لہٰذا وہ موحدین کے لئے غنیمت بن گئیں اور پردہ نشین عورتیں قیدی بن گئیں۔ اس معرکے میں ملثمین، زناتہ اور عربوں کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ جن میں زواودہ کا شیخ الیہ بن محمد بن مسعود البلط بن سلطان، اس کا عم زاد حرکان بن شیخ بن عساکر بن سلطان، شیخ بنی قرہ، جراز بن ویغرن جو مغراوہ کا سردار اور محمد بن الغاری بن غانیہ اور ان جیسے کئی دوسرے لوگ بھی شامل تھے۔ اس کے بعد ابن غانیہ پرشکستہ، شکست خوردہ اور تمام امیدوں سے ناامید ہو کر واپس لوٹ آیا جبکہ ابو محمد اور موحدین غالب ہو کر لوٹے اور افریقہ میں ابو محمد کی حکومت مضبوط ہوگئی۔ یوں اس نے عام فساد کا قلع قمع کردیا، اس کے ٹیکس کو پورا وصول کیا اور اس کے جنگی معرکے دراز ہو گئے۔ اس کے جھنڈے کو پھر توڑ گیا اور ناصر فوت ہوگیا۔ بعدازاں اس کا بیٹا یوسف المستنصر حاکم بنا تو اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے مشائخ نے اس پر حملہ کیا اور بنی مرین کے فتنے اور مغرب میں ان کے غالب آنے میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے شیخ ابو محمد سے افریقہ میں درخواست کی، اس کے کام آنے اور اس کے ضبط احوال اور قیام ملک پر اعتماد کیا۔ یوں اس نے اسے اس کے علاقوں پر باقی رکھا اور اخراجات کے لئے اس کی طرف احوال بھجوائے۔ وہ پھر ہمیشہ وہیں پر عامل رہا یہاں تک کہ سنہ 618 میں فوت ہوگیا۔

شیخ ابو محمد کا مرنا اور عبدالرحمان بن شیخ ابو محمد کا حکمران بننا

شیخ ابو محمد فاتح کی وفات سنہ 618 میں ہوئی، اس کے بعد شوریٰ میں موحدین کی حکومت دو فریقوں میں بٹ گئی، ان میں سے ایک فریق عبدالرحمٰن بن شیخ ابو محمد کا تھا اور دوسرا اس کے عم زاد ابراہیم بن اسماعیل بن شیخ ابی حفص کا تھا۔ لہٰذا وہ کچھ عرصے کے لئے متردد رہے پھر اس کے بیٹے امیر ابوزید عبدالرحمٰن پر متفق ہو گئے۔ انہوں نے اسے عہد و پیمان دیئے اور اسے اس کے باپ کی جگہ امارت پر بٹھایا یوں بغاوت فرو ہوگئی اس نے پھر حکومت کے قیام کے لئے اپنے عزائم کو تیار کرلیا، عطاء و بخشش کی، شعراء کو انعامات دیئے اور ابوعبداللہ بن ابوالحسن کو اپنا کاتب بنایا۔ اس نے المستنصر کو بڑی شان سے خطاب کیا اور نواح کو ہموار کرنے اور جوانب کی حفاظت کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ اسے المستنصر کا خط ملا جس میں ولایت سے تین ماہ تک معزول ہونے کا ذکر تھا۔ اس کے بعد ابوالقاسم العزفی کی مداخلت سے جبون الرنداحی کا خروج رک گیا اور سرداروں نے العزفی کی ولایت پر اتفاق کرلیا، یوں انہوں نے دعوت کو مرتضیٰ کی طرف پھیر دیا۔ یہ سنہ 47 کا واقعہ ہے۔ بعدازاں دعوت کے بارے میں اہل طنجہ نے ان کی پیروی کی اور ابن الامیر یوسف بن محمد بن عبداللہ بن احمد الھمندانی نے وہاں اپنے آپ کو ترجیح دے دی۔ یاد رہے کہ اس سے قبل وہاں ابوعلی بن اخلاص والی تھا۔ لہٰذا جب العزفی اور جبون الرنداحی کو حکومت ملی تو اس نے ان سے عہد و پیمان کیا۔ اس نے پھر عباسی کے لئے خطبہ دیا اور اپنے آپ کو دعا میں اس کے ساتھ شریک کیا یہاں تک کہ بنو مرین نے خیانت کی اور اسے قتل کردیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کرچکے بعدازاں اس کے بیٹے تونس کی طرف چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کا داماد قاضی ابوالقسم عبدالرحمٰن بن یعقوب بھی تھا جو ان کی خالہ ساطبہ کا فرزند تھا۔ وہ اور اس کی قوم جلاوطنی کے دنوں میں طنجہ چلے گئے اور وہیں رہنے لگے۔ بعدازاں بنوالامین نے ان سے رشتہ داری کی اور ان کے ساتھ تونس

کی جانب کوچ کر گئے۔ اس نے پھر قاضی ابوالقاسم کی سیرت اور احکام و وثائق کے متعلق اس کے فضل و معرفت کو معلوم کیا اور سلطان کے دور میں الحضرۃ میں اسے قضاء کے کاموں میں لگا دیا۔ اسے برکت سے اس کام میں بہت شہرت حاصل ہوئی۔ جب امیر ابی ذکریا کی وفات کی خبر صقلیہ پہنچی، تو وہاں مسلمان بلرم شہر میں رہتے تھے اور سلطان نے ان کے ساتھ الجزیرہ کے حکمران سے شہر اور اس کے نواحی علاقوں کے متعلق اشتراک کا معاہدہ کر لیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے وہاں سکونت اختیار کر لی یہاں تک کہ جب انہیں سلطان کی وفات کی خبر ملی تو نصاریوں نے ان میں فساد برپا کرنے میں جلدی کی لہٰذا انہوں نے قلعے اور وحشتناک جگہوں میں پناہ لی۔ انہوں نے ان پر بنی عباس کے ایک باغی کو امیر مقرر کیا لیکن پھر طاغیہ نے پہاڑ کی جانب سے صقلیہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی لہٰذا اس نے انہیں اپنی دعوت کے لئے سمندر پار بھیج دیا۔ وہ پھر جزیرہ مالطہ کی طرف چلا گیا۔ اور انہیں ان کے بھائیوں کے ساتھ ملا دیا۔ اس کے بعد طاغیہ، صقلیہ اور اس کے جزائر پر قابض ہو گیا اور اس نے وہاں اپنے کلمہ کفر سے کلمہ اسلام کو مٹا دیا۔

ابو عبداللہ المستنصر کا دور حکومت

جب سلطان ابوزکریا بونہ کے باہر سنہ 47 میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو لوگوں نے اس کے بیٹے امیر ابو عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کی، اس کے چچا محمد اللحیانی نے خواص اور باقیماندہ فوجیوں بھی اس کی بیعت لی۔ اس نے پھر تونس کی طرف کوچ کیا اور 3۔ رجب کو الحضرۃ میں داخل ہوا۔ اس کی آمد کے روز اس نے پھر نئے سرے بیعت لی اور المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ کچھ وقت کے بعد اس نے پھر تجدید کی اور اپنی علامت کی جگہ الحمدللہ اور الشکر للہ کے الفاظ اختیار کئے۔ اس نے پھر اپنی حکومت کا بوجھ اٹھالیا اور اپنے باپ کے خاص آدمی خصی کافور کو گرفتار کر لیا جو اس کے گھر کی آمدنی اور مصارف کا ذمہ دار تھا۔ بعد ازاں اس نے اسے مہدیہ کی طرف بھجوا دیا اور جہات کی طرف کارکنان سے بیعت لینے کے لئے گیا۔ یوں ہر جانب نے ایک دوسرے کی پیروی کی۔ اس نے پھر ابو عبداللہ بن ابی یہدی کو اپنا وزیر بنایا اور قضاء پر ابوزید توزری کو مقرر کیا جو اس کے چچا محمد اللحیانی کے بچوں کا اتالیق تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

امیر ابوزکریا کے دو بھائی تھے، ایک کا نام محمد تھا جو اس سے عمر میں بڑا تھا، وہ لمبی داڑھی کی وجہ سے اللحیانی کے نام سے بھی مشہور تھا جبکہ دوسرے کا نام ابوابراہیم تھا۔ ان کے درمیان ایسا خلوص اور دوستی تھی جسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جب امیر ابوزکریا فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے ابو عبداللہ المستنصر نے حکومت سنبھال لی اور اس نے پھر محمد بن ابی یہدی کو اپنا وزیر بنایا جو اپنی قوم میں بڑا آدمی تھا۔ لیکن اس نے اس کی صغرسنی کی وجہ سے اس پر حملہ کرنے کا سوچا حالانکہ وہ بیس سال کی عمر کا تھا، دراصل اسے سلطان کی رکاوٹ بڑی مشکل معلوم ہوئی کیونکہ اس کے پاس موٹے تازے عجمی غلام اور اندلس کے گھرانوں کے پلے بڑھے آدمی تھے لہٰذا اس کے باپ نے ان میں کچھ آدمیوں کو چنا اور ایک فوج مرتب کی جنہوں نے موحدین پر غلبہ پالیا۔ انہوں نے حکومت میں ان کے مراکز میں ان سے مڈبھیڑ کی لہٰذا ابن یہدی نے سلطان کے دونوں بھائیوں کو داخل کیا اور جو حکومت ان دونوں کے ہاتھ سے جا چکی تھی، اس پر افسوس کیا مگر اسے ان سے اپنی امید پوری ہوتی نظر نہیں آئی لہٰذا وہ محمد اللحیانی کی طرف لوٹا تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا۔ اس کے بعد ابن ابی یہدی نے خفیہ طور پر اس کی بیعت کر لی اور اس سے مدد کا وعدہ کیا۔ جب سلطان کو اپنے چچا محمد اللحیانی کی طرف سے یہ اطلاع پہنچ گئی تو اس نے اسے اس کے بیٹے کے شر سے متنبہ کیا اور ساتھ ساتھ قاضی ابوتوزری نے بھی اسے خیرخواہی کرتے ہوئے اطلاع دی۔ ابن ابی یہدی نے پھر جمادی سنہ 48 کی صبح کو سلطان کے دروازے پر اپنی وزارت کی جگہ بنائی اور وزیر ابی زید بن جامع کو گرفتار کر لیا۔ جب وہ باہر آیا تو موحدین کے مشائخ بھی اس کے ساتھ تھے لہٰذا انہوں نے ابن محمد اللحیانی کی اس کے گھر پر بیعت کی۔ سلطان نے پھر اپنے دوستوں کو سوار کرایا اور جرنیل ظافر کو ان کے ساتھ لڑائی پر افسر مقرر کیا لہٰذا وہ فوج اور اپنے دوستوں کے ساتھ نکلا اور شہر سے باہر عیدگاہ میں موحدین سے جا ملا۔ اب اس نے ان کی فوج کو شکست دی۔ لڑائی میں ابن ابی یہدی اور ابن داز کتدن قتل ہو گئے۔ بعد ازاں ظافر موسیٰ سلطان، سلطان کے چچا لحیانی کے گھر کی طرف گیا اور اسے اور اس کے بیٹے کو جو صاحب بیعت تھا، قتل کر دیا۔ وہ پھر ان دونوں کے سروں کو سلطان کی طرف لے گیا اور اس نے راستے میں اس کے بھائی ابوابراہیم اور اس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا۔ اس نے پھر موحدین کے گھر لوٹ لئے اور انہیں تباہ و برباد کر

دیا یوں فتنہ اور بغاوت سرد پڑ گئی۔ اب سلطان نے فوج اور دوستوں پر مہربانی کی اور انہیں روزینے دیئے، ان سے حسن سلوک کیا۔ اس نے پھر عبداللہ بن ابوالحسین کو جو حکومت کے آغاز میں اسے چھوڑ گیا تھا، دوبارہ بلا لیا جبکہ ابن یہدی اپنے عہدے سے ہٹ گیا اور اس کی طوالت سے کمزور ہو گیا لہٰذا وہ اپنے حال کی طرف لوٹ آیا اور حالات درست ہو گئے۔ اس کے بعد سلطان کے پاس اس کے غلام ظافر کی شکایت کی گئی اور انہوں نے ان فتوؤں کو جو وہ بلا جرم اس کے چچا کے قتل کے لئے لایا تھا، ختم کر دیا لہٰذا وہ اس سے چوکنا ہو گیا اور حملے سے ڈر گیا۔ وہ پھر زواودہ کے ساتھ جا ملا۔ اس شکایت میں اس کے غلام ہلال نے بڑا کردار ادا کیا۔ لہٰذا اس نے اسے اس کی جگہ مقرر کر دیا اور وہ بھاگ کر عربوں کے پڑوس میں رہنے لگا یہاں تک کہ اس کے حالات میں وہ بات ہو گئی جس کا ہم ذکر ابھی کریں گے۔ انشاء اللہ۔

سرکاری کاموں کا ذکر

سلطان کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ اس نے شاہی محلات کے نقشے بنائے، اسی نے سب سے پہلے رزات کی طرف سنہ 50 میں شکار کے لئے ایک شکارگاہ بنائی لہٰذا اس نے زمین پر ایک باڑ بنائی جس کا حلقہ حد بندی سے باہر تھا جس میں وحشی جانوروں کا کوئی ریوڑ نہیں چر سکتا تھا۔ جب وہ شکار کے لئے سوار ہوتا تھا تو وہ اس باڑ کو قوراتک اپنے خاص غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ پھاند جاتا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے وہ اصحاب بھی نکلتے تھے جن کے پاس کتے، باز، شکرے، سلوقی کتے اور چیتے ہوتے تھے لہٰذا وہ انہیں وحشی جانوروں پر چھوڑتے تھے۔ انہوں نے اس کے آگے چوڑائی میں ایک دیوار بنائی تھی وہ بقیہ دن اس شکار سے اپنی ضروریات پوری کرتا تھا۔ یہ اس کے بڑے کاموں میں سے ایک کام تھا اس نے پھر اپنے محلات اور طالبیہ کے سرے کے باغات میں دو دیواروں سے رابطہ پیدا کر دیا جو دس ہاتھ کی چوڑائی سے گزرتی تھیں اور دس ہاتھ اونچی تھیں۔ ان باغات کی طرف جاتے ہوئے اس کی بیویاں لوگوں کی نگاہوں سے پردے میں رہتی تھیں۔ وہ دراصل ایک بڑا عظیم الشان محل تھا اور اب حکومت کے دور کا ایک ہمیشہ رہنے والا کارنامہ تھا۔ اس نے پھر گھر کے صحن میں ایک بلند عمارت بنائی جو مصمودی زبان میں قبہ اساراک کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بلند عمارت وہ ایوان ہے جو بہت بلند اور وسیع اطراف والی ہے۔ اس کے دونوں اطراف میں تین دروازے ہیں اور ہر دروازے کے دو کواڑ نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں۔ ہر کواڑ کو ایک طاقتور جماعت بند کرتی اور کھولتی ہے۔ اس کا بڑا دروازہ مغرب کی طرف ان سیڑھیوں تک پہنچاتا ہے جو اس پر چڑھنے کے لئے نصب کی گئی ہیں ان کی تعداد پچاس سے بھی زیادہ ہے۔ دونوں جانب کے دونوں دروازے دو راستوں کی طرف پہنچاتے ہیں جو قورا کی دیوار تک لے جاتے ہیں۔ وہ پھر قورا کے میدان کی طرف مڑ جاتے ہیں جس میں بادشاہ عید کی مجالس اور وفود سے ملاقات کے لئے اپنے تخت پر بیٹھتا ہے۔ یوں یہ بادشاہ کی بڑائی اور حکومت کی جلالت کے اظہار کا بہت بڑا محل ہے۔ اسی طرح اس نے اپنے سامنے کے صحن سے باہر بھی ایک شہرہ آفاق محل بنایا ہے جو ابوفہر کے نام سے مشہور ہے اور جو کہ چھتے ہوئے اور بغیر چھتے ہوئے باغوں پر مشتمل ہے۔ ان میں انجیر، زیتون، انار، کھجور اور انگور اور دیگر ہر قسم کے پھل اور درخت پائے جاتے ہیں۔ ہر درخت کی قسم ایک ترتیب کے ساتھ لگائی گئی ہے یہاں تک کہ اس میں سرو، کیلے اور جنگلی درخت لگائے گئے ہیں۔ ان کے درمیان لیموں، نارنگیوں، بیرولوں، خوشبودار پودوں، چنبیلی، خیری اور نیلوفر کے باغات ہیں۔ ان باغات کے درمیان میں اس نے ایک وسیع باغ بنایا ہے جس میں چنار کی لکڑیوں سے پانی کے لئے روک بنائی ہے۔ اس میں ایک قدیم نہر سے پانی لایا جاتا ہے جو زغوان اور قرطابیہ کے چشموں کے وسط میں واقع ہے اور زیر زمین چلتی ہے۔ اس پر بھی بڑی بڑی عمارتیں بنائی گئی ہیں۔ وہ ایک نہایت گہرے کنویں سے جو مضبوط بنیاد والا اور چوکور صحن والا ہے، پھوٹتی ہے۔ جب اس میں زیادہ پانی ہو جاتا ہے تو اس زائد پانی کو دوسری نہر میں ڈال دیتی ہے جو قریب فاصلے پر واقع ہے پھر وہ ایک حوض میں جا گرتی ہے۔ جب وہ حوض بھر جاتا ہے اور لہریں لینے لگتا ہے تو کھڑی کشتیوں میں سوار ہو کر سیر کی جاتی ہے۔ جب ابن جمیل زیان بن ابی الحجاج بن سید مرونیش بلنسیہ میں خود مختار بن بیٹھا تو بلنسیہ پر سید ابوزید ابوحفص غالب آ گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اندلس میں عبدالمومن کی ہوا اکھڑ گئی تھی اور ابن عود نے بغاوت کی۔ اس کے بعد ارجونہ میں ابن احمر نے خروج کیا اور اندلس لڑائی سے مضطرب ہو گیا۔ ارغون کے بادشاہ نے پھر بلنسیہ پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں کے محاصرے کے لئے دشمنوں کے پاس سنہ 33 میں سات اترنے کی جگہیں تھیں جن میں سے دو بلنسیہ اور جزیرہ شغر اور شاطبہ اور ایک ایک جیان،

بلطیرہ، مرسیہ اور لیلہ میں تھیں۔ اہل جنوہ اس کے پیچھے سبتہ میں تھے۔ بعدازاں طاغیہ نے فشتالہ پر قبضہ کرلیا جو قرطبہ کا شہر ہے۔ پھر طاغیہ ارغون نے بلنسیہ اور الجزیرہ کے بہت سے قلعوں کو فتح کرلیا۔ بلنسیہ کے محاصرے کے لئے اس نے انیشہ کا قلعہ بنایا جہاں اس نے اپنی فوج کو اتارا اور واپس لوٹ آیا۔ اس کے بعد زیان بن مردنیش سے اس کی باقیماندہ فوج سے لڑائی کرنے کا ارادہ کیا اور اہل شاطبہ اور شقر لڑائی کے لئے نکلے۔ اس نے ان پر چڑھائی کی لہٰذا مسلمان تتر بتر ہو گئے اور ان میں سے اکثر مارے گئے۔ لڑائی میں ابوالربیع بن سالم بھی جو اندلس میں شیخ المحدثین تھا، شہید ہو گیا اور وہ ایک عظیم دن تھا اور بلنسیہ پر قبضہ کرنے کا دیباچہ تھا۔ بعدازاں دشمن کے دستوں نے اس پر بار بار حملے کے لئے پھر رمضان سنہ 35 میں طاغیہ ارغون نے اس پر چڑھائی کی، اس کا محاصرہ کرلیا اور اسے خوب تکلیف پہنچائی۔ ان دنوں عبدالمومن مراکش میں تھا لہٰذا اس کی ہوا اکھڑ گئی اور افریقہ میں بنی ابی حفص کی حکومت غالب آ گئی۔ اس دوران ابن مردنیش اور مشرقی اندلس کے باشندوں نے امیر ابوزکریا سے حملہ کرنے کی توقع کی اور پھر انہوں نے الحضرۃ میں جمعہ کے روز اسے اپنی بیعتیں بھی بھیج دیں۔ اس محفل میں اس نے اپنا وہ قصیدہ پڑھا جس میں اس نے مسلمانوں سے مدد طلب کی ہے۔ وہ قصیدہ یہ ہے۔

''تو اپنے سواروں کے ساتھ جو خدا کے سوار ہیں، اندلس پہنچ اور ہمیں ضرورت کے مطابق مدد دے۔ تجھ سے ہمیشہ ہی مدد طلب کی جاتی ہے اور وہاں کے زخمی جو تکلیف برداشت کر رہے ہیں اس سے بچ اب ان کی مصیبت لمبی ہو گئی ہے۔ یہ وہ جزیرہ ہے جس کے باشندے مصائب کا شکار ہو گئے ہیں اور ان کے نصیب بھی برباد ہو گئے ہیں۔ ہر صبح ان کا ماتم دشمنوں کے نزدیک خوشی کا باعث بنتا ہے جبکہ ہر شام مصیبت کا مقابلہ کرنا، خوف اور خوشی کو غم میں بدل دیتا ہے۔ بلنسیہ اور قرطبہ میں وہ کچھ ہو رہا ہے جسے سن کر جان نکلی جاتی ہے۔ اب شہروں میں شرک آ گیا ہے اور اسلام کوچ کر گیا ہے۔ ہائے وہ مساجد، جو دشمنوں کے لئے گرجے بن گئی ہیں اور اب وہاں سے نداد کے لئے گھنٹے بجائے جاتے ہیں۔ ہائے افسوس! قرآن شریف پڑھانے والے مدارس مٹ گئے ہیں، وہ شہر آنکھوں کے لئے بہت خوبصورت تھے، نگاہیں ان کے سرسبز درختوں سے لطف اندوز ہوتی تھیں لیکن اب ان کی حالت کا ایک عجیب منظر ہو گیا ہے جو قافلے کو روک لیتا ہے اور بیٹھنے والے کو سوار کر دیتا ہے۔ وہ عیش کدھر گیا جس سے ہم داستانیں بناتے تھے، وہ شاخیں کہاں گئیں ہیں جن سے ہم شہد حاصل کرتے تھے۔ اس کی خوبیوں کو ایک سرکش نے مٹا دیا ہے۔ جس نے اس کی توڑ پھوڑ میں غفلت سے کام نہیں لیا۔ اس کے لئے فضاء خالی ہو گئی ہے۔ جس چیز کو اس کی ٹانگیں نہیں اچک سکیں اسے اس نے ہاتھ لمبا کر کے لے لیا ہے۔ اے مولیٰ جو کچھ دشمنوں نے مٹا دیا ہے اسے زندہ کر دے جیسے تو نے مہدی کی دعوت سے گمشدہ چیزوں کو زندہ کر دیا تھا۔ ان ایام میں، میں نصرت حق کے لئے سبقت کرنے والا تھا اور ساتھ ساتھ میں نور ہدایت سے نور حاصل کرتے ہوئے رات گزارتا تھا۔ اے منصور بادشاہ، اپنے شہروں کو ان سے پاک کر کیونکہ وہ نجس ہیں اور نجس کو دھوئے بغیر طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ کاٹنے والی فوج کے ساتھ ان کی زمین کو روند ڈال یہاں تک کہ ان کے ہر سردار کے سر کو کچل دے۔ تو شرق اندلس کے لوگوں کی مدد کر جن کی آنکھیں اشکوں سے لبریز ہیں اور وہ ہر دم برستی رہتی ہیں۔ تجھے مبارک ہو، ان کے صحن کو کم مو دراز پشت گھوڑوں اور خطی نیزوں سے بھر دے، بعدازاں فتح کا ایک وقت مقرر کر دے۔ شاید دشمنوں کا وقت قریب آ گیا ہے، یا آنے والا ہے۔''

لہٰذا امیر ابوزکریا نے ان کے داعی کی بات کو قبول کیا اور ان کی طرف اپنے بحری بیڑے کو کھانے، اسلحے اور مال سے بھر کر ابو یحییٰ بن یحییٰ بن الشہید بن اسحاق بن ابی حفص کے ساتھ بھیجا۔ ان تمام چیزوں کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی۔ جب بحری بیڑا ان کی مدد کو پہنچا تو وہ محاصرے کے گڑھے میں پڑے ہوئے تھے لہٰذا وہ دانیہ کی بندرگاہ پر اترا اور وہاں سے انہیں مدد پہنچائی۔ وہ پھر فاس کو لوٹ آیا۔ ابن مردنیش کی طرف سے کوئی آدمی اس کے پاس نہیں آیا جو اس سے چیزوں کو لیتا، یوں بلنسیہ کے باشندوں کا محاصرہ سخت ہو گیا اور خوراک ختم ہو گئی۔ اس دوران بہت سے آدمی بھوک سے مر گئے لہٰذا شہر سپرد کرنے کے متعلق خواہش ہوئی تو اس کی ایک جانب صفر سنہ 36 میں ارغون کے بادشاہ نے لے لی۔ اس کے بعد ابن مردنیش وہاں سے نکل کر جزیرہ شقر کی طرف چلا گیا اور وہاں کے باشندوں سے امیر ابوزکریا کی بیعت لی۔ وہ پھر اہل مرسیہ کے پاس گیا جہاں پر سال کے آغاز میں ابوبکر عزیز بن عبدالملک بن خطاب کی بیعت ہو چکی تھی لہٰذا اس نے اس سال کے رمضان میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ان کی بیعت امیر ابوزکریا کو بھیج دی۔ یوں بلاد شرقیہ اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے۔ سنہ 37 میں ابن مردنیش کا وفد تونس سے اس کی طرف لوٹ آیا یہاں تک

کہ ابن ہود کا مرسیہ پر غلبہ ہو گیا۔ وہ پھر وہاں سے نکل کر سنہ 38 میں لعت الھصون کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ طاغیہ برشلونہ نے سنہ 22 میں اس کے ہاتھ سے مرسیہ کو چھین لیا۔ اس کے بعد وہ تونس کی طرف چلا گیا۔

الجوہری کی روداد

اس آدمی کا پورا نام محمد بن محمد الجوہری تھا۔ یہ سبتہ اور غمارہ جو مغرب کے مضافات میں سے تھے، کے حکمران اکماز یر ھتاتی کی خدمت کی وجہ سے مشہور تھا۔ یہ بہت اچھا منتظم اور ریاست کا خواہش مند تھا۔ جب یہ تونس میں آیا اور سلطان کے والیوں سے وابستہ ہوا تو اس نے ان امور پر غور کیا جو اسے سلطان کے قریب کرنے والی اور اس کے مقام کو بلند کرنے والی ہوں۔ اس نے اس دوران افریقہ میں جنگلات میں رہنے والے بربری اہل خیام کے خرج کو غیر منضبط پایا جس کا رجسٹر میں بھی کوئی اندراج دشمار نہیں تھا۔ جب اسے اس بات کا پتہ چلا کہ یہ تو والیوں اور عمال کا کھاجا ہے۔ لہٰذا ان کی طرف گیا اور ان کے خراج کو سلطان کے پاس پہنچایا جس کی وجہ سے عمال کے درمیان اس کی شہرت ہو گئی۔ وہ اب سلطان ابوزکریا اس کی طرف مائل ہو گیا، اس کے مشوروں پر اعتماد کرنے لگا اور اسے اپنا خاص آدمی بنا لیا۔ اس نے پھر ابوربیع کنفیسی جو ابن القریر کے نام سے مشہور تھا، کی موت پر اتفاق کیا۔ یہ شخص الحضرۃ میں بڑا کاروبار کرتا تھا لہٰذا اس نے اس کی جگہ اس کو عامل مقرر کر دیا۔ اس خطے میں موحدین کے مشائخ کا کوئی بڑا آدمی ہی والی بنتا تھا لہٰذا سلطان نے اسے اس کی کارگزاری اور کفایت کی وجہ سے وہاں عامل مقرر کر دیا جس سے اس کی خواہش پوری ہو گئی۔ لیکن اسے اس نے اپنی خواہش تک پہنچنے کے لئے ایک ذریعہ شمار کیا لہٰذا اس نے شمشیر زنوں کا لباس تیار کیا اور پھر سرحد کی حفاظت کے لئے گھوڑوں کو تیار کیا۔ بعد ازاں بیابانی لوگوں کے ساتھ جنگ کے لئے آلہ تیار کیا۔ اس اثناء میں اسے ابوعلی بن نعمان اور ابوعبیداللہ بن الحسین کے سرافگندہ ہونے پر افسوس ہوا لہٰذا ان دونوں نے اس سے دشمنی کی، سلطان کو اس کے خلاف اکسایا اور اس کی نافرمانی کے شر سے متنبہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز سلطان نے بعض مخالفوں اور نافرمانوں کی تقدیم کے سلسلے میں ان سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے اسے کہا میرے پاس تیرے دروازے پر ہزاروں لشکر موجود ہیں، اگر تو ان کے ذریعہ ان جیسے لوگوں میں جس کو تیر مارنا چاہتا ہے مار دے۔ سلطان نے پھر اس سے منہ پھیر لیا اور اسے اس شکایت کا مصداق پایا جو اس کے متعلق کی گئی تھی۔ جب اس نے عبدالحق یوسف بن یاسین کو زکریا بن سلطان کے ساتھ بجایہ میں کاروبار میں مقدم کیا تو جوہری نے اسے بتایا کہ ایسا اس نے اس کی شکایت کی وجہ سے کیا ہے۔ اس نے پھر اسے وصیت کی کہ وہ اس کے معاملے کے سلسلے میں آگاہی حاصل کرے اور اس کے خط کے مطابق عمل کرے لہٰذا عبدالحق نے یہ بات امیر زکریا کو بتا دی۔ اب وہ پریشان ہو گیا اور جوہری کے سامنے آنے پر برا منایا۔ یوں ہمیشہ ہی اس کے متعلق اس قسم کی باتیں کی جاتی رہیں یہاں تک کہ اس پر فرد جرم عائد کر دی گئی۔ اس کے بعد امیر ابوزکریا نے اچانک اس پر حملہ کر کے اسے سنہ 89 میں گرفتار کر لیا اور اسے آزمائش کے لئے اس کے دشمنوں ابن لمان اور الندومی کے سپرد کر دیا۔ اس نے بہر حال اس عذاب پر صبر دکھایا اور ایک روز اس کے قید خانے میں مر گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنا گلا گھونٹ لیا تھا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو راستے کے وسط میں پھینک دیا گیا۔ اہل شماتت نے اس کے ساتھ طرح طرح کی بیہودگی کی۔ جب سے امیر ابوزکریا نے مستقل طور پر افریقہ کی حکومت سنبھالی اور اس نے بنی عبدالمومن سے حاصل کی تھی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے وہ تب سے مراکش میں الحضرۃ کے بادشاہ سے مقابلہ کرتا اور تخت دعوت پر غالب تھا۔ اس کا خیال تھا کہ زناتہ کی مدد سے وہ جو کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے، اسے مل جائے گا لہٰذا وہ امرائے زناتہ کو اس طرف رغبت دلاتا اور ان سے بنی مرین، بنی عبدالواد اور توجین اور مغرادہ کے احیا کے لئے مراسلت کرتا تھا۔ اس دوران یغمراسن نے جب سے آل عبدالمومن کی اطاعت اختیار کر لی تھی وہ عملی طور پر ان کی دعوت کو قائم کر رہا تھا۔ وہ پھر ان کے پاس آ گیا اور ان کے دوست کے ساتھ صلح اور ان کے دشمن کے ساتھ لڑائی کرتا تھا۔ ان میں سے رشیدان سے بہت حسن سلوک کرتا اور خلوص رکھتا تھا۔ اس نے اس سے پھر مزید دوستی چاہی۔ مغرب اور حکومت پر اس جیسے چڑھائی کرنے والے بنی مرین کی طرف مائل ہونے اور اس کی خوشی کے ارادے سے اس نے اسے مختلف قسم کے تحائف دیئے۔ لہٰذا سلطان ابوزکریا نے یغمراسن کے ساتھ رشید کے اس رابطے پر برا منایا اور انہیں اپنے قریب میں ایک قریبی جگہ پر پابند کر دیا۔ اسی دوران میں بنی توجین کا امیر عبدالقوی اور بنی مندیل بن عبدالرحمن امرائے مغرادہ کا ایک وفد اس کے پاس یغمراسن کے خلاف مدد مانگنے کے لئے آیا۔ لہٰذا انہوں نے اس کے معاملے کو آسان کر دیا اور اسے تلمسان کا

خودمختار حاکم بننے کے سلسلے میں خوش کن باتیں بتائیں اس نے زناتہ کو متفق کیا اور پھر مراکش میں موحدین کے بادشاہ کو کچلنے کے لئے سواریاں تیار کیں۔ یوں اس نے موحدین اور باقیماندہ دوستوں اور فوجوں کو تلمسان کی طرف جانے کے لئے تیار کر دیا۔ بنی مسلم اور ریاح کے جو اعراب اس کی اطاعت میں تھے، وہ بھی اپنی سواریوں کے ساتھ لڑائی کے لئے نکل پڑے۔ لہٰذا انہوں نے حفاظتی فوج کو اتار دیا۔ یوں وہ سنہ 39 میں ایک بہت بڑی فوج اور عظیم لشکر کے ساتھ اٹھا۔ اس نے پھر عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کے لڑکوں کو اپنے اپنے وطنوں سے آنے والے لوگوں، ذوبان اور زغبہ کے قبیلوں اور عربوں کی فوج کے ساتھ اپنی فوج کے آگے آگے بھیجا۔ اس نے ان کے ملک کی سرحدوں میں ان سے مقابلے کے لئے جگہ مقرر کی۔ جب وہ مغرب میں ریاح اور بنی سلیم کے میدانوں کے منتہیٰ پر صحرائے زامز میں اترا تو عرب سلطان کی رکاب میں چلتے ہوئے سستی کرنے لگے اور عذر کرنے لگے لہٰذا امیر ابوزکریا نے انہیں لڑائی کے لئے کھڑا کرنے اور ان کے عزم کو بیدار کرنے کے لئے ایک لطیف حیلہ کیا۔ بعدازاں وہ اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ اس نے موحدین کی تمام فوجوں کے ساتھ شہر کے میدان میں تلمسان سے لڑائی کی۔ جب یغمراسن اور اس کی فوجیں تیراندازی کرتے ہوئے سلطان کے مقابلے میں نکلیں تو وہ تتر بتر ہو گئے اور دیواروں کی پناہ لینے لگے۔ وہ فصیلوں کو بچانے سے عاجز آ گئے لہٰذا بلندی سے خوب لڑائی ہوئی۔ جب یغمراسن نے دیکھا کہ شہر میں اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے خواص میں چھپ کر تلمسان کے دروازوں میں سے باب عقبہ کا قصد کیا۔ اس پر موحدین کی فوجوں نے اسے روکا تو اس نے بھی ان کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس نے ان کے بعض بہادروں کو پچھاڑ دیا تو انہوں نے اسے راستہ دے دیا اور وہ صحرا کی طرف چلا گیا۔ بعدازاں ہر جانب سے فوجیں شہر کی طرف کھسک گئیں پھر انہوں نے اس میں گھس کر عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے اور احوال کے لوٹنے سے فساد پیدا کر دیا۔ جب اس نے دیکھا تو اس نے اس گھبراہٹ اور صدمے کو دور کر دیا، یوں لڑائی کی آگ سرد ہو گئی۔ اب موحدین اور امیر نے ان لوگوں کے متعلق سوچ بچار کی جو اسے تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت دے رہے تھے اور ساتھ ساتھ اسے بنی عبدالمومن کی دعوت اور اس کی مدافعت کے لئے اس کی سرحد پر اتار رہے تھے۔ ان کے اشراف نے اس بات کو برا سمجھا اور امرائے زناتہ نے اسے یغمراسن کے مقابلے میں کمزور سمجھتے ہوئے بھگا دیا۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہ وہ سردار ہے جو نہ اپنے آپ کو زخمی کر سکتا ہے، نہ اچانک حملہ کر سکتا ہے اور نہ اپنے شکار سے روک سکتا ہے۔ اس کے بعد یغمراسن نے پڑاؤ کے اردگرد غارت گروں کو بھیجا جنہوں نے لوگوں کو اچک لیا۔ پھر انہوں نے کمین گاہوں سے اسے دیکھ لیا لہٰذا اس نے سلطان کے پاس ایک وفد بھیجا جس نے تلمسان اور افریقہ کے بدلہ کا مطالبہ کرتے ہوئے مراکش کے حاکم پر اتفاق کرنے کی تجویز پیش کی اور یہ بھی کہ وہ اس اکیلے کو محمدی دعوت دے دے، سلطان نے یہ بات قبول کر لی۔ بعدازاں اس کی ماں سوط النساء شرط قبول کے لئے اس کے پاس آئی تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے بڑا انعام بھی دیا۔ اس نے اس کے آنے جانے کی تحسین کی۔ اس نے پھر یغمراسن کے لئے افریقہ کے بعض علاقوں کی شرط لگائی اور اس کے خراج کے لئے اپنے عمال کے ہاتھوں کو کھول دیا۔ بعدازاں وہ اپنی آمد کے سترہ روز بعد الحضرۃ کی طرف لوٹ گیا۔ راستے میں موحدین نے اس کے دل میں یغمراسن کی سختی کا وسوسہ ڈالا اور اسے بتایا کہ وہ زناتہ اور امرائے مغرب میں سے اس کے حاسدوں کو کھڑا کر سکتا ہے تاکہ وہ اپنے ارادے سے باز رہے۔ انہوں نے پھر اسے سلطان کا لباس زیب تن کروا دیا تو اس نے اس کی بات مان لی۔ اس کے بعد عبدالقوی بن عطیہ توجینی اور عباس بن مندیل مغرادی اور منصور ملکیشی کو اپنی اپنی قوم کا سردار بنا دیا گیا اور انہیں آلہ بنانے اور یغمراسن کے طریقے پر بادشاہی بنانے کی اجازت دے دی لہٰذا انہوں نے اس کی اور موحدین کے رہنماؤں کی موجودگی میں انہیں تیار کر لیا۔ انہوں نے پھر اس کے دروازے پر ان مراسم کو قائم کیا اور وہ اپنے ملک کی وسعت اور خواہش کی تکمیل، اس کی حکومت کے سامنے مغرب کی اطاعت اور اس میں بنی عبدالمومن کی دعوت کے سلسلے میں ٹھنڈی آنکھوں کے ساتھ تونس کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ میں داخل ہوا اور اس کے تخت پر بیٹھ گیا۔ اب شعراء نے فتح کے شعر پڑھے، اس نے انہیں انعامات دیئے اور لوگوں کی گردنیں اس کی طرف اٹھنے لگیں۔

حفصی دعوت میں اہل اندلس کی شمولیت

اس وقت ابوالولید کی اولاد میں سے ابومروان احمد الباجی اشبیلیہ میں موجود تھا۔ جبکہ حافظ ابوبکر جو نہایت مشہور آدمی ہے، اس کی اولاد میں

سے ابوعمر بن الجد موجود تھا۔ یہ اپنے اجداد سے بزرگی اور بڑائی کے وارث تھے اور خلفاء نے انہیں ان کے طریقوں پر چلایا۔ یہ دونوں اپنے اپنے ملک کے لوگوں کے متبوع و مطاع تھے۔ بعدازاں ابوالقاسم امیر زکریا کے جملہ مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ اس نے اس بات کی اپنے بیٹے کو بھی وصیت کی یہاں تک کہ اس کے نفس نے اسے حملے اور بغاوت کرنے کی ترغیب دی۔ اس پر اس بات کا رعب چھا گیا کہ لوگوں کا گروہ اس کی تشہیر کرے گا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ سلطان نے تانبے کے نئے پیسے بنائے جو پہلے چاندی سے بنائے جاتے تھے، اس طرح اس نے مشرق کے سکے کی مشابہت اختیار کی تاکہ بازاروں میں لوگوں کو معاملات اور ضروریات پورا کرنے میں آسانی ہو۔ ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ چاندی کے سکے لینے والے یہودیوں نے اس کے بنانے اور خرچنے میں فریب کاری شروع کر دی۔ اس نے اپنے نئے سکے کا نام حندوس رکھا لیکن پھر لوگوں نے اسے خیانت سے خراب کر دیا جبکہ صاحب مرتبہ لوگوں نے اسے کم وزن بیان کیا۔ یوں اس میں خرابی پھیل گئی لہٰذا سلطان نے اس کی سزا میں سختی کر دی۔ اس نے لوگوں کے ہاتھ کاٹے اور انہیں قتل کیا۔ جو اس سکے کو لیتا وہ شبے میں پڑ جاتا۔ لوگوں نے پھر اس کے بارے میں فکر کی اور سلطان کو اسے ختم کرنے کو کہا۔ اس سلسلے میں بہت باتیں ہونے لگیں اور فتنہ پیدا ہو گیا۔ نئے انداز سے عوام کو یہ بات بھی برداشت کرنا پڑی کہ باہر سے جو شخص فتنہ بھڑکاتا ہے اس کا نام قاسم بن ابی زید ہے۔ لہٰذا سلطان نے یہ سکہ ختم کر دیا اور اس کے عم زاد ابوالقاسم کی حالت نے اسے غمگین کر دیا اس دوران اسے اطلاع ملی تو اس کا نفس جو اسے بغاوت کی ترغیب دیتا تھا، اس کے متعلق اس پر رعب چھا گیا۔ پھر سنہ 61 میں الحضر ۃ سے بھاگ کر ریاح سے جا ملا اور ان کے امیر شبل بن موسیٰ بن محمد انیس زواودہ کے ہاں اترا۔ یوں اس نے اس کی حکومت کی تابعداری کی۔ جب اسے اطلاع ملی کہ سلطان اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیے ہوئے ہے تو وہ اس کے حملے سے ڈر گیا۔ اس کے بعد اس کے قبیلہ سے عربوں کی حکومت مضطرب ہو گئی۔ جب ابوالقاسم نے ان کے اضطراب کو محسوس کیا تو وہ اس بات سے خوفزدہ ہو گیا کہ جب سلطان اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو وہ اسے اس کے سپرد کر دیں گے لہٰذا وہ جلد ہی وہاں سے تلمسان چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس میں رہنے لگا۔ اس نے پھر وہاں بھی برے کام کرنے شروع کر دیئے اور حکومت نے بھی اس کی عیب گیری شروع کر دی۔ وہ پھر وہاں سے مغرب کی طرف چلا گیا اور مدت تک تینملل میں قیام پذیر رہا اور پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ وہ وہیں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ امیر ابواسحاق، ابن احمر کی پناہ سے کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

مسیلہ کی طرف روانگی

جب سلطان کو اس کے عم زاد قاسم بن ابی زید کے متعلق اطلاع ملی کہ ریاح کی بیعت کے بعد وہ مغرب کی طرف چلا گیا ہے اور انہوں نے اس کے ساتھ شہروں پر چڑھائی کی ہے تو وہ سنہ 64 میں موحدین کی افواج کے ساتھ وطن کو درست کرنے، اس سے فساد کے آثار کو مٹانے اور عربوں کو طاغیہ سے چھڑانے کے لئے نکلا۔ وہ جہات سے ہوتا ہوا بلاد ریاح میں پہنچا، ان پر قبضہ کر لیا اور ان کی اطراف کو درست کیا۔ اس دوران شبل بن موسیٰ اور اس کی زواودہ قوم بیابان کی طرف بھاگ گئے۔ سلطان پھر ریاح کے آخری وطن مسیلہ میں اتر پڑا اور وہاں اس سے بنی توجین کے امیر محمد بن عبدالقوی نے ملاقات کی۔ اس نے اس کی ملاقات سے برکت حاصل کرتے ہوئے نئے سرے سے تجدید اطاعت کی لہٰذا اس نے اس کے ساتھ بڑا امثال کا سا حسن سلوک کیا، اسے سامان اور انعامات سے مدد دی اور اسے کوتل گھوڑے اور سونے سے بھری ہوئی کشتیاں دیں۔ اس کے علاوہ کتان اور بہترین روئی کے کپڑوں کے خیمے لگائے اور ان کے ساتھ مال، سواریاں، گھوڑے اور ہتھیار دیئے۔ اس نے الزاب کی عملداری میں اسے اوماش کا شہر ہیڈ کوارٹر کے طور پر اسے جاگیر میں دیا اور وہ پھر اپنے وطن کی طرف لوٹ آیا۔ سلطان بھی تونس کی طرف واپس آ گیا لیکن اس کے دل میں ریاح کے متعلق کینہ تھا یہاں تک کہ اس نے اپنی تدبیر کا رخ اس طرف کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ وہ دوسری بار الحضر ۃ میں اترا جو اس کے مولیٰ ہلال کی وفات کی جگہ ہے اور جو کہ قائد کے نام سے مشہور تھا۔ اسے حکومت میں سلطان کی طرح قدیمی مرتبہ حاصل تھا۔ وہ بہادر، سخی، خوش اخلاق اور اہل علم اور حاجتمندوں کی طرف توجہ دینے والا تھا۔ اس کے بہت سے اچھے کارنامے منقول ہیں جن سے اس کی بہت شہرت ہوئی لہٰذا سلطان کو اس کی وفات کا بہت غم ہوا۔

اس دوران شبل بن موسیٰ اور اس کی زواودہ قوم نے طاغیہ کو پریشان کرنے کے لئے بہت کام کئے اس گھرانے میں سے جو آدمی ان کے

ساتھ ملا انہوں نے اسے بادشاہ بننے کی رائے دی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے انہوں نے پہلے امیر ابو اسحاق کی اور پھر اس کے عم زاد یعنی ابوالقاسم بن ابی زید کی پیروی کی۔ سلطان سنہ 64 میں ان سے مقابلے کے لئے گیا اور ان کے اوطان پر قبضہ کر لیا۔ وہ پھر صحرا میں چلے گئے اور یہ تونس کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے پھر ابی ھلال عباد عامل بجایہ کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، اشارہ کیا کہ وہ ان سے حسن سلوک اور دوستی کرے تا کہ وہ اس کے پاس آتے جاتے رہیں۔ بعدازاں سلطان نے کعوب بن سلیم، ذیاب اور بنی ھلال کے فریقوں سے اپنے حلیفوں کو جمع کیا اور سنہ 60 میں موحدین کی فوجوں کے ساتھ تونس سے نکلا۔ اس سے پھر بنو عساکر بن سلطان نے جو مسعود بن سلطان کے بھائی ہیں، ملاقات کی لہٰذا اس نے محمد بن عساکر کو اس کی قوم اور دیگر ریاح پر امیر بنا دیا۔ اس کے بعد بنو مسعود بن سلطان صحرا کی طرف بھاگ گئے تو سلطان نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ نقاوس میں اترا۔ انہوں نے پھر الزاب کی گھاٹیوں میں پڑاؤ ڈال لیا۔ اس کے بعد ان کے ایلچی ابی ھلال کے پاس میدان میں داخل ہونے کے لئے اسے مراجعت سے مانوس کرنے کے لئے آنے جانے لگے لہٰذا اس نے اپنے ارادے کو پورا کرنے کے لئے انہیں سلطان کے پاس جانے کو کہا، انہوں نے اس کے اشارے کو قبول کر لیا۔ بعدازاں ان کا امیر شبل بن موسیٰ بن محمد بن مسعود اور اس کا بھائی گئے تو اس نے انہیں اور درید بن تازیر کو گرفتار کر لیا جو کرفہ کے شیوخ میں شامل تھا، اس نے ان کا سامان لوٹ لیا اور انہیں قتل کر دیا، پھر ان کے جسموں کو نقاوس کی جہات کے کناروں پر نصب کر دیا جہاں پر انہوں نے ابوالقاسم بن ابی زید کی بیعت کی تھی۔ اس نے ان کے سروں کو بسکرہ کی طرف بھجوا دیا جہاں ان کو نصب کر دیا گیا۔ وہ پھر لڑتا ہوا ان کے قبائل کی طرف چلا گیا اور اس نے انہیں الزاب کی گھاٹیوں میں ان کی جگہوں پر اتار دیا اور وہاں پر ان کے ساتھ رہا لہٰذا وہ بھاگ گئے اور جاتے جاتے سواریوں اور گھوڑوں اور خیموں کو چھوڑ گئے۔ یوں وسدریکش کے ہاتھ ان سے بھر گئے۔ وہ کجاووں پر بیٹھ کر بچوں اور عیال کے ساتھ بھاگ گئے۔ فوجیں ان کا پیچھا کر رہی تھیں یہاں تک کہ وہ الزاب کے سامنے وادی عشدی سے آگے گزر گئے۔ یہی وہ وادی ہے جو مغرب اوسط کے سامنے سے جبل راشد سے نکل کر پھر الزاب سے گزرتی ہوئی مشرق کی طرف چلی جاتی ہے اور سبخہ نفزادہ میں جا گرتی ہے جو کہ بلاد الجرید میں سے ہے لہٰذا جب ان کا دستہ وادی سے گزر گیا تو وہ اس بے آب و گیاہ جنگل اور سیاہ پتھریلی زمین میں چلے گئے جسے الحمادہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد فوجیں ان کے تعاقب سے واپس آ گئیں اور سلطان اپنی لڑائی سے کامیاب و کامران ہو کر واپس آیا۔ بعدازاں شعراء نے مبارکباد کے قصائد پڑھے۔ زواودہ کی جماعت پھر ملوک زناتہ کے ساتھ جا ملی اور بنو یحییٰ بن درید، یغمراسن بن زیان کے ہاں اور بنو محمد بن مسعود، یعقوب بن عبدالحق کے ہاں اترے۔ اس کے بعد انہوں نے انہیں بہت عطیات دیئے اور ان کے ہاتھوں کو انعامات، اصطبلوں کو گھوڑوں اور قبیلوں کو اونٹوں سے بھر دیا۔ وہ پھر اپنے وطنوں کو لوٹ آئے اور انہوں نے وارکلہ اور ریغہ کے محلات پر قبضہ کر لیا یوں انہیں سلطان کی حکومت سے الگ کر لیا پھر وہ الزاب کی طرف مڑ گئے۔ بعدازاں اس کے عامل نے ان کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا اور یہ مقرہ کا ٹھکانہ تھا۔ لہٰذا اس نے الزاب کی حدود پر ان سے لڑائی کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور بطاوہ تک اس کا تعاقب کیا، اس نے پھر اس کے نزدیک اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر الزاب، جبل اور اس اور بلاد حضنہ پر چڑھائی کی یہاں تک کہ حکومتوں نے انہیں یہ علاقے دے دیئے اور یہ ان کی ملکیت ہو گئے۔

سلطان کی نصرانیوں سے لڑائی

یہ قوم افرنجہ کے نام سے مشہور ہے تاہم عوام اسے افرانسہ شہر کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے افرانس کہتے ہیں۔ ان کا نسب یافث بن لوح کے ساتھ جا ملتا ہے۔ یہ لوگ بحر روم کے دونوں کناروں میں سے شمالی کنارے پر رہتے ہیں جو جزیرہ اندلس اور خلیج قسطنطنیہ کے درمیان واقع ہے۔ یہ لوگ مشرق کی جانب سے رومیوں اور مغرب کی جانب سے جلالقہ کے پڑوسی ہیں۔ انہوں نے رومیوں کے ساتھ ہی عیسائیت کو اختیار کر لیا تھا۔ شاہ روم کی واپسی کے بعد ان کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ پھر یہ رومیوں کے ساتھ سمندر پار کر کے افریقہ چلے گئے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ اس کے بڑے بڑے شہروں مثلاً سبیطلہ، جلولا، قرطاجنہ، مرناق اور باغایہ میں اتر پڑے اور وہاں پر جو بربری رہتے تھے، ان پر غالب آ گئے یہاں تک کہ وہ بھی عیسائی ہو گئے اور ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس کے بعد اسلام آیا تو اعراب نے ان کے ہاتھوں سے افریقہ کے باقی ماندہ شہروں مشرقی کنارے اور سمندری جزائر مثلاً افریطش، مالطہ، صقلیہ اور میورقہ کو چھین کر فتح حاصل کر لی۔ انہوں نے پھر خلیج طنجہ کو پار کیا اور القوط، جلالقہ اور البشکنس پر غلبہ پا

لیا۔ یوں وہ جزیرہ اندلس پر قابض ہو گئے اور اس کی گھاٹیوں اور گھروں سے نکل کر ان افرنجہ کے میدانوں کی طرف آ گئے۔ انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا اور ان میں فساد برپا کر دیا۔ اس طرح وہ ہمیشہ ہی اون والے اندلس میں بنی امیہ کے آغاز میں اس طرف آتے رہے۔ افریقہ کے والی اغالبہ میں سے تھے جب کہ ان سے پہلے بھی مسلمانوں کی فوجیں اور ان کے بحری بیڑے اس کنارے سے ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ وہ سمندری جزیروں میں ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے پھر اپنے کنارے کے میدانوں سے ان سے لڑائی کی۔ ان کے دلوں میں ہمیشہ ہی کینہ قائم رہا کیونکہ اپنے چھنے ہوئے علاقوں کی واپسی کا طمع کرتے رہے۔ جب رومی حکومت قسطنطنیہ اور رومہ پہنچی اور خرنجہ کی حکومت مضبوط ہو گئی تو انہوں نے مشرق میں اسے خلافت کا نام دیا۔ اس کے بعد وہ شام کے قلعوں اور سرحدوں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے بڑھے اور ان پر چڑھائی کی۔ انہوں نے ان میں سے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور مسجد اقصیٰ پر غالب آ گئے جس میں مسجد کے بجائے ایک بہت بڑا گرجا بنایا اور کئی بار مصر اور قاہرہ سے لڑائی کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حاکم مصر اور شام صلاح الدین ابوایوب کردی کو چھٹی صدی کے وسط میں مسلمانوں کے لئے بچانے والا باغ اور اہل کفر پر عذاب بنا کر بھیجا۔ اس نے پھر ان کے ساتھ جہاد میں بڑی بہادری دکھائی، اور جو کچھ انہوں نے قبضہ میں کیا تھا، اسے واپس لے لیا۔ مسجد اقصیٰ کو ان کے جھوٹ اور کفر سے پاک کیا۔ وہ پھر اپنے جہاد کی کارروائیوں میں فوت ہو گیا، تو پھر انہوں نے دوبارہ حملہ کیا اور ساتویں صدی میں حاکم مصر اور شام ملک صالح کے عہد میں اور تونس میں امیر ابوزکریا کے دور میں مصر سے لڑائی کی پس انہوں نے دمیاط میں اپنے خیمے لگائے اور اسے فتح کر لیا۔ انہوں نے پھر رفتہ رفتہ مصر کی بستیوں پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اس دوران میں ملک صالح فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا معظم حکمران بنا۔ جب مسلمانوں کو نیل کے بہاؤ کے دور میں لڑائی سے فرصت ملی تو انہوں نے الغیاض کو فتح کیا اور پانی کی فراوانی کو دور کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے پڑاؤ کا گھیراؤ کر لیا اور ان میں سے ایک عالم فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے سلطان کو لڑائی سے بیڑیاں ڈال کر سلطان کی طرف بھیج دیا اور اس نے اسے اسکندریہ میں قید کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ مسلمانوں کو دمیاط پر قبضہ دلائے گا۔ لہٰذا انہوں نے صلح کی شرط پر اس سے وعدہ وفائی کی۔ لیکن اس نے تھوڑی مدت میں ہی عہد شکنی کی اور اپنے علاقے کے تاجروں کے مال کے ضامن ہونے کے سلسلے میں اس نے ازراہ ظلم تونس پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ انہوں نے اللیانی کو قرض دیا اور جب سلطان نے اسے ہٹا دیا تو انہوں نے بغیر کسی سبب کے اس سے اس مال کا مطالبہ کیا جو تین سو دینار تھا۔ لہٰذا انہوں نے غضبناک ہو کر اپنے طاغیہ کے پاس شکایت کی تو وہ بھی ان کے لئے برافروختہ ہو گیا، انہوں نے اسے تونس سے لڑائی کرنے کی طرف رغبت دلائی کیونکہ اس میں بھوک اور جانوروں کی وبا پڑی ہوئی تھی لہٰذا اس نے پھر افرنج کے طاغیہ انفرنسیس کو بھیجا جس کا نام سلویس بن یولیس تھا اور جس نے افرنجی زبان میں ریڈفرنس کا لقب اختیار کیا تھا، اس کے معنی شاہ فرانس کے ہیں لہٰذا اس نے اس کو ملوک نصاریٰ کی طرف بھیجا کہ وہ انہیں تونس کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے نکالے۔ اس نے اس دوران خلیفۃ المسیح کی طرف بھی آدمی بھیجا، اس نے بھی ملوک نصاریٰ کو اس کی مدد کرنے کی طرف اشارہ کیا اور گرجوں کے اموال بھی اسے مدد کے لئے گے ہاتھوں دیئے۔ یوں باقی ماندہ شہروں میں بھی نصاریٰ کی لڑائی کی تیاری کی خبر مشہور ہو گئی۔ مسلمان ممالک میں سے جن نصرانی بادشاہوں نے اسے لڑائی کے متعلق جواب دیا، وہ شاہ انکشار، شاہ اسکوسنا، شاہ نزول اور شاہ برشلوز تھے۔ جس کا نام زیدراکون بھی تھا۔ اس کے علاوہ افرنجی بادشاہوں کی ایک اور جماعت نے بھی اسے جواب دیا۔ ابن اثیر نے یہ بات اسی طرح بیان کی ہے۔ اب مسلمانوں کو ان کے غصے نے پریشان کر دیا اور سلطان نے اپنی باقی ماندہ عملداریوں میں خوب تیاری کرنے کا حکم دے دیا اور ساتھ ساتھ سرحدوں میں فصیلوں کو درست کرنے اور خوراک جمع کرنے کا حکم دے دیا۔ اب نصرانی تاجر مسلمانوں کے شہروں کے ساتھ معاہدہ کرنے سے احتراز کرنے لگے۔ سلطان نے اپنے ایلچیوں کو انفرنسیس کی طرف اس کے حالات کا جائزہ لینے اور اس کے ساتھ ایسی شرائط طے کرنے کے لئے بھیجا جس سے وہ اپنے ارادے سے باز رہے۔ وہ اپنی شروط کی تکمیل کے لئے اسی ہزار (80,000) دینار کا سونا اٹھا کر لے گئے لہٰذا اس نے ان کے ہاتھوں سے مال لے لیا اور انہیں بتایا کہ لڑائی ان کے علاقے میں ہو گی۔ جب انہوں نے اپنا مال طلب کیا تو وہ بہانے کرنے لگے کہ اس نے مال لیا ہی نہیں ہے۔ یوں ان کا معاملہ اس کے ساتھ حاکم مصر کے ایلچی کے پہنچنے کا سا ہو گیا لہٰذا اسے انفرنسیس کے پاس حاضر کیا گیا تو اس نے اسے بیٹھنے کو کہا، اس نے بیٹھنے سے انکار کیا اور اسے سلطان مصر کے شاہی شاعر ابی مطروح کے یہ اشعار سنائے۔

''جب تو فرنسیس کے پاس پہنچ جائے تو اسے خیر خواہ وزیر کی سچی باتیں کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ تجھے عیسیٰ کے عبادت گزار نصاریٰ کے قتل کا اجر عطا کرے۔ تو مصر میں اس کی حکومت طلب کرتے ہوئے آیا ہے لیکن تو خیال کرتا ہے کہ ڈھول کے ساتھ بزدل طاقتور ہو جاتا ہے لہٰذا موت تجھے اوہم کی طرف لے آئی اور تیری آنکھوں کے سامنے جگہ بھی تنگ ہو گئی۔ بعد ازاں تیرے تمام اصحاب کو تیری بدتدبیری نے قبر میں ڈال دیا اور ستر ہزار میں سے ہر آدمی مقتول ہے یا مجروح ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے ایسی ہی باتوں کا الہام کرے، شاید مسیح کو تم سے راحت محسوس ہو۔ اگر تمہارا پوپ اس بات سے راضی ہے تو کئی دفعہ خیر خواہ بھی دھوکہ بازی کرتا ہے لہٰذا انہوں نے اسے کاہن بنا لیا اور وہ تمہاری جماعت اور تمہارے سست آدمی سے زیادہ تمہارا خیر خواہ ہے۔ انہیں کہہ دو کہ اگر انہوں نے بدلہ لینے یا کسی برے کام کے لئے دوبارہ آنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو ابن لقمان کا گھر اپنی جگہ پر قائم ہے، بیڑیاں بھی پڑی ہوئی ہیں اور آختہ کیا ہوا بہت خوبصورت ہوتا ہے۔''

اس کا مطلب ہے کہ ابن لقمان کے گھر میں اسکندریہ میں اس کے قید کرنے کی جگہ ہے اور اہل مصر کے عرف میں طواشی آختہ کو کہتے ہیں لہٰذا جب وہ یہ اشعار کو پڑھ چکا تو اس بات نے طاغیہ کو سرکشی اور تکبر میں بڑھا دیا، اس نے تونس کی لڑائی میں عہد شکنی سے معذرت کی اور باقی ماندہ علاقوں سے ایلچیوں کو اسی روز واپس بلا لیا۔ اس کے بعد سلطان کے ایلچی ان کی حالت سے انتباہ کرتے ہوئے پہنچ گئے اور طاغیہ نے اپنی فوجوں کو اکٹھا کیا۔ وہ ذوالقعدہ سنہ 68 کے آخر میں اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر تونس کی طرف گیا لہٰذا یہ لوگ سردانیہ یا صقلیہ میں جمع ہو گئے۔ اس نے پھر ان سے تونس کی بندرگاہ کا وعدہ کیا اور وہاں چل پڑے۔ سلطان نے پھر لوگوں میں دشمن کے متعلق چوکس رہنے، تیاری کرنے اور قریب ترین شہر میں لڑائی کے لئے جانے کا اعلان کر دیا۔ اس نے پھر الشوائی کو حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا، وہ کئی دن تک حالات کو معلوم کرتا رہا پھر قرطاجنہ کی بندرگاہ پر پے در پے بحری بیڑے آنے لگے۔ سلطان نے اس دوران اندلس کے اہل شوریٰ سے اور موحدین سے ان کے جانے، ساحل پر اترنے یا اس سے انہیں روکنے کے متعلق گفتگو کی۔ بعض لوگوں نے انہیں اس وقت تک رکنے کا مشورہ دیا کہ ان کی خوراک کے ذخائر ختم ہو جائیں تا کہ وہ اس جگہ سے جانے پر مجبور ہو جائیں جبکہ دوسرے لوگوں نے کہا کہ جب وہ الحضرۃ کی بندرگاہ سے جو محافظوں اور فوجوں والی ہے، جائیں گے تو وہ ایک سرحد پر حملہ کریں گے اور اس پر قبضہ کر کے لوٹ لیں گے لیکن اس پر ان کا غلبہ پانا مشکل ہوگا۔ سلطان نے اس بات سے اتفاق کیا اور انہیں اس طرف جانے کے لئے چھوڑ دیا۔ یوں وہ قرطاجنہ کے ساحل پر اتر پڑے۔ اس سے قبل روس کے سواحل اندلسی فوج اور رضا کاروں کی چوکیوں سے بھر چکے تھے، ان میں تقریباً چار ہزار سوار تھے جو رئیس الدولہ محمد بن الحسین کی نگرانی کے لئے اترے ہوئے تھے۔ جب عیسائی فوجی ساحل پر اترے تو وہ تقریباً چھ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ تھے، یہ بات مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ سے بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بڑے تین سو بحری بیڑے تھے جبکہ وہ سات بادشاہ تھے جن میں افرنسیس اور حاکم صقلیہ جرون کے بھائی اور جزر اور علجہ کا حاکم جو طاغیہ کا ساتھی تھا، جس کا نام الرنیہ تھا اور البرا بکیر کا حاکم شامل تھے، عام مورخین خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے الگ الگ تونس پر حملہ کیا تھا حالانکہ ایسا نہیں تھا بلکہ حملہ کرنے والا ایک ہی شخص تھا جس کا نام طاغیہ فرنجہ تھا۔ دراصل اس کے ساتھ اس کے بھائی اور جرنیل تھے جن میں سے ہر ایک اپنی قوت اور کثرت کی وجہ سے بادشاہ شمار ہوتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے قرطاجنہ کے قدیم شہر میں اپنی فوجیں اتار دیں اور وہ دیواروں کی طرح تھے۔ اس کے بعد شہر کے اندر کے پڑاؤ میں فوج برافروختہ ہو گئی اور انہوں نے فصیلوں کی خرابی کو لکڑی کے تختوں سے درست کیا۔ انہوں نے پھر ان کی برجیوں کو مرتب کیا اور فصیل پر ایک بڑی گہری خندق بنائی یوں وہ خاصی حد تک محفوظ ہو گئے۔ سلطان اب اس کی تخریب میں اپنی دانائی کے ضائع کرنے پر پشیمان ہوا۔ بہر حال فرنجہ کا بادشاہ اور اس کی قوم چھ ماہ تک تونس میں نبرد آزما رہے اور ان کے پاس برابر صقلیہ اور عدوہ کے بحری بیڑوں سے جوانوں، اسلحہ اور خوراک کی مدد پہنچتی رہی۔ اس نے بعض مسلمانوں کو بحیرہ کے ایک راستے میں داخل کر دیا تو عربوں نے ان کا پیچھا کیا۔ لہٰذا انہوں نے اچانک دشمن کو آ لیا اور فتح حاصل کی اور غنیمت لی۔ انہوں نے ان کی جگہ کو بھی معلوم کر لیا لہٰذا انہیں بحیرہ کی نگرانی کا مکلف کیا گیا۔ اس کے بعد الشوائی نے بحیرہ میں تیر انداز بھیجے اور انہوں نے ان کی طرف جانے والے راستے کو روک دیا۔ سلطان نے پھر اپنے ممالک میں فوج کو اکٹھے کرنے والے بھیجے اور خوش قسمتی سے اسے ہر جانب سے امداد ملی۔ حاکم بجایہ ابو ہلال بھی پہنچ گیا اور عربوں، سدویکش، دلھاصہ اور ھوارہ کی فوجیں بھی آ گئیں یہاں تک کہ زناتہ کے ملوک مغرب نے بھی اسے مدد دی۔ اس کے علاوہ محمد بن عبدالقوی نے بھی اپنے بیٹے زیان کی نگرانی کے لئے بنی توجین کی فوج اس کی

طرف بھیجی۔ اس کے بعد سلطان نے باقی ماندہ تنخواہ دار اور رضا کار فوج پر سات موحدین کو سالار مقرر کیا جن کے نام یہ ہیں: اسماعیل بن ابی کلاسن عیسیٰ بن داؤد، یحییٰ بن ابی بکر، یحییٰ بن صالح، ابو ہلال عیاد، حاکم بجایہ اور محمد بن عبو۔ ان سب کے کمانڈر یحییٰ بن صالح اور یحییٰ بن ابی بکر تھے۔ یوں مسلمانوں کی اتنی تعداد جمع ہوگئی تھی جسے شمار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس کے علاوہ صلحاء اور فقہاء اور درویش بھی خود جہاد کے لئے نکلے۔ بعدازاں سلطان خود اپنے خواص اور دلی دوستوں کے ساتھ ایوا میں بیٹھ گیا اور وہ خواص اور دلی دوست یہ تھے: شیخ ابوسعید جو العود کے نام سے مشہور تھا، ابن ابی الحسین اور قاضی ابوالقاسم بن البراء اور اخوالعیش۔ اس کے بعد محرم سنہ 9 میں منصف مقام پر ان کی لڑائی ہوئی لہٰذا اس روز یحییٰ بن صالح اور جرون نے حملہ کیا اور فریقین میں سے بہت سی مخلوق مرگئی۔ انہوں نے پھر عشاء کے بعد پڑاؤ پر حملہ کیا اور مسلمان اس کے نزدیک ہلاک ہوگئے لیکن پانچ سو (500) نصاریٰ کے قتل کے بعد وہ اس پر غالب آگئے اور اس کے خیمے جس طرح لگے تھے، لگے رہے۔ اس نے پھر پڑاؤ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دیا لہٰذا اسے لوگوں نے دست بدست کھودا حتیٰ کہ شیخ ابوسعید نے خود بھی کھدائی کی لیکن پھر مسلمان تونس میں مصیبت میں پڑ گئے اور بدگمانی کرنے لگے۔ سلطان پر تونس سے قیروان جانے کا الزام لگایا گیا لیکن اس دوران پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو ہلاک کیا اور فرنجہ کا بادشاہ مر گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ طبعی موت مرا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے ایک جنگ میں اچانک تیر آ لگا تھا جبکہ بعض کہتے ہیں کہ اسے وبائی مرض ہوگیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ سلطان نے ابن جرام دلامی کے ساتھ جن کے پاس ایک زہر آلود تلوار بھی تھی، اسے ہلاک کیا تھا مگر یہ بات بعید از عقل ہے۔

بہر حال جب وہ فوت ہوگیا تو نصاریٰ نے اس کے بیٹے دمیاط پر اتفاق کرلیا۔ اس کا یہ نام اس وجہ سے ہے کہ وہ یہیں پر پیدا ہوا تھا لہٰذا انہوں نے اس کی بیعت کی اور جانے کا ارادہ کرلیا۔ اب ان کا دارو مدار علجہ پر تھا لہٰذا اس نے المستنصر سے خط و کتابت کی کہ جو کچھ وہ اپنے آنے پر اخراجات کر چکے ہیں، وہ انہیں دے دیئے جائیں۔ اس وقت کیونکہ عربوں نے اپنے سرمائی مقامات کی طرف جانے کا فیصلہ کرلیا تھا لہٰذا سلطان نے ان کی مدد کی اور اس نے ربیع الاول سنہ 69 میں مصالحت کرنے کے لئے فقہاء کے مشائخ کو بھجوایا۔ بعدازاں قاضی ابن زیتون نے پندرہ سالوں کے لئے مصالحت کے انعقاد کی ذمہ داری لی اور ابوالحسن علی بن عمرو اور احمد بن العماز اور زیان بن محمد بن عبدالقوی امیر بنی توجین حاضر ہوئے۔ حاکم صقلیہ جرون اپنے جزیرے پر صلح کے لئے مخصوص ہوا۔ یوں نصاریٰ اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ چلے گئے۔ راستے میں انہیں سخت آندھی نے آلیا جس سے وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ ہلاک ہوگئے۔ اس کے بعد سلطان نے جو مال دشمن کو دیا تھا اس کا تاوان رعایا پر ڈال دیا جو انہوں نے رضا کارانہ طور پر اسے دے دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ مال دس اونٹوں کے بوجھ جتنا تھا۔ نصاریٰ قرطاجنہ میں تیس تجنیقیں بھی چھوڑ گئے تھے۔ بعدازاں سلطان نے حاکم مغرب اور نواح کے ملوک سے صورت حال کے متعلق اور مسلمانوں سے اپنے دفاع اور اپنی صلح کے متعلق بات چیت کی۔ اس نے پھر قرطاجنہ کو اس کی بنیادوں سے مٹا دینے کا حکم دیا اور فرنجہ اپنی دعوت کی طرف لوٹ آئے۔ یہ ان کے غلبے کا آخری زمانہ تھا پھر وہ مسلسل کمزور ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ ان کی حکومت عملداریوں میں تقسیم ہوگئی۔ اس کے بعد حاکم صقلیہ اور حاکم نایل، حنوہ، اور نسردانیہ اپنے آپ کو دوسروں سے ترجیح دینے لگے اور اس دور میں ان کا قدیم ترین دارالخلافہ حد درجہ کمزور ہوگیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیرالوارثین۔

دراصل یہ آدمی بنی سعید میں سے تھا جو غرناطہ کے قریبی قلعے کے رؤساء تھے۔ ان میں سے بہت سے آدمی موحدین کے زمانے میں عددتین کے عامل تھے۔ اس کا دادا ابوالحسن سعید قیروان میں بہت بڑا تاجر تھا اور اس کا یہ پوتا جس کا نام محمد ہے اس نے اس کی کفالت میں نشوونما پائی۔ جب یہ معزول ہوکر مغرب کی طرف لوٹا تو سنہ 604 میں بونہ میں فوت ہوگیا اور اس کا پوتا محمد، تونس کی طرف لوٹ آیا۔ اس دور میں شیخ ابومحمد بن ابی حفص افریقہ کا حاکم تھا لہٰذا یہ اس کے بیٹے ابی زید کی خدمت میں لگ گیا۔ جب اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد حکومت سنبھالی تو محمد اس کی خواہشات پر غالب آ گیا۔ بعدازاں سید ابوعلی مراکش سے آیا اور افریقہ کا حاکم محمد بن ابی الحسین اس کے ساتھیوں میں سے تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ وہ مراکش میں مسکورہ کے محاصرے میں فوت ہوگیا تھا۔ بعدازاں ابن ابی الحسین تونس کی طرف واپس آ گیا۔ جب المستنصر حاکم بنا تو اس نے تھوڑی دیر اسے اپنے طریقے پر چلنے دیا پھر وہ اللحیانی کے واقعے کے بعد اس سے بگڑ گیا۔ یوں باطنیہ فرقے میں سے اس کے دشمنوں کی چغلی کا اثر بڑھ گیا۔ انہوں نے ابوالقاسم بن عزومہ ابی زید ابن الشیخ ابی محمد کے ساتھ اس کی مداخلت کو نشر کیا تو سلطان نے اسے ہٹا کر اس کے گھر میں نو ماہ تک قید کر دیا لیکن پھر اسے رہا کر دیا اور دوبارہ اسے اس کی جگہ مقرر کرلیا۔ اس نے پھر اپنے دشمنوں سے بدلہ لیا۔ سلطان کے احکام پر

اس کا غلبہ ہوگیا یہاں تک کہ سنہ 91 میں اس کی وفات ہوگئی۔ اس کے بعد اس نے اس کے عم زاد سعید بن یوسف بن ابی الحسین کو الحضر ۃ کے کاموں کا مکلف کیا اور اس نے بہت سا مال جمع کرلیا اور الحضر ۃ سے بھی بہت کچھ حاصل کیا۔ رئیس ابوعبداللہ مختلف علوم کا جامع اور شعر ولغت اور نظم و نثر کا بڑا ماہر تھے۔ اس کی ایک تالیف ترتیب الحکم ہے جو صحاح جوہری اور اس کے اختصار کی ترتیب کے مطابق ہے۔ وہ اپنی ریاست میں مضبوط رائے، خوددار، بہادر اور خدمت میں بڑا محتاط تھا اور اس کے کچھ اشعار بھی ہیں جن میں سے التیجانی وغیرہ نے کچھ اشعار نقل کئے ہیں۔ ان میں سے زیادہ مشہور وہ ہیں جو اس نے امیر ابوزکریا کی طرف سے عثان بن جابر کو مخاطب کرتے ہوئے کہے ہیں کیونکہ اس نے مخالف ہوکر ابن غانیہ کی اتباع کرلی تھی۔ وہ اشعار ''ر'' کی ردیف میں ہیں۔ جبکہ ان سے قبل دوسرے اشعار ''ذ'' کی ردیف میں ہیں۔ اس کا ایک بیٹا سعید کا نام تھا جو اپنے باپ کی زندگی میں مراتب سلطانیہ میں فوت ہوگیا لیکن پھر وہ اپنی انتہا سے پہلے ہی شادمان ہوگیا اور اس کی تیسری موت شیخ ابوسعید عثمان بن محمد ھنتاتی کی جو العود الرطب کے نام سے مشہور تھا موت تھی۔ مغرب میں اس کے اہل بیت بنی ابی زید کے نام سے معروف تھے، ان میں ایک عبدالعزیز بھی تھا جو صاحب الاشغال کے نام سے معروف تھا۔ وہ سعید کے زمانے میں تیسری بدسلوکی سے مغرب سے بھاگ گیا اور سنہ 41 میں سجلماسہ چلا گیا۔ وہاں عبداللہ الحضر وجی نے بہت اچھل کود کی اور امیر ابوزکریا کی بیعت کرلی لہٰذا عبداللہ نے اسے موحدین کے مشائخ کے درجے اور اپنے اہل مجلس میں شامل کرلیا۔ اس نے پھر بنی نعمان کی مصیبت کے بعد اس کے بیٹے المستنصر کے ہاں وہ مقام حاصل کیا کہ کوئی اس کی ہمسری نہیں کرسکتا تھا۔ وہ اس کی رائے اور تدبیر پر غالب آ گیا یہاں تک کہ سنہ 73 میں فوت ہوگیا اور عوام وخواص میں اس کا ذکر خیر باقی رہ گیا۔

جزائر والوں کے خروج کا بیان

جب اہل جزائر نے زناتہ اور اہالیان مغرب اوسط کی حکومت کے سائے کو چھوٹا ہوتے دیکھا تو انہیں اپنی حکومت کے قیام کی سوجھی، لہٰذا انہوں نے اطاعت کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکا اور اعلانیہ علیحدگی اختیار کرلی۔ اس کے بعد سنہ 69 میں سلطان نے ان کی طرف فوج بھیجی اور اس نے صاحب نفر ابوھلال عیاد بن سعید ہنتاتی کو جو اس کا ساتھی تھا، اشارہ کیا لہٰذا وہ سنہ 71 میں موحدین کی فوجیں لے کر آ گیا۔ اس نے ایک سال تک ان سے لڑائی کی مگر وہ فتح حاصل نہیں کرسکا وہ پھر وہاں سے ہٹ کر بجایہ واپس آ گیا اور سنہ 73 میں بنی وراء کے پڑاؤ میں فوت ہوگیا۔ اس کے بعد سنہ 74 میں سلطان نے خود ان کے ساتھ لڑائی کرنے کا قصد کیا لہٰذا خشکی میں ان کی طرف فوج بھیجی اور سمندر میں بحری بیڑے بھی بھیجے۔ اس نے تونس کی فوج پر ابوالحسن بن یاسین کو سالار مقرر کیا اور عامل بجایہ کو اشارہ کیا کہ وہ ایک اور فوج بھیجے لہٰذا اس نے ابوالعباس بن ابی العلام کی نگرانی کے لئے ایک فوج بھیجی۔ اب ان بری اور بحری فوجوں نے جزائر کو چاروں جانب سے گھیر لیا اور اس کا محاصرہ سخت کردیا، یوں انہوں نے اسے بزور قوت فتح کرلیا اور ان میں خوب قتلام کیا۔ گھروں کو لوٹا اور عمدہ احوال ضائع ہوئے۔ اس نے پھر شہر کے مشائخ کو گرفتار کرلیا اور انہیں پابہ زنجیر تونس لایا گیا۔ بعدازاں انہیں قصبہ میں قید کردیا گیا یہاں تک کہ سلطان کی وفات کے بعد واثق نے انہیں رہا کردیا۔

الجزائر کی فتح کے بعد سلطان تونس سے شکار کے لئے باہر نکلا اور عملداریوں کا جائزہ لیا لیکن دوران سفر میں اسے مرض نے آ لیا اور وہ اپنے گھر واپس آ گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی بیماری میں اضافہ ہوگیا اور اس کی موت کی افواہیں پھیل گئیں۔ وہ سنہ 55 کو عیدالاضحیٰ کے روز لڑکھڑاتی ٹانگوں کے ساتھ نکلا۔ اس عالم میں اس کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے لیکن وہ لوگوں کی خاطر بڑے صبر کا اظہار کرتے ہوئے منبر پر بیٹھا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر میں داخل ہوا اور اسی شب کو فوت ہوگیا۔ آل حفص کے ملوک میں یہ سلطان بہت عظیم آدمی تھا، اس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی حتیٰ کہ عدوتین سے القاصیہ کی سرحدوں نے بھی اس کے دامن کو تھامنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا ہوا تھا۔ بڑے بڑے لوگ خصوصاً اندلس سے عجیب کلام کہنے والے شاعر، بلیغ، کاتب، سمجھدار عالم، پرہیزگار شاہ اور پرجوش بہادر اس کے بیٹے کی حکومت کی پناہ لیتے ہوئے مشرق ومغرب میں خلافت کے نشانات کو مٹانے اور ایوان حکومت کے سوا بادشاہ کی آواز دبانے کے لئے جمع ہوگئے۔ طاغیہ نے مشرقی اور مغربی اندلس میں سلطنت کی بنیادوں کو ختم کردیا تھا لہٰذا قرطبہ پر سنہ 33 میں اور بلنسیہ پر سنہ 36 میں اور اشبیلیہ پر سنہ 46 میں قبضہ ہوگیا۔ اس کے بعد وہ سنہ 56 میں مشرق میں عربوں اور اسلام کے دارالخلافہ بغداد پر قابض ہوگیا۔ بعدازاں بنو مرین نے بنی عبدالمومن کی حکومت چھین لی اور وہ سنہ 68 میں موحدین کے دارالخلافہ

مراکش میں اکٹھے ہو گئے۔ یہ سب کچھ اس کے اور اس کے باپ کے عہد میں ہوا۔ ان کی حکومت بڑی مضبوط، مرفہ الحال، جتھے دار اور بکثرت افواج والی تھی۔ اس کی لڑائیوں، فتوحات اور جلال وعظمت کے بہت سے واقعات ہیں۔ اس کے زمانے میں تونس کے تمدن نے بڑی ترقی کی اور اس کے باشندے بہت خوش حال ہو گئے۔ یوں لوگ سواریوں، ملبوسات، عمارات، خانگی اشیاء اور برتنوں میں اچھی اور عمدہ چیزوں کا پیچھا کرنے لگے یوں انہوں نے ان چیزوں کو بہت اچھے طریقے پر تیار کیا یہاں تک کہ انتہا کو پہنچ گئے لیکن پھر ان کی صف لپیٹ دی گئی۔ واللہ مالک الامور۔

واثق یحییٰ کی بیعت کا بیان

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان المستنصر سنہ 75 میں فوت ہو گیا تو موحدین اور دوسرے افراد نے اس کے باپ کی وفات کی شب جمع ہو کر اس کے بیٹے کی بیعت کر لی جس نے بعد میں الواثق کا لقب اختیار کر لیا۔ اس نے اپنی حکومت کا آغاز مظالم کے دور کرنے، قیدیوں کو رہا کرنے، فوج اور اہل دیوان کو عطیات دینے، مساجد کی اصلاح کرنے اور لوگوں سے کئی ٹیکسوں کو دور کرنے سے کیا۔ لہٰذا شعراء نے اس کی مدح کی تو اس نے انہیں قیمتی انعامات دیئے۔ اس نے عیسیٰ بن داؤد کو اپنی قید سے رہا کر کے پھر اسے پہلا مقام دیدیا۔ لوگوں سے بیعت لینے اور اس کی حکومت کے قیام کا متولی سعید بن یوسف بن ابی الحسین تھا کیونکہ اسے حکومت میں بڑا مقام اور شہرت میں بڑا رسوخ حاصل تھا لہٰذا اس نے حکومت سنبھال لی اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ اس نے اسے ہٹا دیا۔ اس نے پھر ایک اور کو مقرر کیا، آدمی کا نام یحییٰ بن عبدالملک غافقی تھا، کنیت ابوالحسن تھی اور وہ اندلس کا باشندہ تھا۔ وہ مرسیہ کے مضافات میں رہتا تھا، یہ دشمن کے غلبے کے زمانے میں شرق اندلس سے غیر ملکی مسافروں کے ساتھ آیا۔ وہ بہت اچھی کتابت کرتا تھا اور اس کے سوا اور کوئی کام نہیں جانتا تھا لہٰذا وہ مضافات میں گھومتا رہا پھر ابوالحسن کی خدمت میں چلا گیا، اس نے اسے کاتب بنا لیا لیکن پھر وہ اسے ولایت دیوان میں لے گیا تو اس کی شان بڑھ گئی۔ اس دوران میں اس کا واثق بن سلطان کے پاس آنا جانا ہو گیا۔ جب واثق کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس نے اس کا مرتبہ بڑھا دیا اور شوریٰ کے لئے خاص کر لیا۔ اس نے پھر اسے اپنی علامت کی کتاب عطا کی۔ سعید بن الحسین اس کی تقدیم پر متاسف تھا اور اس سے حسد کرتا تھا لہٰذا اس نے سلطان کو اس کے خلاف اکسایا اور اسے اس کے مال مین رغبت دلائی۔ اس کے بعد اس نے ابوسعید بن ابی الحسین کو چھ ماہ کے لئے گرفتار کر لیا اور قصبے میں قید کر دیا۔ اس نے پھر معلہ بن یاسین اور ابن صیاد وغیرہ کی طرف پیادہ فوج بھیجی جبکہ موحدین میں سے ابوزید بن ابی الاعلام کو ابن ابی الحسین سے مال لینے اور اس کی آزمائش کرنے پر مقرر کیا۔ وہ مسلسل اس سے مال لیتا رہا یہاں تک کہ اس نے ناداری کا ادعاء کر دیا۔ جب اس سے حلف طلب کیا گیا تو اس نے حلف اٹھا دیا لیکن اسے مارا گیا تو اس نے بتایا کہ اس نے کچھ لوگوں کے پاس اپنا مال بطور امانت رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے اسے کہا کہ اس کے متعلق کچھ بتاؤ تو انہوں نے وہ مال ادا کر دیا۔ اس نے پھر اپنے ایک غلام کو اپنے گھر کے ایک مدفون ذخیرے کے متعلق بتایا جس نے اس سے تقریباً چھ ہزار دینار نکالے۔ اس کے بعد اس نے اس کی کسی بات کو قبول نہیں کیا اور اسے خوفناک عذاب دیا یہاں تک کہ وہ اسی سال ذوالحجہ میں فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو ایسی جگہ دفن کیا گیا کہ اس کے مدفن کو کوئی نہیں جانتا۔ یوں ابوالحسن الخیر حکومت وسلطنت پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی ابوالعلاء کو بجایہ کا والی بنا کر بھیجا۔ مشائخ اور خواص نے اس کی سرکشی اور اس کے کبر ونخوت سے جو تکلیف اٹھائی، اس نے اس پر افسوس کیا یہاں تک کہ اس کا وبال پلٹ کر حکومت پر آپڑا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

باب:۳۴

اندلس میں سلطان ابو اسحاق کے داخلے کی روداد اور دیگر واقعات

سلطان المستنصر نے سنہ 60 میں ابو ھلال عیاد بن سعید ھنتاتی کو بجایہ کا والی مقرر کیا اور اسے اس کے بھائی امیر حفص سے حکومت دلائی۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں وہ اس پر بنی وراء کی ہلاکت تک جو سنہ 73 میں ہوئی، حکمران رہا۔ اس کے بعد اس نے اس کے بیٹے محمد کو وہاں کا والی مقرر کیا جسے اس کی حکومت میں بڑی قوت حاصل تھی۔ اس کے بعد المستنصر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا الواثق حکمران بن گیا۔ اس نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور بجایہ کی بیعت کا وفد اس کی طرف بھجوایا۔ بعد ازاں ابو الحسن القائم الدولہ نے اپنے بھائی ادریس کو بجایہ کی حکومت کا کاروبار سونپا تو اس نے کار سلطنت کو سنبھالا اور احوال کو فنا کر دیا۔ وہ مشائخ میں پھر اپنا حکم چلانے لگا تو محمد بن ابی ہلال نے اس کی زیادتی پر برا منایا لہٰذا ادریس نے اسے گزند پہنچانے کا ارادہ کیا۔ اس سے محمد بن ابی ہلال اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے اپنے بعض دلی دوستوں کو اس کے قتل میں شامل کیا۔ اس نے پھر سرداروں سے بھی اس کے متعلق گفتگو کی لہٰذا انہوں نے یکم ذوالقعدہ سنہ 77 کو سلطان کے دروازے میں اسے جو نشست حاصل تھی، اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو مختلف لوگوں میں پھینک دیا لہٰذا انہوں نے اسے بھیج دیا۔ یہ واقعہ سلطان ابی اسحاق کے تلمسان میں قیام کرنے کے ساتھ ہوا۔ جب اسے اپنے بھائی المستنصر کی وفات کی خبر ملی تو اس نے تھوڑی دیر تردد کے بعد اپنا حق لینے کا ارادہ کر لیا لہٰذا وہ تلمسان واپس لوٹ آیا اور الخمیر ابن بن زیان کے ہاں اترا۔ وہ اس کی آمد پر کھڑا ہو گیا اور اس کی فیاضی کے متعلق مبالغہ آرائی کی۔ اس دوران اہل بجایہ اور ابن ابی ھلال نے بھی اپنا اپنا کام کیا اور الحضرہ پر سلطان کے حملوں سے خوفزدہ ہو گئے۔ بعد ازاں اس نے سلطان ابو اسحاق سے بات چیت کی اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے پھر اس کے پاس وفد بھیجا جس نے اسے حکومت کے متعلق اکسایا لہٰذا اس نے انہیں جواب دیا اور وہ ذوالقعدہ کے آخر میں آیا۔ یوں موحدین اور اہل بجایہ کے سرداروں نے اس کی بیعت کی اور پھر محمد بن ہلال نے اس کی حکومت کو سنبھال لیا۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کے ساتھ قسنطینہ پر چڑھائی کی اور اس سے لڑائی کی۔ وہاں پر عبدالعزیز بن عیسیٰ بن داؤد موجود تھا لہٰذا وہ اسے فتح نہیں کر سکا اور وہ وہاں سے چلا گیا یہاں تک کہ وہ بات ظہور پذیر ہوئی جس کا ہم ذکر کریں گے۔

جب واثق اور اس کے وزیر ابن الحبر کو بجایہ میں سلطان ابو اسحاق کے داخلے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنی فوجوں کو اس کے پیچھے پیچھے لڑائی کے لئے بھیجا اور اپنے چچا ابو حفص کو ان کا سالار مقرر کیا جبکہ ابو زید بن جامع کو اس کا وزیر بنایا لہٰذا وہ تونس سے نکلا اور بجایہ میں اس کی فوج موجیں مارنے لگی۔ واثق پھر قسنطینہ کی طرف بڑھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے امیر ابو اسحاق کو قسنطینہ جانے سے روکا۔ اس دوران امیر ابو حفص کی بغاوت کے متعلق ابن الجید کی رائے میں تردد پیدا ہو گیا اور اس نے اپنی فوج کو روکنے کا ارادہ کر لیا لہٰذا واثق نے ابو حفص اور اس کے وزیر ابن جامع کو لکھا اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو ترغیب دیتا تھا لہٰذا ان دونوں نے بات چیت کے بعد امیر ابو اسحاق کے بلانے پر اتفاق کر لیا اور اسے یہ اطلاع بھی بھجوا دی۔ واثق کو بھی تونس میں یہ خبر اس وقت پہنچ گئی۔ جب وہ محافظوں اور دلی دوستوں سے الگ تھلگ ہو چکا تھا۔ لہٰذا اسے حکومت کے چلے جانے کے متعلق یقین ہو گیا، اس نے پھر سرداروں کو بلایا اور اپنے چچا سلطان ابو اسحاق کے لئے ماہ ربیع الاول سنہ 73 کو حکومت چھوڑ دی۔ وہ قصبہ کے شاہی محلات کو چھوڑ کر دار الاقوری کی طرف چلا آیا اور یوں اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

سلطان ابو اسحاق کا الحضرہ پر قبضہ

جب سلطان ابو اسحاق کو بجایہ سے اپنے امیر ابو حفص اور ابن جامع کا خط ملا تو اس نے صبح صبح ان کے پاس پہنچنے میں جلدی کی پھر اسے اپنے

بھتیجے واثق کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے تونس میں حکومت سے علیحدگی اختیار کرلی ہے لہٰذا وہ سب سردار اور الحضرۃ کے باقی ماندہ باشندے اپنے اپنے مراتب کے مطابق اس کی ملاقات کو گئے اور اس کی اطاعت اختیار کرلی پھر وہ اور محمد بن ہلال جو اس کی حکومت کا شیخ تھا، نصف ذوالحجہ سنہ 78 کے آخر میں الحضرۃ میں داخل ہوئے۔ اس نے اپنی دربانی پر ابوالقاسم بن شیخ، کاتب ابی الحسن کو اور کار سلطنت کے انجام دینے کے لئے ابن ابی بکر بن حسن بن خلدون کو مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ اشبیلیہ سے اپنے بیٹے حسن کے ساتھ امیر ابوزکریا کے پاس گیا کیونکہ اس نے ان کے ساتھ ایک عہد کیا تھا۔ بعدازاں حسن مشرق کی طرف چلا گیا اور وہیں فوت ہوگیا۔ جبکہ اس کا بیٹا ابوبکر الحضرۃ میں باقی رہ گیا لہٰذا امیر ابواسحاق نے اس کے کار سلطنت میں داخل ہوتے ہی عامل مقرر کردیا۔ جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں کار سلطنت کے منتظم صرف موحدین ہی مقرر ہوتے تھے لہٰذا اس نے فضل بن علی بن مری کو الزاب کا حاکم مقرر کیا حالانکہ اس کے والی بھی صرف موحدین ہی مقرر ہوتے تھے لیکن اس نے فضل بن علی کے اس عہد کا پاس کیا جو اس نے اس کے ساتھ اندلس جانے کے سلسلے میں کیا تھا لہٰذا اس نے اسے الزاب پر اور اس کے بھائی عبدالواحد کو قصطیلہ پر والی مقرر کردیا۔ اس نے پھر ابوالخیر کو گرفتار کرلیا اور اسے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ بعدازاں اس نے اسے امتحان و آزمائش کے لئے موسیٰ بن یاسین کے پاس بھیج دیا۔ اس نے پھر تعویذات کی جگہ مختلف اشکال کی جادو کی لکیریں دیکھیں جن کے ذریعے ان کے خیال میں اس کا مخدوم جادو کرتا تھا لہٰذا اس نے اس کے ساتھ بات چیت کی۔ اس کی حالت آزمائش کی تھی اور اس کی سطوت کے ایام میں سعید ابی الحسن کی شان قسم دینے اور ہلاک ہونے کی تھی یہاں تک کہ وہ اسی سال جمادی الاول کے مہینے میں فوت ہوگیا۔ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ جب سلطان ابواسحاق اپنے تخت حکومت پر قائم ہوگیا اور اس کی خلافت کا کڑا مضبوط ہوگیا تو اس نے محمد بن ابی ہلال کو بھی گرفتار کرلیا اور اسے سنہ 73 میں مصیبت لانے کی وجہ سے قتل کردیا کیونکہ اسے اس سے حکومت میں خرابی لانے کی امید تھی اور اسے اس کی فتنہ انگیز کوششوں کا بھی علم ہو چکا تھا۔

جب واثق حکومت سے الگ ہوگیا اور دارالاقوری کی طرف چلا آیا تو وہ وہاں کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ اس کے تین چھوٹے چھوٹے بیٹے یعنی فضل، طاہر اور طیب بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد اس کے متعلق سلطان ابواسحاق کے پاس شکایت کی گئی کہ وہ خروج کا ارادہ رکھتا ہے اور اس نے اس کام میں فوج کے بعض عیسائی رؤسا کو بھی شامل کیا ہے لہٰذا اس کے مقام تربیت نے اسے پریشان کردیا۔ اس نے پھر قصبے میں اس کے بیٹوں کی جگہ پر اسے اس کے بھائی المستنصر کے زنانہ میں قید کردیا لیکن اس نے پھر ماہ صفر سنہ 79 میں سب کو قتل کروادیا اور یوں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر عنان امارت اپنے بیٹے کو دے دی یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

سلطان ابواسحاق کے بڑے بیٹے کی بجایہ پر حکمرانی

سلطان ابواسحاق کے پانچ بیٹے تھے یعنی ابوفارس عبدالعزیز، ابومحمد عبدالواحد، ابوزکریا یحییٰ خالد اور عمر۔ ان میں ابوفارس عبدالعزیز سب سے بڑا تھا۔ سلطان المستنصر نے انہیں اپنے دور حکومت میں ان کے باپ کے ریاح کی طرف بھاگ جانے کے وقت سے محل کے ایک کمرے میں محبوس کر کے ان کا راشن مقرر کیا ہوا تھا لہٰذا انہوں نے اس کی زیر کفالت اور اس کے وافر رزق کے تحت پرورش پائی یہاں تک کہ ان کا باپ ابواسحاق حکومت پر قابض ہوگیا۔ اس کے بعد وہ اس کے کناروں تک گئے اور پھلے پھولے اور عزت حاصل کی۔ انہوں نے پھر سبقت کرنے والے جوانوں کو چنا اور سلطان نے انہیں ہر طرح سے آزادی دے دی۔ ان میں سب سے لائق فائق ان کا بڑا بھائی ابوفارس تھا کیونکہ اسے ولی عہدی کے لئے تربیت دی گئی تھی، وہ سلطان کے چنیدہ لوگوں میں سے تھا۔ احمد بن ابی بکر بن سید الناس اور اس کے بھائی ابوالحسین نے ایک نیکی کی وجہ سے اس پر اپنی محبت وعنایت کی چادر ڈال دی تھی، وہ یہ کہ ان کا باپ ابوبکر بن سید الناس اشبیلیہ کے معززین میں سے تھا اور حافظ حدیث تھا۔ وہ داؤد اور اس کے اصحاب کے مذہب پر ظاہری فقہ کا راویہ تھا، یہ فقہ اہل اشبیلیہ اور خصوصاً اندلس کے لوگوں کے درمیان اس وقت مروج تھا لہٰذا جب طاغیہ نے حکومت پر حملہ کیا، اس کی سرحدوں کو ہڑپ کرگیا اور اس کے میدانوں کو چھین کرلے گیا اور اس کے دیار وامصار کی طرف گیا تو اس نے وہاں کے سرداروں اور اشراف کو مغربین اور افریقہ کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ ان میں سے زیادہ تر کا قصد حفصی حکومت کی مضبوطی کے لئے تونس جانے کا تھا لہٰذا جب حافظ ابوبکر نے اندلس کے حالات کے اختلال، اس کے بدانجام اور اس کے باشندوں کے جانے کو دیکھا تو اس نے خلفائے

ونس کے ساتھ جو نیکی کی تھی اس کی وجہ سے ان کے پاس جانے کی نیت کرلی۔ یوں وہ سمندر پار کر کے تونس میں جا اترا تو سلطان اسے بڑی عزت کے ساتھ ملا اور اسے اس مدرسے میں جو حمام الھواء کے پاس ہے اور جسے اس کی ماں ام الخلائف نے بنایا تھا، تدریس علم پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹوں احمد اور ابوالحسن نے اپنے باپ کے اختصاص کی وجہ سے حکومت کے ماحول اور کفالت میں پرورش پائی۔ یوں وہ طلب علم سے طلب دنیا کی طرف مائل ہو گئے۔ اور سلطان کے مراتب کی طرف دیکھنے لگے۔ انہوں نے رفتہ رفتہ سلطان ابواسحاق کے بیٹوں کے ساتھ محل کے ان کمروں سے رابطہ پیدا کرلیا جن میں ان کے چچا نے انہیں ان کے باپ کے جانے کے بعد رہائش دی تھی لہٰذا وہ ان سے مل جل گئے اور ان کی خدمت کرنے لگے۔ جب سلطان حکومت پر قابض ہو گیا تو اس نے اپنے بڑے بیٹے ابو فارس کو ولی عہدی کی تربیت دی اور اسے وزارت کے طریقوں پر چلایا۔ اس نے پھر احمد بن سید الناس کو چنا، اس کی تعریف کی اور اس کی عزت افزائی کے لئے اسے خلعت دیئے۔ اس نے اسے اپنے حاجب کے لقب سے مختص کیا۔ اس کا بھائی ابوالحسین اس سلسلے میں اس سے زبردستی کے رنگ میں مقابلہ کرتا تھا جس کی وجہ سے خواص ان دونوں سے حسد کرنے لگے لہٰذا انہوں نے سلطان ابواسحاق کو دوبارہ بھڑکا دیا اور اس کے مقام سے اسے یہ کہہ کر خوفزدہ کر دیا کہ احمد بن سید الناس نے اسے حکومت پر حملہ کرنے میں شامل کیا ہے۔ اس چغلی میں عبدالوہاب بن قائد الکلامی جو اعلیٰ درجہ کے کاتبوں میں سے تھا، بڑا کردار ادا کیا۔ وہ ان دنوں عوام کے لئے لکھتا تھا لہٰذا سلطان نے سنہ 69 ربیع کے آخر میں محل کے دروازے کی طرف بلا کر سید الناس پر حملہ کر دیا اور اسے تلواروں نے اسے کاٹ دیا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو ایک گڑھے میں چھپا دیا گیا۔ جب امیر ابو فارس کو بھی یہ اطلاع مل گئی تو وہ نہایت غمگین ہو کر اپنے باپ کے پاس سوار ہو کر آیا، اس کے باپ نے اسے تسلی دی اور بتایا کہ اسے معلوم ہوا ہے کہ ابن سید الناس حکومت کے ساتھ فریب کرنے لگا تھا لہٰذا اس نے اپنے ہاتھ سے اس کی سیاہی کو مٹایا اور یوں ابوالحسین اس ہلاکت سے بچ گیا۔ اس کے بعد کئی روز روپوش رہنے کے بعد امیر ابو فارس کے آدمیوں کو گرفتار کرلیا گیا پھر اسے قید خانے سے رہا کر دیا گیا۔ اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے۔ بعد ازاں سلطان نے اس کے بیٹے کو مانوس کرنے کے لئے بہت کوشش کی اور اس کے سینے سے کینے کو دور کر دیا۔ اس نے پھر اسے بجایہ اور اس کے مضافات کا حاکم مقرر کر دیا اور آخر کار اسے وہاں کا مستقل امیر بنا کر بھیجا۔ ساتھ ہی اس کے ساتھ دربانی کے لئے جدی محمد کو بھیجا جو ابوبکر بن حسن بن خلدون کا بیٹا تھا لہٰذا وہ سنہ 69 میں بجایہ کی طرف گیا اور اس کی حکومت کو سنبھالا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے وہ اس کی حکومت کے آخر تک وہاں کا والی رہا۔

اس آدمی کا نام ابوبکر بن موسیٰ بن عیسیٰ ہے، اس کی نسبت کومیہ میں ہے جو موحدین کے گھرانوں میں سے ہے۔ یہ ابن کامدائی والی قسنطینہ کا خادم اور دوست تھا۔ بعد ازاں سلطان ابواسحاق نے اسے قسنطینہ کا نگہبان مقرر کیا اور اس کی حکومت مسلسل قائم رہی۔ جب المستنصر فوت ہو گیا تو حالات بگڑ گئے۔ اس کے بعد واثق نے اسے حاکم مقرر کیا پھر سلطان ابواسحاق نے کیا۔ ابن وزیر بڑا طامع تھا، اسے لوگوں کے احوال کو اکٹھا کرنے سے ملول نہیں ہوتا تھا جب اسے پتہ چلا کہ قسنطینہ اس فتح کا قلعہ اور پناہ گاہ ہے تو اسے اس میں پناہ لینے اور حکومت پر حملہ کرنے کی سوجھی۔ جب اہل حکومت پر اس کا برا اثر پڑا تو انہوں نے اپنا معاملہ سلطان ابواسحاق کے سامنے پیش کر دیا اور اس کے لئے تیار ہو گئے لہٰذا جب اس نے طاغیہ کی طرف سے لڑائی کے آثار دیکھے تو ان سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ طاغیہ نے اس معاملے کے متعلق جو اس کے سامنے پیش کیا گیا تھا، نکیر و معذرت کی تو اس نے اسے قبول کرلیا اور اسے مبارکباد دی۔ جب امیر ابو فارس سنہ 79 میں اپنے مقام امارت بجایہ کے رخ جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کی ملاقات سے مختلف کیا۔ اس نے پھر صلحاء کی ایک جماعت کو معذرت کرنے اور مہربانی طلب کرنے کے لئے اس کے پاس بھیجا تو اس نے اس کی مرضی کے مطابق ایسا ہی کر دیا۔ جب امیر ابو فارس بجایہ کی جانب چلا گیا تو ملک ارغون کے کاتب نے عیسائیوں کی ایک فوج کے ساتھ حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ جو کہ اس کی سرحد میں ان کے ساتھ ہوتا تھا اور انہیں لڑائی کے لئے ادھر ادھر لے جاتا تھا تا کہ لوگ اسے اس کا داعی خیال کریں لہٰذا اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس کے پاس اپنا بحری بیڑا بھیجنے کا وعدہ کیا تو اس نے اس کی کھلم کھلا علیحدگی اختیار کر لی۔ وہ پھر قسنطینہ کی سرحد پر اپنی طرف دعوت دینے لگا۔ بعد ازاں امیر ابو فارس نے بجایہ سے اس پر چڑھائی کی اور اعراب اور قبیلوں کے سواروں کو اکٹھا کر لیا۔ وہ پھر میلہ میں جا اترا۔ اہل قسنطینہ کی رعیت میں سے ایک گروہ اس کے پاس گیا جسے ابن وزیر نے بھیجا تھا لیکن اس نے ان سے اعراض کیا۔ اس نے پھر سنہ 81 ربیع کے آغاز میں قسنطینہ کا قصد کیا اور اس پر حملہ کر دیا۔ اس کے محاصرے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کر لیا، منجنیقیں نصب کر دیں اور

تیر اندازوں کی جگہیں بھی مقرر کر دیں۔ اس نے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ قسطنطینہ سے لڑائی کی اور ایک جانب سے معقل فصیل پر چڑھ گیا۔ اس چڑھائی کے منتظم ٹکراؤ کے وقت محمد بن ابی بن خلدون اور ابان بن وزیر تھے۔ وہ اور اس کا بھائی اور ان دونوں کے پیروکار آخر کار گھیرے میں آکر قتل ہو گئے اور ان کے سروں کو شہر کی فصیل پر نصب کر دیا گیا۔ اس کے بعد امیر شہر کے گلی کوچوں میں تسلی دیتا ہوا چلا اور فصیلوں اور برجوں کا جو حصہ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا، اس کی مرمت کا حکم دیا۔ وہ پھر محل میں چلا گیا اور اپنے باپ کے پاس الحضرۃ میں فتح کی خوشخبری بھیجی۔ اس کے بعد نصاریٰ کا بحری بیڑا فل کی بندرگاہ پر ابن وزیر کے وعدہ کے مطابق آیا لیکن ان کی مساعی ناکام ہو گئیں اور امیر ابو فارس تیسری فتح کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا۔ وہ اس میں ربیع کے آخر میں داخل ہو گیا۔

جہاد کے لئے ابن سلطان کی روانگی

سلطان اپنی حکومت کے مراتب کے سلسلے میں اپنے بیٹوں کو ترجیح دیتا تھا۔ اس کے علاوہ انہیں اپنی حکومت کے منصوبوں میں شغف اور تربیت دلانے کے لئے منتظم مقرر کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے رجب سنہ 81 میں اپنے بیٹے امیر زکریا کو موحدین کی ایک فوج پر سالار مقرر کیا اور پھر اسے قفصہ کی جہات کی نگرانی، اس کے خراج کو اکٹھا کرنے کے لئے قفصہ کی طرف روانہ کیا لہٰذا وہ ان کی طرف گیا اور اپنے کام کو پورا کر کے رمضان میں تونس کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے اپنے دوسرے بیٹے محمد عبدالواحد کو اپنی ایک اور فوج کا سالار مقرر کیا اور اسے ہوارہ کے وطن کی طرف ان کے تاوان جمع کرنے اور ٹیکس جمع کرنے کے لئے بھیجا۔ اس کے ساتھ اس نے عبدالوہاب بن قائد الکلاعی کو اس کے اور لوگوں کے درمیان ثالث بنا کر بھیجا لہٰذا وہ قیروان پہنچا۔ وہیں اسے طرابلس کے نواح، ذباب میں دعی کے ظہور اور اس کے احوال کی اطلاع ملی لہٰذا اس نے سلطان کو اطلاع بھجوائی اور اپنا کام شروع کر دیا۔ اس دوران دعی کا معاملہ چوپٹ ہو گیا اور وہ تونس کی طرف واپس لوٹ گیا۔

جب سلطان نے اپنی حکومت دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اندلس سے سمندر پار کیا تو تلمسان میں یغمر اسن بن زیان کے ہاں اترا۔ اس نے اس کی پیشوائی اور ملاقات کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور سوار کروایا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ یہ حکومت کا زیادہ حقدار ہے تو وہ اپنے اسلاف کے دستور کے مطابق اپنی بیعت کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلے میں اور حکومت کے معاملے میں اس کی مدد کرے گا۔ اس نے پھر اپنی ایک بیٹی کا جو خیام خلافت میں بیٹھی تھی، اس کے بیٹے عثمان کے ساتھ رشتہ کر دیا۔ جب سلطان الحضرۃ پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے ملک کے حالات پر قابو پا لیا تو یغمر اسن نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو ابو عامر کنیت کرتا تھا، اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ اس عقد کی تکمیل کے لئے بھیجا۔ یوں سلطان نے ان کی نیکی پر اعتماد کیا اور ان کے مطالبہ میں ان کی مدد کی۔ وہ پھر الحضرۃ میں کئی روز قیام پذیر رہے۔ انہوں نے پھر دعی کے فتنے میں بڑے کارنامے دکھائے اور سنہ 81 میں اپنی عورت کے ساتھ واپس آ گئے۔ عثمان بیوی کے پہنچنے کے وقت اس کے پاس گیا اور وہ آخر تک ان کے محلات کی نفیس چیز اور ان کی حکومت کے اور ان کے اور ان کی قوم کے لئے شہرت کا باعث رہی۔

ابو عمارہ دعی کے فتنے کا بیان

احمد بن مرزوق ابو عمارہ بجایہ کے ان معززین میں سے تھا جو مسیلہ سے وہاں آئے تھے، اس نے پھر بجایہ میں پرورش پائی۔ وہ جہالت سے درزی کا پیشہ کرتا تھا لیکن وہ اپنے آپ کو بادشاہ خیال کرتا تھا کیونکہ اس کے زعم میں عارفین اسے اس بات کی خبر دیتے تھے۔ وہ پھر اپنا شہر چھوڑ کر صحرائے سجلماسہ میں چلا گیا اور معقلی عربوں سے مل جل گیا۔ یوں وہ اہل بیت کی طرف منسوب ہونے لگا اور دعویٰ کرنے لگا کہ وہ جہلاء کے نزدیک فاطمی منتظر ہے۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ کانوں کو اپنی فنکاری سے سونے میں تبدیل کر دے گا لہٰذا لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کئی روز تک اس کے مقام کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ مجھے عماریہ کے شیوخ میں سے (جو عماریہ معقل کا ایک بطن ہے) طلحہ بن مظفر نے بتایا کہ اس نے اسے اس کے ظہور کے ایام میں معقل میں دیکھا کہ وہ اس دعویٰ میں التباس کر رہا تھا یہاں تک کہ عجز نے اسے رسوا کر دیا۔ جب لوگوں نے اس کے سونا بنانے کے ادعاء میں اسے عاجز پایا تو آخر کار اس سے بے رغبتی اختیار کر لی۔ وہ پھر زمین میں پھرتا ہوا جہات طرابلس میں پہنچ گیا اور ذباب کے ہاں

اترا۔ ان میں سے ایک نوجوان نصیر نے جو واثق بن المستنصر کا غلام تھا اور بری لقب کرتا تھا، اس کی مصاحبت اختیار کر لی۔ جب اس نے اسے دیکھا تو اسے اس میں اپنے آقا کے بیٹے فضل کی شبیہ نظر آئی تو وہ رونے لگا اور اس کے پاؤں چومنے لگا اس پر ابن ابی عمارہ نے اسے کہا تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے پھر اسے سب واقعہ سنایا۔ اس نے کہا تو نے مجھے اس دعویٰ میں سچا قرار دیا ہے لہٰذا میں ان لوگوں سے جوان سے لڑیں گے، تجھے ترجیح دوں گا۔ اس کے بعد نصیر امرائے عرب کے پاس خوشی کے ساتھ اپنے آقا کے بیٹے کی منادی کرتا ہوا آیا یہاں تک کہ ان پر شک کرنے لگا۔ بعدازاں یادس ابن ابی عمارہ کے پاس ان گفتگوؤں کے لئے آیا جو عربوں اور واثق کے درمیان ہوئیں تھیں۔ ابن ابی عمارہ نے اپنی حکومت کے شبہ کے ازالے کے لئے انہیں بیان کیا تو انہوں نے تصدیق کی اور مطمئن ہو گئے اور پھر اس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اس کی حکومت امیر ذباب حرغم بن صابر بن عسکر نے سنبھالی اور عربوں کو اس کی خاطر جمع ہونے کو کہا۔ انہوں نے پھر طرابلس سے لڑائی کی۔ ان دنوں وہاں محمد بن عیسیٰ ہنتاتی حکمران تھا جو عنق الفضہ کے نام سے معروف تھا لہٰذا وہ طرابلس کو سر نہ کر سکے۔ وہ پھر سمندر کی طرف زیز در اور اس کی جہات کی طرف جہاں ہوارہ رہتے تھے، چلے گئے اور ان پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر ان نواح میں چلا گیا اور لمایہ اور زواوہ کا ٹیکس لیا۔ اس نے بطون ہوارہ میں سے نفوسہ، غریان، نفزۃ پر تاوان ڈالے اور انہیں وصول کیا۔ اس نے پھر قابس پر چڑھائی کی۔ آخر رجب سنہ 81 میں عبدالملک بن مکی نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے آباء کے حق کو پورا کرنے کے لئے برضاء ورغبت اس سے عہد و پیمان کر لیا۔ اس نے پھر اس کی خلافت کا اعلان کر دیا اور اپنی قوم کو پورا اور بنی کعب بن سلم کو اس کا خادم بنا لیا۔ اس وقت ان کی سرداری ان کے شیخ، عبدالرحمٰن کے بیٹوں میں تھی لہٰذا انہوں نے اس کے داعی کو قبول کیا اور اس کی خدمت میں لگ گئے۔ رفتہ رفتہ اس کی پارٹی کے لوگ اور محافظ آور نفزادہ کی بستیوں کے لوگ اس کی بیعت کو آنے لگے۔ اس نے پھر بلاد توزر اور قصطیلہ پر چڑھائی کی تو انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ وہ پھر قفصہ کی طرف واپس آیا تو وہاں کے باشندوں نے بھی اس کی بیعت کر لی یوں اس کی حیثیت بڑھ گئی اور شہرت پھیل گئی۔ اس کے بعد سلطان ابواسحاق نے تونس سے اس کی جانب فوج بھیجی جس کا ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

جب طرابلس کے نواح میں دعی کا معاملہ عظیم ہو گیا اور اہل انصار میں سے بہت سے لوگ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے تو سلطان نے اپنی فوجوں کو تیار کیا، اس نے پھر اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو اس کے ساتھ لڑائی کرنے پر مقرر کیا لہٰذا وہ تونس سے نکلا، اس نے قیروان سے لڑائی کی اور وہاں سے ٹیکس اور تاوان حاصل کئے۔ وہ پھر دعی کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے چل پڑا اور نموده تک پہنچ گیا۔ اسے وہیں خبر ملی کہ دعی نے قفصہ پر قبضہ کر لیا ہے لہٰذا فوج میں زلزلہ آ گیا اور وہ اس کے اردگرد سے منتشر ہو گئے۔ پھر یہ تونس کی طرف لوٹ آیا اور رمضان کے آخری دن اس میں داخل ہو گیا۔ اب دعی بھی قفصہ سے اس کے پیچھے پیچھے آیا اور قیروان میں فروکش میں ہوا۔ وہاں کے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے بعد مہدیہ، صفاقس اور سوسہ کے باشندوں نے بھی اس کی اقتداء کی اور اس کی بیعت کر لی۔ تونس میں بہت افواہیں پھیلنے لگیں لہٰذا سلطان پریشان ہو گیا، اس نے پھر شوال کے وسط میں شہر کے باہر اپنا پڑاؤ کر لیا اور لوگوں پر لڑائی فرض کر دی، یوں ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔ بعدازاں سلطان شہر سے باہر اپنے پڑاؤ میں آیا۔ اس دوران دعی نے بھی قیروان سے اس پر چڑھائی کرنے کے لئے کوچ کیا۔ اب اس کے پاس فوج اور موحدین کے مشائخ آ گئے۔ طاغیہ بنی المستنصر نے جوان کا طویل خلیفہ تھا، جب اس نے واثق اور اس کے بیٹوں کے ساتھ ان کی عملداریوں میں لڑائی کی تو ان پر از راہ شفقت حکومت کو لمبا کر دیا۔ اس کے بعد حکومت کا بڑا آدمی موسیٰ بن یاسین موحدین کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ سلطان سے الگ ہو گیا۔ یوں راستے ہی میں دعی کے ساتھ جا ملا لہٰذا وہ اقتدار سے اتر گیا اور اس کی حکومت کا کڑا ٹوٹ گیا وہ پھر بجایہ کی طرف بھاگ گیا جس کا تذکرہ ہم بیان کریں گے۔ انشاءاللہ۔

دعی بن ابوعمارہ کا تونس میں داخلہ

جب آخر شوال سنہ 81 میں سلطان ابواسحاق کی فوج منتشر ہو گئی تو وہ اپنے خواص اور ایک فوج کے ساتھ سوار ہو کر بجایہ جاتے ہوئے تونس کے پاس سے گزرا۔ وہ پھر اس کے پاس ٹھہر گیا اور اپنے اہل وعیال کو لے کر کلب البرد میں چلا گیا۔ وہ خوراک کی قلت، تیز بارش اور برفباری کے باعث بڑی تکلیف برداشت کر رہا تھا۔ وہ اپنے راستے میں آنے والے قبائل کو رشوت دیتا تا کہ وہ اس سے صلح رکھیں۔ وہ پھر قسنطینہ کے پاس سے

گزرا تو اس کے عامل عبداللہ بن توفیان الهرغی نے اسے وہاں داخل ہونے سے روکا لیکن بعض بستیوں نے اسے پھر خوراک دی اور وہ بجایہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کا پھر وہ حال ہوا جو بیان کیا جاتا ہے۔ جب دعی بن ابی عمارہ الحضرۃ میں آیا تو اس نے موسیٰ بن یاسین کو اپنی وزارت اور ابوالقاسم احمد بن الشیخ کو اپنی حجابت کی ذمہ داری سونپی۔ بعدازاں صاحب اشغال ابی بکر بن الحسین بن خلدون کو گرفتار کر لیا اور اس سے سب مال لے لیا۔ بطور آزمائش اصرار کے ساتھ اس نے اس سے مال کا مطالبہ کیا پھر اسے گلا گھونٹ کر مار دیا۔ بجایہ کا خط اس نے عبدالملک بن مکی انیس قابس کو دے دیا اور حکومت کی مقدار پوری کر لی۔ اس نے پھر زمین کے ٹکڑے حکومت کے آدمیوں کے درمیان تقسیم کر دیئے اور اپنی پوری توجہ بجایہ کی لڑائی کی طرف لگا دی۔

جب سلطان ابواسحاق اپنے ملک سے فرار ہو کر اور اپنی حکومت کی کرسی سے بے پرواہ ہو کر ذوالقعدہ کے مہینے میں بجایہ پہنچا تو اس کا بیٹا امیر ابوفارس اس کے پاس آیا اور اسے اس کے محل میں داخل ہونے سے روک دیا لہٰذا وہ پھر روض الرفیع میں اترا۔ اس نے پھر اسے حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کو کہا تو وہ اس کے لئے حکومت سے علیحدہ ہو گیا۔ اس نے پھر موحدین کے سرداروں اور بجایہ کے مشائخ کو اس پر گواہ بنایا اور اسے کوکب میں جا اتارا اور آخر ذوالقعد میں لوگوں کو اس کی بیعت کی دعوت دی۔ انہوں نے اس کی بیعت کر لی جب محمد علی اللہ کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اپنے ریاحی اور سدویکشی دوستوں میں اعلان کروا دیا۔ وہ پھر بجایہ سے دعی پر چڑھائی کرنے کے لئے نکلا اور اپنے بھائی امیر ابوزکریا کو اپنا جانشین بنایا۔ امیر ابوحفص اور اس کے دو بھائی بھی اس کے ساتھ نکلے اور جو کچھ ہوا اس کا ذکر ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

دعی کے ساتھ امیر ابوفارس کی جنگ اور بعد کے حالات

جب دعی کو امیر ابوفارس کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے اپنے باپ پر برتری حاصل کر لی ہے اور اس کے ساتھ وہ لڑائی کے لئے تیار ہے تو اس نے حفصی گھرانے کے لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اس نے ان کے قتل کے ارادے کے بعد انہیں قید کر دیا۔ وہ پھر موحدین کی فوج کے ساتھ صفر سنہ 82 میں تونس سے نکلا اور مرماجنہ جا پہنچا۔ دونوں فوجوں نے تین ربیع الاول کو ایک دوسرے کو دیکھا پھر ان میں اکثر حصہ لڑائی ہوتی رہی۔ اس دوران امیر ابوفارس کا میدان جنگ خراب ہو گیا اور اس کے مددگاروں نے مدد چھوڑ دی، یوں وہ معرکے میں قتل ہو گیا اور اس کا پڑاؤ لٹ گیا جبکہ اس کے بھائی باندھ کر قتل کیے گئے۔ عبدالواحد، عمر، خالد اور ابومحمد عبدالواحد کو دعی نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور ان کے سروں کو تونس بھجوا دیا جہاں انہیں تیروں پر چڑھا کر پھرایا گیا اور اس کے بعد شہر کی فصیلوں میں نصب کر دیا گیا۔ اس کا چچا امیر ابوحفص جنگ سے بھاگ گیا، اس کے حالات کا ذکر ہم بعد میں بیان کریں گے۔ جب لڑائی کی خبر بجایہ پہنچی تو وہاں کے باشندے مضطرب ہو گئے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے۔ سلطان ابواسحاق اور اس کا بیٹا امیر ابوزکریا پھر تلمسان کی طرف فرار ہو گئے۔ بعدازاں اہل بجایہ نے محمد بن السید کو اپنا سردار بنایا جو ان میں دعی کی اطاعت پر قائم تھا۔ وہ پھر اقتدار کے دوران نکلا تو اسے جبل بنی غبوین میں زواودہ نے آ لیا۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور امیر ابوزکریا تلمسان کی طرف بھاگ گیا۔ یوں سلطان ابواسحاق ہی بجایہ میں قید ہو کر باقی رہ گیا۔ جونہی یہ خبر تونس پہنچی تو دعی نے محمد بن عیسیٰ بن داؤد کو بھیجا جس نے اسے ربیع الاول سنہ 82 کے آخر میں قتل کر دیا۔ یوں اس کی حکومت ختم ہو گئی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابوحفص اپنے بھتیجے کی لڑائی میں دعی کے ساتھ مرماجنہ میں حاضر تھا لہٰذا اس نے پیدل چل کر لڑائی سے جان بچائی اور قلعہ سنان کی طرف چلا گیا جو لڑائی کی جگہ سے قریب ہوارہ کی پناہ گاہ ہے۔ اس کے جانے اور نجات پانے تک وہاں ان کے تین پروردہ آدمیوں نے بھی پناہ لی جو یہ ہیں ابوالحسن بن ابی بکر بن سید الناس اور الفازازی اور محمد بن ابی بکر بن خلدون جو مولف کا جد قرب ہے۔ بسا اوقات جب وہ تھک جاتا تو وہ اسے اپنی پشتوں پر اٹھا لیتے۔ جب وہ بچ کر قلعہ سنان میں آ گیا تو لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور اس کے بچ کر قلعہ کی طرف آ جانے کی خبر مشہور ہو گئی۔ دعی نے عربوں کو کمزور کر دیا تھا لہٰذا اس نے انہیں بری طرح دبایا۔ اس کی آمد کے روز لوگوں نے اس کے پاس ان کے فساد کی شکایت کی تو اس نے ان میں سے تین کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور صلیب دے دی۔ اس نے پھر موحدین کے سردار عبدالحق بن تافراکین کو ان کی بیماریوں کے قلع قمع کے لئے بھیجا اور اسے ان میں خونریزی کرنے کا اشارہ کیا لہٰذا ان کا جو آدمی بھی اسے ملا، اس نے قتل کر دیا۔ اس نے پھر بنی علاق کے مشائخ کو گرفتار کر لیا اور اسی (80) کے قریب آدمیوں کو جیل میں دے دیا لہٰذا ان پر اس کا

بہت برا اثر پڑا اور انہوں نے اعیاص کو بار بار طلب کیا۔ انہوں نے قلعہ سنان میں امیر ابوحفص کے مقام کے متعلق ایک دوسرے کو خبر سنائی لہٰذا وہ اس کی طرف چلے گئے اور ربیع سنہ 83 میں اس کی بیعت کر لی۔ انہوں نے پھر اس کے لئے آلات اور خیمے اکٹھے کر لئے اور ان کے امیر ابوسیل بن احمد نے اس کی حکومت سنبھال لی۔ جب دعی کو یہ اطلاع ملی تو اسے اپنے ارباب حکومت کے متعلق بدظنی پیدا ہو گئی اور اس نے اپنی حکومت کے سرداروں یعنی ابوعمران بن یاسین، ابوالحسن بن یاسین، ابن وانو دین اور حسن بن عبدالرحمٰن سردار زنانہ کو گرفتار کر لیا اور ان کی آزمائش کی۔ اس نے ان کے احوال لے لئے اور آخر میں انہیں قتل کر دیا۔ اس طرح لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق نرمی پیدا ہو گئی اور دعی کی حکومت مضطرب ہو گئی یہاں تک کہ وہ کچھ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

سلطان ابوحفص کا حکمران بننا

جب سلطان ابوحفص کا غلبہ حاصل ہو گیا اور عربوں نے اس کی بیعت کر لی تو الحضرۃ کے باشندوں نے اس کے متعلق ایک دوسرے سے باتیں سنیں اور لوگ اکٹھے ہو کر اس کے پاس گئے۔ دعی نے اہل حکومت پر حملہ کر دیا تو انہوں نے اس سے بغض رکھا۔ وہ پھر تونس سے اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے ارادے سے نکلا۔ اس دوران فوجیوں نے اس کے متعلق بری افواہیں اڑا دیں لہٰذا وہ شکست کھا کر واپس لوٹ آیا۔ یوں ملک نے سلطان ابوحفص کی اطاعت قبول کر لی۔ اس نے پھر تونس پر حملہ کرنے میں جلدی کی اور سموم کے قریب اترا۔ دعی نے شہر سے باہر اس کے مقابل میں پڑاؤ ڈال لیا۔ کئی روز تک لڑائی نے ان کے درمیان طول پکڑے رکھا۔ لوگ ہر روز دعی کے مکر و فریب کو دیکھتے یہاں تک کہ انہوں نے اس سے اظہار بیزاری کر کے اسے چھوڑ دیا لہٰذا وہ پھر اپنے پڑاؤ کو چھوڑ کر روپوش ہو گیا۔ سلطان ربیع الاخر سنہ 83 کو شہر میں داخل ہوا اور اس کے تخت حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر اس کے دور و نزدیک کو خرابی سے پاک کیا۔ دعی تونس میں روپوش ہو گیا اور وہاں سے باشندوں کے جمگھٹے میں گم ہو گیا۔ اب چاروں طرف اس کی تلاش شروع ہو گئی تو پتہ چلا کہ وہ سلطان کی آمد کی راتوں میں رعیت کے ایک آدمی ابوقاسم القرمادی کے گھروں میں ہے۔ اس اطلاع پر اسی وقت ان گھروں کو منہدم کر دیا گیا۔ جب وہاں سلطان کے پاس گیا تو اس نے سرداروں کو بلایا، اسے توبیخ کی اور اس سے برا سلوک کیا۔ آخر کار اس نے ان کے نسب کی طرف منسوب ہونے کا اعتراف کر لیا لہٰذا اس نے اس کی آزمائش اور قتل کا حکم دے دیا۔ اس نے اس سے بے رحمانہ سلوک کیا، اس کے جسم کو پھرایا اور سر کو نصب کر دیا۔ عبداللہ بن یغمور اس کے قتل میں شامل تھا اور اس کے حالات بڑے عبرتناک ہیں۔ اس کے بعد سلطان نے خود حکومت سنبھال لی اور المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی۔ طرابلس اور تلمسان سے اہل قاصیہ نے اور ان دونوں شہروں کے درمیانی علاقے کے لوگوں نے بھی اس کو اپنی بیعتیں بھیج دیں۔ اس نے پھر شیخ ابوعبداللہ الفازازی کو لڑائیوں میں اپنی فوجوں اور ضاجبہ پر امیر مقرر کیا اور ان کے ساتھ اپنی حکومت کے کئے گئے عہد پورے کئے۔ اس سے پہلے خلفاء اس بات سے کنارہ کشی کرتے تھے اور اپنے خلاف کوئی دروازہ نہیں کھولتے تھے۔ یوں وہ اپنے مال اور الحضرۃ میں لطف اندوز ہو کر قیام پذیر رہا یہاں تک کہ وہ کچھ واقعہ ہوا جس کا ہم تذکرہ کریں گے انشاء اللہ۔

عظیم واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ اس سلطان کے دور حکومت میں دشمن نے سمندری جزیروں پر حملہ کر دیا۔ ان کے بحری بیڑے رجب سنہ 88 میں جزیرہ جربہ میں آ کر ٹھہر گئے۔ ان دنوں جزائر کی ریاست محمد بن مہو شیخ الوھبیہ اور شیخ النکارہ کے پاس تھی، یہ دونوں خوارج کے فرقے ہیں۔ اس وقت صقلیہ کے حکمران المراکیا نے، عدریک بن البریدا کون جو برشلونہ کے سمندری ساحلوں کا بادشاہ تھا، کا نائب بن کر ان پر چڑھائی کی۔ کہتے ہیں کہ غربان اور شوانی کے اس وقت ستر بحری بیڑے تھے اور اس نے انہیں کئی بار تنگ کیا۔ انہوں نے پھر ان پر قبضہ کر لیا اور ان کے احوال کو لوٹ لیا۔ وہ وہاں سے باشندوں کو قیدی بنا کر لے گئے۔ کہتے ہیں کہ جبوب میں گرم پتھر مارنے کے بعد ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی۔ یہ واقعہ مسلمانوں کے لئے نہایت افسوسناک تھا۔ انہوں نے پھر اس کے ساحل پر ایک قلعہ بنایا اور اسے محافظوں اور ہتھیاروں سے بھر دیا۔ انہوں نے ہر سال ان پر آٹھ ہزار دینار ٹیکس مقرر کیا اور صدی کے سرے تک المراکیا کو اس پر قائم رکھا۔ یوں الجزیرہ نصاریٰ کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ سنہ 740 کے آخر میں یہ لوگ مالقہ کی طرف واپس آ گئے جیسا کہ ہم اس کا حال بیان کریں گے۔ آخر کار سنہ 85 میں دشمن نے جزیرہ میورقہ کو فتح

کرلیا۔ اس کے بعد طاغیہ برشلونہ بیس ہزار جانبازوں کے ساتھ اپنے بحری بیڑوں میں سوار ہو کر اس کی طرف گیا۔ جب یہ لوگ میورقہ کے قریب سے گزرے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ ایک سمندر ہیں۔ انہوں نے پھر ابی عمر بن حکیم وردیس سے پانی پینے کے لئے اترنے کی اجازت طلب کی تو اس نے انہیں اجازت دے دی۔ جب یہ لوگ ساحل پر آ گئے تو انہوں نے وہاں کے باشندوں کو لڑائی کا الارم دے دیا۔ لہٰذا وہ تین دن لڑتے رہے۔ مسلمانوں نے ان کے ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا اور زخم لگائے۔ لیکن جب تیسرا دن ہوا اور شکست اس کی قوم پر چھا گئی اور طاغیہ نے فوج کے ساتھ حملہ کر دیا، یوں مسلمان شکست کھا گئے اور انہوں نے اپنے قلعے میں پناہ لے لی۔ وہ جوانوں سمیت ان میں محصور ہو گئے۔ انہوں نے پھر ابن حکم کو اپنے اہل اور خواص کا ذمہ دار بنایا اور سبتہ کی طرف چلے گئے جب بقیہ لوگوں نے دشمن کے فیصلے کو قبول کر لیا۔ وہ پھر میورقہ کی طرف گیا اور وہاں کے ذخائر اور سامان پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد انہوں نے سنہ 86 میں خزور کی بندرگاہ میں خیانت کی اور اس کی فصیلوں کو توڑ کر اس کے اندر گھس گئے اور جو کچھ اس کے اندر موجود تھا اٹھا لے گئے۔ وہ وہاں کے باشندوں کو قیدی بنا کر لے گئے اور گھروں کو جلا دیا۔ وہ پھر تونس کی بندرگاہ سے گزرے اور اپنے شہروں کی طرف واپس لوٹ آئے۔ اسی سال یا اس کے بعد سنہ 89 میں دشمن کے بحری بیڑے نے المھدیہ سے لڑائی کی جس میں لڑائی کے لئے سوار موجود تھے لہٰذا انہوں نے تین بار اس پر چڑھائی کی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے تمام المھدیہ کو فتح کر لیا پھر اہل عجم کی مدد آ گئی اور یوں دشمن شکست کھا گیا یہاں تک کہ انہوں نے بحری بیڑے کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا لیکن پھر وہ ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے۔

باب: ۳۵

الجزائر قسنطینہ پر امیر ابوبکر کے قبضے کا بیان اور دیگر واقعات

امیر ابوبکر زکریا بن سلطان کو اپنی بہادری، قابلیت اور اہل علم سے مخالطت کی وجہ سے حکومت کی لیاقت حاصل تھی۔ یہ امور اس کے حسن حال کی گواہی دیتے تھے۔ یہ ہی وہ شخص ہے جس نے دارالاقوری کے سامنے جہاں وہ تونس میں سکونت پذیر تھا، ایک علمی مدرسے کا نقشہ بنایا۔ جب وہ بجایہ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد بچ کر تلمسان پہنچا تو اپنے داماد عثمان بن یغمراسن کے پاس اترا۔ اس دوران ابوالحسن بن ابی بکر بن سید الناس بھی جو اس کے باپ اور بھائی کا پروردہ تھا، جنہ کی لڑائی سے بچ جانے کے بعد سلطان ابی حفص کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے آ گیا۔ جب عربوں نے اس کی بیعت کر لی اور حکومت کے آثار نمایاں ہو گئے تو ابوالحسن نے دیکھا کہ سلطان الفازازی کو ان پر ترجیح دیتا ہے لہٰذا وہ اس سے الگ ہو گیا، وہ پھر تلمسان میں امیر ابوزکریا کے ساتھ جاملا اور اسے اپنی حکومت کو حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ اس نے پھر بجایہ کے تاجروں سے مال قرض لیا، اسے اس کی حکومت کی سطوت کے لئے خرچ کیا اور آدمیوں کو اکٹھا کیا۔ اس نے ساتھیوں سے حسن سلوک کیا۔ جب اس کے ارادوں کی خبر پھیل گئی تو عثمان بن یغمراسن نے اسے روکا کیونکہ اس نے سلطان ابوحفص کی اس شرط پر اطاعت اختیار کی ہوئی تھی کہ وہ اس سے وہی سلوک روا رکھے گا جو اس سے پہلے الحضرۃ کے خلفاء کے ساتھ انہوں نے روا رکھا تھا لہٰذا امیر ابوزکریا نے جب اپنے کام کا ارادہ کر لیا اور تلمسان سے شکار کا ارادہ کر کے داؤد بن ہلال بن عطاف امیر بنی یعقوب اور زغبہ کے بنی عامر کے ساتھ جا کر مل گیا۔ اس کے بعد عثمان بن یغمراسن نے داؤد کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اس کے پاس لوٹا دے تو اس نے اس کے ساتھ عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد وہ اس کے ساتھ اپنی قوم سمیت بلاد زغبہ کے آخر میں چلا گیا۔ یہ لوگ پھر عطیہ بن سلیمان بن سباع کے ہاں اترے جو زواودہ کے رؤساء میں سے تھا لہٰذا اس نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ یہ سب پھر قسنطینہ کے نواح میں چلے گئے۔ بعد ازاں عرب اور سوریکش بھی اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ اس نے پھر سنہ 83 میں البلاء سے لڑائی کی۔ ان دنوں جس کا عامل ابونوخیان تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا جبکہ بجایہ کا حکمران ابوالحسن بن طفیل تھا جس کی عامل کے ساتھ رشتہ داری تھی لہٰذا اس نے امیر ابوزکریا کو البلاء کے معاملات میں شامل کر لیا۔ اس نے اس کے لئے اور اس کے رشتے دار کے لئے شرط لگا دی لہٰذا سلطان نے ان کی شرط کو پورا کر دیا۔ انہوں نے پھر اسے البلاء پر قبضہ دلا دیا اور وہاں اس کی دعوت کو قائم کیا۔ وہ پھر بجایہ کی طرف چلا گیا جہاں کے باشندوں میں ایسا اضطراب پیدا ہو چکا تھا جس نے انہیں اختلاف و انشقاق تک پہنچا دیا تھا لہٰذا انہوں نے امیر ابوزکریا کو برانگیختہ کیا تو وہ جلدی سے ان کی طرف گیا اور سنہ 84 میں بجایہ میں داخل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ قسنطینہ پر حکومت سے پہلے اسے بجایہ پر حکومت حاصل تھی۔ ہم نے جو کچھ اپنے شیوخ سے سنا ہے اس میں یہی بات سب سے زیادہ درست اور صحیح ہے۔ بعد ازاں اہل جزائر نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور یہ قریبی سرحدوں پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر المنتخب الاحیاء دین اللہ کا لقب اختیار کر لیا۔ اس نے اپنے چچا کے ادب کی وجہ سے جو الحضرۃ میں خلیفہ تھا، امیر المومنین کے نام کو چھوڑ دیا۔ بعد ازاں جماعت کے اہل حل وعقد نے موحدین کی مدد کی۔ اس نے ابوالحسن بن سید الناس کو حاجب مقرر کیا۔ یوں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر غربی جانب اپنے بیٹوں کو بادشاہ بنایا اور حکومت تقسیم ہو گئی یہاں تک کہ خالصۃً اس کی اولاد بادشاہوں کے لئے ہو گئی۔ انہوں نے پھر الحضرۃ پر قبضہ کر لیا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔ جب امیر ابوزکریا نے غربی جانب پر قبضہ کر لیا اور الحضرۃ کے علاقوں کو حاصل کر لیا تو اس نے تونس پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا لہٰذا اس نے سنہ 85 میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن رحاب بن محمود جو ذیاب کے مشائخ میں سے تھا، اس کے پاس گیا اور الفازازی نے اسے احواذ تونس سے روکا لہٰذا اس نے قابس سے لڑائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے ساتھ لڑائی کرنا اس کا کارنامہ تھا لہٰذا ایک روز اس کے جانبازوں پر شکست حاوی ہو گئی تو اس نے ان میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے۔ انہوں

ہے نے اس کی شہر پناہ کو گرا دیا جبکہ گھروں اور کھجوروں کو جلا دیا۔ وہ پھر مسرات کی طرف چلا گیا۔ اس کے واقعات میں سے ایک یہ معروف واقعہ بھی ہے کہ جب امیر ابوزکریا بادل نخواستہ اپنی حکومت کے حصول کے لئے تلمسان سے نکلا تو اس کا پڑوسی داؤد بن عطاف اسے واپس لانے سے باز رہا اس پر اس کے بغض و عداوت سے اس کا دل لبریز ہو گیا اس نے پھر از سر نو حاکم تونس کی بیعت کی اور وہاں اپنے پروردہ علی بن محمد خراسانی کو بھیجا۔ اس دوران میں علی بن توجین اور مغراد کا مغرب اوسط میں ظہور ہو گیا جبکہ الحضر کے لوگ امیر ابوزکریا کے مقام سے تنگدل ہو گئے کیونکہ وہ ان سے مطالبات کرتا اور ان کے دور دراز کے آدمیوں کو ذلیل کرتا تھا لہٰذا انہوں نے عثمان بن یغمراسن کو بجایہ کے بعد اس کے قلعہ سے لڑائی کرنے میں شامل کیا تا کہ وہ اسے اس کی اولاد کو لوٹا دیں۔ اس نے پھر سنہ 86 میں بجایہ پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس سے لڑائی کرتا رہا مگر وہ اسے باقی ماندہ مضافات کے ساتھ سر نہیں کر سکا، صرف چند ٹیلوں کو فتح کر سکا۔ بعد ازاں امیر ابوزکریا سنہ 86 میں بجایہ کی طرف لوٹ آیا یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ایک روز تقوقیس کی کارروائی سے سداوہ اور کثومہ کے درمیان لڑائی چھڑ گئی جس میں سداوہ کے شیخ کا بیٹا مارا گیا۔ اس نے پھر قسم کھائی کہ وہ خود شیخ کثومہ سے اس کا بدلہ لے گا۔ اس وقت توزر کا عامل محمد بن ابی بکر تیملل تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا لہٰذا اس نے شیخ کثومہ کی ذمے داری لی اور اس کے دشمن کے مقابلے میں اس کی مدد کے لئے مال خرچ کیا۔ اس نے پھر الحضر ۃ سے خط و کتابت کی اور اہل سواد کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یوں اہل نفطہ اور تقیوس ان کے مقابلے میں اکٹھے ہو گئے۔ وہ پھر اہل توزر کی جمعیت میں نکلا اور ان کے شہر میں ان کے ساتھ لڑائی کی ضمانت دینے اور مال خرچ کرنے سے پناہ طلب کی لیکن اس نے قبول نہیں کیا لہٰذا اہل نفراوہ نے انہیں مدد دی اور اس پر چڑھائی کی۔ اس کی فوج شکست کھا گئی اور انہوں نے ان میں خوب قتلام کیا اور قیدی بنا کر توزر لے آئے۔ یہ واقعہ سنہ 86 کا ہے۔ اس کے بعد ان کی دوبارہ لڑائی ہوئی تو انہوں نے اس پر فتح حاصل کی۔ اس نے پھر تاوان دینے پر ان سے صلح کی اور یہ شرط لگائی کہ اس کے سوا ان پر اور کوئی حکم لاگو نہیں ہوگا اور یہ نفزاوہ کے رؤساء ان میں سے ہوں گے لہٰذا اس نے ان کی شرط کو پورا کیا اور یہ اہل الجرید کے اختصاص کا آغاز تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔ ابو دبوس، مراکش میں بنی عبدالمومن کا آخری خلیفہ تھا جسے سنہ 658 میں قتل کر دیا گیا تھا۔ یوں اس کے بیٹے پراگندہ ہو گئے اور زمین میں پھرنے لگے۔ ان میں سے عثمان شرق اندلس میں چلا گیا اور طاغیہ برشلونہ کے ہاں جا اترا۔ اس نے اس کی عزت افزائی کی۔ وہاں پر اس نے اپنے چچا سید ابی زید المنتصر کی اولاد کو پایا جو دشمن کی رعیت میں سے ان کے ٹھکانوں میں ابی دبوس کا بھائی تھا۔ اس وقت وہاں پر سید ابی زید کو اپنے دین کو چھوڑ کر ان کے دین میں آنے کی وجہ سے ایک مقام حاصل تھا لہٰذا انہوں نے اپنے قریبی رشتے دار کی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کی اطاعت کے سلسلے میں تقاریر کیں۔ اس نے پھر مرغم بن صابر بن عسکر کو جو بنی ذیاب میں سے الجواری کا شیخ تھا، اسے اس کی قید سے چھڑانے پر اتفاق کر لیا جسے اہل صقلیہ میں سے الغزی نے طرابلس کے نواح میں سنہ 82 میں قیدی بنایا تھا۔ انہوں نے پھر اہل برشلونہ میں سے ایک آدمی کے پاس اسے فروخت کر دیا لیکن اسے طاغیہ نے خرید لیا اور وہ اس کے پاس قیدی بن کر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عثمان بن ابی دبوس اس کے پاس گیا۔ رفتہ رفتہ وہ موحدی دعوت کے حق کے طلب کرنے کی وجہ سے شہرت پا گیا۔ اس نے پھر اطراف کے لوگوں میں کامیابی کی امید پیدا کی کیونکہ وہ محافظوں سے دور رہتے تھے لہٰذا وہ سمندر کو عبور کر کے پھر طرابلس چلا گیا۔ طاغیہ کے ہاں یہ بھی اس کی خوش بختی کی علامت ہے کہ اس نے مرغم بن صابر کو اس کی خاطر رہا کر دیا تھا اور اس کے ساتھ اس کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا۔ انہوں نے پھر اس کے لئے بحری بیڑے تیار کئے اور اس کے ساتھ جو مالی شرط طے کی جس کے مطابق اس نے بحری بیڑوں کو فوجیوں اور رسد سے بھر دیا لہٰذا وہ سنہ 88 میں طرابلس اترے۔ مرغم نے پھر اپنی قوم کو اکٹھا کیا اور انہیں ابن ابی دبوس کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ انہوں نے پھر اس کے اور اس کی نصرانی فوج کے ساتھ البلاء سے لڑائی کی لہٰذا انہوں نے تین دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس کا برا اثر ان پر پڑا، بعد ازاں نصاریٰ اپنے بحری کے ساتھ چلے گئے اور البلا کے قریب ترین ساحل پر لنگر انداز ہو گئے۔ اس کے بعد وہ ابن ابی دبوس اور مرغم طرابلس کے محاصرے کے لئے فوج اتارنے کے بعد طرابلس کے نواح میں چلے گئے۔ لہٰذا انہوں نے ان سے وہ تاوان لئے جو انہوں نے اپنی شرائط میں نصاریٰ کو بھی نہیں دیئے تھے وہ پھر اپنے بحری بیڑے میں واپس آ گئے تاہم ابن ابی دبوس عربوں کے ساتھ گھومتا رہا اور اس کے بعد ابن مکی نے اسے بلا لیا تا کہ وہ اپنے اختصاص میں سنت ہو جائے لیکن ابھی ان کی بات پوری نہیں

ہوئی تھی کہ وہ ایک برچھا لگنے سے ہلاک ہو گیا۔

بجایہ کے حاجب ابوالحسن بن سید الناس کی وفات

ہم اس سے قبل اس شخص کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ یہ تلمسان میں امیر ابوزکریا کے ساتھ جاملا تھا، اس نے پھر اس کی خوب خدمت کی لہٰذا جب امیر ابوزکریا غربی سرحد پر قابض ہو گیا اور اس نے اسے الحضرۃ کے نواح سے الگ کر لیا تو بجایہ میں اترا اور وہاں سے تونس کی مدد کی۔ اس نے پھر ابوالحسن بن سید الناس کو اپنا حاجب مقرر کیا اور اس کے دروازوں کے پیچھے جو کچھ تھا، اس نے اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے پھر اسے اس کی ریاست کو ابوالحسن کے طریقوں پر چلایا جو اس سے قبل اس المستنصر کی حکومت میں حاجب تھا اور جس کے طریقوں پر یہ لوگ چلتے اور اس کے مقاصد کے دلدادہ تھے۔ بلکہ اس کی ریاست حجابت کے معاملہ میں ابوالحسن کی ریاست سے زیادہ بہتر تھی کیونکہ بجایہ کی حکومت کی فضا اس زمانے میں موحدین کے ان مشائخ سے صاف ہو چکی تھی جو اس سے مزاحمت کرتے تھے۔ لہٰذا اس نے اپنے مخدوم کی حکومت کو نہایت شاندار طریقے سے چلایا اور اس کی طرف لوگوں کی توجہ ہو گئی۔ زمام حکومت اس کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ سنہ 90 میں اس کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد امیر ابوزکریا نے اس کی جگہ اپنے کاتب ابوالقاسم بن ابی حی کو مقرر کیا۔ میں اس کی اولیت کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہی جانتا ہوں کہ وہ اندلس کے مسافروں میں سے تھا جو حکومت کے پاس آیا اور پھر اس کے مضافات میں تصرف کرنے لگا۔ اس نے پھر ابوالحسن بن سید الناس کے ساتھ رابطہ کیا تو اس نے اس سے لکھوایا پھر اسے ترقی دے دی، اسے اپنے لئے منتخب کر لیا اور اسے آزادی دے دی۔ اس نے پھر سید الناس کے ہاتھ سے زمام حکومت لے لی۔ اس کی خدمت گزاری اسے مظفر کے ہاتھ میں لے گئی یہاں تک کہ کئی سردار اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور خواص نے اسے امید دلائی۔ یوں سلطان کو اس کے متعلق علم ہوا کہ وہ اپنے مخدوم کے امور کی سرانجام دہی کی قوت رکھتا ہے اسے دوسروں کی کارگزاری سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اس دوران ابوالحسن بن سید الناس فوت ہو گیا تو سلطان نے اسے اس کے کام پر مقرر کر دیا۔ یوں وہ اس کے باقی ماندہ ایام حکومت اور اس کے بیٹے امیر ابوالبقاء کی حکومت کے آغاز میں اس کام پر مقرر رہا یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے انشاء اللہ۔

الزاب کی بغاوت کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابواسحاق نے الزاب پر فضل بن علی بن مزنی کو حاکم مقرر کیا تھا جو بسکرہ کے مشائخ میں سے تھا لہٰذا اس نے اپنی حکومت کو سنبھال لیا۔ جب سلطان فوت ہو گیا تو الزاب کی بستیوں میں بسنے والے عربوں کے چند گروہوں نے اس کی ایک دشمن قوم کی مداخلت سے اس پر حملہ کر کے اسے سنہ 83 میں قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر البلاء میں اپنی حکومت قائم کرنی چاہی تو بنی زیان کے مشائخ نے انہیں وہاں سے نکال دیا اور پھر بلا شرکت غیرے اپنی شہر کی حکومت سنبھال لی۔ انہوں نے پھر الحضرۃ کے حاکم امیر ابوحفص کی بیعت کر لی اور دستور کے مطابق اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس دوران انہوں نے دانیہ میں منصور بن فضل بن مزنی کے ساتھ لڑائی کی۔ یہ شخص کرفہ میں اپنے بیٹے کی وفات کے وقت الحضرۃ چلا گیا تھا جو ہلال بن عامر کے قبیلوں میں سے ہے۔ یہ وہ عرب ہیں جو جبل اور اس کی حکومت کے ذمے دار ہیں۔ یہ پھر ان گروہوں کے ہمسروں کے ہاں اترا تو انہوں نے اسے سواری دی اور ساتھ ساتھ مال جمع کر دیا۔ یہ پھر سنہ 72 میں بجایہ چلا گیا اور سلطان کے دروازے پر اترا۔ اس نے پھر اسے الزاب کی حکومت کی رغبت دلائی اور حاجب ابن ابی حی کو مختلف قسم کے تحائف دیئے اس نے اسے یہ ضمانت بھی دی کہ وہ الزاب میں دعوت کو سلطان کے حق میں پھیر دے گا اور وہاں کا خراج بھی نہیں دے گا۔ لہٰذا اس نے اسے اس بات سے مائل کر لیا۔ اس نے پھر اسے الزاب کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے اپنی فوج سے مدد دی۔ اس نے پھر بسکرہ سے لڑائی کی مگر اسے سر نہیں کر سکا جب وہاں کے مشائخ بنو مار نے تونس کی حکومت سے اپنی دوری اور اپنے دشمن فضل بن منصور کو دیکھا تو انہوں نے امیر ابوزکریا کی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے پھر اس کی طرف اپنا وفد اور بیٹیاں بھیج دیں اور اس نے عادیہ ابن مزنی کو ان سے ہٹا دیا لہٰذا انہوں نے اس سے قبولیت کی جو توقع کی تھی، اس نے اس کے ساتھ انہیں واپس کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ ان کے احکام اس کے سالار فوج کے ہاتھ میں ہوں گے۔ اس نے پھر ابن مزنی کو بجایہ کی طرف جاتے دیکھا

جب وفد بسکر ہ پہنچا تو وہ قائد اور منصور بن مزنی کی طرف نکل آئے اور اسے شہر میں داخل کر لیا۔ انہوں نے پھر اس کی اطاعت اختیار کر لی اور حالات یہاں تک تبدیل ہو گئے کہ منصور بن مزنی کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم اس کے حالات میں کریں گے۔ اس کے بعد الزاب ہمیشہ ہی امیر ابو زکریا اور اس کے بیٹوں کی دعوت کے تحت رہا یہاں تک کہ وہ الحضر ۃ پر قابض ہو گیا۔ اب آپ بعد میں اس کے بیٹوں کے حالات کا مطالعہ کریں گے انشاء اللہ۔

حکومت کے امراء کی روداد

عبداللہ الفازازی موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور ساتھ ہی سلطان ابوحفص کا خاص دوست تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس نے اسے فوج کا امیر مقرر کیا تھا پھر اسے لڑائیاں کرنے اور نواح کے ہموار کرنے کے لئے بھیجا تھا، لہٰذا اس نے ان معاملات میں قابل رشک مقام حاصل کیا۔ اس نے جہات پر قبضہ کر لیا، باغیوں کو رام کیا، انہیں نکال باہر کیا اور خراج بھی جمع کیا اس سلسلے میں اس نے قابل ذکر کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ بلاد الجرید اور ان کے مشائخ کے ساتھ بھی اس کے احوال اور کاروائیاں ہوتی رہی ہیں۔ یہ ہی وہ شخص ہے جس نے اہل توزر کے مشائخ کی شکایت پر احمد بن بہلول کی آزمائش کی اور اسے ان پر حکومت کرنے کے ارادے سے روکا۔ وہ اپنے آخری سفر میں تونس سے دو دن کے فاصلے پر سنہ 93 میں وفات پا گیا۔ اسی سال حاجب ابوالقاسم بن الشیخ کی بھی وفات ہوئی۔ اس کی اولیت کا واقعہ یہ ہے کہ یہ سنہ 26 میں اپنے شہر دانیہ سے بجایہ آیا اور اس نے اس کے عامل محمد بن یاسین سے رابطہ پیدا کر لیا لہٰذا اس نے اسے کاتب بنالیا اور یہ پھر اس پر حاوی ہو گیا۔ جب ابن یاسین کو الحضر ۃ بلایا گیا تو ابن الشیخ بھی اس کے ساتھیوں میں سے تھا لہٰذا سلطان نے پھر جستجو کی کہ وہ کتابت کے لئے کسے اپنا نمائندہ بنائے۔ اس وقت ابن یاسین نے اپنے کاتب ابوالقاسم بن الشیخ کی بہت تعریف کی، جب سلطان نے اس کا امتحان لیا تو یہ اسے پسند نہیں آیا لیکن پھر اس نے اس کے بارے میں رائے پر نظر ثانی کی، اس کی تحسین کی اور اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس نے پھر ابن ابی الحسن کو اسے آداب اور خدمت کے طور طریقے سکھانے کا حکم دیا اور یوں اس نے اپنے مخدوم کا بار ہلکا کر دیا یہاں تک کہ ابوالحسن فوت ہو گیا۔ اس وقت سلطان کے گھر کے اخراجات اس کی نگرانی پر موقوف تھے اور اس بارے میں اس کا قلم کام کرتا تھا لہٰذا اس نے اس کی وفات کے بعد ابن الشیخ کو سلطان المنتصر ہ کے آخری ایام تک اس کام کے لئے مخصوص کر لیا۔ جب سلطان واثق حاکم بنا تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ابن ابی الحسن اس کے سامنے آیا تو اس نے اسے اس کے کام پر باقی رکھا بلکہ اسے اپنے لئے مختص کر لیا۔ اس نے پھر اسے اپنے ساتھیوں میں شامل کر لیا۔ بعد ازاں سلطان ابواسحاق کی حکومت آئی تو اس نے بھی اسے اس کے کام پر قائم رکھا اور اسے ابی بکر بن خلدون صاحب اشغال کے ساتھ ٹکرا دیا۔ اس کی حکومت میں ریاست کبریٰ اس کے بیٹوں ابی فارس اور اس کے بعد ابوزکریا عبدالمومن کے پاس تھی بعد ازاں دعی کا قضیہ سامنے آیا، اور وہ اس کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس نے بھی ابوالقاسم بن الشیخ کو چن لیا اور اسے کتاب العلامتہ فی فواتح السجلات دے کر شغیر کے علاقے کی طرف بھیج دیا۔ جب سلطان ابوحفص کو دوبارہ اپنی حکومت مل گئی اور دعی مارا گیا تو ابن الشیخ کو اپنے اس رتبے کی وجہ سے جو اسے دعی نے دیا تھا، خوف پیدا ہوا، اس نے پھر بھلائی اور عبادت کی علامت کے طور پر صلحاء کی پناہ لی۔ انہوں نے اس کی سفارش کی تو اسے سلطان نے قبول کر لیا۔ اس نے پھر از خود ان کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ اس کے سپرد کوئی کام کیا جائے لہٰذا اس نے اسے اپنا حاجب مقرر کر دیا اور ساتھ ہی کتاب العلامتہ فی فواتح السجلات کی تنقید کا کام دے دیا۔ اس کے بعد جب سلطان ابوحفص کو اپنی حکومت مل گئی، باغی قتل ہو گیا اور علامت، حکومت کے کسی اور آدمی کی طرف چلی گئی تو وہ اپنی وفات تک جو سنہ 94 میں ہوئی، اس عہدے پر مسلسل کام کرتا رہا اور اس کے بعد بھی حجابت کا نام ان تینوں خطوط پر قائم رہا۔ اس نے پھر تدبیر وحرب کا حکم دیا اور اس کی ریاست موحدین کے مشائخ کی طرف راجع رہی یہاں تک کہ احوال بدل کر الٹ پلٹ گئے جیسا کہ آپ کو آئندہ بیان ہونے والے حالات سے پتہ چلے گا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنا حاجب ابوعبداللہ الحی کو مقرر کیا جو اخیار کے طبقے میں سے تھا اور وہ حکومت کے آخر تک اس عہدے پر قائم رہا۔

سلطان ابوحفص کی موت

سلطان ابوحفص اپنے زمانے میں ہمیشہ ہی غالب اور آسودہ حال میں رہا یہاں تک کہ اس کی مدت پوری ہو گئی۔ سنہ 94 ذوالحجہ کے آغاز میں

اسے درد اٹھا جو جلد ہی شدت اختیار کر گیا۔ دراصل مسلمانوں کے معاملات نے اسے بے قرار کر دیا تھا، بعدازاں اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کے لئے ایام التشریق کے دوسرے دن خلافت کی وصیت کی۔ اس وقت موحدین نے اس کی صغرسنی کی وجہ سے اس کے مراتب سے تخلف کے باعث اسے اچھا نہیں سمجھا پھر یہ بھی بات تھی کہ وہ بالغ نہ تھا لہٰذا انہوں نے اس بارے میں باتیں کی جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو وہ ناراض ہوا اور انہیں چھوڑ کر ولی ابی محمد المرحابی کے ساتھ شوریٰ کی طرف آیا۔ اس کے متعلق اس کی رائے بہت اچھی تھی اور ظن بھی نیک تھا۔ قصہ یہ ہے کہ جب واثق بن المستنصر اور اس کے بیٹوں کو ان کے قید خانے میں قتل کر دیا گیا تو اس کی ایک بیٹی اس ولی کو حمل میں لئے ہوئے رباط کی طرف بھاگ گئی اور اسے اس کے گھر میں جنا۔ یوں اس کا نام شیخ محمد رکھا گیا اور اس کا عقیقہ کیا۔ اس نے فقراء کو گندم کے آٹے اور گھی کا کھانا پکا کر کھلایا اور یوں ہمیشہ کے لئے اس کا لقب ابوعصیدہ پڑ گیا۔ وہ پھر روپوشی کے بعد ان کے محلات میں چلا گیا، اس نے اپنی قوم کے خلفاء زیر سایہ پرورش پائی، جوان ہوا اور ولی ابی محمد کے ساتھ اس کا عہد باقی رہا۔ وہ دونوں اس پر ہمیشہ قائم رہے۔ جب سلطان ابوحفص نے اس کے ساتھ عہد کے متعلق گفتگو کی اور اس کے بیٹے پر موحدین کی نکتہ چینی کا ذکر کیا تو شیخ نے اسے بتایا کہ وہ عہد کو محمد بن واثق کی طرف پھیر دے، اس پر اس نے اس کے اشارہ کو قبول کیا اور اسے ولی عہدی کی تربیت دی۔ اس نے پھر موحدین کے مشائخ اور سرداروں کی موجودگی میں اپنے اس عہد کو نافذ کیا اور آخر ذوالحجہ سنہ 94 میں فوت ہو گیا۔

سلطان ابوعصیدہ کا حکمران بننا

جب سلطان ابوحفص فوت ہو گیا تو موحدین کے سردار، ساتھی، فوج اور دیگر سب لوگ قصبے میں جمع ہوئے اور انہوں نے پھر اس کے ولی عہد سلطان ابوعبداللہ محمد کی 24۔ ذوالحجہ سنہ 94 کو بیعت کر لی۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس کا لقب ابوعصیدہ بن سلطان واثق تھا لہٰذا اس کی بیعت سے لوگوں کا شرح صدر ہو گیا، سب لوگوں نے اسے پسند کیا اس نے پھر المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا اور اس نے اپنی حکومت کا آغاز عبداللہ بن سلطان ابی حفص کے قتل سے کیا کیونکہ وہ بھی ولی عہدی کی خواہش رکھتا تھا اس نے پھر محمد بن برزیکش کو اپنا وزیر بنایا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا جبکہ محمد الشخشی کو حجابت، تدابیر اور فوج کے امور کی سرانجام دہی پر قائم رکھا۔ اس وقت موحدین کی ریاست ابویحییٰ زکریا بن احمد بن محمد اللحیانی کے پاس تھی لہٰذا اس نے جو کام اس کے سپرد کیا اس نے اسے ذمہ داری سے سرانجام دیا۔ لیکن اس سلسلے میں عبدالحق بن سلیمان نے جو اس سے پہلے موحدین کا رئیس تھا، اسے کافی تنگ کیا یہاں تک کہ وہ الگ ہو گیا اور پھر فوت ہو گیا۔ یوں وہ بلاشرکت غیرے حکومت پر قابض ہو گیا جبکہ الشخشی اس کی حجابت کا بااختیار منتظم بن گیا۔ اس کام میں محمد بن ابراہیم بن الدباغ اس کا معاون تھا۔ ابن دباغ کے حالات میں سے یہ واقعہ بھی ہے کہ جب اس کا باپ ابراہیم سنہ 46 میں اشبیلیہ کے مسافروں میں شامل ہو کر تونس آیا تو یہ تونس میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ اس نے پھر حساب دانوں مثلاً ابوالحسن اور ابوالحکم سے رجسٹر تیار کرنے اور حساب کرنے کی تربیت لی۔ بعدازاں ابوالحسن کی بیٹی کے متعلق ان دونوں سے رشتے داری کر لی لہٰذا ان دونوں نے اس کا نکاح کر دیا اور اسے دیوان اعمال کی سیکریٹری شپ کے لئے تربیت دی۔ جب ابوعبداللہ الغازازی بااختیار رئیس بن گیا تو اسے اپنا کاتب بنا لیا لیکن وہ بڑا کمزور عقل اور خلیفہ کا نافرمان تھا۔ اس کا کاتب محمد بن دباغ اسے خلیفہ کی اغراض کے لئے تیار کر رہا تھا کہ اچانک حاجب بن الشیخ نے اس کے متعلق سازش کی۔ یوں اسے خلیفہ کے پاس اس سلسلے میں بات کرنے کا اچھا موقع مل گیا۔ جب سلطان ابوعصیدہ حکمران بنا تو اس نے اس کی سابقہ فرمانبرداری کا لحاظ رکھا حالانکہ اس کا حاجب الشخشی بکری کی طرح تحریر سے بے بہرہ تھا لہٰذا سلطان نے ابن دباغ کو کاتب بنا لیا پھر اسے سنہ 95 میں اپنی علامت کی کتابت پر ترقی دے دی۔ وہ اس کام میں بڑا ماہر تھا لہٰذا وہ حجابت میں الشخشی کا معاون بن گیا۔ یوں سلطنت کے کاروبار اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ سنہ 99 میں الشخشی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اسے اپنا حاجب مقرر کر دیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ اس کام پر بااختیار ہو گیا۔ اس وقت تدبیر و حرب کا کام موحدین کے مشائخ کے پاس تھا۔

عبدالحق بن سلیمان کی روداد

ابومحمد عبدالحق بن سلیمان سلطان ابوحفص کے زمانے میں موحدین کا رئیس تھا۔ اس کی اصل وہ تینملل ہیں جو حکومت کے آغاز سے تونس میں

رہتے ہیں۔ اسے اور اس کے اسلاف کو ان پر حکومت حاصل تھی۔ اس سلطان کے زمانے میں اسے الحضرۃ میں تمام موحدین کی سرداری حاصل ہوگئی جو اس کے دوست اور معاون بھی تھے۔ یہ اپنے بیٹے عبداللہ کی ولی عہدی کا بہت حریص تھا اور اس سلسلے میں موحدین کی نکتہ چینیوں کا جواب دیتا رہتا تھا لہٰذا سلطان ابوعصیدہ نے اسے مال سمیت قیدی بنالیا۔ جب اس کی حکومت طاقت ور ہوگئی تو عبداللہ اپنے قیدخانے میں قتل ہوگیا۔ اس نے پھر ابومحمد محمد بن سلیمان کو گرفتار کرلیا اور صفر سنہ 95 میں اسے قید کردیا یہاں تک کہ وہ اپنے قیدخانے میں صدی کے سرے پر قتل ہوگیا۔ جب اس پر یہ مصیبت پڑی تو اس کے دونوں بیٹے محمد اور عبداللہ بھاگ گئے۔ عبداللہ امیر ابوزکریا کے ساتھ جا ملا اور اس کے ساتھیوں میں شامل ہوگیا یہاں تک کہ وہ اپنے بیٹے سلطان ابوالبقاء خالد کے ساتھ تونس میں داخل ہوگیا۔ جب کہ محمد بھاگنے کے بعد مغرب اقصیٰ چلا گیا اور بنی مرین کے سلطان یوسف بن یعقوب کے ہاں تلمسان کا محاصرہ کرنے والی فوج کے پڑاؤ میں اترا۔ اس نے اس کی بہت عزت کی اور وہ ایک مدت تک اس کے پاس رہا۔ وہ پھر اپنے وطن کو واپس آگیا اور پہلے طور طریقے چھوڑ کر زہد وعبادت کا طریقہ اختیار کرلیا۔ یعنی اونی لباس پہن لیا اور صلحاء کی صحبت اختیار کرلی۔ اس لئے پھر فریضہ حج ادا کیا اور لمبی عمر پائی۔ یوں تمام لوگوں کو اس سے حسن ظن ہوگیا اور اس پر اور اس کی دعاؤں پر یقین پیدا ہوگیا۔ اس کے بعد اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کے ملنے جلنے والوں کی تعداد بکثرت ہوگئی۔ ساتھ ساتھ خلفاء نے اسے ایک اور عظمت دی یعنی اسے کئی بار ملوک زناتہ کے پاس بھیجا۔ جب سلطان ابوالحسن کی فوجوں نے جبل فتح سے لڑائی کی تو وہ جبل فتح کے ایک جہاد میں بھی شامل ہوا اور وہ ہمیشہ اسی طریقے پر قائم رہا یہاں تک کہ وہ آٹھویں صدی کے نصف میں طاعون جارف سے ہلاک ہوگیا۔

بجایہ پر حملہ

جب سلطان ابوعصیدہ کی حکومت طاقتور ہوگئی تو اسے غربی جانب سے لڑائی کرنے اور اس کی سرحدوں کو امیر ابوزکریا سے واپس لینے کی سوجھی۔ اس وقت امیر ابوزکریا کا یہ حال تھا کہ اہل جزائر نے اپنے موحد عامل کی وفات کے بعد اس کے خلاف خروج کردیا تھا۔ اس کے بعد ان کے مشائخ میں سے محمد بن علان وہاں کود پڑا اور یوں عثمان بن یغمراسن اور اس کے پیچھے بنی عبدالواد کی حکومت مضبوط ہوگئی۔ انہوں نے پھر توجین، مغرادہ اور بلکین پر غلبہ پالیا اور اس کی سعی وکوشش الحضرۃ کے حکمران کے لئے تھی کیونکہ وہ ان کی دعوت سے متمسک تھا بلکہ وہ ان کی بیعت میں اپنے باپ کے مذہب کا پابند تھا لہٰذا سلطان ابوعصیدہ کے عزائم اس بات کے لئے مضبوط ہوگئے اور وہ سنہ 95 میں الحضرۃ سے چلا۔ جب وہ اپنی عملداری کی سرحدوں سے گزر کر قسطنطینہ کے مضافات میں جا پہنچا تو وہاں کی رعایا اور قبائل اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ وہ پھر میلہ تک پہنچ گیا اور وہیں سے وہ رمضان میں الحضرۃ کی طرف واپس آگیا۔ جب اس نے بجایہ کی عملداری کو اپنی لڑائی سے تنگ کردیا تو امیر ابوزکریا نے غربی جانب کو تسکین دینے کی خاطر اپنی نظر دوڑائی تاکہ وہ اس سے فارغ ہوکر سلطان صاحب الحضرۃ کی مدافعت کرسکے یوں اس کا ہاتھ عثمان بن یغمراسن تک پہنچ گیا، اس نے پھر اس کے ساتھ محبت وتعلق کے باعث قدیم رشتے مضبوط کرلئے۔ اس دوران سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب نے تلمسان پر حملہ کردیا اور فتح کے لئے اپنا پورا زور لگادیا اس دوران عثمان بن یغمراسن نے امیر ابوزکریا سے کمک طلب کی تو اس نے اسے موحدین کی ایک فوج کے ساتھ مدد دی جس کے ساتھ بنی مرین کی ایک فوج نے لڑائی کی انہوں نے اسے شکست دی اور ان میں خوب خونریزی کی۔ اس کے بعد ان کی فوج بجایہ کی طرف واپس آگئی۔ بعدازاں یوسف بن یعقوب نے بنی مرین کی فوجوں کو بجایہ کی طرف بھیجا اور ان پر اپنے بھائی ابویحییٰ کو سالار مقرر کیا۔ اس سے قبل عثمان بن سباع، حاکم بجایہ سے الگ ہوکر اس کے پاس آگیا۔ اسے اس کی سلطنت میں رغبت دلانے لگا لہٰذا اس نے اسے خوب عطیات دیئے اور اس کی خوب عزت افزائی کی۔ اس نے پھر اس کے ساتھ اس فوج کو بھیجا لہٰذا وہ بجایا جا پہنچے اور اس پر دباؤ ڈالا۔ وہ پھر اس سے گزر کر تکرارت اور بلاد سدونکش میں چلے گئے اور ان علاقوں میں تباہی وبربادی، اور فساد پھیلا کر ان پر قبضہ کرلیا۔ بعدازاں تلمسان میں یوسف بن یعقوب کے پڑاؤ میں لوٹ آئے۔ جب حاکم الحضرۃ سلطان ابوعصیدہ کو اس بات کا پتہ چلا کہ امیر ابوزکریا نے عثمان بن یغمراسن کو امداد دی ہے تو اس نے ان کے دشمن یوسف بن یعقوب کو اطلاع دے دی اور اسے بجایہ اور اس کے علاقوں پر حملہ کرنے پر اکسایا۔ اس سلسلے میں اس نے رئیس الموحدین ابوعبداللہ بن الکجار کو اپنا سفیر بنایا۔ اس نے پھر دوسری بار سنہ 73 میں عظیم تحائف کے ساتھ اسے سفیر بنا کر بھیجا۔ وہ سنہری زین،

تلوار اور مہمیز لے کر گیا جو یاقوت اور جواہر کے قیمتی زیورات کی طرز پر بنی ہوئی تھیں۔ اس دوسری بار میں وزیر الدولہ ابوعبداللہ بن برزکین بھی اس کا ساتھی تھا۔ وہ پھر یعقوب بن یوسف سے بہت تحائف لے کر لوٹا جن میں تین سو خچریں بھی تھیں۔ یوں تحائف و ملاطفات اور سفارات و مخاطبات کا سلسلہ مسلسل جاری رہا۔ یوسف بن یعقوب سلطان کو تعریفانہ حالات لکھتا اور رئیس الموحدین، ابویحییٰ اللحیانی کو لکھتا۔ اس کے بعد بنی مرین کی فوجیں بجایہ کی نواح میں آنے جانے لگیں یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا جیسا کہ آئندہ اس کے حالات میں بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

کعوب کے فتنے کا بیان

جب سے کعوب نے امیر ابوحفص کی حکومت کا ساتھ دیا تھا ان کی دولت اور ثروت میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد آسودگی نے انہیں متکبر بنا دیا لہٰذا انہوں نے بہت فساد اور خرابی پیدا کر دی۔ جب ان کی رہزنی، باغیوں کی توڑ پھوڑ اور کھیتیوں کی لوٹ مار طویل عرصے تک جاری رہی تو عوام ان سے کینہ رکھنے لگے اور ان کے برے حالات کے منتظر رہنے لگے۔ بعد ازاں ان کا رئیس ھداج بن عبید سنہ 705 میں البلد آیا تو جاسوس اس کے پاس آ گئے اور عوام نے بھی اس کے متعلق برے ارادے قائم کر لئے۔ جب وہ نماز جمعہ کے لئے مسجد میں گیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ مسجد میں جوتوں سمیت چلا گیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ مجھ پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی جا سکتی، میں تو سلطان کی مجلس میں بھی جوتوں سمیت چلا جاتا ہوں۔ بہر حال لوگوں نے نماز کے بعد اسے للکارا، اسے قتل کر دیا اور اس کے جسم کو مدینہ کی گلیوں میں گھسیٹا۔ اس کے بعد سلطان کے خلاف ان کا فساد بہت بڑھ گیا۔ اس کے بعد اس دور کے شیخ الکعوب احمد بن ابی اللیل نے عثمان بن ابی دبوس کو اس کے مقام سے جو نواح طرابلس میں تھا، بلایا اور اسے امیر مقرر کر دیا۔ بعد ازاں اس نے الحضرۃ پر چڑھائی کر دی لہٰذا وہ دونوں ہمیشہ اس حالت میں رہے۔ جب وزیر ابوعبداللہ بن برزکین فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو اس نے انہیں شکست دی۔ وہ پھر فوج کے ساتھ علاقوں کی درستگی اور عربوں کے شور و غل کو ٹھنڈا کرنے کے لئے نکلا لہٰذا احمد بن ابی اللیل اس کے پاس آیا۔ اس وقت ھوارہ کے جوانوں میں سے سلیمان بھی دوبارہ اطاعت اختیار کر کے اس کے ساتھ تھا۔ بعد ازاں ابن ابی دبوس اپنے مقام کی طرف چلا گیا اور اس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے الحضرۃ کی طرف بھیج دیا، یوں وہ ہمیشہ قید ہی میں رہے یہاں تک کہ احمد سنہ 708 میں اپنے قید خانے میں فوت ہو گیا۔ اس دوران کعوب کی امارت محمد بن ابی اللیل نے سنبھال لی جبکہ اس کے ساتھ حمزہ اور اس کے بھائی عمر کا بیٹا مولاھم اس کے معاون تھے۔ بعد ازاں وزیر سنہ 707 میں اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور مولاھم ابن عمر وفد بن کر گیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ یوں اسے بھی اپنے چچا احمد کے ہمراہ قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی حمزہ نے اعلانیہ طور پر مخالفت شروع کر دی اور اس کی قوم نے بھی مخالفت کرنے میں اس کا پیچھا کیا تو ان کا فساد بڑھ گیا۔ انہوں نے پھر رعایا کو تکلیف پہنچائی۔ رفتہ رفتہ عوام کی طرف سے عام شکایات ہونے لگیں لہٰذا انہوں نے پھر بازاروں میں شور و شغب برپا کر دیا۔ ایک دن پھر وہ ایک دروازے پر بغاوت کے ارادے سے آئے تو دروازے کو ان پر بند کر دیا گیا۔ انہوں نے پھر پتھراؤ کر دیا۔ انہیں یقین تھا کہ ان پر جو مصیبت آئی ہے وہ حاجب ابن دباغ کی وجہ سے آئی ہے لہٰذا وہ اس کے قتل سے اپنے دلوں کو ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے۔ جب حاجب نے ان کے معاملے کو اٹھایا اور سب کو قتل کرنا چاہا تو سلطان نے اس بات سے انکار کر دیا اور اسے ان کے ساتھ نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا تاکہ ان کی بیعت مضبوط ہو جائے۔ اس کے بعد وہ اس شخص کے سزا دینے کے درپے ہو گیا جس نے ان میں بڑا کردار ادا کیا تھا، یہ واقعہ رمضان سنہ 708 کا ہے۔ اس دوران عرب مسلسل اپنی بدمستیوں میں مشغول رہے یہاں تک کہ سلطان وفات پا گیا جس کا تذکرہ آئندہ بیان ہوگا۔ انشاء اللہ۔

جزائر والوں کا خروج

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ المستنصر کے ایام میں الجزائر نے خروج کر دیا تھا۔ اس کے بعد موحدین کی فوجیں بزور قوت ان کے پاس آ گئی تھیں اور ان کے مشائخ کو انہوں نے تونس میں قید کر دیا تھا یہاں تک کہ اس کی وفات کے بعد انہوں نے تونس کو آزاد کر دیا۔ اس دوران جب امیر ابوزکریا الاوسط بجایہ کی مغربی سرحدوں اور قسطنطینہ کا خود مختار بادشاہ بن گیا تو موحدین کے دور میں الجزائر کا حکمران ابن الحکم تھا لہٰذا اس نے جزائر

کے مشائخ کے اتفاق سے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی۔ وہ پھر اس کے پاس گیا اور اس نے ابن الکجار کو اس کی ولایت لکھ دی۔ وہ وہاں ہمیشہ ہی ان کا حکمران رہا یہاں تک کہ بنو مرین نے بجایہ پر حملہ کر دیا۔ اس وقت تک ابن الکجار عمر رسیدہ اور بوڑھا ہو چکا تھا اور اس دوران میں اس کی وفات ہوگئی۔ ابن علان الجزائر کے مشائخ میں سے تھا اور اس کے اوامر و نواہی پر عمل ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ امارت کا منبع تھا جس کی وجہ سے اسے باقی ایام میں اہل جزائر پر سرداری حاصل تھی۔ کہتے ہیں کہ اسے اس کے ساتھ رشتے داری کا تعلق بھی تھا۔ بہر حال جب ابن الکجار وہاں پہنچا تو اسے اپنی مخصوص حکومت کے قیام اور الجزائر میں کود پڑنے کی سوجھی۔ اس نے پھر بطوانہ سے امیر کی وفات کی شب اہل قوت کے سلسلے میں پیغام بھیجا۔ جس کے بعد انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس طرح وہ اپنی مخصوص حکومت کا داعی بن گیا۔ اس وقت امیر ابوزکریا بنی مرین سے لڑائی کی وجہ سے اس کے پاس موجود تھا یہاں تک کہ اس کی وفات ہوگئی۔ بعد ازاں بجایہ آخر تک موحدین کا باغی رہا تا آنکہ بنو عبدالواد نے اس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا انشاء اللہ۔

امیر ابوالبقا کی بیعت

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابوزکریا نے مغربی سرحدوں پر قبضہ کر لیا تھا پھر انہیں الحضر ▮ کی عملداریوں سے علیحدہ کر لیا تھا۔ اس نے دعوت حفصی کو دو حکومتوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ حقیقت میں انتا درجہ محتاط، بیدار مغز اور پختہ رائے آدمی تھا کہ کوئی دوسرا ان امور میں اس کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ اپنے وطن کی بہت دیکھ بھال کرنے والا، خود اپنے علاقوں کا دورہ کرنے والا اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا تھا۔ وہ ہمیشہ اسی طریقے پر کاربند رہا یہاں تک کہ ساتویں صدی کے سرے پر وفات پا گیا۔ اس نے اس دوران اپنے بیٹے ابوالبقاء خالد کو سنہ 98 میں ولی عہد بنایا تھا اور اسے قسطنطینہ کی امارت دی تھی۔ اس نے اسے وہیں رکھا ہوا تھا لہٰذا جب امیر ابوزکریا فوت ہوگیا تو حاجب ابوالقاسم بن ابی حی نے موحدین کے مشائخ اور فوجی جماعتوں کو اکٹھا کیا اور پھر ان سے امیر ابوالبقاء کے لئے بیعت لی۔ جب اسے اطلاع ملی تو وہ وہاں آیا اور اس کی بیعت عامہ ہوئی۔ ابن ابی حی اس کی حمایت پر قائم رہا۔ اس نے پھر یحیٰی بن ابی الاعلام کو وزیر بنایا اور اس کے علاوہ منہاجہ پر ابوعبدالرحمٰن بن یعقوب بن حلوب کوان کا امیر بنایا جو المز دار کہلاتا تھا۔ اس نے موحدین کی سرداری ابوزکریا یحیٰی بن زکریا کو دی جو حفصی گھرانے سے تھا۔ یہ صورت حال اسی طرح قائم رہی یہاں تک کہ وہ حالات پیدا ہوئے جن کا ہم ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

قاضی الغیوینی کا قتل ہونا

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بنی مرین نے حاکم تونس کی مداخلت سے بجایہ پر حملہ کیا تھا۔ اس کے بعد جب سلطان ابوالبقاء نے حکومت سنبھالی تو اس نے حاکم تونس سے علیحدگی کو ختم کرنے کے لئے اس سے تعلقات قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس سلسلے میں سفارت کے لئے ابوزکریا یحیٰی بن زکریا حفصی کو مقرر کیا تا کہ ان دونوں کے درمیان اچھے تعلقات قائم ہو جائیں۔ اس نے پھر اس کے ساتھ قاضی ابوالعباس الغیوینی کو بھی جو بجایہ کا عظیم سردار اور ان کا مشیر تھا، بھجوایا۔ جب وہ پیغام رسانی کے بعد بجایہ کی طرف واپس آیا تو اس نے سلطان کے جاسوسوں کو الغیوینی کے راستے میں دیکھا۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کیا اور مشہور کر دیا کہ اس نے الحضر ۃ کے حاکم کو سلطان پر حملہ کرنے میں شامل کیا تھا اور اس میں ظافر الکبیر نے بڑا کردار ادا کیا تھا۔ اس کی باتوں کو بیان کیا۔ اس نے جو کچھ سلطان ابواسحاق کے ساتھ کیا تھا اس کا بھی ذکر کیا کہ اس نے بنی غیوین کو اس کے خلاف بھڑکایا تھا لہٰذا سلطان اس سے وحشت محسوس کرنے لگا۔ اس نے پھر سنہ 704 میں اسے گرفتار کر لیا۔ انہوں نے پھر اسے اس کے قتل پر اکسایا تو سنہ 703 میں منصور ترکی نے اسے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا۔

باب: ۳۶

حاجب بن ابی حی کا سلطان ابوالبقاء کے ہاتھوں معزول ہونے کا بیان

ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابوالبقاء حکمران بنا تو اس وقت بنی مرین کی فوجیں حاکم تونس کی مداخلت سے بجایہ کے نواح میں گشت کرتی پھرتی تھیں لہٰذا انہوں نے اس کے نواح پر قبضہ کرلیا۔ اس وقت ابن ابی حی اپنی حجابت میں حکومت میں بااختیار تھا لہٰذا ان کے احوال کو دیکھ کر اس کا دل تنگ پڑ گیا اور ان کے ساتھ حکومت کے رویہ نے اسے فکرمند کردیا۔ اس نے پھر خیال کیا کہ الحضرۃ کے حکمران کے ساتھ دوستی کرنے سے یہ اپنے عزائم سے رک جائیں گے لہٰذا اس نے سلطان پر اعتماد کی وجہ سے یہ کام خود ہی کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ وہ سنہ 705 میں بجایہ سے نکلا اور اپنے سلطان کی جانب سے ایلچی بن کر الحضرۃ آیا جس سے حکومت خوش ہوگئی۔ انہوں نے اس کے ساتھ اور اس کے بھیجنے والے کے ساتھ جو مناسب سلوک تھا، وہ کیا۔ اس کے بعد شیخ الموحدین مدبر الدولہ ابو یحییٰ زکریا بن اللحیانی نے اس کی حد درجہ تکریم اور عزت افزائی کرتے ہوئے اسے اپنے گھر میں اتارا۔ اس نے ایلچی بن کر اپنے دل کی بات کو پورا کیا۔ اس دوران جب سلطان کے جاسوسوں نے دیکھا کہ اس کے چلے جانے سے اب سلطان کی طرف جانے کا راستہ صاف ہے تو وہ اسے مشورے دینے اور ابن ابی حی کی چغلیاں کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ اس دوران یعقوب بن عمر اس سے ڈرتا ڈرتا اس کام کے لئے تیار ہوگیا جب کہ عبداللہ رخامی نے جو ابن ابی حی کا کاتب تھا، اس سے موافقت کی۔ مزید یہ اس کا دوست بھی تھا اس وقت ابن طفیل اس کا قرابتدار ہونے کے باعث لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکاتا تھا اور اس کے دل میں اس کی عداوت بیٹھ گئی تھی۔ اس دوران اس نے اسے عبداللہ رخامی سے ناراض کروادیا حالانکہ یہ اس کا دوست اور رازدار تھا لہٰذا اس نے پھر یعقوب کے ساتھ مل کر اس کی چغلی کھانے کی ذمہ داری لی۔ اس ضمن میں یعقوب نے بڑا کردار ادا کیا اور سلطان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابن ابی حی نے الحضرۃ کے حکمران کو خود ہی قوت فراہم کر کے قسطنطینہ کی سرحدوں میں داخل کیا ہے کیونکہ قسطنطینہ میں ابن ابی حی کا داماد عامل ہے اور اسی نے اسے وہاں عامل مقرر کیا ہے۔ اس بات سے سلطان پریشان ہوگیا اور وہ پھر اس کے تونس سے واپس آنے کے بعد اس سے بدل گیا۔ اب دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے حملے سے ڈرنے لگا۔ اس کے باوجود ابن ابی حی اپنے فرائض کی سرانجام دہی اور سلطان کے ہاں اپنا راستہ صاف کرنے میں مشغول ہوگیا۔ وہ پھر بجایہ سے حج کو جانے کے لئے نکلا اور قسطنطینہ اور بجایہ کے نواح میں رہنے والے قبیلوں کے پاس چلا گیا۔ وہ ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا پھر تونس چلا گیا۔ جہاں پر وہ سلطان ابوعصیدہ کی وفات اور ابوبکر شہید کی بیعت کے وقت تک ٹھہرا رہا۔ بعدازاں امیر ابوالبقاء کے تونس آنے پر وہ اس کے پاس گیا اور اس ٹکراؤ کی لہر سے بچ گیا۔ وہ پھر مشرق کی طرف چلا گیا اور اپنا فرض ادا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مغرب کی طرف واپس آ گیا اور افریقہ بھاگ کر تلمسان پہنچ گیا۔ اس نے پھر ابوحمو کو بجایہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا جس کا تذکرہ ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔

ابوعبدالرحمٰن بن عمر کی روداد

اس کا پورا نام یعقوب بن ابی بکر بن محمد بن عمر السلمی ہے جب کہ کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ اس کے دادا محمد کے متعلق اس کے اہل بیت نے مجھے بتایا کہ وہ شاطبہ میں قاضی تھا۔ وہ پھر دشمن کے زمانے میں مسافروں کے ساتھ تونس چلا گیا اور سلطان ابوعصیدہ کے زمانے میں ربع الجو میں اترا۔ بعدازاں اس کے بیٹے ابوبکر بن محمد قسطنطینہ چلے گئے اور امیر ابوزکریا الاوسط کے زمانے میں ابن اوقتان کے ہاں اترے جو وہاں کا عامل اور موحدین کے معزز مشائخ میں سے تھا۔ اس نے ان کی بہت عزت وتکریم کی اور بعد میں ابوبکر کو کچہری کا کام سپرد کیا پھر اسے اپنے لئے منتخب کرلیا۔ وہ اپنے کام کے سلسلے میں الحضرۃ آیا کرتا تھا لہٰذا اس نے امیر ابی زکریا کے غلام اور اس کے گھر کے خاص آدمی مرجان الخصی سے تعلقات پیدا کرلئے۔ جب اس نے سلطان کے اونٹوں کے لئے امیر خالد اور اس کی ماں سے خادم طلب کیا تو یہ ان کے ہاں بڑا صاحب مرتبہ ہوگیا۔ اس کے بعد اس کے

بیٹے یعقوب نے محل کی بیٹیوں اور خادماؤں میں سے ایک سے شادی کر لی لہٰذا اس نے شاہی محل میں پرورش پائی وہ پھر دارالسلطان کے قہرمان الحاج فضل اور اس کے خواص کی صحبت سے وابستہ ہو گیا۔ الحاج فضل عمدہ کپڑوں کے حصول کے لئے بکثرت اندلس آیا کرتا تھا۔ جب سلطان نے اسے اپنی حکومت کے آخر میں اندلس کی طرف بھیجا تو اس نے ابن عمر کو بھی اس کے ساتھ لے لیا۔ جب الحاج فضل وہیں فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے بیٹے محمد کو ابن عمر سے مخاطب کرنے کی طرف عدول کیا اور پھر اسے کام کی تکمیل کرنے اور آنے کا حکم دیا۔ یوں وہ اور الحاج فضل کا بیٹا آئے تو سلطان نے ان کے کام کو اچھا نہیں سمجھا۔ اس وقت ابن عمر اپنے ساتھی سے زیادہ سمجھدار تھا، لہٰذا وہ اس کی خدمت میں لگ گیا جس نے اسے سلطان کے ہاں ترقی اور مرتبہ دلایا۔ اس کے بعد سلطان نے اسے خراج اکٹھا کرنے پر لگا دیا پھر اشغال کے نواح اس کے سپرد کر دیئے۔ جب اس نے ابن ابی حی اور عبداللہ رخامی کو تنگ کیا تو وہ اس سے ناراض ہو گئے لہٰذا انہوں نے پھر سلطان کو اسے برطرف کرنے کے لئے اکسایا تو اس نے اسے برطرف کر کے اسے اندلس بھجوا دیا۔ یوں وہ وہاں پر قیام پذیر رہا۔ جب اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد سلطان ابوالبقاء سے رحم کی اپیل کی تو اس کے معاونوں میں شامل ہو گیا۔ اس دوران جب وہ ابن الرنداحی کے بیٹوں علی اور حسین کے پاس آیا تو ان کے ساتھ سمندر پر سوار ہو کر ابن ابی حی کی غیر حاضری میں بجایہ چلا گیا لہٰذا سلطان نے یعقوب بن عمر کو اپنا حاجب بنا لیا اور اشغال پر عبداللہ رخامی کو سردار مقرر کیا۔ وہ اپنے مخدوم کے ساتھ عرصہ دراز تک رہنے کی وجہ سے امور حجابت کے سرانجام دینے میں بڑا مستعد تھا لہٰذا وہ ابن عمر کا معاون بن گیا اور اس کے مقام سے رقابت کرنے لگا۔ اس نے پھر سلطان کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس کی عداوت اور قبیح کاموں کے متعلق اسے بتایا لہٰذا اس نے اسے ہٹا کر میورقہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس کے بعد سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب نے اسے اس کی قید سے چھڑایا۔ اس دوران عبداللہ بن ابی مرین سے بگڑنے کے بعد اسے اشغال کی ذمہ داری سونپنے کے لئے قلام کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ لیکن یوسف بن یعقوب اپنی امید کے پورا کرنے سے قبل ہی فوت ہو گیا۔ رخامی نے پھر تلمسان میں اقامت اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی جبکہ یعقوب بن عمر نے اپنے کام کا بار خود ہی اٹھایا اور وہاں پر قوت حاصل کی۔ اس دوران سلطان نے جوڑ توڑ کے کام بھی اس کے سپرد کر دیئے لہٰذا اس کی نگاہ میں مراتب گھوم گئے اور اس نے اپنی غرض کے مطابق کاموں کو چلایا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے محسن المرجان کو مروا دیا لیکن اس کام سے اس نے سلطان کے سینے کو اس کے بغض سے بھر دیا اور اسے اس کی غیر حاضری سے محتاط کر دیا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر کے سمندر میں پھینک دیا، سمندر میں اسے ایک مچھلی نگل گئی۔ یوں سلطان کی توجہ ابن عمر کے لئے خالی ہو گئی اور وہ حل وعقد کے لئے منفرد ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالبقاء نے الحضرۃ پر قبضہ کر لیا اور اس کے حالات کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

باب: ۳۷

ابن امیر کا خروج اور سلطان ابوعصیدہ کی بیعت کا بیان

اس دوران یوسف بن امیر الصمد انی کو طنجہ میں ابو یحییٰ بن مرین کے بیٹوں نے قتل کر دیا جیسا کہ ان کے حالات میں آئندہ بیان ہوگا بعدازاں المستنصر کے دور حکومت میں اس کے بیٹے تونس چلے گئے۔ سلطان نے سبتہ میں علی بن خلاص کے دور حکومت میں ان کے دعوت حفصی کے قیام کا وسیلہ ہونے کی وجہ سے ان کا لحاظ کیا اور اس کے بعد بھی ان کا خیال رکھا یہاں تک کہ الغزنی نے سبتہ پر غلبہ پالیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔ اس کے بعد اس نے ان کی عزت وتکریم کی اور وہ اس کی آسودگی کے زمانے میں الحضرۃ چلے گئے۔ لیکن ان کا سردار بڑا احمق اور متکبر تھا جس کی وجہ سے بعض اوقات اسے حکومت کی جانب سے تباہی کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اس طرح ان کا رحم کرنا ان پر ظلم کرنے سے مانع رہا اور اس کے بیٹے اس آسودگی میں پروان چڑھے۔ اس کے بعد سلطان فوت ہو گیا اور حالات دگرگوں ہو گئے پھر زمانے نے حوادث اور آفتیں ڈالیں اور علی ان میں سے غربی سرحد پر چلا گیا۔ اس طرح ابن ابی حی کے ساتھ اس کے نسبتی اور دامادی کے تعلقات پختہ ہو گئے۔ جب ابن ابی حی امیر ابوزکریا کی حجابت پر بااختیار ہو گیا تو اس نے علی بن امیر کی مشارکت اور اس کی عہدوں کی ترقی میں کوئی کمی نہیں کی یہاں تک کہ اس نے اسے قسطنیہ کی سرحد کا خود مختار حکمران اور سلطان ابی بکر بن امیر ابی زکریا کا حاجب بنا دیا اور اسے اس کے ساتھ اتارا تو وہ اس کی حجابت پر مقرر ہو گیا۔ جب اس نے حجابت کے معاملے میں اپنی بے پروائی اور دانائی کا اظہار کیا تو سلطان ابن ابی حی نے ناراض ہو کر اسے حجابت سے ہٹا دیا، اس سے ابوالحسن بن الامیر بگڑ گیا اور سلطان کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس نے پھر الحضرۃ کے حکمران کی دعوت دینی شروع کر دی حتیٰ کہ اس کی بیعت کے لئے اس کے پاس گیا اور اس سے مدد مانگی۔ لہٰذا رئیس الموحدین ابو یحییٰ زکریا بن احمد بن محمد اللحیانی نے اس سے تعلق پیدا کر لیا اور سنہ 704 میں اس نے اس کے سلطان کی بیعت کر لی۔ جب سلطان ابوالبقاء کو بجایہ میں یہ خبر پہنچی تو وہ سنہ 704 کے آخر میں اس پر اپنی فوجوں کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے آیا۔ وہ کئی روز تک اس سے نبرد آزما رہا مگر وہ اس پر قابو نہیں پا سکا لہٰذا پھر اسے چھوڑ کر جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس دوران امیر کے رازداروں میں سے ایک آدمی نے جو ابن نوزہ کے نام سے مشہور تھا، ابوالحسن بن عثمان کے ساتھ جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، ساز باز کی اور اس کا پڑاؤ باب الوادی میں تھا لہٰذا رائی انہیں وہاں سے فصیل تک لے آئی۔ اس مڈبھیڑ کے وقت سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر آیا اور شہر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ اس وقت اس کے ساتھی کمین گاہوں میں چھپے ہوئے تھے لہٰذا بنو المعتمد اور بنو بادیس اور شہر کے مشائخ اس کے پاس آئے اور وہ پھر بزور قوت شہر میں داخل ہو گیا۔ بعدازاں ابو محمد الرخامی نے جا کر اس سے اپنا حکم ماننے کا مطالبہ کیا وہ پھر اسے سلطان کے آدمیوں کے ساتھ ابن الامیر کے گھر لایا تو اس نے وہاں اس پر حملہ کر دیا اور لوگ اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے بعد وہ اس کے ایک کمرے میں چھپ گیا لہٰذا الرخامی نے اس کے ساتھ مہربانی کی اور اس سے حکم ماننے کا مطالبہ کیا۔ اس نے پھر اسے پشت سے ترکی گھوڑے پر سوار کروا کر سلطان کے سامنے پیش کیا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے جسم کو بازار میں نصب کر دیا۔ یوں وہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک نشان بن گیا۔ واللہ اعلم۔

ہم پہلے امیر ابوزکریا کے خلاف الجزائر کی بغاوت اور وہاں پر ابن علان کے ترجیح حاصل کرنے کے حالات بیان کر چکے ہیں لہٰذا جب سلطان ابوالبقاء نے حکومت پر قبضہ کیا تو اس کے حالات درست ہو گئے۔ بعدازاں یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنو مرین تلمسان سے چلے گئے تو سلطان نے اس پر چڑھائی کرنے کے متعلق سوچ بچار کی اور سنہ 6 یا سنہ 7 میں ان کی طرف گیا اور متیجہ تک پہنچا۔ وہاں پر ملکلین کا سردار منصور بن محمد اور اس کی قوم کا ایک گروہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ جب کہ امیر مغراوہ راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے بنی عبدالواد کے سامنے

بھاگتے ہوئے اس کی پناہ لی لہٰذا اس نے اسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت کی اور ان نواح میں رہنے والے تمام قبیلوں کو اکٹھا کیا اور الجزائر پر چڑھائی کردی۔ وہ کئی روز تک وہاں ٹھہرا رہا مگر وہ اسے فتح نہیں کرسکا لہٰذا بجایہ کی طرف لوٹ آیا۔ یوں الجزائر میں اس کی جنگ طویل ہوگئی یہاں تک کہ بنوعبدالواد اس پر غالب آ گئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے ساتھ راشد بن محمد بھی اس کی خدمت کا عہد کر کے آیا لیکن عبدالرحمٰن بن خلوف نے اسے قتل کردیا جیسا کہ اس کا تذکرہ اپنے موقع پر ہوگا انشاء اللہ۔

تونس اور بجایہ کے مابین شرط

جب سلطان ابوالبقاء خالد نے قسنطینہ فتح کیا اور ابن الامیر قتل ہوگیا تو اس کام سے فراغت پانے کے بعد الحضرۃ کے باشندوں کو اس کے جانے اور صاحب ثغر سے مصالحت کرنے پر ندامت ہوئی۔ اس کے ساتھ یوسف بن یعقوب کی وفات کا واقعہ بھی شامل ہوگیا جس کے متعلق وہ امید رکھتے تھے کہ وہ اسے مصروف رکھے گا۔ لہٰذا اب وہ صلح کی طرف مائل ہوئے انہوں نے پھر اس بارے میں اس کی طرف ایک وفد بھیجا لہٰذا انہوں نے سب امور کو درست کیا سلطان ابوالبقاء نے پھر ان پر یہ شرط عائد کی کہ ان میں سے جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے فوت ہوجائے گا اس کے بعد حکومت اور بیعت اس کے دوسرے ساتھی کے لئے ہوگی، لہٰذا یہ شرط طے ہوگئی۔ اس کے بعد سردار اور موحدین کے مشائخ بجایہ میں اور پھر تونس میں حاضر ہوئے، انہوں نے گواہی دی اور اس عہد کو پختہ کیا یہاں تک کہ سلطان ابوعصیدہ کی وفات کے موقعے پر الحضرۃ کے باشندوں نے اسے توڑ دیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

شیخ الدولہ کی روداد

جب اس صلح کی بات مکمل ہوگئی تو پھر رئیس الدولہ ابویحییٰ زکریا بن اللحیانی نے اپنے متعلق نظر ثانی کی اور اس نے ان لوگوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے متعلق سوچا جنہوں نے اسے وطن بنا لیا تھا۔ وہ دراصل دیار مصر کے امراء کے مقربین کے وفد کی جو ہدیہ سے یوسف بن یعقوب کی طرف گیا تھا، واپسی کی امید رکھتا تھا لہٰذا اس نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے ان کی مصاحبت کی۔ اس نے پھر ان کے کام کو موخر کردیا اور اپنے ارادے کو پختہ کرلیا۔ بعدازاں اس نے نصاریٰ کے ہاتھوں سے جزیرہ جربہ کو واپس لینے کے لئے آل جزیرہ جربہ پر حملے کو پوشیدہ رکھا لہٰذا وہ اس کے بعد اپنے احوال درست کرنے کے لئے الجرید کی طرف بھاگ گیا اور بظاہر سلطان کی رائے بھی حاصل کرلی۔ اس نے اسے اجازت دے دی بلکہ اس کے ساتھ اپنی فوجوں کو بھیجا لہٰذا وہ جمادی سنہ 706 میں تونس سے آل جربہ سے لڑائی کرنے کے لئے نکلا اور چلتا چلتا اس کے آس پاس پہنچ گیا۔ وہ پھر وہاں سے چل کر الجزیرہ پہنچ گیا۔ جب نصاریٰ نے سنہ 88 میں اس پر قبضہ کیا تھا تو انہوں نے اپنے محافظوں کے تحفظ کے لئے قشتیل میں ایک مضبوط قلعہ بنایا تھا لہٰذا فوجیں وہاں اتر پڑیں۔ بعدازاں شیخ ابویحییٰ نے اپنے عمال کو بجایہ بھیج دیا اور دو ماہ تک اس سے نبرد آزما رہا۔ جب رسد ختم ہوگئی اور رضامندی کے بغیر قلعہ فتح کرنا مشکل ہوگیا تو وہ قابس کی طرف لوٹ آیا پھر بلاد الجرید کی طرف گیا اور توزر پہنچا۔ اس نے پھر وہاں اتر کر محمد بن بہلول کو جو وہاں کے مشائخ میں سے تھا، اپنی خدمت میں لگایا اور وہاں کے خراج پر قبضہ کرلیا۔ وہ پھر قابس کی طرف لوٹ آیا جہاں عبدالملک بن عثمان مکی نے اسے اپنے گھر میں اتارا۔ اس نے پھر وہاں صراحت کے ساتھ اپنے حج کے متعلق بتایا اور فوجوں کو الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ اس کے بعد موحدین کی سرداری اور حکومت کی باگ ڈور ابوایوب بن یزدوتن نے سنبھالی۔ بعدازاں وہ قابس سے اس کی خراب آب و ہوا کے باعث وہاں کے ایک پہاڑ میں چلا گیا اور حجازی قافلے کی انتظار کرنے لگا۔ وہ بیمار تھا لہٰذا پھر طرابلس آ گیا اور وہاں پر ڈیڑھ سال تک قیام پذیر رہا یہاں تک کہ سنہ 708 کے آخر میں غرب اقصیٰ کا تر کی وفد وہاں پہنچا، پھر ان کے ساتھ حج کو چلا گیا اور اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد منصب خلافت پر قابض ہوگیا جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ وہ پھر فوجوں کی واپسی کے بعد سنہ 708 میں نصرانیہ سے قشتیل پہنچا، ان فوجوں میں مدرک بن طاغیہ حاکم صقلیہ بھی تھا لہٰذا اہل جزیرہ میں سے مکاربہ نے ابوعبداللہ بن الحسین کی نگرانی میں ان سے لڑائی کی۔ اس کے ساتھ اہل جربہ میں سے ابن اومغار بھی اپنی قوم کے ساتھ شامل تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر فتح دی۔ منہاجی حکومت کے آغاز سے ہی دشمن کے ساتھ اس جزیرہ کا ایک مقام

تھا اور بسا اوقات مکاریہ کے درمیان لڑائی ہو جاتی تو ایک گروہ نصاریٰ کے ساتھ دوستی کر لیتا تھا یہاں تک کہ مولانا سلطان ابو یحییٰ کے عہد میں اس کی واپسی ہوئی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے انشاء اللہ۔

سلطان ابو عصیدہ کا دنیا چھوڑ دینا

جب سلطان ابو عصیدہ کی سلطنت وحکومت تیار ہوگئی تو اسے استقاء کا مرض لاحق ہوگیا جو مزمن ہوگیا لہٰذا وہ ربیع الاخر سنہ 709 میں اپنے بستر پر فوت ہوگیا۔ اس کا کوئی بیٹا نہ تھا لیکن ان کے محل میں امیر ابو زکریا کی اولاد میں سے ایک نواسہ تھا جن کا دادا، ابو بکر کی اولاد میں سے تھا، اس بیٹے کی وفات کا ذکر ہم نے اس کے سگے بھائی ابو حفص کے حالات میں مفصل کیا ہے جس نے سلطان المستنصر کے زمانے میں ملیانہ پر قبضہ کیا تھا لہٰذا ہمیشہ ہی اس کے بیٹے ان کے محلات اور سلطنت کے سایہ عاطفت میں رہے۔ جبکہ ان میں سے ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر نے سلطان ابو عصیدہ کی حکومت میں پرورش پائی۔ جب سلطان ابو عصیدہ نے وفات پائی تو اس نے کوئی بیٹا نہیں چھوڑا۔ پھر سلطان ابوالبقاء خالد نے حمزہ بن عمر کو اس کے بھائی کے قید خانے سے بغاوت کرنے کے وقت اس کے پاس بھیجا لہٰذا اس نے اسے الحضرۃ کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور اسے حکومت حاصل کرنے پر آمادہ کیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن برزکین نے سلطان ابو عصیدہ سے رابطہ پیدا کیا تو اس نے سلطان ابوالبقاء کو تونس سے اٹھایا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اب موحدین تونس میں اس کی چڑھائی کے متعلق پریشان ہو گئے اور ڈر گئے۔ انہوں نے پھر امیر ابو بکر کی بیعت کر لی جو شہید کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے ابو عبداللہ بن برزکین اپنی وزارت پر قائم رکھا لیکن محمد بن دباغ کو حجابت کے عہدہ سے ہٹا دیا اور اسے دھمکی دی کیونکہ وہ اس کے ساتھ کینہ رکھتا تھا اور اس کا مخالف تھا یہاں تک کہ وہ سلطان ابوالبقاء کے غلبے کے وقت فوت ہوگیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے انشاء اللہ۔

ابوالبقاء کا الحضرۃ پر قبضہ

جب سلطان ابوالبقاء کو بجایہ اور اس کے نواح میں اپنے مقام پر سلطان ابو عصیدہ کی بیماری کی اطلاع ملی (تو چونکہ ان دونوں کے درمیان یہ عہد ہو چکا تھا کہ جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے فوت ہو جائے گا تو ساری حکومت دوسرے کے لئے ہوگی) لہٰذا اس کے دل میں پہلا خیال آیا کہ الحضرۃ کے باشندے اس شرط کی مخالفت کریں گے لیکن پھر اس نے الحضرۃ جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس دوران حمزہ بن عمر بھی ان سے الگ ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا لہٰذا اس نے اسے رغبت دلائی تو وہ بجایہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا۔ اس نے پھر الجزائر پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ انہوں نے اس کے باپ کے خلاف خروج کیا تھا اور ابن علان وہاں خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا لیکن پھر وہ قصر جابر کی طرف چلا گیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو سلطان ابو عصیدہ کی وفات اور اس کے بعد موحدین کے ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر ابن الامیر ابی زکریا کی بیعت کرنے کی خبر بھی اس تک پہنچ گئی جس نے اسے موحدین پر غصہ دلا دیا۔ وہ پھر تیزی کے ساتھ چلا۔ اس دوران اولاد ابو اللیل کے تمام لوگ اس کے پاس اور اولاد مہلہل میں سے ان جیسے لوگ حاکم تونس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ ان کے ساتھ پھر شیخ الدولہ ابو یعقوب بن یزدوتن اور وزیر ابو زنکن ابو عبداللہ بن تمکن بھی لڑائی کے لئے نکلے، انہوں نے پھر اپنے سلطان کو اپنی جانوں کی قربانی دے کر بچایا۔ جب سلطان ابوالبقاء نے ان پر چڑھائی کی تو ان کے میدان جنگ میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا گئے۔ اس طرح ان کا پڑاؤ لٹ گیا اور وزیر ابو زنکن قتل ہو گیا۔ عرب قبیلے بیابان کی طرف بھاگ گئے اور فوج شہر میں داخل ہو گئی اور حالات خراب ہو گئے۔ اس دوران امیر ابو بکر بن عبد الرحمٰن باہر نکلا اور شہر کے میدان میں تھوڑا عرصہ ٹھہرا۔ اس کے بعد فوج اس سے الگ ہو گئی اور وہ لوگ سلطان ابوالبقاء کے پاس سائل بن کر چلے گئے۔ یہ دیکھ کر ابو بکر بھاگ گیا پھر اسے ایک جانب سے گرفتار کر کے سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا۔ اس کے بعد سلطان کے ساتھ مل کر الحضرۃ کے باشندوں کے مشائخ، موحدین، فقہاء اور دیگر سب لوگوں نے لڑائی کی اور اس کی بیعت بھی کی۔ اس کے بعد وہ قتل ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے اس کا نام شہید پڑ گیا۔ اسے اس کے عم زاد شیخ الموحدین ابو زکریا یحییٰ بن زکریا نے قتل کیا۔ اس کے بعد دوسرے روز وہ الحضرۃ میں آیا اور خلافت سنبھال کر اس نے ابوالمنصور کا لقب اختیار کر لیا۔ بعد ازاں

اس کے لقب میں التوکل کا اضافہ کیا گیا اور اس نے ابو یعقوب، ابوزکریا یحییٰ بن ابی الاعلام کو اپنے عہدے پر قائم رکھا۔ ابوزکریا اس کے ہاں پہلے بھی رئیس تھا۔ اس نے پھر بن عمرو کو حجابت کے کاموں پر قائم رکھا جبکہ اشغال پر منصور بن فضل بن مزنی کو حاکم مقرر کیا اس کے بعد وہ حالات پیدا ہوئے جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن مزنی یحییٰ بن خالد کی روداد

یہ یحییٰ بن خالد بن سلطان ابواسحاق، سلطان ابوالبقاء خالد کے ساتھیوں میں سے تھا۔ جب حکومت کسی اختلاف کی وجہ سے اس سے بگڑ گئی تو وہ حملے کے خوف سے بھاگ کر منصور بن مزنی کے پاس چلا گیا۔ اس وقت منصور ابن عمر سے وحشت محسوس کرتا تھا لہٰذا اس نے اسے اپنا کام سنبھالنے کو کہا تو اس نے اس بات کو قبول کر لیا۔ اس نے پھر اسے اپنی حجابت پر مقرر کیا اور اس نے عربوں کو اس کے لئے اکٹھا کیا۔ بعدازاں اس نے قسنطینہ پر انہیں حملہ کرنے کے لئے متفق کر لیا۔ ان دنوں وہاں ابن طفیل حکمران تھا۔ رفتہ رفتہ یحییٰ بن خالد کے پاس بھی کمینوں کے مخلوط گروہ اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے پھر اسے ابن مزنی کے متعلق برانگیختہ کیا تو اس نے ان سے اپنی فتح کا وعدہ کیا۔ اس دوران ابن مزنی کو بھی اس کی بری نیت کی خبر مل گئی تو لہٰذا اس نے اس کی اطاعت سے دست کشی اختیار کر لی اور اسے چھوڑ کر اپنے شہر کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے بعد اس کی فوج منتشر ہو گئی اور ابن مزنی نے دوبارہ ابوالبقاء کی اطاعت اور دوستی اختیار کر لی۔ انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ بعدازاں یحییٰ بن خالد کمک مانگتا ہوا تلمسان گیا اور وہاں کے امیر ابوزیان محمد بن عثمان بن یغمراسن کے ہاں اترا لیکن وہ پھر اس کی آمد کے ایام میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ابوحمو موسیٰ بن عثمان حکمران بنا تو اس نے اسے مدد دی اور وہ قسنطینہ سے لڑائی کرنے کے لئے گیا مگر اسے سر نہیں کر سکا پھر ابن مزنی نے اسے بسکرہ میں لایا لہٰذا وہ اس کے ہاں ٹھہرا۔ اس نے اس کے لئے بڑا وظیفہ اور باڈی گارڈ مقرر کئے۔ سلطان ابن اللحیانی بھی تونس سے اس کے پاس عطیات و انعامات بھیجتا تھا یہاں تک کہ اس نے تونس میں اسے مضافات کی کچھ بستیاں جاگیر میں دے دی تھیں جو سلطان اور اس کے بیٹے کے لئے تھیں۔ وہ دراصل ہمیشہ ہی اس کے اور اس کے بعد اس کے بیٹے کے حصہ میں تھیں۔ یہاں تک کہ یحییٰ بن خالد اس کے پاس سنہ 721 میں فوت ہو گیا۔

سلطان ابوبکر کی بیعت کرنا

جب سلطان ابوالبقاء نے الحضرۃ پر حملہ کیا تھا تو اس نے عبدالرحمٰن بن یعقوب بن مخلوف کو اپنی قوم کی سرداری کے ساتھ بجایہ کا حاکم بھی مقرر کر دیا تھا بالکل اسی طرح اس کے آباء وہاں سے سفر کرتے وقت نائب مقرر کیا کرتے تھے۔ وہ المز وار لقب کرتا تھا۔ اس نے پھر اسے اپنے بھائی امیر ابوبکر کا جو قسنطینہ کا حاکم تھا، حاجب مقرر کر دیا، لہٰذا وہ وہاں چلا گیا، جبکہ سلطان ابوالبقاء تونس میں ٹھہر گیا اور اس کی گرفت وہاں مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر سدوکش کے جوانوں میں سے عدوان بن مہدی کو اور ابن امانح کے جوانوں میں سے دعار بن حریز کو قتل کر دیا۔ بعدازاں ارباب حکومت نے اس کے بارے میں آپس میں گفتگو کی اور وہ پھر اس کی خیانت سے خوفزدہ ہو گئے۔ اس کے بعد حاجب بن عمر اور اس کے ساتھی منصور بن عامل الزاب نے اس کی حکومت سے جان چھڑانے کے لئے حیلہ بازی کی جبکہ امیر مغراوہ راشد بن محمد نے ایک جماعت بنا لی۔ وہ ان کے پاس اس وقت گیا تھا جب بنی عبدالواد اپنے وطن پر غالب آ گئے تھے لہٰذا انہوں نے اس کا مناسب حال جان کر اس کی تکریم کی اور وہ بھی ان کے دوستوں میں شامل ہو گیا۔ یوں اس پر اور اس کی قوم پر ان کی لڑائی کی چکی گھومتی رہی۔ اس کے بعد سلطان ابوالبقاء نے امیر زناتہ کے پاس الحضرۃ جاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ رکھا تو ان میں سے کسی آدمی نے اپنے نوکر کو حاجب کی طرف بھیجا۔ جب اس پر ایک خادم نے زیادتی کی تو اس نے اسی وقت اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا جس سے امیر راشد بن محمد سخت طیش میں آ گیا۔ اس نے اسی وقت اپنے عزائم کو مرتب کر کے اپنے خیمے اکھاڑ لئے۔ حاجب کو بھی اس کے ارادے کا پتہ چل گیا، یوں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا حیلہ مکمل ہو گیا۔ اس دوران سلطان کو بجایہ اور اس کے مضافات کے حالات نے پریشان کر دیا، اس کے علاوہ وہ اس کے بارے میں راشد سے بہت خوفزدہ تھا کیونکہ وہ عبدالرحمٰن بن مخلوف کا مہربان دوست تھا۔ اس نے پھر دونوں سے بات چیت کی کہ کون اسے وہاں بھجوائے گا لہٰذا حاجب نے اسے منصور بن مزنی کے متعلق اور منصور نے اسے حاجب کے

متعلق بتایا۔ وہ دونوں پھر کئی روز تک ایک دوسرے کے ذمے بات لگاتے رہے یہاں تک کہ سب اس کی طرف چلے گئے۔ بعدازاں ابن عمر نے سلطان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے بھائی ابوبکر کو قسطنطینہ کا حکمران بنادے لہٰذا اس نے اسے حکمران بنا دیا۔ اس کے علاوہ اس نے عم زاد علی کو تونس میں حجابت میں اس کا نائب مقرر کر دیا اور وہ الحضرۃ کو چھوڑ کر قسطنطینہ چلا گیا۔ یوں منصور بن فضل الزاب میں اپنے کام پر چلا گیا اور اس کے اختلاف کا ذکر ایک مشہور بات ہے۔ بعدازاں ابن عمر نے سلطان ابوبکر کی حجابت کا کام سنبھال لیا پھر اسے اپنے بھائی کے خلاف خروج کی سوجھی اور اس کے آثار ان پر واضح ہو گئے لہٰذا سلطان ابوالبقاء کو ان کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا۔ جلد ہی علی بن الغمر نے بھی اس کے شک کو بھانپ لیا اور وہ قسطنطینہ چلا گیا۔ بعدازاں سلطان ابوالبقاء نے فوج تیار کی اور اپنے غلام ظافر کو جو بکیر کے نام سے مشہور تھا، اس کا سالار مقرر کیا اور اسے قسطنطینہ کی طرف بھیجا لہٰذا وہ باجہ تک پہنچا اور وہاں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو بیان کیا جاتا ہے۔ اس دوران ابن عمر نے مجاہد کی طرف جلدی کی اور مولانا سلطان ابوبکر کو اس کی طرف بلایا تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا۔ اس نے پھر لوگوں سے اس کی بیعت لی اور سنہ 711 میں بیعت کی تکمیل ہو گئی۔ اس نے پھر المتوکل کا لقب اختیار کیا اور قسطنطینہ کے باہر پڑاؤ ڈال لیا یہاں تک کہ اسے ابن مخلوف کی بغاوت کی اطلاع ملی جس کا ذکر ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن مخلوف کا قتل

یہ یعقوب بن مخلوف جس کی کنیت عبدالرحمٰن تھی، بجایہ کے مضافات میں رہنے والی شاہی فوج میں منہاجہ کا بڑا سردار تھا۔ اسے حکومت، ان کی جنگوں اور ان کے دشمن کے دفاع میں بڑا مقام حاصل تھا۔ جب سنہ 703 میں بنی مرین کی فوجیں ابو یحییٰ یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ بجایہ میں آئیں تو اس نے ان لڑائیوں میں بڑے کارنامے دکھائے۔ امیر ابوزکریا اور اس کا بیٹا اسے بجایہ سے سفر کرنے کے دوران اپنا جانشین بنایا کرتے تھے۔ اس کا لقب المزوار بھی تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا عبدالرحمٰن اس کا جانشین ہوا۔ اس کے بعد سلطان ابوالبقاء خالد نے سنہ 709 میں تونس پر چڑھائی کے وقت بجایہ میں اسے اپنا جانشین بنایا اور اسے وہاں اتارا۔ وہ اپنی جنگجوئی اور حکومت میں اپنے برتر مقام کی وجہ سے بڑا متکبر اور جھگڑالو تھا لہٰذا جب سلطان ابوبکر نے اسے اپنے لئے اور اپنے بھائی کی اطاعت چھوڑنے کی دعوت دی تو ابوعبدالرحمٰن نے لوگوں سے اس کی بیعت لی۔ انہوں نے اسے کہا کہ وہ بجایہ اور اس کے نواح کے حکمران کی بھی بیعت لے تو اس نے انکار کر دیا۔ اپنے صاحب کی دعوت سے متمسک رہا۔

اس دوران ابن عمر اپنے مقام کی وجہ سے لوگوں کا محسود بن گیا لہٰذا اس نے لوگوں کو جمع کر کے صاحب اشغال عبدالواحد بن قاضی ابوالعباس غماری اور صاحب دیوان محمد بن یحییٰ القالون کو جو اہل مریہ میں سے حاجب بن عمر کا پروردہ تھا، گرفتار کر لیا۔ واضح رہے اس نے جب وہ اس کے پاس سے گزرا تھا، اس کے ساتھ ایک نیکی کی تھی۔ جب علی بجایہ کا والی بنا تو اس نے اسے اس کی نیکی کا بدلہ دیا اور اسے بلند مرتبہ عطا کیا۔ اس نے اسے خراج کے معاملات میں لگایا اور بجایہ کی کچہری کا منتظم مقرر کیا لہٰذا عبدالرحمٰن بن مخلوف نے اسے اور اس کے ساتھی کو گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر لوگوں کو اکٹھا کر کے سلطان ابوالبقاء خالد کی دعوت کا اعلان کر دیا۔ اس وقت سلطان ابوبکر اپنے پڑاؤ سے جو قسطنطینہ کے باہر تھا، کوچ کر گیا اور جلدی کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا۔ وہ پھر اس کے قریب جا اترا۔ بعدازاں ابن مخلوف نے سلطان کے سامنے ابن عمر کی معزولی کی شرط پیش کی اور اس بارے میں دونوں کے درمیان ایلچیوں کی آمد و رفت ہوتی رہی۔ اس کا وزیر ابوزکریا بن ابی الاعلام اس معاملے کی اصلاح کرنے والوں میں شامل تھا کیونکہ اسے علی بن مخلوف سے دامادی کا تعلق تھا۔ لیکن جس وقت وہ پلٹ کر اس کے پاس واپس آیا سلطان نے اس کی شرط کو قبول نہیں کیا اور اسے ان کے پاس واپس جانے سے روک دیا۔ جب اس نے اسے اپنے پاس قید کر لیا تو فوج نے سلطان کے ساتھ حملہ کر دیا اس وقت منہاجہ اور ان کے مغرادی ساتھیوں کے ساتھ جو بڑے طاقتور تھے لڑائی نہیں کر سکے اور سلطان اپنے پڑاؤ سے بھاگ گیا۔ یوں پڑاؤ میں جو کچھ تھا، وہ لوٹ لیا گیا اور سلطان اپنے ایک فوجی دستے کے ساتھ قسطنطینہ میں داخل ہوا۔ اس کے بعد ابن مخلوف نے اس کے تعاقب میں ایک فوج بھیجی لہٰذا وہ میلہ پہنچ گئے اور اس میں زبردستی داخل ہو گئے۔ وہ پھر قسطنطینہ پہنچے اور کئی روز تک اس سے لڑائی کرتے رہے پھر بجایہ کی طرف لوٹ آئے۔ اب سلطان کی حکومت مضطرب ہو گئی اور اسے خیال ہوا کہ باجہ سے ظافر اس پر حملہ کرے گا۔ اسی دوران اسے اطلاع ملی کہ یحییٰ بن زکریا بن احمد اللحیانی مشرق سے واپس آ گیا ہے

لہٰذا جب وہ طرابلس پہنچا تو اس نے افریقہ کے اضطراب کو دیکھ کر اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی۔ یوں اس کی بیعت ہوئی۔ اس کے بعد ہر جانب سے غرب اس کے پاس آنے لگے لہٰذا سلطان نے دیکھا کہ دانائی کی بات یہ ہے کہ وہ حاجب بن عبدالرحمٰن بن عمر کو اس کے پاس بھیجے تا کہ وہ اس کی حکومت کی تعریف کرے جبکہ الحضرۃ کے باشندے اس کی طرف توجہ نہ دیں لہٰذا اس نے سلطان سے فرار کے بارے میں توریہ کیا۔ اس کے بعد اس نے ابن مخلوف کے متعلق تدبیر کے حصول کے متعلق اکسایا۔ اس نے اسے بتایا کہ یہ ایک معمولی امر ہے۔ وہ پھر ابن عمر کے جانے کے وقت سلطان اس کے مقابلے میں گیا اور اسے اس کے خواص میں رگید کرر کھ دیا۔ اس نے پھر اپنی حجابت حسن بن ابراہیم بن ابی بکر بن ثابت رئیس اہل جبل کے سپرد کی جو قسطنطینہ اور کتامہ کے العقل کے قریب ہے اور جس کی قوم بنی نہلان کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے اس سے قبل بھی اسے منتخب کیا تھا۔ وہ پھر سنہ 712 میں فوجوں کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا، وہاں اس نے قسطنطینہ پر حاجب کے بھائی عبداللہ بن ثابت کو اپنا جانشین بنایا جبکہ اس علاقے میں یہ بات مشہور کر دی کہ سلطان ابن عمر سے ناراض ہو گیا ہے۔ وہ پھر ابن اللحیانی کے پاس چلا گیا ہے اور الحضرۃ کے خلاف حملہ کے لئے اس سے کمک طلب کی ہے اس دوران یہ خبر ابن مخلوف کو بھی پہنچ گئی تو اسے یقین ہو گیا کہ تونس میں سلطان خالد کا حال خراب ہے لہٰذا اس نے سلطان ابوبکر کی حکومت کا لالچ کیا۔ اس دوران اسے عثمان بن سل بن عثمان بن سباع بن یحییٰ جوزواودہ کے جوانوں میں سے ہے اور ولی یعقوب ملاذی کی مداخلت سے اپنے لئے اس سے نواح قسطنطینہ کے متعلق پختہ عہد لینے کا یقین ہو گیا۔ وہ پھر بجایہ سے تیزی سے چلا اور بلاد سدونکش میں برجیوہ مقام پر اس سے ملاقات کی۔ اس نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس نے پھر اسے نصف شب اپنے خیمے میں اپنے غلاموں کے ساتھ شراب نوشی کے لئے بلایا لہٰذا اس نے ان کے ساتھ شراب پی یہاں تک کہ مدہوش ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے کسی مخالفت کی وجہ سے اسے غضبناک کر دیا لہٰذا وہ غضبناک ہو گیا اور انہیں خوفزدہ کرنے لگا۔ اس کے بعد انہوں نے اسے خنجر مار مار کر ہلاک کر دیا پھر اس کے جسم کو گھسیٹا اور اسے خیموں کے درمیان پھینک دیا۔ بعدازاں انہوں نے اس کی باقی ماندہ قوم اور اس کے خواص کو گرفتار کر لیا جبکہ اس کا کاتب عبداللہ بن ہلال بھاگ کر مغرب چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان جلدی سے بجایہ کی طرف آیا اور اس میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ اس کی حکومت کو عزت حاصل ہو گئی۔ وہ بجایہ میں اس وقت داخل ہوا جب لوگ غفلت کی نیند میں پڑے تھے۔ یوں سلطان اپنے باپ کی باقی ماندہ سلطنت پر بھی قابض ہو گیا جو غربی جانب کے نام سے مشہور ہے۔ یوں اس کی حکومت مکمل طور پر قائم ہو گئی اور وہ اپنے ساتھی ابن عمر کے انتظار میں اقامت پذیر ہو گیا یہاں تک کہ وہ حالات سامنے آئے جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاءاللہ۔

سلطان ابو یحییٰ کا الحضرۃ پر قبضہ

جب قسطنطینہ میں سلطان ابوبکر کی بیعت ہوئی تو اس کے بعد سلطان ابوالبقاء خالد کے حالات خراب ہو گئے۔ اس نے پھر قسطنطینہ سے مقابلہ کے لئے فوجوں کو بھیجا۔ اس نے اپنے غلام ظافر کو جو کبیر کے نام سے معروف تھا، ان کا سالار مقرر کیا لہٰذا اس نے بجایہ میں پڑاؤ ڈال لیا۔ وہ پھر سلطان کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔ جب ابو یحییٰ زکریا بن احمد بن محمد بن اللحیانی ابن ابی محمد عبدالواحد بن الشیخ ابی حفص مشرق سے واپس لوٹا تو اس نے حالات کی خرابی کو غور سے دیکھا۔ بعدازاں طرابلس میں اس کی بیعت کی گئی۔ اس کے بعد حاجب ابوعبدالرحمٰن بن عمر سلطان ابوبکر کی طرف سے تحائف لے کر اس کے پاس گیا اور یہ کہا کہ وہ اس کی امداد کرے گا۔ اس نے پھر اپنے اس عہد کو بہت پختہ کیا۔ بعدازاں اولاد ابواللیل سے کعوب کے جوان اس کے پاس آئے اور ان کے ساتھ اس کی حکومت کا شیخ ابوعبداللہ محمد بن محمد المزدوری بھی تھا۔ یوں وہ الحضرۃ کی طرف تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے آئے۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے غلام ظافر سے جہاں وہ باجہ میں مقیم تھا، کمک طلب کرنے کے لئے پیغام بھیجا لہٰذا انہوں نے اس کے پہنچنے سے قبل ہی اس کا راستہ روک لیا، اس پر حملہ کر دیا اور ظافر کو قید کر لیا۔ انہوں نے پھر 8۔ جمادی سنہ 711 کو تونس پر حملہ کر دیا اور اس کے صحن میں جا کھڑے ہوئے۔ اس وقت شہر میں بڑی گھبراہٹ تھی۔ شیخ الدولہ ابوزکریا حفصی کو وہاں قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد قاضی ابواسحاق بن عبدالرفیع جو بڑا خوددار، متبوع اور دلیر تھا، سلطان کے پاس گیا لہٰذا اس نے اسے دشمن کی مدافعت پر اکسایا مگر اس نے اس کے ساتھ لڑائی کرنے سے بزدلی دکھائی اور بیماری کا عذر کیا۔ اس نے پھر حکومت سے علیحدگی کی گواہی دی اور بیعت چھوڑ دی۔ جب ابوعبداللہ المزدوری محل میں داخل ہوا

تو اس نے اسے قید کر لیا۔ بعد ازاں بلا تاخیر اس کے پیچھے پیچھے سلطان ابو یحییٰ آیا اور اس کی بیعت عامہ ہوئی یوں وہ شہر میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر اپنے کاتب ابو زکریا یحییٰ بن علی بن یعقوب کو اس کے عم زاد محمد بن یعقوب کی موجودگی میں الحضرۃ میں اپنی حجابت پر مقرر کیا۔ اس وقت بنو یعقوب شاطبہ میں صاحب علم و قضاء گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور بجایہ کے سامنے الحضرۃ کی طرف آ گئے تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان میں سے ابو القاسم عبد الرحمٰن بن یعقوب ابن الامین حاکم طنجہ کے ساتھ گیا تھا اور پھر افریقہ میں قضاء کے امور پر فائز ہوا تھا۔ اس کے بعد سلطان المستنصر نے اسے الحضرۃ کی قضا کا کام سپرد کیا تھا اور وہ اسے چھوڑ کر شاہان مصر کے پاس چلا گیا۔ بنو علی، عبد الواحد، یحییٰ اور محمد جیسے لوگ اس کے اقارب میں سے تھے اور انہیں سلطان ابو حفص کی حکومت میں اور اس کے بعد بھی بڑا غلبہ حاصل رہا ہے۔ ان میں سے عبد الواحد الجریدہ کے خراج کا منتظم تھا جو سنہ 702 میں توزر میں مر گیا تھا۔ سلطان ابو یحییٰ بن اللحیانی نے پھر اس کے بھائی ابو زکریا یحییٰ کو جبکہ وہ موحدین کا رئیس تھا، اپنا کاتب بنایا۔ اس نے اس کے ہاں بڑا مقام حاصل کیا۔ وہ اس کے ساتھ مسلسل رہا اور اس کے ساتھ حج کیا۔ جب اس نے خلافت سنبھالی تو اسے ترجیح دی اور اسے اپنا حاجب مقرر کیا۔ اس کے بعد جب وہ تونس میں مقیم ہوا اور اس کی حکومت قائم ہو گئی تو اس نے حاجب ابو عبد الرحمٰن بن عمر کو اسے بھیجنے والے سلطان ابو بکر کے پاس دوبارہ بھیج دیا کیونکہ اس نے ابو یحییٰ کے متعلق اس سے پختہ عہد کیا تھا جبکہ ابن عمر اس کا ضامن ہوا تھا لہٰذا وہ اس کے ہاں بڑے وظیفہ پر باعزت طور پر رہتا رہا یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جس کا تذکرہ ہم آگے کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

باب: ۳۸

بجایہ پر ابن عمر کی حکمرانی اور دیگر واقعات کا بیان

جب ابن عمر کو بجایہ کا حکمران مقرر کیا گیا تو وہ پہلے کی طرح لڑائی اور کفالت میں خود مختار بن بیٹھا، خصوصاً اس روز سے جب عبداللہ بن بلال سے اس کا میل جول ہوا۔ بعد ازاں ابن مخلوف نے اس کے ساتھ خط و کتابت کی اور وہ پھر تلمسان چلا گیا۔ تب ابن عمر نے اس کے حالات کو معلوم کرنے کے لئے اپنے عزائم کو مہمیز دی اور حسن بن ابراہیم بن ثابت کو اس کے عہدے سے ہٹا دیا لیکن وہ ایک روز بھی نہیں ہٹا۔ پھر وطن کے خراج جمع کرنے کے لئے نکلا تو سلطان نے اسے بھڑکایا اور قسطنطینہ میں اس کی خود مختاری سے اسے ڈرایا کیونکہ اس کی پناہ گاہ اس کے قریب ہی تھی۔ اس کے بعد سلطان بجایہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے کے لئے قسطنطینہ کی طرف گیا۔ جب برجیوہ پہنچا تو اسے عبداللہ بن ثابت ملا لہٰذا اس نے اسے اور اس کے بھائی حسن بن حاجب کو ان کے اموال چھیننے کے بعد گرفتار کر لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے حسن بن ثابت کے قسطنطینہ کی عملداری کی طرف چلے جانے کے بعد اس کے پیچھے اپنے بعض غلاموں کو بھیجا۔ اس دوران وہ پھر ان کے ساتھ عبدالکریم بن مندیل کی عملداری کی طرف سدویکش کے جوانوں کے ساتھ بڑھا لہٰذا انہوں نے اسے وادی قطن میں قتل کر دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سلطان اس پر مصیبت نہیں لایا بلکہ ظافر الکبیر پر شکست کھانے اور عربوں کی قید میں آ جانے کے بعد، عربوں نے اس پر بہت احسان کیا اور پھر اسے رہا کر دیا۔ وہ پھر سلطان ابوبکر کے پاس چلا گیا لہٰذا اس نے اسے اس کے بھائی کی طرح اپنا مخلص دوست بنا لیا اور پھر ابن ثابت کی مصیبت کے وقت اسے قسطنطینہ کا حکمران بنا دیا جبکہ ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو ریاستوں سے الگ رہنے کے باعث کاتب بنا لیا۔ یوں اس نے ظافر کو قسطنطینہ کا والی بنا لیا۔ پھر سلطان اسے بجایہ لے آیا۔ جب ابن عمر اس کے مقام سے تنگدل ہونے لگا تو سلطان نے اسے بھڑکایا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے شکایت سے ناراض ہو کر اندلس روانہ کر دیا۔

بنی عبدالواد کی فوجوں سے مقابلہ

اس دوران سلطان ابو یحییٰ نے سنہ 710 میں بجایہ میں اپنی فوج کے شکست کھانے کے بعد اپنے غلاموں کے حالات معلوم کرنے کے لئے سعید بن بشر بن یخلف کو ابو حمو موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن کی طرف بھیجا۔ مغرب اوسط کے زناتہ میں اس کے لئے فتح اور غلبہ مقدر تھا لہٰذا اس نے یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنی مرین کے ہاتھوں سے ان کے شہر چھین کر تلمسان پر قبضہ کر لیا اور اس کے نواح پر غلبہ پا لیا۔ اس نے پھر مغراوہ توجین کے مضافات اور الجزائر پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باغی ابن علان کو اس کے عہدے سے اتار دیا۔ بعد ازاں ابن مخلوف کے ہاتھ سے اندلس کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا۔ لہٰذا اس وجہ سے موسیٰ بن عثمان نے بجایہ کی حکومت کے حصول کا لالچ کیا۔ اسی دوران اسے ابن مخلوف کے مرنے کی خبر پہنچی تو سلطان نے اس کی طرف تعلقات قائم کرنے اور اس کی سرحد پر سلطان کے غلبے کی اطلاع بھیجی لیکن وہ اپنے مطالبے پر قائم رہا اور یہ ادعا بھی کیا کہ اس کی شرط کے مطابق بجایہ کی حکومت اس کے لئے ہے۔ اس دوران منہاجہ بھی اپنے حکمران کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ مل گئے لہٰذا انہوں نے بھی بجایہ کی حکومت میں رغبت کی۔ اس کے بعد عثمان بن سباع بن یحییٰ سلطان کو غصہ دلانے کے لئے آیا کیونکہ اسے ابن مخلوف پر اس کی عہد شکنی اور اپنے بارے میں اس کے زمانے کے متعلق ناراضگی تھی۔ بعد ازاں ابی یحییٰ اس کے حجابت سے ہٹ جانے اور حج سے واپس آ کر اس کے پاس ٹھہرا۔ لہٰذا اب انہوں نے اس بات میں رغبت کی اور اسے بجایہ کی حکومت کے حصول کے لئے بھڑکایا۔ اس نے پھر اپنے چچا یوسف بن یغمراسن کے بیٹے محمد اور اپنے دوسرے چچا ابی عامر ابراہیم کے بیٹے مسعود اور اس کے غلام مسامح کی نگرانی کے لئے بجایہ کی طرف اپنی فوجوں کو بھیجا

اس نے ان کے ساتھ ابوالقاسم بن ابی یحییٰ حاجب کو بھیجا۔ لہٰذا وہ شلف میں اس کے ٹھہرنے کی جگہ سے ہی الگ ہو گئے۔ وہ پھر تیزی سے روانہ ہوئے لیکن ابن ابی یحییٰ اپنے راستے ہی میں جبل میں فوت ہو گیا۔ انہوں نے پھر البلاء سے لڑائی کی پھر وہاں سے شرقی جہات کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے وہاں پر خوب خونریزی کی پھر ابن ثابت کے سواروں نے وہاں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور سنہ 713 میں اسے لوٹ لیا۔ اس دوران محافظوں کو اس کی مدافعت میں مقتول اور مجروح ہو کر بڑا نقصان اٹھانا پڑا۔ انہوں نے پھر واپس آ کر باوضعوں کے قلعے کو مضبوط کیا تھا، لہٰذا وہ بھی تباہ و برباد ہو گیا۔ بعدازاں اس کی فوج اور رسد لوٹ لی گئی۔ اس کے بعد ابوحمو نے بجایہ کے محاصرے کے لئے ایک دوسری فوج بھیجی جس کا سالار مسعود بن عمر بن عامر بن ابراہیم بن یغمراسن کو مقرر کیا۔ انہوں نے پھر سنہ 715 میں اس سے لڑائی کی اور محمد بن یوسف بن یغمراسن بھی بغاوت میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اس وقت ابوحمو کی مخالفت میں بنو توجین بھی اس کے ساتھ تھے لہٰذا انہوں نے اس پر حملہ کیا، اسے شکست دی اور اس کی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا۔ یوں مسعود بن ابی عامر اور اس کی فوج فرار ہو گئی اور وہ بجایہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد محمد بن یوسف کا پیغام اطاعت و اجتماع پہنچ گیا۔ لہٰذا سلطان نے محمد بن الحاج کو اس کی طرف تحائف اور آلات بھیجے، اس کے علاوہ اسے مدد دینے اور افریقہ سے یغمراسن کو جو حصہ ملتا تھا، اس کے دینے کا وعدہ کیا۔ بعدازاں ابن عبدالواد، بجایہ سے غافل ہو گیا اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ اپنے وطن جانے کے لئے نکلا یہاں تک کہ وہ حالات ہوئے جن کا ذکر ہم کریں گے انشاءاللہ۔

ابن عمر کا خودمختار ہونا

ابن عمر ہمیشہ ہی سلطان کی حجابت میں خودمختار رہتا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اس کی مہار اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کا حکم اس کے نفاذ پر موقوف ہے۔ وہ مسلسل اسے اس کے خواص کے متعلق اکساتا رہتا تھا، وہ انہیں قتل کرتا اور ان پر تاوان ڈالتا رہتا تھا۔ بسااوقات سلطان اس کی خودمختاری سے برا بھی مان جاتا تھا۔ سنہ 713 میں اہل قسنطینہ کے ایک آدمی نے اس کے ساتھ مداخلت کی کیونکہ اس نے قسنطینہ کے محاصرے کے دوران فکرمند کر دیا تھا۔ وہ آدمی خودمختاری کے سلسلے میں اس جیسا ہی تھا۔ جب یہ منحوس خبر سلطان تک پہنچی تو اس نے اپنی دھار کو تیز کیا۔ اس کے بعد محمد بن فضل نے انہیں خلوت میں اس کے قرب کے باوجود حاجب کے ساتھ بغیر کسی مشورہ کے قتل کر دیا۔ ابن عمر پھر صبح صبح سلطان کے دروازے پر اپنی جگہ پر آیا تو اس نے اس کے جسم کو کپڑے میں لپٹا ہوا پڑا پایا۔ اسے بتایا گیا کہ سلطان نے اس پر حملہ کیا ہے۔ اس کے بعد اسے سلطان کی خودمختاری اور اس کی دھار کی تیزی کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا، یوں وہ اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس نے پھر خیال کیا کہ یہ خواص اور خلوتیان راز نے شکایت ہے لہٰذا اس نے اس سے دور ہونے اور سرحد میں اپنی خودمختاری کے متعلق سوچا۔ اس نے پھر انہیں ابن اللحیانی کے ہاتھ سے افریقہ چھیننے کے لئے اکسایا اور اس کے لئے انہیں خیمے، فوجیں، آلات، ہتھیار اور خادم بھی دیئے۔ بعدازاں سلطان سنہ 715 میں قسنطینہ چلا گیا پھر لڑائی کرتا ہوا بلاد ھوارہ میں آیا۔ وہ سنہ 716 میں قسنطینہ کی طرف لوٹ آیا اور یوں ابن عمر بجایہ میں اور زناتی دشمنوں کو وہاں سے ہٹانے میں خودمختار بن گیا۔ بعدازاں اس نے سلطان کی حجابت پر محمد بن قانون کو جو اس کی آنکھ کی ٹھنڈک تھا، جانشین بنایا کیونکہ وہ اس کی خودمختاری کا امیدوار تھا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ذکر آگے چل کر کریں گے انشاءاللہ۔

قابس کی طرف سلطان ابویحییٰ کا سفر

سلطان ابویحییٰ اللحیانی بوڑھا، شاطر سیاستدان اور تجربہ کار آدمی تھا لیکن وہ اپنے آپ کو خلافت کے قابل نہیں سمجھتا تھا اور امیر ابوزکریا کے بیٹوں کے ساتھ اس کا استحقاق رکھتا تھا۔ اس دوران امیر ابوزکریا کی فوج میں اعیاص زناتہ اور شول کے سرداروں کے شامل ہونے پر جو توجین، مغراوہ، بنی عبدالواد اور بنی مرین میں سے تھے۔ اس کی حیثیت بہت مضبوط ہو گئی۔ وہ اپنے امام کے ساتھ جو ان کے ملوک میں سے ہوتا تھا، اپنی اپنی زندگیوں کے خوف سے اس کے پاس پناہ لیتے تھے کیونکہ ان کے نسب، قبیلے کی سرداری اور شول کی ریاست میں ان کے ساتھ حصے داری کی تھی۔ اس کے علاوہ ان میں سے کچھ لوگوں نے ان کے ٹھکانوں پر غلبہ پا لیا تھا لہٰذا انہوں نے بعد میں ان پر مغراوہ، بنی توجین اور ملکیش کو قبضہ دلا دیا جس پر

سلطان کی فوج برامان گئی۔ اس کی فوج پھر بہت بڑھ گئی حتیٰ کہ بادشاہ اس سے ڈرنے لگے۔ وہ بعدازاں سنہ 716 میں افریقہ کی طرف گیا، بلاد ہوارہ میں گھوما اور وہاں کا ٹیکس لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد سلطان ابن اللحیانی کو خیال آیا کہ وہ تونس میں اس پر حملہ کرے گا۔ اس وقت افریقہ اس کے خلاف مضطرب تھا جبکہ اس کا اعتماد محافظوں پر تھا، مدافعت کا کام اس کے عرب معاونوں کے سپرد تھا۔ اس نے پھر ان میں سے حمزہ بن عمر بن ابی اللیل کو حکمران بنایا اور اس نے اسے عربوں کی ریاست سونپ دی یوں اس کی باگیں ڈھیلی کر دیں اور اسے اموال دیئے جس کی وجہ سے عربوں کی مخالفت رفتہ رفتہ زیادہ ہو گئی۔ اس کے بعد انہوں نے افریقہ سے جانے اور خلافت چھوڑنے کا اتفاق کر لیا لہٰذا اس نے اموال اور ذخائر کو اکٹھا کر لیا اور ان کے برتنوں، قالینوں، گھٹیا سامان استعمال کے برتنوں حتیٰ کہ ان کتب کو بھی فروخت کر دیا جو امیر ابو زکریا نے جمع کی تھیں۔ اس طرح انہوں نے بیس قنطار سے زیادہ سونا اور یاقوت اور موتیوں کی بوریاں جمع کیے۔ وہ پھر تونس سے محافظوں کو الحضرۃ، باجہ اور حمامات میں مقرر کرنے کے بعد اپنی عملداری کی نگرانی کے لئے جانے کا توریہ کر کے تونس سے قابس کے رخ گیا اور اس نے الحضرۃ میں اپنا جانشین مقرر کیا۔ وہ قابس پہنچ کر وہیں رہنے لگا اور مال کو اس کے علاقوں میں صرف کیا یہاں تک کہ تونس میں اس کے بیٹے کی بیعت ہو گئی جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے انشاءاللہ۔

الحضرۃ پر سلطان ابوبکر کا حملہ

اس دوران سلطان سنہ 716 میں ہوارہ سے قسطنطینہ کی طرف واپس آیا تو اس نے تونس پر دوسری بار حملہ کرنے کے لئے بڑی کوشش کی۔ اس نے پھر فوج کو جمع کیا، عطیات تقسیم کئے اور کمزوریوں کو دور کیا۔ بعدازاں اس نے زناتہ، عربوں اور سدونکش کے لشکروں کو طبقہ وار پیش کیا اور قسطنطینہ پر حاجب محمد بن قانون کو اپنا جانشین بنایا۔ اس نے پھر اپنے سب سے بڑے حاجب بن عمر کی طرف بجایہ کی امارت سے پیغام بھجوایا کہ وہ عطیات اور اخراجات کے لئے مالی مدد کرے لہٰذا اس نے اس کی طرف منصور بن فضل موزنی کو جو الزاب کا عامل تھا، بھیجا۔ اس دوران جب ابن عمر نے دیکھا کہ وہ اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے اور اس کے پاس مال کے خرچ کے لئے ایک جماعت ہے تو اس نے اس کے ساتھ ساتھ جبل ادراس، الحصنہ، سدونکش، عیاص اور الضاضبہ کے علاقوں کو بھی شامل کر لیا۔ اس وقت خراج کی تمام عملداریاں اور ان کی آمد و خرچ کا حساب بھی اس کی نظروں میں تھا لہٰذا ابن عمر نے اسے سلطان کے اخراجات کو قائم کرنے کے لئے بھیجا جس نے اسے اپنی حجابت کے کاموں پر جانشین مقرر کر دیا۔ اس کے بعد سلطان جمادی سنہ 717 میں قسطنطینہ سے مرحلے پر مرحلے طے کرتے ہوئے چلا۔ راستے میں اسے عربوں کے کئی وفود ملے۔ وہ پھر باجہ کے محافظوں سے مدد طلب کرتا ہوا تونس پہنچ گیا۔ ہم بتا چکے ہیں کہ سلطان ابو یحییٰ اللحیانی تونس سے قابس کی طرف چلا آیا تھا۔ اس نے پھر وہاں پر ابوالحسن بن واتودین کو جانشین مقرر کیا۔ بعدازاں اس نے اس کی طرف سلطان ابوبکر کے تونس پر حملہ کرنے کا پیغام بھیجا اور یہ بھی کہ وہ مدافعت کا محتاج ہے۔ لہٰذا اللحیانی نے پہلے اموال کے متعلق ان سے معذرت کی اور پھر فوج اور مال میں ان کے ساتھ کو کھول دیا۔ اس کے بعد وہ سوار ہوئے اور انہوں نے رئیس الدیوان سے نسبی تعلق پیدا کیا۔ انہوں نے اس کے بیٹے محمد کو جو ابو حزبہ کنیت کرتا تھا، نکالا اور اسے اس کی قید سے رہا کر دیا۔ جب انہیں سلطان ابوبکر کے باجہ آنے کی خبر ملی تو وہ سب تونس سے نکلے۔ اس کے بعد ان کی مخالفت میں مولاھم ابن عمر بن ابی اللیل سلطان کی طرف گیا جو حکومت سے ناراضی رکھتا تھا اور اس پر گردش آنے کا منتظر تھا جیسا کہ اللحیانی نے اپنے بھائی حمزہ کو اس پر اثر انداز کیا ہوا تھا لہٰذا وہ سلطان کو باجہ کے قریب ملا، اس سے معاہدہ کیا اور اسے حملے کی ترغیب دی۔ وہ پھر تونس پہنچا اور شعبان سنہ 717 میں سلطان کے باغات میں سے سنافرہ کے باغ میں اترا۔ اس دوران سردار اس کے پاس آئے اور ابو حزبہ اور اس کے اصحاب کے انتظار میں بیعت میں تردد کرنے لگے۔ ان کے واقعات میں سے ایک معروف واقعہ یہ بھی ہے کہ جب سلطان باجہ سے جلدی جلدی چلا تو حمزہ بن عمر نے اللحیانی کے ساتھیوں اور خواص سے تونس میں ملاقات کرنے میں جلدی کی، وہ تونس سے باہر آ چکے تھے لہٰذا اس نے انہیں ابو فربہ بن سلطان اللحیانی کی بیعت کرنے اور اس کے ساتھ قوم سے لڑائی کرنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی، وہ پھر سلطان سے لڑائی کرنے کے لئے گئے۔ اس دوران حمزہ نے اس کے بھائی مولاھم سے سازش کی کہ وہ پڑاؤ پر حملہ کر دے لہٰذا سلطان نے سنافرہ کے باغ میں جہاں مقیم تھا، وہاں سے ساتویں روز بیعت کی تکمیل سے قبل ہی

بھاگ گیا اور قسطینہ چلا گیا۔ اس کے بعد مولا ھم اس کے پاس سے وطنہ کی سرحدوں سے واپس آ گیا۔ اس نے پھر منصور بن مرنی کو باجہ میں ابن عمر کے پاس بھیجا۔ اس دوران ابوفربہ بن اللحیانی اور موحدین نصف شعبان کو اسی سال تونس میں داخل ہو گئے اور الحضرۃ میں اس کی بیعت عامہ ہوئی۔ اس نے پھر المستنصر کا لقب اختیار کیا۔ اہل تونس نے فصیلوں کا احاطہ کرنے کا ارادہ کیا تا کہ وہ باڑ بن جائے لہٰذا انہوں نے اس کی بات مان لی اور اپنا کام شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ عربوں نے اپنے اپنے مطالبات کے ساتھ اسے کمزور کر دیا اور وہ شروط میں اس پر زیادتی کرنے لگے یہاں تک کہ مولانا سلطان نے دوبارہ حملہ کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

سلطان ابوبکر کا الحضرۃ پر حملہ

جب سلطان تونس سے قسطینہ کی طرف آیا تو اس نے اپنے نامور جرنیل محمد بن سید الناس کو بجایہ کی طرف بھیجا، اس سے ابن عمر کو پریشانی لاحق ہوگئی اور وہ اس سے بگڑ گیا۔ جلد ہی سلطان نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا لیکن اس نے اس سے چشم پوشی کی اور اس سے مدد مانگی لہٰذا اس نے فوج، ہتھیار اور خیمے اکٹھے کیے۔ اس نے پھر اس کی طرف ارباب حکومت میں سے سات آدمی سات لشکروں کے ساتھ بھیجے جن کے نام یہ تھے محمد بن سید الناس، محمد بن الحکم، ظفر السنان اور اس کا بھائی جو امیر ابوزکریا الاوسط کے غلاموں میں سے تھا، محمد المدیونی، محمد المحرسی اور محمد البطوی۔ اس نے ساتھ ساتھ زناتہ کے عظماء اور امراء میں سے عبدالحق بن عثمان کو بھی بھیجا جو بنی مرین کے اعیاص میں سے ایک تھا اور اندلس سے اس کے پاس آیا تھا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے علاوہ اس نے ابورشید بن محمد بن یوسف کو جو بنی عبدالواد کے اعیاص میں سے تھا، اس کی قوم کے آدمیوں اور خواص کے ساتھ بھیجا۔ وہ پھر اپنے لشکروں کے ساتھ قسطینہ میں سلطان کے پاس پہنچے لہٰذا اس نے تونس پر دوبارہ حملے کا ارادہ کیا۔ اس نے پہلے ہی سے افریقہ کے حالات کا اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا لہٰذا صفر سنہ 718 میں نکلا اور اپنی حجابت پر ابوعبداللہ بن القانون کو مقرر کیا جبکہ ابوالحسن بن عمرو اس کا ردیف تھا۔ اندلس میں ھوارہ کا وفد اور ان کا بڑا سردار سلیمان بن جامع اسے ملا جنہوں نے اسے بتایا کہ ابوفربہ بن اللحیانی باجہ سے مقابلہ کرنے کے بعد وہاں سے لڑائی کے ارادے سے چلا ہے لہٰذا مولانا سلطان نے بڑی جلدی سے وہاں سے کوچ کیا۔ راستے میں اسے مولا ھم بن عمر ملا اور اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کی۔ وہ پھر ابوفربہ اور اس کی فوج کے پیچھے چل پڑے یہاں تک کہ قیروان کے قریب پہنچ گئے اب وہاں کا عامل اور مشائخ اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر اس کی اطاعت اختیار کی۔ سلطان پھر اپنے دشمن کے تعاقب سے ہٹ کر الحضرۃ کی طرف چلا گیا۔ اس وقت وہاں پر ابوفربہ بن اللحیانی جو محمد بن الفلاق کے خواص میں سے تھا، اترا ہوا تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے تیراندازوں کو میدان میں نکالا اور فوجیں دن کی ایک گھڑی میں واپس آ گئیں۔ انہوں نے پھر اس پر حملہ کر دیا، اب ان کی عام پناہ گاہوں کو لوٹ لیا گیا اور ابن الفلاق قتل ہو گیا۔ سلطان پھر اسی سال ماہ ربیع الاول میں الحضرۃ میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر عوام کے درمیان پیدا ہونے والے فسادات کو درست کیا اور میمون بن ابی زید کو وہاں کی پولیس کا افسر مقرر کیا اور اسے البلاء پر نائب بنایا۔ وہ ایک بار پھر ابوفربہ بن اللحیانی اور اس کی فوج کے تعاقب میں چل پڑا لہٰذا اس نے جہات ھوارہ میں مصبوح مقام پر ان پر حملہ کر دیا۔ لڑائی میں موحدین کے مشائخ میں سے ابوعبداللہ بن الشہید جو حفصی گھرانے میں سے تھا اور ابوعبداللہ بن یاسین قتل ہو گئے جبکہ ضبہ میں سے کتاب ابی الفضل الجبائی مارا گیا۔ اس نے پھر شیخ الدولہ ابومحمد عبداللہ بن یعمور کو گرفتار کر لیا اور اسے بیڑیاں ڈال کر سلطان کے پاس لایا گیا۔ اس نے اسے اور اس کی قوم کو معاف کر دیا اور پھر دوبارہ اس نے اسے اس کے کام پر لگا دیا۔ سلطان پھر اسی سال واپس تونس آ گیا۔ جب ابوعیسیٰ بن اللحیانی کو خبر ملی کہ سلطان سنہ 717 میں دوبارہ تونس پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے تو وہ ان موحدین اور عربوں کو جو اس کے بیٹے ابوفربہ کی بیعت میں شامل تھے، لے کر قابس سے نواح طرابلس کی طرف چلا گیا۔ اسے پھر سلطان کے قسطینہ کی طرف واپس آنے کی اطلاع ملی تو اس نے ابوعبداللہ بن یعقوب کو اپنے حاجب کے قریب طرابلس میں ٹھہرایا، اس کے ساتھ ھجرس بن مرغم بھی تھا جو ذئاب میں سے الجوازی کا بڑا سردار تھا لہٰذا اس نے ملوک اور قلعوں کو فتح کیا، اموال کو اکٹھا کیا اور برقہ تک جا پہنچا۔ اس نے پھر ذئاب کے گروہ میں سے آل سالم اور آل سلیمان سے خادم مانگے۔ اس دوران طرابلس میں اپنے بادشاہ کے پاس واپس آ گیا اور ابوفربہ کی شکست دینے کے بعد فوج اسے ملی لہٰذا اس نے اپنے حاجب ابوزکریا بن یعقوب اور وزیر ابوعبداللہ بن یاسین کو مال دے کر عربوں کو اکٹھا

کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے اموال کو علان اور ذئاب میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد ابوفربہ نے قیروان پر چڑھائی کی جب اس کی خبر سلطان ابو بکر کو ملی تو وہ آخر شعبان سنہ 718 میں تونس سے باہر نکلا۔ یہ دیکھ کر وہ قیروان سے بھاگ گئے۔ وہ پھر برافروختہ ہو گئے اور انہوں نے موت کا طلبگار بن کر اپنی سواریاں روک لیں یہاں تک کہ فج النعام کے مقام پر فوجیں ان پر چڑھ آئیں۔ اس کے بعد ان کی فوج تتر بتر ہوگئی اور سواریاں بھاگ گئیں۔ یوں وہ شکست کھا کر کوچ کر گئے اور قتل اور لوٹ نے بھی ان سے اپنا حصہ وصول کیا۔ اس دوران ابوفربہ نے ایک دستے کے ساتھ مہدیہ میں پناہ لی جو کہ اس کے باپ کی دعوت پر قائم تھے لہٰذا وہ وہاں سے بچ گیا۔ اس کے بعد اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم آگے کریں گے۔ جب اس کے باپ کو طرابلس میں اپنے مقام پر اس کے متعلق اطلاع ملی تو اس کی فوج بے چین ہوگئی۔ اس نے پھر نصاریٰ کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے بحری بیڑے میں سوار کروا کر اسکندریہ لے جائیں لہٰذا اسے چھ بحری بیڑے ملے جنہوں نے اس کے خاندان اور اولاد کو اٹھا لایا۔ یوں وہ سمندر پر سوار ہو کر اپنے حاجب ابوزکریا بن یعقوب کے ساتھ اسکندریہ آ گیا۔ اس نے پھر ابو عبداللہ بن ابی عمران کو جو اس کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ طرابلس پر اپنا جانشین بنایا اور وہ ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ کعوب نے اسے بلا لیا اور اسے امیر مقرر کیا۔ انہوں نے پھر سلطان پر کئی بار چڑھائی کی جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے۔ اس دوران سلطان ابویحییٰ بن اللحیانی سمندر پر سوار ہو کر اسکندریہ آ گیا اور وہاں سلطان محمد بن قلاون کے ہاں اترا جو مصر و شام کے ترکی ملوک میں سے تھا وہ پھر اسے مصر لے آیا۔ وہ اس کی آمد اور ملاقات سے بہت خوش ہوا، اسے عزت والا رتبہ دیا اور بہت وظیفہ اور جاگیریں بھی دیں یہاں تک کہ وہ سنہ 728 میں فوت ہو گیا۔ اس دوران سلطان ابو بکر فج النعام میں ابوفربہ اور اس کی قوم پر حملہ کے بعد تونس کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال شوال میں اس میں داخل ہو گیا۔ یوں افریقہ اس کی اطاعت پر دوبارہ قائم ہو گیا اور اس کے شہر اور ملک کی سرحدیں مہدیہ اور طرابلس کو اس کی دعوت دینے کے لئے منظم ہو گئیں۔ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کا کچھ ذکر آئندہ آئے گا۔

حاجب محمد بن القانون کی روداد

جب حاجب بن عمر سنہ 715 میں بجایہ میں خود مختار بن گیا تو سلطان قسنطینہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد وہ اسے واپس نہیں لے سکا جب وہ دوبارہ تونس سے سنہ 717 میں واپس آیا تو منصور بن فضل اس کے پاس گیا۔ اس نے پھر اسی کے پیچھے پیچھے اپنے جرنیل ابو عبداللہ محمد بن حاجب ابیہ محمد بن سید الناس کو بھیجا کہ وہ بجایہ میں واپس آنے کی وجہ سے اسے اس کے محل مہیا کر دیئے۔ لہٰذا ابن عمر نے اسے واپس کر دیا اور اس سے بگڑ بیٹھا۔ بعدازاں سلطان نے اس سے مدد مانگی تو اس نے جلدی سے مدد دے دی۔ اس نے پھر رضامندی سے اسے جاگیر دی لیکن ساتھ ساتھ بجایہ اور قسنطینہ کی امارت بھی عنایت کر دی جیسا کہ ہم یہ سب باتیں بیان کر آئے ہیں۔ یوں ابن عمر ثغر اور اس کے نواح میں خطبے میں سلطان کے ذکر کرنے اور سکہ میں اس کے نام پر اکتفا کرتے ہوئے خود مختار بن بیٹھا۔ وہ پھر اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ سلطان نے تونس اور اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر اس کے پاس اپنے عم زاد علی بن محمد بن عمر کو بھیجا تو عبدالرحمٰن حاجب نے اسے قسنطینہ کا امیر مقرر کر دیا، یوں وہ اس کی طرف چلا گیا۔ اس دوران میں وہ زناتہ کی فوجوں کو بجایہ سے ہٹاتا رہا۔ اس وقت ابوحمو حاکم تلمسان اس کے محمد بن یوسف پر متغلب ہونے اور اس کے ہاتھ سے بلاد مغراوہ اور توجین کو واپس لینے کے بعد فوجوں کو اس کے محاصرے کے لئے بھیجا کرتا تھا۔ اس نے پھر وادی میں جو وہاں سے دو دن کے فاصلہ پر ہے، ایک قلعہ تعمیر کیا جہاں وہ فوجوں کو اس کے محاصرے کے لئے تیار کرتا تھا۔ اس دوران ابوحمو فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابوتاشفین سنہ 718 میں حکمران بنا۔ بعدازاں جونہی سلطان نے تونس کی طرف چڑھائی کر کے اسے فتح کیا، بجایہ کے حصار کی خدمت میں کمی ہو گئی۔ اس کے بعد ابوتاشفین اپنی عملداریوں کی درستگی کے لئے تلمسان سے نکلا۔ بعدازاں محمد بن یوسف جبل وانسترلیس میں اپنے قلعے میں قتل ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ وہ پھر وہاں سے تلمسان کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اس کے بعد ابن عمر بیمار ہو گیا تو اس نے اپنے عم زاد علی کے متعلق اس کی عملداری کی قسنطینہ میں اطلاع دی اور سلطان کا حکم پہنچنے تک اسے وہاں کا ولی عہد بنانے اور بجایہ کی حکومت قائم کرنے کی وصیت کی۔ اس نے پھر بستر علالت پر کچھ دن گزارے پھر وہ شوال سنہ 719 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد علی بن عمر نے بجایہ کی حکومت سنبھال لی۔ جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو اسے ثغر کے حالات نے پریشان کر دیا۔ بعدازاں ابن سید الناس اپنے گھر کے وکیل آمدنی و مصارف کے ساتھ

اس کے خزانہ کے لئے اور اس کے ذخیرہ کی تلاش میں اس کے پاس گیا۔ یوں اس نے سونا چاندی کے بہت سے ذخائر حاصل کئے اور علی بن عمر بھی اس کے ساتھ آیا، سلطان نے اسے اپنی رضامندی سے دیا۔ وہ پھر الحضرۃ میں مقیم رہا یہاں تک کہ اس کا ابن ابی عمرانؒ سے اختلاف ہو گیا۔ اس نے پھر ان کی دوبارہ اطاعت اختیار کی اور سلطان کو اس کے دشمن کی حکومت نے برافروختہ کر دیا لہٰذا جب وہ تونس کی طرف واپس آیا تو اس نے اپنے غلام نجاح اور حملال کو اس کے قتل کا اشارہ کیا۔ انہوں نے پھر بستاز کے باہر اسے دھوکے سے قتل کر دیا، اسے کاری زخم لگائے، یوں وہ اپنے زخموں کے باعث ہلاک ہو گیا۔

امیر ابوزکریا کی امارت

جب ابن عمر فوت ہو گیا تو سلطان کو بجایہ کے معاملات نے فکر مند کر دیا کیونکہ وہ محاصرے اور بنی عبدالواد کے مطالبہ کی حالت میں تھا لہٰذا اس نے سوچا کہ وہ محافظوں کو قریبی سرحدوں میں بھیج دے پھر وہاں مدافعت و محافظت اپنے بیٹوں کو اتارے۔ اس نے پھر اپنے بیٹے امیر عبداللہ کو قسطنطینہ کا اور دوسرے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کا امیر مقرر کیا۔ بعدازاں اس نے اس کی حجابت ابوعبداللہ بن القانون کو دی جو ان دونوں کی صغرسنی کی وجہ سے وہاں خود مختار تھا اور اس کے لئے فوج کو اکٹھا کیا۔ اس کے بعد اسے بجایہ میں دشمن کو روکنے اور اس کے محاصرے پر زور دینے کے لئے ٹھہرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا وہ تونس سے سنہ 720 کے آغاز میں فوج اور اصحاب کے جلوس میں کوچ کر گئے۔ حجابت کا کام اب ابن القانون پر مہربانی کے باعث خالی رہ گیا۔ اس کے علاوہ امور میں تصرف کے لئے سلطان کے آدمیوں میں سے ابوعبداللہ بن عبدالعزیز کر دی جس نے المزدار کا لقب اختیار کر لیا تھا، باقی رہ گیا۔ اس وقت سلطان کے خواص میں سے وہ شخص سب سے مقدم تھا جو الدخلہ کے نام سے معروف تھا جبکہ اشغال پر کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز مقدم تھا ابھی ہم ان کی اولیت کا ذکر کریں گے۔ اس کے بعد وہ سربلندی اور عزت کے لباس میں فخر سے چلتا بجایہ واپس لوٹ آیا۔ اس کے بعد اس کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن سید الناس کا بجایہ آنا

اس دوران جب ابوعبداللہ بن یحییٰ بجایہ کی طرف واپس لوٹا تو سلطان کی توجہ اپنے خواص کے لئے بجایہ میں اپنی حکمرانی کے وقت خالی ہو گئی۔ انہوں نے پھر اس کے متعلق چغلیاں کھائیں اور یوں انہوں نے اس کے لئے مصیبتیں کھڑی کیں۔ اس سلسلے میں المزدار بن عبدالعزیز نے صاحب الاشغال ابوالقاسم بن عبدالعزیز کی مداخلت سے بڑا کردار ادا کیا اور سلطان کے ہاں اس کی بہت چغلیاں ہوئیں آخر کار اسے اس کے متعلق بدظنی ہو گئی۔ اس نے پھر محمد بن سید الناس کو بجایہ کا امیر مقرر کر دیا جس نے اس کے حصار اور اس کے امیر کی حجابت کا کام سنبھال لیا۔ اس دوران اس نے اسے حجابت کے لئے مقدم کیا اور اس کے حالات کو ہم آگے بیان کریں گے۔ جب ابن القانون الحضرۃ جاتے ہوئے قسطنطینہ سے گزرا تو اسے وہاں پناہ لینے کی سوجھی، اس دوران وہاں کے مشائخ نے اس بارے میں مداخلت کی اور اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا لہٰذا اس نے انہیں سزا کے طور پر الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ جب یہ اطلاع سلطان کو پہنچ گئی تو اس نے ابن قانون کو قید کر لیا اور پھر قسطنطینہ کی حجابت بھی ابن سید الناس کو دینے کا فیصلہ کر لیا لہٰذا اس نے وہاں کے مشائخ نے معافی طلب کی اور اسے بتایا کہ امین اس کا قریبی اور بھتیجا بھی ہے۔ جب انہوں نے اس کے باپ کی مالداری کا بھی ذکر کیا تو وہ اس بات سے رک گیا، اس نے اپنے فیصلے کو اپنے غلام ظافر الکبیر کی طرف پھیر دیا، یہ بات اس وقت ہوئی جب وہ مغرب سے آیا۔ اس کے مشہور واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ امیر ابوزکریا کے غلاموں میں سے تھا۔ اسے اس وقت اس کے بیٹے سلطان ابوالبقاء کی حکومت میں بڑا غلبہ حاصل تھا لہٰذا جب سلطان ابوبکر کو پریشانی لاحق ہوئی اور اس نے فوجوں کے ساتھ چڑھائی کی تو اس نے باجہ میں قیام کیا۔ اس دوران المزدوری اور عرب ابن اللحیانی کی ہراول فوج میں تونس کی طرف آئے تو اس نے ان پر چڑھائی کی لہٰذا انہوں نے اسے الگ کر کے گرفتار کر لیا جیسا کہ ہم ان سب باتوں کو بیان کر آئے ہیں۔ اس کے بعد وہ مولانا سلطان ابویحییٰ سے مل گیا تو اس نے اسے دوبارہ حکومت میں وہی حیثیت دلا دی جو اسے پہلے حاصل تھی۔ بعدازاں سنہ 713 میں ابن ثابت کی وفات پر اسے قسطنطینہ کا والی بنا دیا لیکن پھر ابن عمر اس سے تنگ ہو گیا

اور اس کے متعلق سلطان کو بھڑکایا تو اس نے اسے دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اندلس بھیج دیا۔ یوں وہ پھر مغرب کی طرف چلا گیا اور سلطان ابو سعید کے ہاں اترا یہاں تک کہ اسے ابن عمر کی موت کی اطلاع ملی تو وہ دوبارہ تونس کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے ساتھ سلطان بڑی عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا۔ اس دوران اس کے ساتھ ہی بجایہ سے حاجب بن قانون بھی پہنچ گیا لہٰذا سلطان نے ظافر کو قسنطینہ میں اپنے بیٹے امیر ابو عبداللہ کا حاجب مقرر کیا، یوں یہ قسنطینہ آیا اور اس کے کام کو سنبھالا۔ اس نے پھر اپنے خواص کو بڑی بڑی خدمات پر مامور کیا اور وہاں پر الحضر ۃ کے جو خدام تھے، انہیں ان کے شہر کی طرف واپس بھیج دیا۔ اس وقت امیر ابو عبداللہ کے ہاں ابو العباس بن یاسین متصرف تھا جبکہ کاتب ابو زکریا ابن الدباغ خراج کے امور کا متصرف تھا، یہ دونوں دراصل امیر ابو عبداللہ کی رکاب میں الحضر ۃ سے آئے تھے لہٰذا ظافر نے وہاں پہنچتے ہی ان دونوں کو ہٹا دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے انشاء اللہ۔

ابن ابی عمران کی روداد

واضح رہے کہ محمد بن ابی عمران، ابو عمران موسیٰ بن ابراہیم، ابن الشیخ ابی حفص کی اولاد میں سے تھا، یہ دراصل وہی شخص ہے جو ابو محمد عبداللہ ابن عمر الشیخ ابو محمد عبدالواحد کا نائب بن کر افریقہ کا والی بنا تھا۔ اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں اسے مراکش سے وہاں خط لکھا تھا لہٰذا یہ آٹھ ماہ تک وہاں پر حکمرانی کرتا رہا۔ پھر وہ سنہ 623 کے آخر میں آ گیا اور ابو عمران اس کے جملہ مددگاروں میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔ بعد ازاں اس کے بیٹوں نے ان کی حکومت کے زیر سایہ پرورش پائی، اس کے بیٹوں میں ایک بیٹا ابو بکر بھی تھا جو اس محمد کا والد تھا۔ اس کی بہت شہرت تھی اسی لئے سلطان ابو یحییٰ زکریا ابن اللحیانی اس کی قرابت داری کا لحاظ کرتا تھا۔ اس نے پھر اس کے بیٹے کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کر دیا اور تونس سے جاتے وقت اسے جانشین بنایا۔ اس کے بعد اسے کشتی پر سوار ہو کر اسکندریہ کی طرف جاتے ہوئے طرابلس پر اپنا جانشین بنایا۔ اس نے ابو فربہ نے شکست کھانے اور اپنی فوج کے بھاگ جانے کے بعد مہدیہ میں پناہ لی تھی۔ اس کے بعد سلطان ابو بکر نے وہاں پر اس سے مقابلہ کیا مگر وہ مہدیہ کو سر نہیں کر سکا اور ابو فربہ سے صلح کر کے وہاں سے چلا آیا۔ اس وقت حمزہ بن عمر سلطان کی مخالفت میں افریقہ کے علاقوں میں گھومتا پھرتا تھا۔ آخر سلطان کو اس کی مخالفت گراں گزری اور بہت سے بدو بھی اس کے پاس چلے آئے، یوں اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ اس کے بعد محمد بن ابی عمران اپنی حکومت کے مقام سے طرابلس کی سرحد پر آیا اور پھر سلطان کے پاس ہوشیاری سے کمال تیاری کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لئے گیا۔ اب سلطان ابو بکر سنہ 621 کے رمضان میں تونس سے نکلا اور قسنطینہ چلا گیا، اس کے ساتھ مولاھم ابن عمر بھی تھا۔ اس دوران خواص نے سلطان کے پاس چغلیاں کر کے حاجب محمد بن یحییٰ بن قالون کو ناراض کر دیا تھا اور اس کا انحراف بھی اس پر واضح ہو گیا تھا۔ اس وقت معن بن مطاع خزاری جو حمزہ بن عمر کا وزیر اور مشیر تھا، ابن قالون کا بھی دوست تھا لہٰذا اس نے ابن ابی عمران کے لانے میں مداخلت کی۔ جب سلطان ان کی فوج کے آگے آگے نکلا تو ابن قالون تونس میں ہی رہ گیا۔ وہ پھر دوسرے دن شہر میں ایک منادی پر سوار ہو کر ابن ابی عمران کی دعوت دینے لگا۔ یوں ابن ابی عمران نے سلطان کے خروج کے وقت دوسری دفعہ مداخلت کی اور الحضر ۃ پر قابض ہو گیا۔ بعد ازاں بقیہ سال وہیں پر مقیم رہا اور دوسرے سال کے آغاز میں بھی وہیں رہا۔ اس دوران سلطان قسنطینہ چلا گیا۔ اس نے پھر اپنی فوج کو جمع کیا، کمزوریوں کو دور کیا اور تیاری مکمل کی وہ پھر صفر سنہ 622 کو وہاں سے چلا۔ ابن ابی عمران بھی حمزہ بن عمر کی معیت میں فوج کے ساتھ اس سے لڑائی کرنے کو نکلا۔ سلطان نے الرحلتہ میں ان سے پہلی اور دوسری مرتبہ لڑائی کی پھر ان پر حملہ کر دیا۔ لڑائی میں شیخ الموحدین ابو عبداللہ بن ابی بکر فوت ہو گیا اور ان کے ہراول میں محمد بن ابی منصور بن مزنی وغیرہ تھے۔ اب فوج نے ان میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے۔ یوں سلطان کو ایسا غلبہ حاصل ہوا کہ کوئی اس کا ہمسر نہیں تھا پھر اس نے مولاھم بن عمر کو بھی گرفتار کر لیا جس کے حالات کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے انشاء اللہ۔

مولاہم بن عمر کا قتل

جب سلطان کو ابن ابی عمران اور اس کے پیروکاروں پر غلبہ اور فتح حاصل ہو گئی تو اس نے اس فتح میں ان سے مولاہم بن عمر کی منشاء کے خلاف

سلوک کیا۔ اس دوران اس کے اصحاب نے کچھ ایسی باتیں کیں جن سے ان کی خرابی کا پتہ چلتا تھا۔ اس کے بعد سلطان کے پاس شکایت ہوئی کہ مولاھم نے اس پر حملہ کرنے والوں میں اپنے بیٹے منصور یا اپنے ربیب جعدان کو بھی شامل کیا تھا۔ اس وقت جعدان بن عبداللہ بن احمد بن کعب اور سلیمان بن جامع ھوارہ کے شیوخ میں سے تھے۔ اس نے پھر ان کے عم زاد عون بن عبداللہ بن احمد کو جبکہ انہوں نے اسے اس بات میں شامل کر لیا تھا، ان سے روک لیا لہٰذا اس نے سلطان کو بہت نصیحتیں کیں لیکن جب انہوں نے سلطان پر حملہ کیا تو اس نے انہیں گرفتار کر کے تونس کی طرف بھیج دیا۔ یوں انہیں وہاں قید کر دیا گیا، اس کے بعد وہ خود الحضر ۃ کی طرف لوٹ آیا اور اسی سال کے ماہ جمادی الاول میں اس میں داخل ہو گیا۔ لوگوں سے از سر نو بیعت لی جبکہ عربوں نے اس کی اتباع میں چڑھائی کی یہاں تک کہ شہر کے باہر اترے۔ اس پر مولاھم اور اس کے اصحاب کی رہائی کی شرط کی لہٰذا سلطان نے ان کے قتل کا حکم دے دیا، یوں انہیں ان کے قید خانوں میں قتل کر دیا گیا پھر ان کے جسموں کو حمزہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ انہیں دیکھ کر اسے بہت صدمہ ہوا اور اس نے اپنی قوم سے فریاد کی، انہوں نے اپنے ساتھی کے بدلہ لینے کا مشورہ کیا لہٰذا وہ جلدی سے الحضر کی طرف گیا۔ اس دوران انہیں خیال ہوا کہ یہ لوگ موقع کی تلاش میں ہیں لہٰذا سلطان ان کی آمد کے چالیس روز بعد تونس سے نکل کر قسطنطینہ چلا گیا۔ بعد ازاں ابن ابی عمران تونس میں آیا اور چھ ماہ تک یہاں قیام پذیر رہا۔ اس دوران میں سلطان نے اپنی فوج اکٹھی کر کے مکمل تیاری کر لی۔ وہ پھر قسطنطینہ سے اٹھا تو ابن ابی عمران نے اس پر چڑھائی کی۔ اب ابن عمر نے اسے شکست دی اور سلطان نے ان پر حملہ کر دیا، اس نے خوب قتل عام کیا، انہیں نواح میں بھگا دیا اور خود تونس واپس لوٹ آیا۔ وہ پھر صفر سنہ 633 میں اس میں داخل ہو گیا اور حمزہ سیدھا آگے چلا گیا جس کے حالات کو ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جنگوں کے واقعات کی روداد

جب حمزہ بن عمر اور ابن ابی عمران نے یکے بعد دیگرے تونس سے شکست کھائی۔ جب حمزہ نے دیکھا کہ ابن ابی عمران اس کے کچھ کام نہیں آ سکتا تو اس نے اسے طرابلس میں اس کے علاقے میں بھیج دیا اس نے پھر ابو فریہ کی طرف ابن سلطان اللحیانی کو بھیجا کیونکہ مہدیہ میں اسے عزت والا مقام حاصل تھا لہٰذا اس نے اسے زناتہ کے دادخواہوں اور بنی عبدالواد کے سلطان کے وفود میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد ابو فریہ نے اس کے ساتھ کوچ کیا اور وہ تلمسان کے حکمران ابو تاشفین کے پاس گیا۔ اس نے اسے بجایہ پر فتح پانے کے بارے میں رغبت دلائی اور یہ بھی بتایا کہ حاکم تونس فوج بھجوا کر بجایہ کی مدد کرنے سے غافل رہے گا لہٰذا سلطان نے ان کے ساتھ کئی ہزار کی فوج بھجوا دی۔ اس نے اس کا سالار موسیٰ بن علی کردی کو مقرر کیا جو تیمرزدکت میں ثغر کا حاکم تھا، علاوہ ازیں بہت سے خواص اور عظیم آدمیوں کو بھی بھجوایا۔ پھر وہ تلمسان سے بسرعت تمام چلے۔ اس دوران سلطان کو بھی ان کے تلمسان سے چلنے کی خبر پہنچ گئی لہٰذا وہ تونس سے اپنی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے نکلا یہاں تک کہ بونہ اور قسطنطینہ کے درمیان رغیس کے مقام تک پہنچ گیا۔ وہ قلب میں نہایت پختہ فیصلے کے ساتھ ڈٹا رہا لہٰذا ان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شعبان سنہ 633 میں شکست کھا گئے۔ یوں فوج کے ساتھ ان کے کپڑوں اور زناتہ کی قیدی عورتوں سے بھر گئے۔ لیکن جب سلطان ان کے پاس سے گزرا تو اس نے عورتوں کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد ابو موسیٰ اور موسیٰ بن علی کردی اپنی فوج کے ساتھ تلمسان واپس آ گئے۔ سلطان ان کی شکست کے چند روز بعد الحضر ۃ کی طرف واپس چلا گیا لیکن راستے میں اسے یہ اطلاع ملی کہ عرب قیروان کے نواح میں جمع ہو رہے ہیں لہٰذا وہ الحضر ۃ سے گزر کر الشقہ میں انہیں جا ملا اور ان پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر شوال سنہ 624 میں تونس کی طرف لوٹ آیا۔ لہٰذا حمزہ اور اس کے ساتھیوں نے فوجوں کو علیحدگی کے وقت اس کا تعاقب کیا، اس کے ساتھ ابراہیم بن شہید حفصی بھی تھا۔ اس دوران عامر ابو علی بن کثیر ان کی خبر لے کر اس کے پاس پہنچ گیا تو باجہ میں رکنے کے بعد وہ ان کے مقابلے کے لئے تھوڑی سی فوج کے ساتھ نکلا۔ اس وقت اس کا سالار عبداللہ عاقل تھا لہٰذا عربوں نے شاذلہ کے نواح میں اس پر حملہ کر دیا اور اس کے ہراول دستے سے لڑائی کی۔ اب میدان کارزار گرم ہو گیا۔ عبداللہ عاقل اور لوگ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے کہ لڑائی نے شدت اختیار کر لی پھر عربوں کو شکست ہو گئی، یوں ان کی بیویاں لوٹ لی گئیں اور ان کی جمعیت پریشان ہو گئی پھر سلطان شہر کی طرف واپس آ گیا اور الحضر ۃ میں مقیم ہو گیا۔

حمزہ کا الحضرۃ پر قبضہ

جب ابوفربہ بن اللحیانی اور حمزہ بن عمر اور بنی عبدالواد کی افواج شکست کھا گئیں تو ابوفربہ تلمسان چلا گیا اور وہیں پر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد حمزہ نے بھی سلطان کے ساتھ کچھ لڑائیاں کیں لیکن پھر کعوب اس پر غالب آنے اور اس پر چڑھائی کرنے سے مایوس ہو گئے۔ بعدازاں حمزہ بن عمر داد خواہی کے لئے ابن تاشفین کے پاس گیا اور اس کے ساتھ طالب بن مہلہل بھی تھا جو اس کی قوم میں اس کا ہمسر تھا۔ اس کے علاوہ اولاد قوس میں سے بنی حکیم کا شیخ محمد بن مسکین بھی اس کے ساتھ تھا، یہ سب کے سب دراصل سلیم میں سے تھے۔ ان کے ساتھ حاجب بن قالون بھی تھا لہٰذا انہوں نے اس کی فوج کو ان کے دادخواہ کی مدد پر آمادہ کیا۔ بعدازاں سلطان نے ان کے لئے ایک فوج تیار کی جس کا سالار موسیٰ بن علی کردی کو بنایا اور اسے دوبارہ ان کے ساتھ بھیجا۔ اس نے پھر تونس کی حکومت کے لئے ان میں اعیاص ابی حفص سے ابراہیم بن شہید کو امیر مقرر کیا۔ اس کا باپ جو شہید ہوا تھا وہ ابوبکر بن ابی الخطاب عبدالرحمٰن تھا جسے سلطان ابوعصیدہ کی وفات پر امیر مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس وقت ان کا یہ باپ عربوں سے جا ملا تھا اور انہوں نے اسے امیر بنا لیا تھا۔ وہ جنگ رغیس کے بعد اسے تونس پر چڑھا لائے تھے لیکن جب فوجیں ان کے مقابلے میں نکلیں تو وہ شکست کھا گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ وہ پھر تلمسان چلا گیا اور یہ وفد اس کے بعد آیا لہٰذا سلطان ابوتاشفین نے اسے ان کا امیر مقرر کر دیا جبکہ محمد بن یحییٰ بن قالون کو اپنا حاجب بنا لیا پھر موسیٰ بن علی کردی کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں یوں انہوں نے افریقہ پر چڑھائی کی۔ سلطان ابوبکر ذوالقعدہ سنہ 624 میں ان کی مدافعت کے لئے تونس سے نکلا اور پھر قسطنطینہ تک جا پہنچا لیکن انہوں نے اسے تیاری مکمل کرنے سے قبل جلد ہی جا لیا لہٰذا وہ ان کے صحن میں جا اترا۔ اس کے بعد موسیٰ بن علی، بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں کھڑا ہوا اور ابراہیم بن شہید اور حمزہ بن عمر تونس کی طرف آئے۔ وہ پھر رجب سنہ 625 میں تونس میں داخل ہو گیا اور اس پر غالب آ گیا۔ بعدازاں اس نے باجہ پر محمد بن داؤد کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، امیر مقرر کیا۔ لیکن رمضان کی ایک شب کو سلطان کے بعض خاص آدمیوں نے جو البلاء میں چھپے بیٹھے تھے، اس پر حملہ کر دیا۔ ان میں یوسف بن عامر بن عثمان بھی شامل تھا جو عبدالحق بن عثمان کا بھتیجا تھا اور اعیاص بنی مرین میں سے تھا۔ اس کے علاوہ ان میں قائد بلاط بھی تھا جو الحضرۃ کے پیچھے سوار ہونے والے سرداروں میں تھا۔ علاوہ ازیں ابن حسان نقیب الشرفاء بھی تھا لہٰذا انہوں نے اکٹھے ہو کر سلطان کی دعوت کا نعرہ لگایا اور قصبہ میں گھومے لیکن اسے سر نہیں کر سکے۔ وہ پھر وار کشلی کے گھر گئے جو پیچھے سوار ہونے والے ترک سرداروں میں سے تھا اور ابن القالون کا خاص آدمی تھا لہٰذا انہوں نے قصبے کے ساتھ لڑائی کی مگر اسے سر نہیں کر سکے پھر صبح نے انہیں اپنا مقصد پورا کرنے پر جلد بازی پر آمادہ کیا تو وہ قتل کے درپے ہو گئے، یوں وہ ان کے کام سے فارغ ہو گیا۔ اس دوران جب موسیٰ بن علی اور اس کی ساتھی افواج ابن الشہید سے قسطنطینہ کے محاصرے کے لئے پیچھے رہ گئیں تو وہ کئی روز تک وہاں مقیم رہا۔ بعدازاں پندرہ راتیں مقابلہ کرنے کے بعد وہاں سے چلا گیا اور اپنے صاحب کے پاس تلمسان میں لوٹ آیا۔ اس کے بعد سلطان قسطنطینہ سے نکلا، اس نے فوج اور تیاری کو مکمل کیا اور تونس پر حملہ کرنے میں جلدی کی۔ لہٰذا ابن الشہید اور ابن القالون وہاں سے بھاگ گئے۔ اس طرح سلطان نے شوال سنہ 625 میں تونس میں داخل ہو کر اس کے دارالسلطنت پر قبضہ کر لیا اور وہاں قیام پذیر ہو گیا یہاں تک کہ اس کے وہ حالات ہوئے جن کا ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

سلطان کی فوجوں کو شکست ہوتی ہے

جب سے ابوتاشفین کے لئے فضا صاف ہوئی تھی اور قوم میں اس کی حکومت طاقتور ہوئی تھی، وہ بجایہ میں فوجیں بھیجنے اور محاصرے کو لمبا کرنے پر اصرار کرتا تھا۔ اسی طرح سلطان ابوبکر اپنی حکومت کے جوانوں اور اپنے عظیم وزراء اول کے ذریعہ اس کے تحفظ کے لئے دفاع کرتا تھا۔ اس وقت اول بڑا طاقتور اور اہل کفایت میں سے تھا لہٰذا اس نے انہیں اموال اسلحہ اور فوج کی مدد بھیجی اور انہیں لڑائیوں میں صبر و ثبات کی وصیت کی۔ اس وقت اس کے ہمسر اس کے پیچھے تھے۔ ابوتاشفین جب محسوس کرتا کہ سلطان ابوبکر بجایہ کی مدافعت کے لئے تیار ہے یا لڑائی کے لئے فوج تیار کرنے کا فیصلہ کر رہا ہے تو وہ اسے کسی ایسے کام میں مشغول کر دیتا جو اس کے فیصلے کو کمزور کر دیتا اور ساتھ ساتھ اس کی گرفت کی لگام تھام لیتا۔ اس

سلسلے میں ابن عمر کا فتنہ سب سے بھیانک تھا کیونکہ وہ عربوں کو اطاعت سے روکتا تھا اور ساتھ ساتھ اعراب کو الحضر ▮ پر چڑھائی کرنے کے لئے اکٹھا کرتا تھا، وہ اعیاص کو ایسی باتوں کا لالچ دیتا تھا جو انہیں مخالفت سے حاصل نہیں ہوسکتی تھیں، اس تمام عرصے میں اس کی یہی عادت رہی۔ جب ابو تاشفین نے سنہ 625 میں ابراہیم بن الشہید اور حمزہ بن عمر اور ان کے افریقی معاونوں کی طرف فوجیں بھیجیں تو اس نے ان کا سالار موسیٰ بن علی کو مقرر کیا جس نے قسطنطینہ سے لڑائی کی پھر وہاں سے چلا آیا لیکن پھر سنہ 628 میں دوبارہ اس کا محاصرہ کیا اور اس کے نواح میں غارت گری کی۔ اس نے ان کے سب اموال کو لے لیا اور پھر وادی بجایہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے بعد ازاں بجایہ سے ایک دن کے فاصلے پر بسکلات شہر کی حد بندی کی اور راستے کے درمیان میں مغرب سے مشرق کی طرف ایک سڑک بنائی کیونکہ بجایہ سمندر کی جانب اس سے ٹیڑھی طرف تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اس شہر کی حد بندی کی، اسے مضبوط بنایا اور اسے مسافتوں کی شکل میں فوج پر تقسیم کردیا۔ یہ کام چالیس روز میں مکمل ہوگیا۔ انہوں نے پھر جبل قبالہ اور جدہ میں اپنے سب سے زیادہ قدیم قلعے کے نام پر اس کا نام تیمزدکت رکھا جہاں پر یغمراسن نے سعید کے مقابلے میں پناہ لی تھی۔ اس نے پھر اس سے لڑائی کی اور وہیں فوت ہوگیا جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے پھر اس شہر کو فوج اور رسد سے بھر دیا اور اسے پیادہ فوج، سواروں اور قبیلوں سے لڑنے کے لئے آباد کیا جس سے سلطان کو بہت اضطراب پیدا ہوا، اس نے پھر اپنی فوج کے جرنیلوں اور اپنے عاملوں سے کہا کہ وہ اپنی افواج کے ساتھ حاکم ثغر محمد بن سید الناس کی طرف چلے جائیں اور اس کے ساتھ مل کر اس برباد شہر پر حملہ کریں اس تخریب کے سلسلے میں اپنے لئے موت قبول کریں لہٰذا قسطنطینہ سے ظافر الکبیر اور ھوارہ سے عبداللہ عاقل، اور بونہ سے ظافر السنان اٹھے اور سنہ 627 میں بجایہ آئے۔ اس دوران موسیٰ بن علی کو بھی ان کی اطلاع مل گئی تو وہ بھی بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ نکلا اور تمام فوجیں بجایہ سے ابن سید الناس کے جھنڈے تلے نکلیں۔ اس نے پھر دشمن پر بسکلات میں چڑھائی کی مگر اسے اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی اور لڑائی میں ظافر الکبیل قتل ہوگیا، یوں ان کی فوج بجایہ واپس آ گئی۔ اس دوران ابن سید الناس کو ان کے متعلق بدظنی ہوگئی جیسے موسیٰ بن علی بن زبون کو اپنے ساتھیوں کے متعلق ہوگئی تھی لہٰذا اس نے انہیں اس رات شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ صبح کو وہ اپنے اپنے علاقوں میں واپس چلے گئے۔ سلطان نے پھر قسطنطینہ پر ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو کچھ روز کے لئے امیر مقرر کیا لیکن پھر اسے الحضر ۃ لے آیا تاکہ محمد بن عبدالعزیز المز دار اس سے حجابت کے کاموں میں مدد دے کیونکہ وہ حجابت کے ضروری کاموں سے ناآشنا تھا۔ اس نے پھر قسطنطینہ میں امیر ابو عبداللہ کی حجابت پر اپنے غلام ظافر السنان کو مقرر کیا یہاں تک کہ اس کا حال تبدیل ہوگا جس کا ذکر ہم کریں گے۔

حاجب ابن سید الناس کا حاکم بننا

یہ شخص یعنی محمد بن القالون، دراصل المز دار کے نام سے معروف ہے۔ ہمیں اس کی اولیت کے متعلق صرف اسی قدر علم ہے کہ وہ ان کردوں میں سے ایک ہے جن کے رؤسا ملوک مغرب کے پاس اس وقت وفد بن کر گئے تھے جب تاتاریوں نے انہیں ان کے وطن شہرزور سے سنہ 656 میں بغداد پر غالب آنے کے بعد جلاوطن کردیا تھا۔ اس وقت ان میں سے کچھ تو تونس میں ٹھہر گئے اور کچھ مغرب کی جانب چلے آئے اور مراکش میں مرتضیٰ کے ہاں اترے، اس نے پھر انہیں اچھا پڑوسی بنایا۔ بعد ازاں ان میں سے کچھ لوگ بنی مرین کی طرف اور کچھ بنی عبدالواد کی طرف چلے گئے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس وقت الحضر ۃ میں اقامت اختیار کرنے والوں میں سلف بن عبدالعزیز بھی تھا جس نے امیر ابوزکریا الاوسط کی حکومت میں پرورش پائی اور پھر اس کے بیٹوں کے ساتھ مل جل گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابوبکر کے مددگاروں کے ساتھ تونس آیا، یہ اس کے خواص میں دجلہ کے نام سے معروف تھے، ان میں یہ مقدم تھا اور اسی وجہ سے المز دار کے نام سے مشہور تھا۔ یہ بڑا بہادر، باوقار، اور شریف آدمی تھا اور حکومت میں اسے بڑا رسوخ حاصل تھا۔ اسی نے حاجب بن قالون کے متعلق چغلی کرنے میں بڑا کردار ادا کیا یہاں تک کہ وہ ابن کے مقام سے پریشان ہوگیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پھر سنہ 621 میں ابی عمران کے پاس گیا اور سلطان نے اسے اس کی جگہ حاجب مقرر کردیا۔ یوں یہ کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز سے حجابت کے متعلق مدد لینے لگا کیونکہ یہ حجابت کے آداب نہیں جانتا تھا اس کے باوجود بہت باہمت اور دلیر انسان تھا، یہ ہمیشہ اسی حیثیت میں رہا یہاں تک کہ شعبان سنہ 627 میں فوت ہوگیا۔ بعد ازاں سلطان نے محمد بن خلدون کو جو

ہمارا جدِ اقرب ہے، حاجب مقرر کرنا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا اور اقالہ (بیع فسخ کرنا) میں رغبت ظاہر کی۔ اس نے پھر حاکم ثغر محمد بن ابی الحسین سید الناس کو سلطان کے سلف کے ساتھ اس کے سلف کو آگے کرنے کا اشارہ کیا کیونکہ اس کے مددگار بہت تھے اور وہ خود بھی بہت خوددار آدمی تھا۔ مجھے یہ بات میرے باپ رحمہ اللہ اور ہمارے ساتھی محمد بن منصور بن مزنی نے بتائی ہے۔ اس نے مجھے مزید یہ بتایا کہ میں المزدار کی وفات کے دن تمہارے دادا کو باجہ میں سلطان کی چھاؤنی کی طرف بلانے کے لئے حاضر ہوا۔ اس وقت سلطان نے اسے اپنے برآمدے میں داخل کر لیا لیکن وہ کچھ دیر غائب رہا پھر باہر نکل آیا اس دوران نوکروں کے درمیان یہ خبر پھیل گئی کہ اسے زمین کے لئے بلایا گیا ہے لیکن اس نے اسے ناپسند کیا ہے۔ ان دنوں سلطان نے حجابت پر کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو مقرر کیا ہوا تھا۔ اس نے پھر اپنے مخلص دوست محمد بن حاجب ابیہ ابی الحسن بن سید الناس کو اپنے پاس بلایا۔ وہ سنہ 628 کے محرم کے آغاز میں آیا، اس نے پھر اسے اپنی حجابت سپرد کر دی لہٰذا اس نے اسے اچھی طرح نبھایا۔ بعدازاں اس نے اسے ازسرِنو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور اس کے بیٹے کو حجابت دی۔ جبکہ حجابت میں نیابت کے لئے اس کے پاس محمد بن فردون کو بھجوایا جس کے ساتھ اس کا کاتب ابوالقاسم بن المرید بھی تھا۔ یوں مسلسل بجایہ کے یہی حالات رہے۔ اس دوران زناتہ کی فوجیں گھومتی رہیں اور ان کے قلعے اس کو تنگ کرتے رہے۔ بعدازاں ابن قالون ابن سید الناس کی آمد سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے مہمان زواودہ کے سردار علی بن احمد کی سفارش کے لئے آیا اور اس نے زمین کی طرف اس کے لوٹنے کی خواہش کی۔ اس کا ایک اور یہ واقعہ بھی ہے کہ جب وہ ابن ابی عمران کی خدمت میں تونس میں سلطان سے پیچھے رہ گیا تو اس نے اندلس کی طرف جہازوں کو جاتے دیکھا لہٰذا سلطان نے انہیں جلدی کرنے کو کہا، یہ پھر ابن ابی عمران کے ساتھ نکلا۔ اس نے اس کے ساتھ کئی بار الحضرۃ پر حملہ کیا، اور پھر تلمسان چلا گیا۔ وہ پھر ابن الشہید کے ساتھ آیا اور کئی کارنامے کئے۔ اسی دوران الشہید کی حکومت کمزور پڑ گئی اور وہ ریاحی زواودہ کے پاس چلا گیا۔ وہ پھر ان کے رئیس علی بن احمد کے ہاں اترا تو اس نے اسے پناہ دے دی اور اسے طولقہ بھجوا دیا جو بلاد الزاب میں ہے۔ سلطان نے پھر اس کے متعلق تقریر کی اور اسے امان دے دی یہاں تک کہ اسے قریب کر لیا۔ وہ پھر اپنے بھائی موسیٰ بن احمد کے ساتھ الحضرۃ آیا۔ اس وقت ابن قالون کے دل میں زمین کی خواہش تھی لیکن ابن سید الناس اس سے پہلے سلطان کے پاس چلا گیا اور اس نے اسے مشغول کر دیا۔ اس کے بعد جب ابن قالون آیا تو سلطان اسے اپنے پاس لے گیا اور اس سے معذرت کی۔ اس نے پھر وعدہ کیا اور اسے قفصہ کی امارت دے دی لہٰذا یہ وہاں گیا اور سلطان کے سلوجی غلاموں شہیر اور فارح کے ساتھ رہا۔ اس دوران ابن سید الناس نے قفصہ کے مشائخ کو اس کے محافظوں کے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا تاکہ غلام اس پر قابو پالیں۔ لہٰذا جب یہ شہر کے میدان میں اترا تو اسے اس کی سڑکوں میں قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے وقت ایک مضطرب کرنے والی آواز پیدا ہوئی جسے لوگوں نے شہر کے باہر سنا۔ بعدازاں ابن قالون اپنے خیمے سے حملہ کرتا ہوا نکلا لہٰذا اس کے ساتھ جو غلام آئے تھے، انہوں نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا اور اسے خنجر مار مار کر وہیں لٹا دیا۔

یاد رہے کہ سلطان نے اپنی حکومت کے شروع ہی سے بونہ پر اپنے غلام مسرور معلوجی کو حاکم مقرر کیا تھا لہٰذا اس نے اس کی حکومت کو سنبھالا اور اس کی حکمرانی سے قوت حاصل کی۔ اسے گرفت کرنے اور لڑائی لڑنے میں ایک مقام حاصل تھا، ساتھ ساتھ وہ ظالم اور جابر بھی تھا۔ بعدازاں یہ دلھاصہ کی طرف نکلا اور اس نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ اپنے اموال کے ساتھ اس کی مدافعت کو نکلے لہٰذا اس نے ان سے لڑائی کی۔ جب اس کی ہلاکت کی خبر سلطان کو پہنچی تو اس نے اس کے بیٹے ابوالعباس فضل کو بونہ کا حکمران مقرر کر دیا اور اسے وہاں بھیج دیا۔ اس نے پھر اپنے معلوجی غلاموں میں سے ظافر السنان کو اس کی حجابت اور اس کی فوج کی قیادت پر مقرر کیا جس نے اس کام کو نہایت خوبی سے سرانجام دیا۔

ابوفارس کا قتل

جب سلطان ابوبکر تونس آیا تو اس کے ساتھ اس کے تین بھائی محمد، عبدالعزیز اور عبدالرحمٰن بھی تھے، ان میں سے عبدالرحمٰن تو مر گیا باقی دو زندہ رہ گئے جنہیں آسودگی اور جاہ و حشمت میں سب کچھ حاصل تھا۔ اس وقت امیر ابوفارس کے دل میں رتبے اور حکومت حاصل کرنے کا بہت خیال تھا۔ اس وقت عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق، بنی مرین کے سرداروں اور ان کی حکومت کے اعیاص میں سے تھا، یہ اندلس سے بڑے اشتیاق کے ساتھ الحضرۃ آیا تھا۔ یہ پھر بجایہ میں ابن عمر کے پاس اس کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل سنہ 618 میں اترا۔ جب یہ سلطان کے پاس گیا تو اس نے

اسے خوش آمدید کہا اور اسے اور اس کے خواص کو وظائف اور جاگیروں سے معقول حصہ عطا کیا۔ اس نے اسے کھلی زمین میں کھیتی باڑی کرنے اور سوار ہونے کے لئے جگہ دی۔ وہ اپنی لڑائیوں میں اس سے مدد مانگتا تھا اور لڑائیوں میں آزاد آدمیوں کی طرح بن ٹھن کر نکلتا گویا یہ اپنی قوم کا سردار ہے۔ اس کے اہل وطن نے دراصل اس کی بیعت کی تھی اور اس میں بڑا غرور و تکبر تھا۔ ایک روز یہ حاجب بن سید الناس کے پاس گیا تو اس نے اجازت دینے سے معذرت کر دی، اس پر وہ غضبناک ہو کر چلا گیا۔ جب وہ امیر ابو فارس کے گھر کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے بغاوت کرنے پر آمادہ کیا۔ بعدازاں یہ دونوں ربیع سنہ 627 میں ایک دن باہر نکل گئے اور ایک عرب قبیلے کے پاس سے گزرے، وہاں ان دونوں کو قبیلے کا امیر ملا اور اس نے انہیں مہمان بننے کی پیشکش کی۔ عبدالحق نے تو اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور سیدھا چلا گیا یہاں تک کہ تلمسان پہنچ گیا لیکن امیر ابو فارس نے اس کی یہ پیشکش قبول کر لی اور وہاں اتر گیا۔ جب لوگوں نے یہ خبر سلطان کو پہنچائی تو اس نے اسی وقت محمد بن الحکیم کو جو اس کی حکومت کے جرنیلوں میں سے تھا، نصاریٰ اور فوج کے ایک دستے کے ساتھ بھیجا۔ فوج نے صبح صبح قبیلے پر حملہ کر دیا اور جس گھر میں وہ اترا تھا، اس کا زبردست محاصرہ کر لیا۔ اس نے جان توڑ مقابلہ کیا مگر انہوں نے اسے نیزوں سے فوراً قتل کر دیا۔ اس کے جسم کو الحضرۃ لے آئے جہاں اسے دفن کر دیا گیا۔ اس دوران عبدالحق بن عثمان ابو تاشفین کے ہاں اترا اور اسے حفصی حکومت کے حصول اور اس کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے سلسلے میں رغبت دلائی۔ اسی دوران اس کے پیچھے پیچھے حمزہ بن عمر اور سلیم کے جوان اپنے دستور کے مطابق مدد طلب کرتے ہوئے گئے لہٰذا ابو تاشفین نے ان کے داد خواہ کی بات کو قبول کیا اور محمد بن عمران کو ان پر امیر مقرر کیا۔ اس کا ایک معروف واقعہ یہ ہے کہ سلطان اللحیانی نے اسے طرابلس کا عامل چھوڑا لہٰذا جب ابو فریہ کو شکست ہوئی اور اس کی حکومت کمزور پڑ گئی تو عربوں نے اسے بلایا اور اسے سنہ 621 میں الحضرۃ پر چڑھا لائے۔ یوں اس نے چھ ماہ تک اس پر قبضہ رکھا لیکن پھر سلطان کی واپسی پر وہ وہاں سے بھاگ گیا اور طرابلس چلا گیا یہاں تک کہ سنہ 624 میں وہاں کے باشندوں نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور اس پر حملہ کر کے اسے وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد یہ عربوں کے پاس چلا گیا اور وہ اسے کئی بار سلطان پر حملے کے لئے لائے مگر ہر بار شکست کھاتے رہے۔ اس کے بعد وہ تلمسان چلا گیا اور ابو تاشفین کے پاس بڑی عزت کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ اسی دوران سنہ 629 میں یہ وفد اس کے پاس پہنچا، اس نے پھر اسے افریقہ کا امیر مقرر کر دیا اور انہیں زناتہ کی فوجوں کے ساتھ مدد دی۔ اس نے یحییٰ بن موسیٰ کو جو اس کے خواص میں سے تھا، ان کا سالار مقرر کیا۔ یوں عبدالحق بن عثمان اپنے بیٹوں، غلاموں، خاندان کے آدمیوں اور خواص کے ساتھ واپس آیا، وہ سب جم کر لڑائی کرنے والے بہادر تھے لہٰذا ان سب نے فوراً تونس پر حملہ کر دیا۔ سلطان بھی ان سے لڑائی کرنے کے لئے گیا۔ سنہ 629 میں حوارہ کے نواح میں ریاس کے مقام پر دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ آخر سلطان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی۔ یوں اس کا محاصرہ ہو گیا اور تھوک خشک ہو جانے اور لڑائی میں زخم کھانے کے بعد اس کی فوج بھاگ گئی اور اس کے بہت سے خواص مارے گئے جن میں سب سے مشہور محمد المدیونی تھا۔ اس طرح ان کا پڑاؤ لٹ گیا اور سلطان کے بیٹے احمد اور عمر گرفتار ہو گئے۔ انہیں پھر تونس لایا گیا۔ بعدازاں ابو تاشفین اور سلطان کے درمیان خط و کتابت ہوئی جس کے بعد ابو تاشفین نے انہیں رہا کر دیا۔ ان خط و کتابت کا آغاز ابو تاشفین نے کیا تھا لہٰذا وہ صلح کی طرف مائل ہو گیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو رہا کر دیا۔ تاہم اس کے بعد مکمل صلح نہیں ہوئی اور اس لڑائی کے بعد ابن ابی عمران تونس آ گیا اور صفر سنہ 630 میں اس میں داخل ہو گیا۔ اس دوران یحییٰ بن موسیٰ قائد بنی عبدالواد نے اس پر اپنے آپ کو ترجیح دی اور اسے اپنی حکومت کے کسی کام میں تصرف کرنے سے روک دیا۔ بعدازاں یحییٰ بن موسیٰ فوج کو جمع کرنے اور تیاری کرنے کے بعد قسطنطینہ سے سلطان ابوبکر کے پاس آ گیا۔ یہ دیکھ کر ابن عمران وہاں سے بھاگ گیا۔ سلطان اس سال رجب کے مہینے میں تونس میں داخل ہو گیا اس کے بعد وہ واقعات رونما ہوئے جس کا ذکر ہم کریں گے۔

غرب کے حکمران کا خط

جب سلطان ابوبکر نے ریاس کے واقعہ سے فراغت پائی تو وہ بونہ کی طرف چلا گیا اس کے بعد وہ وہاں سے سمندری سفر کے ذریعہ بجایہ گیا۔ اس دوران اس کا دل اس بات سے بہت تنگ ہو گیا تھا کہ بنی عبدالواد اس کے علاقوں کو حاصل کرنے پر اصرار کرتے تھے اور اس کی سرحد اور وطن کی

طرف فوجوں کو بھیجتے تھے لہٰذا اس نے مغرب کے بادشاہ سلطان ابی سعید کے پاس جانے کے لئے سوچ بچار کی تا کہ اسے اپنے اور اس کے اسلاف کے گزشتہ تعلقات کی یاددہانی کرائے اور یہ بھی بتائے کہ بنی عبدالواد کے ساتھ ان کا کیا تعلق تھا تا کہ وہ انہیں روکے۔ اس نے پھر اپنے بیٹے امیر ابو زکریا کو قاصد مقرر کیا اور اس کے ساتھ ہی ابومحمد عبداللہ بن تافراکین کو بھیجا جو موحدین کے مشائخ میں سے بڑا خطیب اور اس کی شوریٰ کا مشیر تھا۔ انہوں نے بجایہ سے سمندر کا سفر کیا اور پھر غناسہ کی بندرگاہ پر اترے۔ حاکم مغرب ان کی آمد سے بہت خوش ہوا اور اس نے وفد کی عزت افزائی کی۔ اس نے پھر اس شرط پر ان کے اور اپنے دشمن سے لڑائی کرنے کو قبول کیا کہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے۔ بعدازاں سلطان ابوسعید اور سلطان ابو یحییٰ دونوں اپنے لشکروں کے ساتھ تلمسان میں مقررہ جگہ پر پہنچے۔ اس کے بعد سلطان ابوسعید نے سنہ 621 میں سبتہ کے بحری بیڑے کے سالار یحییٰ الرنداحی کو مولانا سلطان ابوبکر کے پاس بہترین مال دے کر بھیجا تو وہ ابن ابی عمران کے سلسلے میں بات کرنے سے رک گیا۔ اس دوران جب ابن السلطان اور اس کے معاون اس کے پاس آئے تو اس نے اس سلسلے میں باتوں کو دہرایا اور تقریر کے دوران سلطان ابراہیم بن ابی حاتم العزنی کو اپنی نیابت کے لئے مقرر کیا اور اسے وفد کے ساتھ بھیجا۔ یوں وہ سلطان کو سنہ 630 کے آخر میں ملے اور اس نے اپنے دشمن کو نکال باہر کیا، اس طرح اس کے دل نے شفا پائی لہٰذا امیر کے دوست دشوار راستوں کو طے کر کے اس کے پاس آئے اور اس نے انہیں سنہ 631 میں اپنے بحری بیڑوں کو اس کے پاس بھیجا۔ اس نے ان کے بھیجنے کے لئے موحدین کے مشائخ میں سے ابوالقاسم بن عتو اور محمد بن سلیمان ناسک کو بھیجا جس کا تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے لہٰذا وہ بڑی عزت کے ساتھ وشیر کے ہاں اترے۔ ان کے جلوسوں، دعوتوں اور سامانوں کی شان وشوکت دونوں حکومتوں کے لئے باعث فخر تھی اور جن کا زمانے میں ہمیشہ تذکرہ ہوتا رہے گا۔

باب:۳۹

بنوعبدالواد کی فوج کے فرار ہونے کا بیان

ہم جیسے کہ سنہ 631 کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابو سعید فوت ہو گیا تو اس کے بعد سلطان ابوالحسن حکمران بنا۔ اس نے ابوتاشفین کو پیغام بھیجا کہ وہ عنان کو ابلاد موحدین میں فساد کرنے اور ان پر زیادتی کرنے کے باعث انہیں گرفتار کر لے تو اس نے ضد اور تکبر سے کام لیا اور بہت سخت جواب دیا لہٰذا وہ سنہ 632 میں ان کے دادخواہ کے طور پر اس پر حملہ آور ہوا اور شہروں کو تیزی سے طے کرتا ہوا تلمسان پہنچ گیا۔
اس دوران اس کی فوجیں بجایہ سے ہٹ کر ان کے سلطان کے پاس چلی گئیں۔ بعدازاں سلطان ابوالحسن تلمسان سے بجایہ کے حالات معلوم کرنے اور اس کا محاصرہ کر کے دشمن کو روکنے کے لئے آیا۔ اس نے پھر اس کی مدد کے لئے اپنی قوم کی ایک بڑی فوج بھیجی جس کا سالار محمد البطوی کو مقرر کیا۔
اس کے بحری بیڑوں نے اس فوج کو ساحل دھران سے سوار کروایا لہٰذا وہ وہاں آ گئے اور ان کا مناسب عزت اور وظائف سے استقبال کیا گیا۔
بعدازاں سلطان ابوالحسن نے ابوبکر کو اپنے ساتھ تلمسان کا محاصرہ کرنے کے لئے اٹھایا جیسا کہ اس کے باپ اور اس کے بیٹے امیر ابوزکریا کے درمیان یہ شرط طے ہوئی تھی لہٰذا سلطان حملے کی تیاری اور رکاوٹوں کے دور کرنے میں مصروف ہو گیا۔ سلطان ابوالحسن تاسالہ میں ایک ماہ تک اس کے انتظار میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا۔ اس دوران اسے تاسالہ سے اطلاع ملی کہ اس کے بھائی سلطان ابوعلی حاکم سجلماسہ نے اس کے خلاف خروج کر دیا ہے اور اس نے درعہ جا کر وہاں اس کے عامل کے ساتھ صلح کرنے اور سجلماسہ میں اس کی حیثیت کے پیش نظر اس سے دور رہنے کی شرط کے بعد قتل کر دیا ہے۔ جب اسے یہ اطلاع پہنچی تو وہ اسے دور کرنے کے لئے مغرب کی طرف واپس چلا گیا۔ دوسری طرف ابوبکر اس دوران میں تونس سے فوج اور تیاری کے ساتھ جا چکا تھا لہٰذا وہ بجایہ پہنچا۔ اس نے پھر اپنے ہراول دستوں کو بنی عبدالواد کی ان سرحدوں کی طرف بھیجا جو بجایہ کا احاطہ کئے ہوئے تھیں۔ انہوں نے اس کی فوج کو شکست دے دی۔ اس نے پھر اپنی تمام فوج کے ساتھ تیمرزدکت پر حملہ کیا۔ وہاں جو فوج حملہ روکنے کے لئے تیار کی گئی تھی وہ بھاگ گئی۔ اس نے پھر وہاں ٹھہر کے اسے برباد کر دیا اور اس کے اموال اور اسلحہ کو لوٹ لیا۔ یوں اس نے اس کے آثار کو مٹا دیا اور وہاں سے پھر سیلہ چلا آیا جو گمراہی میں تیمرزوکت کی بہن تھی۔ وہ دراصل زواودہ میں سے اولاد سباع کا وطن تھی اور ان کے مشائخ سلیمان اور یحییٰ تھے جو علی بن سباع کے بیٹے تھے۔ جبکہ ان کا چچا عثمان بن سباع اور اس کا بیٹا سعید، ابوتاشفین کی اطاعت سے متمسک تھے۔
اس دوران اس کی قوم نے اس پر حملہ کر دیا تو اس کی فوجیں بلاد موحدین کو روندنے اور ان میں فساد برپا کرنے کے لئے چل پڑیں۔ اس دوران ابو تاشفین نے انہیں بلاد مسیلہ، جبال مشنان، وانوغہ اور جبل عیاض جاگیر میں دیدیئے لہٰذا انہوں نے ان جاگیروں کو اس کے علاقوں میں بدل دیا۔
جب سلطان نے بجایہ سے ان کی فوجوں کو بھگایا اور ان کی سرحد کو گرا دیا تو بجایہ کے علاقوں کو واپس لے لیا، وہ اس تمام علاقے میں از سر نو اپنی دعوت دینا چاہتا تھا۔ اس دوران اس نے علی بن احمد کو جو اولاد محمد کا سردار تھا، اولاد سباع سے لڑنے کے لئے بہت اکسایا، یہ لوگ ان کے ہمسر اور ان سے کینہ رکھنے والے تھے لہٰذا اس نے لڑائی کرتے ہوئے مسیلہ کی طرف کوچ کیا یہاں کہ وہ پہنچ گیا اس نے پھر ان کی نعمتوں کو کاٹ دیا اور فصیلوں کو برباد کر دیا۔ اس دوران اسے اپنے مقام پر عبدالواحد بن سلطان اللحیانی کی حالت کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے اسے تونس کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے باپ سلطان ابی یحییٰ کی وفات کے بعد جب سنہ 629 میں مشرق سے آیا تو ذباب کے ہاں اترا۔ بعدازاں عبدالملک بن مکی نے اس کی بیعت کی جو قابس میں مشائخ کا رئیس تھا، لوگوں نے پھر ایک دوسرے سے باتیں سنیں۔ اس وقت افریقہ فوجوں اور محافظوں سے دور تھا کیونکہ وہ سلطان کے ساتھ چلے گئے تھے لہٰذا حمزہ بن عمر نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس کے پاس آ کر اس کی بیعت کر لی۔ وہ پھر الحضرۃ چلا گیا اور اس کے صحن میں جا اترا۔ اس دوران وہ عبدالواحد بن اللحیانی ابن مکی کے ساتھیوں کے ساتھ ابلاء کی طرف گیا اور وہاں جا کر

انہوں نے اقامت اختیار کر لی جونہی یہ خبر سلطان کو پہنچی تو وہ الحضرۃ سے واپس آ گیا۔ اس نے پھر اپنے آگے آگے محمد بن البطوی کو جو اس کے خواص میں سے تھا، ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا جو انہوں نے اسی کام کے لئے منتخب کی تھی۔ یہ خبر سن کر ابن اللحیانی اور اس کی فوج اپنی آمد کے پندرہ روز بعد تونس سے بھاگ گئے اور البطوی تونس پہنچ گیا۔ سلطان بعد ازاں عید الفطر سنہ 632 کے ایام میں وہاں آ گیا۔

ابن سید الناس کے فتنے کی روداد

ہم قبل ازیں اس آدمی کی اولیت کے متعلق عرض کر چکے ہیں کہ اس کا باپ ابوالحسن بجایہ میں امیر ابوزکریا کا حاجب تھا۔ جب اس نے سنہ 690 میں وفات پائی تو اس نے اپنے بیٹے محمد کو سلطان کی کفالت میں پیچھے چھوڑا لہٰذا اس نے اس کے زیر سایہ پرورش پائی۔ یہ اپنے باپ کے بعد ابن ابی حی اور الرخامی کی طرح جو اس کے باپ کے پروردہ تھے، حکومت کا حاجب بنا۔ وہ اس کے حق کو پہنچاتے اور بڑائی میں اسے اپنے آپ پر ترجیح دیتے تھے۔ اس دوران اسے ابن عمر کے زمانے کے سوا بچپن اور جوانی کی عمر میں کبھی بزرگی سے ہٹایا نہیں گیا۔ جب سلطان ابویحییٰ نے تونس حاصل کرنے کے لئے قسطنطینہ کی طرف کوچ کیا اور ابن عمر نے فوجیں اور ہتھیار فراہم کئے اور اس کے لئے حاجب، وزیر اور جرنیل مقرر کئے تو یہ ان لوگوں میں شامل تھا۔ جو محمد بن سید الناس نے اس کے ساتھ فوج پر جرنیل بنا کر بھیجے تھے۔ یہ سلطان کا سفر تھا اور اسے اس کے ہاں خصوصیت حاصل تھی۔ اس کے بعد اس نے ابن عمر کی وفات کے بعد جب اس نے ابن قالون کو بجایہ سے جدا کر دیا، اسے وہاں کا امیر مقرر کیا لہٰذا اس نے زناتہ کی افواج کے مقابلے میں بجایہ کی حفاظت کی اور بہت بڑے کارنامے دکھائے۔ اس وقت اس کے اور قائد زناتہ موسیٰ بن علی بن زبون کے درمیان اختلافات پائے جاتے تھے اور دونوں سلطان کے ہاں اپنے دوست کے مقام کو حاصل کرنا چاہتے تھے لہٰذا اس نے ان دونوں کی بات کو سمجھ لیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے سنہ 627 میں اسے حجابت کا عہدہ سپرد کر دیا۔ اس نے پھر بجایہ میں محمد بن فرموں اور احمد بن مزید کو اپنا جانشین بنایا تا کہ وہ دشمن کی مدافعت اور امیر ابوزکریا بن سلطان کی کفالت کا کام سنبھال سکیں۔ اس کے بعد وہ سلطان کے پاس آیا تو اس نے اسے اپنے شاہی محلات میں ٹھہرایا اور اسے اپنی سلطنت کے امور آزادانہ طور پر عطا کر دیئے۔ اس پر وہ بے قابو ہو گیا اور سلطان نے اسے ڈھیل دے دی۔ اس نے پھر کچھ ایسی لغزشیں شمار کیں جو اس بات پر دلالت کرتی تھیں کہ وہ دشمن کا دوست بن رہا ہے۔ اور انہیں طاقتور کر کے اپنے آقا کو ہٹا رہا ہے۔ اس دوران بجایہ کی سرحد کی حفاظت کی وجہ سے جو مقام اسے حاصل ہو چکا تھا، سلطان نے اسے مہلت دیدی اور دوسرے کاموں میں معروف رہا۔ جب مطلع صاف ہو گیا اور ابوالحسن نے اپنی گھات سے ان پر جھانکا تو سلطان ابوبکر نے بجایہ پر حملہ کیا اور تیمرزوکت کو برباد کر دیا۔ اس وقت خواص نے حاجب محمد بن سید الناس کے متعلق اسے اکسایا تو اس کی آزادی نے اسے غصہ دلا دیا اور اس نے اسے گرفتار کر لیا جب ربیع سنہ 633 میں اس حملے سے اس کی واپسی ہوئی تو اس نے اسے قید کر دیا پھر اس نے مال وصول کرنے کے لئے اسے طرح طرح کے عذاب دیئے مگر وہ مال کا ایک قطرہ بھی حاصل نہیں کر سکا۔ وہ پھر مسلسل اسے رضاعت اور اس کے اسلاف کے ساتھ اپنے باپ کے احسانات کے واسطے دیتا رہا یہاں تک کہ عذاب نے اسے ڈس لیا۔ اس کے بعد اس نے فحش باتیں شروع کر دیں، اس نے پھر سلطان سے مقابلہ کیا لہٰذا لاٹھی سے اس کا سر کچل کر اسے قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں اس کے جسم کو گھسیٹا گیا اور الحضرۃ کے باہر جلا دیا گیا، یوں اس کے نشانات مٹا دیئے گئے گویا وہ کبھی موجود ہی نہ تھا۔ جب سلطان نے علی بن سید الناس کو گرفتار کیا اور اس کی آزادی کے اثرات مٹائے تو اس نے اپنی حجابت، کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو سپرد کی۔ وہ حج سے اس وقت واپس آیا جب ابن مکی نے عبدالواحد بن اللحیانی کی بیعت کی لہٰذا وہ پھر تیمرزوکت جاتے ہوئے سلطان کو راستے میں جا ملا اور الحضرۃ میں داخل ہونے تک اس کے ساتھ رہا۔ اس نے علی بن سید الناس کو گرفتار کرنے کے بعد حجابت اس کے سپرد کر دی۔ لیکن وہ کمزور آدمی تھا جو لڑائی نہیں کر سکتا تھا لہٰذا سلطان نے لڑائی اور تدبیر امور کا کام محمد بن عبدالحکیم کو سپرد کر دیا جو ان دنوں اس کا عظیم رازدار تھا۔ اس نے پھر الحضرۃ کے پیچھے جو علاقہ تھا، وہ محمد بن علی بن محمد بن حمزہ بن ابراہیم بن احمد کے سپرد کر دیا۔ یاد رہے کہ اس کا نسب بنی الغرفی سے ملتا ہے جو سبتہ کے رؤساء ہیں۔ اس کا دادا احمد جسے ابوالعباس کہتے ہیں اور وہ علم، دین اور رائے میں بہت مشہور ہے جبکہ ابن القاسم موحدین کے بعد سبتہ کا خود مختار سردار ہے۔ اس کی اولیت واقعہ مجھے محمد بن یحییٰ بن ابی طالب الغرفی نے خود بتایا ہے جو سبتہ میں الغرفیوں کا آخری سردار ہے۔ حسین نے بھی مجھے بتایا جو اس کے چچا عبدالرحمن

بن ابی طالب کا بیٹا ہے۔اسی طرح دوسرے ثقہ آدمیوں نے مجھے ابراہیم کے متعلق بتایا جوان دونوں کے چچا ابو حاتم کا بیٹا ہے۔وہ سب بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم الغرفی کا ایک بھائی ابراہیم نام کا تھا جو اپنی جان پر بہت ظلم کرتا تھا ایک باراس نے سبتہ میں ایک آدمی کو قتل کر دیا تو اس کے بھائی ابوالقاسم نے حلف اٹھایا کہ وہ اس سے قصاص لے گا لہٰذا وہ بھاگ کر دیار مشرق میں چلا گیا اور یہ ان کا آخری واقعہ ہے جو کہ محمد اس کے بیٹوں میں سے ہے۔ان کے سرداروں کی روایت کے مطابق بقیہ واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم کے ہاں پھر محمد پیدا ہوا پھر محمد کے ہاں حمزہ اور حمزہ کے ہاں علی پیدا ہوا جس نے سلطان ابوبکر کی حکمرانی کے زمانے میں غربی سرحدوں میں قرأت اور طب کا علم حاصل کیا۔جب ایک دن سلطان کو درد ہوا اور وہ دواؤں سے عاجز آ گیا تو اطباء کو اس کے لئے اکٹھا کیا گیا،ان میں یہ علی بھی موجود تھا لہٰذا اس نے مرض کا اندازہ لگا کر اس کی اچھی دوا دی،یوں اسے سلطان کے ہاں اچھا مقام مل گیا اور اس نے اسے اپنے لئے منتخب کر لیا۔بعدازاں اپنے خواص اور خلوتیان راز میں شامل کر لیا اور اسے حکومت میں ایسا مقام حاصل ہوا کہ کوئی شخص بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔اسے حکومت میں حکیم کے نام سے بلایا جاتا تھا،اس کے بعد اس کا فرزند بھی اسی نام سے مشہور ہوا۔اس نے قسنطینہ کے ایک گھرانے میں رشتہ داری کی تو انہوں نے اس کی شادی کروادی اور پھر اس کے خاندان والے سلطان کے حرم سے مل گئے۔بعدازاں اس کا بیٹا محمد سلطان کے محل میں پیدا ہوا اور اس کے بیٹے نے امیر ابوبکر کے ساتھ دودھ پیا۔اس نے حکومت کی گود اور کفالت میں بہت اچھی تربیت پائی۔جب وہ جوان ہو کر انتہا کو پہنچا تو رئیس الدولتہ یعقوب بن عمر نے اپنی توجہ اس کی طرف پھیری،یہ سلطان کے خواص اور مخلصین کے درمیان سب سے زیادہ سرداری کا مستحق تھا۔جب سلطان نے افریقہ پر حملہ کیا تھا تو اسے ایک بڑی فوج کی قیادت دی تھی پھر ابن عمر کی وفات کے بعد جب ابن سیدالناس باجہ سے بجایہ چلا گیا تو اس نے اسے باجہ کا امیر مقرر کر دیا تھا۔باجہ حکومت کا سب سے بڑا علاقہ تھا لہٰذا اس نے وہاں خوب طاقت حاصل کی۔اس کے بعد جب سلطان نے ابن سیدالناس کے فتنے میں اپنے خواص سے مشورہ کیا تو اسے اس کے سپرد کیا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر کے خواص کی ایک جماعت کے ساتھ ریاض راس الطابیہ کے ایک کمرے میں بیڑیوں سے جکڑ دیا۔بعدازاں ابن سیدالناس نے سلطان اور صاحب مرتبہ لوگوں سے استدعا کی لہٰذا جب یہ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اس کی مشکیں باندھ دیں اور اسے برج میں موجود اس کے قید خانے میں کھینچ کر لے گئے جو اس جیسے لوگوں کو عذاب دینے کے لئے قصبے میں خاص طور پر تیار کیا گیا تھا۔بعدازاں ابن الحکیم نے اس کی آزمائش اور عذاب کی ذمہ داری لی،یہاں تک کہ یہ فوت ہو گیا۔اس کے بعد سلطان نے اسے لڑائی اور اس کے منصوبوں کی تدبیر پر مقرر کیا اور ساتھ ساتھ الحضرۃ کے پرے کا علاقہ اس کے سپرد کر دیا۔اس نے پھر اموال کے دینے اور اوامر کی تحریر کا کام ابن عبدالعزیز کے سپرد کیا لہٰذا وہ حکومت کا بار اٹھانے میں اس کے برابر تھا لیکن ابن عبدالحکیم نے جبکہ اسے جنگی تدابیر اور کتابت کی ریاست حاصل تھی، تلوار کو قلم پر ترجیح دی لہٰذا اس نے اپنی سرداری سے قوت اور آسودگی حاصل کی۔اس کے اور حکومت کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے۔

ابوالعباس کا دور حکمرانی

جب غربی سرحدوں، الحضرۃ اور اس کے نواحی علاقوں کی تقسیم کی وجہ سے اہل جرید سے حکومت کا سایہ سمٹا تو ان کی حکومت مشائخ کے مشورے سے چلنے لگی، سوائے ان اوقات کے جب وہ خودمختاری کی آرزو کرنے لگے جیسا کہ موحدین سے قبل ان کی حالت تھی۔اس کے بعد عبدالمومن افریقہ آیا۔اس وقت بنی الاند، قفصہ اور قسنطینہ پر اور ابن طاؤس توزر پر اور ابن مطروح، طرابلس پر حکمران تھے۔سلطان ابوبکر پھر اپنی مستقل حکومت کے قیام کے بعد ان سے غافل ہو گیا۔یوں اس کا حفصی دعوت کے ساتھ منفرد ہونا، آل یغمر اسن بن زیان کے ساتھ لڑائی کرنے اور ان کی فوجوں کو حمزہ بن عمر کے ساتھ اپنے اوطان پر حملہ کرانے کا باعث بن گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے انہیں روکنا اور اپنی کمین گاہوں سے ان پر جھانکنا شروع کر دیا۔اس کے بعد وہ خودمختاری کے بعد اپنے گھونسلوں میں واپس آ گئے اور غربی سرحدوں سے ان کا محاصرہ نرم پڑ گیا، یوں حکومت کے کندھوں سے ان کا بوجھ ہٹ گیا اور حکومت کے خلاف باغیوں کا اضطراب ماند پڑ گیا۔رفتہ رفتہ بری افواہیں اڑانے والوں کی آوازیں ان کی ہلاکت کی جگہوں میں دب گئیں۔اس کے بعد سلطان نے گمراہ کرنے والے بھیڑیوں اور بھونکنے والے کتوں کی جانب اپنی نظر پھیری جو شہروں کے رہنما اور بیابانوں کے اعراب تھے لہٰذا اس نے سنہ 635 میں قفصہ پر حملہ کیا جہاں یحییٰ بن محمد بن علی بن عبدالجلیل بن العابد الشریدی

آزاد حکمران بنا بیٹھا تھا۔ اس نے کئی روز تک قفصہ سے لڑائی کی اور فوجیں ان پر کئی طرح سے حملہ آور ہوتیں رہیں۔ اس نے پھر وہاں پر منجنیقیں نصب کر دیں تو انہوں نے تحفظ اختیار کر لیا لیکن اس نے ان کی تدبیروں کا خاتمہ کر دیا اور ان کی مدد روک دی۔ اس کے بعد انہوں نے امان طلب کر لی تو اس نے انہیں امان دے دی۔ آخر کار ان کا آخری رئیس ابن عبدالجلیل اس کے پاس آیا تو اس نے اسے الحضرۃ کی سمت بھجوا دیا۔ اس نے پھر اسے اور اس کی قوم بنی عابد کے جوانوں کو وہاں اتارا اور ان کے باقی ماندہ لوگ قابس کی طرف بھاگ گئے لہٰذا وہ ابن مکی کے پڑوس میں اترا اور اہل شہر اس کے حکم کے تحت واپس آ گئے۔ اب اس نے ان سے اچھی طرح درگزر کیا، انصاف کیا اور ضرورتمندوں کو جاگیریں دیں۔ ان کے ہاتھوں میں جو شاہی تحریرات تھیں، اس نے ان کی تجدید کی پھر اس نے کئی آدمیوں کو اپنے مخصوص شہر امیر ابوالعباس کے زمانے میں رہائش کے لئے ترجیح دی اور اسے ان کے درمیان اتارا۔ اس نے پھر اسے قسطنطینہ اور اس کے نواح کی امارت دی اور اس کی حجابت پر ابوالقاسم بن عتو کو مقرر کیا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ وہ پھر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال رمضان میں اس میں داخل ہو گیا۔

سوسہ پر نئے حکمران آتے ہیں

جب سلطان نے اپنے حاجب ابن سید الناس کو ہٹایا تو اس کے فرزند امیر ابوزکریا کی حجابت محمد بن فرحون نے سنبھالی۔ اس دوران آل یغمراسن کو ان کے دشمن نے جو تکلیف پہنچائی، اس نے اسے دردمند کر دیا۔ ان نے پھر اپنی حکومت کے حالات کو ٹھیک کرنے اور اپنے علاقوں کی بنیادوں کو اچھے آدمیوں کے ذریعے مضبوط کروانے کے لئے نظر دوڑائی تو اس نے سوسہ اور بلاد ساحلیہ پر اپنے دو بیٹوں عزوز اور خالد کو امیر مقرر کیا، یہ دونوں حکومت میں حصے دار تھے۔ اس نے انہیں سوسہ میں اتارا اور ان کے ساتھ محمد بن طاہر کو بھی اتارا جو حکومت کا معاون اور اہل اندلس کے ان لوگوں میں شامل تھا جو مسافر بن کر یہاں آئے تھے۔ ان کے اسلاف کی مرسیہ میں ریاست تھی جو قبیلوں کے حالات میں ایک مشہور ریاست ہے۔ اس کا بھائی ابوالقاسم الحضرۃ میں صاحب الاشغال تھا لہٰذا وہ دونوں اسی حالت میں وہاں قیام پذیر رہے۔ اس دوران جب محمد بن طاہر فوت ہو گیا تو سلطان نے محمد بن فرحون کو بجایہ سے بلایا اور اسے کہا کہ وہ جسے چاہے اپنی حجابت پر مقرر کر دے۔ اس نے پھر ابن فرحون کو سنہ 635 میں ان دو صغرسن امیروں کے ساتھ اتارا۔ اس دوران امیر ابوزکریا نے اسے بلایا تو وہ اس کے پاس واپس چلا گیا، یہ دونوں امیر سوسہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ سلطان نے اپنے جرنیل محمد بن الحکم کو ہٹا دیا پھر اس کے رشتے دار محمد بن الزکزاک کو مہدیہ جانے کو کہا جسے وہاں ابن الحکم نے اس وقت سے اتارا ہوا تھا جب اس نے مہدیہ کو اہل رجیس کے ایک آدمی سے جو اس پر متغلب تھا، چھین کر فتح کیا تھا۔ اس کا نام عبدالغفار تھا اور اس نے اپنے لئے وہاں ایک قلعہ بنایا تھا اور اپنے اس رشتے دار کو وہاں اتارا تھا، اس نے اسے فوج اور رسد سے بھر دیا تھا مگر یہ چیزیں اسے کچھ کام نہیں آئیں۔ جب وہ فوت ہو گیا تو ابن الزکزاک بھی ہٹا دیا گیا۔ سلطان نے پھر اپنے بیٹے امیر ابوالبقاء کو ان دونوں پر حاکم مقرر کر کے بھیجا جبکہ اس نے امیر ابوفارس کو سوسہ کی امارت دی لہٰذا وہ دونوں اپنی موت تک وہاں رہے۔ ان کی موت کے واقعہ کو ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

باب: ۴۰

قسنطینہ پر امیر ابی عبداللہ کی حکومت کی روداد

امیر ابوعبداللہ اپنے باپ کے بیٹوں میں اس کی عنایت اور پسندیدگی کے لئے سب سے مخلص تھا لہٰذا اس نے اس پر پوری توجہ صرف کی اور اسے اپنی محبت کا مرکز بنایا کیونکہ وہ اس میں امیر بننے کی علامات دیکھتا تھا، لوگ بھی اسے اس کا حقدار جانتے تھے۔ اس دوران ہوا یہ کہ ابن عمر غربی سرحدوں بجایہ اور قسنطینہ پر خودمختار حاکم تھا اور زناتہ کے دشمنوں کو جوان سرحدوں کا مطالبہ کرتے تھے، ان سے دور کرتا تھا، جب ابن عمر سنہ 619 میں فوت ہو گیا تو سلطان نے اپنے علاقوں پر نظر ڈالی اور بجایہ پر اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو امیر مقرر کیا، اس نے اس کی حجابت پر ابن القالون کو مقرر کیا اور اسے اس کے ساتھ دشمن کی مدافعت کے لئے بھیج دیا۔ اس نے پھر قسنطینہ پر امیر ابوعبداللہ کو امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ احمد بن یاسین کو بھی بھیجا۔ یہ سب سنہ 620 میں تونس سے چلے اور ہر کوئی اپنی عملداری میں جا اترا۔ اس دوران ظافر الکبیر عرب سے آیا تو سلطان نے اسے قسنطینہ میں اپنے بیٹے کا حاجب مقرر کر دیا اور اسے وہاں اتارا یہاں تک کہ وہ سنہ 627 میں تیمرزوکت میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حجابت کے لئے ابوالقاسم بن عبدالعزیز الکاتب تونس سے آیا لہٰذا اس نے چالیس روز قیام کیا لیکن پھر الحضرۃ کی طرف واپس چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے بجایہ کی حجابت کے ساتھ قسنطینہ کی حجابت بھی ابن سیدالناس کو دے دی جس نے وہاں اپنے غلام کو ہلال کو نائب بنا کر بھیج دیا جو موسیٰ بن علی قائد بنی عبدالواد کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا تھا۔ یوں وہ امیر ابوعبداللہ کی خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ جب امیر ابوعبداللہ اس کے پیچھے پیچھے آیا تو ابن سیدالناس مصیبت میں گرفتار ہو گیا اور پھر خودمختاری کرنے لگا۔ بعدازاں سلطان نے اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی اور وہ اپنے کاموں میں اس سے مشورہ کرتا اور خلوت میں راز و نیاز کرتا۔ اس نے پھر قسنطینہ میں اس کے ساتھ معلوجین میں سے نبیل کو اتارا جو رسم حجابت ادا کرتا تھا۔ اس نے پھر سنہ 634 میں ظافر السنان کو تونس سے سامان کی تیاری اور لڑائی کی قیادت کے لئے بلایا۔ وہ اس کام کے لئے آیا، ڈیڑھ سال رہنے کے بعد پھر واپس چلا گیا اور پھر پہلے کی طرح نبیل اس کی حجابت کا کام کرنے لگا۔ اس نے بعدازاں یعیش کو فوجوں کی قیادت اور وطن کی حفاظت کے لئے بھیجا لہٰذا اس نے اس سے مراسم خدمت اور حکومت کے مراتب تقسیم کر لئے۔ اس دوران امیر ابوعبداللہ کا یہی حال رہا اور اس کا ملوکانہ جلال اور غلبہ بڑھتا رہا کہ اسے موت نے آ لیا۔ وہ سنہ 637 کے آخر میں مر گیا، اس کے بعد اس کے بڑے بیٹے امیر ابوزید عبدالرحمٰن نے حکومت سنبھالی لہٰذا سلطان ابوبکر نے اسے اس کے باپ کے کام پر مقرر کر دیا تا کہ نبیل مولاہم کی اس صغرسنی کی وجہ سے نگرانی کرتا رہے۔ حکومت کے آخری دنوں تک ان کا یہی حال رہا اور اس کے بعد کے حالات کا تذکرہ ہم ابھی کریں گے۔

حمزہ کی وفات اور دیگر واقعات

جب سلطان ابوالحسن تلمسان اور اس کے علاقوں پر قابض ہو گیا اور آل زیان کی جڑ کٹ گئی تو زناتہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور کئی لوگ اس کے جھنڈے تلے آ گئے قبیلوں نے بھی اس کی اطاعت اختیار کر لی اور دل اس کے رعب سے دھڑکنے لگے۔ اس کے بعد حمزہ بن عمر افریقی ممالک کے متعلق رغبت دلاتے ہوئے اس کے پاس گیا۔ اس سے قبل دیدنہ نے بھی ابوتاشفین کے ساتھ اسے ان ممالک کے بارے میں بھڑکایا تھا لہٰذا اس نے حمزہ کی سرکشی اور مستی سے مایوس ہو کر اسے روکا اور سلطان کی مخالفت پر توبیخ کی۔ اس نے پھر اس کے لئے دوبارہ اطاعت اختیار کرنے اور اس کی مرضی کے مطابق کام کرنے کے لئے سفارش کا طریقہ استعمال کیا لہٰذا حمزہ سلطان کے حلم اور اپنے دوست کی سفارش کو وسیلہ بنا کر سلطان کی طرف واپس آیا اور اسے یقین دلایا کہ وہ اپنی بہادری سے عربوں کے دلوں سے اختلاف کا مواد اکھاڑ پھینکے گا۔ آخر سلطان نے اس کی

ات کو قبول کر لیا اور اسے خیر خواہی اور خلوص نیت کی تلقین کی۔ اس کے بعد حمزہ بن عمر ہمیشہ ہی اپنی فوج کے سالار محمد بن الحکیم کے مشورے کو صحیح نیت سے مانتا رہا اور سلطان بھی اس سے راضی رہا۔ یوں اس نے افریقہ اور اس کے علاقوں پر غلبہ پا کر وہاں سے فساد کا قلع قمع کر دیا اور بدوؤں کے تمام اونٹوں کا صدقہ لیا۔ اس نے تمام سرکش قبائل کو سرحدوں پر اطاعت اختیار کرنے اور خراج کے اموال سے دست کش رہنے کے لئے جمع کر دیا۔ اس نے اس سلسلے میں بہت سے کارنامے سرانجام دیئے جن سے حکومت ہموار ہو گئی جبکہ قاصیہ میں خود مختاری اختیار کرنے والے ذلیل ہو گئے اور اختلافات کا خاتمہ ہو گیا۔ اس نے پھر سنہ 635 میں مہدیہ پر قبضہ کر لیا اور ابن عبد الغفار المنتری نے جو اہل رجیس میں سے تھا، مہدیہ پر غلبہ پا لیا۔ اس نے پھر سمعہ پر قبضہ کر کے اس کے والی محمد بن عبدون کو جو اس کے مشائخ میں سے تھا، گرفتار کر لیا اور اسے مہدیہ کے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ اسے اس کی مصیبت کے بعد رہا کر دیا۔ اس کے بعد اس نے توزر سے لڑائی کی یہاں تک کہ ابن بہلول نے عصبیت کے طور پر اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر اس کے بیٹوں کو ریغمال بنانے کے لئے طلب کیا اور بعد ازاں اس نے کئی بار بسکرہ سے لڑائی کی۔ اس دوران یوسف بن منصور مزنی نے اسے اس عہد کی وجہ سے روکا جو سلطان ابو بکر اور اس کے سلف کے درمیان ہوا تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ وہ سلطان ابو الحسن کی خدمت کے تعلق کی وجہ سے اسے خراج بھی دیتا تھا لہٰذا ابن الحکیم اس کے خراج کے پورا ہونے کے بعد اس سے الگ ہو گیا جلد ہی بلاد ریغہ پر حملہ کر کے اس کے دار الخلافہ تغرت کو فتح کر لیا۔ اس نے اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا اور پھر جبل اوراس کی طرف چلا گیا۔ اس نے اس کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا۔ اس اثناء میں مخالفین کے خلاف ہر جانب سے حکومت نے پر زور تحریک چلائی اور پھر سلطان کی فوجیں ہر علاقے میں گھس گئیں۔ اسی دوران حمزہ بن عمر سنہ 642 میں ابن عون بن ابی علی کے ہاتھوں اچانک نیزہ لگنے سے مر گیا، اس کے بعد اس کے بیٹوں نے اس کی حکومت کو سنبھالا۔ اس وقت اس کا بڑا بیٹا عمر تھا، اس دوران انہیں یہ بدگمانی ہو گئی کہ حمزہ کا قتل حکومت کے ایماء سے ہوا ہے لہٰذا وہ اکٹھے ہو گئے اور مشورے کرنے لگے۔ انہوں نے پھر اپنے ہمسروں اولاد مہلہل سے کمک طلب کی۔ لہٰذا انہوں نے ان کے ساتھ جتھہ بندی کی۔ بعد ازاں ابن الحکیم نے سلطان کی زناتہ افواج کے ساتھ حملہ کیا تو انہوں نے اسے شکست دی اور ان کے بہت سے سردار مارے گئے۔ پھر وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران وہاں اس کی تلاش کی گئی اور انہوں نے اس کا تعاقب کیا لہٰذا وہ اس کے میدان میں اترا۔ انہوں نے پھر سات روز تک فوجوں سے لڑائی کی لیکن پھر ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ آخر کار طالب بن مہلہل نے سلطان کی اطاعت اختیار کر لی اور پھر وہ بھاگ گئے۔ اس کے بعد سلطان ماہ جمادی میں اپنی فوجوں اور ہوارہ عربوں کے دستوں کے ساتھ نکلا اور اس نے قیروان کے مضافات میں رقادہ کے مقام پر ان پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر رمضان کے آخر میں الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور یہ شکست کھا کر بیابان کی طرف چلے گئے۔ وہ اس دوران اپنے راستے میں قفصہ میں امیر ابو العباس کے پاس سے گزرے اور اسے ان کے باپ کی مخالفت میں رغبت دلانے لگے۔ یہ بھی کہا کہ وہ اس سے الحضرۃ پر حملہ کروا دیں لہٰذا اس نے انہیں اس بارے میں مہلت دی یہاں تک کہ اس نے حمزہ کے وزیر المعز بن مطاع پر کامیابی حاصل کر لی جو بغاوت اور جھوٹ کا سرغنہ تھا۔ اس نے پھر اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ جہاں اسے نمایاں جگہ پر نصب کر دیا گیا۔ اس سے اسے سلطان کے ہاں اچھا مقام حاصل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ گیا اور ایک تقریب میں جس میں بڑے بڑے سردار اور حکومت کے کارکنان جمع تھے، اس کی بیعت کر لی۔ وہ ایک بڑے اجتماع کا دن تھا جس میں سب کے سامنے عہد کو پڑھا گیا۔ اس کے بعد وہ سلطان کے داعی بن کر وہاں سے نکلے۔ بعد ازاں بنو حمزہ نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور وہ اس پر قائم رہے یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

ابو محمد بن تافراکین کی حکمرانی کا دور

اس آدمی کا پورا نام احمد بن اسماعیل بن عبد العزیز الغانی تھا جبکہ کنیت ابو القاسم تھی۔ اس کے اسلاف دراصل اندلسی تھے جو مراکش چلے آئے تھے۔ انہوں نے پھر وہاں پر موحدین کی خدمت کی اور اس کا باپ اسماعیل پھر تونس میں ٹھہر گیا۔ القاسم نے وہیں پرورش پائی، بڑا ہوا تو حاجب ابن الدباغ نے اسے اپنا کاتب بنا لیا۔ جب سلطان ابو البقاء خالد تونس میں آیا اور اس نے ابن الدباغ کو برطرف کر دیا تو عبد العزیز نے حاجب بن عمر کی پناہ لی بعد ازاں تونس سے نکل کر قسطنطینہ چلا گیا اور ظافر الکبیر وہاں ٹھہر گیا لہٰذا اس نے اسے خادم بنا لیا یہاں تک کہ اسے اندلس کی طرف جلاوطن

کر دیا گیا۔اس کے بعد ابن عمر نے اسے قسطنطینہ میں سنہ 613 میں اشغال کا حاکم مقرر کیا اور وہ وہاں ٹھہرا رہا اور پھر ابن قالون کی خدمت سے متعلق ہو گیا۔اس نے اسے اشغال تونس پر عامل مقرر کر دیا لیکن پھر اس نے ابن قالون کے متعلق المز دار بن عبدالعزیز کے ساتھ چغلی کھائی لہٰذا ابن قالون سنہ 621 میں بھاگ گیا اور پھر المز دار بن عبدالعزیز نے حجابت سنبھالی۔اس وقت ابوالقاسم بن عبدالعزیز اس کا معاون تھا کیونکہ یہ حجابت کے آداب میں کمزور تھا۔جب ابن عبدالعزیز المز دار فوت ہو گیا تو ابوالقاسم بن عبدالعزیز کی رسوم حجابت ادا کرتا رہا یہاں تک کہ بجایہ سے ابن سیدالناس آ گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے پھر حجابت کا عہدہ سنبھال لیا۔اس کے بعد وہ ابن عبدالعزیز کے مقام سے برافروختہ ہو گیا اور اسے الحضرۃ سے نکال کر اسے الحامہ کے مضافات کا والی بنا دیا۔بعدازاں جب عبدالواحد اللحیانی نے قابس کی نواح میں ظہور کیا تو یہ وہاں سے آ گیا۔جب سلطان نے تیمر زوکت کی طرف چڑھائی کی تو یہ اس کے ساتھ مل گیا اور سلطان کے خواص میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ اس نے ابن سیدالناس کو برطرف کر دیا اور جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے اس نے پھر الحضرۃ میں حجابت کو سنبھال لیا۔اس کے بعد وہ سنہ 644 کے آغاز میں فوت ہو گیا۔لہٰذا سلطان نے پھر شیخ الموحدین ابومحمد بن عبداللہ بن تافراکین کو اپنی حجابت پر مقرر کیا۔یہ بنو تافراکین موحدین کے ان گھرانوں میں سے تھے جو تیخلال اور ایت الخمیس میں رہتے تھے۔عبدالمومن نے پھر ان کے بڑے سردار عمر بن تافراکین کو قابس کا والی مقرر کیا، یہ پہلا شہر تھا جس پر موحدین نے سنہ 540 میں قبضہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے مراکش کو فتح کر لیا۔عبدالمومن اپنی غیر حاضری کے ایام میں اسے مراکش پر امیر اور نماز میں اپنا نائب مقرر کیا کرتا تھا۔اس دوران جب سنہ 551 میں امام مہدی کے بھائی اوامغر کے بیٹوں عبدالعزیز اور عیسیٰ نے مراکش پر حملہ کیا تو وہ ان کے پہلے حملے کے دوران وہاں پر موجود نہیں تھا۔بعدازاں جب عمر بن تافراکین کو نماز کے لئے بلایا گیا تو انہوں نے اسے روک کر قتل کر دیا۔یوں جب صبح نے انہیں رسوا کر دیا تو عوام کی ایک جماعت نے انہیں قتل کر دیا۔اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ بن عمر موحدین کے جوانوں اور ان کے مشائخ میں سے تھا۔جب خلیفہ یوسف بن عبدالمومن نے قرطبہ میں اپنے بھائی سید ابواسحاق کو والی مقرر کیا تو اس کے ساتھ عبداللہ بن عمر بن تافراکین کو بھی موحدین کے ایک گروہ کے ساتھ مشورے کے لئے بھجوایا، ان میں یوسف بن وانودین بھی شامل تھا جبکہ عبداللہ ان سب میں فائق تھا،اس کے بعد اس کا بیٹا عمر آیا جسے اپنے مذہب میں اشغال اور اپنی جلالت کی وجہ سے عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔جب سید ابوسعید بن عمر بن عبدالمومن افریقہ کا حکمران بنا تو اس نے اسے قابس اور اس کے مضافات کا حکمران مقرر کیا یہاں تک کہ سنہ 592 میں یحییٰ نے اسے ہٹا دیا۔اس کے بعد حکومت اور مشائخ کے عظیم آدمیوں کا آخری آدمی عبدالعزیز بن تافراکین تھا جو مراکش میں موحدین کا اس وقت حلیف بنا جب انہوں نے ماموں کی بیعت توڑ دی تھی لہٰذا اس نے صبح کی اذان کے وقت مسجد جاتے ہوئے اسے راستے میں قتل کر دیا کیونکہ وہ جماعتوں کا معائنہ کیا کرتا تھا۔اس کے بعد ماموں نے اس کے بھائی عبدالحق اور اس کے بیٹوں احمد، محمد اور عمر کے بارے میں اس کی رعایت کی لہٰذا جب موحدین نے لڑائی کی اور اس کو گھبراہٹ نے آ لیا تو عبدالحق حج کا ارادہ کر کے کوچ کر گیا اور سلطان المستنصر کے پاس چلا گیا۔اس نے اسے الحضرۃ میں اپنے گھر میں اتارا اور اس کے بعد اسے آخر الحامہ میں بیماری کا خاتمہ کرنے کے لئے بھیجا۔الحامہ کے مشائخ کے درمیان اسے اختلافات کی توقع تھی لہٰذا اس نے وہاں خوب کام کیا اور مخالفین قتل ہو گئے،یوں بیماریوں کا خاتمہ ہو گیا۔ابوہلال کے قتل ہو جانے کے بعد سلطان ابواکاق نے اسے بجایہ کا حکمران مقرر کر دیا اور اس نے وہاں خوب قوت حاصل کی۔جب وہ حکمران بنا تو ابن عمارہ نے دعویٰ کیا کہ اس نے اسے عربوں کو مغلوب کرنے اور ان کی عداوت روکنے کے لئے موحدین کی فوج میں بھیجا تھا،یوں اس نے ان میں حسب منشا قتل کیا اور وہ ہمیشہ ہی امارت اور بڑائی میں مشہور رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔بعدازاں اس کے بھائی عبدالعزیز کے بیٹے احمد، محمد اور عمر اس کے پیچھے پیچھے مغرب سے آ گئے اور الحضرۃ میں بہت اچھی جگہ اترے،وہ پھر جاہ ونعمت سے سرفراز ہوئے۔احمد ان میں سے بڑا تھا لہٰذا سلطان ابوحفص نے اسے قفصہ اور پھر مہدیہ کا حکمران مقرر کیا لیکن بعد میں اس نے ولایت سے استعفیٰ دے دیا تو اس کا استعفیٰ قبول کر لیا گیا تاہم جب بھی سلطان ابوعصیدہ الحضرۃ سے باہر جاتا تو اسے اپنا نائب مقرر کرتا یہاں تک کہ وہ آٹھویں صدی کے شروع میں تیسرے سال فوت ہو گیا۔اس کے دونوں بیٹوں یعنی ابومحمد عبداللہ اور ابوالعباس نے احمد حکومت کے زیر سایہ پرورش پائی تھی۔بعدازاں ان میں سے عبداللہ نے ابویعقوب بن رزوتین کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔اس کے بعد اس کے بھائی احمد بن ابی محمد بن یعمور کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی اور ابوفریہ بن اللحیانی نے ابو

محمد عبداللہ کو چن لیا، اس نے پھر اس کی صحبت کو ترجیح دی اور وہ ہمیشہ اس کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ مصوح کی لڑائی ہوئی اور اس نے بہت سے موحدین کو گرفتار کر لیا جن میں یہ بھی شامل تھا۔ بعدازاں سلطان ابوبکر نے اس پر احسان کیا اور یہ اس کی عنایت سے بلند مراتب حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے شیخ ابی محمد بن القاسم کے بعد اسے سنہ 742 میں موحدین کے شیخ بنا دیا۔ اس نے پھر اسے اپنے بیٹے امیر ابوزکریا یعنی والی بجایہ کے ہمراہ مغرب کے شاہ کے پاس بنی عبدالواد کے خلاف دادخواہی کے لئے بھیجا لہٰذا وہ سلطان کی خدمت میں اترا اور اپنی سفارت پیش کی، بعدازاں انبار کی طرف چلا گیا اور وہ اپنی زندگی کے باقی دنوں میں بھی مغرب کے حکمران کی طرف سفارت کے لئے مختص رہا۔ اس وقت حاجب ابن سیدالناس اس کے مقام سے جلتا تھا لہٰذا اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو سلطان نے اس کی مدافعت کی۔ کہتے ہیں کہ اس کے دل میں اسے مصیبت میں ڈالنے کا جو خیال تھا اس نے اسے اس تک پہنچا دیا۔ اس دوران جب ابن عبدالعزیز حاجب اور ابن الحکیم قائد کے درمیان لڑائی، تدبیر اور سلطان سے دوستی اور اس کے احکام کی تنفیذ کے کام تقسیم ہوئے تو وہ مشورے اور تدبیر میں سب سے فائق تھا، اسی لئے وہ اس کی طرف اشارہ کرتے اور اس کی رائے پر اعتماد کرتے تھے۔ یہ ان کے چولہوں کا تیسرا پایہ تھا۔ وہ جب حاجب بن عبدالعزیز سلطان کے پاس گیا تو انہوں نے خیال کیا کہ اس کی وفات ابن الحکیم کی تحذیر اور اس کی بری سازش کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس نے تونس کے میدان میں سنہ 742 میں اس کے ساتھ اس وقت مذاکرات کئے تھے جب عرب اس کے پاس آئے تھے جیسا کہ ہم پہلے سلطان کے ان حالات میں بیان کر آئے ہیں جو بنی ابی دبوس کے چند آدمیوں پر غلبہ پانے کے سلسلے میں ہیں جو الحضرۃ میں قید کئے گئے تھے۔ اس کے بعد خیانت نے اس کی زبان پر سلطان کے بنفس نفیس عربوں کی بغاوت نہ کرنے کے سلسلے میں شور ڈلوا دیا اور ابن عبدالعزیز نے یہ بات اس کی موت کے وقت سلطان تک پہنچا دی۔ اس کے بعد وہ خود برأت کا اظہار کرتا ہوا اس کے پاس آ گیا لہٰذا اس نے اسے یاد رکھنے والے کانوں میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ابن الحکیم کی وفات ہو گئی۔ جب وہ مر گیا تو شیخ الموحدین ابومحمد بن تافراکین والی بنا، اس نے پھر ابن الحکیم کی مصیبت کے بارے میں اس سے گفتگو کی، وہ اس کا انتظار کرتا تھا کیونکہ ان کے مابین محبت تھی اور اس وقت ابن الحکیم قاصیہ پر قبضہ کرنے کے سلسلے میں الحضرۃ سے غائب تھا، اس نے پھر جبل اور اس سے لڑائی کی، وہ اس میں گھس گیا اور اس کا خراج حاصل کیا۔ بعدازاں وہ الزاب کے علاقے میں چلا گیا اور اس کے عامل یوسف بن منصور سے اس کا خراج لیا۔ وہ پھر ریغہ کی طرف بڑھا، تغرت سے لڑائی کی اور اس میں گھس گیا۔ اس طرح اس کی فوج کے ہاتھ ان کی کمائی اور گھوڑوں سے بھر گئے۔ جب اسے ابن عبدالعزیز کی وفات اور ابومحمد بن تافراکین کے حاجب بننے کی خبر ملی تو اس نے اس بات کو برا خیال کیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ سلطان اس کی ولایت کے بارے میں اس سے مکاری نہیں کرے گا اور وہ اس کے لئے اپنے کاتب ابوالقاسم داز ااروبری کو تیار کر رہا تھا کیونکہ اس سے قبل ابن عبدالعزیز نے اس پر ترجیح دیتے ہوئے اس سے امتیاز نہیں کیا تھا لہٰذا جو کچھ ہوا، وہ اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔ یوں اس نے بہت اندیشہ کیا اور اپنے اصحاب کو اکٹھا کر کے بسرعت تمام الحضرۃ کی طرف چل دیا۔ اس کے بعد سلطان نے ابومحمد بن تافراکین سے اس کی مصیبت کے متعلق مشورہ کیا۔ بعدازاں خواص کو اس کی گرفتاری کے لئے تیار کیا۔ وہ پھر نصف ربیع سنہ 744 کو الحضرۃ آیا تو سلطان نے اس کے لئے بہت بڑا جلسہ کیا اور پھر اپنے تحائف جو چوپاؤں اور غلاموں وغیرہ پر مشتمل تھے، پیش کئے۔ جب جلسہ ختم ہوا تو سلطان کے وزراء نے اس کی مشایعت کی اور وہ اپنے دروازے تک پہنچ گیا۔ اس نے پھر اپنے خواص کو اشارہ کیا تو انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اٹھا کر قید خانے میں لے گئے۔ انہوں نے پھر اس سے اموال حاصل کرنے کے لئے اسے بہت عذاب دیئے لہٰذا اس نے اموال کو اپنے ہاں سے نکالا جہاں اس نے انہیں چھپایا ہوا تھا۔ اس طرح شاہ کے خزانے میں اس سے چار لاکھ کا خالص سونا اور اتنی ہی قیمت کے جواہرات جمع ہوئے۔ یوں اس کے مال کا صفایا ہو گیا۔ جب اس کا مال ختم ہو گیا تو اسی سال رجب میں قید خانے میں اس کا گلا گھونٹ دیا گیا، یوں وہ زمانے کے لئے عبرت بن گیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے بیٹوں کو ان کی ماں کے ساتھ مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا۔ ان میں سے کچھ غربت ہی میں ہلاک ہو گئے اور وہ ان کے اصاغر کو کچھ دنوں کے بعد غلام بنا کر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔

جزیرہ جربہ پر احمد بن مکی کی حکمرانی

جب سے زناتہ کی حکومت بنی عبدالواد کے مطالبے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی پریشانی سے دوچار ہوئی تھی، الجرید کا معاملہ شوریٰ کے

سپرد تھا اور ہر شہر کے مشائخ خود مختار ہو گئے تھے ان میں سے کوئی ایک آدمی حکومت سنبھال لیتا تھا۔ اس وقت محمد بن بہلول توزر کے مشائخ میں سے تھا اور وہاں کا خود مختار حاکم بھی تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ جب حکومت خود مختاری کی طرف مائل ہوئی تو سلطان نے حملے کے لئے اپنی دھار تیز کر دی۔ اس نے پھر قفصہ میں مشائخ کے آثار مٹا دیئے اور اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کو بلاد قسطیلہ کا والی مقرر کیا اور پھر اسے قفصیہ میں اتارا اس نے وہاں اپنی امارت استوار کرنے کے لئے قیام کیا۔ اس نے پھر شہروں میں اس بات کے آزمانے کے لئے کہ وہ اس کی اطاعت کے متعلق کیا اظہار کرتے ہیں، کئی وفد بھیجے اس نے اپنے حاجب ابوالقاسم بن عتو کو نفطہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ وہاں کے امراء بنی مدافع کی اطاعت کی آزمائش کرے جو بنی خلف کے نام سے معروف تھے۔ وہ چار بھائی تھے جو حکومت کی غفلت کے باعث نفطہ کے خود مختار رئیس بن گئے تھے لہٰذا اس نے انہیں برے عذاب دیئے تو وہ ان قلعوں میں جا کر پناہ گزیں رہنے لگے جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ انہیں روک دیں گے۔ اس دوران رعایا نے ان سے بیزاری کا اظہار کر دیا تو وہ ششدر رہ گئے، انہوں نے پھر سلطان کا حاکم ماننے کے متعلق دریافت کیا تو انہیں عبرت کے لئے قتل کر کے کھجور کے تنوں پر صلیب دے دیا گیا۔ تاہم لڑائی سے پہلے ان کا چھوٹا بھائی علی تلوار سے بچ گیا کیونکہ وہ فوج کی طرف چلا آیا تھا لہٰذا اسے موت سے پناہ دے دی گئی تھی۔ اس کے بعد امیر ابوالعباس نے نفطہ شہر کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور اس کے باپ نے از سر نو اس کی بیعت لی۔ رفتہ رفتہ اس نے بہت سے نفزاوہ کو قابو کر لیا جب نفطہ اور نفزاوی کی پوچھ گچھ ہوئی تو اس کا خیال توزر کے بادشاہ کی طرف گیا جو اختلاف وانشقاق کی جڑ تھا، اب محمد بن بہلول اس کے برے حال سے ڈر گیا وہ پھر اپنے دل کی بات کے سلسلے میں ساتھی تلاش کرنے کے لئے قائد الدولہ محمد بن الحکیم کے پاس گیا لیکن وہ اس سے الگ ہو گیا یہاں تک کہ دونوں کی وفات ایک ہی سال میں ہو گئی۔ اس کے بعد توزر کے حالات خراب ہو گئے اور اس کے بیٹے اور بھائی ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے۔ انہوں نے پھر ایک دوسرے کو قتل کر دیا۔ اس کا ایک بھائی ابو بکر الحضرۃ میں قید تھا جسے سلطان نے اطاعت اور خراج کے پختہ عہد لینے کے بعد رہا کر دیا۔ اس نے پھر توزر جا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ جب امیر ابوالعباس حاکم قفصہ و بلاد مقطیلہ نے اس سے معہودہ اطاعت کا مطالبہ کیا تو اس نے اپنی خود مختاری کے ضمن میں اس سے جھگڑا کیا اور پھر توزر اس کی امارت کے سینے میں چوڑی ہڈی بن کر اٹک گیا۔ اس کے بعد اس نے اس کے باپ سلطان ابو بکر کو مخاطب کیا اور اسے اس کے خلاف اکسایا لہٰذا اس نے سنہ 745 میں اس سے لڑائی کی تو وہ بھاگ کر قفصہ چلا گیا۔ جب اس امر کی اطلاع وہاں کے رئیس ابو بکر بن بہلول کو پہنچی تو وہ حیران رہ گیا اور اس کے معاون اسے چھوڑ گئے۔ اس نے پھر اعلانیہ سلطان کی اطاعت اور اس سے ملاقات کی لہٰذا اس کے پاس سے اس کا اور اس کے باپ کا کاتب علی بن محمد المعودی جو اس کی حکومت پر حاوی تھا، بھاگ کر یوسف بن مزنی کی پناہ میں بسکرہ کی طرف چلا گیا۔ بعد ازاں سلطان جلدی سے توزر کی طرف گیا تو ابو بکر بن بہلول نے اس کے پاس آ کر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا، یوں اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ اسے پھر اپنی کوتاہی پر ندامت ہوئی، اس نے حکومت کی برائی کو محسوس کر لیا اور اسے موت کا انتباہ کیا گیا لہٰذا وہ پھر الزاب چلا گیا اور بسکرہ میں یوسف بن منصور کے ہاں اترا جس نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی جس کا لوگوں میں بہت چرچا ہوا۔ جب سلطان نے توزر پر قبضہ کیا تو اسے اپنی عملداری میں شامل کیا، اس نے پھر اس پر اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کو امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا جس نے وہاں کے لوگوں پر اسے قدرت بخشی۔ یوں سلطان مظفر و منصور ہو کر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ بعد ازاں وہ مسلسل حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے بستر پر فوت ہو گیا۔ اس طرح امیر ابوالعباس کی سلطنت بلاد جرید کے ساتھ متصل ہو گئی۔ اس کے بعد ابو بکر بن بہلول نے کئی بار توزر پر حملہ کیا لیکن وہ ان سب حملوں میں موت سے بچ گیا یہاں تک کہ سنہ 747 میں لوگوں کی ہلاکت سے تھوڑا عرصہ قبل بسکرہ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ابوالعباس نے اس کی جگہ امارت سنبھالی اور وہ ہمیشہ حالات کو سازگار بناتا رہا اور ساتھ ساتھ حملہ آوروں کو رام کرتا رہا۔ اس دوران قابس میں ابو کمی نے اس کی سرکشی کی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب عبد الملک اپنے حاجب عبد الواحد اللحیانی کے ساتھ تونس واپس لوٹا تو ابن اللحیانی مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد وہ قابس میں ٹھہرا رہا۔ اس دوران آل زیان کے بادشاہ کے جانے کے وقت اسے سلطان کے ساتھ اپنے معاملے کے سلسلے میں شک گزرا تو اس نے پھر اپنے گناہوں سے دست کش ہوتے ہوئے اپنے بھائی احمد بن مکی کو سلطان ابو بکر کے پاس سفارشی بنا کر بھیجا۔ اس نے اس کی اچھے طور پر سفارش کی اور سلطان نے دوبارہ اس کی ریاست اسے دے دی، یوں وہ اطاعت پر دوبارہ قائم ہو گیا اور فتنے اور سرکشی کے طریقوں سے الگ ہو گیا۔ اس وقت احمد بن مکی کے پاس بڑا مال اور سامان تھا اور

اس کا دل ریاست اور شرف کا بہت دلدادہ تھا۔ وہ بہت اچھے اشعار بھی کہتا تھا۔ اس کا خط مشرقی طرز کا تھا جو نہایت عمدہ تھا، ان سب خصوصیات کی وجہ سے امیر ابوالعباس کے دل کا میلان اس کی طرف تھا لیکن وہ اس کے گذشتہ آثار کے باعث اس کی مخالفت کو شبہے کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس دوران امیر ابوالعباس ہمیشہ ہی اس کی فریب دہی کے لئے چکر لگا تا رہا یہاں تک کہ اسے اپنی ماں کی مجلس میں لے آیا جو مولانا سلطان کی بہن تھی اور حج کر کے واپس آ رہی تھی لہٰذا اس نے اس کے دلی شکوک کو دور کیا اور اس سے دوستی کا پختہ عہد کر کے اسے اپنے لئے چن لیا یوں اس کے بعد وہ اس کی امارت میں قابل رشک مقام پر آ گیا۔ بعدازاں سلطان نے اسے جزیرہ جربہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے اس کی عملداری میں شامل کر دیا۔ بعدازاں اس نے مخلوف بن الکماد کو برطرف کر دیا جس نے اسے سنہ 688 میں فتح کیا تھا، یوں احمد بن مکی وہاں آیا اور اس کا بھائی عبدالملک قابس کا خودمختار حاکم بن گیا۔ وہ دونوں مسلسل اسی حالت میں رہے۔ اس کے بعد اس نے ابوالعباس کی امارت میں جو جریدہ کے مضافات کا حاکم تھا، اپنے عزائم کو نمایاں کیا۔ بعدازاں وہ اسی حالت میں رہے، ان سب کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے انشاء اللہ۔

علی ابوالعباس بن تافراکین کی موت

سلطان ابوبکر نے قائد بن الحکیم کے فتنے کے وقت اپنی حجابت پر شیخ الموحدین ابومحمد بن تافراکین کو مقرر کیا تھا، اس نے پھر اپنے دروازے کے اندر کے تمام معاملات بھی اس کے سپرد کر دیئے تھے جبکہ وزارت پر اس کے بھائی ابوالعباس احمد کو مقرر کیا۔ اس وقت ابومحمد حجابت کے عہدے کی وجہ سے دروازہ نشین تھا لہٰذا اس نے فوجوں کو لڑائی کی طرف بھیج دیا اور الضاحیہ کی امارت اپنے بھائی ابوالعباس کو دے دی۔ اس نے اس کام کو اچھی طرح سنبھال لیا۔ اس زمانے میں بنو سلیم، حمزہ بن عمر کی وفات کے بعد اس کی اطاعت سے ناراض تھے لہٰذا انہوں نے اختلاف وعناد کا طریقہ اختیار کر لیا۔ یہ یاد رہے کہ حمزہ کے حالات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ اس نے الحضرۃ پر چڑھائی کی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ سجم قوم بن حکیم کی اولاد میں سے تھا اور ان کے اور اس کے درمیان اختلاف وعناد اور دھوکے بازی چلتی تھی۔ اس دوران سلطان نے اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کی حجابت پر الجریدہ کے مضافات میں ابوالقاسم بن عتو کو مقرر کیا تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ وہ بزعم خویش شرف میں تافراکین کا ہمسر تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں جو مقام دیا تھا، وہ اس پر حسد کرتا تھا لہٰذا جب ابومحمد حاجب بنا تو اس کا دل حسد اور کینے سے بھر گیا۔ اس نے پھر مورخین کے خیال کے مطابق اس بستی میں سجم کو ابوالعباس بن تافراکین سے انتقام لینے کے لئے داخل کیا۔ اس دوران اس نے جو کچھ اسے دیا تھا اس پر اس سے شرط کی۔ انہوں نے پھر اپنی بات کو پوشیدہ رکھا۔ بعدازاں ابوالعباس بن تافراکین سنہ 7 کے شروع میں فوجوں کے ساتھ ہوارہ کا خراج لینے کے لئے گیا تو اس کے پاس سجم اور اس کی قوم آئی جس نے اسے خراج کے حصول میں تنگ کیا۔ انہوں نے پھر ایک دن موقع پا کر اس پر حملہ کر دیا تو اس کی فوج اور اس کا گھوڑا کبابہ بھاگ گئے لہٰذا وہ قتل ہو گیا۔ بعدازاں اس کے جسم کو الحضرۃ لا کر دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد سجم نے کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی اور الرمال کی طرف چلا گیا۔ وہ سلطان کی وفات تک اسی حالت میں رہا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

بجایہ والوں کا خروج

جب حاجب بن عمر فوت ہو گیا تو سلطان ابوبکر نے اپنے بڑے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کا حکمران مقرر کر دیا، اس نے اسے اپنے حاجب محمد بن قالون کے ساتھ بجایہ روانہ کر دیا، لیکن ساتھ ساتھ اس کے امور کو اس نگرانی میں رکھا پھر قالون تونس کی طرف لوٹ آیا تو اس نے اس کے ساتھ ابن سیدالناس کو اتارا لہٰذا جب سیدالناس الحضرۃ کی حجابت پر مستقل ہو گیا تو اس نے اپنی حجابت پر ابوعبداللہ بن فرمون کو مقرر کیا۔ اس کے بعد جب اس نے ابن سیدالناس اور ابن فرمون کو گرفتار کر لیا تو امیر ابوزکریا اپنی حکومت میں خودمختار ہو گیا لہٰذا سلطان نے اسے بجایہ کی حکومت سپرد کر دی۔ بعدازاں اس کے پاس اپنے باپ امیر ابوزکریا الاوسط کے غلام ظافر السنان کو اس کی فوجوں کا سپہ سالار جبکہ کاتب ابواسحاق بن علاق کو اس کا حاجب بنا کر بھیجا۔ لہٰذا وہ دونوں مدت تک اس کے دروازے پر کھڑے رہے۔ اس نے پھر انہیں الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ اس دوران اس نے اس کی حجابت کے لئے ابوالعباس احمد بن زکریا الرندی کو پیش کیا جس کا باپ الثغل میں سے تھا۔ وہ دراصل العلات کے صوفیا کے مذہب کی طرف

منسوب ہوتا تھا اور عبدالحق بن سبعین کی کتابیں اکثر مطالعہ کرتا تھا۔ اس احمد نے بجایہ میں پرورش پائی اور اس کے بعد سلطان کی خدمت میں لگ گیا۔ اس نے رفتہ رفتہ یہاں تک ترقی کی کہ امیر ابوزکریا نے اسے عامل مقرر کر دیا۔ وہ پھر فوت ہو گیا سلطان ابوبکر نے پھر ان امراء کو اپنے بیٹے کی حجابت کے لئے ناپسند کیا لہٰذا اس نے حجابت کے لئے الحضر ۃ سے موحدین کے سردار اور سفیر ابو محمد بن تافراکین کو سنہ 740 میں بھیجا جس نے آ کر اس کی حکومت کے حالات کو درست کیا، یوں اس کی سلطنت کا رعب بڑھ گیا۔ اس نے پھر اس کے سفر کے لئے فوج تیار کی اور اسے اس کے علاقوں کی طرف بھجوایا۔ بعدازاں وہ خود وہاں کے حالات کی تحقیق کرتا ہوا مسیلہ اور مقرہ کی سرحدوں تک جا پہنچا۔ لیکن ابھی سال پورا نہیں ہوا تھا کہ اہل بجایہ کے مشائخ نے اسے ناراض کر دیا کیونکہ وہ رعب داب کو پسند نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ سلطان کا دروازہ ان پر سختی سے بند ہو گیا۔ اس طرح قاضی ابن یوسف نے منہ کے بل گر کر اور سنگدلی کے ساتھ اس میں بڑا کردار ادا کیا جب اس نے اس بات سے معافی چاہی جو اسے دیدی گئی اور وہ پھر الحضر ۃ میں اپنی جگہ واپس آ گیا۔ بعدازاں امیر ابوزکریا نے۔ اپنے پہلے حاجب ابوعبداللہ محمد بن فرمون کو ابن سیدالناس کے دور میں بلایا۔ بعدازاں سلطان نے اسے مغرب کے حکمران کی طرف اس بحری بیڑے میں ایلچی بنا کر بھیجا جسے اس نے مسلمانوں کی مدد کے لئے اس وقت بھیجا تھا جب سلطان ابوالحسن طریف کی سمت جارہا تھا۔ اس کا بھائی زید بن فرمون اس بحری بیڑے کا سپہ سالار تھا کیونکہ وہ بجایہ کے سمندر میں اس کا سالار تھا۔ اس کے بعد جب ابوعبداللہ بن فرحون اپنی سفارت سے واپس لوٹا اس نے اسے ابوزکریا کے پاس قیام کرنے کی اجازت دیدی بلکہ اسے اس کی حجابت پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا اور بعدازاں اس علاقے میں ابن القشاش والی بنا جس نے اسے پھر معزول کر دیا اور ابوالقاسم بن علناس کو حکمران مقرر کیا جو کاتبوں کے طبقے میں سے تھا۔ اس نے پھر اس امیر کے گھر سے تعلق پیدا کر لیا اور اس کی کونسل میں ترقی کرنے لگا، آخرکار اس نے اسے حجابت کا کام دیدیا لیکن پھر اسے معزول کر دیا۔ اس نے پھر یحییٰ بن محمد المنت الحضرمی کو اپنا حاجب مقرر کیا، اس کا چچا اور باپ اندلس کے مسافروں کے ساتھ آئے تھے اور قاری تھے۔ اہل بجایہ نے اس کے چچا ابوالحسن سے علم قرأت سیکھا تھا وہ شاہی مسجد کا خطیب بھی تھا۔ لیکن اس نے اپنے بھتیجے کی پرورش کی اور اسے کچہری میں کام پر لگا دیا۔ لیکن وہ ریاست کا بہت طلبگار تھا لہٰذا اس نے ابوزکریا کے غلام کی چہیتی لونڈی ام الحکم سے رابطہ استوار کیا اور وہ اس کی خواہشات پر غالب آ گئی۔ اس نے پھر ابن المنت کو حجابت کے کام کے لئے لکھا لہٰذا اس نے اسے وہاں کام پر لگا لیا اس کے بعد اس نے سلطان کے سفر کی ضروریات اور مقامات کے احوال کو درست کیا حتیٰ کہ اس کے لئے فوجیں بھی تیار کیں اور اس کی عملداریوں میں دور تک گھوما۔ یہ امیر ربیع الاول سنہ 747 میں ایک مزمن مرض کی وجہ سے ایک سفر میں فوت ہو گیا۔ اس وقت یہ تاکرارت میں جو بجایہ کے مضافات میں سے ہے، اس کی حجابت پر مقرر تھا۔ جبکہ اس کا بیٹا امیر ابوعبداللہ اس کے غلام فارح بن معلوجی بن سیدالناس کی گود میں تھا لہٰذا انہوں نے اسے امارت کے لئے آتے پایا لہٰذا وہ اپنے غلام کے ساتھ خلیفہ کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔ اس دوران اس کے پہلے حاجب ابوالقاسم بن علناس نے الحضر ۃ جانے میں جلدی کی اور خلیفہ تک بات پہنچائی تو اس نے بجایہ پر اپنے بیٹے امیر ابوحفص کو حکمران مقرر کر دیا جو الحضر ۃ میں اس کے ساتھ تھا لہٰذا وہ بجایہ پہنچا اور لوگوں کی غفلت کے وقت اس میں داخل ہو گیا۔ پھر خواص میں سے کمینے آدمیوں نے اسے تلوار کی دھار پر رکھ لیا لہٰذا وہ لوگوں کے حملے سے ڈر گیا، اب انہوں نے بھی مشورہ کیا پھر ایک گھبراہٹ والے دن تمام لوگوں نے آنے والے امیر پر حملہ کرنے میں مدد کی لہٰذا انہوں نے ہتھیار لگا کر قبضہ کا چکر لگایا اور پھر ابن مولاھم کی امارت کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد وہ اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور اس کے گھر میں گھس گئے، یوں اس کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر ان کا تمام سامان لوٹنے کے بعد اسے بوسیدہ رسی کے ساتھ باہر نکال دیا۔ وہ پھر مولاھم امیر ابوعبداللہ محمد بن امیر کے گھر گئے جبکہ وہ انہیں چھوڑ کر جانے اور خلیفہ سے تعلق پیدا کرنے کا عزم کر چکا تھا۔ بعدازاں اس کے آنے والے چچا نے اس بارے میں اسے اجازت دی تو انہوں نے اس کے گھر میں اس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد وہ دوسرے دن اسے قصبے کے محل میں لے آئے اور انہوں نے اسے اپنی حکومت کا مالک بنا دیا۔ یوں اس کی حکومت کو اس کے غلام فارح نے سنبھالا اور اس نے اسے حاجب کا لقب دیا۔ اس کے بعد مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔ لیکن امیر ابوحفص کی امارت پر ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ وہ اسی سال کے جمادی الاول کے آخر میں الحضر ۃ چلا گیا۔ اس کے بعد مولانا سلطان کی وفات کے بعد اس کے جو حالات ہوئے اس کا ذکر ہم بیان کریں گے۔ اس دوران سلطان نے بجایہ کی حکومت حاصل کر لی۔ اس نے پھر ان کی طرف ابوعبداللہ بن سلیمان کو جو کبار صالحین اور موحدین کے مشائخ میں سے تھا، انہیں تسکین دینے اور مانوس کرنے

کے لئے بھیجا۔ اس نے اس کے ساتھ ایک خط بھی بھیجا جس میں اپنے پوتے امیر ابوزکریا کی تقرری کے لئے ان کی رضامندی کو طلب کیا گیا تھا لہٰذا پھر ان کے دل پرسکون ہو گئے اور وہ ابن مولاھم کی امارت سے مانوس ہو گئے۔ یوں معاملات اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

امیر ابوحفص کا حکمران بننا

اس وقت لوگ ہر طرح کے امن وامان، عدل وانصاف، آسودگی اور عزت کے سایہ میں پڑے تھے کہ بدھ کے دن سنہ 740 کو آدھی رات کے وقت تونس میں سلطان ابوبکر کے مرنے کی خبر آ گئی، اس کے بعد لوگ اپنے بستروں سے اٹھ کر قصر امارت کی طرف ایک دوسرے سے موت کی خبر پوچھتے اور سنتے ہوئے چل پڑے۔ کئی لوگ ساری رات مدہوش آدمیوں کی طرح پھرتے رہے حالانکہ وہ مدہوش نہیں تھے۔ اس کے بعد امیر ابوحفص جلدی سے گھر سے اٹھ کر محل کی طرف آیا اور اس پر قبضہ کر کے اس کے دروازوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر ابومحمد بن تافراکین حاجب کو اس کے گھر سے بلایا نیز موحدین کے مشائخ، غلاموں اور فوج کے آدمیوں کو بھی بلایا۔ اس کے بعد حاجب نے ان سے امیر ابوحفص کی بیعت لی پھر دوسرے دن اس نے حکومت کی طرف سے ایک عظیم تقریب منعقد کی جسے ابومحمد نے قوانین کا ماہر ہونے کے باعث اچھی طرح ترتیب دی۔ اس کے بعد وہ ختم ہو گئی اور اس میں اس کی بیعت ہو گئی، یوں اس کی خلافت مضبوط ہو گئی۔ امیر خالد بن مولانا سلطان جب الحضرۃ میں مقیم تھا تب اس نے وفات کی خبر سنی تو اسی رات بھاگ گیا لیکن اسے مندیل بن کعوب کے لڑکوں نے گرفتار کر لیا اور اسے الحضرۃ واپس لا کر قید کر دیا۔ اس کے بعد اس کے باپ محمد بن تافراکین نے پہلے کی طرح حجابت کا کام سنبھال لیا یہاں تک کہ سلطان کے خواص نے اس کے متعلق بہت چغلیاں کرنی شروع کر دیں، وہ مسلسل اسے اس کے خلاف بھڑکاتے رہے اور اس کے حسد کا ذکر کرتے رہے، اس کے علاوہ اس کے باپ کے دور میں حاجب اور امیر کے درمیان جو چپقلش پائی جاتی تھی، وہ اس کا تذکرہ بھی کرتے رہے۔ اس نے پھر اپنے مرتبے کے لحاظ سے ان سے حصہ لیا اور اس نے حاجب کو ان سے ڈرایا۔ بعدازاں اس نے ان کے ساتھیوں سے جان چھڑانے کے لئے حیلہ کیا جیسا کہ ابھی بیان کیا جائے گا۔

امیر ابوالعباس کا قتل

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابوبکر نے اپنے بیٹے امیر ابوالعباس جو الجرید کا والی تھا کو اپنا ولی عہد بنایا تھا لہٰذا جب اسے اپنے باپ کی وفات اور اپنے بھائی کی بیعت کی اطلاع ملی تو اسے الحضرۃ کے باشندوں پر عہد شکنی کرنے کی وجہ سے بہت طیش آیا۔ اس نے پھر عربوں کو اپنی حکومت کی مدد کے لئے بلایا تو انہوں نے اس کی پکار کا جواب دیا، وہ سب کے سب اس کے بھائی کی اطاعت چھوڑ کر اس کی مدد کو آ گئے کیونکہ وہ عرب ارباب حکومت اور دوسرے لوگوں پر اپنی تلوار کی دھار تیز رکھتا اور انہیں مارتا رہتا تھا۔ اس نے پھر الحضرۃ پر چڑھائی کی۔ اس کے بھائی ابو فارس نے جو سوسہ کا حکمران تھا، قیروان میں اس سے لڑائی کی تو اس نے اطاعت اختیار کر لی، یوں وہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ سلطان ابو حفص عمر نے بعدازاں اپنی فوج کو اکٹھا کیا، اس کی کمزوریوں کو دور کیا اور شعبان کو تونس سے کوچ کر گیا۔ اب اس کا حاجب ابومحمد بن تافراکین اسؔ سے اپنی موت سے ڈر گیا اور اپنے بچاؤ کی تدابیر کرنے لگا۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو حاجب ایک کام کے لئے تونس واپس آ گیا اور رات کو سوار ہو کر مغرب کی طرف چلا گیا۔ جب سلطان کو اس کے بھاگ جانے کی اطلاع ملی تو وہ بھی بھاگ گیا، یوں اس کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی۔ اس نے پھر اپنے بھائی ابوالبقاء کو اپنی قید سے رہا کر دیا اور پھر اپنی حکومت کی ساتویں رات کو اپنے محل میں داخل ہوا۔ لیکن آٹھویں دن امیر ابوحفص نے اس پر حملہ کر دیا لہٰذا شہر نے اس پر چڑھائی کر دی کیونکہ عوام کے دلوں میں اس کے متعلق کینہ تھا کیونکہ وہ ان کی عورتوں کو اغوا کر کے لے آیا تھا۔ وہ جوانی کے جنون میں اکثر رات کے وقت ان کے گھروں میں چلا جاتا تھا، وہ اکثر مکانوں میں اپنی لذات کو پورا کرتا تھا لہٰذا اس نے پھر اپنے بھائی امیر ابوالعباس پر حملہ کر دیا اور نہایت تیزی کے ساتھ اس کے سر کو نیزے پر چڑھا دیا۔ بعدازاں اس کے جسم کو فوج نے روند ڈالا اور وہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نشان بن گیا۔ اس کے بعد شہر میں جو عام عرب سردار اور ان کے جوان تھے، وہ بھڑک اٹھے۔ اس

افراتفری میں جن لوگوں کے لئے قتل ہونا مقدر تھا، وہ قتل ہو گئے۔ بعدازاں بہت سے لوگوں کو کھینچ کر سلطان کے پاس لے جایا گیا تو اس نے انہیں قید کر دیا۔ اس نے پھر ان میں سے ابوالھون بن حمزہ بن عمر کو قتل کر دیا اور اپنے دونوں بھائیوں خالد اور عزوز کو گرفتار کر لیا۔ اس نے مخالف اطراف سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دے دیا لہٰذا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ ان کے مرنے کے بعد الحضرۃ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس نے پھر حجابت پر ابوالعباس احمد بن علی بن زین کو مقرر کیا جو کاتبوں کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ فقشی حاجب کا کاتب تھا اور پھر وہ ظافرالکبیر کا کاتب بنا۔ اس دوران سلطان ابوبکر اپنی حکومت کے آغاز میں الحضرۃ پہنچا لہٰذا علی بن عمر نے ابن قالون حاجب کی ولایت پر افسوس کیا۔ بعدازاں سلطان نے اس کے متعلق گفتگو کی اور اسے ہٹا دیا پھر اسے قیدخانے سے رہا کر دیا۔ وہ پھر مغرب کی طرف چلا گیا اور سلطان ابن السعید کے ہاں اترا تو اس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور سلطان کے تمام عہد حکومت میں جلاوطن رہا۔ اس دوران امیر ابوحفص نے اس کے بیٹے کو کاتب بنا لیا تھا اور اس کا اس کے ساتھ تعلق تھا۔ جب ابی محمد بن تافراکین کے فرار کے بعد اس کی حکومت طاقت ور ہو گئی تو اس نے اس کے باپ ابوالعباس کو اپنی حجابت پر مقرر کیا جبکہ لڑائی اور فوج کا سالار اپنے باپ اور دادا کے غلام ظافر کو مقرر کیا جو السنان کے نام سے معروف تھا۔ اس نے اپنے مشورے اور راز کے لئے دراصل اسے پسند کیا تھا۔ اس نے پھر ابوعبداللہ محمد بن فضل بن نوار کو اپنا کاتب بنایا جو تونس کے شریف گھرانوں کے فقہاء اور قضاۃ کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے اسلاف بھی معروف آدمی تھے اور وہ پھر سلطان کے گھر آ گیا۔ اس نے پھر اس کے بیٹے کے لئے مکتب بنایا اور اسی امیر ابوحفص نے ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے یہاں علم پڑھا، اسے سنایا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ بڑی عنایت کرتا تھا۔ جب اس نے اپنی مستقل حکومت قائم کر لی تو وہ اس کا مستقل مشیر تھا۔ اس کا حال اسی طرح رہا یہاں تک کہ وہ کیفیت ہوئی جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے انشاءاللہ۔

سلطان ابوالحسن کی افریقہ پر حکمرانی

اس دوران سلطان ابوالحسن نے سب سے پہلے تلمسان پر قبضہ کیا تھا اگرچہ اس سے قبل بھی وہ افریقہ پر قبضہ کرنے کے متعلق سوچا کرتا تھا۔ وہ مسلسل سلطان ابوبکر کے ضمن میں گردش روزگار کا منتظر رہا کرتا تھا۔ وہ دراصل اس کے ارتقاء کے سلسلے میں پوشیدہ طور پر حسد کرتا تھا لہٰذا جب اس کی وفات کے بعد اس کا حاجب محمد بن تافراکین اسے ملا تو اس نے اسے افریقہ کی سلطنت کے متعلق لالچ دلایا اور اسے وہاں جانے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر اس کے لئے نئی کشتیاں بنائیں تو اس بات سے اس کے عزائم بیدار ہو گئے۔ بعدازاں ولی عہد اور اس کے دونوں بھائیوں کی وفات کی خبر اور لڑائی کی خبر بھی اس کے پاس پہنچ گئی لہٰذا اس بات نے اسے غصہ دلا دیا کیونکہ وہ اس کی ولی عہدی پر رضامند تھا کیونکہ ولی عہدی کے متعلق اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر اس کے رجسٹر میں موجود تھی، یہ واقعہ کچھ یوں ہوا کہ امیر ابوالعباس، ابوالقاسم بن عتو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، سلطان کے آخری ایام میں سلطان ابوالحسن کے پاس تحائف لے کر گیا تھا، وہ اس وقت معاہدے کے رجسٹر کو بھی ساتھ لیتا گیا اور سلطان ابوالحسن کے والد کو اس سے آگاہ کیا۔ اس نے پھر اس سے اس عہد کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور اس نے یہ بات اس کے رجسٹر میں اپنے خط میں لکھی لہٰذا اس نے اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھا اور اس کے عہد کو پختہ کر دیا۔ جب اسے ولی عہد کے مرنے کی اطلاع ملی تو وہ بہانے کرنے لگا تاکہ جو بات اس نے پختہ کی ہے، وہ اسے توڑ دے لہٰذا اس نے پھر افریقہ اور وہاں جو لوگ رہتے تھے، ان سے لڑائی کرنے کی ٹھان لی اور تلمسان کے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے ان میں عطیات تقسیم کیے، کمزوریوں کو دور کیا اور پھر صفر سنہ 748 میں ان کے ہمراہ سامان سمیت گھسیٹتا ہوا کوچ کر گیا۔ بعدازاں حمزہ کے بیٹوں نے جو افریقہ میں بدوؤں کے امراء تھے اور کعوب کے آدمیوں نے ان کے بھائی خالد کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ لڑائی کے روز اپنے ہلاک ہونے والے بھائی ابوالحول کے بدلہ کے لئے اس سے مدد مانگے، اس نے ان کی بات مان لی۔ اسی دوران افریقہ سے اہل قاصیہ بھی ان کی اطاعت میں آ گئے لہٰذا قابس کا امیر ابن مکی اور توزر کا امیر ابن یملول، قفصہ کا امیر ابن العابد، الحامہ کا امیر ابن ابی عنان اور نفطہ کا امیر ابن الخلف یعنی ایک وفد کی صورت میں اس کے پاس آئے اور بوھران میں اسے ملے۔ انہوں نے پھر رغبت اور خوف سے اس کی بیعت کی اور امیر طرابلس ابن ثابت کی بیعت بھی اس کے سامنے پیش کی۔ یہ ہی آدمی ان سے پیچھے رہ گیا کیونکہ اس کا گھر دور تھا۔ ان کے بعد پھر الزاب کا امیر یوسف بن منصور بن مزنی

بھی آیا جس کے ساتھ زواودہ کے موحدین کے مشائخ بھی تھے۔ ان کا سرزدار یعقوب بن علی تھا لہٰذا بجایہ کے مضافات سے بنو حسن اسے ملے تو اس نے ان کی خوب عزت افزائی کی، اس نے انہیں نہایت قیمتی عطیات و انعامات دیئے اور ان میں سے ہر ایک کو اس کے شہر اور عملداری پر حکمران مقرر کر دیا۔ اس نے پھر اہل جزائر کے ساتھ خراج کے لئے والی بھیجے کہ وہ مسعود بن پر ساوی کی جو طبقہ وزراء میں سے تھا، نگرانی کریں۔ بعدازاں وہ تیزی کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا لہٰذا جب اس کی فوجیں بجایہ کے قریب آئیں تو وہاں کے باشندوں نے نہایت بہتر انداز میں اپنا تحفظ کیا پھر اس کی طرف جھکاؤ اختیار کر لیا۔ لہٰذا بجایہ کے حکمران ابوعبداللہ محمد بن الامیر نے باہر نکل کر اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر اسے اس کے بھائیوں سمیت مغرب کی طرف بھیج دیا اور اسے مذرومہ شہر میں اتارا۔ اس نے اسے ضروریات پورا کرنے کے لئے اس کے ٹیکس سے حصہ دیا۔

بعدازاں اس نے ٹیکس کی وصولی کے لئے اپنے عمال اور خلفاء کو بھیجا اور خود قسنطینہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں پر امیر ابوعبداللہ کے بیٹے اس کی پیشوائی کو نکلے جن کے آگے آگے ان کا بڑا بھائی ابوزید بھی تھا، وہ ان کے پاس آیا اور انہیں مغرب کی طرف بھیج دیا۔ اس نے انہیں وجدہ شہر میں اتارا اور وہاں کا ٹیکس انہیں دیا۔ اس نے پھر اپنے عمال اور خلفاء کو قسنطینہ میں اتارا اور اپنے قرابتداروں کو جہاں پر قید تھے، وہاں سے انہیں رہا کر دیا۔ ان رہا ہونے والوں میں ابوعبداللہ محمد، سلطان ابوبکر کا بھائی اور اس کے بیٹے، محمد بن امیر خالد، اس کے بھائی اور اس کے بیٹے بھی شامل تھے۔ اس نے انہیں پھر اپنے ساتھیوں میں شامل کر کے الحضرۃ سے مغرب کی طرف بھیج دیا۔ اس دوران وہاں پر اس کے پاس بنو حمزہ بن عمر اور ان کی کعوب قوم کے مشائخ آئے اور انہوں نے اسے تونس سے اولاد مہلہل کے اونٹوں کے ساتھ مولی ابی حفص کی طرف بھاگ جانے کی اطلاع دی۔ اس کے علاوہ اسے ان کے بیابان میں چلے جانے سے قبل انہیں روکنے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر ان کے ساتھ اس کی تلاش میں فوجیں بھیجیں تاکہ وہ اس کے غلام حموالعسری کی نگرانی کریں۔ اس کے بعد اس نے بنی عکسر کے یحییٰ بن سلیمان کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج تونس کی طرف بھیجی جس کے ساتھ ابوالعباس مکی بھی تھا۔ جلد ہی فوجیں امیر ابوحفص کی تلاش میں چل پڑیں، آخر کار انہوں نے اسے قابس کی جہات میں الحامہ کے علاقے میں پکڑ لیا اور ان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے معمولی سا دفاع کیا پھر وہ اور امیر ابوحفص کا گھوڑا کبابہ جنگلی چوہوں کے سوراخ میں گھس گئے۔ یوں پیادہ پا چلتے ہوئے اس سے اور اس کے غلام ظافر سے تاریکیاں دور ہو گئیں۔ لیکن جلد ہی ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ فوج کے سپہ سالار نے انہیں اپنے ہاتھ سے باندھ دیا۔ جب رات ہو گئی تو اسے خیال آیا کہ کہیں اپنے آقا کے حضور انہیں پیش کرنے سے قبل عرب انہیں اس کی قید سے چھڑا نہ لیں لہٰذا اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور پھر ان کے سروں کو سلطان ابوالحسن کے پاس بھیج دیا۔ یوں وہ باجہ میں اس کے پاس پہنچ گئے۔ اس کے بعد فوج کا ایک دستہ لڑائی سے قابس کی طرف بھاگ گیا تو عبدالملک بن مکی نے حکومت کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن میں ابوالقاسم بن عتو بھی شامل تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ اس کے علاوہ صخر بن موسیٰ بھی تھا جو سدویکش کے جوانوں میں سے تھا اور دیگر اعیان حکومت بھی شامل تھے لہٰذا ابن مکی نے انہیں سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس نے پھر ابن عتو، صخر بن موسیٰ اور علی بن منصور کے ہاتھ پاؤں مخالف اطراف سے کاٹ دیئے اور باقی آدمیوں کو قید کر لیا۔ یوں اس کی فوجیں تونس کی طرف بڑھ گئیں۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے سلطان آیا اور اسی سال جمادی الآخرہ کے مہینے میں بڑے تزک اور احتشام کے ساتھ الحضرۃ میں داخل ہوا۔ اس کے بعد، آوازیں ماند پڑ گئیں اور لوگ پرسکون ہو گئے اور مفسد پردازوں کے ہاتھ رک گئے۔ یوں بونہ کی ازیال کے سوا موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا کیونکہ اس نے وہاں پر مولا فضل بن مولانا ابی بکر کو اس کی دامادی کے مقام کی وجہ سے اور اپنے باپ کی وفات پر اس کے پاس حاضر ہونے کی وجہ سے حکمران مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان قیروان کی طرف اور پھر سوسہ اور مہدیہ کی طرف کوچ کر گیا، اس نے وہاں کے آثار کا طواف کیا اور شیعہ اور منہاجیہ کے ملوک کے آثار اور عمارات پر کھڑا ہوا۔ اس دوران اس نے وہاں کی قبور کی زیارت سے برکت حاصل کی جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ صحابہ، تابعین اور اولیاء کی قبور ہیں۔ بعدازاں تونس کی طرف لوٹ آیا اور آخر شعبان میں اس میں داخل ہو گیا۔

امیر ابوالعباس فضل کی بونہ پر حکمرانی

سلطان ابوالحسن نے سلطان ابوبکر کی موت سے قبل اس کی ایک بیٹی سے رشتہ کیا تھا۔ لہٰذا اس نے اس سلسلے میں عریف بن یحییٰ کو جوزغبہ میں

سے بنی سوید کا سردار، اس کا مشیر اور خاص راز دار تھا، ارباب حکومت کے ایک وفد کے ساتھ جو طبقہ فقہاء کتاب اور موالی سے تعلق رکھتا تھا، اس کے پاس بھیجا۔ اس وفد میں اس کی مجلس کا مفتی ابو عبداللہ السطی، اس کی حکومت کا کاتب ابوالفضل عبداللہ بن ابی مدین اور امیر الحرم عنبر الحضی بھی شامل تھے لہٰذا سلطان نے اس کی مدد کی اور اپنی چہیتی لونڈی عزونہ متبقہ کے ساتھ اس کا عقد کر دیا۔ اس نے پھر اسے اس کی وفات سے قبل اس کے بھائی فضل کے ساتھ اس کے پاس بھیج دیا۔ اس وقت اس کے ساتھ ابو محمد عبدالواحد بن الجماز بھی تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ انہیں راستے میں سلطان کی وفات کی خبر مل گئی لہٰذا جب وہ سلطان ابوالحسن کے پاس آئے تو اس نے انہیں اچھی طرح قبول کیا اور ان کے فضل کے رتبہ کو بلند کر دیا اور ساتھ ساتھ اس کی حکومت کو اس کے لئے درست کر دیا۔ اس نے پھر اس بات کے ذکر سے پرہیز کیا لیکن اس نے دامادی کا تعلق اور سابقہ وعدے کا لحاظ کیا لہٰذا اس نے بونہ پر اس کے امیر مقرر ہونے میں اس کی مدد کی جو اس کے باپ کے دور میں ہی اس کی عملداری تھا۔ اس کے بعد جب وہ وہاں سے تونس گیا تو اس نے اسے وہاں اتارا لیکن مولیٰ فضل اس کینے کی وجہ سے الگ ہو گیا کیونکہ اس کی خواہش تھی کہ وہ اس کے پاس جانے کی وجہ سے اور اس کی دامادی کے حق کی وجہ سے اس کے آباء کے ملک کو اس کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ اس کے بعد وہ اپنی عملداری میں حملہ کرنے کی امید پر رہنے لگا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو ہم آگے بیان کریں گے۔

ابن دبوس کا بیان

جب سلطان ابوالحسن کے لئے افریقہ کی حکومت ٹھیک ہو گئی تو عربوں نے اپنے بادشاہوں سے شہر بطور جاگیر دینے اور ان پر ٹیکس لگانے پر افسوس کا اظہار کیا لہٰذا غم و غصہ کی وجہ سے انہوں نے اپنے سر جھکا لئے اور اس کے غلبے کے سامنے عجز اختیار کر لیا لیکن وہ ساتھ ساتھ گردش روزگار کا انتظار کرنے لگے۔ بعض اوقات کچھ بدو اطراف پر غارت گری بھی کرتے جنہیں سلطان ان کے بڑوں کی حرکت شمار کرتا۔ اس دوران اکثر انہوں نے تونس کے مضافات پر بھی غارت گری کی اور چراگاہوں سے کئی اونٹ ہانک کر لے گئے۔ یوں اس کے اور ان کے درمیان فضا تاریک ہو گئی۔ اس کے بعد وہ اس کی قتل و غارتگری کرنے والی فوج سے ڈر گئے اور اس کی لڑائی کی توقع کرنے لگے۔ بعدازاں انگور کے موسم میں ان کے جوانوں میں سے خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد جو بنو کعب میں سے تھا اور خلیفہ بن عبداللہ جو بنی مسکین میں سے تھا اور خلیفہ بن بوزید جو حکیم کے جوانوں میں سے تھا، اس کے پاس گئے۔ اس کے بعد ان کے برے افعال کی وجہ سے ان کے خیالات سلطان کے بارے میں بگڑ گئے لہٰذا انہوں نے سلطان کے خلاف خروج کرنے میں عبدالواحد بن اللحیانی کو بھی شامل کر لیا۔ عبدالواحد کا واقعہ یہ ہے کہ وہ سنہ 732 میں تونس سے فرار ہونے کے بعد ابو تاشفین کی طرف چلا گیا اور وہاں عزت و احترام کے ساتھ مقیم رہا۔ جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان کا محاصرہ کیا اور اس کا یہ محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو عبدالواحد نے ابو تاشفین سے کہا کہ وہ بغاوت کے لئے اس سے الگ ہونا چاہتا ہے لہٰذا اس نے اسے الوداع کیا اور وہ پھر سلطان ابوالحسن کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد وہ ہمیشہ ہی اس کے ساتھیوں میں شامل رہا یہاں تک کہ وہ افریقہ میں جا اترا۔ اس کے بعد جب اس کے اور کعوب کے درمیان درشتگی پیدا ہو گئی تو انہوں نے بنی ابی حفص سے اعیاص کو طلب کیا۔ اس وقت وہ عبدالمومن سے بچنے کے لئے انہیں حکومت کے لئے منتخب کرتے تھے لہٰذا انہوں نے اسے داخل کر لیا اور یہ اس بات سے پریشان ہو گیا کیونکہ وہ سلطان کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس دوران سلطان کو بھی اطلاع مل گئی اور اس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر انہیں اس کے ساتھ بلایا تو انہوں نے انکار کیا اور تہمت لگائی لہٰذا اس نے انہیں ڈانٹا اور قید کر دیا بعدازاں ان کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے الحضرۃ کے میدان میں پڑاؤ ڈال دیا، اس نے عطیات کے دینے میں دیر کر دی اور کمزوریوں کو دور کیا۔ ان کے قبائل کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو ناامیدی نے ان کی امید کے اسباب قطع کر دیئے اور وہ جتھہ بندی کرتے ہوئے چل پڑے۔ وہ پھر اعیاص کی حکومت کے لئے اصلاح کرنے لگے۔ اس وقت مہلہل کے لڑکے ان کے سردار تھے جنہیں سلطان نے اپنی رضامندی اور قبولیت سے مایوس کر دیا تھا کیونکہ انہوں نے حد سے زیادہ مولیٰ ابی حفص کی خیر خواہی اور مدد کی تھی لہٰذا وہ پھر جنگل میں چلے گئے اور الرمال میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد قتیبہ بن حمزہ اور اس کی ماں ان کے پاس آئے، ان کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کی عورتیں بھی تھیں۔ انہوں نے پھر مہلہل کے لڑکوں کو عصبیت اور قرابت کا واسطہ دیا تو انہوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور قصطیلہ میں اکٹھے ہو گئے۔ وہ پھر مٹی اور خون کو اکسانے لگے اور سلطان کی

لڑائی اور خوف کے دامن گیر ہونے پر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ اس دوران وہ موحدین کے اعیاص سے امارت کے لئے آدمی تلاش کرنے لگے۔ اس وقت احمد بن دبوس جو مراکش میں بنی عبدالمومن کا آخری خلیفہ تھا، توزر میں موجود تھا ہم طرابلس کے علاقوں میں اس کے خروج اور سلطان ابوعصیدہ کے عہد میں عربوں کے ساتھ اس کے تونس پر حملہ کرنے کے حالات بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد وہ منتشر ہو گئے اور عثمان قابس اور طرابلس کی جہات میں باقی رہ گیا یہاں تک کہ جزیرہ جربہ میں مرگیا۔ اس دوران اس کے باپ عبدالسلام کے بیٹے کچھ وقت کے بعد الحضرۃ میں مقیم ہو گئے لیکن انہیں سلطان ابوبکر کے دور میں وہاں قید کر دیا گیا۔ اس نے پھر انہیں ابن الحکیم کے لڑکوں کے ساتھ اس کی مصیبت کے وقت اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیا جیسا کہ ہم ان سب باتوں کو بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد وہ اسکندریہ میں اترے اور اپنی معاش کے لئے متفرق پیشے سیکھنے لگے۔ بعدازاں ان میں سے احمد مغرب کی طرف واپس آ گیا اور توزر میں مقیم ہو گیا۔ اس نے پھر سلائی کا کام سیکھ لیا۔ جب عربوں نے اعیاص کو تلاش کیا تو اس کے بعض جاننے والوں نے اس کی عدم شہرت کے باوجود اس کے متعلق انہیں بتا دیا۔ اس طرح وہ اس کے پاس جا کر اسے لے آئے اور ہتھیار لے کر اس کے پاس آ گئے۔ انہوں نے پھر اسے امیر بنا لیا اور موت پر اس کی بیعت کی۔ اس کے بعد سلطان اپنی فوج کے ساتھ ایام حج میں تونس سے سنہ 8 میں ان کے پاس واپس آیا اور قیروان سے ورے قنینہ میں ان کے ساتھ لڑائی کی لہٰذا اس نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور وہ اس کے آگے آگے قیروان کی طرف بھاگ گئے۔ وہ پھر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور 2- محرم سنہ 9 کو موت کے طلبگار بن کر لوٹ آئے۔ یوں اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ قیروان میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے پھر اس کے پڑاؤ کو سامان سمیت لوٹ لیا اور اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ان میں اختلاف نے جنم لیا اور وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد وہ تونس کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

شیخ ابومحمد کی روداد

اس زمانے میں شیخ ابومحمد بن تافراکین سلطان ابوبکر کی حجابت کے ایام میں اپنے کام میں آزاد تھا اور اس کے بقیہ کام بھی اسی کے سپرد تھے لیکن جب سلطان ابوالحسن نے اسے اپنا وزیر بنایا تو وہ اسے اپنے پسندیدہ کام پر نہیں لا سکا کیونکہ وہ اپنے کام پر نگران تھا اور وزراء کو کام تفویض کرنا اس کی شان نہیں تھی۔ اس کا خیال تھا کہ سلطان ابوالحسن اسے افریقہ کی حکومت سپرد کرے گا حتیٰ کہ اکثر اوقات وہ خیال کرتے تھے کہ اس نے اس کے متعلق اس سے وعدہ کیا تھا۔ اس وقت اس کے دل میں حکومت کے متعلق بیماری تھی جبکہ عرب اس کے ساتھ اپنے دلی اختلافات اور حملے کے متعلق باتیں کرتے تھے لہٰذا جب سلطان ابوالحسن اور اس کی فوج پر ان کے متغلب ہونے کی خواہش پوری ہو گئی تو انہوں نے قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد ابن تافراکین نے سلطان کے خلاف بغاوت کرنے کی تدبیر کی کیونکہ اس ہی سے اس کی اور اس کی قوم واضح ہوتی تھی۔ اس نے پھر عربوں کو اس کی ملاقات کے لئے بھیجا اور یہ بھی کہ وہ اسے اپنی بیعت کی باتیں سنا کر اطاعت پر آمادہ کریں لہٰذا اس نے اسے اجازت دی اور وہ ان کے پاس گیا۔ انہوں نے پھر اسے اپنے سلطان کی حجابت سپرد کر دی اور پھر اسے قصبہ کے محاصرے کے لئے بھیج دیا۔ بعدازاں اس نے تونس سے کوچ کرتے وقت اپنے بہت سے بیٹوں اور اپنی قوم کے بہت سے سرداروں کو پیچھے چھوڑا۔ اس کے بعد اس نے سلطان کی فوج کو ان پر اپنا جانشین بنایا لہٰذا تونس کے جو لوگ ان کے ساتھ تھے، انہوں نے قصبے میں پناہ لے لی۔ بعدازاں عوام نے انہیں گھیر لیا مگر وہ قصبے کو سر نہیں کر سکے۔ انہوں نے پھر کئی ہتھیار بنائے اور لوگوں میں اموال کو تقسیم کیا۔ اس دوران ان میں معلوجین کے بشیر کی سرمایہ داری کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ بعدازاں امیر ابوسالم بن سلطان ابوالحسن مغرب سے آیا تو اسے قیروان سے ورے ہی خبر مل گئی لہٰذا اس کی فوج منتشر ہو گئی جبکہ وہ خود تونس کی طرف واپس آ گیا۔ یہ قصبے میں ان کے ساتھ تھا۔ جب ابن تافراکین قیروان کے حصار کے گڑھے سے نکلا تو انہوں نے تونس کے قصبے پر قبضہ کرنے کا لالچ کیا لہٰذا اس نے اس کی مہر توڑ دی۔ وہ پھر سلطان ابن ابی دبوس سے ملا، جو لوگ وہاں موجود تھے، ان کی وجہ سے ابن تافراکین نے بہت تنگی برداشت کی اور پھر وہاں منجنیقیں نصب کر دیں مگر وہ کچھ کام نہیں آئیں۔ وہ اس دوران قوانین کے اختلال اور کاموں کے اضطراب کی وجہ سے خود ہی نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اسے سلطان کے متعلق خبر ملی کہ وہ قیروان سے سوسہ کی سمت چلا گیا ہے۔ اس کا ایک واقعہ کچھ یوں ہے کہ عربوں نے اس کی فوج پر دھاوا بولنے کے بعد قیروان کا محاصرہ کر لیا اور وہ اس کے محاصرے میں شدت اختیار کرتے گئے۔ اس

دوران سلطان اور یعقوب میں سے مہلہل کے لڑکوں او بنی سلیم میں سے حکیم نے اس کے چھوڑنے کے سلسلے میں دخل اندازی کی تو اس نے ان سے اموال کی شرط لگائی جس کے باعث بعد میں عربوں کی رائے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس دوران قیروان سے قتیبہ بن حمزہ اطاعت کے خیال سے اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قبول کیا، اس نے پھر اس کے دونوں بھائیوں خالد اور احمد کو رہا کر دیا اور ان سے کوئی پیمان نہیں کیا۔ اس کے بعد مہلہل کی اولاد میں سے محمد بن طالب اور خلیفہ بن ابی زید اور قوس کی اولاد میں سے ابوالہول بن یعقوب اس کے پاس آئے۔ بعدازاں وہ اپنی فوج سمیت ان کے ساتھ سوسہ کی طرف گیا اور اس پر حملہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ وہاں سے اپنے بحری بیڑوں میں سوار ہو کر تونس کی طرف آیا۔ اس دوران تونس میں ابن تافراکین کے پاس بھی یہ خبر پہنچ گئی لہٰذا وہ اپنے اصحاب سے کھسک کر اور ایک کشتی پر سوار ہو کر ربیع سنہ 43 میں اسکندریہ کی طرف چلا گیا۔ جب اس کے اصحاب نے صبح کو اسے گم پایا تو وہ مضطرب ہو کر تونس سے بھاگ گئے۔ اس کے بعد اہل قصبہ نے جو سلطان کے ساتھی تھے، باہر نکل کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے خواص کے گھروں کو تباہ کر دیا۔ بعدازاں سلطان ربیع الآخر میں اپنے بحری بیڑے سے وہاں اترا اور اس کے پاؤں وہاں جم گئے۔ اگر اس کے بیٹوں نے مغرب میں جا کر اس کے اسباب کو قطع نہیں کیا ہوتا تو وہ واپسی کی امید کرتا لیکن اس کا ذکر ہم ان کے حالات میں کریں گے۔ بعدازاں عربوں اور ابن ابی دبوس نے ان کے ساتھ الحضرۃ پر چڑھائی کی اور وہاں پر سلطان سے لڑائی کی مگر وہ الحضرۃ کو سر نہیں کر سکے لہٰذا وہ پھر مصالحت کی طرف آ گئے اور اس نے ان سے صلح کر لی۔ اس کے بعد حمزہ بن عمر اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قید کر دیا یہاں تک کہ اس نے ابن ابی دبوس کو گرفتار کر لیا۔ اس نے پھر اسے اس پر قدرت دیدی اور وہ ہمیشہ اس کی قید میں رہا یہاں تک کہ وہ مغرب کی طرف چلا گیا۔ وہ خود پھر اندلس چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس دوران سلطان نے تونس میں قیام کیا۔ جب احمد بن مکی اس کے پاس گیا تو اس نے عبدالواحد بن اللحیانی کو شرقی سرحدوں طرابلس، قابس، صفاقس اور جربہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے ابن مکی کے ساتھ بھیج دیا لیکن وہ وہاں پہنچتے ہی طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا۔ اس نے پھر ابوالقاسم بن عتو کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، امارت دے دی۔ یہ وہی شخص ہے جسے اس نے ابومحمد بن تافراکین کے اکسانے پر قلع کر دیا تھا لہٰذا جب اس کا اختلاف نمایاں ہو گیا تو اس نے ابن عتو کو دوبارہ اس کا عہدہ دے دیا بلکہ اسے بلاد قسطیلہ کا امیر بنا کر اسے وہاں بھجوا دیا۔ بعدازاں وہ خود تونس میں مقیم ہو گیا۔ اس کے اگلے حالات کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے انشاءاللہ۔

امیر فضل کا بجایہ پر قبضہ

مغرب میں سلطان ابوالحسن کی حکومت کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر سال کے آخر میں عمال کے وفد اپنے خراج اور اپنے اعمال کے محاسبے کے لئے اس کے پاس آتے تھے لہٰذا وہ قاصیۃ المغرب سے اس سال بھی اس کے پاس آئے جب انہیں قسطنطینہ کی لڑائی کی خبر ملی۔ اس دوران الزاب کا عامل ابن مزنی بھی ان کے ساتھ اپنے خراج اور تحائف کے ساتھ آیا، ان کے ساتھ اس کا عم زاد تاشفین بن سلطان ابی الحسن بھی تھا جو جنگ طریف کے دن سے قید تھا لیکن جب طاغیہ اور اس کے باپ کے درمیان صلح ہوئی تو اس نے اسے رہا کر دیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ اپنے جرنیلوں کی ایک جماعت بھیجی جو اس کے ساتھ اس کے باپ کے پاس آئے۔ اس دوران مغرب سے اس کا بھائی عبداللہ بھی اس کے ساتھ آیا اور ان کے ساتھ اہل مالی کا ایک سوڈانی وفد بھی سفارت کی غرض سے آیا لہٰذا یہ سب قسطنطینہ میں اکٹھے ہو گئے۔ اس کے بعد جب انہیں سلطان پر حملے کی خبر ملی تو پریشانی میں اضافہ ہو گیا۔ بعدازاں عوام کے بیوقوفوں نے جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا، اسے چھیننے کا ارادہ کیا، اس پر سرداروں کو اہل شہر سے اپنی جانوں کے متعلق خوف لاحق ہو گیا۔ انہوں نے پھر ابوالعباس فضل کو اس کی عملداری بونہ سے بلایا۔ جب وہ قسطنطینہ آیا تو عوام نے ان تمام وفود اور عمال پر حملہ کر دیا اور جو وہاں موجود تھے ان کے اموال لوٹ لئے۔ حتیٰ کہ ان میں سے کچھ آدمیوں کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد سلطان کے بیٹے سلطان اور جلالقہ کے وفود کے ساتھ ابن مزنی کی معیت میں بسکرہ میں زواودہ کے امیر یعقوب بن علی کی حفاظت میں آ گئے۔ ابن مزنی نے پھر ان کی خوب مہمان نوازی کی اور عزت افزائی کی یہاں تک کہ وہ رجب سنہ [redacted] میں سلطان ابوالحسن کے پاس تونس چلے گئے۔ اس دوران مولیٰ فضل قسطنطینہ کی طرف آ گیا اور اس نے اپنی قوم کی کھوئی ہوئی حکومت کو دوبارہ قائم کیا، یوں لوگوں کو اس نے اپنے عدل و احسان سے شادکام کر دیا اور ان میں

جاگیریں اور انعامات دیئے۔ لیکن جب اس نے صاغیہ کے اہل کو دیکھا کہ وہ دعوت حفصی کی طرف مائل ہیں تو وہ بجایہ چلا گیا جب وہ وہاں پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے ان عمال پر حملہ کر دیا جنہیں سلطان نے وہاں اتارا تھا اور انہیں لوٹ لیا۔ ان کی یہ مصیبت دیکھ کر حریفتہ الزفل کی سمت بھاگ گئے۔ بعدازاں فضل نے بجایہ میں آ کر تخت پر قبضہ کر لیا اور پھر اسے قسطنیہ اور بونہ کے ساتھ اپنی حکومت میں شامل کر دیا۔ یوں اس نے پہلے کی طرح دوبارہ حکومت کے القاب اور آداب کو اختیار کر لیا اور الحضر ۃ کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ ابھی یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ مغرب سے بجایہ اور قسطنیہ کے امراء کے آنے کی خبر آ گئی۔ یہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب امیر ابوعنان کو اپنے باپ کے ساتھ لڑائی کرنے اور اپنے بھتیجے منصور کی اپنے ملک کے نئے دارالخلافے کی طرف جانے کی خبر ملی تو اس نے محسوس کر لیا کہ اس کا باپ قیروان میں حصار کے گڑھے سے نکل رہا ہے لہٰذا اس نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور پھر اپنی طرف دعوت دینے لگا اور مغرب کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں ذکر کریں گے۔ اس نے پھر امیر ابوعبداللہ محمد بن الامیر ابی زکریا کو جو بجایہ اور انباء کا حکمران تھا، اس کی عملداری کی طرف بھجوایا، اس نے اسے مالی مدد دی اور اس سے عہد لئے کہ اس کے باپ کے مقابلے میں اس کا ساتھی ہوگا اور وہ پھر اس کے اور خلوص کے درمیان حائل ہو جائے گا جبکہ وہ وہاں سے گزرے گا لہٰذا ابوعبداللہ بجایہ کی طرف چلا گیا۔ واضح رہے کہ اس سے قبل اس کے چچا نے وہاں پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا تھا لہٰذا اس نے بجایہ میں اس کے ساتھ لڑائی کی اور لمبے عرصہ اس کا محاصرہ کیئے رکھا۔ بعدازاں نبیل مولی بن معلوجی مولیٰ امیر ابوعبداللہ لڑائی کو چھوڑ کر اس کے پاس چلا گیا اور اس نے اس کے بعد اس کے بیٹوں کی کفالت کی۔ اس کے بعد وہ قسطنیہ کی طرف چلا گیا جہاں اس سے قبل فضل عامل تھا لہٰذا لوگوں نے اسی وقت اس پر حملہ کر دیا پھر نبیل نے اندر داخل ہو کر شہر پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر امیر بنی زید بن امیر عبداللہ کی دعوت دینے لگا۔ اس دوران امیر ابوعنان اسے اور اس کے بھائیوں کو مغرب کی طرف لے گیا تھا لہٰذا اس نے فاس میں مقیم ہونے کے بعد ان سے اپنے باپ کے متعلق ان کے چچا کی طرح پختہ عہد لینے کے بعد ان کے مقام امارت قسطنیہ کی طرف بھیج دیا۔ یوں وہ نبیل مولا ہم کے پیچھے پیچھے وہاں آ گئے اور شہر میں داخل ہو گئے اور پھر ابوزید اپنی امارت کی جگہ مقیم ہو گیا جیسا کہ وہ مغرب کی طرف ان کے کوچ کرنے سے قبل فروکش تھا۔ اس دوران امیر ابوعبداللہ نے ہمیشہ بجایہ سے لڑائی کی یہاں تک کہ اس نے رمضان کی ایک شب بعض ان جیسے لوگوں کی مدد کے ساتھ جنہیں اس کے غلام نے داخل کیا تھا، بجایہ پر شب خون مارا اور اس بارے میں فارح نے اس کی مدد کی لہٰذا اس نے انہیں اموال دیئے اور انہوں نے پھر اس سے شب خون مارنے کا وعدہ کیا۔ انہوں نے پھر اس کے دروازوں میں سے باب البر کو اس کے لئے کھول دیا اور وہ اس میں داخل ہو گیا۔ اچانک لوگوں کو یوں ڈھولوں کی آواز نے آ لیا اور سلطان اپنی نیند سے بیدار ہوا۔ وہ پھر اپنے محل سے نکل کر اس پہاڑ پر چڑھ گیا جو بجایہ پر جھانکتا ہے اور بعدازاں اس کی گھاٹیوں میں گھس گیا یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی۔ جب اس پر حملہ کر کے اسے اس کے بھتیجے کے پاس بلا لیا گیا تو اس نے اس پر احسان کیا اور اسے زندہ رہنے دیا لیکن اس نے اسے کشتی پر سوار کروا کر شوال سنہ 49 میں بونہ شہر کی طرف بھجوا دیا۔ اس دوران بعض اعیاص کو اس کی قرابت سے غم ہوا جنہوں نے اس پر حملہ کیا تھا، ان میں محمد بن عبدالواحد تھا جو ابوبکر بن امیر ابو زکریا اکبر کی اولاد میں سے تھا، وہ اور اس کا بھائی عمر اس وقت الحضرۃ میں تھے اور عمر کی نظر قرابت پر تھی لہٰذا جب یہ اضطراب پیدا ہوا تو وہ فضل کے پاس چلے گئے۔ وہ پھر انہیں بجایہ کی طرف سفر کرنے کے وقت بونہ میں چھوڑ گیا۔ انہیں پھر حکومت پر قبضہ کرنے کی سوجھی مگر ابھی ان کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ عوام و خواص نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ اسی ہنگامے میں قتل ہو گئے۔ بعدازاں فضل بونہ کی طرف آ گیا جبکہ ان کے آثار مٹ چکے تھے اور ان کے بادل چھٹ چکے تھے لہٰذا وہ اپنے محل میں داخل ہو گیا اور اس نے سفر کا عصا پھینک دیا۔ اس کے بعد امیر ابوعبداللہ بن امیر ابوزکریا بجایہ میں اپنے باپ کی حکمرانی کی جگہ خودمختار امیر بن گیا۔ اس طرح امیر ابوزید بن امیر ابوعبداللہ قسطنیہ میں اپنے باپ کی حکمرانی کی جگہ، امیر ابوالعباس فضل بونہ میں اپنی حکمرانی کی جگہ اور سلطان ابوالحسن تونس میں مستقل حاکم بن گئے یہاں تک کہ ان کے وہ حالات ہوئے جن کا تذکرہ ہم آگے چل کر کریں گے۔

تونس پر فضل کا حملہ

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ عرب سلطان ابودبوس کی اطاعت اختیار کرنے کے بعد سلطان ابوالحسن سے الگ ہو گئے تھے، انہوں نے پھر

دوسری بار اس پر چڑھائی کر دی اور اس میں قتیبہ بن حمزہ نے بڑا کردار ادا کیا۔ اس کا بھائی خالد مہلہل کی اولاد کے ساتھ سلطان کے پاس گیا، بعدازاں ان میں انتشار پیدا ہو گیا۔ پھر جب ان کا سردار عمر بن حمزہ حج کے لئے نکلا تو قتیبہ اور اس کے اصحاب امیر فضل اپنے مقام امارت بونہ سے اپنے حق اور اپنے اجداد کی حکومت کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے آئے لہٰذا اس نے انہیں جواب دیا اور سنہ 9 کے آخر میں ان کے قبیلوں کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے پھر تونس سے لڑائی کی اور اس پر چڑھائی کر دی لیکن پھر سنہ 50 کے آغاز میں اس سے لڑائی کو ترک کر دیا اور موسم گرما کے آخر میں وہاں سے چلے آئے جب اس دوران ابوالقاسم بن عتو نے صاحب الجرید کو اپنی عملداری توزر سے بلایا لہٰذا وہ فضل کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر تمام اہل جرید کو اطاعت پر آمادہ کیا، اس سلسلے میں بنو مکی نے اس کی اتباع کی یوں افریقہ اپنی اطراف سے سلطان ابوالحسن کے قبضے سے نکل گیا۔ وہ پھر سنہ 50 میں اپنے بحری بیڑوں پر سوار ہو کر انگور کے موسم میں مغرب کی طرف آیا۔ اس دوران مولیٰ فضل تونس کی طرف چلا گیا، اس وقت وہاں ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن موجود تھا جسے اس کے باپ نے مغرب کی طرف سفر کرنے کے وقت عوام کے حملوں اور ان کی گھبراہٹ سے بچنے کے لئے حکمران مقرر کیا تھا۔ وہ اس وجہ سے بھی اس سے مطمئن تھا کہ اس نے عمر بن حمزہ کی بیٹی کے ساتھ اس کا رشتہ کیا تھا۔ جب حج کے ایام میں مولیٰ فضل کے جھنڈے تونس پر لہرائے تو دعوت حفصی دینے کے لئے شیعوں کی نبض پھڑ کنے لگی اور عوام نے محل کا محاصرہ کر لیا، انہوں نے اسے پتھر مارے تو ابوالفضل نے بنی حمزہ کو اپنے رشتہ کے تعلق کا واسطہ دیا۔ اس دوران ابواللیل اس کے پاس آیا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو نکال کر قبیلے کے پاس لے گیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ بنو کعب کے جوانوں کو سوار کرا کر بھیجا جنہوں نے اسے اس کے مامن میں پہنچا دیا اور اسے اس کے وطن کی راہ بتائی۔ یوں فضل الحضر ۃ میں داخل ہوا اور اپنے آباء کی خلافت کی نشست پر بیٹھا، بنو مرین نے حکومت کے جن آثار کو مٹا دیا تھا اس نے پھر ان کی تجدید کی۔ اس کی مسلسل یہی حالت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم آگے ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابواسحاق کی بیعت

جب ابوالعباس الحضر ۃ میں داخل ہو کر اس کا حاکم بن گیا تو اس نے الجرید سے واپس آتے ہی اپنے چچا ابوالقاسم کی نیابت میں احمد بن محمد بن عتو کو اپنی جماعت کا امیر مقرر کر دیا جبکہ جنگ اور فوج کا سپہ سالار اپنے خاص دوست محمد بن الشواش کو مقرر کیا۔ اس وقت ابواللیل قتیبہ بن حمزہ اس کے دیگر امور میں اس پر حاوی تھا اور اس سے مطالبات کرنے میں بڑا جری تھا، لہٰذا اس کے خاص دوست نے اس بات سے برا منایا تو انہوں نے برا منانے کی وجہ سے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی خالد کو اور اس نے ابوالقاسم بن عتو کو جسے اس نے حجابت اور اپنی حکومت دی ہوئی تھی اور حکومت کی باگ ڈور بھی اس کے ہاتھ میں دے دی ہوئی تھی، یہ پیغام بھیجا تو وہ سوسہ سے سمندری سفر کے ذریعہ اس کے پاس آیا۔ اس کے بعد خالد بن حمزہ نے ترک عہد کے بعد اس سے اپنے بھائی کے خلاف معاون بننے کی خواہش کی۔ ابواللیل بن حمزہ نے بھی اس دوران ان کے امور کے استحکام سے قبل ان سے بات چیت کی لہٰذا اس نے سلطان پر غلبہ پالیا اور اسے اس کے سالار محمد بن الشواش کو معزول کرنے پر آمادہ کر لیا۔

اس نے پھر اسے بونہ کی فوجوں کا سالار بنا کر وہاں بھیج دیا، یوں ابواللیل بن حمزہ اور اس کے بھائی خالد کے درمیان لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی، قریب تھا کہ جماعت پریشان ہو جاتی اور اسی دوران میں کہ وہ لڑائی کی آگ کو ہوا دے رہے تھے اور فوجوں کو جمع کر رہے تھے کہ اچانک ان کا بڑا سردار عمر اور ابومحمد عبداللہ بن تافراکین حج کر کے واپس آ گئے۔ جب ابن تافراکین اسکندریہ میں اترا تو سلطان نے اس کے بارے میں اہل مشرق کی طرف پیغام بھیجا، ملوک مصر نے اسے کہا کہ وہ اس سلسلے میں پنچایت مقرر کرے لہٰذا سقاروس نے جوان دنوں حکومت پر حاوی تھا، اسے اس کے خلاف پناہ دی۔ وہ اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے پہلے مصر سے نکلا اور عمر بن حمزہ بھی اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے نکلا۔ وہ دونوں سنہ 50 کے آخر میں حجاج کی مجالس میں اکٹھے ہو گئے۔ ان دونوں نے پھر افریقہ کی طرف واپس جانے اور ان دونوں کے معاملے میں ان کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا۔ یوں وہ واپس لوٹ آئے۔ ان دونوں نے خالد اور قتیبہ کو صغیر میں پایا لہٰذا عمر بن دایہ کے اشارے سے وہ دونوں اکٹھے ہو گئے اور ٹھہر گئے۔ انہوں نے پھر ان کے دلوں سے کینوں کو دور کیا اور اس نے سلطان کے خلاف سازش کرنے پر اتفاق کیا۔ جب اس کے دوست قتیبہ نے اسے واپس آنے کا پیغام بھیجا تو اس نے اس بات کو قبول کر لیا۔ انہوں نے پھر اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ اپنی حجابت اپنے باپ کے ساتھی اور ان کی حکومت کے معزز

بندے ابو محمد تافراکین کے سپرد کر دے اور اسے ابن عتو سے لے کر اسے دے دے لیکن اس نے انکار کر دیا پھران کے قبائل شہر کے باہر اتر پڑے اور انہوں نے سلطان کو ان کی طرف جانے پر بھڑکایا تاکہ وہ اس عہد کو پورا کریں۔ یوں وہ شہر کے میدان میں کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے گھیر لیا۔ انہوں نے پھران کے گھروں تک ان کی اقتداء کی اور ابن تافراکین کو شہر میں داخل ہونے کے لئے کہا لہٰذا وہ جمادی الاولیٰ سنہ 51 کو اس میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد مولیٰ ابو اسحاق ابراہیم بن مولانا سلطان ابو بکر کے گھر گیا اور اس سے اس کی مرضی کے مطابق عہد کر کے اسے محل میں لے آیا۔ اس نے پھر اسے تخت خلافت پر بٹھا دیا اور تب عوام وخاص نے اس کی بیعت کی۔ ان دنوں وہ ایک نوخیز جوان تھا اس کے باوجود اس کی بیعت منعقد ہو گئی اور سب قبائل نے آ کر اس کی بیعت کر لی۔ بعد ازاں اس شب اس کے بھائی فضل کو بھی اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا۔ نصف رات کو اسے پانی میں ڈبو دیا گیا یہاں تک وہ جان بحق ہو گیا جبکہ اس کا حاجب ابو القاسم بن عتو شہر کی جھگیوں میں روپوش ہو گیا۔ تاہم کئی راتوں کے بعد اسے اس کے متعلق اطلاع مل گئی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور آزمائش میں ڈال دیا۔ وہ اپنی آزمائش ہی میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد جہات کے عمال کو بیعت لینے کے لئے کہا گیا تو وہ انہوں نے بھیج دیں اور حاکم توزر ابن بہلول بھی اس کی اطاعت پر کمربستہ ہو گیا۔ اس نے پھر خراج اور تحائف بھیجے اور حاکم قفصہ اور حاکم نفلحہ نے بھی اس کی اتباع کی لیکن ابن مکی نے ان کی مخالفت کی لہٰذا ابن تافراکین اس پر چڑھائی کرنے گیا کیونکہ اس نے سلطان کی کفالت کی تھی اور اسے اس کی حکومت میں تصرف نہیں کرنے دیا تھا، یوں اس پر حاوی ہو گیا تھا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ۔

ابن مکی کی روداد

جب ابو محمد بن تافراکین نے تونس پر قبضہ کر لیا تو ابو اسحاق کی بیعت خلافت لی اور اس پر حاوی ہو گیا۔ لیکن اس دوران امراء اس کے اثر و رسوخ کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گئے اور ابن مکی بھی اس کے چغلی کرنے کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گیا کیونکہ ان دونوں کے درمیان سلطان ابو بکر کے زمانے سے بڑا حسد پایا جاتا تھا۔ اس نے پھر اپنی اولاد سے اس کے خلاف مدد طلب کی جو کعوب کے علاقے میں اولاد ابو اللیل کے حصے دار اور امارت میں ان سے رسہ کشی کرنے والے تھے۔ لہٰذا جب انہوں نے صاغیہ ابن تافراکین کو اولاد ابو اللیل کی طرف اپنا ہمسر دیکھا تو انہوں نے اس کے متعلق اتفاق کر لیا اور قبائل علان میں سے بنی حکم کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ بعد ازاں انہوں نے الضواحی پر چڑھائی کر دی اور غارت گری کرنے لگے پھر وہ حاکم قسطنطینہ امیر ابو زید کے پاس پہنچے اور اسے افریقہ پر حملہ کرنے اور اس کے باپ کی حکومت کو غاصبوں سے چھڑانے پر اکسانے کے لئے بھڑکایا لہٰذا اس نے اپنے غلام میمون بن منصور الجاہل اور اپنے والد کے غلاموں کی نگرانی کے لئے دو فوجی دستے ان کے ساتھ بھیجے، یوں وہ قسطنطینہ سے کوچ کر گئے۔ ان کے ساتھ ساتھ زواودہ کا سردار یعقوب بن علی بھی اپنی قوم اور اپنے مددگاروں کے ساتھ کوچ کر گیا۔ اس دوران ابو محمد تافراکین نے الحضرہ سے قاسم کے لئے ابو اللیل کے ساتھ ایک فوج بھیجی۔ ان ہی دنوں ابو اللیل قتیبہ بن حمزہ، یعقوب بن سحیم کے ہاتھوں قتل ہو گیا جو اولاد قوس میں سے تھا اور جو کہ بنی حکم کے شیوخ تھے۔ بعد ازاں ان کی فوج تونس واپس آ گئی اور اولاد مہلہل کے ہاتھ لمبے ہو گئے، یوں قسطنطینہ کی فوجیں علاقے میں پھیل گئیں۔ انہوں نے پھر معوارہ کے اوطان سے اموال کو جمع کیا اور ابدہ تک چلے گئے۔ بعد ازاں قسطنطینہ کو لوٹ گئے اور اولاد ابو اللیل پر قتیبہ کی جگہ اس کا بھائی خالد بن حمزہ حکمران بن گیا، اس نے پھران کی حکومت سنبھال لی۔ اس دوران ابو العباس بن مکی قاس سے حاکم قسطنطینہ مولیٰ زید کے ساتھ خط اور کتابت کرتا رہا تاکہ اسے عربوں کو فوجی، مالی امداد اور عطیات دینے کے لئے تیار کیا جا سکے۔ جب سردیوں کا موسم ختم ہو گیا تو وہ اولاد مہلہل کے ساتھ اس کے پاس گیا۔ وہ اس کے ساتھ نہایت عزت اور احترام کے ساتھ پیش آیا اور اسے اپنی حجابت پر مقرر کر دیا۔ اس نے پھر اپنی فوجوں اور ہتھیاروں کو جمع کیا، ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور سنہ 53 میں قسطنطینہ سے کوچ کر گیا۔ دوسری طرف ابو محمد بن تافراکین نے اپنے سلطان ابو اسحاق کو ضروری فوجیں اور ہتھیار مہیا کر دیئے اور اس کی لڑائی کا منتظم ابو عبداللہ محمد بن نزار کو مقرر کیا جو فقہاء اور کاتبوں کے مشائخ کے طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ سلطان کے بیٹوں کو لکھنا پڑھنا سکھاتا اور قرآن پڑھاتا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ وہ پوری تیاری کے ساتھ تونس سے چلا۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو محمد نے حملہ کر دیا اور لڑائی چھڑ گئی۔ اس دوران سلطان ابو اسحاق کے میدان

کارزار میں کھلبلی مچ گئی اوران کی فوج منتشر ہوگئی۔ پھر وہ شکست کھا کر بھاگ گئے اوران لوگوں نے شام تک ان کا تعاقب کیا۔اس کے بعد سلطان اپنے دوست ابومحمد بن تافراکین کے پاس تونس چلا گیااور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گئے۔انہوں نے پھر کئی روز تک تونس سے لڑائی کی مگروہ اسے سرنہیں کر سکے اوروہ پھر قیروان اور پھر قفصہ کی طرف چلے گئے۔اس دوران انہیں یہ اطلاع ملی کہ مغرب اقصیٰ کا بادشاہ سلطان ابوعبداللہ،ابومحمد بن تافراکین کی مداخلت سے قسطنیہ کی طرف چلا گیا ہےاوراس نے اس سے کمک مانگی ہےاور جہات قسطنیہ سے لڑائی کی ہےاور ساتھ ساتھ اس کی کھیتیوں کولوٹ لیا ہےاوراس پراوراس کے میدانوں پر غارت گری کی ہے۔انہیں پھر یہ اطلاع بھی ملی کہ وہ بنی مرین کی فوج سے قوت حاصل کر کے بجایہ کی طرف لوٹ آیا ہےاور امیر ابوزید نے اس کی سرحداوراس کے دارالامارت قسطنیہ پر دھاوا بولنے کاارادہ کرلیا۔اس دوران ابوالعباس بن مکی اوراولاد مہلہل نے اسے رغبت دلائی کہ وہ اپنے بھائیوں کے درمیان جواس کے پاس آ کراس کے ساتھ مل کرلڑائی کرتے ہیں،جانشین مقرر کر دے تواس نے اپنے بھائی عباس کوان پر حکمران مقرر کردیااورانہوں نے اس کی بیعت کرلی۔اس نے اوراس کے حقیقی بھائی ابویحییٰ زکریا نے پھران ہی میں اقامت اختیار کرلی یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔اس موقع پر امیر ابوزید قفصہ سے تیزی کے ساتھ قسطنیہ کی طرف آ گیااوراسی سال کے ماہ جمادی میں وہاں اتر پڑا۔

ابوعنان کی روداد

یہ یاد رہے کہ امیر ابوعبداللہ حاکم بجایہ اور امیر ابوعنان کے درمیان اس وقت سے بہت دوستی تھی جب وہ تلمسان کا امیر تھااور جبکہ حفصی اعیاص ندرومہ اور وجدہ میں اترے ہوئے تھے۔جوانی کے ان تعلقات کوحکومت اور سابقہ رشتے داری نے بہت مضبوط کردیا تھا یہی وجہ ہے کہ امیر ابوعبداللہ بن مرین کی طرف فطری جھکاؤ رکھتا تھا جن کی وجہ سے اس نے اپنی حکومت کے حصول کی طرف راہ پائی تھی اور جیسا کہ ہم قبل ازیں کہہ چکے ہیں کہ جب سلطان ابوالحسن تونس سے جاتے ہوئے اپنے بحری بیڑے میں گزرا تو اس نے امیر ابوعنان سے کیے ہوئے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے اہل مواحل کوحکم دیا کہ وہ سلطان ابوالحسن کوخوراک اور پانی نہیں دیں۔جب سنہ 53 میں سلطان ابوعنان نے بنی عبدالواد پر حملہ کیااور مغرب اوسط پر قابض ہوگیا توان کی فوج بجایہ کی طرف بھاگ گئی۔اس نے پھر امیر ابوعبداللہ کواشارہ کیا کہ وہ اپنے علاقوں میں انہیں روکے اور گرفتار کرے لہٰذااس نے اس کی اس بات کو مان لیااور پھر بجایہ کے مضافات کی کمین گاہوں میں محمد بن سلطان ابوسعید عنان بن عبدالرحمان،اس کے بھائی ابو ثابت زعیم بن عبدالرحمٰن اوران کے وزیر یحییٰ بن داؤد بن سلطان کی گرفتاری کے لئے جاسوس بھیجے۔بعدازاں انہوں نے انہیں گرفتار کر کے قید کرلیا اورانہیں سلطان ابوعنان کے پاس بھیج دیا۔اس کے بعد جب وہ اس کے پاس آیا تو وہ اسے بہت عزت واحترام کے ساتھ خوب ملااوراس کی خوب مہمان نوازی کی۔اس نے پھراس کے ساتھ مل کران لوگوں کے خلاف سازش کی تواس نے اسے اس برائی کے مقابل بجایہ کی حکومت کو چھوڑ کر مکناسہ المغرب کی حکومت دلانے پر بھڑکایااور یہ بھی کہا کہ وہ یہ بات اپنے سوا کسی بے اعتماد آدمی پر ظاہر نہ کرے مگراس نے اسے مایوسانہ جواب دیا۔اس نے پھر سلطان کی مجلس اور بنی مرین کے سرداروں کے سامنے اس میں رغبت کا اظہار کیا لہٰذااس نے اس کی مدد کی اوراس کا انعام بھی بڑھا دیا۔اس کے بعد امیر ابوعنان نے اپنے غلام فارح کو بھیجا کہ وہ اس کے بیوی بچوں کو لے آئے پھراس نے بجایہ پر عمر بن وزیر والطاسی کوامیر مقرر کر دیا۔اس دوران بنی واطاس اپنے خیال میں امیر لمتونہ علی بن یوسف کی طرف متوب ہوئے ہیں لہٰذا ابوعنان نے اس کے نسب صنہاجی کی مضبوطی کی وجہ سے جواس کےاوراس کے اہل وطن کے درمیان پایا جاتا تھا،اسے وہاں کی ولایت کے لئے مخصوص کرلیا۔وہ پھر سب کے سب المریہ سے واپس لوٹ آئے۔جب وہ بجایہ میں مقیم ہوئے تو دعوت حفصی کے ساتھیوں اور وہاں کے منہاجہ اور موالی نے آپس میں مشورہ کیا،ان کے جوانوں نے وزیر عمر بن علی اور بنی مرین کے مددگاروں کے قتل کے متعلق چپکے چپکے باتیں کہیں۔بعدازاں منہاجہ کا رہنما منصور بن ابراہیم بن الحاج اپنی قوم کے جوانوں کے ساتھ فارح کے مشورے سے اس بات کا درپے ہوگیا۔وہ پھر قصبے میں اس کے گھر گئے تو منصور نے اس سے باتیں کرتے ہوئے اس پر نیزے سے حملہ کردیا جبکہ ایک دوسرے آدمی نے قاضی ابن مرکان کو نیزہ ماردیا کیوں کہ وہ بنی مرین کا مددگار تھاانہوں نے پھر عمر بن علی کا بھی کام تمام کردیااور قاضی اپنے گھر جا کر مرگیا۔اس کے بعد فارح کو گھبراہٹ نے آلیااور وہ سوار ہوکراس کے پاس آ گیا۔جب ایک آدمی نے حاکم

قسطنیہ مولیٰ ابی زید کی دعوت کی آواز لگائی تو اس کے پاس یہ اطلاع لے کر گئے اور اسے آنے پر آمادہ کیا۔ وہ پھر کئی روز تک اس امر پر قائم رہے۔ بعدازاں اہل بجایہ کے سرداروں نے حاکم مغرب کے حملے کے خوف کی وجہ سے اس کی دعوت عام کرنے کے متعلق مشورہ کیا لہٰذا انہوں نے فارح پر حملہ کر دیا اور سنہ 53 کے ایام تشریق میں قتل کر دیا۔ انہوں نے پھر اس کے سر کو تلمسان میں سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس سلسلے میں ابن سید الناس کے غلام ہلال اور محمد بن حاجب ابی عبداللہ بن سید الناس اور مشائخ نے بڑا کردار ادا کیا۔ انہوں نے پھر عامل مواس کو بلایا جو بنی مرین میں سے تھا اور جس کا نام یحییٰ بن عمر بن عبدالمومن تھا جو بنی ونکاس میں سے تھا لہٰذا وہ جلدی سے ان کے پاس آیا۔ بعدازاں سلطان ابوعنان نے اپنے حاجب ابوعبداللہ محمد بن ابی عمر کو ان کے ساتھ بجایہ کی طرف بھیجا جو سنہ 54 کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا۔ بعدازاں وہ منہاجہ کی طرف چلے گئے جبکہ ان کے بڑے اور کام کے آدمی تونس چلے گئے۔ اس نے پھر موسیٰ بن سید الناس کے علاقوں پر چھاپہ مارا کیونکہ اسے اس کے متعلق بدگمانی ہو گئی تھی۔ اس نے پھر قاضی محمد بن عمر کو گرفتار کر لیا کیونکہ وہ فارح کا مددگار تھا۔ اس نے پھر شہر کے عوام کے رہنماؤں کو بھی گرفتار کر لیا اور انہیں قید کر کے مغرب کی طرف بھیج دیا اور پھر اپنی توجہ اصلاح وطن کی طرف پھیر دی۔ اس نے پھر عربوں کے معزز آدمیوں اور بجایہ اور قسطنیہ کے نواح کے باشندوں کو بلایا۔ الزاب کا حاکم اور زواودہ کا بزرگ یوسف بن مری بھی ان کے پاس آئے اس نے اطاعت اختیار کرنے پر ان کے بیٹوں کو بطور یرغمال طلب کیا اور وہ پھر ان کے ساتھ مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس دوران ابوعنان نے بجایہ پر موسیٰ بن ابراہیم برنیائی کو عامل مقرر کیا جو وزراء کے طبقے میں سے تھا اور اسے وہاں بھیج دیا۔ جب وہ سلطان کے پاس گئے تو اس نے ان کے ساتھ بڑی نشست کی، وہ انہیں عزت واحترام کے ساتھ ملا اور پھر بڑی جاگیریں اور عطیات دیئے۔ اس نے پھر ان کے لئے اقرار نامے جاری کئے اور ان سے اطاعت پر عہد ومواثیق لئے۔ بعدازاں اس نے ان کی چیزیں گروی رکھیں اور وہ اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ اس نے پھر ابن ابی عمر کو اپنا حاجب اور بجایہ اور اس کے نواح کا حکمران اور جنگ قسطنیہ کا سالار مقرر کیا۔ وہ اسی سال رجب کے مہینے میں بجایہ میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے موسیٰ بن ابراہیم سرویکش کی ولایت اور بنی بادرار کی ایک فوج کے ساتھ جو اس نے قسطنیہ کو ستانے اور وطن کا خراج لینے کے لئے تیار کی ہوئی تھی، اترنے کا اشارہ کیا۔ یہ سارا کام بجایہ میں حاجب کی نگرانی کے لئے کیا جا رہا تھا۔ یاد رہے کہ ابوعمر تاشفین بن سلطان ابوالحسن بنی مرین کے واقعہ سے قسطنیہ میں قید تھا۔ وہ دراصل اپنی قوم میں فاتر العقل اور جنونی مشہور تھا تاہم امرائے قسطنیہ نے اس کی قید کے زمانے میں اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اس کے نسب کے مطابق اس سے سلوک کیا۔ اس کے بعد جب بنی مرین کی فوجوں نے بنی یاورار پر چڑھائی کی جو بجایہ کی عملداری کے آخر میں ہے تو انہوں نے قسطنیہ اور وہاں کی لڑائیوں اور حصار کو ذلیل کر دیا۔ اس کے بعد ابوزید نے اس جنونی ابوعمر کو بنی مرین کے جوانوں کو جو بجایہ اور بنی یادرار کی فوج میں شامل تھے، بلانے کے لئے مقرر کیا اور اسے ہتھیار مہیا کر کے دیئے۔ انہوں نے پھر اس سلسلے میں ایک دوسرے سے بات چیت کی۔ ان کا سردار پھر فریادرسی کے لئے ان کے پاس آیا اور اس دوران امیر ابوزید کا حاجب نبیل بونہ کے ان منہاجہ سردیکش اور زواودہ کے پاس گیا جو اس کی دعوت پر قائم تھے لہٰذا اس نے انہیں اکٹھا کیا اور ان سب نے بجایہ پر چڑھائی کر دی۔ اس دوران بجایہ میں حاجب کو بھی اطلاع مل گئی لہٰذا اس نے زواودہ کو ان کے سرمائی صحرائی مقامات میں اطلاع بھیجی۔ وہ فوراً اس کے پاس آ گئے یہاں تک کہ تکلول میں مقیم ہو گئے۔ بعدازاں ابودینار بن علی بن احمد نے اس کے پاس جا کر اسے قسطنیہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا لہٰذا وہ اپنی ایک ایک فوج کے پاس گیا، ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور ربیع سنہ 50ھ میں بجایہ سے روانہ ہوا۔ یوں ابوبکر اور اس کے ساتھیوں نے قسطنیہ کی طرف لوٹتے ہوئے حملہ کر دیا جبکہ حاجب نے بنی مرین، زواودہ اور سدویکش کے ساتھ حملہ کیا۔ نبیل نے پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان سے لڑائی کی مگر اس نے شکست کھائی اور بونہ کے اموال کا صفایا ہو گیا۔ اس کے بعد ابن ابی عمر اپنی فوجوں کے ساتھ قسطنیہ کی طرف لوٹ آیا اور سات روز تک وہاں مقیم رہا، وہ پھر وہاں سے میلہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد یعقوب بن علی نے فریقین کی اس شرط پر صلح کروا دی کہ وہ اسے ابوعمر فاتر العقل پر قابو دلا دیں لہٰذا انہوں نے اسے اس کے بھائی سلطان ابوعنان کے پاس بھیجا تو اس نے اسے ایک کمرے میں اتارا اور اس پر پہرے دار مقرر کر دیئے۔ اس کے بعد حاجب اپنے عملداری کے مضافات میں گیا اور مسیلہ تک پہنچ گیا اور وہاں کا خراج حاصل کیا۔ وہ پھر بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور اس نے سنہ 56 کے آغاز میں اس پر قبضہ کر لیا۔ بعدازاں قسطنیہ پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا مگر اسے سر نہیں کر سکا تو بجایہ کی طرف واپس آ گیا۔

اس نے پھر اگلے سال سنہ 57 میں دوبارہ حملہ کیا اور وہاں منجنیقیں نصب کر دیں لیکن اسے سر نہیں کر سکا۔ بعد ازاں اس کی فوج میں سلطان کی وفات کی افواہ پھیل گئی تو وہ منتشر ہوگئی۔ اس نے پھر اپنی منجنیقوں کو جلا دیا اور بجایہ کی طرف واپس آ گیا۔ بعد ازاں اس نے بنی یادرار کے دستوں کو موسیٰ بن ابراہیم پر نیانی عامل سدویکش کی نگرانی کے لئے ٹھہرا لیا یہاں تک کہ اس پر اور اس کی فوج پر حملہ ہوا جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔

طرابلس کی جنگ کا بیان

قدیم حکومتوں کے دور سے طرابلس ایک سرحد ہے جس کی حفاظت کی طرف وہ بہت توجہ دیا کرتی تھیں کیونکہ یہ میدانی علاقہ میں ہے اور اس کے علاقے قبیلوں سے خالی پڑے ہیں۔ اہل صقلیہ کے نصاریٰ اکثر اس کی حکومت کے متعلق آپس میں باتیں کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد سے میخائیل انطاکی نے جو اسلول رجاز کا حکمران تھا، اسے بنی حزروق کے ہاتھوں سے چھین کر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ یاد رہے بنی حزروق مغراوہ میں سے تھے اور یہ ان کی اور منہاجہ کی آخری حکومت تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ابن مطروح نے طرابلس کو واپس لے لیا اور یہ موحدین کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ ایک زمانے کے بعد ابن ثابت اس کا خود مختار حاکم بن گیا۔ اس کے بعد سنہ 750 میں اس کا بیٹا الحضرہ سے الگ ہو کر اور دعوت کے آداب کو قائم کر کے اس کا حکمران بن گیا۔ وہاں تاجر اکثر آیا کرتے تھے لہٰذا انہوں نے اس کی کمزوریوں پر اطلاع پالی اور اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے متعلق مشورہ کیا اور اس لڑائی کے لئے جگہ بھی مقرر کر لی۔ اس کے بعد وہ سنہ 755 میں یہاں آئے اور اپنے اپنے کاموں کے لئے شہر میں پھیل گئے۔ انہوں نے پھر ایک شب اس پر شب خون مارا اور اس کی فصیلوں پر چڑھ کر ان پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں ان کے ایک آدمی نے لڑائی کا نعرہ لگایا حالانکہ وہ ہتھیار بند تھے لیکن وہ پھر بھی ڈر گئے اور اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب انہوں نے انہیں فصیلوں پر قبضہ کئے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنی جانیں بچانے کا خیال آیا۔ لہٰذا ان کے پیش رو ثابت بن محمد نے اپنے وطن کے اعراب کے خیمے میں پناہ لے کر اپنی جان بچائی لیکن وہ جلد ہی زخم لگنے کے باعث ہلاک ہو گیا۔ اس کے دونوں بھائی پھر اسکندریہ چلے گئے لیکن نصاریٰ نے اسے لوٹ لیا۔ یوں انہیں وہاں پر جو مال ومتاع، اونٹ اور قیدی ملے، وہ کشتیوں میں لاد کر لے آئے اور وہاں رہنے لگے۔ اس کے بعد والی قابس ابوالعباس بن مکی نے ان کے فدیے کی بات کی تو انہوں نے اس کے ساتھ پچاس ہزار کے سونے خالص کی شرط لگائی۔ لہٰذا اس نے شاہ مغرب کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ وہ رقم دے دے۔ انہوں نے پھر جلدی کی تو اس کے پاس جو کچھ تھا، اس نے جمع کر دیا جبکہ باقی قابس، جامہ اور بلاد جرید سے لیا۔ یوں اس نے سب مال باوجود مال کی رغبت کے انہیں جمع کر کے دے دیا۔ بعد ازاں نصاریٰ نے اسے طرابلس پر قبضہ دے دیا لہٰذا اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے کفر کی میل کو دور کیا۔ اس دوران سلطان ابوعنان نے بھی اسے مال بھیج دیا کہ وہ اسے ان لوگوں کو دے دے جنہوں نے اس کو مال دیا ہے تاکہ وہ اسکندریہ کا فدیہ دینے میں منفرد رہے لیکن چند لوگوں کے سوا، سب نے مال لینے سے انکار کر دیا۔ اس نے پھر مال کو ابن مکی کے پاس رکھ دیا اور ابن مکی ہمیشہ اس کا حکمران رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

سلطان ابوالعباس کی حکمرانی کا دور

امیر ابوزید نے اپنے والد امیر ابوعبداللہ کے بعد اپنے دادا خلیفہ ابوبکر کی حکومت سنبھالا، اس میں اس کے سب بھائی اس کے ساتھی تھے جن میں امیر المومنین سلطان ابوالعباس بھی شامل تھا جو اپنے باپ کی وفات کے وقت سے دعوت حفصی کے دینے میں مشہور تھا۔ ان کا خیال تھا کہ وراثت ان کے لئے ہے اور حکومت بھی ان کے لئے ہے۔ اپنے زمانے کے مشہور شیخ، والی ابی ہادی سے بیان کیا جاتا ہے جو کہ صاحب کشف آدمی تھا یہ سب بھائی اپنے اور اپنے اسلاف کے طریقے کے مطابق اولیاء سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کی ملاقات کو آتے رہتے تھے، ایک بار اس نے ان کے لئے دعا کر کے کہا کہ انشاء اللہ برکت اس گھرانے میں رہے گی، اس نے پھر ان سب بھائیوں کی طرف اشارہ کیا۔ اسی طرح حذاق اور منجم بھی یہی اطلاع دیتے تھے جبکہ ابوالعباس میں انہیں اس بات کے آثار وعلامات نظر آتے تھے۔ اس کے بعد جب سنہ 53 میں تونس میں اس کی اپنے بھائی ابوزید کے ساتھ لڑائی ہوئی تو وہ وہاں سے چلا گیا اور اس نے ان افواہوں کے باعث قسنطینہ واپس جانے کا ارادہ کر لیا تاکہ سلطان ابو

عثمان سے دریافت کرے کہ اصل بات کیا ہے۔ اس نے پھر اپنی عملداری کے آخر میں جو بجایہ کی سرحدوں کے ساتھ ہے، حملہ کیا۔ اس وقت اس بات کی طرف اسے اولاد مہلہل نے رغبت دلائی تھی جو عربوں میں سے اس کے مددگار اور ساتھی تھے۔ جبکہ ابوالعباس بن مکی نے جو قابس کی عملداری کا والی تھا، اس کی مصاحبت کی کہ وہ اس کے بھائیوں میں سے کسی ایک کو ان پر عامل مقرر کر دے جو ان کے ساتھ رہ کر محاصرے کے ذریعے تونس کو دوبارہ واپس لے۔ لہٰذا اس نے اس کے بھائی مولانا عباس کو بھیجا، یوں وہ اس کام کے لئے ان کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ اس کے ساتھیوں میں اس کا حقیقی بھائی ابویحیٰ بھی شامل تھا لہٰذا وہ دونوں قابس میں مقیم ہو گئے۔ اس وقت حاکم طرابلس محمد بن ثابت نے محاصرے کے لئے اپنا بحری بیڑا بھیجا ہوا تھا۔ لہٰذا امیر ابوالعباس اپنے ساتھیوں سمیت جزیرہ میں داخل ہو گیا اور وہ وہاں سے سمندر میں گھس گئے، یوں ابن ثابت کی فوج بھاگ گئی اور قلعے کو چھوڑ گئی۔ اس کے بعد سلطان قابس کی طرف واپس آ گیا۔ عرب اولاد مہلہل نے پھر تونس پر چڑھائی کر کے کئی روز تک اس کا محاصرہ جاری رکھا مگر اسے سر نہیں کر سکے۔ وہ پھر الجرید کے نواح کی طرف واپس آ گیا اور پھر اس نے اپنے بھائی ابوزکریا یحییٰ کو سنہ 755 میں سلطان کے پاس دادخواہ بنا کر بھیجا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا، اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور اچھا انعام بھی دیا انہوں نے اس کے ساتھ بہت اچھے وعدے کئے اور وہ پھر وہاں سے اپنے وطن لوٹ آیا۔ قسطنطینہ چھوڑتے وقت وہ پھر حاجب ابی عمر کے پاس سے گزرا۔ اس دوران قاصیہ افریقہ میں اپنے بھائی کے پاس چلا گیا اور دونوں اپنے حق کے طلب کرنے میں متفق ہو گئے۔ اس دوران ابومحمد بن تافراکین حاکم تونس اور اولاد ابواللیل کے سردار خالد بن حمزہ کے درمیان خرابی پیدا ہو گئی۔ لہٰذا وہ اسے چھوڑ کر اس کے ہمسروں اور اولاد مہلہل کے پاس چلا گیا اور انہیں مدد کے لئے بلایا۔ اس کے بعد وہ سلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ تونس پر چڑھائی کی اور سنہ 56 میں اس سے لڑائی کی مگر وہ اسے سر نہیں کر سکے اور اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد اس کے بھائی ابوزید نے اسے بلایا کہ وہ بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کرے کیونکہ انہوں نے اس کے ساتھ اس سلسلے میں خط و کتابت کی تھی، یوں اس کا محاصرہ تنگ ہو گیا تو اس نے انہیں جواب دیا۔ بعد ازاں اس کے پاس خالد اور اس کی قوم کے ساتھ آیا اور امیر ابوزید خالد کے ساتھ تونس سے لڑائی کرنے گیا۔ اس نے پھر قسطنطینہ پر اپنے بھائی ابوالعباس کو نائب مقرر کیا۔

اس کے بعد وہ اس میں داخل ہو گیا اور شاہی محلات میں جا اترا، وہ ایک مدت تک وہاں مقیم رہا پھر بنی مرین کی فوجوں نے الضاحیہ کو بھر دیا لہٰذا اس نے آغاز کار میں اسے خود مختاری کی طرف دعوت دی۔ اس نے حفاظت و مدافعت میں بہت زور لگایا کیونکہ انہیں امید تھی کہ بجایہ کی جانب سے فوجیں ان پر حملہ کریں گی، سنہ 56 میں اس کی وہاں بیعت ہو گی اور اس کی حکومت قائم ہو گی۔ اس دوران اسی سال حاکم بجایہ عبداللہ بن علی نے قسطنطینہ پر حملہ کیا اور سنہ 57 میں اس کا محاصرہ کر کے منجنیقیں نصب کر دیں لیکن آخر کار وہ بھاگ گیا۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ یوں قسطنطینہ کا حصار ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد جب اس کا بھائی امیر ابوزید خالد کے ساتھ تونس کی طرف گیا تو اس سے لڑائی کی تو وہ اسے سر نہیں کر سکا اور واپس لوٹ آیا، یوں اس کا بھائی قسطنطینہ کا خود مختار حاکم بن گیا لہٰذا وہ بونہ کی طرف آیا اور اس نے پھر ابومحمد تافراکین کو الحضرہ بھیجا اور ان کے لئے بونہ چھوڑ دیا۔ یوں اس نے اسے جواب دے دیا اور امیر ابوزید نے اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے لئے بونہ کو چھوڑ دیا، وہ پھر تونس کی طرف چلا آیا تو انہوں نے اسے بہت سے گھر اور وظائف اور انعامات دیئے۔ وہ پھر اپنے چچا کی کفالت میں رہتا رہا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

ابوعنان کا بیان

جب سلطان ابوالعباس نے اپنی مستقل حکومت قائم کر لی اور بجایہ اور بنومرین کی فوجیں اس کے مقابلے کے لئے گئیں، اس نے اپنے شہر کا شاندار دفاع کیا اور اہل ضاحیہ کو اس میں غلبے کے آثار نظر آئے لہٰذا اسدویکش کے جوانوں نے، جو مہدی بن یوسف کی اولاد میں سے تھے، اسے موسیٰ بن ابراہیم اور اس کے مددگاروں کے ساتھ جو بنی یادرار میں سے تھے، شامل کر دیا۔ انہوں نے پھر میمون بن علی بن احمد کو اس طرف دعوت دی جو کہ اپنے بھائی یعقوب سے جو بنی مرین کا ساتھی اور خیر خواہ تھا، منحرف تھا۔ لہٰذا اس نے اس بات کو قبول کر لیا۔ بعد ازاں سلطان نے اپنے بھائی ابو زکریا یحییٰ کو اس کی ساتھی فوجوں میں بھیجا اور انہوں نے پھر دور دور تک غارت گری کی، لہٰذا جب وہ ان کے قریب ہوئے تو وہ سوار ہو کر ان کے پاس آئے۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے پھر وہ رک گئے اور ان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی۔ یوں ان کا گھیراؤ ہو گیا پھر فوج کے سالار موسیٰ بن ابراہیم

نے زخم اگا کر خوب خونریزی کی اور اس کے بیٹوں زیان، اور ابوالقاسم اور ان کے ساتھیوں نے جو بڑے جنگجو تھے، خوب لڑائی کی اور انہیں قتل کرتے ہوئے اور لوٹ مار کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کی بیخ کنی ہوگئی۔ اس دوران ان کا ایک دستہ بھاگ کر بجایا پہنچ گیا اور سلطان ابو عنان کے ساتھ جاملا۔ جب اسے اطلاع ملی تو وہ اپنے سواروں کی خبر گیری کے لئے اٹھا، عطیات کے دفتر کو کھولا اور وزراء کو متفرق علاقوں میں فوج اکٹھی کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے پھر فوجوں کو تیار کیا، کمزوریوں کو دور کیا۔ اس دوران موسیٰ بن ابراہیم نے اس سے عبداللہ بن علی کے متعلق شکایت کی کہ وہ اپنے ارادے کو پورا کئے بغیر بجایا میں بیٹھا ہے تو وہ اس سے ناراض ہوا اور اس نے اسے برطرف کر دیا۔ اس کی جگہ اس نے یحییٰ بن میمون بن معمود کو مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ ایک ماہ تک افواج کی تیاری میں لگا رہا۔ اس دوران سلطان ابوالعباس نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو دادخواہی کے لئے اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے پاس بھیجا لہٰذا ابوعنان اپنی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ اس نے پھر اس کے ہراول دستے میں اپنے وزیر فارس بن میمون بن وردار کو بھیجا۔ وہ ربیع سنہ 758 میں اس کے پیچھے پیچھے گیا اور تیزی سے قسطنطینہ کی طرف گیا۔ بعدازاں اس کے وزیر ابن وردار نے اس کے قبل اس کے ساتھ لڑائی کی لہٰذا جب وہ اس کے میدان میں اترا، انہوں نے پھر زمین کو اپنی فوجوں اور اہل شہر کے ساتھ ڈھانپ دیا تو وہ حیران رہ گئے اور وہاں سے بھاگ کر اس کے پاس کھسک گئے۔ سلطان ابوالعباس نے پھر قصبے کی طرف جا کر وہاں تحفظ اختیار کر لیا یہاں تک کہ اس نے اپنے متعلق عہد حاصل کر لیا۔ وہ پھر اس کے پاس گیا تو وہ اسے نہایت احترام کے ساتھ ملا، اس نے اپنے پڑوس میں اس کے لئے قیمتی خیمے لگوائے لیکن پھر اس نے تھوڑے عرصے کے بعد اپنا عہد توڑ دیا اور اس نے اسے جہاز میں سوار کروا کر مغرب کی طرف بھیج دیا۔ اس نے پھر اسے اتار کر اس پر پہریدار مقرر کر دیئے۔ اس دوران میں اس نے بونہ کی طرف فوج بھیجی کیونکہ بونہ اس کی اطاعت سے دست کش ہوگیا تھا اور وہاں الحضرہ کے عامل بھاگ گئے تھے جب وہ وہاں غالب آ گیا تو اس نے قسطنطینہ پر منصور بن مخلوف کو حکمران مقرر کیا جو بنی مرین سے قبل بنی بابان کا شیخ تھا۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو ابومحمد بن تافراکین کی طرف بھیجا تاکہ وہ اس کی اطاعت اختیار کر لے اور تونس کی ولایت کو چھوڑ دے لیکن اس نے انہیں واپس کر دیا اور اس کے سلطان نے مولیٰ ابواسحاق کو اولاد ابواللیل اور اس کے ساتھی عربوں کے ساتھ نکال دیا کیونکہ اس نے اس کے مقابلے میں اپنی فوج کو تیار کر کے اور ضروری ہتھیار دے کر بھیجا تھا۔ بعدازاں وہ خود تونس میں قیام پذیر ہوگیا۔ پھر ابوعنان نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اولاد مہلہل اس کام پر اسے بھڑکانے کے لئے اس کے پاس گئی لہٰذا اس نے ان کے ساتھ یحییٰ بن رحو بن تاشفین کی نگرانی کے لئے ایک فوج بھیجی۔ اس نے دوسری فوج کو محمد بن یوسف کی نگرانی کے لئے بھیجا جو ایکم کے نام سے مشہور تھا اور بنی احمر میں سے تھا جو کہ اندلس میں بادشاہوں کے بیٹے تھے۔ اس کے بعد بحری بیڑے نے سبقت کی اور انہوں نے تونس پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے ڈیڑھ دن تک اس سے لڑائی کی اور غلبہ ان کے لئے مقدر بن گیا لہٰذا ابومحمد بن تافراکین وہاں سے نکل کر مہدیہ چلا گیا اور رمضان سنہ 758 میں بنی مرین کی فوجیں تونس پر قابض ہوگئیں۔ اس کے بعد ابومحمد بن تافراکین وہاں سے نکل کر یحییٰ بن رحو کی فوج میں شامل ہوگیا لہٰذا وہ شہر میں داخل ہوا اور اس نے اس میں سلطان کے احکام کو نافذ کیا۔ بعدازاں اولاد ابومہلہل نے اسے اولاد ابواللیل اور ان کے سلطان پر اچانک حملہ کرنے کی دعوت دی تو وہ اس سلسلے میں ان کے ساتھ چلا گیا اور اس دوران میں ابن احمر اور بحری بیڑے والے شہر میں ٹھہرے رہے۔

جب یعقوب بن علی کو سلطان ابوعنان کی ناراضی، عربوں کے لئے اس کی تلوار کی تیزی اور ان کے یرغمال کے مطالبے اور خراج سے ان کے ہاتھوں کو روکنے کا علم ہوا تو اس نے اس کی اعلانیہ مخالفت شروع کر دی جب اس نے اس کی مدارات کی تو اس نے اس بات کو قبول نہیں کیا لہٰذا یعقوب، الرمل چلا گیا تب سلطان نے اس کا پیچھا کیا تو اس نے اسے درماندہ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کے صحرائی اور شہری محلات پر حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا، وہ پھر قسطنطینہ کی طرف آ گیا اور وہاں سے افریقہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا۔ اس دوران مولیٰ ابواسحاق اپنے عرب ساتھیوں کے ساتھ اس کی ملاقات کو گیا اور وہ اس کے قلعے تک پہنچ گئے۔ اس دوران بنی مرین کے آدمی پیادہ پا چل پڑے اور انہوں نے پھر اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں انہیں بھی افریقہ میں وہ مصیبت نہ پہنچ جائے جو ان سے پہلے لوگوں کو پہنچی تھی، آپس میں مشورے کئے۔

اس کے بعد وہ چوری چھپے مغرب کی طرف چلے گئے۔ لیکن جب فوج چلی تو اس نے افریقہ آنے میں کوتاہی سے کام لیا لہٰذا وہ پھر اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ بعدازاں عربوں نے اس کا تعاقب کیا۔ ابومحمد بن تافراکین کو مہدیہ سے نکل کر اپنی پناہ گاہ میں اس

بات کی خبر ملی تو وہ تونس چلا گیا۔ جب اہل شہر نے بنی مرین اور اس کے عمال کی فوج پر دست درازی شروع کر دی تو وہ بحری بیڑے کی طرف بھاگ گئے اور ابو محمد بن تافراکین الحضرہ کی طرف چلا گیا۔ اس نے وہاں حکومت کو دوبارہ قائم کیا۔ اس دوران سلطان ابو اسحاق بھی امیر ابو زید کی فوج کے ساتھ بنی مرین کے تعاقب کرنے اور قسنطینہ سے لڑائی کرنے کے بعد اس کے پاس چلا گیا لہٰذا اس نے ان کی عملداری کی سرحدوں تک ان کا تعاقب کیا پھر ابو زید قسنطینہ کی طرف واپس آ گیا اور کئی روز تک اس سے لڑائی کرتا رہا مگر وہ اس پر فتح نہیں پا سکا تو الحضرہ کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر اپنی وفات تک وہیں مقیم رہا۔ اس کا بھائی یحییٰ بن زکریا اس سے قبل داد خواہ بن کر تونس گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لہٰذا جب انہیں پتہ چلا کہ قسنطینہ کا محاصرہ ہو گیا ہے تو وہ اس کے پاس چلے گئے۔ اس دوران ان کے غلاموں اور پروردہ لوگوں کا ایک دستہ بھی ان کے ساتھ آ ملا اور وہ اس کے ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے خیر اور سعادت کے اسباب پیدا کر دیئے۔ ہوا یہ کہ سلطان نے ابو عنان کی وفات کے بعد دوبارہ ابو العباس کو حکومت دے دی لہٰذا اس نے عدل و انصاف، امن و امان اور عافیت و احسان کے ساتھ رعایا کی دیکھ بھال کی اور ظلم و زیادتی کا قلع قمع کر دیا۔ یوں اس کی حکومت میں لوگ آسودہ حالی میں بڑھ گئے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے انشاء اللہ۔

ابو یحییٰ زکریا کا خروج

اس دوران حاجب ابو محمد نے الحضرہ کی طرف واپس آتے ہی مہدیہ کو مضبوط کرنے کی طرف اپنی توجہ پھیر دی کیونکہ وہ اسے مغرب اور اہل مغرب کی طرف سے متوقع حملوں کے پیش نظر حکومت کے لئے ایک بوجھ خیال کرتا تھا لہٰذا اس نے اس کی فصیلوں کو مضبوط کیا اور اس کے خزانوں کو رسد اور اسلحہ سے بھر دیا۔ اس وقت اس کا دوست احمد بن خلف وہاں پر خود مختار حاکم تھا۔ لہٰذا وہ سال یا سال کا کچھ حصہ وہاں حاکم رہا پھر ابو یحییٰ زکریا اس کی خود مختاری سے اکتا گیا۔ بعد ازاں احمد بن خلف نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ابو العباس احمد بن مکی حاکم جربہ اور قابس کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کی رسم حجابت کو ادا کرے کیونکہ وہ ابو محمد بن تافراکین سے دشمنی رکھتا تھا لہٰذا وہ اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس دوران لوگوں نے حاکم مغرب سلطان ابو عنان کو بھی خبر پہنچا دی اور انہوں نے اپنی بیعت بھی اسے بھیج دیں، انہوں نے اسے اپنے داد خواہ کی امداد اور اپنی حکومت کی خرابی کے متعلق بھڑکایا ابو محمد بن تافراکین نے اس کی طرف فوج بھیجی تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے بعد ازاں مولیٰ ابو یحییٰ زکریا قابس چلا گیا پھر ابو محمد بن تافراکین نے محمد بن الحکحاک کو اس کا حکمران مقرر کیا کیونکہ وہ ابن ثابت کا رشتے دار تھا، اس نے انسے حادثہ طرابلس کے وقت چن لیا تھا لہٰذا وہ اس کے پاس چلا گیا۔ اس نے پھر اسے مہدیہ پر عامل مقرر کیا۔ اس دوران جب ابو عنان کو مہدیہ کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے جانبازوں اور جوانوں سے ایک بحری بیڑا بھر کر بھیجا اور غلاموں اور خواص کو مقرر کیا، یوں وہ الحضرہ کی حکومت میں واپس آ گیا۔ بعد ازاں ابن الحکحاک نے وہاں پہنچ کر قیام کیا اور نہایت اچھا کام کیا، اس کا حال ہم آئندہ بیان کریں گے۔ اس کے بعد امیر زکریا نے قابس میں قیام کیا اور ابو العباس بن مکی اسے تونس لے آیا۔ انہوں نے پھر اسے زواودہ کے ساتھ بھیج دیا اور وہ یعقوب بن علی کے ہاں اترا، بعد ازاں اس کے بھائی سعید کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اسے وہاں کا حکمران مقرر کر دیا۔ جب اس کا بھائی ابو اسحاق بجایہ پر غالب آیا تو اس نے اسے سدویکش کا عامل مقرر کر دیا۔

سلطان ابو اسحاق کا بجایہ پر حملہ

جب سلطان ابو عنان، قسنطینہ سے مغرب کی سمت آیا تو شام کے وقت وہاں گیا اور اس نے اگلے سال اپنے وزیر داؤد کی نگرانی کے لئے اپنی فوجوں کو افریقہ بھیجا، یوں وہ قسنطینہ کی نواح میں گیا، اس کے ساتھ میمون علی بن احمد بھی تھا جسے اس کی قوم زواودہ پر یعقوب سے حکومت ملی تھی۔ وہ شیخ اولاد سباع یعنی عثمان بن یوسف میں سے تھا اور ان کے ساتھ الزاب کا عامل یوسف بن مری بھی موجود تھا جسے سلطان نے اس طرف آنے کا اشارہ کیا تھا لہٰذا اس نے جہات پر قبضہ کر لیا اور بونہ کے علاقے کے آخر تک جا پہنچا۔ اس نے وہاں خراج لیا پھر مغرب کی طرف لوٹ آیا۔ اس کی واپسی کے بعد سنہ 59 میں سلطان ابو عنان فوت ہو گیا اور یوں مغرب کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ وہ پھر اس کے بھائی سلطان ابو سالم کی اطاعت پر کمربستہ ہو گیا۔ اس وقت اہل بجایہ اپنے عامل یحییٰ بن میمون سے جو سلطان ابو عنان کا خاص آدمی تھا، ناراض تھے کیونکہ وہ بد اخلاق اور سخت گیر

آدمی تھا لہٰذا انہوں نے دوری کے باوجود ابو محمد بن تافراکین کو اس پر حملہ کرنے میں شامل کیا، بعدازاں سلطان ابواسحاق نے ان کے پاس ضرورت کے مطابق فوج بھیجی، وہ یعقوب بن علی فوج سے ملا اور اس کی مدد کی، اس دوران اس کا بھائی ابودینار بھی شامل ہو گیا۔ جب وہ بجایہ گیا تو عوام نے یحییٰ بن میمون پر حملہ کر دیا جو سلطان ابوعنان کے زمانے سے ان کا حکمران تھا لہٰذا اس نے اسے اور اس کی قوم کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا، پھر وہ اور کشتیوں پر سوار ہو کر الحضرہ آ گئے تو ابو محمد بن تافراکین نے انہیں عزت کے ساتھ اور وظیفہ مقرر کر کے اپنے قید خانوں میں ڈال دیا اور اس کے بعد ان پر احسان کر کے انہیں چھوڑ دیا۔ اس نے انہیں مغرب کی طرف بھجوا دیا۔ بعدازاں سلطان ابواسحاق سنہ 61 میں بجایہ میں آیا اور وہاں پر کچھ خود مختاری حاصل کر لی۔ اس وقت اس کا حاجب اور کفیل ابو محمد الحضرہ سے اس کا انتظام کرتا تھا، اس نے پھر اپنے بیٹے کو بلایا اور اسے سلطان ابو محمد عبدالواحد بن محمد بن اکماقربی کا وزیر مقرر کر دیا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا۔ وہ دراصل اس کی رسم حجابت کو ادا کرتا تھا۔ اس نے پھر شہر کے ایک عام آدمی علی بن صالح کے مسئلے کو سنبھالا جو بجایہ کے مخلوط آدمیوں میں سے تھا اور جس سے خروج اور خباثت لپٹی ہوئی تھی تاہم اسے ان لوگوں کے باعث حکومت پر قوت و شوکت حاصل تھی ہم اس کا بیان آگے بیان کریں گے۔

الحضرہ کے حاکم کی روداد

یہ جزیرہ اس سمندر کے جزیروں میں سے ایک ہے جو قابس کے قریب ہے اور اس سے تھوڑا سا آگے مشرق میں ہے۔ مغرب سے مشرق تک اس کا طول ساٹھ میل ہے جبکہ مغرب کی جانب سے اس کا عرض بیس میل اور مشرق کی جانب سے پندرہ میل ہے۔ مغرب کی جانب سے اس کی دونوں بندرگاہوں کے مابین ساٹھ میل کا فاصلہ ہے جزیرے پر انجیر، کھجور، زیتون اور انگور کے درخت پائے جاتے ہیں اور کپڑے کی بنائی اور اون کے کام کے لئے مشہور ہے۔

جزیرے کے لوگ اس سے اوڑھنے کے لئے منقش چادریں اور لباس کے لئے غیر منقش چادریں بناتے ہیں جو کہ وہاں سے دوسرے علاقوں میں بھی لے جائی جاتی ہیں لہٰذا لوگ انہیں لباس کے لئے پسند کر لیتے ہیں۔ وہاں کے اصلی باشندے بربر ہیں جو کتامہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس وقت تک ان میں سدویکش اور صدغیان کے بطون بھی پائے جاتے ہیں جبکہ ہوارہ اور بربر کے باقی ماندہ قبیلے بھی موجود ہیں۔ وہ قدیم سے خوارج کے مذہب پر ہیں اور اب بھی وہاں دو فرقے موجود ہیں جن میں سے ایک الوھبیہ ہے، یہ غربی جانب رہتے ہیں۔ ان کی سرداری بنی سمر میں ہے جبکہ دوسرا النکارۃ ہے جو مشرقی جانب رہتا ہے۔ جربہ ان دونوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ ان دونوں پر بنی نجار کو ریاست اور غلبہ حاصل ہے جو مضری انصار ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت معاویہؓ نے سنہ 46 میں اسے طرابلس کا حکمران مقرر کیا لہٰذا وہ افریقہ آیا اور سنہ 47 میں اس نے جربہ کو فتح کیا۔ فتح کے وقت حسین بن عبداللہ صنعانی بھی موجود تھا جو برقہ کی طرف واپس چلا گیا اور وہیں فوت ہوا۔ یوں یہ ہمیشہ ہی مسلمانوں کی ملکیت میں رہا یہاں تک کہ خارجی مذہب بربریوں کے پاس آیا تو انہوں نے اسے اختیار کر لیا۔ جب سنہ 331 میں ابویزید کا مسئلہ پیش آیا تو انہوں نے اس کے بزور برقہ میں داخل ہونے کے بعد اس کے دین کو اختیار کر لیا اور ان دنوں یہاں کا حکمران ابن کلوس تھا جسے قتل کر کے صلیب دیا گیا۔ بعدازاں منصور بن اسماعیل نے برقہ کو واپس لے لیا اور ابویزید کے اصحاب مارے گئے۔ جب منہاجی عربوں نے پر غلبہ پایا تو اہل جربہ بحری بیڑے تیار کرنے اور ساحل سے لڑائی کرنے میں مصروف ہو گئے پھر علی بن یحییٰ بن تمیم بن المعز بن بادیس نے سنہ 509 میں اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ ان سے لڑائی کی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت قبول کر لی اور ان کا خسارہ ختم کرنے کی ضمانت دی، یوں حالات درست ہو گئے۔

سنہ 529 میں پھر نصاریٰ نے اس وقت اس پر غلبہ پا لیا جب انہوں نے سواحل افریقہ پر غلبہ پایا تھا۔ اس کے بعد اہل افریقہ ان کے خلاف بھڑک اٹھے اور انہوں نے انہیں سنہ 548 میں نکال باہر کیا۔ انہوں نے پھر دوبارہ اس پر قبضہ کیا اور وہاں کے باشندوں کو قید کر لیا، انہوں نے پھر رعیت پر اہل علم کو عامل مقرر کیا لیکن یہ علاقہ جلد مسلمانوں کو واپس مل گیا اور ہمیشہ ہی یہ مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ عبدالمومن بن علی کے زمانے میں اس پر مسلمانوں کا غلبہ حاصل ہوا اور اس کی حالت درست ہو گئی۔ بعدازاں جب افریقہ میں امرائے بنی حفص خود مختار بن گئے تو پھر کچھ عرصے کے بعد ان میں انتشار پیدا ہو گیا اور مولیٰ ابی زکریا بن سلطان ابواسحاق غربی جانب خود مختار حاکم بن گیا۔ اس

دوران الحضرۃ کا حاکم اپنے کاموں میں مصروف رہا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں لہٰذا سنہ 688 میں اس جزیرہ پر اہل صقلیہ نے غلبہ حاصل کر لیا، انہوں نے وہاں پر مربع شکل کا قشتیل نامی قلعہ بنایا جس کے ہر جانب ایک برج تھا۔ اس کے دونوں جانبوں کے درمیان ایک ایسا برج تھا جس کے ساتھ ایک گڑھا اور دو فصلیں بھی تھیں۔ یوں اس جزیرہ نے مسلمانوں کو پریشان کر دیا اور اس کے بعد ہمیشہ ہی الحضرۃ کی فوجیں یہاں آتی رہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس دوران سلطان ابوبکر کے زمانے میں سنہ 38 میں مخلوف بن کماد کے ہاتھ پر یہ فتح ہو گیا جو سلطان کے خواص میں سے تھا۔ بعد میں ابن مکی حاکم قابس نے اسے اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہا تو اس نے اسے دے دیا اور اسے اس پر والی مقرر کر دیا۔ بعدازاں وہ سلطان کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی اس کی عملداری میں رہا تاہم ابو محمد بن تافراکین اور ابن مکی کے درمیان مسلسل لڑائی جاری رہی۔ اس کے بعد حاجب ابو محمد بن تافراکین نے اپنے باپ ابو عبداللہ کے پاس آدمی بھیجا جو بجایہ میں سلطان کے خواص میں سے تھا، جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے اسے اپنی فوج کے ساتھ جربہ کے محاصرے کے لئے بھیج دیا جہاں کے باشندے ابن مکی کے کردار کی وجہ سے اس سے پریشان تھے۔ انہوں نے پھر ابو محمد بن تافراکین کے ساتھ سازش کی تو اس نے سنہ 63 میں اپنے بیٹے کو فوج کے ہمراہ بھیجا۔ اس وقت احمد بن مکی طرابلس میں موجود نہیں تھا، جب سے اس نے نصاریٰ کے ساتھیوں سے جربہ چھینا تھا تو اس نے اسے دارالامارت بنایا وہیں رہنے لگا لہٰذا ابو عبداللہ ابی محمد کی نگرانی کے لئے جب الحضرۃ سے فوج اٹھی اور بحری بیڑے میں بیٹھ کر جزیرہ میں آ گئی تو اس نے محاصرے سے قشتیل کا ناطقہ بند کر دیا اور وہ اس پر غالب آ گئی۔ اس نے پھر اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔ بعدازاں ابو عبداللہ بن تافراکین نے اپنے کاتب محمد بن ابی القاسم بن ابی العیون کو جو حکومت کے آغاز سے ہی اس کا کاتب تھا اور اس کی اس کے باپ ابو عبدالعزیز حاجب سے قرابت داری بھی تھی، اس کا عامل مقرر کیا جو ترقی کرتے کرتے تونس میں اشغال کا حکمران بن گیا۔ یہ ابو محمد حاجب کے زمانے سے وہاں خود مختار ہو گیا اور اس کے بیٹے نے بھی ابن حاجب کی خدمت سے رابطہ رکھا، یوں وہ اس کا کاتب بن گیا یہاں تک کہ اس نے اسے جربہ کا عامل بنا دیا۔ اس کے بعد وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ محمد بن العیون مسلسل اس کا حاکم رہا، اس نے پھر حاجب کی وفات کے بعد سلطان کے مقابلہ میں خود مختاری اختیار کر لی یہاں تک کہ سنہ 74 میں سلطان ابو العباس اس پر غالب آ گیا۔

قسنطینہ پر ابو العباس کا حملہ

جب سلطان ابو عنان فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے وزیر حسن بن عمر نے اس کی حکومت سنبھالی اور اپنے بیٹے محمد سعید کو حکمران مقرر کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ وہ اس وقت بجایہ کے امیر ابو عبداللہ کے ساتھ کینہ رکھتا تھا لہٰذا اس نے اپنی حکومت کے آغاز ہی میں اسے پکڑ کر اس خوف سے قید کر دیا کہ کہیں وہ اس کے علاقے پر حملہ نہ کر دے۔ اس وقت جب سے سلطان ابو عنان نے سلطان ابو العباس کو سبتہ میں بھیجا تھا، وہ وہیں پر مقیم تھا اور اس نے اس پر سخت پہرہ لگایا ہوا تھا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ لہٰذا جب اس نے منصور بن سلیمان پر جو اس کی حکومت کے امراء میں سے تھا، حملہ کیا اور نئے شہر کے ساتھ جو دارالسلطنت بھی تھا، مقابلہ کیا تو دیگر ممالک اور عملداریاں اس کی اطاعت میں شامل ہو گئیں۔ اس نے پھر سلطان ابو العباس کے متعلق پیغام بھیجا اور اسے سبتہ سے بلایا تو وہ اس کی طرف چل پڑا اور طنجہ پہنچا۔ اس دوران سلطان ابو سالم نے اپنی حکومت طلب کرنے کے لئے اس سے موافقت کی اور پھر مغرب کی عملداریوں میں سب سے پہلے اسی نے طنجہ اور سبتہ پر قبضہ کر لیا لہٰذا سلطان ابو العباس نے اس سے رابطہ کیا اور اس کی مدد کی یہاں تک کہ قبیلہ بنی مرین منصور بن یعمان المتزی کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا، یوں اس کی حکومت منظم ہو گئی اور وہ فاس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر امیر ابو عبداللہ کو حسن بن عمر کی قید سے چھڑایا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس نے سلطان ابو العباس کے قدیم اور جدید تعلقات کا لحاظ کیا، اسے اعلیٰ رتبہ دیا، اس کے وظیفے میں اضافہ کیا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ مدد کا وعدہ کیا اور وہ سب اس کی حکومت میں شامل ہو گئے یہاں تک کہ سلطان ابو سالم تلمان اور مغرب اوسط پر غالب آ گیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی اہل بجایہ نے اپنے عامل یحییٰ بن میمون کے خلاف خروج کر دیا لہٰذا وہ غضب ناک ہو گیا۔ جب وہ مشرق کی طرف لوٹا تو اس نے مشرقی علاقوں سے اپنا ہاتھ جھاڑ دیا اور اپنے دارالامارت قسنطینہ کو سلطان ابو العباس کے لئے چھوڑ دیا۔ اس نے پھر اس کے عامل

منصور بن مخلوف کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے لئے معزول ہو جائے لہٰذا اس نے اسے قسطنطینہ کی طرف بھیجا۔ اس نے پھر اس کے ساتھ اپنے عم زاد امیر ابو عبداللہ کو اپنے حق کے مطالبہ کے لئے اور اپنے چچا سلطان عبدالحق پر چڑھائی کرنے کے لئے بجایا بھیجا کیونکہ اس کی فتح کے وقت بنی مرین سے اسے تکلیف پہنچی تھی۔ وہ پھر جمادی سنہ 61 میں تلمسان سے کوچ کر گئے اور وہ اپنی حکومت کے تخت پر بیٹھ گیا۔ یوں اس کی واپسی سے اس کے محلات کے راستے بہترین ہو گئے اور یہ اس کی بادشاہت کا آغاز اور سعادت کا مظہر تھا۔

اس کے بعد امیر ابو عبداللہ حاکم بجایہ پہلے اپنے وطن گیا اور اس کے نواح اور جنگلات اور زواودہ میں سے اولاد سباع اس کے پاس آ گئی، اس نے پھر اس پر چڑھائی کی اور کئی روز تک لڑائی کی مگر اسے سر نہیں کر سکا تو وہ وہاں سے کوچ کر کے بنی یادرار کی طرف چلا گیا۔ اس نے پھر اولاد محمد بن یوسف اور عزیز کو جو سدویکش میں سے اہل مضافات کے درمیان رہتے تھے، اپنا خادم بنایا پھر وہ اسے چھوڑ کر بجایہ میں اس کے چچا کے پاس چلے گئے لہٰذا وہ زواودہ کے ساتھ صحرا کی طرف چلا گیا، اس کے حالات کو ہم آئندہ تفصیل سے بیان کریں گے۔

بونہ کی فتح کی روداد

جب سے امیر ابو یحییٰ زکریا کو اس کے بھائی ابو العباس نے اپنے چچا سلطان ابو اسحاق کے پاس داد خواہ بنا کر بھیجا تھا تو وہ تونس میں ہی رہ رہا تھا۔ اور تونس میں ہی اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان ابو عنان نے قسطنطینہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کے بعد جب مولانا ابو العباس مغرب سے واپس آیا تو اس نے قسطنطینہ پر قبضہ کر لیا۔ اب حاجب ابو محمد بن تافراکین اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا کیونکہ وہ سمجھا کہ وہ اپنے بھائی سے شفقت کرے گا اور اس سے عہد و پیمان کرے گا لہٰذا اس نے اسے قصبہ میں قید کر دیا۔ اس دوران سلطان ابو الحسن نے صلح کے متعلق کافی جھگڑا کرنے کے بعد اس کے سلسلے میں اسے پیغام بھیجا تو اس نے اسے رہا کر دیا اور ان کے درمیان صلح ہو گئی۔ جب امیر ابو یحییٰ اپنے بھتیجے کے پاس قسطنطینہ پہنچا تو اس نے اسے فوج کا سالار مقرر کر دیا اور پھر اسے اپنی عملداری کا حصہ بنا لیا۔ اس کی مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے۔

بجایہ پر امیر عبداللہ کا حملہ

جب سلطان ابو عبداللہ مغرب سے آ کر بجایہ میں اترا تو وہ اسے سر نہیں کر سکا پھر وہ عرب قبائل کی طرف چلا گیا اس دوران اس کے ساتھی مسلسل وہاں آنے کے بعد یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد کے ساتھ رہنے لگے اور یہ ان کے درمیان اور ان کے خیموں میں ٹھہر گیا۔ وہ پھر بجایہ کی جستجو میں اپنے اہل و عیال کے اخراجات کے لئے گرمی اور سردی کے سفر کا انتظار کرنے لگا۔ انہوں نے پھر اسے مسیلہ میں اتارا اور اسے وہاں کا خراج بھی بخوشی ادا کر دیا۔ اسی طور پانچ سال تک وہیں رہا اور ہر سال بجایہ سے کئی بار لڑائی کرتا۔ بعد ازاں پانچویں سال وہ ان کو چھوڑ کر علی بن احمد کی اولاد کے پاس آ گیا اور یعقوب بن علی کے ہاں اترا لہٰذا اس نے اسے اپنے ملک کے ہیڈ کوارٹر میں ٹھہرایا یہاں تک کہ اس کے چچا مولیٰ ابو اسحاق کو معلوم ہوا کہ وہ اپنے کفیل محمد بن تافراکین کی وفات کے بعد تونس جانے کا ارادہ رکھتا تھا لہٰذا اسے ایک فوجی نے قید کر لیا تو اس نے اسے اپنی غیر حاضری سے ڈرایا اس کے بعد اسے اہل بجایہ کے دل میں اس کے انحراف کرنے کے متعلق خیال آیا لہٰذا انہوں نے اپنے پہلے امیر ابو عبداللہ سے مراسلت کی۔ اس معاملے میں یعقوب بن علی نے بھی اس کی مدد کی جس سے سدویکش اور اہل ضاحیہ کے متعلق وعدہ لیا۔ اس کے بعد وہ اس کے ساتھ بجایہ چلے گئے۔ اس نے پھر کئی روز تک بجایہ سے لڑائی کی لیکن پھر عوام کو یہ یقین ہو گیا کہ ان کا سلطان ان کے پاس سے چلے جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اپنے نمبردار علی بن صالح کی عادات سے اکتا گئے، آخر انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے عہد کو توڑ دیا۔ وہ پھر اسے چھوڑ کر امیر ابو عبداللہ کے پاس حرسہ میں چلے گئے جو شہر کے میدان میں تھا، جو پھر اپنے چچا ابو اسحاق کو لے کر اس کے پاس لے آیا۔ لہٰذا وہ اس کے پاس سے گزرا اور اس نے الحضرۃ تک اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ وہ پھر وہاں چلا گیا اور ابو عبداللہ رمضان سنہ 65 میں اس کے دارالامارت بجایہ پر قابض ہو گیا۔ اس نے پھر علی بن صالح اور اس کے مددگاروں کو جو فتنہ پرداز عوام کے سرغنے تھے، گرفتار کر لیا لہٰذا اس نے ان کے تمام اموال چھین لئے پھر ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد اس نے بجایا سے تدلس پر حملہ کیا جو دو ماہ تک جاری رہا، یوں عمر بن موسیٰ نے جو بنی عبدالواد کا عامل تھا، غلبہ پا لیا۔ ان سے قبل

اعتاص نے اس پر قبضہ کیا تھا۔ یوں اس نے سنہ 50 کے آخر میں اس پر قبضہ کیا اور میرے متعلق اندلس سے پیغام بھیجا جبکہ میں مسافرت میں سلطان ابوعبداللہ بن ابی الحاج بن احمر کا مہمان تھا اور سلطان ابوسالم کی خط و کتابت کی ترسیل و توقیع اور مظالم وغیرہ کے سلسلے میں غور وفکر کرتا تھا۔

اس کے بعد جب مجھے امیر ابوعبداللہ نے بلایا تو میں نے اس کی تعمیل میں جلدی کی لہٰذا میں نے جمادی سنہ 6 میں سمندر پار کیا اور وہاں پہنچا۔ اس نے مجھے اپنی حجابت اور امور مملکت کا کام سپرد کیا اور میں اس قابل رشک عہدے پر قائم رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت کے خاتمے کا فرمان جاری کر دیا۔

ابومحمد بن تافراکین کی روداد

ہم بتا چکے ہیں کہ سلطان ابواسحاق نے بجایہ میں اپنی حکومت کے آخر میں اپنے خودمختار حاجب ابومحمد بن تافراکین کی حکومت پر بزور قبضہ کرلیا تھا کیونکہ اہل منہاجہ کے نجومی اسے یہ بات بتایا کرتے تھے لہٰذا اس نے بجایہ جانے کا ارادہ کرلیا۔ اس کے بعد اہل بجایہ اسے چھوڑ کر اس کے بھتیجے کے پاس چلے گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس نے پھر اس پر غلبہ پالیا اور اسے الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ وہ خود رمضان سنہ 65 وہاں پہنچ گیا۔ ابومحمد بن تافراکین نے پھر اس سے ملاقات کی تو اسے بجایہ کی خودمختاری کے لئے شمشیر براں پایا لہٰذا اس نے اس کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور اسے اونٹنیاں، ذخائر اور اموال دیئے۔ وہ پھر اس کے لئے خراج سے بھی الگ ہو گیا۔ سلطان نے بعدازاں اس کی بیٹی سے رشتہ داری کی اور اسے بجایہ کا حاکم بنا دیا۔ سلطان نے پھر وہاں شادی کی۔ اس کے بعد سنہ 66 کے آغاز میں اس کی وفات ہو گئی۔ لہٰذا سلطان کو اس کی موت کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا۔ وہ اس کے جنازہ میں حاضر ہوا اور اس کے لحد میں اترنے تک وہیں رہا۔ اس کے بعد اس کی قبر اس مدرسہ میں تیار کی گئی جو اس نے شہر کے وسط میں علم دینے کے لئے بنایا تھا۔ وہ پھر اس کی قبر پر کھڑا ہو کر روتا رہا اور اس کے خواص مٹھیوں میں خاک لے کر اس کی قبر پر ڈالتے رہے۔ لہٰذا اس نے اس کے ساتھ وفاداری کی جس کا لوگوں میں چرچا ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنی خودمختار حکومت قائم کر لی۔ اس وقت حاجب ابو عبداللہ الحضرۃ میں موجود نہیں تھا۔ وہ پھر فوج کے ساتھ خراج اکٹھا کرنے اور ملک کی اصلاح کرنے کے لئے نکلا لہٰذا جب اسے اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی تو اسے اس سے بدگمانی ہو گئی اور اس نے خوف محسوس کیا۔ اس نے پھر فوج کو الحضرۃ کی طرف بھیج دیا اور بنی سلیم کے حکیم کے ساتھ اوند کے علاقے کو چلا گیا یعنی افریقہ کے ان قلعوں کی طرف چلا گیا جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ خاص ان کے لئے ہیں۔ اس دوران اس کے کاتب محمد بن ابی العیون نے اسے اس کے ارادے سے باز رکھا لہٰذا حکیم نے اس کے سلوک کی تعریف کی اور وہ انہیں محل میں لے گیا۔ بعدازاں سلطان نے اسے اس کی مرضی کے مطابق امان دے دی اور اس نے بھاگنے کے بعد اسے مصاحب بنا لیا۔ پھر تیزی سے الحضرہ کی طرف گیا تو سلطان نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنی حجابت سپرد کر دی۔ اس نے اسے معزز عہدے دیئے۔ حاجب بننے کی وجہ سے اسے سلطان کا لوگوں کے ساتھ ملنا ناگوار محسوس ہوتا تھا لہٰذا وہ ہمیشہ ہی اپنے باپ کے زمانے سے خودمختاری سے مالوف ہونے کی وجہ سے اسے پھیلاتا رہا لہٰذا جلد ہی سلطان اور اس کے درمیان فضا اندھیر ہو گئی اور اس کے نرم بستر کے سلسلے میں چغلیاں ہونے لگیں۔ اب وہ بھیس بدل کر تونس سے نکلا اور قسنطینہ چلا گیا، وہ وہاں سلطان ابوالعباس کے ہاں اترا اور اسے تونس کی حکومت کے حصول پر بھڑکانے لگا۔ اس نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اس سے وعدہ کر لیا کہ وہ بجایہ کے معاملے سے فارغ ہو کر اس کے ساتھ افریقہ جائے گا کیونکہ اس کے اور اس کے ہمراز کے درمیان لڑائی جاری تھی جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے۔ اس کے بعد سلطان ابواسحاق ابن تافراکین کے فرار کے بعد خودمختار بن گیا، اس نے پھر اپنی حکومت کے اطراف پر نظر کی اور اپنی حجابت پر احمد بن ابراہیم مالقی کو مقرر کیا جو حاجب ابومحمد کا پروردہ تھا، وہ اس وقت طبقہ اعمال میں سے تھا۔ اس نے پھر فوج اور لڑائی پر اس نے اپنے غلام منصور سریحہ اور معلوجی کو مقرر کیا۔ اپنے اور ارباب حکومت اور اپنی حکومت کے پروردہ لوگوں کے درمیان حجاب اٹھا دیئے یہاں تک کہ اس نے خود خراج لیا، وہ پھر نوکروں کے نمبرداروں سے ملا اور اس نے انہیں اپنے ساتھ ملایا اور اپنی وفات تک اپنے اور لوگوں کے درمیان وسائل کو لغو قرار دے دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

سلطان ابوالعباس کا بجایہ پر قبضہ

اس دوران جب امیر ابوعبداللہ نے بجایہ پر قبضہ کر کے وہاں اپنی خود مختار حکمرانی قائم کر لی تو وہ رعیت کے ساتھ بگڑ گیا، اس نے پھر سب کو تلوار کی دھار پر رکھ کر بری سیرت اختیار کر لی اور خواص کو آزاد چھوڑ دیا لہٰذا لوگوں کے دل اس سے بگڑ گئے اور ان میں نفرت مستحکم ہوگئی۔ پھر صاغیہ سلطان ابوالعباس کے پاس قسنطینہ چلا گیا کیونکہ وہ اس کا مخالف تھا، اس نے پھر اپنی قوم حکومت کو مضبوط کر لیا۔ آباء کے زمانے سے دونوں علاقوں کی سرحدوں میں حسد کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان لڑائیاں جاری تھیں۔ سلطان ابوالعباس سلطان ابوسالم کے معاملے میں جو اس کی مسافرت کا ٹھکانہ تھا، بہت اچھی سیرت کا حامل تھا لیکن بسا اوقات وہ اپنے عم زاد سے قابل ملامت افعال پر ناراض ہو جاتا تھا۔ لہٰذا وہ اس کی صحبت میں رہا۔ جب وہ بجایہ پر غالب آیا تو فتنہ میں بڑھ گیا، اس نے پھر آگاہ ہو کر اپنے عزائم کو تیار کر لیا۔ اس دوران یعقوب بن علی نے سلطان ابوالعباس کے خلاف درد دینے کے متعلق اس سے معاہدہ کیا مگر وہ اس کے کچھ کام نہیں آیا۔ یعقوب نے پھر اپنے سلطان سے بات کی جس نے قسنطینہ کی سرحدوں سے لڑائی کرنے کے لئے بجایہ سے فوج بھجوائی جس میں مولانا ابوالعباس بھی شامل تھا۔

اس نے پھر بنفس نفیس دوبارہ فوجیوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور یوں اولاد سباع بن یحییٰ کے عرب واپس آ گئے۔ اس نے پھر اولاد محمد کو اکٹھا کیا اور وہ ان کی اور زناتہ کی فوج لے کر آگے بڑھا۔ سطیف کی جانب دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا اور پھر اہل بجایہ کے میدان میں کھلبلی مچ گئی، یوں وہ شکست کھا گئے۔ سلطان ابوالعباس نے پھر ان کا تاکرارت تک تعاقب کیا۔ بعدازاں وہ اپنی عملداری اور وطن میں گھوما اور اپنے شہر کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر امیر ابوعبداللہ بجایہ کی طرف گیا جس کے اور اہل شہر کے درمیان بڑی نفرت پیدا ہوگئی تھی لہٰذا انہوں نے سلطان ابوالعباس سے سازش کر کے اسے اپنے پاس آنے کو کہا تو اس نے ان سے آئندہ سال آنے کا وعدہ کیا۔ اس نے پھر سنہ 67 میں اپنی فوجوں اور ان مددگاروں کے ساتھ جو زواوہ اولاد محمد سے تھے، حملہ کیا۔ اس وقت اولاد سباع جو پڑوس کی وجہ سے بجایہ کے ساتھی تھے، وہ بھی سابقہ تعلقات کی وجہ سے اپنے سلطان کے خراب حالات کو دیکھ کر اس کے ساتھ مل گئے۔ اس کے بعد امیر ابوعبداللہ نے اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ لیزوا میں پڑاؤ کیا اور اپنے عم زاد کی مدافعت کی امید پر وہاں قیام پذیر ہو گیا لہٰذا لیزوا میں سلطان نے اس کے پڑاؤ پر شب خون مارا اور دور دور تک غارت گری کی، اس کے بعد اس کی فوج منتشر ہوگئی، اس کا گھیراؤ ہو گیا اور پڑاؤ بھی الٹ گیا، وہ پھر بجایہ کی طرف بھاگ گیا لیکن راستے ہی میں پکڑا گیا اور نیزہ لگنے سے فوراً ہلاک ہو گیا۔ بعدازاں سلطان ابوالعباس جلدی سے بجایہ گیا اور اس نے 19 شعبان سنہ 67 کو وہاں جمعہ کی نماز پڑھی۔ اس وقت میں بھی شہر میں مقیم تھا لہٰذا میں سرداروں کے ساتھ نکلا تو وہ مجھے بہت اچھی طرح ملا اور میری عزت افزائی کی، اس نے پھر مجھے منتخب کر لینے کے متعلق بتایا۔ یوں سرحدوں میں اس کے دادا امیر ابوزکریا کی حکومت اس کے لئے منظم ہوگئی۔ میں چند ماہ اس کی خدمت میں رہا لیکن پھر مجھے ناراضی پیدا ہوگئی تو میں نے اس سے جانے کی اجازت چاہی، اس نے فراخدلی کے ساتھ مجھے اجازت دے دی۔ میں پھر یعقوب بن علی کے ہاں مہمان اترا پھر وہاں سے بسکرہ آ گیا اور علی بن موسیٰ کے ہاں مہمان اترا یہاں تک کہ فضا صاف ہوگئی۔ میں نے پھر تیرہ سال بعد اس سے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے بخوشی اجازت دی۔ میں پھر اس کے پاس گیا تو اس نے میری بہت مدارت کی اس کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے۔ انشاءاللہ۔

حمو اور بنی عبدالواد کا حملہ

اس کے بعد امیر ابوعبداللہ حاکم بجایہ اور اس کے چچا سلطان ابوالعباس کے مابین (جب کہ اس کے اور بنی عبدالواد کے مابین اس کے تدلس میں ان پر غالب آنے کی وجہ سے لڑائی جاری تھی)۔ جب لڑائی نے شدت اختیار کر لی تو اسے اس عداوت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

لہٰذا وہ بنی عبدالواد کے ساتھ صلح کرنے کے لئے مائل ہوا، اس نے پھر ان کی خاطر تدلس کو چھوڑ دیا اور فوج کے اس سالار کو تدلس پر قبضہ دے دیا جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو تلمسان میں ان کے بادشاہ ابوحمو کے پاس بھیجا، بعدازاں ابوحمو نے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کیا لہٰذا اس نے اسے وہاں کا والی مقرر کر دیا۔ اس کے بعد جب سلطان ابوالعباس نے اسے بجایہ پر غالب کیا اور وہ میدان جنگ میں مارا

گیا تو ابوحمو اپنی رشتے داری کی وجہ سے اس کی خاطر غضب ناک ہو گیا اور اس نے اس رات کو بجایہ پر چڑھائی کا ذریعہ بنا لیا۔ وہ پھر اپنی قوم کے ہزاروں لوگوں اور فوجوں کے ساتھ تلمسان سے چل پڑا حتیٰ کہ عرب بھی واپس آ گئے یہاں تک کہ وہ حمزہ کے وطن تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد ابواللیل موسیٰ بن زغلی اپنی قوم بنی یزید کے ساتھ اس کے آگے آگے بھاگ کھڑا ہوا اور انہوں نے زواودہ کے ان پہاڑوں میں پناہ لے لی جو وطن حمزہ پر جھانکتے ہیں۔ اس نے پھر اس کی اطاعت حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف اپنے ایلچی بھیجے تو اس نے ان کی مشکیں کس دیں جس میں ابومحمد صالح کا پوتا یحییٰ بھی شامل تھا جو سلطان ابوالعباس سے علیحدہ ہو کر ابوحمو کی سمت چلا گیا تھا، وہ اس وقت ابواللیل کے غازیوں پر جاسوس مقرر تھا کیونکہ ان کے درمیان، محبت، پڑوس اور وطن کے تعلقات پائے جاتے تھے۔ وہ دراصل ابوحمو کے سفارتی وفد میں بھی آیا تھا لہٰذا اس نے ممبران وفد اور اسے گرفتار کر لیا اور پھر قتل کر دیا۔ اس نے اس کے سر کو بجایہ کی طرف بھجوا دیا اور وہ پھر ابوحمو اور اس کی فوجوں کے سامنے ڈٹ گیا لہٰذا وہ بجایہ آئے اور اس کی فوج بجایہ کے میدان میں اتر پڑی۔ وہ کئی روز تک اس کے ساتھ لڑائی کرتا رہا اور اس نے پھر محاصرے کے ہتھیاروں کو جمع کر لیا۔ اسی وقت سلطان ابوالعباس شہر میں تھا جبکہ اس کی فوج اس کے غلام بشیر کے ساتھ تاکرارت میں تھی، ان کے ساتھ ابوزیان بن عثمان بن عبدالرحمان بھی تھا جو کہ ابوحمو کا چچا تھا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ وہ مغرب سے نکلا جیسا کہ ہم اس کے حالات یہاں بیان کریں گے اور پھر الحضرۃ میں سلطان ابواسحاق کے پاس آیا۔ وہاں ابومحمد حاجب نے اس کی خوب عزت کی۔ جب امیر ابوعبداللہ تدلس پر غالب آ گیا تو اس نے اسے تونس سے بھیجا کہ اسے تدلس کا حکمران مقرر کر دے اور وہ اس کے اور حمو کے درمیان ساتھی بن جائے اور پھر وہ قسطنطینہ پر حملے کے لئے فارغ ہو جائے لہٰذا اس نے جواب میں تیزی دکھائی اور تونس سے نکلا۔ جب سلطان ابوالعباس قسطنطینہ میں اس کے مکان کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کا راستہ روک لیا، یوں وہ عزت کے ساتھ اس کے پاس قیدی بن کر رہا۔ اس کے بعد جب وہ بجایہ پر غالب آ گیا اور اسے ابوحمو کے حملے کی خبر ملی تو اس نے اسے اپنی قید سے رہا کر دیا۔ اس نے پھر اس کی خوب عزت کی، عطیات دیئے اور اسے بادشاہ مقرر کر دیا۔ اس نے اس کے لئے کچھ ہتھیار بھی تیار کئے۔ بعدازاں اس کا غلام بشیر اپنی فوج کے ساتھ نکلا تا کہ اسے اپنے عم زاد ابوحمو سے بنو عبدالواد کو روکے کیونکہ وہ اس کی حکومت سے تنگ آ گئے تھے۔ اس وقت مغرب اوسط کے زغبی عرب ابوحمو کی فوج میں تھے لہٰذا انہوں نے ابوزیان سے مراسلت کی اور فوج میں افواہیں اڑانے کے متعلق مشورہ کیا۔ انہوں نے پھر اہل شہر اور فوجیوں کے درمیان لڑائی کا وقت مقرر کیا اور وہ 5 ذوالحجہ کو بھاگ گئے، یوں فوج منتشر ہو گئی اور شہر کے میدان کے تنگ راستوں میں چلی گئی۔ اس طرح ان کی بھیڑ سے راستے بند ہو گئے اور ان میں سے بہت سے آدمی مر گئے۔ وہ اپنے پیچھے اس قدر مال ومتاع، اہل وعیال، ہتھیار اور گھوڑے چھوڑ گئے جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ابوحمو نے اپنے اموال وعیال کو چھوڑ دیا۔ یوں ابوحمو کا دل بھیڑ میں پھنس جانے کے بعد خراب ہو گیا لیکن وہ خود بچ گیا۔ اس کے بعد اس کا وزیر عمران بن موسیٰ اس کے لئے اپنی سواری سے اتر پڑا لہٰذا اس کی نجات صرف اسی کی وجہ سے ہوئی۔ وہ پھر الجزائر میں اترا اور وہاں سے تلمسان چلا گیا۔ ابوزیان بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا اور یوں مغرب اوسط کا حال خراب ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ اب سلطان ابوالعباس اس واقعہ کے بعد بجایہ سے نکلا اور تدلس کے ساتھ لڑائی کی اور اسے فتح کیا۔ یوں وہ بنی عبدالواد کے جو عمال بھی وہاں موجود تھے، ان پر غالب آ گیا اور تمام مغربی سرحدیں اس کی سلطنت میں شامل ہو گئیں جیسا کہ اس کے دادا امیر ابوزکریا اوسط کی حکومت میں اس وقت شامل تھیں جب انہوں نے دعوت حفصی کو بانٹا تھا۔ اس کے بعد کے حالات کو ہم انشاء اللہ بیان کریں گے۔

تونس پر حملہ

اس دوران ابوعبداللہ بن حاجب ابومحمد بن تافراکین جب الحضرۃ کے حاکم سلطان ابواسحاق سے الگ ہوا تو وہ عرب اولاد مہلہل کے خیموں میں چلا گیا۔ بعدازاں وہ سنہ 67 کے آغاز میں سب کے سب سلطان ابوالعباس کے پاس گئے اور اسے اس کی حکومت کی رغبت دلانے لگے۔ بعدازاں اپنے بھتیجے کے ساتھ جو بجایہ کا حاکم تھا لڑائی کی وجہ سے اس نے ان سے معذرت کی پھر اس نے اپنی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور وہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گئے۔ جب بجایہ کی فتح مکمل ہو گئی تو اس نے اپنے بھائی مولا ابویحییٰ زکریا کو فوج سمیت ان کے ساتھ بھیجا لہٰذا وہ اس کے ساتھ الحضرۃ کی طرف گئے اور ابن تافراکین بھی اس کے ساتھیوں میں شامل تھا۔ انہوں نے پھر کئی روز تک الحضرۃ سے لڑائی کی مگر اسے سر

نہیں کر سکے۔اس کے بعد الحضر ۃ کے حاکم اوران کے درمیان صلح ہوگئی لہٰذاوہ وہاں سے چلے آئے اور مولا ابو یحییٰ بھی اپنی فوج کے ساتھ اپنے علاقے میں واپس آ گیا۔ بعدازں ابن تافراکین سلطان کے پاس چلا گیااوروہ پھرتونس کی فتح تک اس کے ساتھ رہا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جب سلطان ابواسحاق الحضرہ میں آیااوراس نے سلطان ابوالعباس کے ساتھ صلح کرتے ہوئے کئی بار تخلف کیا،اس نے پھران کی حکومت کے لئے منصور بن حمزہ امیر ابی کعب کو چنا جس سے وہ اپنی حکومت کے لئے مدد مانگتا تھااوراس کے مشورے اورشوکت سے مدد لیتا تھا۔لہٰذاوہ باقی ماندہ ایام میں اس کا مخلص دوست رہا۔اس نے پھرسنہ 69 میں اپنے بیٹے خالد کوفوج کا سالار مقرر کیا تا کہ وہ محمد بن رافع کو مغرادی فوج کے طبقات میں رکھے کیونکہ وہ اس کے بیٹے کے مقابلے میں خودمختار بنا ہوا تھا۔اس نے پھراسے منصور بن حمزہ اوراس کی قوم کے ساتھ بھیجااورانہیں بونہ کے نواح پر قبضہ کرنے ،اس کی نعمتوں کوحاصل کرنے اوراس کے نواحی علاقوں کے خراج کوحاصل کرنے کااشارہ کیا لہٰذاوہ اس کی طرف گئے۔ بعدازاں امیر ابو یحییٰ زکریا حاکم بونہ نے اپنی فوج کواہل ضاحیہ کے ساتھ بھیجا تواس نے ان کی مدافعت کی،وہ پھراپنی ایڑیوں کے بل لوٹ آئے اور یہ ان کے غلبے کا آخری زمانہ تھا۔جب وہ الحضر ۃ کی طرف واپس آئے توسلطان سالارفوج یعنی محمد بن رافع سے ناراض ہوگیا لہٰذاوہ الحضر ۃ سے نکل گیا۔اس کے بعد معاویہ تونس کے نواح سے اپنے مددگاروں کے ساتھ ان کے مقام پر گیا۔سلطان نے پھراسے رضامند کرنے کے بعد بلالیا۔جب وہ آیا تواس نے اسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔اس کے بعد سنہ 70 میں ایک رات محفل کے بعد سلطان کی وفات ہوگئی،اس رات کے آخر میں اس پر نیند کاغلبہ ہوگیااوروہ سوگیا۔جب خادم نے اسے جگایا تو وہ نہیں اٹھا لہٰذااس کا سرور جاتا رہااورغم بڑھ گیا۔اس کے بعد خواص پر حیرت طاری ہوگئی پھرانہوں نے اپنی عقل سے غوروفکر کیااور حیرت کودور کیا یعنی انہوں نے اس کے بیٹے امیر ابوالبقاء خالد کی بیعت کر کے اپنے مسئلے کوحل کر دیا۔ بعدازاں اس کے غلام منصور سریحہ معلوجی اوراس کے حاجب احمد بن ابراہیم الیاقی نے لوگوں سے اس کی بیعت لی۔انہوں نے پھرسب سے پہلے قاضی محمد بن خلف اللہ فقیہ کوگرفتار کرلیا لہٰذااس نے اس کے اپنے پاس آنے کالحاظ کیا۔اُس نے پھراسے ابوعلی عمر بن عبدالرفیع کے مرنے کے بعد تونس میں قاضی مقرر کر دیا۔اس نے پھراسے بلاد جرید کی طرف فوجوں کولے کرجانے اوران سے لڑنے پر مقرر کیا۔اسے پھران سے تکلیف اٹھانی پڑی اورکئی بارانہوں نے اپنے خراج سے اس کی مدد کی جسے کہ وہ سلطان کودیا کرتے تھے۔اس کے علاوہ کئی بارانہوں نے اپنے خراج پڑاؤ میں افواہیں اڑادیں۔اس وقت ابن الیالقی سلطان کے ہاں اس کے عہدہ پانے سے ناراض تھالہٰذا جب اس نے اس کے بیٹے پرسختی کی تواس کے متعلق چغلیوں میں اضافہ ہوگیا۔اس نے پھراسے گرفتار کر کے محمد بن علی بن رافع کے ساتھ قید میں ڈال دیا۔ بعد میں اس نے ان دونوں کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ ان دونوں کے ساتھ مل کرقید سے بھاگنے کی سازش تیار کرے لہٰذاانہوں نے اس کے ساتھ مل کرسوچ بچار کی۔اس دوران اس نے ان کے حال سے مطلع ہوکران دونوں کوان کے قید خانے میں گلا گھونٹ کرقتل کر دیا۔اس کے بعد الیالقی نے لوگوں کے ساتھ ظلم وزیادتی کرنا،ان کے اموال لوٹنااورمعززلوگوں کوذلیل کرنا شروع کر دیا۔آخرانہوں نے ناراض ہوکراللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ انہیں اس کی حکومت سے نجات دے،ایسامولاناسلطان ابوالعباس کے ہاتھوں ہوا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔

حفصی دعوت کا بیان

جب الحضر ۃ کا والی سلطان ابواسحاق سنہ 70 میں فوت ہوگیا تواس کے بعداس کے غلام منصور سریحہ اوراس کے مددگارالیالقی نے حکومت کو سنبھالااوراس کے نابالغ فرزند امیر خالد کو حکمران مقرر کیا مگروہ اس کی حکومت کواچھی طرح نہیں چلا سکے۔انہوں نے اپناوقت گزارنے کے لئے منصور بن حمزہ کو چن لیا جوالضاحیہ پرغالب آنے والے بنوکعب کاامیر تھا،انہوں نے اپنی بے تدبیری سے اسے اپنے ساتھ حکومت میں شامل ہونے کالالچ دیالیکن پھراس سے منحرف ہوگئے تووہ ان پر ناراض ہوااورسلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا جوغربی سرحدوں سے ان پرحملہ کرنے کے لئے بالکل تیار بیٹھا تھا لہٰذااس نے اسے ان کی حکومت کے حاصل کرنے،اس کا تدارک کرنے اوران کے بگاڑ کی اصلاح کرنے پراسے آمادہ کیا۔ حقیقت میں وہ اپنی شرافت نفس،جلالت،حکومت کی مضبوطی،عدل وانصاف اورحسن سیرت کی وجہ سے اس کاسب سے بڑا حقدار تھا۔جب اس کی حکومت کے لوگوں نے اس کے سواکسی اورکووہاں خودمختار دیکھا تواس نے اس کے دادخواہ کوجواب دیااورحملے کے لئے اپنے ارادے کوتیار کیا۔اہل

قسطینہ نے بھی اسی طرح ایک دادخواہ بھیجا تھا لہٰذا اس نے ابوعبداللہ بن حاجب ابومحمد بن تافراکین کو ان کی اطاعت کا حال معلوم کرنے اور ان کی اندرون کی آزمائش کرنے کے لئے ان کے پاس بھیجا۔ وہ ان کے پاس گیا اور ان کی سمع واطاعت کو حاصل کیا، اس دوران توزر کا سردار یحییٰ بن یملول اور خلف بن خلف نفطہ کا سردار بھی وہاں گئے تو انہوں نے برضاورغبت اطاعت کر لی اور یہ ان کے پاس سے واپس آ گئے۔ اس کے بعد سلطان کی دعوت سے متمسک ہو کر وہ اسے شہروں میں قائم کرنے لگے پھر سلطان بجایہ سے فوجوں کے ساتھ نکلا اور تیزی سے مسیلہ کی طرف گیا جہاں ابراہیم بن امیر ابی زکریا الاخیر رہتا تھا۔ بعدازاں اسے زواودہ میں سے اولاد سلیمان بن علی نے تلمسان میں اپنی جائے غربت سے جواب دیا اور اسے اپنے بھائی امیر ابوعبداللہ کے بعد بجایہ میں اپنے حق کے مطالبے کے لئے نمائندہ مقرر کیا۔ یہ سب کچھ حاکم تلمسان ابوحمو کی مداخلت اور اس کے مختلف امدادی وعدوں کی وجہ سے ہوا لہٰذا جب سلطان مسیلہ پہنچا تو انہوں نے ابراہیم کا عہد کو چھوڑ دیا، اس سے بیزاری کا اظہار کیا اور جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے گئے۔ اس کے بعد سلطان بجایہ کی طرف واپس آ گیا پھر وہاں سے الحضرۃ آیا تو اسے افریقہ کے وفود اطاعت کرتے ہوئے ملے۔ بعدازاں اس نے وہاں پہنچ کر اس کے میدان میں کئی روز تک خیمے لگائے رکھے اور صبح وشام اس سے لڑائی کرتا رہا۔ اس نے پھر اس کی سچائی سے پردہ اٹھایا اور اس کی فصیلوں پر حملہ کر دیا۔ اس کے بھائی، بہت سے خواص اور ساتھی پیادہ تھے لہٰذا وہ ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکے یہاں تک کہ راس الطابیہ کے باغات سے فصیلوں پر چڑھ گئے اس کے بعد جانبازوں نے فصیلوں کو چھوڑ دیا اور شہر کے اندر کی طرف دوڑے، یوں لوگوں پر حیرت طاری ہوگئی اور وہ ایک دوسرے سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔ اس وقت ارباب حکومت اپنی سواری میں قصبے کے دروازوں میں سے باب العذر پر کھڑے تھے لہٰذا جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وہ ایڑیوں کے بل بھاگ اٹھے اور باب الجزیرہ کا رخ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے سامنے نعرہ تکبیر بلند کیا اور سب اہل شہر نے ان پر حملہ کر دیا۔ یوں تھوک خشک ہونے کے بعد انہوں نے شہر میں ان کا محاصرہ کر لیا اور پھر فوج ان کے تعاقب میں گئی۔ اس نے احمد بن الیاقی کو پکڑ کر قتل کر دیا اور اس کا سر سلطان کے پاس لایا گیا جبکہ اس نے امیر خالد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ لڑائی کے دوران منصور سریحہ، راس الحمرہ میں بھاگ گیا اور دوستوں کے تحفظ میں لڑائی کرنے سے ناکام رہا۔ اب سلطان محل میں داخل ہو کر اس کے تخت پر بیٹھ گیا اور فسادیوں نے ارباب حکومت کے گھروں میں ہاتھ مارے۔ اس دوران لوگوں نے ان سے کینے کے باعث ان کے اموال لوٹ لئے کیونکہ وہ رعیت پر ظلم کرتے اور ان کے اموال غصب کیا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ فساد کی آگ ان کے گھروں اور راستوں میں بھڑک اٹھی اور وہ بجھنے میں نہ آتی تھی۔ اس دوران بعض اہل عافیت کو بھی عام لوٹ مار کی رو سے تکلیف پہنچی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سلطان کی برکت اس کی حسن نیت اور اس کی حکومت کی سعادت سے اسے ٹھنڈا کر دیا۔ اب لوگوں نے رحمدل اور انصاف پسند سلطان کے سایے میں پناہ لی اور اس پر شمع کے پروانوں کی طرح ٹوٹ کر اس کے ہاتھ پاؤں کو چومنے لگے اور اس کے لئے زور دار دعائیں کرنے لگے۔ وہ اس کے کارناموں پر رشک کرنے لگے یہاں تک کہ رات چھا گئی اور سلطان اپنے محلات میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر امیر خالد کو بحری بیڑے کے ساتھ قسطینہ کی طرف بھیجا تو راہ میں سخت آندھی چلی اور کشتی میں سوراخ ہو گیا، یوں وہ موجوں کی نذر ہو کر ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان خود مختار حاکم بن گیا، اس نے پھر بھائی امیر ابویحییٰ کو اپنا حاجب مقرر کیا اور ابن تافراکین کے حق کا لحاظ کرتے ہوئے کیونکہ وہ اس کے پاس چلا آیا تھا، اسے اپنے بھائی کا مددگار مقرر کر دیا۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ وہ صورت حال پیدا ہو گئی جس کا ہم ذکر کریں گے، انشاء اللہ۔

منصور بن حمزہ کا خروج

منصور بن حمزہ بنی سلیم میں سے امیر شہر تھا۔ سلطان ابویحییٰ اس پر اپنی عنایات بھی کرتا تھا اور اسے اپنی قوم پر امتیاز حاصل تھا۔ جب بنوحمزہ نے افریقہ میں سلطان ابوالحسن پر غلبہ پایا اور اسے وہاں سے دھتکار کر نکال دیا تو انہوں نے وہاں پر دست درازی شروع کر دی اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپس میں تقسیم کر لیا تھا۔ الحضرۃ کے امراء نے انہیں خراج کے دو حصے رشتہ داری، اقامت دعوت اور غربی سرحدوں کے باشندوں کی حفاظت کی غرض کے لئے زائد دیئے تھے لہٰذا انہوں نے اس کے اکثر حصے پر قبضہ کر لیا اور سلطان کے دو حصے زائد ہو گئے۔ جب سلطان ابوالعباس نے الحضرۃ پر قبضہ کیا اور وہ دعوت حفصی کے لئے مخصوص ہو گیا تو اس نے تغلب واختصاص سے ان کی لگاموں کو روکا اور ان کے ہاتھوں سے وہ شہر اور علاقے

چھین لئے جو پہلے سلطان کے لئے تھے۔ یوں انہیں وہ کچھ معلوم ہوا جوان کے گمان میں بھی نہیں تھا،اب اس بات نے انہیں برافروختہ کر دیا اور اس کی حیثیت نے انہیں پریشان کر دیا۔لہٰذا منصور بن حمزہ بگڑ گیا اور اطاعت سے دستکش ہو کر اس کی مخالفت میں لگ گیا۔سلطان کے خلاف بغاوت کرنے میں ابومعنونہ احمد بن محمد بن عبداللہ بن مسکین نے اس کی موافقت کی جو کا شیخ تھا۔اس کے بعد وہ اپنے قبیلوں کے ساتھ زواودہ کے پاس دادخواہ بن کر اور امیر ابویحییٰ بن سلطان ابوبکر کے پاس مہدیہ سے واپس آتے وقت اور وہاں سے اپنے بھائی مولا ابواسحاق کے پاس جاتے وقت کمک مانگنے گیا۔اس نے پھر اسے امیر بنایا،لوگوں نے اس کی بیعت کی اور وہ ان کے ساتھ کوچ کر گیا۔وہ سب چلتے ہوئے تونس گئے۔منصور بن حمزہ پھر انہیں اپنے گھرانوں کے قبیلوں میں ملا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔انہوں نے پھر اپنے مشائخ کو یحییٰ بن علول کے پاس بھیجا جو مخالفت کی گمراہی کا بلند غبار تھا تا کہ وہ اسے اطاعت اور مدد پر آمادہ کریں۔اس نے پھر ان کے ساتھ سچے جھوٹے وعدے کئے اور انہیں مہلت دی۔جب انہوں نے اپنے ہاتھوں کو پوری طرح نفاق واختلاف میں ڈبو لیا تو وہ اپنے مال کے ساتھ انہیں اپنے حمایت کے وعدوں سے ٹالتا رہا،یوں منصور نے اپنے دل میں اس روز اطاعت کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ کر لیا۔وہ پھر الحضرۃ پر چڑھائی کرنے کے لئے چلے گئے تو سلطان ابوالعباس نے اپنے بھائی امیر ابویحییٰ زکریا کو فوجوں کے ساتھ اس سے لڑائی کرنے کو بھیجا۔منصور کو سلطان کی فوج اور اس کے ساتھیوں پر فتح حاصل ہوئی۔اس کے بعد سلطان کے پاس شکایت ہوئی کہ اس کے حاجب ابوعبداللہ بن تافراکین نے انہیں شہر پر شب خون مارنے میں شامل کیا ہے تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے سمندری سفر کے ذریعے قسطنیہ بھجوا دیا۔یوں وہ اپنی وفات تک جو سنہ 78 میں ہوئی،وہاں قید رہا۔اس کے بعد سلطان نے جب اپنے اموال عربوں کو دیئے تو منصور کی قوم نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور اس کا حال خراب ہو گیا۔آخر رحم دل سلطان نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تو اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اپنے بیٹے کو یرغمال رکھا۔بعدازاں سلطان زکریا کے بعد عہد کو توڑ دیا تو اس نے اسے اس کی اولاد کو زواودہ کے پاس واپس بھیج دیا۔اس کے بعد پھر اس نے سلطان کی امداد اور اطاعت سے وابستگی اختیار کر لی یہاں تک کہ سنہ 76 میں فوت ہو گیا۔اسے محمد بن اخیہ نے آپس کے ایک جھگڑے میں قتل کر دیا۔واقعہ یہ ہوا کہ اس نے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا،وہ زخمی ہو کر اپنے گھر کی طرف لوٹا اور گھر پہنچنے کے بعد دن کے آخری حصے میں فوت ہو گیا۔اس کے بعد بنوکعب کی حکومت صولہ بن اخیہ خالد نے سنبھالی اور مولانا سلطان نے اسے ان کا حکمران مقرر کیا۔یہ صورت حال یونہی قائم رہی یہاں تک کہ وہ حال ہو گیا جس کا ہم تذکرہ کریں گے۔

جب سے قیروان میں بنی مرین کا مرکز بنا،اس وقت سے عربوں نے عملداریوں پر قبضہ کر لیا تھا۔سلطان ابوالحسن نے خلیفہ عبداللہ بن مسکین کو سوسہ ان شہروں اور جاگیروں میں دے دیا تھا جوان کے لئے نہیں تھیں لہٰذا یہ خلیفہ اس پر قابض ہو گیا اور وہاں اترا،وہ پھر خود اس کے خراج کو لینے لگا اور سلطان کے مقابلے میں خود مختار بن گیا۔وہ اپنی وفات تک اسی حالت میں رہا۔اس کے بعد اس کی قوم کی امارت عامر بن عمہ محمد بن مسکین نے ابومحمد بن تافراکین کے دور میں سنبھالی۔اس نے بھی اسے اسی طرح حکومت دی اور وہ اپنے قتل سے خوف زدہ رہا یہاں تک کہ بنوکعب نے اسے قتل کر دیا۔اس کے بعد امارت احمد نے سنبھالی جس کا لقب ابومعنونہ بن محمد تھا اور جو کہ خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین کا بھائی تھا لہٰذا وہ سوسہ میں سلطان کے بالمقابل خود مختار بن گیا اور اس کے دارالامارت میں بیٹھ گیا۔اکثر اوقات وہ الحضرۃ کے والی کے خلاف خروج بھی کر دیتا اور سوسہ سے اس پر چڑھائی کرتا اور اس کے نواح میں لوٹ مار کرتا یہاں تک کہ اس نے ایک روز منصور سریجہ،مولیٰ سلطان ابواسحاق اور اس کی فوج کے سالار پر حملہ کر دیا۔اس حرکت پر اس نے اسے گرفتار کر کے سوسہ میں چند روز قید کر دیا لیکن اس پر احسان کر کے اسے رہا کر دیا۔یوں اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور ہمیشہ ان کا یہی وطیرہ رہا۔حقیقت یہ ہے کہ وہ رعایا کے ساتھ قبیح اور بری حرکات کرتے تھے لہٰذا رعایا کے لوگ ہمیشہ ہی اللہ سے دعا کرتے رہے کہ وہ ان کے ظلم وجور سے انہیں نجات دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اہل افریقہ کو اطلاع دی اور پھر مغرب کے تمام مضافات میں غلبے کی ہوا چل پڑی۔ اہل سوسہ اب اپنے عامل ابومعنونہ سے بگڑ گئے اور اس نے بھی ان کے بگڑنے کو محسوس کر لیا لہٰذا وہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا اور سلطان کی خاطر شہر سے الگ ہو گیا۔بعدازاں عوام نے اس کے عمال پر حملہ کر دیا اور ان پر غالب آ گئے۔پھر سلطان کے عمال وہاں اترے۔بعدازاں مولیٰ ابی یحییٰ اسے طرابلس کے نواح پر حملہ کرنے کے لئے لے گیا اور اس نے اس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اس کی عملداریوں کا خراج کو حاصل کیا۔یاد رہے کہ مہدیہ میں محمد بن الحکجاک کو حاجب ابومحمد بن تافراکین نے اس وقت حکمران مقرر کیا تھا جب اس نے اسے ابوالعباس بن مکی اور امیر ابویحییٰ زکریا المنتزی

بن مولانا سلطان ابوبکر کے ہاتھوں سے اسے واپس لیا تھا۔ حاجب کے بعد بھی ابن الکجباک وہاں کا حکمران مقرر رہا۔ لہٰذا جب حکومت کی درازی کا کانٹا اسے چبھا تو فوج کا غبار اس کی طرف بڑھا، اب وہ اس پر قابض رہنے سے ڈر گیا اور اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر طرابلس چلا گیا۔ وہ امیر طرابلس ابوبکر بن ثابت کے ہاں قدیم رشتے داری اور تعلقات کی وجہ سے اترا۔ اس کے بعد مولانا سلطان نے مہدیہ کے سپرد کرنے میں جلدی کی اور وہاں اپنے عمال کو بھیجا، یوں وہ اس کی حکومت میں شامل ہو گیا اور غلبے اور کامیابی کے اموال درست ہو گئے۔ اس کے بعد کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

جربہ کی طرف سلطان کا جانا

جب سے ابوعبداللہ محمد بن تافراکین نے محمد بن ابی القاسم بن ابی العیون کو اس جزیرے کا حکمران بنایا تھا، اس نے اپنے پڑوسیوں یعنی اہل قابس، اہل طرابلس اور الجریدہ کے دیگر علاقوں کے طریقوں کو قبول کر لیا تھا کہ سلطان کی بات کو نہ مانا جائے اور خود مختاری اور امارت حاصل کی جائے۔ اس کے برے حالات کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اس کا والد حاجب ابومحمد بن تافراکین کے دور میں الحضرۃ میں اشغال کا حکمران تھا اور وہ اس کے بیٹے ابوعبداللہ کو جو جربہ کا حاکم تھا، کتابت سکھاتا تھا، اس نے پھر مولا ابواسحاق سے بھاگتے وقت اس کا مقصد کیا تاکہ جربہ میں قدیم تعلقات کی وجہ سے اترے تو اس نے روک دیا۔ اس نے پھر جزیرے کے شیوخ کو بھی سلطان کی بات نہ ماننے پر اپنی آزاد حکومت قائم کرنے میں شامل کر لیا۔ یوں وہ مولانا سلطان اور اس کے بعد اس کے بیٹے کی حکومت میں محفوظ رہا۔ جب مولانا سلطان ابوالعباس نے تونس پر قبضہ کیا تو اسے خوف اور دہشت محسوس ہونے لگی۔ وہ پھر جرید کے رؤساء کے مقابلے میں مدد کرنے کے لئے گیا اور قدیم وجدید زمانے میں تخلف اختیار کرنے کے باوجود اس معاملے میں بہت دور تک چلا گیا۔ یوں اس نے سلطان کی بات ماننے، اطاعت کرنے اور خراج روکنے میں بہت بری مثال پیش کی جس کی وجہ سے سلطان کو غصہ آ گیا۔ جب اس نے ساحلی شہروں اور ان کی سرحدوں کو فتح کی تو اس نے اپنے بیٹے ابوبکر کو فوج دے کر جربہ کی طرف بھیجا۔ اس کے ساتھ حکومت کا مخلص مددگار محمد بن علی بن ابراہیم بھی تھا۔ جو کہ شیخ الموحدین ابوھلال کی اولاد میں سے تھا اور المستنصر کے زمانے میں بجایہ کا والی تھا۔ اس کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ بہر حال اس نے اسے اس کے محاصرہ کے لئے بحری بیڑے سے مدد دی، یوں امیر اپنی فوج کے ساتھ اس کے راستے میں اتر پڑا اور پھر بحری بیڑا اس کے محافظوں تک پہنچ گیا۔ اس نے پھر قلعہ قشتیل کا محاصرہ کر لیا۔ ابن ابی العیون نے اس کی دیواروں کی پناہ لے لی لیکن اس دوران جزیرے کے بربری شیوخ اس سے الگ ہو گئے اس کی فوج کے خاص آدمی اس کے پاس آ گئے۔ یوں انہوں نے وہ بات دیکھی جس کی انہیں طاقت نہیں تھی۔

جب سلطان کی فوجوں نے بر و بحر سے ان کا گھیراؤ کر لیا تو وہ بحری بیڑے کے پاس آئے اور اس کے گھر پر قابض ہو گئے۔ یوں انہوں نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور پھر واپس سلطان کی طرف چلے گئے۔ محمد بن ابی العیون الحضرۃ کی طرف چلا گیا اور کچہری میں اترا۔ اسے پھر ملک میں اونٹ پر سوار کروا کر شہر کے متفرق بازاروں میں پھرایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی سزا اس پر نازل ہوتی ہے۔ اس کے بعد سلطان نے اسے بلایا اور امرائے جرید کے گمراہوں کے ساتھ شامل ہو کر اس سے انحراف کرنے پر توبیخ کی۔ وہ پھر اس کی خونریزی سے الگ ہو گیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ سنہ 79 میں فوت ہو گیا۔

امرائے ابناء کا خروج

جب سلطان نے اہالیان افریقہ کے بھڑکانے اور شیخ منصور بن حمزہ کے رغبت دلانے پر افریقہ کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کر لیا تو اسے غربی سرحدوں کے حالات نے پریشان کر دیا۔ وہ پھر ان سرحدوں کی دیکھ بھال کے لئے اپنے بیٹوں کے حالات کا جائزہ لینے لگا۔ اس کی نظر سب سے پہلے اپنے بڑے بیٹے امیر ابوعبداللہ پر پڑی تو اس نے اسے بجایہ اور اس کے مضافات کا حکمران مقرر کر دیا اور اسے بادشاہ کے محلات میں اتارا۔ اس نے پھر خراج کے مال اور فوج کا رجسٹر کھول دیا۔ قسطنیہ اور اس کے نواح پر اپنے غلام بشیر کو عامل مقرر کیا جو اس کی حکومت کی تلوار، لڑائی کی مہار اور

اس کے ارادے کو ابھارنے والا آدمی تھا۔ اور اس شخص میں رائے کی پختگی اور خودداری پائی جاتی تھی۔ بسا اوقات اسے قسطنطینہ آنے پر بڑی مشقت اور قید برداشت کرنی پڑی جس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے اسے خوشی عطا کی تھی۔ اس نے پھر اپنی خواہش کے مطابق عہدے حاصل کئے اور سلطان فوج میں اس کی نگرانی پر بڑا اعتماد کرتا تھا۔ وہ اسے اکثر لڑائیوں کے ہراول دستوں میں بھیجتا تھا۔ جب سلطان نے بجایہ پر قبضہ کیا تو اسے قسطنطینہ کا امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا۔ اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے امیر ابواسحاق کو اتارا یعنی اس نے اسے اس کا گارڈین مقرر کیا۔ بعد ازاں افریقہ جاتے وقت اسے فوج کے ساتھ بھیجا لہٰذا وہ اس کے ساتھیوں میں شامل ہو کر گیا اور فتح میں اس کے ساتھ رہا۔ اس نے پھر اسے قسطنطینہ میں مزید آزادی اور اختیارات دے کر واپس کر دیا اور وہ اپنی وفات تک اسی مقام پر رہا۔ سلطان نے اس کے بعد اپنے بیٹے ابواسحاق کو ملک بن مقرب اور سلطان عبدالعزیز کے پاس بھیجا تاکہ وہ انہیں تلمسان کو فتح کرنے کی مبارک باد دے اور رشتہ محبت کو استوار کرے اس نے اس کے ساتھ شیخ الموحدین کو بھی بھیجا جو ابواسحاق بن ابی ہلال کا گارڈین تھا لہٰذا ملک بن مقرب ان دونوں سے نہایت عزت واحترام سے ملا اور انہیں سنہ 73 میں اس حال میں واپس کیا کہ یہ اس کا بہت ذکر خیر کرتے تھے۔ جب امیر ابواسحاق قسطنطینہ میں اپنے دارالامارت میں اترا تو سلطان نے اسے وہاں کا والی مقرر کر دیا۔ قائد بشیر اس کے باپ کا غلام تھا، اس کی صغرسنی کی وجہ سے وہ اس پر حاوی تھا۔ جب امیر ابواسحاق کی حالت ٹھیک ہوگئی تو بشیر سنہ 78 میں فوت ہو گیا لہٰذا سلطان نے اسے از سر نو امارت سے سرفراز کیا۔ اس نے پھر نہایت احسن رنگ سے اپنے فرائض ادا کئے اور اس نے اپنے بارے میں اس کے خیالات کو سچ کر دکھایا۔

یوں وہ دونوں امیر بجایہ اور قسطنطینہ کے عہد میں مستقل رہے اور ان کے نواح کے امور بھی انہیں کے سپرد تھے۔ انہیں ہتھیار بنانے، شاہانہ آداب قائم کرنے اور شاہانہ سامان تیار کرنے کی اجازت تھی۔ اس دوران امیر ابوزکریا جو ایک شریف بھائی تھا، بونہ پر مستقل حکمران مقرر تھا۔ لہٰذا جب وہ فتح کے سال افریقہ کی طرف گئے تو ابویحییٰ کو اپنی طویل وابستگی کے باعث یہ یقین ہو گیا کہ سلطان اس کے بھائی کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے ساتھ رہتا ہے لہٰذا اس نے اپنے بیٹے امیر ابوعبداللہ محمد کو سہانہ کا حکمران مقرر کیا اور اسے اپنے محل میں اتارا۔ اس نے اسے امارت میں ایسے امور سپرد کئے جن کی وجہ سے اس کا ذکر خیر ہونے لگا اور یہ صورت حال سنہ 783 تک قائم رہی۔

توزر اور قفصہ پر قبضہ

سلطان ابوبکر کی حکومت سے قبل الجرید کی حکومت کے مسئلے شہروں کے رؤساء کے مشوروں سے طے پاتے تھے کیونکہ اس وقت حکومت تقسیم ہو کر ختم ہو چکی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے لہٰذا جب سلطان ابوبکر دعوت حفصی کے لئے مخصوص ہو گیا اور دیگر مسائل سے فارغ ہو گیا تو اس نے اپنی نظر ان کی طرف پھیری، یوں اس کی فوج نے انہیں روند دیا۔ وہ پھر شوریٰ کے بعد خود آیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کی وفات کے بعد جب افریقہ کے حالات کے دگرگوں ہوئے اور اعراب کے اس کے علاقوں پر غالب آنے کا واقعہ ہوا تو یہ سب سلطان ابوالحسن کی شکست اور ان کے رؤساء کے جھگڑوں کے بعد بازاری آدمیوں کی طرح حکومت چلانے کی وجہ سے تختوں پر بیٹھتے تھے اور راستوں ہی میں سواریاں کرتے تھے۔ وہ لڑائی کے دنوں میں ہتھیار تیار کرتے تھے جو گردش زمانہ سے عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک نشان ہوتے تھے۔ اس کے بعد وہ شام کے علاقوں کے حکمران بن گئے یہاں تک کہ ان کے نفوس کو القاب خلافت کے اختیار کرنے کی سوجھی۔ اس دوران جب سلطان ابوالعباس افریقہ اور اس کے علاقوں کا خودمختار حکمران بن گیا تو وہ الحضرۃ کا باز اور اپنی کچھار میں رہنے والا شیر بن گیا۔ یوں منافقت اور مخالفت کرنے والے اصحاب اس سے خوف کھانے لگے۔ اس کے عزائم کو مضبوط کرتے اور اس کا خوف ان کی مہلت کی رسی کو ڈھیلا کر دیتا اور وہ معاونت اور وعدے کے ذریعے الفت کے میدان کو اس امید پر کھلا کر دیتا کہ یہ اطاعت کی طرف واپس آ جائیں مگر پھر وہ عناد اور نفاق میں بڑھتے چلے گئے۔

لہٰذا اس نے ان کے عزائم کا پردہ چاک کیا اور ان کے معاہدے کو برابری کی سطح پر توڑ دیا۔ وہ سنہ 77 میں اپنی فوج کے ساتھ جو موحدین، موالی، قبائل زناتہ، اولاد مہلہل اور حکیم سا تھی عربوں اور ابواللیل کے رشتے داروں پر مشتمل تھی، الحضرۃ اہل جرید کی مدافعت کے لئے چلا۔ انہوں

نے کئی روز سلطان سے موافقت کی پھر اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ یوں سلطان ان کی رعایا پر غالب آ گیا۔ سلطان نے پھران پر بڑے ٹیکس لگائے تھے لہٰذا جب مقرب افریقی میدانوں پر غالب آ گیا تو وہ جاگیروں میں ایک دوسرے سے حسد کرنے لگے۔ اس طرح یہ مقام اولا دحمزہ کی جاگیروں میں آ گیا۔ انہیں یہاں سے وافر خراج اور مال ملتا تھا۔ وہ یہ مال گھوڑوں، زرہوں، چمڑوں اور سواروں سے مدد کرنے اور ان میں سے کچھ لوگوں سے وہ سلطان کے ساتھ لڑائی کرنے میں مدد مانگتے لہٰذا سلطان اس سال ان پر غالب آ گیا اور ان کے سب اموال کو لے گیا۔ اس نے ان کے جوانوں کو قید کر کے الحضرۃ کے قید خانوں میں ڈال دیا اور ان کے سب سے بڑے امدادی مواد کو ختم کر دیا۔ جس کے بعد سے ان کی سرکشی ٹھنڈی پڑ گئی، ہمیشہ کے لئے ان کا بازو ٹوٹ گیا اور وہ کمزور پڑ گئے۔ بعد ازاں سلطان الحضرۃ کی طرف آیا اور اس کے پیروکار منتشر ہو گئے۔ بعد ازاں ان سے علیحدگی کر لی اور اولاد ابواللیل کا بناوٹی دوست بن گیا۔ انہوں نے پھر الحضرۃ پر حملہ کیا اور کئی روز تک اس کے میدان میں فروکش رہے۔ اس پر غارت گری کرتے ہوئے پھر وہاں سے چلے گئے یہ موسم سرما کے شروع میں ان کے پیچھے پیچھے گیا اور سوسہ اور مہدیہ کے ساحل پر اترا۔ اس نے ان اوطان سے خراج طلب کیا جو ابی کے تحت تھے لیکن پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا اور وہاں سے اپنے مقام پر واپس آ گیا۔ اس نے پھر اولاد ابواللیل کو اس کی مدافعت کے لئے جمع کیا، حاکم توزر نے ان میں اموال تقسیم کئے مگر یہ اس کے کچھ کام نہ آئے۔ سلطان نے قفصہ پر چڑھائی کی اور تین روز تک اس سے لڑائی کی۔ وہ اپنی سرکشی پر ڈٹے رہے اور مجتمع ہو کر انہوں نے اس سے لڑائی کی، یوں رعیت اپنی جگہوں سے اٹھ کر اس کے پاس آ گئی۔ انہوں نے پھران کے رہنما احمد بن قائد اور اس کے بیٹے کو اس کی کبرسنی اور دخول کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ لہٰذا وہ سلطان کے پاس گیا اور اس نے اپنی مرضی کے مطابق اس سے اطاعت اور خراج کی شروط مقرر کیں۔ وہ پھر شہر کی طرف واپس آ گیا تو اہل شہر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اور انہوں نے خروج کرنے کا ارادہ کر لیا لہٰذا اس کا بیٹا احمد جو اپنے باپ پر حاوی تھا، ان سے آگے بڑھ گیا۔ بعد ازاں سلطان نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو خواص اور ساتھیوں کے ساتھ شہر کی طرف بھیجا تو میدان کے نواح میں محمد اسے ملا جس نے اسے سلطان کے پاس بھجوا دیا، یوں وہ قصبے میں داخل ہو گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے پھر محمد بن قائد کو اسی وقت گرفتار کر لیا اور احمد کو بھی شہر سے اس کے پاس لایا گیا۔ وہ اس کے ساتھ رہا اور اس کے گھر اور ذخائر پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد فوج اور اہل شہر اکٹھے ہو کر سلطان کے پاس آئے اور اس کی بیعت کر لی۔ اس نے پھر اپنے بیٹے ابو بکر کو وہاں کا حکمران مقرر کیا اور پھر توزر چلا گیا۔ جب قفصہ کی فتح کی خبر ابن یملول کو ملی تو وہ اسی وقت سوار ہو کر اپنے خاندان اور تھوڑے سے ذخائر کو اٹھا کر الزاب چلا گیا۔ اہل توزر نے یہ اطلاع سلطان تک پہنچا دی تو اس نے راستے ہی میں اس سے ملاقات کی اور شہر کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ یوں اس کے ذخیرے پر ابن یملول قابض ہو گیا۔ جب وہ اس کے محلات میں اترا تو اس نے وہاں استعمال کی اشیاء، متاع و سلاح اور سونے چاندی کے ایسے برتن پائے جو روئے زمین کے کسی بڑے بادشاہ کے لئے بھی تیار نہیں کئے گئے تھے۔ بعض لوگ جواہرات، زیورات اور کپڑوں کی امانتیں بھی لائے جو ان کے پاس پڑی تھیں اور وہ ان سے علیحدگی اختیار کر کے سلطان کے پاس چلے گئے تھے۔ بعد ازاں سلطان نے توزر پر اپنے بیٹے المنتصر کو حکمران مقرر کیا اور اسے ابن یملول کے محلات میں اتار کر اسے توزر کی امارت دی۔ اس نے پھر سلطان خلف بن خلف کو بلایا تو اس نے آ کر اس کی اطاعت اختیار کر لی لہٰذا اس نے اسے توزر میں اپنے بیٹے کی حجابت پر مقرر کر دیا اور اسے اس کے ساتھ اتارا۔ وہ پھر خود الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔ یوں الجرید کے شہروں پر قبضے کے وقت اس کے عرب مخالفین تلول کی طرف چلے گئے۔

جب اس نے الحضرۃ جانے کا فیصلہ کیا تو انہوں نے راستے میں روکا جس پر اس نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے عزائم کو ڈبو دیا۔ وہ پھر غربی جہات کی طرف کامیابی کی امید میں بھاگ گئے کیونکہ ابن یملول انہیں حاکم تلمسان کی خدمت میں کمک حاصل کرنے کے لئے لایا تھا۔ اس کے بعد ان میں سے منصور بن خالد اور نصر جو اس کے چچا منصور کا بیٹا تھا، دونوں دادخواہ بن کر ابو تاشفین کے پاس آئے۔ اس نے ان سے وعدہ کیا اور انہیں واپس کر دیا۔ یوں وہ اس کی ذر باندگی دیکھ کر واپس چلے گئے۔ صولہ اپنے متعلق عہد و پیمان لینے کے بعد سلطان کے پاس گیا تو اس نے اس کی قوم پر اپنی مرضی کی شروط عائد کیں۔ وہ پھران کے پاس واپس آ گیا مگر وہ اس کی شروط سے راضی نہ ہوئے تو سلطان، فوجوں اور عرب ساتھیوں کے ہمراہ الحضرۃ سے حملہ کرنے گیا تو وہ آگے بھاگ کھڑے ہوئے جس پر اس نے ان کا تعاقب کیا اور تین بار ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کر قیروان چلے گئے پھران کا وفد سلطان کے پاس آیا اور اسے کہا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق شرائط عائد کرے لہٰذا اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور انہیں عام معافی

دے دی وہ پھر سلطان کی اطاعت اختیار کر کے اس کی مرضی کے مطابق چلنے لگے۔

قفصہ والوں کا خروج

جب خلف بن خلف، المنتصر ابن سلطان کی حجابت پر بااختیار ہوگیا اور اس نے اسے ساتھ ہی نفطہ کا حکمران مقرر کر دیا تو اس نے پھر اپنے عامل کو اس پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود المنتصر کے ساتھ توزر میں فروکش ہوگیا۔ اس دوران اس کے متعلق چغلی ہوئی کہ وہ ابن یملول کے ساتھ ساز باز کرتا اور اس سے مراسلت کرتا ہے لہٰذا اس نے اس کے خلاف جاسوس مقرر کئے۔ اس دوران وہ اس کے ایک خط پر مطلع ہوگیا جو اس کے مشہور کاتب کی تحریر میں تھا اور جو کہ ابن یملول اور امیر زواودہ یعقوب علی کی طرف لکھا تھا جس میں ان دونوں کو لڑائی کی ترغیب دی گئی تھی۔ لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے عمال کو نفطہ کی طرف بھیج دیا جبکہ اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر اس کے باپ کے ساتھ اس کے متعلق بات چیت کی، لہٰذا اس نے اس کی مخالفت اور اس کی اطاعت کے واضح ہو جانے کے بعد اسے مہلت دے دی۔ نفطہ کی فتح سے قبل نفطہ کے خدانوں میں سے احمد بن ابی یزید کا گھرانہ سلطان کے پاس آ گیا اور وہ پھر اس کی رکاب میں اس کی طرف گیا تھا۔

جب اس نے شہر پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے پاس آنے کی وجہ سے اس کا لحاظ کیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے ابوبکر کو وصیت کی اور وہ اس کے مشورے اور اس کے حل وعقد پر حاوی ہوگیا۔ اس دوران اس کے دل میں خود مختار ہونے کا خیال آیا تو اس نے اس کے لئے وقت مقرر کیا، اسی وقت اتفاق سے امیر ابوبکر نفطہ سے اپنے بھائی المنتصر کی ملاقات کے لئے توزر گیا تو شہر میں اپنے غلام عبداللہ ترکی کو جانشین بنایا۔ سلطان نے اسے پھر اپنے ساتھ اتارا اور اسے اپنی حجابت سپرد کی، اس کے بعد جب امیر شہر سے دور چلا گیا تو ابن ابی یزید نے کچھ کمینے لوگوں سے سازش کی، شہر کی گلیوں میں گھوما، خروج کرنے اور اطاعت چھوڑنے کے نعرے لگائے۔ وہ پھر قصبے کی طرف بڑھا لہٰذا قائد عبداللہ نے قصبہ کو بند کر دیا، اس نے قصبے سے لڑائی کی مگر وہ اسے سر نہ کر سکا۔ عبداللہ نے پھر قصبے میں ڈھول بجایا تو بستیوں کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے انہیں قصبے کے اس دروازے سے داخل کیا جو جنگل تک لے جاتا تھا لہٰذا وہ لوگ بہت زیادہ ہو گئے اور یوں اس نے ابن ابی یزید کو روک دیا۔ اب لوگ اس کے پاس سے چپکے سے کھسک گئے اور وہ خود روپوش ہوگیا۔ قائد پھر قصبے سے نکلا اور اس نے بہت سے باغیوں کو پکڑ کر انہیں قید میں ڈال دیا۔ یوں وہ شہر پر قابض ہوگیا اور گھبراہٹ کا خاتمہ ہوگیا۔ جب مولیٰ ابوبکر تک اطلاع پہنچی تو وہ بسرعت تمام قفصہ کی طرف واپس لوٹا، اس کے آتے ہی باغی قیدیوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس نے پھر منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں ابن ابی یزید اور اس کے بھائی سے بیزاری کے اظہار کا اعلان کرے۔ اس کی آمد کے کچھ دنوں بعد دروازے کے پاس عورتوں کے لباس میں چھپ کر بیٹھنے والے پہریداروں کو ان دونوں کے متعلق اطلاع ملی تو انہوں نے انہیں پکڑ لیا اور اپنے امیر کے پاس لے گئے، اس نے انہیں قتل کر کے کھجور کے تنوں پر صلیب دے دی۔ وہ دونوں بڑے مالدار تھے لیکن پھر بھی لوگوں کے لئے عبرت کا سامان بن گئے اور ان کا دین و دنیا برباد ہوگئی۔ یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ اس کے بعد حاکم توزر المنتصر کو اس وقت ابن خلف کے متعلق شک گزرا تو وہ اس کی روپوشی کے حالات سے محتاط ہوگیا۔ اس نے پھر اسے قید خانے میں قتل کر دیا اور یوں بے رحمی کا طریقہ اختیار کیا۔ اس طرح سلطان نے تمام شہروں کو اپنی اطاعت میں شامل کر لیا اور اس کا غلبہ مسلسل قائم رہا یہاں تک کہ وہ صورت حال پیدا ہوئی جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاءاللہ۔

قابس پر قبضہ

یہ شہر مسلسل باہمی بنی مکی کی حفصی حکومت میں شامل رہا جن کی شہرت اس دور میں بہت تھی اور عنقریب ان کے حالات، نسب اور اولیت کا ذکر ایک الگ فصل میں ہوگا۔ ان کی ریاست کی اصل یہ ہے کہ قابس کی ولایت کے ابتدائی ایام میں سنہ 633 میں ان کا اتحاد امیر ابوزکریا کی خدمت سے ہوگیا لہٰذا یہ اس کے ساتھ مختص ہو گئے۔ جب اس نے ان سے ابومحمد عبداللہ کے خلاف خروج کرنے میں شمولیت کے لئے کہا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کیا اور پھر اس کے پیچھے چل پڑے۔ جب اسے افریقہ میں خود مختاری ملی تو اس نے ان کی پاسداری کی اور انہیں اپنے ملک میں شوریٰ

کی سرداری کے لئے الگ کر دیا۔ اس کے بعد جب حکومت غربی سرحدوں کی علیحدگی اختیار کرنے اور نت نئے فتنوں کے پیدا ہونے کی وجہ سے نافرمانوں کا مقابلہ میں ناکام ہوگئی تو وہ خودمختاری کی طرف بڑھنے لگے پھر ہمیشہ ہی خودمختاری حاصل کرنے، سلطان کے خلاف خروج کرنے، باغیوں کے مداخلت کرنے اور الحضرۃ پر چڑھائی کرنے کی طرف مائل رہے۔ اس دوران میں حکومت ان سے اور ان کے سوا دوسرے لوگوں سے بھی سے طویل زمانے سے غافل تھی کیونکہ حکومت تقسیم ہو چکی تھی اور غربی سرحدوں کا حکمران الحضرۃ کے مطالبے پر مصر تھا۔ بعدازاں مولانا سلطان ابوبکر افریقہ کی دوسرے علاقوں میں دعوت حفصی کا مستقل داعی بن گیا۔ وہ پھر حاکم تلمسان کے ساتھ لڑائی کرنے، بجایہ کی سرحد سے مقابلہ کرنے اور بنی عبدالواد کی فوجوں کو یکے بعد دیگرے اعراب اور بنی حفص کے اعیاص کے ساتھ افریقہ کی طرف بھیجنے سے غافل ہو گیا۔ ان دنوں قابس کی ریاست کا متولی عبدالملک بن مکی بن احمد بن عبدالملک تھا جبکہ اس کام میں اس کا مددگار اس کا بھائی احمد تھا۔ یہ دونوں حاکم تلمسان ابوتاشفین کے ساتھ سازش کرتے تھے کہ وہ اپنی فوجوں اور اپنے ساتھ آنے والے باغیوں کے ساتھ الحضرۃ پر حملہ کرے۔ بسا اوقات سلطان الحضرۃ میں موجود نہ تھا تو یہ الحضرۃ کی طرف جانے میں سلطان کی مخالفت کرتے جیسا کہ انہوں نے عبدالواحدین کے ساتھ کیا تھا اور جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اس کے بعد جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر قبضہ کیا اور بنی زیان کے آثار مٹ گئے تو سلطان ان باغی سرداروں کو بھگانے سے پریشان ہو گیا جو دیگر ایام میں خروج کرتے رہتے تھے اس نے پھر قفصہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا تو وہ ڈر گئے۔ بعدازاں احمد بن مکی مقرب سے حجازی قافلے کے قابس کے پاس سے گزرنے کے بعد سلطان ابوالحسن کے پاس اس کی سفارش کے بیان پر چلا گیا جہاں سلطان کے آدمی موجود تھے، انہوں نے انہیں اور قافلے کے دوسرے لوگوں کو خوب عطیات دیئے اور اس کی خوب مہمان نوازی کی، یوں انہوں نے اس بات کو اس کے ہاں جانے کا وسیلہ بنایا۔

اس کے بعد سلطان نے ان کے وسیلوں کو قبولیت بخشی اور مولانا سلطان ابوبکر کی طرف سلطان کے دور اور رشتے داری کی بناء پر ان کے متعلق سفارش کرتے ہوئے خط لکھا، اس نے اس کی سفارش کو قبول کر لیا اور ان کے انتقام سے درگزر کیا۔ بعدازاں سلطان ابوبکر فوت ہو گیا اور فتنے کا سمندر موجیں مارنے لگا، حکومت دوبارہ تقسیم کی حالت کی طرف لوٹ آئی، یوں الحضرۃ کے حاکم کے لئے ان سے انتقام لینے کے راستے بند ہو گئے اس کے بعد بنو مکی اور الجرید کے دیگر رؤساء حکومت کے معاملے میں خودمختار ہونے، اطاعت ترک کرنے اور خراج روکنے کی حالت کی طرف پلٹ آئے۔ اس دوران جب مولانا سلطان ابوالعباس دعوت حفصی اور اتفاق کے لئے مختص ہو گیا تو وہ بہت سی باغی ریاستوں پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد الجرید کے اس دور کے لوگوں نے آپس میں مراسلت کی اور اچانک جو مصیبت آ پڑی تھی، اس کے متعلق بھی گفتگو کی اور اس سے نجات پانے کے لئے راستہ تلاش کیا۔ اس دوران عبدالملک بن مکی لڑائیوں کی مراسلت کے طویل ہو جانے اور اس کے باغیوں کی طرف چلے جانے کی وجہ سے انہیں روکے ہوئے تھا جبکہ اس کا بھائی احمد جو اس کا معاون بھی تھا، سنہ 65 میں فوت ہو گیا۔ یوں وہ قابس کا تنہا سردار بن گیا لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ اور اس نے ان کے ساتھ مراسلت کی اور پھر سب نے سلطان کے خلاف عربوں کو جتھہ بند کرنے، اموال تقسیم کرنے اور افریقہ کی حکومت میں حاکم تلمسان کو راغب کرنے میں ایک دوسرے کو مدد دینے پر اتفاق کیا۔ سب نے پھر اس بات کا جواب دیا اور انہوں نے اپنے ہرکارے کو حاکم تلمسان کے پاس بھیجا جس نے انہیں اپنی طرف سے امید دلائیں اور جھوٹے وعدوں سے بہلایا۔ اس وقت سلطان ابوالعباس اپنی تیاری پر توجہ مرکوز کئے ہوئے تھا یہاں تک کہ اولاد ابواللیل پر غالب آ گیا جو ان کے ساتھ ان کی مدافعت میں لڑائی کیا کرتی تھی۔ اس نے پھر قفصہ، توزر اور نفطہ کو فتح کر لیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ حاکم تلمسان ان کی مدد سے درماندہ ہو چکا ہے۔

اسی وقت عبدالملک نے سلطان کی طرف مراسلہ لکھنے میں تیزی دکھائی اور اسے اپنی طرف سے اطاعت اختیار کرنے اور خراج دینے کا وعدہ دیا۔ بعدازاں اس کے بعض نوکروں چاکروں نے اس سے اس کا مطالبہ کیا تو اس نے اسے ادا کر دیا اور اس نے اپنا معاملہ اسے بھیج دیا۔ اس دوران اس کی انتظار میں الحضرۃ واپس لوٹ آیا لہٰذا ابن مکی نے اس کے پیش کرنے میں دیر کی اور اسے وعدہ کر کے واپس کر دیا۔ یوں اس کی حکومت میں خرابی پیدا ہو گئی اور اہل ضاحیہ بنو احمد نے اس کے خلاف خروج کر دیا جو ذباب کا ایک بطن ہیں۔ وہ پھر سوار ہو کر اس کی طرف گئے، انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر سختی کی۔ انہوں نے پھر حاکم قفصہ امیر ابوبکر سے مدد مانگی تو اس نے اپنی فوج اور سالار کے ساتھ انہیں مدد دی لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور محاصرہ سست گیا ابن مکی نے پھر بعض اہل شہر پر سازش کا الزام لگایا لہٰذا اس نے انہیں ان کے گھروں میں بند کر کے قتل

کر دیا۔ ایسا کرنے پر رعیت اس سے بگڑ گئی اور اس کا برا حال ہو گیا۔ اس نے پھر بنی علی کے بعض عرب مفسدہ پردازوں سے اس فوج پر بھی جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھی شبخون مارنے کی سازش کی اور ان سے یہ شرط لگائی کہ تم جس قدر چاہو مال لے لینا لہٰذا انہوں نے اکٹھے ہو کر ان پر شبخون مارا تو وہ منتشر ہو گئے اور ان سے تکلیف اٹھالی۔ جب سلطان کو ان کی خبر ملی تو وہ برافروختہ ہو گیا اور اس نے قابس پر چڑھائی کا فیصلہ کیا۔ اس نے جب سنہ 81 میں الحضرۃ کے باہر کئی روز تک پڑاؤ ڈال دیا یہاں تک کہ عطیات لئے، فوجیں اس کے ساتھی قبائل کے پاس آئیں جو اولاد مہلہل اور سلیم کے دیگر قبائل میں سے تھے۔ وہ پھر قیروان کی طرف اور وہاں سے قابس چلا گیا۔ اس نے اپنی تیاری مکمل کر لی تھی۔ وہاں ذباب کے مشائخ جو بنی سلیم کے اعراب میں سے تھے، انہوں نے اس کی ملاقات اور اطاعت اختیار کرنے میں تیزی دکھائی۔ ان میں سے خالد بن سباع بن یعقوب شیخ المحامید اور اس کا ئم زاد علی بن راشد دیگر لوگوں کے ساتھ اسے قابس سے مقابلہ کرنے پر آمادہ کرنے لگے لہٰذا وہ جلدی سے جلدی اس کی طرف گیا۔ اس نے پہلے اپنے آگے آگے اپنے ایلچیوں کو ابن مکی سے معذرت کرنے کے لئے بھیجا، وہ اس کے پاس پہنچ گئے تو اس نے انہیں انقیاد و اطاعت کے ساتھ واپس کیا۔ اس نے پھر اپنی سواریوں اور ذخائر کو اٹھایا اور شہر سے باہر نکل گیا۔ وہ اور اس کا بیٹا یحییٰ اور پوتا عبدالوہاب ذیاب کے قبیلے کے پاس اترے۔ اس دوران سلطان کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ جلدی سے شہر کی طرف آیا اور اسی سال کے ذوالقعدہ میں اس میں داخل ہو گیا۔ وہ پھر ابن مکی کے مکانات اور محلات پر قابض ہو گیا اور اہل شہر نے بھی اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے پھر اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو وہاں کا حکمران مقرر کیا۔ اس وقت حاکم طرابلس ابوبکر بن ثابت نے سلطان کو اپنی اطاعت اور طرفداری کی اطلاع بھیج دی اور اس کے ایلچی اسے قابس سے ورے ملے لہٰذا جب اس نے شہر کو مکمل طور پر فتح کر لیا تو اس نے اپنے بعض خاص آدمیوں کو اس بات کی خاطر اس کے پاس بھیجا۔ اس نے انہیں اطاعت کے ساتھ واپس بھیجا۔ اس دوران عبدالملک بن مکی نے قابس سے نکلنے کے بعد چند راتیں عرب قبائل کے درمیان گزاریں پھر اسے موت نے آلیا اور وہ وہیں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اور پوتا طرابلس چلے گئے لہٰذا ابن ثابت نے انہیں اپنے پاس آنے سے روکا تو وہ بنزرت ور بستی میں الجواری کی کفالت میں جو ذیاب کا بطن ہے، اترے۔ جب سلطان نے فتح اور اس کے معاملات کو طے کر لیا تو الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور سنہ 82 کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا۔ بعد ازاں اس کا ایلچی طرابلس سے ابن ثابت کا تحفہ جو سامان اور غلاموں پر مشتمل تھا، لے کر آیا۔ اس تحفے میں اس نے اپنے خیال کے مطابق اس کے خراج کو پورا کر دیا تھا۔ اس کے بعد الحضرۃ میں استقرار کے بعد اولاد ابواللیل کے ایلچی اس کے پاس عفو اور قبولیت چاہتے ہوئے آئے تو اس نے ان کی بات قبول کر لی۔ بعد ازاں ان کا شیخ صولہ بن خالد گیا اور حکیم کے شیخ ابوصعنونہ نے اسے قبول کر لیا۔ انہوں نے پھر اپنے بیٹوں کو وفاداری کی تربیت دی اور وہ اطاعت پر قائم رہے۔ کامیابی اور غلبہ مسلسل ان کے شامل حال رہا۔ سنہ 783 کے آغاز تک ان کا یہی حال تھا۔

ابواللیل کا خروج

جب سلطان قابس کی فتح کے بعد واپس آیا تو اس وقت ہم اولاد ابواللیل کے اطاعت کی طرف رجوع کرنے کے حالات کو بیان کر چکے ہیں۔ وہ پھر الحضرۃ میں اس کے پاس گئے تو اس نے انہیں قبول کیا اور ان کے بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دیا۔ اس نے پھر اطاعت اختیار کرنے پر ان کے بیٹوں کو بطور یرغمال طلب کیا اور وفاداری کرنے کے ضمن میں ان سے قسمیں طلب کیں۔ بعد ازاں ابویحییٰ زکریا ہوارہ سے خراج لینے کے لئے فوجوں کے ساتھ نکلا جسے ان فتنوں کی مدت میں انہوں نے دبا لیا تھا۔ اولاد ابواللیل اور ان کے حلیف جو حکیم قبیلے سے تھے، وہ بھی اس کے ساتھ گئے یہاں تک کہ اس نے اپنا خراج لیا۔ وہ پھر اپنی عملداری کے علاقوں میں گھوما اور الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ وہ پھر سلطان کے پاس گئے تاکہ اس سے فوج لے کر بلاد الجرید سے حسب عادت اپنا خراج وصول کریں لہٰذا سلطان نے اس کام کے لئے ان کے ساتھ اپنے بیٹے ابو فارس کو بھیجا، وہ اس کے ہمراہ ان کے قبائل میں گئے۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے ابن مزنی ابن یملول اور یعقوب بن علی بکثرت ان کے ساتھ خط و کتابت کرتے تھے اور انہیں بغاوت اختیار کرنے اور حاکم تلمسان کی مدد کی دعوت دیتے تھے۔ جب انہوں نے ابوزیان کو بسکرہ میں قید کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو پھر اولاد ابواللیل کی رگوں میں مخالفت نے جوش مارا اور وہ یعقوب بن علی سے تعلق پیدا کرنے کی طرف مائل ہو گئے کیونکہ انہیں

حاکم تلمسان کے ساتھ اپنی بات کی مضبوطی اور افریقہ کے نواح پر دوبارہ غلبہ پانے سے مایوس ہو چکی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے امیر فارس کو قفصہ میں اس کی امن گاہ تک پہنچانے کے بعد اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور الزاب کی طرف اپنے قبائل میں چلے گئے۔

اس کے باوجود انہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوا، وہ پھر یعقوب اور ابن مزنی سے بھی ملے۔ اس دوران ان کے پاس ابی حمو کا ایلچی پیغام لے کر آیا کہ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ لہٰذا امیر ابوزیان انہیں چھوڑ کر اسی راستے پر چلا گیا۔ انہیں اپنی حکومت سے پیٹھ پھیرنے پر دوبارہ ندامت ہوئی جس پر یعقوب نے انہیں دوبارہ سلطان سے بات چیت کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے محمد کو، الفربن ابی عبداللہ محمد بن ابی جلال کے ساتھ بھیجا تو اس نے انہیں قبول کیا اور ان سے اچھی طرح درگزر کیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی یحییٰ کو انہیں امان دینے اور ان سے محبت پیدا کرنے کے لئے بھیجا، اس نے پھر ان پر ان کی توقع سے بھی بڑھ کر ان کی رضامندی کے لئے خرچ کیا اور کامیابی اور غلبے آپس میں باہم مل گئے۔

توزر کے حالات کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب یحییٰ بن یملول بسکرہ میں فوت ہو گیا تو اس نے ابو یحییٰ کے نام سے ایک بچہ پیچھے چھوڑا۔ ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اس نے سنہ 82 میں اعراب اور ریاح مرداس کی فوجوں کے ساتھ توزر پر کیسے حملہ کیا۔ اس کے بعد جب سنہ 83 کا برس آیا تو سلطان اور کعوب کی اولاد مہلہل کے درمیان ناراضی پیدا ہو گئی اور وہ اپنے صحرائی سرمائی علاقوں کی طرف آ گئے لہٰذا ان کے امیر یحییٰ بن طالب نے اس بچے ابو یحییٰ کے متعلق بسکرہ سے آدمی بھیجا جو توزر کے میدان میں اپنے قبائل میں اترا اور بچے کو اس کے حصار میں پھینک دیا۔ اس کے بعد شہر کے مضافات سے اس کے ساتھی اور صحرائی عربوں کے اشراف اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے شہر پر چڑھائی کر کے اس کے باشندوں سے لڑائی شروع کر دی۔ اس دوران وہاں پر المنتصر، یحییٰ ابن طالب کے گھر بھاگ کر آیا تھا اور اس سے پناہ لی تھی لہٰذا اس نے اسے پناہ دی اور اسے اس کے مامن قفصہ میں پہنچا دیا، جہاں کا عامل عبداللہ التریکی تھا۔ اس کے بعد ابن یملول نے توزر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے پاس جو کچھ تھا اور اس نے توزر کے ذخائر سے جو کچھ نکالا تھا، عربوں کو عطیات دینے میں ختم کر دیا اور ساتھ ہی انہیں پورے ایک سال کا خراج زائد بھی ادا کیا۔ پھر اس نے فوج کو درست کیا، اس کی کمزوریوں کو دور کیا اور اربس کی طرف کوچ کر گیا۔ وہ اس دوران اعراب کو دوست بناتا رہا، اولاد مہلہل سے لڑائی کرنے کے لئے ان جیسے لوگوں اور ان کے دشمنوں اولاد ابواللیل اور ان کے حلیفوں کو جمع کرتا یہاں تک کہ وہ سبتہ کے محل میں اترا، اس نے پھر انہیں کئی روز تک آرام دیا یہاں تک کہ ہر جانب سے اسے مدد پہنچ گئی۔ وہ پھر توزر جانے کے ارادے سے اٹھا اور جب وہ قفصہ میں اترا تو اس نے اپنے بھائی امیر ابو یحییٰ اور اس کے بیٹے امیر المنتصر کو فوج کا سالار بنایا۔ اس وقت اس کے ساتھ صولہ بن خالد بھی اپنی قوم اولاد ابواللیل کے ساتھ موجود تھا لہٰذا یہ ان کے پیچھے تیاری کر کے چلا۔ جب اس کا بھائی اور اس کا بیٹا توزر پہنچے تو انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے ساتھ خوب سختی کی، پھر اس کے دوران سلطان پہنچ گیا تو فوجوں نے اس کی اطراف سے حملہ کیا۔ وہ ایک روز شام تک اس سے لڑائی کرتے رہے پھر انہوں نے بھی صبح سویرے لڑائی شروع کر دی جس میں ابن یملول کا بیٹا اپنے ساتھیوں کو بے یار و مددگار چھوڑ گیا۔ انہوں نے پھر اسے چھوڑ دیا تو وہ اپنی جان بچاتے ہوئے عربوں کے خیموں میں گیا، یوں سلطان نے شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ یوں اس نے دوبارہ اپنے بیٹے کو اس کے دارالامارت میں پہنچا دیا اور خود قفصہ کی طرف واپس آ گیا۔ بعد ازاں وہ سنہ 84 کے نصف میں وہاں سے تونس آ گیا۔

ابن یملول کا حملہ

اگلے سال پھر ابن یملول توزر پر حملہ کرنے کے لئے دوبارہ واپس آیا تو سلطان بھی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا جس پر وہ الزاب کی طرف واپس لوٹ گیا۔ بعد ازاں سلطان قفصہ میں آیا تو وہاں اس کا بیٹا المنتصر اسے ملا۔ اس دوران اہل توزر نے المنتصر کے حاجب ابوالقاسم شہرزدری کی شکایت کی لہٰذا اس نے ان کی شکایت کو سنا، خواص نے بھی اسے اس کی بداخلاقی اور قبیح افعال کی اطلاع دی تو اس نے اسے قفصہ میں گرفتار کر لیا۔ اسے پھر بیڑیاں ڈال کر تونس لایا گیا تو یہ سن کر المنتصر ناراض ہو گیا۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ توزر کا حکمران نہیں بنے گا۔ وہ پھر سلطان

کے ساتھ تونس گیا اور سلطان نے امیر زکریا کو توزر کا حکمران بنادیا جو اس کے چھوٹے بیٹوں میں سے تھا کیونکہ وہ اس میں نجابت کے آثار دیکھتا تھا۔ اس کے بارے میں اس کی فراست درست نکلی اور اس نے اس کی حکومت اچھی طرح سنبھالی اور اس کی خوب مدافعت کی۔ اس نے پھر عربوں کے بھاگ جانے والے قبیلوں اور ان کے امراء کے ساتھ موانست کی یہاں تک کہ اس کی حکومت بہتر ہوگئی۔

امیر عبداللہ کی موت

جب سلطان تونس کی فتح کے لئے روانہ ہوا تو جیسے بیان ہو چکا ہے اس نے بجایہ پر اپنے بیٹے محمد کو حکمران بنایا، اس کا حاجب مقرر کیا اور اسے وصیت کی کہ وہ شہر کے رہنما، اہل شطارہ اور جوالیہ کے بحری بیڑے کے پہلے سالار اور ان کے تیراندازوں کے سردار محمد بن ابی مہدی کی طرف رجوع کرے۔ لہٰذا امیر ابوعبداللہ نے بجایہ میں نہایت شاندار طریقے پر حکومت قائم کی اور ابن مہدی کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا۔ وہ اس کے محلوں میں چلتا پھرتا اور اس کی مہمات میں اسے کفایت کرتا تھا۔ وہ سلطان کے احوال میں اس کی رضامندی کا خیال رکھتا اور امیر بھی اس کی اس بات کو سمجھتا تھا لہٰذا وہ اسے اس کا حق دیتا یہاں تک کہ سنہ 85 کے اوائل میں موت نے اسے آلیا اور وہ اپنے بستر پر فوت ہو گیا۔ جب اس کے باپ کو تونس میں اس کی وفات کی خبر ملی تو اس نے اپنے اس بیٹے کی جگہ اس کے بیٹے ابوالعباس احمد کے لئے بجایہ کی ولایت کے عہد کو نافذ کرنے کے لئے جلدی کی اور اس کی حکومت کا کفیل ابن ابی مہدی کو بنایا جو اس پر حاوی تھا، یوں اس کے باعث اس کے معاملات درست ہو گئے۔

سلطان کا الزاب پر حملہ

میں نے اس کتاب کی تالیف کو ابن یملول کے ہاتھوں سے توزر کو واپس لینے تک پہنچا دیا تھا۔ ان دنوں میں تونس میں مقیم تھا پھر میں سنہ 84 کے درمیان فرض کی ادائیگی کے لئے سمندری سفر کے ذریعے بلادِ مشرق کی طرف گیا اور اسکندریہ اور پھر مصر میں اترا۔ اس دوران ہمیں آنے والوں کی زبان سے مغرب کی خبریں ملنے لگیں۔ مجھے سب سے پہلے سنہ 85 میں بجایہ میں اس امیر ابن سلطان کی وفات کی خبر ملی۔ اس کے بعد سنہ 86 میں ہمیں خبر ملی کہ الزاب کی طرف سلطان نے حملہ کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بسکرہ اور الزاب کا حاکم احمد بن مزنی اپنے دور میں اطاعت کے سلسلے میں مضطرب تھا اور اکثر برسوں کا خراج، ان عربوں کی مدافعت پر اعتماد کرتے ہوئے روک لیتا تھا جو الزاب کے مضافات اور تلول کی حفاظت میں ہلاک ہو گئے تھے۔ اس سلسلے میں اس کا زیادہ اعتماد یعقوب بن علی اور اس کی زواودہ قوم پر تھا، اس کے کچھ عجیب و غریب حالات حکومت کے حالات میں لکھے گئے ہیں۔ اس دوران ابن یملول نے اس کے شہر میں پناہ لی تھی اور اس کی فضا میں ایک گھر بنایا تھا۔ اس نے پھر اس کے مشورے اور مدد سے کئی بار توزر پر حملہ کیا جس سے سلطان کو غصہ آ گیا اور اس نے اسے اپنے عزائم سے آگاہ کیا۔ پھر وہ سنہ 86 میں فوجوں کے جمع کرنے کے بعد الزاب جانے کے لئے تیار ہوا اور بنی سلیم کے عربوں سے دوستی کی لہٰذا وہ سب اس کے ساتھ چل پڑے۔ وہ پھر تبسہ سے گزرا اور جبل اور اس کی طرف بہودا شہر کی طرف چلا گیا جو الزاب کے نواح میں سے ہے۔ اس نے پھر زواودہ اور ان کے مددگار ریاحی قبیلوں کو بنی سلیم کی غیرت سے بسکرہ اور الزاب کی مدافعت کے لئے اکٹھا کیا تاکہ وہ شبل زواودہ میں سے بنی سباع کے سوا ان کے اوطان اور چراگاہوں میں نہ چلے جائیں کیونکہ وہ سلطان کے ساتھی بن گئے تھے۔ اس کے بعد ابن مزنی اپنے وطن کے مخالفوں اور اپنی قوم کے جوانوں کے ہمراہ نکلا لہٰذا انہوں نے اپنی فوجوں کے ساتھ بسکرہ کو بھر دیا۔ اس کے بعد فریقین ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور سلطان نے کئی روز تک ان سے لڑائی کی۔ اس دوران وہ یعقوب بن علی سے بھی مراسلت کرتا رہا کیونکہ وہ اسے لالچ دیتا رہتا تھا کہ وہ ابن مزنی کے خلاف اس کی مدد کرے گا۔ ساتھ ساتھ یعقوب اس کی قوم کو اس سے منحرف کر کے انہیں ابن مزنی کے ساتھ شامل کر کے اسے دھوکہ دیتا رہا اور اس کی اطاعت قبول کرنے کے سلسلے میں اسے رغبت دلاتا رہا۔ آخر کار اس نے ریاح کے ساتھ لڑائی ختم کر دی یہاں تک کہ اسے لڑائی کا دوبارہ موقع مل گیا تو سلطان نے اس کے مشورے کو قبول کر لیا۔ اس نے پھر ابن مزنی اور ریاح سے نگاہ پھیر لی اور اس کی اطاعت اور اس کا معین خراج قبول کر لیا۔ پھر وہ واپس لوٹ آیا اور اس کے پاس سے گزرا، وہ پھر قسنطینہ آیا۔ اس نے وہاں آرام کیا پھر تونس کی طرف کوچ کیا اور سنہ 80 کے نصف میں وہاں پہنچ گیا۔

سلطان کا قابس پر حملہ

سلطان نے سنہ 81 میں قابس فتح کر کے اسے اپنی عملداری میں شامل کرلیا اور وہاں سے بنی مکی کو بھگا دیا لہٰذا یہ پھر طرابلس کی طرف گیا۔ اس دوران ان کے بڑے سردار یعنی عبدالملک اور عبدالرحمٰن جو اس کے بھائی احمد کا لڑکا تھا، فوت ہو گئے اور اس کا بیٹا یحییٰ حج کرنے چلا گیا۔ عبدالوہاب نے پھر توزر میں اقامت اختیار کرلی۔ بعدازاں وہ اپنے ملک کے متعلق کوشش کرتا ہوا جبال قابس کی طرف لوٹ آیا۔ یوں اس کا یہ کام اس وجہ سے درست ہو گیا کہ اہل شہر کے ایک گروہ نے وہاں کے عامل یوسف بن الابار پر اس کی بدکرداری اور بری سیاست کی وجہ سے اس پر حملہ کردیا لہٰذا انہوں نے ابن مکی کے پیروکاروں کی ایک جماعت کو قابس کے نواح اور اس کی بستیوں میں داخل کیا اور ان سے وعدے کئے۔ وہ پھر اپنی معیاد مقررہ پر آئے اور عبدالوہاب بھی ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے دروازے میں گھس کر دربان کو قتل کردیا اور ابن الابار کو بھی سنہ 82 میں اس کے گھر پر قتل کر دیا، یوں عبدالوہاب نے شہر پر قبضہ کرلیا اور اپنے اسلاف کی طرح وہ وہاں کا خودمختار والی بن گیا۔ اس کا بھائی یحییٰ جب مشرق سے آیا تو اس نے کئی بار اس شہر کی حکومت لینے کے لئے اس پر حملہ کیا مگر اسے کامیابی نہ ملی وہ پھر الحامہ کے حاکم کے ہاں اترا اور اس کے ہاں قیام کر کے اس سے شہر کی حکومت لینے کی کوشش کرنے لگا۔ بعدازاں عبدالوہاب نے الحامہ کے حاکم کو پیغام بھیجا اور اسے مال دیا کہ وہ اسے اس پر قابو دے دے لہٰذا اس نے اسے اس کی طرف بھیجا تو اسے بعض عروسیوں نے قید کرلیا۔ وہ پھر سلطان کو اطاعت کے متعلق بھڑکانے لگا اور الضاحیہ کے اعراب میں جو ذتاب وغیرہ سے تھے اپنا مال خرچ کرنے لگا تا کہ وہ اس کی موافقت کریں، اس نے پھر اس خراج کو بھی روک لیا جو وہ اطاعت کے ایام میں سلطان کو ادا کرتے تھے۔ اس دوران سلطان اپنی فکرمندی کی وجہ سے ان سے غافل تھا۔

بعدازاں جب وہ افریقہ اور الزاب میں اپنے مشاغل سے فارغ ہوا تو اس نے سنہ 89 میں اپنی فوج تیار کرنے کے بعد اس پر حملہ کیا اور عربوں میں اپنے دوست بنائے، انہیں عطیات دیئے اور قابس میں اترا۔ اس نے پھر اس کے محاصرے کے لئے ہتھیار جمع کئے اور اس کے نواح کو لوٹا۔ وہ پھر اس سے لڑائی کرتا ہوا اور اس کی کھجوروں کے درختوں کو کاٹتا ہوا اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ بہت سے لوگوں کو واضح طور پر واپس لے آیا۔ بعدازاں اس کے میدان میں خواہش موجیں مارنے لگی اور وہ درختوں کے درمیان گھنے سایوں میں اس کے روپوش ہونے اور بدبو کی وجہ سے اسے صحت کے لئے برا خیال کرنے لگے لہٰذا وہ گند جسے وہ وہاں دیکھا کرتا تھا، خدا کی رحمت سے ختم ہو گیا۔ اکثر اوقات بیماریوں سے بھی جسم تندرست ہو جاتے ہیں۔ بہرحال جب ان کا محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو ابن مکی کو اپنے محصور ہو جانے کا خیال آیا۔ اس نے پھر سلطان سے اس کی رضامندی اور امان طلب کی جس پر وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے امان دے دی۔ اس نے پھر اپنے بیٹے کو اطاعت اختیار کرنے اور خراج دینے پر یرغمال بنایا اور سلطان نے اس کا محاصرہ چھوڑ دیا۔ وہ تونس واپس لوٹ آیا اور یوں ابن مکی کے حالات درست ہو گئے یہاں تک کہ اس کا چچا یحییٰ اس پر غالب آ گیا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

توزر کے واقعات کی روداد

جن دنوں المنتصر توزر پر حکمران تھا، عرب اس کی سیرت کی تعریف کرتے اور اس کے ساتھ پیار کرتے اور اس کی پیروی کرتے تھے۔ بعدازاں جب سلطان قابس سے واپس لوٹا تو وہ اس کے راستے میں کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اس نے المنتصر کو بلاد جرید کا حکمران بنا دیا۔ جونہی وہ اس کی عملداری توزر میں آیا تو اس نے اس کی حکمرانی بنو مہلہل کو دے دی۔ انہوں نے پھر اپنی عورتوں کو اونٹوں کے کجاووں میں سوار کرلیا اور وہ ان کے منہ برہنہ کر کے ان کے ساتھ سلطان کو ملے تا کہ وہ دوبارہ المنتصر کو توزر بھیجے کیونکہ اس میں ان کا فائدہ ہے، اس پر سلطان نے ان کی بات کو قبول کیا اور اسے توزر کی طرف واپس کردیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے زکریا کو نفطہ کی طرف منتقل کردیا اور اس کے ساتھ نفزادہ کا علاقہ بھی شامل کر دیا لہٰذا وہ وہاں گیا اور اس نے وہاں جا کر خوب کام کیا، اس نے وہاں ایسی قوت حاصل کی جس کا لوگوں میں چرچا ہوا اور اس کی ولایت سنہ 90 کے آغاز میں تھی۔

امیر ابراہیم کی زواودہ کے ساتھ لڑائی

زواودہ کو اس وقت قسنطینہ میں حسب مراتب مقررہ عطیات ملتے تھے۔ بعدازاں سلطنت کے خاتمہ کے ساتھ ہی ان کے ہاتھوں میں تلول اور الزاب کے کچھ شہر بھی آ گئے تھے، اس زمانے میں حکومت کا حلقہ تنگ ہو گیا اور خراج بھی کم ہو گیا۔ کیونکہ عرب مسیل میں اپنے شہروں میں اپنی اراضی کاشت کرنے لگے اور اس کے خراج کا خیال نہ رکھتے، یوں ان کے خراج روکنے سے آمد کم ہو گئی اور ان کی اطاعت میں بھی خرابی پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد ان کے ہاتھ فساد اور لوٹ مار کرنے لگے۔ جب امیر ابراہیم اپنے باپ کی رکاب میں اپنی چڑھائی سے قابس کی طرف واپس لوٹا تو برسوں سے اس کے خراج میں کمی آ گئی تھی لہٰذا وہ انہیں وعدوں سے بہلانے لگا۔ جب وہ قابس سے لوٹا تو وہ اس کے پاس اکٹھے ہوئے اور اس سے اپنا عطیہ مانگا جس پر وہ ان پر سوار ہو گیا۔ واپسی پر اس کے پاس ابن علی آیا تو اس نے اسے کہا کہ عربوں کے مطالبات کے سلسلے میں انصاف سے کام لو تو اس نے اس سے منہ پھیر لیا اور ایک طرف چلا گیا، یوں اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس نے پھر عربوں میں اس کے ساتھ لڑائی کرنے کا اعلان کیا، اس سے اس کا مقصد اس کے دشمنوں کو جمع کرنا تھا لہٰذا اولاد سباع بن یحییٰ، ان کے ذوبانی اور ریاحی بدوؤں میں سے کئی آدمیوں نے اسے جواب دیا۔ اس کے بعد یعقوب باہر نکل کر نفاوس میں اترا اور وہاں قیام کیا۔ اس کی قوم پھر تلول قسنطینہ میں لوٹ مار کرنے لگی اور کھیتوں کو اجاڑنے لگی یہاں تک کہ انہوں نے عوام کے مال کا صفایا کر دیا۔ وہ پھر تتھڑے ہاتھوں اور بوجھل کمر کے ساتھ اس کے ساتھ جا ملے لیکن پھر اسے بیماری لاحق ہو گئی اور وہ سنہ 90 میں فوت ہو گیا۔ اس کی لاش کو بسکرہ لا کر دفن کر دیا گیا۔ بعدازاں اس کی جگہ اس کی قوم میں اس کا بیٹا محمد کھڑا ہوا اور وہ مسلسل سرکشی پر قائم رہا۔ سنہ 91 کے نصف میں امیر ابراہیم نے اس کے زواودی دشمنوں سے دوستی کر لی۔ بعدازاں ابوستہ بن عمر نے جو یعقوب بن علی کا بھائی تھا، اولاد عائشہ ام عمر کے ہمراہ اس پر حملہ کیا تو اس کا بھائی صمیت اس کی مخالفت میں محمد بن یعقوب کی طرف چلا گیا۔ انہوں نے پھر امیر ابراہیم کے ساتھ لڑائی کی اور انہوں نے اسے شکست دی۔ لڑائی میں ابوستہ قتل ہو گیا پھر سلطان نے ان سے لڑائی کرنے کے لئے اکٹھا کیا اور اس سال انہیں ان کے گرمائی مقام میں آنے سے روک دیا۔ لہٰذا وہ پھر اپنے سرمائی مقامات میں چلے گئے اور س کے بعد التلول کی طرف آنے سے درماندہ ہو گئے۔ انہوں نے پھر گرمی کا موسم الزاب میں گزارا اور وہاں سے سرمائی مقامات میں آ گئے۔ اس وقت تک ان کے پاس سے خوراک ختم ہو چکی تھی لہٰذا انہوں نے الزاب کے مضافات میں کھیتیوں کو اجاڑ دیا۔ قریب تھا کہ ان کے اور ابن مزنی کے درمیان جس نے فتنے کے خلاف مدد کی تھی، اس کا معاملہ خراب ہو جاتا لہٰذا وہ پھر التلول کی طرف چلے گئے۔ امیر ابراہیم نے پھر اسے اپنے سے دور کرنے کے لئے اکٹھا کیا لیکن اسی دوران میں اسے ایک بیماری لاحق ہو گئی اور وہ سنہ 92 میں فوت ہو گیا، یوں اس کی فوج منتشر ہو گئی۔ بعدازاں محمد بن یعقوب بسرعت تمام قسنطینہ کے نواح میں گیا اور وہاں اطاعت کا اظہار کرتے ہوئے اور مخالفت سے اظہار بیزاری کرتے ہوئے فروکش ہو گیا۔ اس نے پھر شہر کے لوگوں میں امان اور امارت کا اعلان کر دیا۔

یوں رعایا اور راستوں کے احوال درست ہو گئے، انہوں نے پھر سلطان کے پاس تونس میں امان اور رضامندی طلب کرتے ہوئے آدمی بھیجا لہٰذا اس نے انہیں امان اور اپنی رضامندی دے دی۔ اس نے پھر ابراہیم کی جگہ اس کے بیٹے کو قائم کیا اور اس کی کفالت اور اس کی حکومت کے مستقل قیام کے لئے الحضرہ سے اپنے غلام بشیر کے لڑکے محمد کو بھیجا۔ یوں اس نے قسنطینہ کی حکومت کو سنبھالا اور رفتہ رفتہ اس کے احوال درست ہو گئے۔

نصاریوں سے لڑائی

فرنجی قوم بحر روم سے پرے شمال میں رہتی تھی اور رومی حکومت کے خاتمے کے بعد انہیں غلبہ اور حکومت حاصل ہو گئی تھی لہٰذا انہوں نے اس کے جزائر یعنی سردانیہ، میورقہ اور صقلیہ پر قبضہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ ان کے بحری بیڑوں نے اس کی فضا کو پر کر دیا، انہوں نے پھر سواحل شام اور بیت المقدس کی طرف آ کر ان پر قبضہ کر لیا۔ یوں اس طرف کے سمندر میں دوبارہ ان کے غلبے کا دبدبہ چھا گیا حالانکہ پہلے اس میں مسلمانوں کا دبدبہ تھا۔ موحدین کی حکومت کے آخر تک بحری بیڑوں اور جہازوں کی کثرت کی وجہ سے مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا لہٰذا فرنج نے انہیں مغلوب کر لیا

اور دوبارہ انہیں غلبہ حاصل ہو گیا۔ مغرب کے بحری بیڑے ایک زمانے تک اس سے دور رہے لیکن پھر فرنجہ کی ہوا اکھڑ گئی اور افرنسہ میں ان کی حکومت کے مرکز میں کھلبلی مچ گئی۔ جلد ہی اہل برشلونہ، جنوہ اور بنادقہ وغیرہ کی افرنجی نصرانی جماعتیں منتشر ہو گئیں اور کئی حکومتیں بن گئیں۔ اس کے بعد سواحل افریقہ کے شہروں سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کے بہت سے عزائم پورے ہو گئے جبکہ اہل بجایہ نے تمیں سال سے لڑائی کا آغاز کر دیا ہوا تھا لہٰذا سمندری غازیوں کا ایک طائفہ اکٹھا ہو جاتا جو بحری بیڑے کو انتخاب کرتے پھر اس کے لئے بہادر جوانوں کو منتخب کرتے اور پھر اس پر سوار ہو کر غفلت کے وقت سواحل افرنجہ اور ان کے جزائر کی طرف چلے جاتے انہیں وہاں جو کچھ ملتا وہ اسے اچک لیتے اور پھر کافروں کے بحری بیڑوں سے لڑائی کرتے۔ اکثر انہیں غلبہ حاصل ہو جاتا وہ غنائم اور قیدیوں کے ساتھ واپس لوٹتے یہاں تک کہ بجایہ کی مغربی سرحدوں کے سواحل ان کے قیدیوں سے بھر گئے۔ جب وہ اپنی حاجات کے لئے منتشر ہوتے تو شہروں کے راستے زنجیروں اور بیڑیوں کی آوازوں سے گونج اٹھتے۔ وہ پھر ان کا بہت گراں فدیہ مانگتے جس کی ادائیگی ان کے لئے مشکل ہوتی لہٰذا یہ بات فرنجی اقوام پر گراں گزری اور ان کے دل ذلت اور حسرت سے لبریز ہو گئے۔ پھر اس کے بدلے سے عاجز آ گئے۔ دوری کے باوجود انہوں نے سلطان کے پاس افریقہ میں شکایت کی لیکن وہ اس کے سننے سے بہرہ ہو گیا انہوں نے پھر آپس میں اپنے حصول اور غالب آنے والے جوانوں کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنے اور ان سے بدلہ لینے کے لئے ایک دوسرے کو پکارا۔ جلد ہی ان کی تیاری کی خبر سلطان تک پہنچ گئی لہٰذا اس نے اپنے بیٹے امیر ابو فارس کو مضافات سے فوج جمع کرنے کے لئے بھیجا نیز یہ بھی کہ وہ بحری بیڑے کی نگرانی کرے۔ اس کے بعد جنوہ اور برشلونہ اور ان کے پرے کے بحری بیڑے اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت ان کے پڑوس میں نصرانی اقوام تھیں۔ وہ پھر جنوہ سے چلے اور سنہ 92 کے وسط میں مہدیہ کی بندرگاہ پر اترے۔ بعد ازاں وہ غفلت کے وقت رات کو وہاں آ گئے۔ خشکی کی جانب سے وہ راستہ سمندر میں یوں داخل ہوتا تھا جیسے زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی ہوتی ہے۔

یوں وہ وہاں لنگر انداز ہو گئے، انہوں نے پہلے تو راستے کے پاس اس کے اور خشکی کے درمیان لکڑی کی دیوار بنا دی یہاں تک کہ وہ ان کے لئے پناہ گاہ بن گئی۔ اس کے اوپر پھر انہوں نے برج بنائے اور انہیں بہادروں سے بھر دیا تاکہ وہ شہر کے جانبازوں اور مسلمانوں کے شہروں سے ان کے پاس آنے والوں سے اچھی طرح لڑ سکیں۔ انہوں نے پھر لکڑی کا ایک برج قلعے کی طرف بنایا جو پناہ گاہ کی دیواروں پر جھانکتا تھا تاکہ ان کی مصیبت بڑھ جائے۔ اس کے بعد اہل شہر قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے بڑی دلجمعی اور ثواب کے حصول کی خاطر ان سے لڑائی کی پھر شہر کے مضافات سے ان کے پاس فوج بھی آ گئی لیکن ان کے درمیان فرنجی حائل ہو گئے جب یہ خبر سلطان کو بھی مل گئی تو وہ فکر مند ہو گیا، اس نے پھر اس کی امداد کے لئے پے در پے فوجیں بھیجیں یہاں تک کہ اس کا بھائی ابو زکریا یحییٰ اور باقی ماندہ بیٹے موجودہ فوج کے ساتھ دشمن کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلے۔ اس دوران اعراب کے جنگجو وغیرہ بھی آ گئے اور اس کے میدان میں جمع ہو گئے جہاں ان کے اور مسلمانوں کے درمیان لڑائی جاری تھی جس میں سلطان کے بیٹے بڑے نمایاں تھے۔ سچ ہے کہ اگر الٰہی حمایت نہ ہوتی تو قریب تھا کہ امیر ابو فارس مشکل میں پھنس جاتا لیکن پھر شہر کی فصیلوں سے ان پر پتھر، تیر اور پٹرول پڑا اور یوں سمندر کی طرف سے جھانکنے والا برج جل گیا لہٰذا وہ اس کے جلنے سے غمگین ہو گئے اور پھر دوسرے دن اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر اپنے ملک کو چلے گئے۔ اس کے بعد اہل مہدیہ ایک دوسرے کو نجات کی خوشخبری دیتے ہوئے اور امراء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے باہر نکل آئے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے غصے سمیت واپس کر دیا اور انہوں نے کوئی بھلائی حاصل نہیں کی اور فوجوں کو اللہ ہی لڑائی کے لئے کافی ہو گیا۔ بعد ازاں امیر ابو یحییٰ نے فصیلوں کی مرمت کا حکم دیا اور ان کی خرابی کو درست کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ تونس کی طرف واپس آ گیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادے کو پورا کیا اور انہیں اپنے اور ان کے دشمن پر کامیابی دی۔

قفصہ والوں کا خروج

سلطان ابو العباس نے قفصہ پر قبضہ کرتے ہوئے اپنے بیٹے امیر ابو بکر کو اس کا حکمران بنایا اور اس کی خدمت کے لئے اپنی حکومت کے آدمیوں میں سے عبداللہ الزبکی کو کھڑا کیا جو اس کے دادا سلطان ابو یحییٰ کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا، لہٰذا اس نے اس کی حکومت کو منظم کیا۔ وہ ایک سال تک وہاں رہا پھر وہاں کی حکومت سے الگ ہو کر سنہ 82 میں اس کے باپ کے پاس تونس آ گیا، یوں سلطان نے حفصہ کی حکومت عبداللہ

الزیکی کو دے دی اور اسے اس اعتماد پر وہاں کا حکمران مقرر کیا کہ وہ اس کے امور کو سرانجام دے گا۔ وہ اپنی وفات تک جو سنہ 94 میں ہوئی، وہاں کا حکمران رہا۔ سلطان نے پھر اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو حکمران بنایا۔ اس کے اور بھائی بھی تھے جو بہت زبردست تھے لہٰذا اس پر ایسی مصیبت نہیں آئی جیسے اس کی قوم پر آئی۔ سلطان نے پھر اسے ملک کی حکومت پر باقی رکھا لہٰذا ان بھائیوں نے اپنے کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا اور انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر کے سرکشی کا اظہار کیا۔ بعد ازاں شہر کے بڑے آدمیوں نے اسے بنی عبداللہ الزیکی سے بیزاری کے اظہار پر آمادہ کیا کیونکہ انہیں ان کے متعلق شک تھا کہ وہ دوبارہ سلطان کی اطاعت کر لیں گے لہٰذا اس نے ان پر حملہ کیا اور انہیں نکال باہر کیا پھر ان کا صفایا کر دیا، یوں وہ اپنی قوم کی طرح خودمختار رئیس بن بیٹھا۔ اس دوران میں سلطان انہیں مسلسل ڈراتا دھمکاتا اور معذرت کرتا رہا حالانکہ وہ اپنی سرکشی میں مست تھے۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو جمع کیا، اعراب سے دوستی کی، انہیں بہت عطیات دیئے اور قفصہ پر حملہ کر دیا۔ سنہ 95 کے نصف میں اس کے میدان میں جا اترا۔ انہوں نے بھی تیاری کر لی اور قلعہ بند ہو گئے لہٰذا اس نے ان کے ساتھ مسلسل لڑائی کی اور انہیں عذاب کا مزہ چکھایا۔ اس نے اس کی رسد بند کر دی یوں ان کا گلا گھونٹ دیا۔ اس نے پھر ان کی کھجوروں کو کاٹ دیا یہاں تک کہ ان کے تنے گر گئے، یوں میدان کھلا ہو گیا اور ان کا گلا گھٹ گیا۔

اس کے بعد ان کا شیخ ونیدن سلطان کے پاس اپنے شہر اور قوم کی صلح کے لئے آیا تو اس نے اس سے دھوکہ کیا اور اسے اس امید پر قید کر دیا کہ وہ شہر پر قبضہ نہ کرے۔ اس دوران بنی العابد کا ایک آدمی جس کا نام عمر بن حسن تھا، ان کی مصیبت کے ایام میں قفصہ سے چلا گیا۔ لیکن پھر واپس آ کر الزاب کی اطراف میں اتر گیا۔ جب ونیدن قفصہ کا مستقل حاکم بن گیا تو وہ اس کے پاس آیا۔ اس نے اسے کئی روز تک اپنے ساتھ رکھا لیکن پھر اسے اس کے متعلق شک پیدا ہو گیا تو اس نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جب سلطان نے اس سے دھوکہ کیا تو مشائخ نے اکٹھے ہو کر اسے امارت دے دی۔ انہوں نے پھر عربوں کی طرف آدمی بھیجے جوان سے اپنے ان ذخائر کے سلسلے میں مہربانی کے طالب تھے جو ان کے پاس پڑے تھے۔ انہوں نے پھر انہیں اموال دیئے۔ لہٰذا صولہ بن خالد بن حمزہ امیر اولاد ابوللیل نے ان کے دفاع کی ذمہ داری سنبھالی۔ وہ پھر اپنی فوج کے ساتھ شہر کے باہر سے سلطان پر چڑھائی کرنے گیا۔ اس دوران اس کے عرب ساتھی جہات میں اپنے اونٹوں کے لئے گھاس تلاش کرنے کے لئے اس سے بہت دور چلے گئے لہٰذا اسے اس بات نے خوفزدہ کر دیا کہ صولہ اپنی قوم میں اپنے جھنڈے کے ساتھ نکلا ہے، وہ پھر وہاں سے بھاگ گیا اور اس کی قوم نے اس کی اتباع کی۔ وہ پھر اپنے بیٹوں اور خواص کے ساتھ مسلسل ان پر حملے کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے انہیں ایڑیوں کے بل واپس لوٹا دیا اور وہ جلدی سے تونس کی طرف چلا گیا۔ وہ بھی مسلسل اس کے تعاقب میں تھے لیکن وہ تلواریں اور نیزے مارنے کے سوا اس سے ایک رتی بھی حاصل نہیں کر سکے یہاں تک کہ وہ الحضرۃ پہنچ گیا۔ اس کے بعد صولہ اپنے کیئے پر پچھتایا اور سلطان سے اپنی اطاعت کے متعلق مراسلت کی لیکن وہ نہیں مانا اور سنہ 96 میں اپنے سرمائی مقام کی طرف آ گیا۔ ابن یملول نے پھر صولہ کو بلایا اور اسے توزر کے محاصرے پر آمادہ کیا اور وہاں اس کے ساتھ اپنی قوم کو بھی اتارا لہٰذا امیر المنتصر بن سلطان ان کے دفاع کے لئے آیا یہاں تک کہ یہ ناامید ہو گئے، اس دوران ان کی آراء میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ توزر سے الگ الگ ہو کر چلے آئے۔ اس کے بعد صولہ گرمی گزارنے کے لئے تلال چلا گیا اور اس نے سلطان کو دوبارہ اپنی اطاعت کے متعلق رغبت دلائی۔ یہ یاد رہے کہ جب سلطان قفصہ سے بھاگا تھا ونیدن نے اسے اس جانب میں چھوڑ دیا تھا لہٰذا جب وہ تونس پہنچا تو اہل قفصہ نے اسے واپس آنے کے لئے پیغام بھیجا۔ اس کے بعض مددگاروں نے انہیں پھر جواب دیا اور وہ شہر میں داخل ہو گیا لہٰذا عمر بن العابد نے جلدی سے اسے اس مکان میں پکڑ لیا جہاں وہ اترا تھا اور اسے قتل کر دیا۔ یوں وہ قفصہ کا خودمختار سردار بن گیا۔ اس کے بعد اہل قفصہ سلطان کے حملے اور نافرمانی کے برے انجام سے ڈر گئے لہٰذا انہوں نے سلطان کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیج دی۔ اس نے ان پر اپنے عامل کے آنے کی شرط لگائی، یہ ہماری ان کے متعلق آخری اطلاع ہے۔

سفاقس پر عمر بن سلطان کی حکومت

امیر عمر بن سلطان قسنطینہ کے حکمران ابراہیم کا حقیقی بھائی تھا، یہ اپنے بھائی ابراہیم کی کفالت میں رہتا تھا جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا سلطان کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس رہنے لگا۔ جب شیخ طرابلس ابوبکر بن ثابت کی وفات کے بعد اس کی قوم فکرمند ہو گئی اور ان کا رئیس ابن

خلف سلطان کے پاس آیا تو اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے عمر کو سنہ 92 میں طرابلس کے محاصرے کے لئے بھیجا۔ اس نے ایک سال تک ان کا محاصرہ جاری رکھا اور اس کی رسد بند کر دی یہاں تک کہ وہ اکتا گئے، وہ خود بھی طویل قیام سے اکتا گیا لہٰذا انہوں نے اسے ٹیکس ادا کیا تو یہ سنہ 95 میں اپنے باپ کے واپس آ گیا۔ وہ اسے قفصہ کے اردگرد چکر لگا تا ملا جب کہ ان لوگوں نے اس کے خلاف خروج کر دیا تھا۔ وہ پھر راستے میں جربہ کے پاس سے گزرا تو اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس کے باپ کے عامل نے جو معلوجی موالی میں سے تھا، اسے داخل ہونے سے روک دیا۔ اس بات پر اس نے برا منایا اور اپنے باپ کے پاس شکایت کی جس پر اس نے اسے سُفاقس کا والی بنا دیا اور اس کے ساتھ جربہ کی ولایت کا وعدہ کیا۔ وہ پھر سمندر پار کر کے جزیرہ جربہ میں پہنچا اور وہاں کے تمام قبیلے اس کے ساتھ مل گئے۔ اس دوران منصور عامل اس کے قلعے میں جسے افرنج کی زبان میں قشتبل کہتے تھے، قلعہ بند ہو گیا یہاں تک کہ اس نے سلطان سے خط و کتابت کی لہٰذا اس نے اسے حکم دیا کہ وہ قلعے سے اپنے بیٹے پر قابو دے دے اور جزیرہ سے الگ ہو جائے۔ یوں وہ وہاں خود مختار ہو گیا پھر امیر عمر شاہ قابس کی طرف گیا اور الحامہ کے باشندوں سے اس سلسلے میں ساز باز کی تو انہوں نے اس بات کو قبول کیا۔ وہ پھر سنہ 96 میں اپنی فوج سمیت اس کے ساتھ چل پڑے لہٰذا اس نے اس پر شبخون مارا اور پھر اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس کے رئیس یحییٰ بن عبدالملک مکی کو گرفتار کر کے قتل کر دیا، اس طرح قابس سے بنی مکی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہاں امیر عمر خود مختار والی بن گیا۔

ابو فارس عزوز کا دور حکمرانی

سلطان ابوالعباس کو نقرس کا پرانا درد تھا اور اسی لئے اسے اکثر سفروں میں خچروں پر سوار کرایا جاتا۔ آخری عمر میں یہ مرض شدت اختیار کر گیا اور سنہ 96 میں وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت اس کا بھائی زکریا حکومت میں اس کا معاون اور اس کے بعد ولی عہد تھا جبکہ اس کا بیٹا محمد، بونہ کا حکمران تھا لہٰذا اس نے پہلے اپنی امارت کو چھوڑ دیا۔ اس وقت سلطان کے بہت سے لڑکے تھے جو اپنے باپ پر زیادتی کرتے اور اپنے چچا زکریا سے ناراض تھے لیکن وہ اپنے باپ کے بعد اس کے حملے سے ڈرتے تھے لہٰذا جب سلطان قریب المرگ ہوا تو وہ اپنے چچا سے زیادہ گھبرانے اور خوف کھانے لگے۔ یاد رہے کہ سلطان نے اپنے زمانے میں ان کے بڑے بھائی کو قسطنطینہ بھیجا تو وہ اس کی موت سے پہلے ان کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد بقیہ سارے بھائی اپنے بڑے بھائی ابو فارس عزوز کے پاس جمع ہو گئے لہٰذا انہوں نے اپنے چچا زکریا کو اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ اپنے بھائی کی عیادت کے لئے آیا، انہوں نے اسے ایک کمرے میں بند کر دیا اور اس پر پہرہ لگا دیا۔ جب سلطان اس کے تین روز بعد فوت ہو گیا تو انہوں نے 4 شعبان سنہ 86 کو اپنے بڑے بھائی ابو فارس کی بیعت کر لی۔ اہل شہر خواہ وہ سردار تھے یا عوام، اس کی بیعت کو جوق در جوق آئے اور یوں اس کی بیعت مکمل ہو گئی۔ اس نے پھر حکم دیا کہ اس کے چچا کے گھر جو مال اور ذخائر جمع ہیں، انہیں اٹھا کر اس کے محل میں لے جایا جائے، اس طرح اس نے اس کا سب کچھ لے لیا۔ قید خانے میں پھر اس پر سختی کی گئی اور وہ اپنی سلطنت کے سنبھالنے کے لئے کمربستہ ہو گیا۔ اس نے پھر اپنے بھائیوں کو افریقہ میں اپنے علاقوں کے منابر کا حکمران بنایا۔ اس نے اپنے بھائی اسماعیل کی تونس کی حکومت کے قیام میں مدد کی جبکہ باقی بھائیوں کو شوریٰ اور مذاکرات کے مقام میں اتارا۔ جب اس کے بھائی المنتصر کو توزر میں یہ خبر ملی تو اس کی حکومت میں اضطراب پیدا ہو گیا اور وہ پھر الحامہ جا کر وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ اسی طرح اس کا بھائی زکریا نفطہ میں تھا لہٰذا وہ جبال نفزادہ میں چلا گیا۔ اس کا بھائی ابو بکر جب اپنے باپ کی وفات سے پہلے اپنے باپ کی ولایت کے لئے قسطنطینہ گیا اور بونہ سے گزرا تو وہاں کے امیر محمد نے جو اس کے چچا زکریا کا بیٹا تھا، اس کی بہت عزت کی وہ پھر قسطنطینہ چلا گیا تو وہاں کے ذمے دار لوگوں نے اس سے سلطان کی چٹھی طلب کی، اس نے انہیں وہ خط دکھا دیا تو انہوں نے اس کے لئے دروازے کھول دیئے، یوں وہ اس میں داخل ہو کر اس کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ وہ سلطان ابو فارس عبدالعزیز کا جو اپنے باپ سلطان ابوالعباس بن سالم کی وفات کے بعد جو صفر کے مہینے میں ہوئی، مقرب اور متولی بنا، بہت مخلص دوست تھا۔ اس کے بعد وہ اس کے پاس اس کی شان کے مطابق ہدایا اور تحائف لے کر گیا لہٰذا جب وہ مسیلہ پہنچا تو اس کے بھیجنے والے نے اسے سلطان کی وفات کی خبر بھیجی۔ اس دوران امیر ابو بکر نے قسطنطینہ سے اسے اپنے پاس واپس آنے کا اشارہ کیا لہٰذا وہ اپنے تحائف کے ساتھ واپس آ گیا اور اس کے پاس مقیم ہو گیا۔ یہ وہ صحیح واقعات ہیں جو ان کے ان برسوں کے حالات

کے متعلق ہم تک پہنچے ہیں۔

بسکرہ کے امراء کا بیان

اس دور میں بسکرہ الزاب کو روندنے کے سلسلے میں صدر دفتر کی حیثیت رکھتا ہے۔ مغرب میں اس کی حد قصر الدوسن سے لے کر مشرق میں حولہ اور بارس کے محلوں تک ہے۔ اس کے اور الحضر کے درمیان جبل حاتم مقرب سے برقہ کے سامنے تک حد فاصل ہے۔ اس کے مشرق میں جبل اوراس ہے جو اس کے میدان میں قبلے سے اندر کی طرف چوڑائی میں پھیلا ہوا ہے، یہ ایک مشہور پہاڑ ہے جس کے حالات اس کے بعض لوگوں کی زبانی آگے بیان ہوں گے۔ الزاب دراصل ایک بڑا علاقہ ہے جو متعدد بستیوں پر مشتمل ہے اور جو ایک دوسرے کے پڑوس میں اکٹھی آباد ہیں۔ ان میں ہر ایک بستی الزاب کے نام سے مشہور ہے۔ ان میں سب سے پہلی بستی زاب الدوسن ہے اس کے بعد پھر زاب طلوقہ پھر زاب ملیان پھر زاب بسکرہ پھر زاب لبودہ پھر زاب بادس ہے۔ بسکرہ ان سب بستیوں کی ماں ہے۔ اغالبہ اور ان کے بعد قدیم زمانے میں ان کے مشائخ، بنی رسان کے مملوک تھے جو یہاں کے باشندوں میں سے تھے کیونکہ وہی اس کے اصل باشندے تھے۔ انہوں نے اس کی جاگیروں پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ ان میں سے بنی مہدی ابی رسان کی بہت شہرت تھی۔ اکثر اوقات انہوں نے صاحب قلعہ بلکین بن محمد بن حماد کی اطاعت کو سنہ 450 میں چھوڑ دیا اور شہر پر غالب آ کر اس میں محفوظ ہو گئے۔ اس امر میں جعفر بن ابی ابانہ نے بڑا کردار ادا کیا۔ بعد ازاں ان کے ساتھ منہاجہ کی فوجوں نے خلف بن ابی حدیدہ کی نگرانی میں جو حکومت کا پروردہ تھا، لڑائی کی، لہٰذا اس نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں اٹھا کر قلعہ کی طرف لے گیا۔ بعد میں بلکین نے ان سب کو قتل کر دیا اور یوں آنے والوں کے لئے انہیں عبرت بنا دیا۔ اس نے پھر وہاں کے اہل میں سے بنی سندی کو شوریٰ کا ممبر بنایا۔ بعد ازاں ان میں سے عروس نے حکومت کے سکڑنے اور اس کی ہوا اکھڑ جانے کے بعد حکومت کی اطاعت میں خلوص دکھایا اور پھر اسی نے المنتصر بن حزرون زناتی پر اس کے مشرق سے پہنچنے پر حملہ کر دیا۔ وہ پھر اس کی قوم مغراوہ کے ساتھ سلطان کے پاس آیا اور اس نے بنی عدی اور بنی ہلال کو بھڑکایا لہٰذا سلطان نے اس کے ساتھ تدبیر کی اور اسے الزاب اور ریقہ کے نواح میں جاگیر دے دی۔ اس نے پھر عروس کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کی ساز باز کی اور اس نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ہم اہل حماد کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ یوں بنی سندی کی ریاست، افریقہ میں امرائے منہاجہ کے خاتمے کے ساتھ ختم ہو گئی اور پھر موحدین کی حکومت آ گئی۔ بعد ازاں بنی زیان کے گھرانے کو شہرت حاصل ہو گئی۔ بنو مزنی، اعراب کے دوستوں میں سے تھے۔ جو پانچویں صدی میں بنی ہلال بن عامر کے ہراول حلیف بن کر افریقہ پہنچے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ان کے زعم میں ان کا نسب زیان سے ملتا ہے جو فزارہ سے تعلق رکھتا ہے۔ درست بات یہ ہے کہ وہ لطیف میں شامل ہیں پھر بنی جزی بن علوان بن محمد بن لقمان بن خلیفہ بن لطیف سے ہیں۔ ان کے والد کا نام مزنہ بن دفلل بن محیا بن جزی تھا اور اس نے یہی تلقین کی تھی، اسی بات کی گواہی موطی نے دی ہے کیونکہ الزاب کے تمام باشندے ان گروہوں میں سے ہیں جو سفر سے عاجز آ کر رک گئے تھے۔ فتح کے زمانے کے ابتدائی لوگ وہاں رہتے تھے، انہوں نے ان کی مہمان نوازی کی اور وہ اس نسب کو چھوڑ کر فزارہ کی طرف جاتے ہیں کیونکہ اہل الزاب ان سے خراج لینے آئے تھے۔ لیکن وہ اس بات سے برا مناتے ہوئے عجیب غریب انساب کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ بہر حال بسکرہ کی جس بستی میں سب سے پہلے ان کی آمد ہوئی اس کا نام حساس ہے، وہ پھر بکثرت ہو گئے۔ انہوں نے اہل بسکرہ سے بیابانوں اور پانیوں کی حکومت سے وافر حصہ لیا، وہ پھر شہر کی طرف منتقل ہو گئے اور مکانات اور آسودگی سے متمتع ہوئے۔ انہوں نے اس کے اہل سے شیریں اور تلخ کا حصہ لیا۔ ان کے بڑے آدمی پھر مشائخ کے ارباب شوریٰ میں شامل ہو گئے۔ اس دوران بن زیان نے ان کے اپنے ساتھ شامل ہونے سے برا منایا اور خدا تعالیٰ نے ان پر جو فضل کیا تھا، اس کی وجہ سے ان پر حسد کیا اور انہیں اپنے آپ سے خوف زدہ کیا لہٰذا ان کے درمیان کینے کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس کی شروعات افریقہ میں ابی حفص کے استقلال اور امیر ابوزکریا اور پھر اس کے بیٹے سلطان المنتصر کے دور میں تونس میں سلطنت کے چبوترے پر پہنچنے کے متعلق بات چیت سے ہوئی پھر انہوں نے لڑائی کی اور شہر کی گلیوں میں ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ حکومت کا صاغیہ، بنی زیان کے ساتھ انہیں شہر میں ملا تھا۔ اس کے بعد جب امیر ابو اسحاق نے اپنے بھائی محمد کے خلاف اس کی بیعت کے شروع میں بغاوت کی تھی اور زواودہ عربوں کے ساتھ جا ملا تھا۔ ان دنوں صحرا کے امیر موسیٰ بن محمد بن مسعود نے اس کی بیعت کی، وہ پھر

اس کے ساتھ بسکرہ اور بلاد الزاب کی زیارت کو آیا اور وہاں اپنی جماعت کو بٹھا دیا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بعدازاں فضل بن علی بن احمد بن حسن بن علی بن مزنی اس کی دعوت لے کر کھڑا ہوا تو اہل شہر میں سے کچھ لوگوں نے اس کی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ لوگوں نے پھر بکثرت اس کی اتباع کی لیکن جلد ہی سلطان کی فوجوں نے انہیں آلیا اور انہیں الزاب سے دور کر دیا۔

اس کے بعد وہ فضل بن علی کے ساتھ چمٹ گیا اور اس کے دامن سے وابستہ ہو گیا، اس نے اندلس کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اس کی مصاحبت کی اور اس کے دار غربت میں بھی اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس کا بھائی المنتصر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے خلافت دے دی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ جب اس کا کام ختم ہو گیا تو وہ تونس میں تخت خلافت پر بیٹھا، اس نے پھر فضل بن علی اور اس کے بھائی عبدالواحد کو ان کی خدمات کا لحاظ کرتے ہوئے الزاب اور بلاد الجرید کا حکمران مقرر کیا۔ نیز ناموافق مقام میں ان کے پیار کرنے کا ذکر کیا لہٰذا وہ حاکم بن کر الزاب آیا اور بسکرہ میں داخل ہوا۔ اس دوران بنوزیان اس کے حملے سے عاجز ہو کر حکومت کی مرضی کے تابع ہو گئے۔ انہوں نے پھر اس کی شان کے متعلق کوئی بات نہیں کی اور اس نے اس حکومت سے حسب منشاء الٰہی حکومت حاصل کی۔ بعدازاں داعی بن ابی عمارہ اور اس کے اشتباہ کا معاملہ پیش آیا اور سلطان ابواسحاق اس کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا لیکن پھر سلطان ابوحفص نے اس سے اپنے بھائی کا بدلہ لیا اور اپنی ضائع شدہ حکومت بھی واپس لے لی۔ وہ اس کی حفاظت پر اعتماد کرتا اور الزاب کے معاملے میں اس کی کفایت پر بھروسہ کرتا تھا۔ اس کے دور حکومت میں اس کے دشمن بنوزیان ترقی کر گئے۔ انہوں نے پھر حر کے لڑکوں کے ساتھ جو ثابج کے ایک بطن سے تھے اور باشاش بستی میں مقیم تھے، شہر کو ستانے کے لئے اس وقت سازش کی جب وہ سفر کرنے سے عاجز آ گئے۔ انہوں نے پھر اہل شہر اپنے احوال میں شامل کر لیا اور نسب و رشتہ میں ان سے مل جل گئے۔ انہوں نے پھر انہیں فضل بن علی کے خلاف اکسایا تاکہ انہیں اس پر حملہ کرنے میں اولیت حاصل ہو۔ اور وہ اس کے ہاتھ سے حکومت لے لیں نیز باشاش بستی سے ان کے گھروں کو برباد کر دیں تاکہ ان سے کچھ سکون حاصل کریں۔ مزید اس کے عہد دوستی سے مطمئن ہوں جو انہوں نے ان سے فریب کرتے ہوئے طے کیا تھا۔ اس کے بعد جب انہوں نے سنہ 83 میں اس کے سوار ہونے کے روز شہر سے باہر اس پر چڑھائی کی تو الزاب حکومت لے لی جو وہ انہیں نہیں دیتا تھا اس عہد دوستی کے دو سال گزرنے پر بنوزیان ان سے بگڑ گئے اور ان سے عہد توڑ دیا لہٰذا وہ شہر کو چھوڑ کر باہر چلے گئے اور وہاں جو ان کے قریبی تھے، انہیں کھو دیا۔ وہ پھر بلاد ریغہ میں منتشر ہو گئے جبکہ بنوزیان، بسکرہ اور الزاب کی شوریٰ میں خود مختار ہو گئے۔ انہوں نے پھر ان کے اور سلطان کے اور زواودہ کے خلاف خروج کر دیا۔ جلد ہی انہوں نے اس پر اور اس کے پہرے نشینی شہروں، نقلوس مقرہ اور مسیلہ پر غلبہ پا لیا۔ اس وقت منصور بن فضل بن علی الحضرہ میں اپنے باپ کی موت کے وقت اپنے بعض کاموں میں مصروف تھا لہٰذا جب اس کا باپ فوت ہو گیا اور بنوزیان خود مختار ہو گئے تو انہوں نے الحضرہ میں سلطان کے پاس اس کی چغلیاں کیں جو کامیاب ہو گئیں یعنی اس نے اسے گرفتار کر لیا، یوں سلطان ابوحفص کے دور میں قید رہا۔ اس کے بعد جب مولیٰ ابوزکریا یحییٰ بن امیر ابواسحاق، بجایہ، شیطت اور بونہ پر غالب آیا تو ان علاقوں کی حکومت میں خود مختار ہو گیا اور آل ابی حفص کی حکومت تقسیم ہو گئی۔ اس دوران منصور بن فضل بن علی تونس سے اپنے قید خانے سے بھاگ گیا اور حاجب قائم رہا ابی الحسین سید الناس کی موت اور اس کی جگہ سلطان ابوزکریا کا حکمران بننے کے بعد بجایہ چلا گیا۔ اس کے بعد ابوالقاسم بن ابی یحییٰ نے سنہ 691 میں اس سے خط و کتابت کی تو وہ اس کی خدمت کرنے لگ گیا۔ اس نے کئی قسم کے تحفے دے کر اس سے حسن سلوک کیا۔ اس نے پھر الزاب میں اس کی سلطنت کی دعوت لے جانے اور اموال کا اخراج اس کی طرف بھجوانے کی ذمے داری لی لہٰذا اس نے اسے الزاب کا والی مقرر کر دیا اور فوج سے مدد دی۔ اس نے پھر بسکرہ کے ساتھ لڑائی کی جب وہاں کے باشندے بنوزیان بجایہ میں سلطان کی بیعتؒ کے لئے گئے تو اس نے انہیں ان کے عامل منصور کی طرف ایڑیوں کے بل واپس کر دیا اور پھر اسے ان کی بیعت قبول کرنے کے متعلق لکھا۔ یوں وہ سنہ 93 میں شہر میں داخل ہوا، اس نے پھر اپنے مددگاروں کے لئے ایک محل بنانے کے بارے میں ان سے چال چلی جس کے دوران فوج نے اس کی فصیل میں پناہ لے لی پھر اس نے ان کے عہد کو توڑ کر ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شہر سے نکال دیا۔ یوں وہاں اس کی امارت کے قدم مضبوطی سے جم گئے اور سلطان کا خراج بھی بڑھ گیا۔ اس طرح اس کی عملداری کا حلقہ وسیع ہو گیا۔ اس نے پھر رفتہ رفتہ الزاب کی عملداری میں جبل اوراس، اور ریغہ کی بستیوں، دار کلی کے شہر اور الحصنہ کی بستیوں مقرہ، نقاوس اور مسیلہ کو بھی شامل کر لیا۔ بعدازاں سلطان نے اسے ان سب بستیوں پر حکمران مقرر کر دیا اور اسے ان سے

خراج لینے اوران کا گوشت نوچنے کے لئے عربوں سے لڑنے کے لئے بھیج دیا کیونکہ انہوں نے باقی ماندہ مضافات پر قبضہ کرلیا تھا۔یعنی اس نے ان کے خراج کے متعلق ان سے حصے داری کی اور پھر حکومت کے اموال میں اضافہ کردیا یعنی اسے خراج کو پہنچایا۔اس نے سلطان کے آدمیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا تو انہوں نے اس سے پیار کیا اوراس کے بازو کو حسن سلوک کے انتہائی مراتب تک کھینچ کرلے گئے۔یوں وہ مالدار ہوگیا تو اس نے اموال کو روک لیا اور پھر بسکرہ میں اس کی عزت اور حکومت مستحکم ہوگئی۔مولیٰ ابوزکریا اوسط ساتویں صدی میں مرگیا،انہوں نے پھراس کی جگہ اس کے فرزند امیر ابوالبقاء خالد کو حکمران بنایا جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔اس کی حکومت کو پھراس کے ساتھی ابوعبدالرحمان بن عمرو نے سنبھالا اور منصور بن فضل اس سے خاص ہوگیا۔وہ پھراس کے حاجب کے ہاتھ سے چمٹ گیا لہٰذا وہ اس سے مانوس ہوگیا اور سلطان کے علاقوں کے باقی ماندہ مضافات کو اس کی نگرانی میں دے دیا۔اس نے پھراتل کے بلاد پر جو سدویکش اور عیاض کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں،اسے حکمران مقرر کردیا لہٰذا اس نے انہیں اپنی عملداری میں شامل کرلیا اوراس کے خراج کے حصول کے لئے مستقل نظام قائم ہوگیا۔

یوں اس علاقے کی بانجھ حاملہ ہوگئی اوراس کے چشمے پھوٹ پڑے۔لیکن پھراس کے اور حکومت کے درمیان منافرت پیدا ہوگئی اور وہ یحییٰ بن خالد بن سلطان ابی اسحاق کے ذریعے اس کے حاجب کو تلمسان سے قسنطینہ پر چڑھا لایا اوراس نے اس کی بیعت کرلی اور پھراس کی مدد کے لئے زواودہ سے دوستی کرلی۔اس نے پھراس کے ذریعے قسنطینہ سے لڑائی کی اس نے جب دشمن کے پوشیدہ علاقوں کی اطلاع پائی تو اس کا عقدہ حل ہوگیا تو وہ بسکرہ چلا گیا اوراس نے دوبارہ اطاعت اختیار کرلی۔یحییٰ بن خالد نے وہاں اس کو گرفتار کرلیا یہاں تک کہ سنہ 20 میں اس کی وفات ہوگئی۔

اس کے اور اہل سنت کے عرب مرابطین کے درمیان جو سعادت کے اتباع تھے،مشہور لڑائیاں ہوئیں اور انہوں نے رعیت پر نرمی کرنے اوراس طریقے پر عمل پیرا ہونے کے لئے جس پر وہ گامزن تھے،اس سے خراج اور ٹیکس کی وصولی کا کام ترک کرنے کا مطالبہ کیا۔اس بات کی خاطر بھی انہوں نے بسکرہ میں اس سے کئی لڑائیاں کیں پھر سعادت ایک لڑائی میں بہت آمدورفت والے رستے پر ہلاک ہوگیا جیسا کہ اس کے ذکر میں سنہ 705 میں بیان کیا جاچکا ہے۔بعدازاں منصور بن مزنی نے مرابطین کے لئے فوج جمع کی،اس نے اسے اپنے بیٹے علی بن منصور اور زواودہ کے شیخ علی بن احمد کی قیادت میں بھیجا۔اس وقت مرابطین کے سالار شیخ اولاد عساکر ابویحییٰ بن ادریس اور عطیہ بن سلیمان اور شیخ اولاد طلحہ حسن بن سالمہ تھے لہٰذا انہوں نے بن مزنی کی فوج کو شکست دے دی اوراس کے بیٹے علی کو قتل کردیا جبکہ علی بن احمد کو گرفتار کرلیا۔انہوں نے پھراس پر احسان کرکے اسے چھوڑ دیا اور بسکرہ کی طرف واپس آگئے،انہوں نے پھراس سے لڑائی کی اوراس کے کھجوروں کے درختوں کو کاٹ دیا۔یوں انہوں نے دوسری اور تیسری باراس سے لڑائی کی۔باقی دنوں میں بھی اس کے اور مرابطین کے درمیان مسلسل لڑائیاں جاری رہیں۔اس کے بعد حاجب عمر نے اسے اپنے لئے منتخب کرلیا تھا اوراسے با اعتماد مقام دیا تھا۔جب سلطان ابوالبقاء نے تونس پر چڑھائی کی تو حاجب نے بھی دیگر خواص کے ساتھ اس مصاحبت کی یہاں تک کہ جب اس نے سلطان کے پاس جانے کا سوچا تو اس نے اسے اس تدبیر میں شریک کیا یہاں تک کہ وہ تدبیر مکمل ہوگی جیسا کہ ہم بتاچکے ہیں۔بعدازاں حاجب قسنطینہ کی طرف واپس آگیا اوراس نے اسے اس کی عملداری الزاب میں واپس بھیج دیا وہ اکثر بجایہ میں اس کے پاس ملاقات کرنے اوراس کے کاموں کو دیکھنے کے لئے آیا کرتا تھا۔اس دوران عرب نے راستے میں اس سے خیانت کی اور زواودہ کے امراء نے احمد بن عمر بن محمد بن مسعود اور سلیمان بن علی بن سباح بن یحییٰ کو اس وقت گرفتار کرلیا جب اس نے عثمان بن سباع بن سیل بن موسیٰ بن محمد کے ساتھ حکومت حاصل کی اوران دونوں کی قوم نے پھر زواودہ کو آپس میں تقسیم کرلیا۔

اس کے بعد ان دونوں نے عامل منصور بن فضل پر جبکہ وہ اپنی عملداری سے واپس آرہا تھا،قابو پالیا انہوں نے اسے باندھ دیا اور پھر قتل کا ارادہ کیا لیکن اس نے سونے کے پانچ قنطار فدیہ دیا۔انہوں نے پھران کی ریاست کے سرداروں کو اسے بیچ کر ہزار روپیہ لیا۔اس کے بعد منصور بن فضل نے اسے سفر کرنے سے روک دیا لیکن وہ عربوں سے گروی لینے کے بعد کبھی کبھی پیچھے جاتا تھا یہاں تک کہ مولانا سلطان ابویحییٰ نے سنہ 17 میں تونس پر پہلی بار چڑھائی کی اوراس کے ساتھی یعقوب بن عمر نے جب کہ وہ بجایہ کی سرحد پر تھا،اخراجات اور عطیات کے لئے مال کا مطالبہ کیا۔اس نے پھر منصور بن فضل کو اس کی طرف بھجوایا اوراسے اشارہ کیا کہ وہ اس کو اپنی حجابت پر مقرر کرلے تاکہ وہ اس کی حکومت کو سنبھال لے اور امور مہمہ میں اسے کافی ہو۔لیکن منصور نے اس بات کو ابن عمر کے خلاف خیال کیا جس پر اسے بدگمانی پیدا ہوگئی۔یوں ابن عمر اس سے بگڑ گیا اوراس کے

پیار کا رنگ بھی بدل گیا۔ بعدازاں سلطان تونس کے باہر اپنی فوجوں کے ساتھ پڑاؤ کرنے کے بعد واپس آ گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب وہ قسنطینہ میں مقیم ہوا تو اسے حاکم سرحد یعقوب بن عمر سے رکاوٹ کے آثار نظر آئے تو وہ اس کے پاس جانے سے رک گیا، ان کے درمیان پھر ایلچی آنے جانے لگے تو ابن عمر نے منصور بن فضل کے بارے میں پیغام بھیجا۔ اس کے داعی نے پھر اسے جواب دے دیا تو سلطان کا جرنیل، محمد بن ابی الحسن بن سید الناس کے پاس گیا۔ وہ ابھی راستے ہی میں تھا کہ اپنے شہر کی طرف مڑ گیا۔ جب جرنیل نے اس کے لئے ارادہ کیا تو اس کے عرب ساتھیوں عثمان بن ناصر شیخ اولاد حرب، اور یعقوب بن ادریس شیخ اولاد خنفر اور ان کے ساتھیوں نے اسے پناہ دی لہٰذا وہ پھر بسکرہ چلا گیا۔ جب ابن عمر کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے ندامت ؑ سے دانت پیسے۔ بعدازاں منصور بن مزنی ان کے دشمن صاحب تلمسان ابوتاشقین کے ہمراہ گیا اور اس کی دعوت میں شامل ہو گیا۔ اس نے پھر اپنے بیٹے یوسف کو اس کے پاس اطاعت اور تحفوں کے ساتھ بھیجا۔ اس دوران میں سلطان نے تونس اور باقی بلاد افریقہ پر قبضہ کر لیا اور ابن عمر سنہ 19 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد منصور بن مزنی ہمیشہ ہی حکومت کے لئے ناممکن الحصول رہا اور بجایہ کی فوجیں اس کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے آئیں یہاں تک کہ وہ سنہ 725 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی حکومت کو اس کے بیٹے عبدالواحد نے سنبھالا۔ اس دوران سلطان نے اسے اس کے باپ کی عملداری الزاب پر حکمران مقرر کر دیا بلکہ صحرائی علاقے کی بستیاں ریفہ اور دارکلی بھی اس کے ساتھ شامل کر دیں۔ ابن عمر کی وفات کے بعد سلطان نے محمد بن ابی الحسین بن سید الناس کو سرحد کا حکمران مقرر کیا اور اسے اپنے بیٹے یحییٰ کا کفیل بھی بنایا۔ یوں اسے اس کے پاس بھیج دیا، اس طرح عبدالواحد اور امیر سرحد کے درمیان سلطان کے ہاں مرتبے میں حسد کی بناء پر نئے سرے سے وحشت پیدا ہو گئی کیونکہ یہ سب حاجب ابن عمر کے پروردہ اور خاص لوگ تھے۔ اس نے پھر اپنی فوجوں کو اس کے ساتھ لڑائی کرنے اور اس کے قلعے سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا۔ بعدازاں عبدالواحد نے آل زیان کو جو حکومت کو اطراف سے کم کر رہے تھے، اپنی اطاعت کی رسی کا سرا پکڑا دیا۔ اس نے اپنی آخری عمر میں اپنے بیٹے کے مذہب کو قبول کر لیا اور پھر فوجوں کو اس کے خلاف بھڑکانے لگا یہاں تک کہ عبدالواحد نے اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دے کر اس سے پناہ لی، اس نے صلح کرنے اور خراج دینے کی شرط لگائی، وہ پھر اپنے کام میں لگ گیا یہاں تک کہ اس کے بھائی یوسف نے ان کے خواص کے ساتھ جو بنی سماط اور بنی ابی کوایہ سے تھے، ساز باز کر کے اسے سنہ 29 میں قتل کر دیا۔ جب اس کے متعلق ان کی سازش پوری ہو گئی تو اس نے اسے نماز عشاء کے وقت بعض امور مہمہ میں مشورہ کے لئے بلایا اور پھر اسے خنجر مار دیا جس کی وجہ سے وہ اسی وقت ہلاک ہو گیا۔ یوسف بن منصور پھر الزاب کا خود مختار حکمران بن گیا بعدازاں حسب دستور اس کے پاس سلطان کا پروانہ تقرری اور علیحدگی پہنچا اور اس کی عملداری کے منابر پر اس کے لئے دعا کرنے کا قانون بھی شروع ہو گیا۔ سلطان نے پھر بجایہ کی سرحد سے محمد بن سید الناس کو بلایا اور اسے اس کی حکومت کے کام سپرد کئے۔ جس کے بعد الزاب کے عامل یوسف بن منصور اور اس کے درمیان پرانے کینوں کی آگ بھڑک اٹھی اور حاجب پھر سنہ 32 میں سلطان کی مصیبت میں ہلاک ہو گیا اور اس نے محمد بن حکیم کو اپنا جرنیل مقرر کر دیا بلکہ فوجوں کی باگ ڈور بھی اس کے ہاتھ میں دے دی۔ ساتھ ساتھ دیگر بستیاں اور نواح بھی اس کے حوالے کر دیئے، یوں اس نے اپنی حکومت میں اپنا حکم چلایا۔ جب سلطان اپنے دشمن کے خلاف فارغ ہوا تو یہ اپنی حکومت پر غالب آ گیا۔ حکومت کے کندھوں پر ان کا جو کام بھی تھا، اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے آل پر حملہ کر کے ان کے ناخن ختم کر دیئے اور ان کے عزائم کی دھار کاٹ دی جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔

اس کے بعد قائد محمد بن حکیم نے یوسف بن منصور کے ساتھ مل کر عداوت کی آگ جلائی اور اس نے سلطان کے چھپے ہوئے غصے کو ابھارا پھر اس کے عزائم کو صحیح راستے پر ڈالنے اور اطاعت کے معاملے میں راست روی اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے پھر تین بار فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جس میں اس نے ہر بار خراج دے کر اس کا دفاع کیا۔ اس کے بعد اس کے اور زواودہ کے سردار علی بن احمد کے درمیان لڑائیاں ہوئیں جس کی وجہ یہ بات تھی کہ اسے خراج میں ترجیح حاصل تھی لہٰذا اس نے اس کے ساتھ لڑائی چھوڑ دی اور عربوں کو سنت کے مطابق دعا کرنے کے قریب میں اس کے مقابلے کے لئے بلایا اور اس امر کے لئے اہل ریفہ کو اکٹھا کیا۔ اس نے پھر اس سے لڑائی کی۔ اس کا بیٹا یعقوب پھر اس سے منحرف ہو گیا اور بسکرہ چلا گیا تو ابن مزنی نے اپنی بہن کا منصور بن فضل سے اس کا رشتہ کر دیا اور پھر اسے بسکرہ کا حکمران بنا دیا۔ لہٰذا اس نے اس کا بہت اچھا دفاع کیا۔ ابن مزنی نے پھر سلیمان بن علی رئیس اولاد سباع اور علی بن احمد کے متعلق پیغام بھیجا، یہ بسکرہ میں اس کے پاس صبح و شام لڑائی کے لئے جاتا

یہاں تک کہ ابن مزنی محفوظ ہو گیا اور علی بن احمد بسکرہ سے چلا گیا۔ آٹھویں صدی کے چالیسویں سال تک وہ ابن مزنی کے ساتھ اتفاق اور صلح کے ساتھ رہا پھر قائد بن حکیم کے غازی اس کے پاس آ گئے جس کے بعد یہ بلاد الجرید سے لڑائی کے بعد افریقہ سے اٹھا اور ان سے اطاعت اور خراج کا مطالبہ کیا اور ابن یملول کے بیٹے کو یرغمال کے طور طلب کیا۔ وہ پھر اپنی فوجوں کے ساتھ الزاب کی طرف چلا گیا، سلم کے عرب بھی اس کے ساتھ تھے لہٰذا وہ پھر الزاب سے بھاگ کر اس کی ایک بستی اوماش میں آیا۔ اب زواودہ کے عرب اور باقی ماندہ ریاح اس کے آگے بھاگ گئے تو یوسف بن مزنی نے اوماش میں اسے تحفے دے کر واپس کر دیا، یہ پھر وہاں سے بلاد ریغہ کی طرف گیا یوں اس نے ان کے قلعہ کو فتح کر کے لوٹ لیا جبکہ اس کی باقی ماندہ عملداریوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ وہ پھر تونس کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران سلطان نے اپنے جرنیل محمد بن حکیم کو سنہ 34 میں برطرف کر دیا اور اس کے بیٹے ابو حفص عمر کو حکمران بنایا۔ اس کے بعد حاجب ابو محمد بن تافراکین اس کے حملے اور اس کے خواص کی چغلیوں سے ڈر گیا لہٰذا وہ شاہ مقرب کے پاس چلا گیا جس کی دھار سے خوف کھایا جاتا تھا۔ وہ ابو الحسن کے قبیلوں پر اکثر جھانکتا تھا لہٰذا اس نے اسے افریقہ کی حکومت کے متعلق اکسایا اور اسے وہاں کھینچ کر لے گیا۔ اس نے پھر سنہ 46 میں بڑی بڑی اقوام پر حملہ کر دیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد یوسف بن منصور امیر الزاب اپنی بنی حسن کی فوج کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کا استقبال کیا اور اس نے اسے اپنے خواص کے ساتھ قسنطینہ کی طرف چلنے کو کہا۔ اس نے پھر اسے الزاب اور اس کے پرے ریغہ اور دارکلی کی بستیوں کا حکمران مقرر کر دیا اور اسے اس کی عملداری میں بھیج دیا لہٰذا وہ پھر تونس آ گیا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ مقرب اقصیٰ سے آنے والے عمال کے ساتھ اس کے پاس منصفانہ طور پر خراج بھیج دے۔ یہ پھر اس کام کے لئے مستعد ہو گیا۔ جب اس نے ان کے پہنچنے کے بارے میں سنا تو انہیں قسنطینہ میں جا ملا۔ اچانک وہاں ان سب کو قیروان پر سلطان کی مصیبت کی خبر ملی تو اس نے اپنے شہر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ امیر صحراء یعقوب بن علی بن احمد نے پھر افریقہ کی غربی جانب اس رشتے داری اور دوستی کی وجہ سے جو ان دونوں کے درمیان تھی، بعد ازاں ان سب کو یوسف بن منصور نے اپنے ہاں جگہ دی اور انہیں اپنے شہر میں اتارا، وہ پھر مہینوں تک ان کی ضروریات پوری کرتا رہا یہاں تک کہ سلطان قیروان سے تونس گیا، یہ پھر یعقوب بن علی کی معیت میں اس کے ساتھ مل گئے۔ اس دوران منصور نے سلطان ابو الحسن کے ساتھ یہ احسان کیا تھا اور بقیہ ایام میں بھی اس سے ملتا رہا۔ اس کے بعد افریقہ کے نواح کے رؤسا کے درمیان اس کے خلاف خروج کرنے میں اختلاف پیدا ہو گیا اور پھر یہ اس کی اطاعت سے وابستہ رہا۔ جب وہ سمندری مصیبت سے بچ کر وہاں آیا تو وہ تونس اور الجزائر سے اس کے پاس مال بھیجتا رہا جیسا کہ ہم اس کے واقعات کو بعد میں بیان کریں گے۔ اس دوران وہ اپنے منابر پر اس کے ملک کی واپسی کے لئے دعائیں کرتا تھا یہاں تک کہ سلطان سنہ 52 میں مقرب اقصیٰ کے جبل میں وفات پا گیا، اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابو عنان کے لئے مرینی حکومت کا معاملہ درست ہو گیا۔ جب اس نے اپنی حکومت کے ساتھ تلمسان اور مغراوہ کی حکومت کو شامل کیا تو بنو عبد الواد نے وہاں نئے سرے سے اپنی حکومت کے لئے قانون بنائے اور زناتہ کو متفق کیا۔ وہ پھر سنہ 53 میں بلاد شرقیہ کی طرف گیا تو یوسف بن منصور نے اس کی اطاعت جلدی سے اختیار کر لی لہٰذا اس نے رضا و رغبت سے بیعت کی۔ اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو اپنی بیعت کے ساتھ سلطان کے پاس بھیجا جس کے بعد وہ خود دوسری دفعہ اپنے حاجب کاتب ابو عبد اللہ محمد بن ابی عمر کے ساتھ اس کے پاس گیا۔ اس نے پھر اسے افریقہ پر قبضہ کرنے اور اپنی بجایہ کی حکومت درست کرنے کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ بھیجا جیسا کہ ہم عنقریب اس کا ذکر کریں گے۔ سنہ 54 میں اس کے پاس قبائل کے امراء اور مضافات کے رؤساء آئے۔ ان میں یوسف بن منصور امیر الزاب اور یعقوب بن علی امیر صحراء اور زواودہ کے باقی ماندہ رؤساء بھی شامل تھے۔ سلطان انہیں بڑی عزت اور احترام کے ساتھ ملا کیونکہ وہ اہل افریقہ کے مابین اس کے والد اور اس کی قوم سے مخلص تھے اور اس نے انہیں قیمتی تحفے دیئے۔ اس نے پھر یوسف بن مزنی کو الزاب، بلاد ریغہ اور دارکلی کا حکمران مقرر کیا اور وہ شاداں و فرحاں واپس لوٹا۔ سلطان کی دوستی سے اسے بہت بڑا حصہ ملا اور اس کی مجلس میں اس کا مقام بلند ہو گیا۔ جب سلطان نے سنہ 58 میں قسنطینہ کے فتح کرنے کے لئے افریقہ پر حملہ کیا تو یوسف بن منصور، قسنطینہ میں اسے ملا، اس نے اسے اپنے ساتھیوں اور طبقہ وزراء میں شامل کر لیا۔ لیکن ان دنوں یعقوب بن علی نے اس سے وحشت بھی محسوس کی کیونکہ اس نے اسے اور اس کی قوم کو یرغمال بنانے کا مطالبہ کیا تھا۔

اس کے بعد اس نے خروج دیا اور اس کے قبیلے بلاد الزاب اور اس کے پرے کے ریگستان میں بھاگ گئے۔ بعد ازاں سلطان اپنی فوجوں

کے ساتھ ان کی تلاش میں گیا یہاں تک کہ بلاد الزاب میں اترا۔ اس نے پھر الزاب اور التل میں یعقوب بن علی کے شہروں کو درخت کاٹ کر، پانی خشک کر کے اور عمارتوں کو گرا کر اور آثار مٹا کر برباد کر دیا۔ اس کے بعد یعقوب اپنے قبائل کے ساتھ الرمل میں داخل ہوا اور انہوں نے سلطان کو عاجز کر دیا لہٰذا وہ واپس لوٹ آیا اور بسکرہ کے باہر مقیم ہو گیا۔ اس نے پھر فوجوں کو آرام پہنچانے، سفر کی محنت اور صحرا کے غبار سے ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے تین دن قیام کیا، یوں یوسف بن منصور نے اپنی فوج کو اپنے قیام کے ایام میں بستیوں میں پھیلا دیا اس کے علاوہ انہیں چارہ، گندم، گوشت اور چمڑے دے دیئے جس سے وہ خوشحال ہو گئے۔ لوگوں نے مدتوں اس فیاضی کا چرچا کیا۔ اسے اس سال کا خراج سونے کے قنطاروں میں دیا گیا جسے اس نے قفصہ کے قہرمانوں کے بیت المال کی طرف بھیج دیا جو اس کے با اعتماد آدمیوں میں سے تھا۔ سلطان نے پھر اسے اس کا بہت بدلہ دیا اور اسے اپنا شاہی لباس عطا کیا۔ اس نے پھر اس کے عیال کو اپنی بیویوں کا لباس اور اپنے محل کے کپڑے دیئے۔ وہ پھر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران موسیٰ بن منصور نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے فاس کے منبر سے سلطان کے پاس اس وقت بھیجا جب اس کا وزیر سلیمان بن داؤد سنہ 59 میں افریقہ پر حملے کے بعد واپس آیا تھا۔ اس نے اس کے ساتھ اصیل گھوڑے اور بہترین غلام تحفے کے طور پر بھجوائے۔ اس نے نہایت عزت اور احترام کے ساتھ وہاں قیام کیا یہاں تک کہ سلطان سنہ 59 کے خاتمہ پر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد حکومت سنبھالنے والے نے بھی اسے خوب انعام واکرام سے نوازا اور پھر اسے اس کی عملداریوں کی طرف بھیج دیا۔ اس نے اس کے متعلق مضافات اور سرحدوں کے امراء کو وصیت کی کہ وہ اس کا راستے میں خیال رکھیں۔ اس دوران سلطان کی وفات کے بعد خوارج جہات سے نکل آئے تو وہ اپنی تکلیف کے بعد اور نجات سے مایوس ہو کر اپنے بیٹے کے پاس آ گیا حالانکہ اس سے قبل وہ ابوحمو سلطان بنی عبد الواد کے تلمسان پر قبضہ کرنے کے موقع پر اس کے قبضے میں آ گیا تھا جہاں وہ بنی مرین کے ساتھ رہائش پذیر تھا وہ پھر اپنے وطن جاتے ہوئے ان کے پاس سے گزرا لہٰذا صغیر بن عامر زغبی نے اسے اور اس کے بیٹے یوسف کو حاکم صاحب الزاب کے عہد کا لحاظ کرتے ہوئے اور عربوں کو اس میں اور اس کے اعمال میں رغبت دلانے کے لئے اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد اس نے پھر اپنے ہاتھ سے اس سلسلے میں مال خرچ کیا جسے بنو مرین نے اپنے ذخیروں سے اسے بھیجا تھا۔ صغیر نے اس کے ساتھ اپنی قوم کا ایک وفد بھیجا جس نے اسے اس کے مامن تک پہنچا دیا، یہ اس کے نجات پانے کا ایک بڑا ہی عجیب واقعہ ہے۔ بعد ازاں موحدین نے بجایہ اور قسنطینہ کے اپنے علاقے، بنی مرین کے قبضے سے واپس لے لئے اور ان کے قبیلوں کے جو لشکر وہاں گھرے ہوئے تھے، انہیں وہاں سے بھگا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ یوں یوسف بن منصور نے ان کی دوبارہ اطاعت اختیار کر لی یہاں تک کہ سنہ 76 میں وہ عاشورہ کے روز فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کی حکومت کو اس کے بیٹے نے سنبھالا اور اس کے طریقے کے مطابق چلا۔ آج کل وہ اپنے باپ کی جگہ الزاب کا حکمران ہے اور اپنے باپ کے طریقے کے مطابق چل رہا ہے البتہ اس کے باپ کا خلق طبعی تھا، جبکہ اس کا تقلیدی ہے کیونکہ وہ ظریف اور ہوشیار بنتا ہے۔ ان کے اور لڑکے بھی ہیں جن میں سب سے بڑا ابو یحییٰ ہے۔ علاوہ ازیں محمد بن یملول کی بیٹی سے یحییٰ کی ایک بہن ہے جو آج کل مرتبے کے قابل ہے، اس وجہ سے بھی کہ اہل جرید پر مصیبت نازل ہوئی ہے۔ بعد ازاں یحییٰ بن یملول کی وجہ سے اس کے وطن پر نحوست نازل ہوئی اور وہ پھر سلطان سے خوف محسوس کرنے لگا لہٰذا اس نے عربوں کو مال دیئے اور اپنے ہاتھ کو حاکم تلمسان کی رسی کے پکڑنے کے لئے بڑھایا لیکن اس نے اسے قاصر پایا۔ وہ اس دوران اپنی حکومت میں ایک آدمی کو مقدم اور دوسرے کو موخر کرتا رہا پھر اس نے نور ہدایت کو اس کے دل کے قریب کیا اور اسے اس کے رشد کی سند دکھائی۔ اس نے اطاعت میں استقامت اور فریب سے انحراف کرنے میں جلدی کی لہٰذا سلطان ابوالعباس نے پھر شیخ الموحدین ابوالعباس بن ابی ہلال کو بھیجا جس نے اس کے لئے علانیہ دوستی کا اظہار کیا اس نے پھر اس کے ساتھ ایک وفد اپنے تحفوں اور استقامت کے ساتھ بھیجا اور سلطان نے اسے قبول کر لیا اور اسے دوبارہ مالا مال کر دیا۔

باب:۴۱

بنی یملول، بنی خلف اور بنی ابی المنیع کے حالات کا بیان

علاقے کی وسعت، شہر کے متمدن ہونے اور اس علاقے کی بستیوں کی ام القریٰ میں ہونے کی وجہ سے ان رؤساء کا رہنما ابن یملول تھا جس کا نام یحییٰ بن محمد بن احمد بن محمد بن یملول تھا۔ ان کے خیال میں ان کا نسب تنوخ کے ان عربوں سے ملتا ہے جو شروع میں یہاں آئے تھے، اس کے بیٹے فتح کے آغاز سے اس علاقے میں رہ رہے تھے پھر وہ یہاں جڑ پکڑ گئے تھے۔ ان کی اولاد نسب اور رشتے داری کے لحاظ سے پھیل گئی یہاں تک کہ وہ شوریٰ کے ان گھرانوں میں شامل ہو گئے جو بادشاہوں کے پاس جاتے تھے۔ وہ دارالخلافت سے آنے والے عمال کو ملتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ آل حماد کے زمانے میں قلعے میں اور آل عبدالمومن کے زمانے میں مراکش میں اور آل ابی حفص کے دور میں تونس میں سب لوگوں کے مصالح پر نظر رکھتے تھے جیسے بنی واطاس، بنی فرقان، بنی مارہ اور بنی عوض تھے۔ عبداللہ شیعی کے دور میں، ان میں ابن فرقان کو برتری حاصل تھی جس نے ابویزید کے متعلق یہ پتہ چلتے ہی کہ وہ ابوالقاسم پر نگران بننا چاہتا ہے، اسے باہر نکال دیا۔ ال حماد کے دور میں یحییٰ بن واطاس کو برتری حاصل تھی جوال زیری کی حکومت کے وقت قیروان کے ملوک سے اہل قسطنیہ کی اطاعت کو ان کی طرف لے آیا تھا۔ اس کے بعد ان کی حکومت میں انتشار پیدا ہو گیا پھر موحدین کی حکومت کے آغاز میں بنی مروان کو دوبارہ حکومت مل گئی۔ ان میں وہ شخص بھی تھا جو عبدالمومن سے ملا، جب اس نے اپنی اور توزر کے باشندگان کی اطاعت اس کی خدمت میں پیش کی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور اسے انعام دیا، یوں حکومت موحدین کو حاصل ہو گئی لہٰذا انہوں نے وہاں سے سرداری اور خودمختاری کے آثار مٹا دیئے۔ احمد نے پھر اس عظمت کو اس علاقے میں مسلسل سرداری کی طرف لے جاتے پرورش پائی، یوں وہ پھر شہر کے سرداروں اور وطن کے اشراف کا دفاع کرتا رہا۔ اس دوران سلطان ابوحفص محمد فازازی کے دور میں شیخ الموحدین اور فوج کے سالار کے پاس اس کی چغلی کی گئی تو اس نے اسے برطرف کر دیا۔ اس نے پھر اس سے اصرار کے ساتھ مال کا مطالبہ کیا جو اس نے بطور آزمائش اس سے مانگا تھا، یہ اس کی پہلی مصیبت تھی جس نے اس کے چقماق سے آگ نکالی اور پھر جس کے انگارے سے آگ لگائی یوں وہ الحضرہ کی طرف چلا گیا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ دارالخلافت میں تک جائے گا۔ اس نے پھر اسے ایک زمانے میں تک اسے اپنا وطن بنائے رکھا۔ وہ صبح سویرے وزراء اور خواص کے دروازوں پر جاتا اور معاونین اور خواص کے ہاتھ پاؤں چومتا یہاں تک کہ اسے سمندری کونسل کا عامل مقرر کر دیا گیا لہٰذا اس نے دارالحرب کے تاجروں سے عشر لینے کے لئے عمال کو کشتیوں میں بٹھایا اور پھر الحضرہ کے باقی عمال سے بھی مدد لی، یوں وہ خراج اور ٹیکس کی وصولی کا عامل بن گیا، مسلسل اس کا یہی حال رہا، یوں اس کا فائدہ بڑھ گیا اور وہ کافی امیر بن گیا۔ اس نے پھر مال کو کھینچا اور حسن سلوک اور تحفوں کے ساتھ چغل خوروں کی زبانوں کو بند کرنے کے لئے ذخیرے کو نکالا یہاں تک کہ مال نے اسے سرکش بنا دیا، بعدازاں اس کے مقام کے خلاف خروج ہوا اور پھر اس کا معاملہ حاجب تک پہنچا تو اس نے سلطان ابویحییٰ کے زمانے میں اس کی گرفتاری اور اس کے مال کی ضبطی کے احکام کر دیئے اس نے پھر اسے دوبارہ برطرف کر دیا اور پھر اس کے ہزاروں ذخائر میں سے سینکڑوں کو اصرار کے ساتھ طلب کیا گیا یوں وہ آزمائش میں پڑ گیا۔ اس نے خط پڑھتے ہی اپنا لباس فروخت کر دیا اور برہنہ ان لوگوں کی طرف گیا جو اس سے عمال کی خدمت کے وقت صبح وسویرے ان کے دروازوں پر جانے کی وجہ سے ناک بھوں چڑھاتے تھے۔ اس دوران غربی سرحدوں اور ان کے امراء نے الحضرہ کو مشغول کر لیا پھر ان لوگوں سے حکومت کا سایہ کچھ سکڑ گیا، یوں رعایا بلاد الجرید میں چلی گئی اور ان کی حکومت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد ہو گیا۔

اس کے بعد جب احمد اس شوریٰ کو ملا جس کے لئے وہ پانی کے حباب کی طرح اٹھتا تھا تو اس کا سینہ ٹھنڈا ہو گیا، یوں اس کی کوشش کامیاب ہو گئی اور وہ توزر کا خودمختار سردار بن گیا لیکن اس کے بعد وفات پا گیا۔ بعدازاں اس کا بیٹا یحییٰ اس کے طریقے پر چلا جو مرتبے کا بڑا حریص، خودمختاری

کا عاشق اور مصری گھرانوں کے ساتھ مزاحمت کرنے والا تھا۔ اس نے اپنی بقیہ عمر کمینوں اور بدکاروں کے ساتھ شراب نوشی کرنے اور اپنے ہمسروں پر غلبہ حاصل کرتے گزاری یہاں تک کچھ قتل ہو کر اور کچھ جلاوطن ہو کر ہلاکت کے گڑھے میں گر گئے۔ اس دوران اسے سلطان اور تقویٰ کے جذبے نے نہیں روکا یہاں تک کہ اس کے لئے فضا صاف ہو گئی اور حکومت مضبوط ہو گئی وہ پھر شہر اور ملک کے معاملات میں اپنے باپ سے بھی زیادہ خود مختار بن گیا۔ اس کی وفات اس کی خود مختاری کے پانچویں سال ہوئی۔ بعدازاں اس کے بھائی محمد نے جو سرداری کے میدان میں اس کا ہمسر تھا، اس سے گیند لے لی لہٰذا وہ اسے انتہا تک لے گیا پھر حکومت کے تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے مشائخ کے آثار کو درست کیا اور صحرا کے امراء اور اولاد ابواللیل سے حسن سلوک کیا۔ اس نے پھر ان سے رشتہ کا تعلق پیدا کیا جیسے اس کے باپ احمد نے ان کے نانا ابواللیل کی بہن یا پھوپھی سے کیا تھا۔ یوں وہ حکومت میں دوبارہ اس کے معاون بن گئے۔ یوں اس کی شہرت پھیل گئی اور غلبہ بڑھ گیا۔ اس کی حکومت کا زمانہ بھی لمبا ہو گیا۔ اس دوران جرنیل محمد بن حکیم اس کے پاس آیا، اس نے پھر اس کے عذر پر درگزر کرتے ہوئے اس کی اطاعت قبول کر لی کیونکہ اس نے اس کے خلوص کی آزمائش کر لی تھی۔ وہ پھر اسی حال پر قائم رہا یہاں تک کہ آٹھویں صدی کے چالیسویں سال میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ حکومت کے قیام کے درپے ہو گیا تو اس کے چچا ابوزید بن احمد نے اس پر حملہ کر کے اسے اس کے باپ کی قبر پر قتل کر دیا مگر وہ اس کا وارث نہیں ہو سکا۔

اس کے بعد عوام اسی وقت اس کے خلاف بھڑک اٹھے کیونکہ وہ خونریزی کرنے، عزتوں کو لوٹنے اور اموال کو غصب کرنے پر مصر تھا یہاں تک کہ اسے کبھی جنون اور کبھی کفر کی طرف بھی منسوب کیا جاتا تھا۔ یوں ان کا معاملہ خراب ہو گیا اور ان کے دلوں پر اکتاہٹ طاری ہو گئی۔ اس کا بھائی ابوبکر الحضرۃ میں قید تھا لہٰذا اہل توزر نے خفیہ طور پر اس سے خط و کتابت کی پھر سلطان نے اسے اطاعت کرنے اور پورا اخراج ادا کرنے کا عہد لے کر اپنے قید خانے سے رہا کر دیا، یوں وہ اپنی جماعت کے عربوں کے پاس گیا اور پھر نفرادہ اور ان کے قرب و جوار کی بستیوں سے لوگوں کو اکٹھا کر کے ان پر حملہ کر دیا۔ اس نے پھر الحضرۃ پر شبخون مارا اور اس میں گھس گیا۔ سب لوگوں نے اس کے بھائی یملول کو گرفتار کرنے میں جلدی کی اور انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے پھر اسے اپنے گھر میں قید کر دیا اور اس کے خون سے برأت کا اظہار کیا۔ قید کے تیسرے روز وہ اس کے قید خانے میں فوت ہو گیا۔ جب جرید کی حکومت شوریٰ کے سپرد ہوئی تو قفصہ میں یحییٰ بن محمد بن علی عبدالجلیل بن العابدین خود مختار حکمران بن گیا۔ ان کے خیال میں ان کا نسب بلی میں ہے نیز شرید کے ساتھ ان کا عہد ہے جو سلیم کے بطون میں سے ہے تاہم اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ قفصہ میں سب سے پہلے ان کی آمد کب ہوئی یہاں تک کہ وہ اس کے لوگوں میں شامل ہو گئے۔ وہاں پر امیر ابوزکریا اعلیٰ کے زمانے میں بنی ابی حفص کا ایک گھرانہ تھا جسے وہ جرید کے خراجی اموال پر عامل مقرر کیا کرتا تھا پھر جس کے متعلق اس کے پاس شکایت ہوئی کہ وہ ان اموال میں سے کچھ مال کھا جاتا ہے تو اس نے اسے ہٹا دیا اور اس سے ہزاروں کے مال کا پرزور مطالبہ کیا گیا۔ اس نے پھر اسے ادا کیا اور ان کی ریاست ان خاندانوں میں تقسیم رہی۔ اس دوران جب شہر میں عصبیت پیدا ہو گئی تو جرید کی حکومت شوریٰ کے سپرد ہو گئی جن میں بنو العابد، دوسروں سے زیادہ عصبیت والے تھے۔ ان کا سردار یحییٰ بن علی، پھر جرید میں خود مختار حکمران بن بیٹھا لہٰذا جب سلطان زناتہ کے کاموں سے فارغ ہوا اور سلطان ابوالحسن نے تلمسان کے خلاف خیمے لگائے تو اس نے تلمسان کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے ملک اور اپنی سرحدوں کی اصلاح کی طرف توجہ کی اور اس نے قفصہ سے لڑائی کا آغاز کیا۔ اس نے پھر سنہ 35 میں موحدین اور عرب معاونوں کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور تقریباً ایک ماہ تک اس کا محاصرہ جاری رکھا۔ اس دوران اس کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے اور محاصرے سے ان کا قافیہ تنگ ہو گیا۔ وہ پھر اطاعت کے بارے میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے سلطان کے پاس اطاعت کے لئے گئے۔ اس دوران بنی العابد کے بہت سے لوگ بھاگ کر قابس میں ابن مکی کی پناہ میں چلے گئے اور پھر اہل شہر نے سلطان کی حکومت تسلیم کر لی۔ اس نے ان کی اطاعت قبول کر لی اور ان سے نہایت احسن طریقے سے درگزر کیا۔ اور ان کے ساتھ انصاف کیا۔ اس نے پھر ضرورت مندوں کی امیدوں کو پورا کیا اور اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کو ولی عہد بنا کر اور ان پر حکمران مقرر کر کے واپس الحضرۃ آ گیا اور اسے بلاد جرید کا امیر مقرر کر دیا۔ وہ پھر روضہ کے سردار یحییٰ بن علی کو الحضرۃ لے آیا اور اپنی وفات تک جو سنہ 44 میں ہوئی، وہ وہیں رہا۔ امیر ابوالعباس پھر الجرید کا خود مختار حکمران بن گیا اور نفطہ پر قابض ہو گیا جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ بنی خلف جو مدافع ابوبکر، عبداللہ اور محمد اور اس کا بیٹا احمد بن محمد چار بھائی ہیں اور ان کا بھتیجا، مدافع کے بنو خلف ہیں۔ ان کا نسب دراصل عسان

سے جاملتا ہے جوان ابتدائی عربوں میں سے ہیں جن کا دادا انفرادہ کی ایک بستی سے نفطہ میں آیا تھا اور پھر وہیں رہنے لگا تھا، وہاں اس کے بیٹوں کا ایک گھرانہ تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں یہ چاروں بھائی شوریٰ کے زمانے میں خودمختار بن گئے تھے۔ جب سلطان ابوبکر نے جرید پر قبضہ کیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو قفصہ میں اتارا تو اس نے اسے دیگر شہروں کا بھی امیر مقرر کیا اور ان کی اطاعت کروائی۔ لہٰذا یہ اطاعت سے رکے رہے تو اس نے اپنے وزیر ابوالقاسم بن عتو کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا، ان کی طرف بھیجا اور اسے الحضرۃ سے فوج تیار کر کے دی، اس نے پھر قفصہ کے ساتھ لڑائی کی، اس کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے، یوں اس کے باشندوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ اس نے بزور غالب آنے والے بنی مدافع کو چھوڑ دیا لہٰذا اس نے انہیں قتل کر دیا اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نشان بنا کر کھجور کے تنوں پر انہیں صلیب دے دی۔ اس نے پھر ان کے چھوٹے ڈعلی کو تلوار سے بچا دیا کیونکہ اس نے اس کے متعلق ابوالقاسم بن عتو سے وعدہ کیا تھا کیونکہ وہ لڑائی سے پہلے ہی اس کے پاس آ گیا تھا، یوں یہ بات اسے موت سے بچانے کا باعث بن گئی۔ اس کے بعد امیر ابوالعباس نفطہ پر قابض ہو گیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ بعدازاں ابوبکر بن یملول نے اس کی اطاعت میں کمزوری دکھائی تو سلطان ابوبکر نے سنہ 45 میں تونس سے اس پر حملہ کیا اور فتح حاصل کی جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ بعدازاں ابوبکر بن یملول بسکرہ چلا گیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ اس نے توزر پر حملہ کیا تو یوسف بن مزنی نے اس کا عہد توڑ دیا اور ابن یملول کی وادی کے قلعوں میں منتقل ہو گیا جو توزر کے قریب تھے۔ وہ پھر سنہ 46 میں فوت ہو گیا جس کے بعد سلطان اور اس کا بیٹا ابوالعباس بھی جو جرید کے مضافات کا حاکم تھا، سنہ 47 میں فوت ہو گئے۔

اس دوران احمد بن عمر بن العابد، قفصہ سے ابن مکی کی پناہ میں واپس آ گیا اور اپنے عم زاد یحییٰ بن علی کی جگہ اس کے شہر پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد علی بن خلف نفطہ کی طرف لوٹ آیا اور وہاں جلد ہی خودمختار حکمران بن گیا یحییٰ بن محمد بن احمد بن یملول پھر اپنی جائے غربت بسکرہ سے جہاں وہ بچپن کے دور میں اپنے چچا ابوبکر کے ساتھ گیا تھا، توزر کی سمت واپس آ گیا۔ اس کے بعد جب جرید امارت سے خالی ہو گیا تو یحییٰ اپنے گھر سے یوسف بن منصور بن مزنی کی پناہ میں چلا گیا۔ اس نے پھر اولاد مہلہل سے حسن سلوک کیا اور انہیں حصے دار بنانے اور ان کے بیٹوں کو یرغمال بنانے کے بعد، اسے ان کے ساتھ چھوڑ کر دیا، یوں انہوں نے اسے اس کی امارت گاہ توزر میں پہنچا دیا اور اس کے مددگاروں اور اس کے باپ کے دوستوں نے اسے حکمران مقرر کر دیا۔ اس طرح الجرید کی تمام حکومت پہلے کی طرح اس کے پاس واپس آ گئی۔ اس کے بعد جب سلطان ابوالحسن افریقہ سے واپس آیا تو یہ اس کے پاس گئے اور اسے دہران کے مقام پر ملے، وہ انہیں بڑے تپاک سے ملا اور پھر ہر کوئی اپنے شہر کی طرف واپس آ گیا۔ بعدازاں الجزیرہ کی آزمائش کے بعد اس نے اس کی ریاست سنبھال لی، اسے خوب جاگیریں دیں اور چیک اور اقرار نامے جاری کئے، یوں یحییٰ بن محمد بن احمد بن یملول جب کہ وہ جوان بچہ تھا، توزر کی طرف، علی بن خلف نفطہ کی طرف اور احمد بن العابد قفصہ کی طرف چلے آئے۔ ان میں سے ہر ایک پھر اپنے اپنے شہر کے عامل اور محافظ بن گئے۔ اس نے پھر جرید کے سارے علاقے پر مسعود بن ابراہیم بن عیسیٰ ہرناتی کو جو طبقہ وزراء میں سے تھا، عامل مقرر کیا اور ان سب رؤسا کو اپنے اپنے پڑوس کے ساتھ اچھائی کرنے کی وصیت کی یہاں تک کہ سنہ 49 میں قیروان میں سلطان پر مصیبت آن پڑی۔ بعدازاں جرید کا عامل مسعود بن ابراہیم کوچ کر کے اپنے عمال اور محافظ ساتھیوں کے ہمراہ مغرب میں چلا گیا۔ جب کرفہ کے اعراب کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے الزاب کے علاقے سے ورے سفر کے دوران اس پر چڑھائی کر دی اور اس کے اور اس کے محافظوں کے ساتھ لڑائی کی۔ انہوں نے ان کے خیموں، ذخیروں اور گھوڑوں پر قبضہ کر لیا اور یہ رؤسا پھر اپنے اپنے شہروں میں خودمختار ہو گئے اور بیمار بن کر واپس آ گئے۔ وہ پھر اپنے منابر پر الحضرۃ کے حکمران کے لئے دعا کا اعلان کرنے لگے اور اسی روش پر مسلسل قائم رہے۔ اس دوران یحییٰ بن محمد بن یملول ملوک کے ساتھ جانوروں کے سدھانے، ہتھیاروں کے بنانے، نماز کے لئے مسجد تیار کرنے، تختوں پر بیٹھنے اور داستان سرائی کے لئے مقابلہ کرنے لگا۔ اس طرح بے حیائی اور لذات کے حصول کا میدان نہایت وسیع ہو گیا۔ وہ سیاست اور سلطنت کا اکھ گردش جام، چنبیلی کے بستر، لوگوں سے پوشیدگی اور ندیم یملول اور ہمنشینوں پر فدائی کرنے والوں میں سے ہے جس کے ساتھ اس نے اپنی رعایا پر بھی ظلم وستم کا دروازہ کھول دیا، اس نے ان میں سے مشاہیر کے ایک گھر پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا۔ یوں اس کی حکومت کا زمانہ ان کاموں کو کرتے لمبا ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس افریقہ پر قابض ہو گیا جس کی حکومت کے حالات ہم بیان کریں گے۔ اس دوران اس کے اجنبی پڑوسی علی بن خلف نے خودمختار حکمران

بنتے ہی سنہ 64 میں حج کیا اور پھر نیکی، رضا اور انصاف کے راستوں کو اختیار کیا۔ وہ پھر سنہ 65 میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمران بنا، وہ بھی اس کے طریقوں پر چلا اور ایک سال حکمرانی کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کے بھائی عبداللہ بن علی نے پھر اس کی حکومت کو سنبھالا لہٰذا اس نے اپنی سیاست کی آگ جلائی اور اپنی دانائی دکھائی۔ اس نے پھر لوگوں کے لئے اپنی دھار کو تیز کیا تو انہوں نے اس کی سیرت پر برا منایا اور اس کی گردن پر چڑھ گئے۔ اس کے بعد قاضی محمد بن خلف اللہ نے جو شرف اور ملک کی سرداری میں ان کا ہمسر تھا، الحضرہ کے حکمران پر اس عہد کی وجہ سے غلبہ پالیا جو اسے قدیم سے حاصل تھا۔ اس نے اسے پھر الحضرۃ میں قضا کے کام پر لگا دیا اور اسے اپنے ہاں مرتبہ اور صحبت میں ترجیح دی، یوں اس نے اس عبداللہ کے متعلق خلیفہ کے پاس چغلی کی اور اسے اس کی ہلاکت کی خفیہ جگہوں کے متعلق بتایا اور ساتھ ساتھ اسے اس کے ملک کی کمزوریوں سے آگاہ کیا۔ اس نے پھر پیشوائی میں سلطان کی فوجوں کو اس کی طرف لانے کے متعلق بتایا۔ جب شہر کے باہر اترا تو اس کا رئیس عبداللہ بہت زیادہ طاقتور، زیادہ فوج والا اور اپنے عزائم کو بہت تیزی کے ساتھ کرنے والا تھا۔ اس کے بھائی خلف بن علی بن خلف نے پھر اسے چھوڑ کر مشائخ کی ایک جماعت کے ساتھ دوستی کی اور انہیں اس کے خلاف بھڑکایا جبکہ قاضی کو بھی اس پر شبخون مارنے میں شامل کیا۔ وہ اپنی گھات لگائے بیٹھا تھا یہاں تک کہ بیعت ہوئی، اس دوران ایک کم عقل نے خفیہ طور پر اس کے بھائی عبداللہ کے قتل کے متعلق اسے بتا دیا۔ اس نے پھر قاضی اور فوج کے متعلق ساز باز کی اور ان کے لئے رکاوٹ بن گیا۔ یوں اس نے ان کے ورے پناہ لے لی اور اپنے شہر کی ریاست میں خود مختار حکمران ہو گیا اور پھر سیرت میں ابن یملول کا مقابلہ کرنے لگا اور ساتھ ساتھ اس کے بہت سے کاموں میں بھی اس کا مقابلہ کرنے لگا۔ اسے ایسی تعریف حاصل ہوئی جو اپنی حد کو پہنچی ہوئی تھی۔ یہ یاد رہے کہ احمد بن عمر بن العابد جب سے اپنے شہر قفصہ میں خود مختار بنا تھا، وہ گمنامی کے راستے پر چل رہا تھا اور تکبر سے دور تھا۔ وہ لباس، سواری اور عدل و انصاف میں اہل خیر کے مذہب کو اپنائے ہوئے تھا اور کمی کی طرف مائل تھا۔ جب وہ بڑی عمر کا ہوا تو اس کے بیٹے محمد نے اپنے آپ کو اس پر ترجیح دے لی اور اکثر حالات میں اپنے باپ سے بھی بڑھ گیا، وہ سرمایہ دار رؤسا سے مقابلہ کرنے لگا۔ اسی دوران میں جبکہ ان رؤسا نے سلطان کے مقابلے میں خود مختاری حاصل کر لی تھی، انہوں نے بادشاہوں کے اخلاق اپنا لئے، وہ رعایا پر ظلم و ستم کرنے لگے اور انہوں نے ان پر نئے نئے ٹیکس لگائے۔ اکثر اوقات سلطان ابوالعباس نے الحضرہ میں اپنے عزائم کے تیر کو موڑتے ہوئے انہیں خاص طور پر بتایا کہ وہ مخصوص طور پر اس کی دعوت دیں جس پر انہوں نے غمزدہ ہو کر سر جھکا لئے اور اس سے خوف محسوس کرنے لگے۔ وہ پھر باہم اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا مشورہ کرنے لگے حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے الحضرۃ کی طرف جانے کی ترغیب دیا کرتے اور دور ہونے کے باوجود اس کی طرف پیغام بھیجتے تھے کہ وہ الحضرۃ کے والی کے خلاف اس کے ساتھ ہیں۔

اس کے بعد جب سلطان ابوالعباس دعوت میں اپنے آپ کو ترجیح دینے لگا تو انہیں اپنے سلسلے میں شک پڑ گیا، انہوں نے پھر سلطان کے مخالف اعراب کو جو کعوب میں سے تھے۔ اس توقع پر اموال دیئے کہ وہ ان کی مدافعت کریں گے لہٰذا ابوالليل کی اولاد ان کی مدافعت کے لئے تیار ہو گئی کیونکہ ان کے اور سلطان کے درمیان بڑی نفرت پائی جاتی تھی۔ اس کے بعد سلطان نے ان پر چڑھائی کر دی اور افریقہ کے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا جن کا خراج انہیں ملتا تھا۔ یوں اس نے ان کی طاقت کو کمزور کر دیا پھر دوسری بار اس نے بلاد جرید پر چڑھائی کی تو وہ قلعہ بند ہو گئے۔ سلطان نے پھر اپنی فوجوں اور عرب ساتھیوں کو جو اولاد مہلہل سے تھے، قفصہ کے مقابلے میں بٹھا دیا لہٰذا اس نے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ اس کا مقابلہ کیا، دوسری بار اس نے ان کے کھجور کے درختوں کو کاٹ کر ان پر زیادتی کی گویا وہ ان کی آنتوں کو کاٹ رہا ہے۔ انہوں نے پھر اپنے رہنماء سے بیزاری کا اظہار کیا اور اسے اس بات کا پتہ چل گیا تو وہ جلدی سے سلطان کے پاس آیا اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد اس نے اسے اور ان کے بیٹے کو ذوالقعدہ سنہ 80 میں گرفتار کر لیا اور شہر پر قبضہ کر لیا یوں وہ ابن العابد کے دیار پر ہر چیز سمیت قابض ہو گیا۔ اس کے غلبے کو اس کی ولایت کی مدت کی طوالت کی وجہ سے لکھا نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے بہر حال اموال کو بہت اکٹھا کیا۔ سلطان نے بعد ازاں قفصہ پر اپنے بیٹے ابوبکر کو امیر مقرر کیا اور خود توزر کی طرف چلا گیا۔ وہ پھر مرداس کے قبائل کے ہاں اترا اور ان میں مال کو تقسیم کیا، یوں وہ اس کے ساتھ الزاب کی طرف گئے اور وہ پھر بسکرہ چلا گیا جو اس کی مصیبتوں کا ٹھکانہ اور اس کے ٹھہرنے کی آخری جگہ تھی۔ وہ وہاں احمد بن یوسف بن مزنی کے پاس اترا اور اس توقع پر وہاں قیام کیا کہ سلطان اس سے اس کا مطالبہ کرے گا اور یوں ابن مزنی اسے اموال کے خسارہ سے بچائے گا لیکن وہ اسی سال میں ان کے پاس سے

جانے کے بعد فوت ہو گیا۔ انہوں نے پھر سلطان کو پیغام بھیجا لہٰذا وہ اسے راستے میں ملا، وہ پھر شہر کی طرف آ گیا اور یملول کے محلات میں اترا اور اس کے ذخیرے پر قابض ہو گیا۔ بعدازاں اہل شہر کے پاس اس کی جو امانتیں خالص ذخیرے سے تھیں، انہوں نے وہ سلطان کو دے دیں۔ اس نے پھر اپنے بیٹے المنتصر کو توزر کا حکمران مقرر کیا اور پھر خلف بن خلف کو نفطہ سے بلایا کیونکہ وہ اطاعت کرنے میں اس کے اصحاب کی مخالفت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت چھوڑ دی، یوں جب ان کا محاصرہ ہو گیا تو وہ حیران رہ گیا۔ اس نے پھر سلطان کی اطاعت اختیار کرنے میں تیزی دکھائی اور وہ اطاعت کے ساتھ اس کے پاس حاضر ہوا۔ آخرکار سلطان نے اس کے ظاہری اطاعت کرنے کو قبول کر لیا اور اس کے سدھرنے کی امید پر اسے دوسری جگہ دے دی، اس نے پھر اسے اپنے بیٹے المنتصر کی حجابت سے ہٹا دیا، اسے اس کے ساتھ توزر میں اتارا اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے نفطہ شہر پر اپنا جانشین بنائے۔ یوں اس نے اسے نفطہ کا حاکم مقرر کر دیا اور الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔ اس دوران جب ابن خلف نے اپنے معاملے میں دلیری کی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ ہلاکت کے بھنور میں پھنس گیا ہے لہٰذا اس نے توزر سے ابن یملول سے خط و کتابت کی۔ لیکن سلطان کے ساتھیوں کو اس کے اس خط کے متعلق اطلاع مل گئی جو اس نے ریاح کے شیخ یعقوب بن علی کو لکھا تھا جس میں کہ ابن یملول کو اس کی مدد کرنے کی ترغیب دی گئی تھی لہٰذا انہوں نے اسے گرفتار کرنے میں تیزی دکھائی اور نفطہ پر اس کی طرف سے حکمران مقرر کر دیا انہوں نے پھر سلطان سے بدلہ لینے کو کہا اور وہ سفر کی تیاری کرنے لگا کہ قفصہ کا واقعہ پیش آ گیا لہٰذا امیر المنتصر نے اس کے قتل میں تیزی کی۔ قفصہ کا واقعہ یہ بھی ہے کہ ابن ابی زید وہاں کے مشائخ میں سے تھا۔ وہ اور اس کا بھائی بنی العابد کے ساتھ اختلاف کی وجہ سے فتح سے قبل ہی سلطان کے پاس جاتے تھے اور وہ محمد اور احمد بن عبدالعزیز اور ابن عبداللہ بن احمد بن علی بن عبداللہ بن عمر بن ابی زید تھے۔ پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ امیر ابوزکریا اعلیٰ کے دور میں ان کے سلف کو جرید کے خراج کو اکٹھا کرنے پر مقرر کیا گیا تھا۔

یوں جب سلطان نے ملک پر قبضہ کیا تو اس نے اپنی قوم کے ساتھ مدد کرنے اور اطاعت کرنے کی وجہ سے ان دونوں کا لحاظ کیا۔ اس نے پھر قفصہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ ان دونوں کے لئے حکم دیا کہ وہ قفصہ میں رہیں۔ اس وقت اس کا بڑا سردار اس کے حاجب عبداللہ کا مددگار تھا جو ترک غلاموں میں سے تھا اور علاوہ ازیں سلطان کی اطاعت میں شہر کے امور کا منتظم تھا پھر شیطان نے اس کے دل میں خودمختاری کی بات بٹھا دی اور اس کام کے لئے وقت مقرر کرنے لگا۔ اس دوران میں امیر ابوبکر توزر میں اپنے بھائی کی ملاقات کو گیا تو اس نے اس سے پیچھے رہنے کی تدبیر کی اور کمینے لوگوں کو جمع کر لیا۔ وہ پھر انہیں قصبے کی طرف لے آیا اور عبداللہ ترکی پر حملہ کرنے کے لئے بستیوں میں دادخواہ بھیجا۔ اس نے پھر ان کے ساتھ دن کے کچھ حصے میں لڑائی کی یہاں تک کہ اسے مدد پہنچ گئی، یوں جب وہ مدد سے مضبوط ہو گیا تو انہیں حیرت نے آ لیا اور شریر اس کے اردگرد سے رفوچکر ہو کر شہر کے مکانوں میں روپوش ہو گئے۔ جلد ہی جن لوگوں کو انہوں نے خروج میں شامل کیا تھا، ان میں سے بہت سے لوگ گرفتار ہو گئے۔ جب امیر ابوبکر کو توزر میں یہ اطلاع پہنچی تو وہ جلدی سے اپنی جگہ پر آیا لیکن اس کے دل کو سکون تھا۔ اس نے پھر جن لوگوں کو اس کے حاجب نے گرفتار کیا تھا، ان سب کو قتل کر دیا اور لوگوں میں ابن ابی زید سے برأت کا اعلان کر دیا، جس کے بعد لوگوں نے بھی اس سے برأت کا اظہار کیا۔ اس دوران پہریداروں کو اطلاع ملی کہ وہ اور اس کا بھائی دونوں عورتوں کے کپڑوں میں شہر کے دروازے سے باہر جا رہے ہیں تو وہ انہیں پکڑ کر اس کے پاس لے آئے۔ اس نے پھر انہیں مثلہ کرنے کے بعد قتل کر دیا، یوں سلطان جرید میں خودمختار حاکم بن گیا اور وہاں سے بدی کے آثار مٹ گئے۔

اس وقت الحامہ کا شہر قصطیلہ کی عملداری میں شامل تھا اور حامہ قابس کے نام سے معروف تھا۔ حامہ عطماطہ کی نسبت اس کے باشندوں کی طرف تھی جو بربری تھے، کہتے ہیں کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے اس شہر کی حدبندی کی تھی۔ اب تک اس میں توجر اور بنی ورتاجن کے تین قبیلے پائے جاتے ہیں جو کہ عصبیت کے لحاظ سے دو گروہ ہیں یعنی اولاد یوسف اور اولاد دحیاف۔ اولاد یوسف کی امارت اولاد ابومنیع میں ہے جبکہ اولاد دحیاف کی امارت اولاد وشاح میں ہے لیکن مجھے یہ پتہ نہیں کہ ان کے دو گروہ کیوں بنے ہیں۔ ابومنیع کے قوم میں سردار ہونے کے متعلق یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ ان کے دادا رجاء بن یوسف کے تین فرزند تھے: بوشاک، ابومحمد اور ملالہ۔ اس کے بعد اس کی امارت اس کے بیٹے بوشاک پھر اس کے بعد ابومنیع پھر اس کے بیٹے محمد بن حسن پھر اس کے بعد بھائی موسیٰ بن حسن پھر ان دونوں کے بھائی ابوعنان کے پاس تھی یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جس کا ہم ذکر کریں گے۔ اولاد دحیاف کی امارت ابتداء میں محمد بن احمد بن وشاح کے پاس تھی جبکہ اس سے پہلے اس کا ماموں قاضی محمد بن کلمی حکمران

تھا۔ الحضرۃ سے باری باری ان کے پاس عمال آتے تھے یہاں تک کہ سلطان نے ان کے تمام ٹیکس اور خراج ساقط کر دیئے۔ یہ یاد رہے کہ سلطان ابوبکر کی حکومت کے آغاز میں ان کا سردار ابو منیع کی اولاد میں سے موسیٰ بن حسن تھا جبکہ سلطان کا بیٹا المدیونی ان کا حکمران تھا۔ اسے ایک روز ان کے متعلق شک گزرا تو انہوں نے خروج کرنا چاہا لہٰذا سلطان کے پاس اس بارے میں خفیہ رپورٹ ہوئی تو اس نے خود آ کر لڑائی کی تو یہ بھاگ گئے۔ پھر یوسف کی اولاد میں سے سات آدمی پکڑے گئے۔ جنہیں قتل کر دیا گیا، اس کے بعد امیر واپس آ گیا اور موسیٰ بن حسن کو حکمران بنایا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بھائی ابو عنان حاکم بنا جس کی ولایت کا دور دیر تک قائم رہا، وہ بہت اچھا اور شریف آدمی تھا۔ اس کی وفات سنہ 42 میں ہوئی۔ اس کے بعد اس کا دوسرا فرزند ابوزیان حکمران بنا پھر ان دونوں کے بعد ان کا عم زاد مولاھم بن محمد والی بنا۔ بعد ازاں وہ اہل جرید کے ایک وفد کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے پاس گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، وہ پھر فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کے عم زادوں میں سے حسان بن ہجرس والی بنا۔ اس کے بعد اولاد دجاف میں سے محمد بن احمد بن وشاح نے اس پر چڑھائی کر کے اسے معزول کر دیا۔ اس نے پھر سنہ 78 تک حکمرانی کی لہٰذا الحامہ میں اس پر حملہ کیا گیا اور انہوں نے عمر بن کلبی العاص کو قتل کر دیا۔ بعد ازاں حسان بن ہجرس کو ان کا حکمران مقرر کیا گیا پھر یوسف نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر دیا، یہ یوسف بن عبدالملک بن حجاج بن یوسف بن وشاح تھا جو عامل بجایہ کو بلاتا اور المصدوقیہ اور غلبے اور قبضے کے متعلق دھوکہ دیتا تھا۔ اس نے پھر اسے سب طرف سے گھیر لیا۔ مجھے ان کے بعض نسابوں نے بتایا ہے کہ الحامہ کے باشندوں کے مشائخ بنی بوشاک اور پھر بنی تامل میں ہیں جو بوشاک میں سے اور حامل ان کا سردار تھا۔ جبکہ وشاح، تامل کے لڑکوں میں سے ہے اور ان کے دو گروہ ہیں یعنی بنو حسن اور بنو یوسف اور حسان بن ہجرس اور مولاھم اور عمر ابو علان، یہ سب کے سب بنو حسن میں سے ہیں جبکہ محمد بن احمد بن وشاح بنی یوسف میں سے ہے، یہ بات پہلی بات کے خلاف ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ہی ان کے بارے میں صحیح بات کو جانتا ہے۔ وہ نفرادہ اور قصطیلہ کے نواح میں اس دور میں توزر کی طرف منسوب ہوتے تھے اور یہ بہت سی بستیاں ہیں۔ ان کے اور توزر کے مابین قبیلے کی طرف خطرناک مگرمچھ پائے جاتے ہیں جو حد درجہ ظالم ہیں، ان کے لئے لکڑی کے نشانات لگائے گئے ہیں جن کے ذریعہ مسافروں کو راستہ معلوم ہوتا ہے۔ بسا اوقات وہ بھول جاتا ہے تو مگرمچھ اسے نگل جاتے ہیں۔ ان بستیوں میں ایک قوم رہتی ہے جو کہ بربری نفرادہ کا بقایا ہے اور جو اپنے جمہور کے خاتمے کے بعد وہاں باقی رہ گئے تھے۔ اس کے بعد وہ عرب، بربریوں کے دیگر بطون کے ساتھ مل جل گئے اور ان کے ساتھ فرنجی معاہد بھی تھے جو سردانیہ کی طرف منسوب ہوتے تھے اور جنہوں نے امان اور جزیہ پر وہاں رہائش اختیار کی تھی۔ آج بھی وہاں ان کی اولاد موجود ہے۔ ان کے پاس پھر شرید کے اعراب اور بنی سلیم کے زعب آئے، یہ سب لڑائی سے معذور تھے لہٰذا انہوں نے وہاں جنگلات اور پانیوں پر قبضہ کر لیا اور نفرادہ بکثرت ہو گئے۔ وہی اس زمانے میں وہاں کے عام باشندے ہیں۔ ان نفرادہ کے صدر دفتر میں کوئی سرداری نہیں کیونکہ یہ لوگ عموماً توزر کے نواح میں واپس چلے جاتے ہیں۔ ان کی سرداری کا یہ حال ان کے ان متقدمین کا ہے جو حفصی حکومت میں بلاد جرید میں رہتے تھے، ہم نے ان کے حالات کو اس حکومت میں بیان کیا ہے کیونکہ وہ اس سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے والیوں اور موالیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

بنی مکی کی روداد

یہ قابس افریقہ کی سرحدوں اور اس کی عملداریوں میں شامل تھا۔ اس کے حکمران اغالبہ اور عبیدیوں کے دور میں قیروان سے آتے تھے جبکہ فتح کے زمانے سے منہاجہ حکمران ہوتے تھے۔ جب ہلالی افریقہ میں آئے اور اس کے حالات خراب ہوئے تو منہاجہ الطوائف کی حکومت جو قابس میں تھی، تقسیم ہو گئی۔ اس کے بعد منہاجہ المعز بن محمد منہاجی سے یونس بن یحییٰ صنبری نے جو مرداس ریاح سے تھا، امارت لے کر اپنے بھائی ابراہیم کو دے دی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا پھر اس کا بھائی قاضی بن ابراہیم حکمران بنا پھر اہل قابس نے اس سے لڑائی کی تو انہوں نے اسے تمیم بن المعز بن بادیس کے زمانے میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے عمر بن المعز بن بادیس کی بیعت کر لی جو اپنے بھائی کا مخالف تھا، یہ سنہ 489 کا واقعہ ہے۔ بعد ازاں اس کے بھائی تمیم نے قابس پر قبضہ کر لیا جو کہ عربوں سے محبت کرتا تھا۔ قابس اور اس کے نواح اس وقت زغبہ کے حصے میں تھے جو ہلالی عربوں میں سے تھے پھر وہاں ان پر ریاح نے غلبہ پا لیا۔ بعد ازاں بنی دھمان میں سے دکن بن کامل بن جامع اور اس کا بھائی مارغ وہاں آیا اور یہ

دونوں معاً بنی علی میں سے تھے جو ریاح کا ایک بطن ہے لہٰذا اس نے وہاں پر اپنی قوم بنی جامع کے لئے ایک حکومت بنائی اور اپنے بیٹوں کو اس کا وارث بنایا یہاں تک کہ موحدین نے افریقہ پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد عبدالمومن نے قابس کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں تو مدافع بن رشید وہاں بھاگ گیا اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اس نے اسے اپنی حکومت میں شامل کرلیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ یوں بنی جامع کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور قابس اور اس کے علاقے موحدین کے لئے ہوگئے۔ افریقہ کے حکمران جو سرداروں میں سے ہوتے تھے، اس پر موحدین کو والی بناتے تھے یہاں تک کہ بنی غانیہ اور قراقش، طرابلس اور قابس اور اس کے نواحی علاقوں پر غالب آ گئے، ہم نے ان کے حالات میں اس بات کا ذکر کیا۔ بعدازاں موحدین نے یحییٰ بن غانیہ کو اس پر غالب کر دیا اور انہوں نے اپنے عمال کو وہاں اتارا۔ جب شیخ ابی محمد عبدالواحد کی موت کے بعد بنو ابی حفص سے دوسری مرتبہ افریقہ کی طرف بلایا اور عاقل نے افریقہ پر اپنے فرزند ابو محمد عبداللہ کو حکمران مقرر کیا تو اس کے ہمراہ قابس پر امیر ابوزکریا کے لئے اپنے بھائی کو مقرر کیا، یوں وہ وہاں کا حکمران بن گیا پھر اس نے خودمختار بن کر، اپنے بھائی کو ہٹا کر اور بنی عبدالمومن کی اطاعت کر کے جو کچھ کہا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ اس دور میں قابس کی رشتے داری اس کے ایک گھرانے میں تھی اور وہ بنو مسلم کا گھرانہ تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ ان کا نسب کس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ بہرحال بنو مکی کا نسب، لواتہ میں ہے اور وہ مکی بن قرح بن زیاد کے اللہ بن ابی الحسن بن محمد بن محمد بن زیادۃ اللہ بن الحسین اللواتی ہے۔ یہ بنو مکی امیر ابوزکریا کے اچھے دوست تھے، جب اس نے خودمختار بننے کا عزم کیا تو ابوالقاسم عثمان بن ابی القاسم بن مکی آیا اور لوگوں سے اس کی بیعت لینے کا متولی بن گیا، اس نے اس وجہ سے اور اس کی قوم کو مولیٰ ابی زکریا کے ہاں ایک مقام حاصل تھا، اس نے پھر اس بات کی وجہ سے ان کے مراتب کو بلند کیا اور ان کا لحاظ رکھا۔ بعدازاں بنو سلیم نے شہر کی سرداری میں، کینہ رکھنے کے باعث اپنے ہمسروں کو ابن غانیہ کی طرف بھیج دیا لہٰذا اس نے اپنے مال سے ان کے کینوں کو ختم کر دیا اور وہ پھر اپنے شہر کی شوریٰ میں آزاد ہو گئے۔ بعدازاں وہ مولیٰ ابوزکریا اول اور اس کے بیٹے المنتصر کے زمانے میں اسی حالت پر قائم رہے پھر وہ واقعہ ہوا جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں، وہ یہ کہ واثق بن المستنصر اور اس کے بیٹے اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے ہاتھوں قتل ہو گئے اور یہ کام داعی بن ابی عمارہ کے حکم سے ہوا جس نے کسی طرح اپنے غلام نصیر کی تدبیر سے فضل بن مخلوع کے ذریعہ لوگوں پر یہ بات مشتبہ کر دی، اس نے پھر تدبیر سے ان کے قاتل سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ کیا تو اس کی تدبیر مکمل ہو گئی، وہ یوں کہ جب نصیر نے اپنی حقیقت کو واضح کیا تو عرب اس کی بیعت کو چل پڑے، اس نے پھر سب سے پہلے قابس کے اس زمانے کے رئیس کو مخاطب کیا جو بنی مکی میں سے تھا اور جس کا نام عبدالملک بن عثمان بن مکی تھا۔ اس نے اس کی اطاعت کرنے میں تیزی دکھائی اور لوگوں کو بھی اس کی اطاعت پر آمادہ کیا، اس بات کی وجہ سے اسے حکومت میں بڑا رسوخ حاصل ہوگیا۔ جب داعی بن ابی عمارہ نے سنہ 81 میں تخت خلافت پر ایک جسم کو ڈال دیا تو اس نے الحضرۃ میں خراج جمع کرنے کا کام اسے سپرد کیا اور بیت المال سے اسے بہت سے عطیات دیئے۔ اس نے پھر اس کے روزینہ میں اضافہ کر دیا اور محل سے اس کے پاس لونڈیاں ھدیۃً بھیجنے کے بعد اسے الحضرۃ میں حکمرانی کرنے، معزول کرنے، ٹیکس عائد کرنے اور حساب کے کام میں خودمختار بنا دیا۔ جب داعی مر گیا اور خلافت کے قدم جم گئے جیسا کہ سنہ 83 کے حالات میں ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں۔ بعدازاں عبدالحق بن مکی حکومت کی ہوا اکھڑنے کے بعد اپنے شہر میں چلا گیا اور وہاں جا کر محفوظ ہوگیا۔ یوں وہ پھر اس کی اطاعت میں کمزوری دکھانے لگا۔ اس نے پھر اہل حکومت کو خلیفہ کے واسطے دعا کرنے کے لئے اپنے منابر پر بھیجا پھر سنہ 93 میں اس نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی۔ اس نے پھر اپنی اطاعت حاکم سرحدات مولیٰ ابوزکریا اوسط کو بھیجی جس کا بیٹا احمد، جو ولی عہد تھا سنہ 97 میں فوت ہوگیا۔ اس کے بعد وہ خود بھی ساتویں صدی کے شروع میں فوت ہوگیا، یوں پھر اس کا پوتا اس کی اولاد میں سے حکومت کے لئے پیچھے رہ گیا۔ اس کے عمزاد یوسف بن حسن نے اس کی کفالت کی پھر اس نے خودمختار بن کر اپنی حکومت سنبھال لی یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہوگیا اور اسے احمد بن لیدان کی کفالت میں پیچھے چھوڑ گیا جو اہل قابس، اصبہان اور بنی مکی کے خاندانوں میں سے تھا۔ یوسف کے مرنے سے ان کا کام مکمل ہوگیا لہٰذا سلطان نے اب لحیانی کو الحضرۃ کی طرف بھیجا، انہوں نے وہاں کئی دن تک قیام کیا، اس نے پھر اپنی تونس سے علیحدگی اور قابس کی جانب روانگی کے دور میں انہیں ان کے شہر میں واپس بھیج دیا۔ اس دوران میں مکی فوت ہوگیا، وہ اپنے پیچھے دو نوجوان بچے عبدالملک اور احمد چھوڑ گیا لہٰذا ابن نے ان کی کفالت کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو کر ادھیڑ عمر کے ہو گئے۔ ان دونوں کو حکومت اور علاقے کے معاملات میں دخل اندازی کی رکاوٹ تھی، ان کا اصل کام اپنے والد کی طرح بصرف خلیفہ

کے لئے دعا کرتا تھا، کیونکہ ان کے علاقے سے حکومت کا سایہ سمٹ چکا تھا۔ اس کے بعد سلطان ملک کے دفاع، ان کی فوجوں کو غربی سرحدوں سے ہٹانے اور اپنے اقرباء کو الحضر [redacted] سے جلاوطن کرنے میں مشغول رہا۔ جب سلطان ابو یحییٰ اللحیانی مصر میں فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا عبدالواحد مغرب کی طرف حکومت کے اسباب تلاش کرتا ہوا واپس آ گیا اور ان کے صحن میں اترا کیونکہ اس کے باپ کے ان پر احسانات تھے لہٰذا انہوں نے اس عہد کو یاد کیا اور حق کو واجب کیا، انہوں نے پھر ان کے بڑے سردار عبدالملک کی بیعت اس کے حکم سے کر لی اور لوگوں کو بھی اس کی اطاعت کی دعوت دی۔
جب سلطان ابو یحییٰ سنہ 33 میں سرحدوں کی حفاظت کے لئے گیا تو اس نے اس کی مخالفت کی جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ وہ پھر الحضر ہ میں آیا اور نصف ماہ تک وہاں رہا۔ جب سلطان کو ان کے متعلق خبر ملی تو وہ واپس آ گیا جس پر وہ قابس میں اپنی جگہ کی طرف بھاگ گئے۔ اس وقت حکومت انہیں ترچھی نظروں سے دیکھ رہی تھی اور ان پر گردش کی منتظر تھی یہاں تک کہ سلطان تلمسان پر غالب آ گیا اور آل فنا ہو گئی، یوں حکومت کو ان سے فراغت حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد عمر نے صفاقس کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے حاصل کر لیا اور وہ سنہ 57 میں اس پر متغلب ہو گیا۔ جب سلطان ابو عنان فوت ہو گیا تو ابن تافراکین الحضر ہ پر غالب آ گیا تھا، اس کا سینہ ان دونوں کی عداوت سے بھرا ہوا تھا لہٰذا اس نے ان دونوں کو بر و بحر واپس کر دیا یہاں تک کہ سنہ 64 میں جزیرہ جربہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ اس نے ان دونوں پر اپنے فرزند محمد کو امیر مقرر کر دیا۔ اس نے پھر وہاں اپنے کاتب محمد بن ابوالقاسم بن ابی العیون کو جو حکومت کا پروردہ تھا، اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اس دوران احمد بن مکی، حاجب بن تافراکین کی موت کے سائے ہی میں الحضر ۃ میں یوں فوت ہو گیا گویا ان دونوں نے مرنے کے لئے ایک ہی وقت مقرر کیا ہوا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمان کو اپنے غلام ظافر علج کی کفالت میں پیچھے چھوڑا لیکن ظافر اس کی موت کے بعد جلد ہی فوت ہو گیا۔ یوں عبدالرحمان طرابلس میں خود مختار حکمران بن گیا۔ اس نے پھر بری سیرت اختیار کر لی یہاں تک کہ ابوبکر بن محمد بن ثابت نے اپنے طاقتور بحری بیڑے کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جیسا کہ ہم سنہ 72 کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔ وہ پھر اس پر بربریوں اور عرب ہم وطنوں کو چڑھا لایا لہٰذا اہل شہر نے اس کے خلاف خروج کر دیا اور اس پر چڑھائی کر دی ابوبکر نے اس پر حملہ کرنے میں تیزی دکھائی اور انہوں نے پھر اسے امرائے ذناب میں سے ایک امیر کے سپرد کر دیا، اس نے اسے پناہ دی یہاں تک کہ اس نے اسے اس کے مامن میں پہنچا دیا جو اس کی فرودگاہ اور قابس میں اس کے چچا کی رعیت میں تھا اس کے بعد وہ وہیں سنہ 79 میں فوت ہو گیا جبکہ عبدالملک مسلسل سنہ 81 تک قابس پر حکمران رہا، اس کا بیٹا یحییٰ اس کی وزارت پر مخصوص رہا جبکہ اس کا پوتا عبدالوہاب اس کے بیٹے مکی کا معاون رہا۔ ان کے احوال پھر پلٹ گئے اور ان کے ہاتھ سے وہ عملداریاں بھی جاتی رہیں جو اس کے بھائی احمد کے زمانے میں ان کے پاس تھیں جیسے طرابلس، جزیرہ، جربہ اور صفاقس اور اس قسم کی دیگر عملداریاں۔ حتیٰ کہ تخت بھی جاتا رہا جو صرف اس کے بھائی کے لئے مخصوص تھا اور یمن صرف اس کے حملے کے قرب کی وجہ سے قائم تھا۔ ان دونوں کی سیرت عدل کرنا تھی اور ان میں سے ہر ایک اپنے اہل مصر کے مابین فقیہ کہلاتا تھا کیونکہ وہ مذاہب خیر میں دلچسپی رکھتے تھے۔ احمد کو تو ادب سے بھی شغف تھا اور بہت اچھے اشعار کہتا تھا۔ اسے خوش الحانی سے پڑھنے اور بلاغت میں بھی حصہ حاصل تھا۔ وہ اہل مشرق کی طرف حروف کی اشکال اور اوضاع بناتا تھا۔ اس کے بھائی عبدالملک کو بھی مختلف علوم میں بہرہ حاصل تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے زمانے کے نقادوں میں شامل تھا۔ جب سلطان ابوالعباس نے افریقہ کے شہروں کو اپنی سلطنت میں شامل کیا اور اپنی قوم کو دعوت حفصی دینے میں مخصوص ہو گیا تو اہل جرید کو اس سے ڈر لگنے لگا، وہ پھر امتناع کے متعلق اس سے معاوضہ کرنے آئے تو اس نے انہیں اس میں داخل کر لیا، انہوں نے پھر افریقہ میں صاحب تلمسان کو ترغیب دینے کی طرف اشارہ کیا تو وہ ان سے عاجز آ گیا۔ جب انہوں نے اس کے ساتھ ضد کی تو وہ اپنی عداوت سے باز آ گیا۔ اس دوران میں مولانا سلطان نے جرید کی طرف حملہ کر دیا اور نفطہ قفصہ اور توزر پر قبضہ کر لیا لہٰذا ابن مکی نے استقامت کے لئے اشتباہ پیدا کرنے میں تیزی دکھائی اور اسے اپنی اطاعت کا پیغام بھیج دیا۔ اس کے بعد وہ الحضر ہ کی طرف واپس آ گیا اور پھر المصدوقہ سے واپس آ گیا۔ بعدازاں اہل شہر انہیں حیلے بہانے سے سلطان کے پاس لے گئے تو اس نے چند کو پکڑ لیا اور دوسرے چلے گئے۔ اس دوران بنو احمد نے جو ذناب میں سے اس کے نواح میں رہتے تھے، اس کے خلاف خروج کر دیا لہٰذا انہوں نے اس سے لڑائی کی اور قفصہ میں امیر اکبر کو اطلاع دی کہ وہ فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کرے۔ اس نے پھر ان کی طرف فوج بھیجی اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھا کر بنی علی کے بعض عرب پڑاؤ پر شبخون مارنے میں شامل ہو گئے، اس نے اس کام کے لئے ان پر بہت مال خرچ کیا لہٰذا انہوں

نے اس پر شبخون مارا اور وہ پھر چلا گیا۔ جب سلطان کو اس امر کی اطلاع پہنچی تو وہ الحضرۃ سے سنہ 81 میں نکلا اور قیروان میں اترا۔ یوں دونوں فریق مل گئے، اس نے پھر اپنے ایلچیوں کو معذرت کے لئے بھیجا تو ابن مکی نے اطاعت کے ساتھ انہیں واپس کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کجاووں کو اٹھایا اور عرب قبائل میں جا اترا لہٰذا سلطان جلدی سے اس کی طرف گیا اور اس کے محلات پر قابض ہو گیا۔ جلد ہی اہل بلد نے اس کی بیعت کر لی، اس نے پھر اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو ان پر حکمران مقرر کیا اور خود تونس کی طرف واپس لوٹ آیا۔ عبدالملک تھوڑے دنوں بعد عرب قبائل کے درمیان فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالرحمان اور اس کا بھتیجا احمد جو اپنے باپ کے بعد طرابلس کا والی تھا، وہ بھی فوت ہو گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا یحییٰ اور اس کا پوتا عبدالوہاب طرابلس چلے گئے تو ابن ثابت نے انہیں اپنے شہر میں اترنے سے روک دیا کیونکہ وہ سلطان کی اطاعت سے وابستہ تھا لہٰذا وہ بلاد ذتاب میں سے زنزور میں اترے جو اس کے مضافات میں تھا۔ وہ پھر وہیں قیام پذیر ہو گئے اور شرقی نواح سلطان کی اطاعت پر قائم رہے بعد ازاں اس کی دعوت میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد یحییٰ بن عبدالملک اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف گیا اور عبدالوہاب جبال میں برانس کے قبائل میں رہتا رہا۔ جس حکمران کو سلطان نے قابس میں چھوڑا تھا اس کا وہاں کے باشندوں پر برا اثر پڑا تو اس کی جماعت نے عبدالوہاب کے ساتھ اس بارے میں ساز باز کی۔ وہ پھر البلد کی طرف آیا اور اس پر شبخون مارا۔ انہوں نے پھر حکمران پر حملہ کر کے اسے سنہ 83 میں قتل کر دیا، اس طرح عبدالوہاب نے قابس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس کا بھائی یحییٰ اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد مشرق سے آیا تو اس نے اس کی حکومت حاصل کرنے کے لئے کئی بار اس پر حملہ کیا۔ آخر اس نے اس کی مشکیں باندھ دیں اور اسے اس کے پاس بھیج دیا۔ جس نے اسے قصر العدد میں قید کر دیا وہ کئی سال قید خانے میں مقیم رہا پھر وہاں سے بھاگ گیا اور الحامہ کے والی ابن وشاح سے مدد طلب کرتا ہوا الحامہ چلا گیا جو قابس سے ایک دن کے فاصلے پر ہے۔ اس نے پھر اس کی مدد کی اور وہ مسلسل قابس کے نواح پر حملے کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے پھر اپنے بھائی مکی کے بیٹے عبدالوہاب کو گرفتار کر لیا اور سنہ 790 میں اسے قتل کر دیا۔ وہ وہاں سنہ 796 تک وہاں خود مختار حکمران رہا۔ اس کے بعد عمر بن سلطان ابوالعباس کو اس کے باپ نے طرابلس کے محاصرے کے لئے بھیجا تو ان لوگوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ یہاں تک کہ اس کے باشندوں نے اطاعت اختیار کر لی اور اسے ٹیکس ادا کیے۔ اس کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا۔ اس نے پھر اسے صفاقس اور اس کے نواح کا حکمران بنا دیا اور وہ وہاں خود مختار والی ہو گیا۔ اس نے پھر الحامہ کے باشندوں کو قابس کی سلطنت میں شامل کر دیا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا، وہ پھر اس کے ساتھ چل پڑے لہٰذا اس نے اس پر شبخون مارا اور اس میں داخل ہو گیا۔ اس نے پھر یحییٰ بن عبدالملک کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور یوں قابس سے ابن مکی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

وللہ الامر من قبل ومن بعد وھو خیر الوارثین

حصہ دوازدہم

350ھ سے 800ھ کے درمیان

دنیائے عرب میں پائے جانے والے مختلف قبائل

اوران کے حکمرانوں کے حالات

باب:۱

بربری قبیلوں میں سے زناتہ قوم اور اس کی سرکردہ شاخوں کا بیان اور ان کی وقتاً فوقتاً قائم ہونے والی قدیم وجدید حکومتوں کے حالات

آج بھی زناتہ المغرب کی ایک معزز اور اثر ورسوخ رکھنے والی قوم ہے۔ یہ لوگ خیموں میں بودوباش رکھتے، گھوڑوں اور اونٹوں پر سواری کرتے، زمین پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور صحرائی سفر سے مانوس ہوتے ہیں اور بستیوں سے سواریاں لانے اور لے جانے سے روزی کماتے ہیں، خادم پیشہ لوگوں کی اطاعت کو عار سمجھتے ہیں۔ گویا ابھی تک ان عادات پر قائم ہیں جو ہمیشہ عربوں کا شعار رہی ہیں۔ بربری قبائل کے درمیان ان کا طرۂ امتیاز وہ عجمی زبان ہے جس کے ذریعے وہ بات چیت کرتے ہیں۔ ان کی زبان دیگر بربری زبانوں سے اور ان کے مواطن افریقہ اور مغرب کے دیگر بربری مواطن سے ممتاز ومعروف ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ غدامس اور سوسِ اقصیٰ کے درمیان بلادِ نخیل میں آباد ہیں حتیٰ کہ ان صحرائی بے گیاہ بستیوں میں رہنے والے بھی انہی سے تعلق رکھتے ہیں جن کا تذکرہ ہم آگے چل کر کریں گے۔

ان میں سے ایک قوم طرابلس کے پہاڑوں اور مغرب کے نواح میں رہتی ہے۔ اور ان کے باقی بھائی بند اس زمانے میں جبل اور آس پاس کے ہلالی عربوں کے ساتھ سکونت پذیر ہیں اور انہی کی حکومت کے اطاعت گزار ہیں۔ ان کی اکثریت مغرب اوسط میں رہتی ہے چنانچہ وہ انہی لوگوں کی نسبت سے معروف ہے یعنی اسے زناتہ کا وطن کہا جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ قبیل لوگ مغرب اقصیٰ میں رہتے ہیں جو اس زمانے میں مغربین میں صاحب حکومت ہیں اور قدیم زمانے میں یہاں ان کی کچھ اور حکومتیں بھی قائم تھیں گویا حکومت ہمیشہ انہی قبائل میں باری باری آتی رہی جیسا کہ ہم ان میں سے ہر قبیلے کے حالات بیان کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب:۲

زناتہ کی نسبی تحقیق اور ان کے اختلاف، تعداد اور احوال کا بیان

بربری قبائل کے درمیان ان کے حسب نسب کے متعلق نسابوں کے درمیان اس امر پر اتفاق ہے کہ وہ شانا کی اولاد میں سے ہیں۔ شانا کے سلسلے میں ابو محمد بن حزم نے کتاب ''الجمہرہ'' میں لکھا ہے کہ ایک روایت کے مطابق وہ جانا بن یحییٰ بن صولات بن ورماک بن ضری بن رحیک بن مادغیس بن بربر ہے۔

اسی طرح وہ کتاب الجمہرہ میں یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس یوسف الوراق نے ایوب بن ابی یزید سے، جب وہ ناصر کے دور حکومت میں اپنے انقلابی باپ کی طرف سے قرطبہ آیا تھا، بیان کیا کہ وہ جانا بن یحییٰ بن صولات بن ورماک بن ضری بن مقبو بن قردال بن یملا بن

مادغیس بن رحیک بن ھمرحق بن کراد بن مازیغ بن ہراک بن ہرک بن برا ابن بربر بن کنعان بن حام ہے۔ ابن حزم کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مادغیس، بربر سے کوئی قریبی نسبت نہیں رکھتا اور اس سے پیشتر ہم اس کے متعلق پائے جانے والے اختلاف کو بیان کر چکے ہیں۔ لہٰذا اس بارے میں جو کچھ منقول ہے، یہ اس سے صحیح تر ہے کیونکہ ابن حزم ثقہ ہے اور کوئی دوسرا اس کی برابری نہیں کر سکتا۔

قوم زناتہ کے عظیم شخص ابن ابی زید سے جو کچھ منقول ہے اس کی بنا پر بربری قبائل کو فقط برنس کی نسل سے قرار دیا جاسکتا ہے۔ البتہ البتراء وہ لوگ ہیں جو مادغیس الابترؒ کے بیٹے ہیں اور یہ بربریوں میں سے نہیں۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ زناتہ قبائل انہی میں سے ہیں اور یہ بربریوں کے بھائی بند ہیں کیونکہ یہ سب کنعان بن حام کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسا کہ ان کے نسب سے ظاہر ہوتا ہے۔

زناتہ کی نسبی تحقیق

ابو محمد بن قتیبہ سے اس قوم کے نسب کے بارے میں منقول ہے کہ زناتہ، جالوت کی اولاد میں سے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ زناتہ کا نسب جانا بن یحییٰ بن ضریس بن جالوت سے ہے اور جالوت کا نسب ونور بن جربیل بن جدیلان بن جالد بن دیلان بن حصی بن یاد بن رحیک بن مادغیس الابز بن قیس بن عیلان سے ہے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ ان کا تعلق جالوت بن جالود بن برونال بن قحطان بن فارس سے ہے اور فارس مشہور آدمی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ جالوت بن برونال بن بالود بن دیال بن برنس بن سفک کی اولاد ہیں اور سفک تمام بربری قبائل کا باپ ہے۔

مقامی نسّابوں کی رائے

خود زناتہ کے نسابوں کا کہنا ہے کہ قوم زناتہ حمیر سے تعلق رکھتی ہے اور پھر ان میں سے کچھ لوگ تبابعہ میں سے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ لوگ عمالقہ میں سے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ جالوت، عمالقہ میں سے ان کا جدّ امجد ہے اور ان کے بارے میں سچ بات وہی ہے جو سب سے پہلے ابو محمد بن حزم نے بیان کی ہے، اور جو کچھ بعد میں بیان کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔

پہلی روایت جسے ابو محمد بن قتیبہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے، خاصی بدلی ہوئی ہے یعنی اس میں کتر بیونت اور کمی بیشی کی جا چکی ہے۔ اس کے مطابق مادغیس کا نسب قیس بن عیلان تک بیان کیا گیا ہے۔ نیز کتاب البربر کے شروع میں ان کے انساب کا تذکرہ ہے جس کا پہلے بیان ہو چکا ہے، اور نسابوں کے ہاں قیس کے بیٹے مشہور و معروف ہیں۔

جالوت کا نسب، جسے قیس تک بیان کیا گیا ہے، ایک دور از قیاس بات ہے۔ اس کی شہادت اس امر سے بھی ملتی ہے کہ معد بن عدنان خامس، قیس کے آباؤ اجداد میں سے ہے جو بخت نصر کا ہم عصر تھا۔ جیسا کہ ہم نے کتاب کے شروع میں ذکر کیا ہے۔

بخت نصر کا بیان

جب بخت نصر، عربوں پر غالب آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی ارمیا کی طرف وحی کی کہ وہ معد کو رہائی دلائے اور اسے اپنے علاقے میں لے جائے۔ بخت نصر، حضرت داؤد علیہ السلام کے تقریباً چار سو پچاس سال بعد ہوا ہے۔ اس نے بیت المقدس کو حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تعمیر کرنے کے بعد اتنی ہی مدت میں تباہ و برباد کر دیا تھا۔

پس معدّ، اتنی ہی مدت حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ہوا ہے اور اس کا بیٹا قیس خامس، حضرت داؤد علیہ السلام سے اس سے بھی زیادہ مدت کے بعد ہوا ہے، اور جالوت جسے قیس کے بیٹوں میں سے بیان کیا گیا ہے، وہ اس سے بھی دگنے زمانے میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ہوا ہے۔ لہٰذا یہ بات کیسے درست ہو سکتی ہے حالانکہ نصِ قرآنی کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام نے ہی جالوت کو قتل کیا تھا۔

بربری قبائل میں جالوت کی شمولیت

اب رہی بات جالوت کو بربری قبیلوں کے نسب میں شامل کرنے کی کہ وہ مادغیس یا سفک کی اولاد میں سے ہے تو یہ غلط بات ہے۔ اسی طرح

جن لوگوں نے اسے عمالقہ کی طرف منسوب کیا ہے، وہ بھی غلطی پر ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ جالوت بنی فلسطین بن کسلوحیم بن مصرایم بن حام میں سے ہے جو حام بن نوح کا ایک قبیلہ ہے اور یہ لوگ قبط، بربر، حبشہ اور نوبہ کے ہم قبیل ہیں جیسا کہ ہم نے حام کے بیٹوں کے نسب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

بنی اسرائیل اور بنی فلسطین کی دشمنی

بنی فلسطین اور بنی اسرائیل میں بہت سی جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ شام کے علاقے میں ان کے بہت سے بربری بھائی بند تھے اور کنعان کی دیگر اولاد بھی کثرت سے میں ان کے مشابہ تھی۔ اس زمانے میں فلسطینی اور کنعانی قوم اور ان کے قبائل ہلاک ہو گئے اور بربری قبائل کے سوا کوئی باقی نہ بچا البتہ فلسطین کا نام ان کے اس وطن سے مخصوص ہو گیا اور جالوت کے ذکر کے ساتھ بربری قبیلوں کا نام سننے والے نے خیال کر لیا کہ جالوت ان میں سے تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

مقامی نسابوں کے مطابق زناتہ اور حمیر کی قرابت داری

زناتہ کے نسابوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ حمیر سے تعلق رکھتے ہیں لیکن دو حافظوں یعنی ابو عمرو بن عبدالبر اور ابو محمد بن حزم نے اس کا انکار کیا ہے، ان دونوں کا کہنا ہے کہ بلادِ بربر کی طرف حمیر کے آنے کا ذکر صرف مؤرخین یمن کی من گھڑت روایات میں پایا جاتا ہے۔ مورخینِ زناتہ کو بربری نسب سے ترفع حاصل کرنے کے جذبے نے ہی حمیر کی طرف منسوب ہونے پر آمادہ کیا ہے کیونکہ وہ اس زمانے میں خراج اکٹھا کرنے کے لیے ان کے خادم بلکہ غلام بنے ہوئے تھے، حالانکہ یہ ایک وہم ہے جب کہ بربری قبائل میں ایسے لوگ بھی تھے جو عصبیت میں زناتہ کے مدمقابل تھے یا ان سے بھی زیادہ سخت تھے جیسے کہ ہوارہ اور مکناسہ ہیں۔ پھر ان میں ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے عربوں کی حکومت پر قبضہ کر لیا تھا جیسے کتامہ اور منہاجہ۔ نیز وہ بھی تھے جنہوں نے منہاجہ کے ہاتھوں سے ایک مدت تک حکومت چھین لی تھی جیسے کہ مصامدہ ہیں۔ یہ سب قبائل زناتہ سے بہت زیادہ طاقت ور اور زیادہ جمعیت والے تھے۔ جب یہ لوگ فنا ہو گئے تو انہیں مغلوب ہونا پڑا اور تاوان کی تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی۔ اس دور میں بربریوں کا نام تاوان ادا کرنے والوں سے مخصوص ہو گیا۔ پس زناتہ نے مظلومیت سے فرار چاہتے ہوئے اس نام سے پیچھا چھڑانا مناسب سمجھا اور عربی نسب کے خالص ہونے کی وجہ سے، نیز اس خیال سے کہ اس میں متعدد انبیاء کی فضیلت بھی پائی جاتی ہے، اس میں داخل ہونے اور خصوصاً مضر کے نسب میں شامل ہونے کو بہتر خیال کیا کیونکہ وہ اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ بن نوحؑ بن شیثؑ بن آدمؑ یعنی پانچ برگزیدہ انبیاء کی اولاد میں سے ہیں۔ لیکن بربری جب حاکم کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو ان میں یہ فضیلت نہیں پائی جاتی حالانکہ وہ بھی اسی ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں جو مخلوقات کا تیسرا باپ ہے، آج دُنیا کی اکثر اقوام آپ کی نسل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس دور میں آپ کے نسب سے بہت تھوڑے لوگ نکلے ہیں، حالانکہ صحرا میں الگ رہنے کی وجہ سے عربوں میں بھی مخلوق کی مذموم عادات سے وحشت اور بچاؤ کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ پس زناتہ کو اپنا یہ نسب نامہ اچھا لگا اور ان کے نسابوں نے ان کے سامنے اسے خوبصورت کر کے پیش کیا حالانکہ حقیقت کچھ اور ہے۔ عمومی نسب کے لحاظ سے ان کا بربر ہونا ان کے عزت و غلبہ کے شعار کے منافی نہیں جب کہ بہت سے بربری قبائل اس کی مثل بلکہ اس سے بہت بڑے بھی ہیں۔ انسانوں کے کئی قبائل کئی اوصاف میں زیادہ اہم اور ممتاز ہیں حالانکہ سب آدمؑ کی اولاد ہیں۔ حضرت نوحؑ، ان کے بعد ہوئے ہیں، اسی طرح عرب اور ان کے قبائل بھی ممتاز اور برگزیدہ ہیں حالانکہ سب سام کی اولاد ہیں اور حضرت اسماعیلؑ اس کے بعد ہوئے ہیں۔

سامی اقوام میں انبیاء کی کثرت

اب رہی بات نسب میں متعدد انبیاء آنے کی، تو یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے اور جب حالات کے بدل جانے سے لوگوں میں یک رنگی نہ پائی جائے تو کسی قوم کے عمومی نسب میں اشتراک کرنے سے کچھ نقصان نہ ہو گا حالانکہ بربری قبائل کو جو ذلت حاصل ہوئی وہ قلتِ تعداد اور ان حکمران اقوام کے ہلاک ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی جو حکومت اور ترفع کی راہ میں جام مرگ نوش کر گئے جیسا کہ ہم نے اپنی

مؤلفہ پہلی کتاب میں بیان کیا ہے، وگرنہ انہیں کثرتِ آبادی، غلبہ، حکومت اور مال ومتاع سب کچھ حاصل تھا۔

عمالقہ اور زناتہ کا تعلق

زناتہ قوم کا شام کے عمالقہ سے ہونا ایک غیر اہم قول اور حقیقت سے دُور بات ہے کیونکہ شام میں رہنے والے عمالقہ کی دو قسمیں ہیں۔ایک عمالقہ وہ ہیں جو عیصو بن اسحٰق کی اولاد سے ہیں جنہیں نہ کثرت حاصل ہے اور نہ حکومت، اور نہ ہی ان میں سے کسی کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مغرب کی طرف گیا تھا بلکہ وہ اپنی تعداد کی کمی اور اپنی قوم کی ہلاکت کی وجہ سے پوشیدہ سے پوشیدہ تر ہیں۔ دوسرے عمالقہ بنی اسرائیل سے قبل، شام میں صاحبِ حکومت ودولت مند تھے اور اریحا ان کا دارالسلطنت تھا۔ بنی اسرائیل نے ان پر غلبہ پا کر شام اور حجاز میں ان سے حکومت چھین لی اور پھر وہ محکوم ان کی تلواروں کا کھاجا بن گئے۔ پس یہ قوم ان ہلاک شدہ عمالقہ میں سے کیسے ہو سکتی ہے، اگر یہ روایت بیان کی جائے تو اس سے شک پڑسکتا ہے، لیکن جب اسے بیان ہی نہیں کیا گیا تو یہ شک کیسے پیدا ہو سکتا تھا جب کہ یہ حقیقت سے بھی بعید ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اپنی مخلوق کو بہتر جانتا ہے۔

زناتہ قوم کے قبیلوں کا ذکر

زناتہ کے قبائل اور ذیلی گروہ بہت سے ہیں، ہم ان میں سے مشہور قبیلوں اور گروہوں کا ذکر کرتے ہیں۔ زناتہ کے نسّاب اس امر پر متفق ہیں کہ ان کے تمام ذیلی قبیلے، جانا کے تین بیٹوں کی طرف سے نکلے ہیں اور وہ ورسیک، فرنی اور الدیرات ہیں۔ زناتہ کی انساب کی کتابوں میں ایسے ہی لکھا ہے۔

ورسیک کی اولاد

ابو محمد بن حزم نے اپنی کتاب الجمہرہ میں ورسیک بن جانا کی اولاد کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے نسابوں کے نزدیک وہ مسارت، رغائی اور واشروجن ہیں اور واشروجن سے واریعن بن واشروجن نکلا ہے۔ اور ابو محمد بن حزم ورسیک کے بیٹوں کے متعلق کہتا ہے کہ وہ مسارت، ناجرت اور واسین ہیں۔

فرنی کی اولاد

زناتہ کے نسابوں کے نزدیک فرنی بن جانا کے بیٹے نیر مرتن، مرنجیصہ، ورکلہ، نمالہ اور سبرترہ ہیں اور ابو محمد بن حزم نے سبرترہ کا ذکر نہیں کیا، باقی چاروں کا ذکر کیا ہے۔

الدیرات کی اولاد

اسی طرح زناتہ کے نسابوں کا کہنا ہے کہ الدیرات بن جانا کا بیٹا جداد بن الدیرات ہے، لیکن ابن حزم نے اس کا ذکر نہیں کیا، اس نے الدیرات کے ذکر پر صرف اتنا کہا ہے کہ اس کے قبائل میں سے بنو ورسیک بن الدیرات بھی ہیں جو دمر بن ورسیک کے دو ذیلی گروہ ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ دمر، لقب ہے اور اس کا نام العانا ہے۔

بنوزاکیا

وہ مزید بیان کرتا ہے کہ زاکیا کے بیٹوں میں سے بنو بغراد، بنو یفرن اور بنو واسین ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ ان کی ماں واسین، مفراد کی ماں کی مملوکہ تھی۔ یہ بنو یصلتن بن مسرا بن زاکیا اور یزید کا ایک تہائی حصہ ہیں اور ان میں زناتہ کے نساب مفراد کے بھائی یرنیات بن یصلتن، یفرن اور واسین ہیں اور ابن حزم نے واسین کا ذکر نہیں کیا۔

بنودمر

ابن حزم بنو ورنید بن واتن بن واردین بن دمر کو دمر کے نسب سے قرار دیتا ہے اور اس نے بنی دمر کے ساتھ قبائل کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو کہ عرازدل، لغورۃ، زناتین، دمر، برزال، یصدر بن وصنعان اور بطوفت کے نسب کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ابو محمد بن حزم نے اسی طرح نقل کیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ یہ ابوبکر بن یکنی البرزالی الاباضی کی تحریر ہے۔

بربری نساب ابوبکر کا بیان

ابوبکر بنی یکنی کے متعلق ابن حزم نے لکھا ہے کہ وہ ایک زاہد تھا جو ان کے انساب کا عالم تھا اور اس نے بیان کیا ہے کہ بنو واسین اور بنو برزال اباضی تھے اور بنی یفرن اور مغراوہ سنی تھے اور سابے بن سلیمان مطماطی اور ہانی بن یصدور الکومی اور کہلان بن ابی لوا جیسے بربری نسابوں کے نزدیک ان کی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ بنی ورسیک بن الدیرات بن جانا تین ذیلی قبیلے ہیں جو بنوزا کیا، بنو دمر اور آنشہ ہیں۔
ان میں سے بنو آنش اور وہ سب کے سب بنو واردین بن ورسیک ہیں اور زا کیا اور واردین سے تین شاخیں مغراوہ، بنو یفرن اور بنو یرنیان نکلی ہیں۔
بنو واسین سب کے سب بنو اسیلتن بن مسر بن زاکیا بن آنش بن واردین ہیں۔ اور دمر واردین سے پھر تین شاخیں، بنو تغورت، بنو عزرول اور بنو ورتابین پھوٹی ہیں۔ یہ سب کے سب دحید بن دمر کی اولاد ہیں۔ اس بات کا تذکرہ بربری نسابوں نے کیا ہے جو ابن حزم کے بیان کے خلاف ہے۔
زناتہ کے دیگر نساب بھی جو ان کے قبائل میں سے ہیں، یہی بات بیان کرتے ہیں لیکن وہ تخفش کی طرح ان کا نسب بیان نہیں کرتے حالانکہ وہ جبل قازاز کے باشندے ہیں جو مکناسہ، سجاسن، ربعان، تحلیلہ، قیسات، واغمرت، تیغراض، وجدیجن، بنو بلولو اور بنو دمانی اور بنو توجین کے قریب واقع ہے۔

توجین کے بیٹے

بنو توجین بلاشک وشبہ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہے ظاہری طور پر صحیح نسب کے لحاظ سے بنی واسین کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔
لیکن وجدیجن، واغمرت اور بنو ورتینص کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ وہ برانس میں سے ہیں جو بربر کی ایک شاخ ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ابن عبدالحکم نے اپنی کتاب فتح مصر میں خالد بن حمید زناتی کا ذکر کیا ہے اور اس کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ شورہ میں سے ہے جو زناتہ کا ایک ذیلی قبیلہ ہے اور ہماری بھی اس کے متعلق یہی رائے ہے۔
یہ زناتہ کے قبائل اور انساب کے متعلق مختصر بیان ہے جو کسی کتاب میں موجود نہیں۔

والله الهادی الی مسالک التحقیق لارب غیره

☆☆☆

برزال بن ورنید بن واتن بن واردین دمر بن ورسیک بن الدیرت بن جانا

باب:۳۰

زناتہ قوم کی وجہ تسمیہ اور اس لفظ کی تحقیق

کئی لوگ اس لفظ کے مبنیٰ اور اشتقاق کے بارے میں اس طور پر تحقیق کرتے ہیں جو نہ ہی عربوں اور نہ ہی خود اہل قوم کے نزدیک مشہور ہے۔ کہتے ہیں یہ نام عربوں نے اس قوم کے لیے وضع کیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خود اس قوم نے اس نام کو اپنے لیے وضع کیا ہے۔ اور اس پر اتفاق کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ نام زانا بن جانا ہے۔ اور وہ نسب میں بھی کچھ اضافہ کرتے ہیں۔ جس کا ان کے نسابوں نے ذکر نہیں کیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مشتق لفظ ہے لیکن عربوں کی زبان میں اسماء میں سے کوئی ایسا مستعمل معلوم نہیں ہوتا جو اس کے مادے کے حروف سے وجود میں آیا۔ اس کے علاوہ بعض جہلاء زنا کے لفظ سے اس کا اشتقاق کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی تائید ایک معمولی سی حکایت سے کرتے ہیں جسے حقیقت جھٹلاتی ہے۔ یہ سب اقوال یہ ظاہر کرتے ہیں کہ عربوں نے ہر چیز کے لیے اسماء وضع کیے ہیں اور ان کا استعمال صرف ان حروف کی حرفی ساخت سے ہوتا ہے جو عربی لغت میں حرفی تبدیلی سے قائم کیے گئے ہوں اور اکثر یہی ہوتا ہے۔

عربوں نے بھی بہت سے ان اسماء کو بھی استعمال کیا ہے جو اپنے مسمیٰ میں ان کی زبان سے تعلق نہیں رکھتے، پس ابراہیمؑ، یوسفؑ اور اسحٰقؑ جیسے ناموں کو علم ہونے کی وجہ سے عبرانی زبان سے اخذ کرتے ہوئے تبدیل نہیں کیا جاتا۔ نیز اجنبی الفاظ کو زبان زدعام ہونے کی وجہ سے لغوی یا صوتی اعتبار سے عربی تلفظ کے مطابق بدلا جاتا ہے۔ جیسے لجام، دیباج، زنجبیل، فیروز، یاسمین اور اجر پس یہ عربوں کے استعمال کی وجہ سے معرب یا دخیل ہوگئے گویا یہ ان کے اوضاع میں سے ہیں اور وہ انہیں معربہ کا نام دیتے ہیں اور کبھی وہ حرکات یا حروف میں معمولی تبدیلی بھی کرتے ہیں اور یہ بات ان کے ہاں مشہور و معروف ہے کیونکہ یہ بمنزلہ وضع جدید کے ہے۔

کبھی ایسے لفظ کا کوئی حرف ایسا بھی ہوتا ہے جو ان کی زبان کے حروف میں سے نہیں ہوتا تو وہ اس کو قریب المخرج حرف سے بدل دیتے ہیں۔ بلاشبہ حروف کے مخارج کثیر اور منضبط ہیں اور ان میں سے عربوں نے صرف اٹھائیس حروف ابجد اختیار کیے ہیں اور ان میں سے ہر دو مخرجوں کے درمیان ایک سے زیادہ حروف آتے ہیں جن میں سے کچھ ان لوگوں نے بولا ہے اور کچھ کو نہیں بولا نیز ان میں سے کچھ کو چند عربوں نے بولا ہے جیسا کہ اہل زبان کی کتب میں مذکورہ ہے۔

لفظ زناتہ کی ماہیئت

پس جب یہ بات ثابت ہوگئی تو جان لیجئے کہ زناتہ کے لفظ کی اصل، جانا کے صیغے سے ہے جو اس قوم کے باپ کا نام ہے اور وہ جانا بن یحییٰ ہے جس کا ذکر ان کے نسب میں مذکور ہے۔ جب وہ تعمیم میں جنس کا ارادہ کرتے ہیں تو مفرد اسم کے ساتھ تاء ملا دیتے ہیں اور کہتے ہیں جانات۔ اور جب تعمیم چاہتے ہیں تو تاء کے ساتھ نون زائد کر دیتے ہیں اور وہ جاناتن بن جاتا ہے۔ ان کا اس جیم کو بولنا عربوں کے نزدیک جیم کے مخرج سے نہیں ہوتا بلکہ وہ اسے جیم اور شین کے درمیان بولتے ہیں جو شین کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور بعض چھوٹوں سے ان مخارج کو سننا آسان ہوتا ہے پس انہوں نے شین کے ساتھ زاء کے مخرج کے اتصال کی وجہ سے اسے زاء میں بدل دیا اور وہ جنس پر دلالت کرنے والا مفرد لفظ زانات بن گیا۔ پھر انہوں نے اس کے ساتھ ہائے نسبت لگادی اور زبان زدعام ہونے کی وجہ سے تخفیف کی خاطر زاء کے بعد الف کو حذف کر دیا۔ واللہ اعلم!

☆☆☆

باب: ۴

بربری قبائل میں زناتہ قوم کی اولیت اور اس کے طبقات

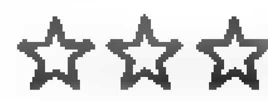
افریقہ اور مغرب میں اس قوم کی اولیت طویل صدیوں سے گویا بربری قبیلوں کی اولیت کے مترادف ہے جس کے آغاز کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان کے قبائل بے شمار ہیں جیسے مغراوہ، بنی یفرن، جراوہ، بنی یرسان، وجدیجن، عمرہ، تحصر، ورتید اور بنی زنداک وغیرہ۔ پھر ان میں سے ہر ایک قبیلے کے متعدد ذیلی قبیلے ہیں۔ اس قوم کے سکونتی علاقے اطراف طرابلس سے لے کر جبلِ اُوراس تک اور الزاب سے تلمسان تک اور پھر وادی ملویہ تک ہیں۔ ظہور اسلام سے قبل جراوہ کو ان میں کثرت اور حکومت حاصل تھی۔ پھر مغراوہ اور بنی یفرن کو حاصل ہوئی۔

فرنگیوں کی یلغار

جب یورپ کے لوگوں یعنی فرنگیوں نے زناتہ کے گرد و نواح میں اور بلادِ بربر پر قبضہ کر لیا تو انہوں نے ان کو مقررہ ٹیکس ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی اطاعت قبول کر لی اور ان کی باہمی جنگوں میں اُن کے ساتھ پڑاؤ کرنے اور دیگر امور میں بھی ان کی حمایت کرنے لگے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آیا اور مسلمانوں نے بتدریج افریقہ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ ان دنوں فرنگیوں کا بادشاہ گریگوری تھا۔ پس زناتہ اور بربری قبائل نے مسلمانوں کے مقابلہ میں گریگوری کو مدد دی مگر یہ سب لوگ پراگندہ اور منتشر ہو گئے، گریگوری قتل ہو گیا اور اس کے اموال مال غنیمت بن گئے۔ ان کی عورتیں بھی قیدی بن گئیں اور سبیطلہ فتح ہو گیا۔

جلولا کی فتح

پھر مسلمان افریقہ کی جنگ سے واپس آ گئے اور انہوں نے جلولا اور دیگر شہروں کو فتح کیا۔ تب وہ فرنگی جوان کی اولادوں پر حکومت کرتے تھے، واپس وطن لوٹ گئے اور بربری قبیلے نے عربوں سے مقابلہ کرنے لگے لہٰذا وہ اکٹھے ہو کر پہاڑی قلعوں میں مورچہ بند ہو گئے۔ زناتہ، کاہنہ اور ان کی قوم جراوہ کے ساتھ جبل اُوراس میں ان سے جا ملے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ پس عربوں نے ان پر یلغار کر کے خوفناک خون ریزی کی اور میدانوں، پہاڑوں اور جنگلوں میں ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ انہوں نے طوعاً و کرہاً اسلام قبول کر لیا اور مصری حکومت کے مطیع ہو گئے۔ تب انہوں نے ان امور کو سنبھال لیا جنہیں پہلے فرنگی سنبھالا کرتے تھے یہاں تک کہ مغرب میں عرب حاکم کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور اس نے انہیں کتامہ وغیرہ بربری قبیلوں کے افریقہ سے نکال دیا حتیٰ کہ اس زناتی نے زناد الملک پر قدح کی جس کے باعث اس نے اس سے پوشیدگی اختیار کی اور پھر ان کے دو طبقوں میں نسلاً بعد نسلٍ باری باری حکومت چلتی رہی جیسا کہ ہم آپ کے سامنے آگے چل کر بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔



باب: ۵

اقوام کاہنہ اور زناتہ کے قبیلوں میں سے جراوہ قوم کے حالات اور مسلمانوں سے ان کا طرزِ عمل

افریقہ اور مغرب میں یہ بربری قوم بڑی قوت و کثرت اور جمعیت کی مالک تھی۔ یہ لوگ اپنے شہروں میں فرنگیوں کے اطاعت گزار تھے اور گرد و

نواح کے تمام حکمران بھی ان کے ساتھ تھے۔ بوقت ضرورت فرنگیوں کی مدد کرنا ان پر واجب تھا۔ جب مسلمان افریقہ کی فتح کے لیے اپنی فوجوں کے ساتھ سایہ فگن ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کے لیے گریگوری کو مدد دی، یہاں تک کہ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی حکومت منتشر ہوگئی۔ اس کے بعد افریقہ میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے ان کو جمع کرنے والی کوئی جگہ نہ رہی، کیونکہ وہ تمام بربری اقوام سے ان کے مواطن ونواح میں جنگ کر رہے تھے اور جو لوگ فرنگیوں میں سے ان کے ساتھ آملے تھے ان سے بھی برسرپیکار تھے۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی لڑائی

جب مسلمان حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی جنگ میں مشغول ہو گئے تو انہوں نے افریقہ کے معاملے کو خیر باد کہہ دیا۔ پھر حضرت معاویہؓ نے عام الجامعہ کے بعد عقبہ بن نافع فہری کو اس کا والی بنایا تو اس نے اپنی ولایت ثانیہ میں مغرب میں خون ریزی کی اور سُوس تک پہنچ گیا اور واپسی پر الزاب میں قتل ہو گیا۔ چنانچہ بربری قبیلوں نے اوربہ کے عظیم سردار کسیلہ پر اتفاق کر لیا۔ بعدازاں عبدالملک بن مروان کے زمانے میں زہیر بن قیس بلوی نے اس پر چڑھائی کر کے اسے شکست دی اور قیروان پر قابض ہو گیا، اس نے مسلمانوں کو افریقہ سے نکال باہر کیا۔

حسان بن نعمان بطور فاتح

پھر عبدالمالک نے حسان بن نعمان کو مسلمان فوجوں کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے بربری قبائل کو شکست ددی اور کسیلہ کو قتل کر دیا۔ قیروان، قرطاجنہ، افریقہ، افرنجہ اور سسلی اور اندلس واپس لے لیا اور رومیوں کی حکومت ان کے قبائل میں بکھر گئی۔ اس دور میں زناتہ، بربری قبائل کی تمام اقوام میں سے اور اپنے مختلف گروہوں کے لحاظ سے تعداد میں زیادہ تھے۔

جراوہ قوم کا علاقہ

ان میں سے جراوہ کا وطن، جبلِ اُوراس میں تھا۔ یہ لوگ کراد بن الدیرات بن جانا کی اولاد میں سے ہیں اور اُن کی حکومت کاہنہ کے پاس تھی اور ذہیا بنت ــــ بن نیعان بن بارد بن مصکری بن افرد بن وصیلا بن جراد اُن کی حکمران تھی، جس کے تین بیٹے تھے، جنہوں نے اپنی قوم کی حکومت اپنے بزرگوں سے وراثت میں حاصل کی اور اس کی گود میں پرورش پائی۔ پس وہ ان بیٹوں کی وجہ سے ان پر اور ان کی قوم پر اپنے آپ کو ترجیح دینے لگی نیز اس وجہ سے بھی کہ اسے کہانت ومعرفت سے ان کے احوالِ غیبیہ اور عواقب امور کو جاننے کا دعویٰ تھا۔ پس اس نے ان کی حکومت حاصل کر لی۔

ہانی بن بکور ضریسی بیان کرتا ہے کہ ذہیا نے ان پر پینتیس (35) سال حکومت کی اور ایک سو ستائیس سال تک زندہ رہی اور جبلِ اُوراس کے نواح میں عقبہ بن نافع کا قتل بھی میدانِ جنگ میں اس کے ایماء سے ہوا تھا کیونکہ اس نے بربرہ کو اس کے خلاف بھڑکایا تھا اور مسلمانوں کو اس کی یہ بات معلوم تھی۔

کسیلہ کا انجام

پس جب تمام بربری قبائل کا خاتمہ ہو گیا اور کسیلہ قتل ہو گیا تو انہوں نے جبلِ اُوراس میں اس کاہنہ کی پناہ کے لیے رجوع کیا اور بنو یفرن اور افریقہ کے قبائل زناتہ اور البتراء کے باقی ماندہ لوگ بھی اس سے آملے، پس اس نے اپنے پہاڑ کے سامنے مسلمانوں سے میدانِ جنگ میں مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو شکست ہوگئی۔ چنانچہ اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ انہیں افریقہ سے نکال دیا۔

حسان نے برقہ پہنچ کر فوجوں کو روک لیا یہاں تک کہ عبدالملک کی طرف سے کمک آگئی، پس اس نے 74ھ میں ان پر دوبارہ چڑھائی کر کے ان کی فوجوں کو منتشر کر دیا اور بھرپور حملہ کر کے کاہنہ کو قتل کر دیا۔ وہ بزور قوت جبلِ اُوراس میں گھس گیا اور اس جنگ میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کو قتل

کیا گیا۔ کاہنہ کے دو بیٹے، حسان سے جا ملے تھے جو برضا و رغبت اسلام لائے اور ان دونوں کی اطاعت بھی شک و شبہ سے بالا تھی چنانچہ حسان نے انہیں ان کی قوم جراوہ پر، اور جو لوگ جبلِ اُوراس میں ان کے ساتھ آ ملے تھے، حاکم مقرر کر دیا۔

پھر اس کے بعد ان کی جمعیت منتشر ہوگئی اور ان کی حکومت جاتی رہی۔ جراوہ، بربری قبائل کے درمیان مختلف جماعتوں میں بٹ گئے۔ ان میں سے ایک قوم، ملیلہ کے سواحل پر رہتی تھی، جس کے آثار ان کے پڑوسیوں کے درمیان موجود ہیں۔ جب چوتھی صدی کے شروع میں تلمسان میں موسیٰ بن ابو العافیہ نے ابو العیس کی حکومت پر غلبہ حاصل کیا تو وہ بھی انہی کی طرف گیا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ پس یہ ان کے ہاں مہمان بن کر اترا اور اس نے وہاں ایک قلعہ تعمیر کیا، یہاں تک کہ وہ بعد میں تباہ و برباد ہوگیا۔ اس دور تک اس وطن کی ایک جماعت اس قوم کے ذیلی گروہوں اور ان کی طرف آنے والے قبائلِ غمارہ میں داخل ہے۔ واللّٰہ وارث الارض ومن علیھا۔

☆☆☆

باب:۶

زناتہ کی اسلامی حکومت کا آغاز نیز بلادِ مغرب اور افریقہ میں ان کا اقتدارِ اعلیٰ

جب مسلمانوں کو افریقہ اور بلادِ مغرب میں مرتدین کے معاملات سے فراغت ملی اور بربری قبیلوں نے اسلامی حکومت کی اطاعت کر لی یعنی عرب ان پر قابض ہوگئے تو بنو امیہ دمشق میں کرسی اقتدار پر بیٹھ کر عربوں کی حکومت اور خلافت کے بلاشرکت غیرے مالک بن گئے یہاں تک کہ دیگر اقوام اور علاقوں پر بھی قابض ہوگئے تو انہوں نے مشرق میں ہند چینی، اور شمال میں فرغانہ، اور جنوب میں حبشہ اور مغرب میں بربر اور اندلس میں بلاد افرنجہ اور جلالقہ تک فتح و نصرت کے جھنڈے گاڑ دیے۔ یوں اسلام نے اپنے قدم مضبوطی سے جما لیے اور عربوں کی حکومت اقوامِ عالم پر چھا گئی۔

پھر بنو امیہ نے بنو ہاشم پر سیاسی برتری حاصل کر لی جو عبد مناف کے نسب میں ان کے حصہ دار اور وصیت کے مطابق حکومت کے استحقاق کے مدعی تھے۔ انہوں نے ایک بار پھر ان کے خلاف خروج کیا تو انہوں نے خوب ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا اور انہیں قیدی بنا لیا یہاں تک کہ سینے غبار سے بھر گئے اور دشمنی مستحکم ہوگئی چنانچہ حضرت علیؓ سے لے کر ان کے بعد آنے والی ہاشمی خلفاء کے مسئلے میں اختلاف کے باعث، شیعانِ علیؓ کے متعدد فرقے بن گئے۔ کچھ لوگ خلافت کو آلِ عباسؓ کی طرف اور کچھ آلِ حسنؓ کی طرف لے گئے اور دیگر لوگ اسے آلِ حسینؓ کی طرف لے گئے۔

حکومتِ یمن

پس شیعہ آلِ عباس نے خراسان (ایران) میں حاضر ہونے کا پروپیگنڈہ کیا اور وہاں یمنی حکومت قائم ہوگئی۔ یہ عظیم حکومت خلافت کی جامع تھی، انہوں نے بغداد آ کر بنو امیہ کو قتل کرنے اور انہیں قیدی بنا لینے کو مباح قرار دے دیا چنانچہ ان کے باقی ماندہ لوگوں میں سے عبدالرحمٰن معاویہ بن ہشام جان بچا کر اندلس چلا گیا اور اس نے وہاں پر از سر نو امویوں کی دعوت دی پس ان کا جھنڈا پھر عرب پر نہیں لہرایا۔

عباسیوں سے آلِ ابو طالب کی رقابت

اللہ تعالیٰ نے آلِ عباس کو جس خلافت و حکومت سے سرفراز کیا تھا، آلِ ابو طالب اس پر حسد کرنے لگے چنانچہ آلِ ابو طالب میں سے مہدی محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ نے ابو جعفر منصور کے خلاف بغاوت کی، جن کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔ بنی عباس کی فوجوں نے متعدد معرکوں میں انہیں گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا۔ مہدی کا بھائی ادریس بن عبداللہ ایک جنگ میں مغرب اقصیٰ کی طرف بھاگ گیا، پس بربریوں نے اس کی دعوت پر

لبیک کہا اور وہ اس کے بعد اس کے بیٹوں کی دعوت پر بھی حلیف بن گئے چنانچہ انہوں نے اسے حکومت دے دی اور وہ مغرب اقصیٰ اور اوسط پر غالب آ گئے پھر انہوں نے ادریس کی دعوت کو، وہاں کے باشندوں میں، اور بعد ازاں اس کے بیٹوں کی دعوت کو زناتہ کے باشندوں میں پھیلایا جو بنی یفرن اور مغراوہ میں سے تھے۔ انہوں نے بنی عباس کے مقبوضات سے بھی کچھ علاقہ اسے لے کر دیا اور ان کی حکومت عبیدیوں کے ہاتھوں تباہ ہونے تک قائم رہی۔ اس دوران میں طالبی ہمیشہ ہی مشرق میں خلافت کے مشتاق رہے اور اپنے داعیوں کو قاصیہ سے بھیجتے رہے یہاں تک کہ ابو عبداللہ محتسب نے افریقہ میں امام اسماعیل بن جعفر صادق کے بیٹے مہدی کی طرف دعوت دی تو کتامہ کے بربری اور ان کے ساتھ منہاجہ کے جو آدمی تھے، انہوں نے مقابلہ کر کے اغالبہ کے ہاتھوں سے افریقہ چھین کر اس پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ عرب مشرق میں اپنی حکومت کے مرکز کی طرف واپس آ گئے اور مغرب کے نواح میں ان کی کوئی حکومت باقی نہ رہی۔ اور جب عربوں میں مذہب راسخ ہو گیا تو انہوں نے بلاد مغرب کی حکومت اور مضر کو پامال کرنے کی ذمہ داری کو اپنے کندھوں سے اتار پھینکا اور ایمانی بشاشت ان کے دلوں میں رچ بس گئی۔ پس انہوں نے خدائے برحق کے وعدے پر یقین کر لیا کہ:

''زمین اللہ کی ملکیت ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔''

لہٰذا حکومت کے جانے سے مذہب نہیں جاتا اور نہ ہی حکومت کے نشانات مٹنے سے مذہب کی بنیادیں اکھڑتی ہیں۔

یہ اللہ کا وعدہ ہے جسے وہ اپنے امر کی تکمیل اور تمام مذاہب پر اپنے دین کے غالب کرنے کے بارے میں ضرور پورا کرے گا، پس اس وقت بربری قبائل نے حکومت کے حاصل کرنے اور بنی عبد مناف میں سے عیاض کی دعوت کے قیام کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا۔ وہ ان کی ترقی سے حسد کے باعث لوگوں کو روکتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ افریقہ میں کتامہ جیسے اور مغرب میں مکنامہ جیسے قبیلوں کو بالآخر ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گئے۔

زناتہ قوم کی رقابت

اس بارے میں زناتہ قوم نے ان سے حسد کیا اور یہ جمعیت اور قوت کے لحاظ سے ان سب سے بڑھ کر تھے۔ پس انہوں نے اس کے لیے تیاری کی یہاں تک کہ ان کے ساتھ حصہ دار بن گئے۔ بلاد مغرب اور افریقہ میں بنی یفرن کو صاحب الحمار اور پھر یعلی بن محمد اور اس کے بیٹوں کے ذریعے عظیم حکومت حاصل تھی۔ پھر مغراوہ کو بنی خزر کی وساطت سے ایک دوسری حکومت حاصل تھی جس کے بارے میں انہوں نے بنی یفرن اور منہاجہ سے تنازعہ کیا۔ پھر یہ اقوام مٹ گئیں اور ان کے بعد مغرب میں ان کی ایک اور قوم نے حکومت حاصل کر لی۔ اسی طرح مغرب اقصیٰ میں بنی مزین کو بھی حکومت حاصل تھی اور مغرب اوسط میں بنی عبدالواد کو ایک دوسری حکومت حاصل تھی جس میں بنو توجین اور مغراوہ کی ایک جماعت بھی ان کی شریک کار تھی جیسا کہ ہم اس کے متعلق آگے چل کر مفصل بیان کریں گے اور ان کے سیاسی حالات اور ذیلی قبیلوں کے بیان کے لیے وہی طریق اختیار کریں گے جو ہم نے بربری اقوام کے حالات میں اپنایا ہے۔

والله المعين سبحانه لا رب سواه ولا معبود الا اياه۔

☆☆☆

باب: ۷

زناتہ قوم کا طبقہ اولیٰ۔۔۔۔افریقہ اور مغرب میں بنی یفرن اور دیگر قبیلوں کی حکومتوں کا احوال

بنو یفرن، زناتہ کے قبائل میں سے ہیں جن کی ان سے وسیع ترشاخیں اور ذیلی قبیلے ہیں۔ نسابوں کے نزدیک یہ لوگ بنو یفرن بن یصلتن بن

مسرابن زاکیا بن ورسیک بن الدریات بن جانا ہیں۔ اور مغراوہ اور بنو یرنیان اور بنو واسین ان کے بھائی بند ہیں۔ بربری قبائل کی زبان میں تمام بنو یصلتن اور یفرن، تارکول ہیں اور ان کے بعض نسابوں کا کہنا ہے کہ یفرن، ورتنیذ بن جانا کا بیٹا ہے اور مغراوہ اور غمرت اور وجدیجن اس کے ہم قبیل ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ یفرن بن مرہ بن ورسیک بن جانا ہے اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ جانا کا صلبی بیٹا ہے۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جسے ہم نے ابو محمد بن حزم کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

بنو یفرن کی شاخیں

ان کے ذیلی قبائل بہت سے ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور بنو وار کو اور مرنجیصہ ہیں۔ فتح کے زمانے میں بنو یفرن، زناتہ کے سب سے بڑے اور طاقت ور حلیف تھے۔ نیز افریقہ، جبلِ اوراس اور مغرب اوسط میں بھی ان کے بہت سے ذیلی قبائل موجود تھے۔ جب افریقہ فتح ہوا تو اس براعظم کے رہنے والے بربری قبیلوں پر اللہ کی فوجیں یعنی عرب مسلمان چھا گئے جنہوں نے ان کی قوت کا خاتمہ کر دیا یہاں تک کہ دین اسلام نے اپنے قدم جما لیے اور وہ لوگ برضا و رغبت اسلام لے آئے۔

خارجیوں کے مذہب کی ترویج

جب عربوں میں خوارج کے مذہب کی اشاعت ہوئی اور مشرق میں خلفاء نے عربوں کو غالب کر دیا اور انہوں نے ان سے جنگیں کیں تو یہ قاصیہ کی طرف آ گئے اور وہاں پر بربری قبائل میں اپنے مذاہب کی اشاعت کرنے لگے۔ ان کے رؤساء نے مذہب کے اختلاف کے باوجود اسے معاً اختیار کر لیا، کیونکہ خارجیوں کے رؤساء اپنے احکام میں اباضیہ اور صفریہ وغیرہ سے اختلاف رکھتے تھے جیسا کہ ہم نے متعلقہ باب میں اسے بیان کیا ہے، پس بربری قبیلوں میں یہ مذہب پھیل گیا اور یفرن نے بھی اسے اختیار کر لیا اور اس کی خاطر جنگیں کیں۔

ابو قرہ کا بیان

مغرب اوسط کے باشندوں میں سے سب سے پہلے ابو قرہ نے اپنے ہم خیال لوگوں کو اس مذہب کے لیے اکٹھا کیا، اس کے بعد ابو یزید صاحب الحمار اور اس کی قوم بنو وار اور مرنجیصہ نے ان سے تعاون کیا، پھر خوارج کے مذہب کو چھوڑنے کے بعد ان لوگوں کو مغرب اقصیٰ میں یعلی بن محمد صالح اور اس کے بیٹوں کے ذریعے دو حکومتیں ملیں جسے ہم آگے مفصل بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

خ
الفرن

مرنجیصہ بن یفرن بن یصلتن بن مسرا بن زاکیا بن ورسیک بن الدریت بن جانا

غمرت

مغراو

خ

الفیرن

باب:۸

تلمسان میں ابوقرہ اور اس کے ساتھیوں کو ملنے والی حکومت کے حالات

مغرب اوسط میں بنی یفرن کے بہت سے ذیلی قبیلے، تلمسان کے نواح میں جبل بنی راشد تک پائے جاتے ہیں اور وہ اس زمانے تک اسی حوالے سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تلمسان کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ جس زمانے میں بنوامیہ سے بنوعباس میں خلافت منتقل ہوئی اس وقت ان کا سردار ابوقرہ تھا اور ہمیں اس کے نسب کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں کہ وہ اسی قوم میں سے تھا۔

میسرہ کی ہلاکت

جب مغرب اقصیٰ میں بربری قبائل کی حالت بگڑ گئی اور میسرہ اور اس کی قوم خوارج کی طرف سے دعوت دینے لگے تو ان قبائل نے اسے قتل کر دیا اور اس کی جگہ زناتہ میں سے خالد بن حمید کو اپنا سردار بنا لیا۔ چنانچہ جیسا کہ مشہور ہے، اس نے کلثوم بن عیاض سے جنگیں کیں اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابوقرہ زناتہ کا رہنما بن گیا اور جب بنی امیہ کی حکومت مضبوط ہوگئی تو خارجیوں کی تحریک بربر، ریگومتہ القیز وان، ہوارہ، طرابلس کے زناتہ، سجلماسہ کے مکناسہ اور ابن رستم تاہرت قبائل میں بکثرت پھیل گئی۔

افریقہ میں ابن الاشعث کی آمد

ابوجعفر منصور کی طرف سے ابن الاشعث جب افریقہ آیا تو بربر اس سے خوفزدہ ہو گئے چنانچہ اس نے تمام بغاوت کے اسباب کا خاتمہ کر کے جنگوں کا سلسلہ بند کر دیا۔ پھر بنو یفرن نے تلمسان کے نواح میں خروج کیا اور خارجیت کی دعوت دینے لگے۔ انہوں نے 148ھ میں اپنے عظیم رہنما ابوقرہ کی بیعت کر لی۔ ابن الاشعث نے اغلب بن سوادہ تمیمی کو ان کی طرف بھیجا تو وہ الزاب تک پہنچ گیا اور ابوقرہ مغرب اقصیٰ کی طرف بھاگ گیا اور اغلب کے واپس آ جانے کے بعد پھر اپنے وطن میں واپس آ گیا۔

بربری قبائل کی بغاوت

جب 150ھ میں برابرہ نے عمرو بن حفص بن ابی صفرہ، جس کا لقب ہزار مرد تھا، کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا اور طبنہ میں اس کا محاصرہ کر لیا تو محاصرہ کرنے والوں میں ابوقرہ الیفرنی بھی اپنی قوم صفریہ کے چالیس ہزار جوانوں کے ساتھ شریک تھا، جب اس پر محاصرہ تنگ ہو گیا تو اس نے ابوقرہ سے ساز باز کی کہ وہ اسے اس شرط پر چھوڑ دے کہ وہ اسے چالیس ہزار اور اس کے بیٹے کو چار ہزار دے گا، پس وہ اپنی قوم کے ساتھ چلا گیا اور برابرہ بھی طبنہ سے منتشر ہو گئے۔

اس کے بعد انہوں نے قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے خلاف اکٹھے ہو گئے۔ ابوقرہ بھی تین لاکھ پچاس ہزار تین سو جوانوں کے ساتھ ان میں شامل تھا جن میں پچاس ہزار گھڑ سوار تھے۔

عمرو بن حفص کا انجام

اس محاصرہ میں عمرو بن حفص مر گیا اور یزید بن حاتم افریقہ کا والی بن کر آیا چنانچہ اس نے بربریوں کی فوجوں کو اور ان کے اتحادیوں کو پارہ پارہ

کر دیا۔ جب خوارج کا سرخیل حاتم کندی قتل ہو گیا تو اس کے بعد ابو قرہ اور بنو یفرن تلمسان میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چلے گئے۔ پھر اس نے بنی یفرن سے جنگ کی اور یزید بن ابو حاتم، مغرب کے نواح میں دور تک چلا گیا اور بنی یفرن کے باشندوں میں اس قدر قتل وغارت کی کہ وہ مطیع اور محکوم ہو گئے۔ اس کے بعد بنی یفرن نے کوئی بغاوت نہیں کی اور افریقہ میں ابو یزید کو بنی وارکو اور مرنجیصہ میں بڑی قدر ومنزلت حاصل ہو گئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



باب: ۹

ابو یزید خارجی صاحب الحمار کے حالات اور شیعوں کے ساتھ اس کے تعلقات

یہ شخص بنی وارکو میں سے تھا جو مرنجیصہ کے بھائی بند ہیں اور یہ سب بنی یفرن کے ذیلی قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں، اس کی کنیت ابو یزید اور نام مخلد بن کیداد تھا۔ اس کے نسب کے بارے میں اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں ہوا۔

"ابو محمد بن حزم بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو یوسف الوراق نے ایوب بن ابی یزید کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اس کا نام مخلد بن کیداد بن سعد اللہ بن مغیث بن کرمان بن مخلد بن عثمان بن ورغت بن حویفر بن سمران بن یفرن بن جانا ہے جسے زناتہ کہتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بزرگوں نے بھی زائدہ بن یفرن اور جانا کے ناموں کے بارے میں بتایا ہے۔"

ابن الرقیق کا بیان

اسی طرح ابن الرقیق نے بھی اسے بنی واسین بن ورسیک بن جانا کی طرف منسوب کیا ہے جن کے نسب کے متعلق اس فصل کے آغاز میں بیان کیا جا چکا ہے۔

کیداد کے حالات

اس کا باپ کیداد، بلاد سوڈان میں تجارت کے لیے آیا جایا کرتا تھا، وہیں پر کرکو شہر میں ابو یزید اس کے ہاں پیدا ہوا، اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام سیکہ تھا۔ یہ اسے ساتھ لے کر بلاد قصطیلہ میں قیطون زناتہ میں واپس آیا اور توزر اور تقیوس کے درمیان پھرتا پھراتا توزر میں فروکش ہو گیا جہاں اس نے قرآن پڑھا اور تربیت پائی۔ نکاریہ سے میل ملاپ بڑھا تو ان کے مذاہب کی طرف مائل ہو گیا اور ان سے ان کے عقائد کا علم حاصل کر کے ان کا راہنما بن گیا پھر تیہرت میں ان کے مشائخ کے پاس گیا اور جن دنوں عبید اللہ مہدی سجلماسہ میں قید تھا، اس نے ابو عبیدہ سے علم حاصل کیا اس دوران اس کا باپ کیداد اسے فقر وافلاس کی حالت میں ہی چھوڑ کر مر گیا۔

اہل قیطون اسے اپنے زائد اموال دینے لگے اور یہ ان کے بچوں کو قرآن اور عقائد نکاریہ کی تعلیم دینے لگا۔ جب اس کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ اہل بیت کی تکفیر کرتا اور حضرت علیؓ کو گالیاں دیتا ہے تو یہ خوف زدہ ہو کر تقیوس چلا گیا اور توزر اور تقیوس کے درمیان پھرتے پھراتے والیوں پر حملے کرنا لگا۔ پھر اس کے متعلق یہ بات بھی مشہور ہو گئی کہ یہ سلطان کے خلاف بغاوت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو والیوں نے اسے قصطیلہ میں قتل کرنے کی منت مانی۔ چنانچہ یہ 310ھ میں حج کو چلا گیا مگر جب اس کو تلاش کرنے والوں نے زچ کر دیا تو یہ طرابلس کے نواح میں تقیوس میں

واپس آ گیا۔

ابویزید کا تعاقب

جب عبداللہ وفات پا گیا اور قائم نے اہل قصطیلہ کو اس کے گرفتار کرنے پر مجبور کیا تو یہ مشرق میں چلا گیا اور اپنا مقصد پورا کر کے اپنے وطن واپس آ گیا۔ پھر 325ھ میں پوشیدہ طور پر توزر میں داخل ہو گیا۔ چنانچہ اس کے متعلق ابن فرقان نے والی کے پاس شکایت کی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور زنانہ فوراً اپنے علاقے میں آ گئے اور ان کے ساتھ نکاریہ کا سرخیل ابوعمار نابینا بھی تھا۔ جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے اس کا نام عبدالحمید تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جن سے ابویزید نے علم حاصل کیا تھا پس انہوں نے والی سے اسے رہا کرنے کا مطالبہ کیا تو اس نے ان سے بہانہ کیا کہ وہ اس سے محصول لینا چاہتا ہے، پس وہ ابویزید کے بیٹوں فضل اور یزید کے پاس گئے، قید خانے پر حملہ کر کے محافظوں کو قتل کر دیا اور اسے قید خانہ سے نکال کر لے گئے۔ پس وہ بنی وارکلا کے علاقے میں چلا گیا اور ایک سال تک وہاں ٹھہرا رہا مگر جبلِ اُوراس میں اور بنی برزال کے علاقوں میں جو جبال میں مسیلہ کی جانب واقع ہیں، آتا جاتا رہا نیز مغراوہ میں سے بنی زنداک کے پاس آتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا۔

اُوراس میں جنگی تیاریاں

پس یہ بارہ سواروں کے ساتھ ابوعمار کی معیت میں اُوراس آیا اور یہ لوگ نوالات میں نکاریہ کے ہاں فروکش ہو گئے۔ اس کے اقرباء اور خوارج بھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے ساتھی ابوعمار نے اس سے ان شرائط پر بیعت کی کہ وہ شیعوں سے جنگ کریں گے، غنائم کو لوٹیں گے اور انہیں قیدی بنائیں گے نیز اگر وہ مہدیہ اور قیروان میں کامیاب ہو گئے تو ان کی حکومت شوریٰ سے ہو گی۔ یہ واقعہ 331ھ کا ہے۔

باغیہ کے حاکم کی خفیہ نگرانی

یہ لوگ حاکم باغیہ کی پوشیدہ طور پر بعض راستوں پر نگرانی کرنے لگے اور انہوں نے اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ پھر 332ھ میں وہاں کے بعض محلات کو بھی لوٹ لیا، اس طرح اس نے بربری قبائل کو بھی فتنہ میں ملوث کر دیا۔ اس کے بعد یہ انہیں ساتھ لے کر حاکم باغیہ کی طرف بڑھا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی، چنانچہ وہ جبل کے علاقوں میں چلے گئے اور حاکم باغیہ نے ان پر چڑھائی کی لیکن شکست کھا کر اپنے علاقے میں واپس آیا تو ابویزید نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابوالقاسم نے باغیہ کے حکمران کانون کی مدد کی غرض سے قائم کو مجبور کر کے کتامہ کی طرف بھیجا۔ جب فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو ابویزید نے اپنے ساتھیوں سمیت ان پر شبخون مارا اور انہیں شکست دی لیکن وہ باغیہ کو سر نہ کر سکا۔

ابویزید نے بنی واسین کے ان بربری قبائل کو خط لکھا جو قصطیلہ کے گردونواح میں رہتے تھے تو انہوں نے 333ھ میں توزر کا محاصرہ کر لیا۔ تب وہ تبسہ کی طرف چلا گیا اور اس میں صلح کر کے داخل ہو گیا۔ پھر اسی طرح وہ بجایہ اور مرماجنہ میں بھی داخل ہو گیا، انہوں نے اسے ایک سفیدی مائل سلیٹی رنگ کا گدھا ہدیۃً دیا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ اس پر سوار ہوتا رہا یہاں تک کہ صاحب الحمار مشہور ہو گیا۔

ابویزید کا اربض پر قبضہ

اربض میں اس کی اطلاع کتامہ کی فوجوں کو پہنچی تو وہ منتشر ہو گئیں اور اس نے اربض پر قبضہ کر کے اس کے امام الصلوۃ کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے تبسہ کی طرف بھی ایک فوج بھیجی جس نے اس پر قبضہ کر کے اس کے حاکم کو قتل کر دیا۔ جب مہدیہ میں قائم کو خبر پہنچی تو وہ خوفزدہ ہو گیا اور اس نے شہروں اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے فوجوں کو بھیجا۔

بشری الصقلی کی سفارت

اب اس نے اپنے غلام بشری الصقلی کو باجہ کی طرف بھیجا اور لیسو د کو فوجوں کا سالار مقرر کیا تو اس نے مہدیہ کی جانب پڑاؤ ڈال دیا۔ خلیل بن اسحٰق کو قیروان کی طرف بھیجا تو اس نے وہاں پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا۔ خود ابو یزید باجہ میں بشری کی طرف گیا اور ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی۔ ابو یزید نے اپنے گدھے پر سوار ہو کر اپنا عصا پکڑا تو نکاریہ اس کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے پڑاؤ تک بشری کا مقابلہ کیا تو وہ شکست کھا کر تونس کی طرف چلا گیا۔ ابو یزید باجہ میں داخل ہو گیا اور اسے تاخت وتاراج کیا۔ بشری تونس کی طرف چلا گیا چنانچہ ہر طرف کے بربری مرتد ہو گئے پس اس نے تونس کو خیر باد کہہ دیا اور سوسہ چلا گیا۔ اور اہل تونس نے ابو یزید سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی اور ان پر والی مقرر کر کے وادی مجدرہ میں پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا، وہاں اس کی فوجیں آگئیں اور لوگ اس سے ڈر کر قیروان کی طرف بھاگ گئے، یوں جھوٹی افواہوں میں اضافہ ہو گیا۔

ابو یزید کی فوج کشی

اب ابو یزید نے اپنی فوجوں کو نواح افریقہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے وہاں پر غارت گری کی۔ بے شمار لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا پھر وہ رفادہ کی طرف گیا تو وہاں کے کتامہ منتشر ہو کر مہدیہ چلے گئے چنانچہ ابو یزید ایک لاکھ فوج کے ساتھ رفادہ گیا پھر وہ قیروان کی طرف بڑھا تو وہاں پر خلیل بن اسحٰق قلعہ بند ہو گیا، اس نے اسے صلح کا چکمہ دے کر پکڑ لیا۔ جب اسے قتل کرنا چاہا تو ابو عمار نے اسے مشورہ دیا کہ اسے زندہ رہنے دیا جائے مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے قیروان میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا۔ مشائخ نے اس سے ملاقات کی تو اس نے ڈانٹ ڈپٹ کے بعد اس شرط پر انہیں امان دی کہ وہ شیعوں کے مددگاروں کو قتل کر دیں۔

قیروان کے ایلچی

اس نے اہل قیروان میں سے اپنے ایلچیوں کا ایک وفد قرطبہ کے اطاعت گزار حاکم ناصر اموی کے پاس بھیجا جو اس کی دعوت قائم کرنے والا اور اس کی مدد کا طالب تھا۔ ایلچیوں کا یہ وفد کامیابی کے ساتھ کچھ وعدے لے کر اس کے پاس واپس آیا، جب بھی اسی طرح کے حالات پیش آتے وہ ہمیشہ ہی ان باتوں کو دہراتا رہا۔ یہاں تک کہ 335ھ کے آخر میں اس نے اپنے بیٹے ایوب کو بھیجا اور ناصر کے باقی ماندہ عہد حکومت میں بھی اس کا اس کے ساتھ رابطہ رہا۔

میسور سے مقابلہ

اب میسور مہدیہ سے فوجوں کے ساتھ گیا اور ہوارہ کے بنو کلان بھاگ کر ابو یزید سے جا ملے۔ چنانچہ انہوں نے اسے میسور سے جنگ کرنے کی ترغیب دی تو وہ اس کے بالمقابل آ گیا۔ خوب جنگ ہوئی اور ابو یزید اور نکاریہ نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ چنانچہ میسور کو شکست ہوئی اور ابو کملان نے میسور کو قتل کر دیا۔ اس کے سر کو پہلے قیروان اور پھر مغرب کی طرف بھیج دیا نیز اس کی چھاؤنی کو لوٹ لیا۔

ابو یزید نے اپنی فوجوں کو شہر کی طرف بھیجا جو بزور قوت اس میں داخل ہو گئیں اور انہوں نے بہت قتل عام اور مُثلہ کیا۔ اس طرح افریقہ کے نواح میں بھی بہت قتل عام ہوا اور بستیاں اور گھر خالی ہو گئے چنانچہ جو تلوار سے بچ گئے انہیں بھوک نے تباہ کر دیا۔ میسور کے قتل کے بعد ابو یزید لوگوں کو حقیر سمجھنے لگا پس وہ ریشم پہننے لگا اور چالاکیاں کرنے لگا۔ اس کے ساتھیوں نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر برا منایا اور شہروں کے رؤسا نے بھی اسے خطوط لکھے۔ اس دوران میں قائم مہدیہ میں پیچ وتاب کھا رہا تھا اور کتامہ اور منہاجہ کو اپنے ساتھ محاصرہ کرنے کے لیے جمع کر رہا تھا۔ ابو یزید بھی چل کر مہدیہ میں فروکش ہو گیا اور اس کی فوجوں نے یلغار کی جس میں انہیں ہمیشہ غلبہ حاصل ہوا۔ اس نے زویلہ پر قبضہ کر لیا اور جب وہ مصلیٰ میں ٹھہرا تو

قائم نے اپنے اصحاب سے کہا کہ وہ یہاں سے واپس چلا جائے گا لیکن اس نے مہدیہ کا محاصرہ جاری رکھا۔ چنانچہ قابس، طرابلس اور نفوسہ کے بربری قبیلے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے ان پر تین بار چڑھائی کی اور ہر بار شکست کھا کر بھی باز نہ آیا اور چوتھی بار بھی یہی ہوا۔ پھر مہدیہ کا محاصرہ سخت کر دیا گیا چنانچہ بھوک سے ان کا برا حال ہو گیا۔ کتامہ نے قسطنیہ میں اکٹھے ہو کر قائم کی امداد کے لیے پڑاؤ کر لیا۔ ابو یزد نے یکموس المزاتی اور رفجومہ کو ان کی طرف بھیجا تو قسطنیہ سے کتامہ کی چھاؤنی کا خاتمہ ہو گیا اور قائم ان کی مدد سے مایوس ہو گیا۔ ابو یزید کی فوجیں لوٹ مار کے لیے بکھر گئیں اور چھاؤنی خالی ہو گئی۔ اگرچہ ہوارہ اور بنی کملان کے سردار کے سوا کوئی آدمی وہاں باقی نہ رہا۔ قائم نے بربری قبائل سے بہت نامہ و پیام کیا مگر ابو یزید نے انہیں شک میں ڈال دیا۔ لہٰذا ان میں سے بعض مہدیہ کی طرف بھاگ گئے اور باقی لوگ اپنے اپنے وطنوں کی طرف کوچ کر گئے۔ تب اس کے دوستوں نے اسے مہدیہ سے چلے جانے کا مشورہ دیا تو انہوں نے ان کی چھاؤنی کو خیر باد کہا اور 334ھ میں قیروان آ گئے۔ اہل قیروان نے اسے گرفتار کرنے کی سازش کی تو اس نے ان کے مقابلہ میں کوئی مستعدی نہ دکھائی۔

ابو یزید کو ابو عمار کی ملامت

ابو یزید نے بکثرت دنیاوی مال حاصل کر لیا تھا، اس پر ابو عمار نے اسے برا بھلا کہا۔ تب اس نے ان کاموں سے توبہ کی اور باز آ گیا۔ اب اس نے پھر زہد و تقشف اختیار کر کے اُون پہننا شروع کر دیا۔ مہدیہ سے اس کے چلے جانے کی خبر پھیلی تو نکاریہ نے تمام شہروں میں قتل عام شروع کر دیا۔ لہٰذا اس نے بھی اپنی فوجوں کو بھیجا، جنہوں نے نواحی علاقوں میں تباہی مچا دی، شہری باشندوں پر بھی حملے کئے اور ان کے بہت سے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔

ایوب کا حملہ

ابو یزید نے اپنے بیٹے ایوب کو باجہ کی طرف بھیجا جس نے وہاں پر بربری قبائل اور دیگر نواحی علاقوں سے مدد ملنے کے انتظار میں چھاؤنی ڈال دی۔ اچانک حاکم مسیلہ علی بن حمدون اندلسی، کتامہ اور زوارہ کی فوجوں کے ساتھ وہاں آ پہنچا اور قسطنیہ، اربض اور سفباریہ کے پاس سے بھی گزرا۔ چنانچہ اس نے ان میں سے کچھ فوجوں کو اپنے ساتھ لیا تو ایوب نے اس پر شب خون مارا جس سے اس کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ اس کے گھوڑے نے اسے سخت زمین پر گرا دیا لہٰذا وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر ایوب اپنی فوج کے ساتھ تونس کی طرف گیا اور تونس کا راہنما حسن بن علی شیعہ کے داعیوں میں سے تھا پس اس نے شکست کھائی پھر دوبارہ اسے حملے کا موقع ملا۔

حسن بن علی سے جنگ

حسن بن علی نے کتامہ کے علاقے میں جا کر ان کے ساتھ قسطنیہ میں چھاؤنی ڈال دی۔ چنانچہ ابو یزید نے بربری فوج کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ پھر ہر جانب سے بربری فوجیں ابو یزید کے پاس جمع ہو گئیں جس سے اس کی قوت مستحکم ہو گئی۔

قلعہ سوسہ کا محاصرہ

اب اس نے سوسہ کی طرف جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور وہاں منجنیقیں نصب کر دیں۔ شوال 334ھ میں قائم ہلاک ہو گیا اور اس کا بیٹا اسماعیل منصور خلیفہ بن گیا۔ اس نے بنفس نفیس سوسہ کی طرف جانا چاہا مگر اس کے ساتھیوں نے اسے روکا تو اس نے سوسہ کی طرف فوج بھیجی دی، جب فوج سوسہ پہنچی تو انہوں نے ابو یزید سے جنگ کی جس میں ابو یزید کو شکست ہوئی اور وہ قیروان چلا گیا جہاں اس کی ناکہ بندی ہو گئی۔ چنانچہ ابو یزید کے ساتھی ابو عمار نے اسے دشمنوں کے گھیرے سے رہائی دلوائی اور وہ وہاں سے کوچ کر گیا۔

قیروان پر قبضہ

اب منصور نے مہدیہ سے سوسہ اور پھر قیروان جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باشندوں کو معافی اور امان دے دی۔ اس نے ابو یزید اور اس کے اہل وعیال سے حسن سلوک کیا لیکن ابو یزید کو تیسری بار کمک پہنچی تو اس نے حاکم قیروان کے خلاف جنگ کا ارادہ کر کے منصور کی فوج پر چڑھائی کر دی۔ اس پر شب خون مارا چنانچہ گھمسان کا رن پڑا اور اس کے دوستوں نے بڑی بے جگری سے جنگ کی مگر دن کے آخری حصے میں پراگندہ ہو گئے۔ پھر انہوں نے کئی بار حملے کیے لیکن منصور کو بھی گرد ونواح سے مدد مل گئی حتیٰ کہ 15 محرم کو اسے فتح حاصل ہو گئی۔ ابو یزید شکست کھا کر پسپا ہوا اور بہت سے بربری مارے گئے۔ منصور نے دور تک اس کا تعاقب کیا۔

محمد بن خزر کا اظہار اطاعت

پھر وہ تبسہ سے گزر کر باغایہ جا پہنچا جہاں اسے محمد بن خزر کا خط ملا جس میں اس نے اطاعت اور دوستی کے علاوہ مدد دینے کے لیے آمادگی کا اظہار کیا تھا۔ دوسری طرف منصور نے اسے ابو یزید کی نگرانی کرنے اور اسے گرفتار کرنے کے متعلق لکھا نیز اس سے وعدہ کیا کہ وہ اسے اس کام کے کرنے پر مال غنیمت کا بیسواں حصہ دے گا۔

منصور کی پیش قدمی

پھر وہ طبنہ کی طرف کوچ کر گیا جہاں مسیلہ کے حاکم جعفر بن علی نے اس سے تحائف و اموال کے ساتھ ملاقات کی۔ اسی اثناء میں اسے اطلاع ملی کہ ابو یزید بسکرہ میں مقیم ہے جہاں سے اس نے خط لکھ کر محمد بن خزر سے مدد طلب کی مگر اسے اس کی خواہش کے مطابق جواب نہیں ملا۔

بسکرہ کی طرف کوچ

اب منصور بسکرہ کی طرف چلا گیا تو وہاں کے باشندوں نے اس کا استقبال کیا۔ ابو یزید جبل سالات میں بنی برزال کی طرف کوچ کر گیا، وہاں سے جبل کتامہ کی طرف چلا گیا جسے اس زمانے میں جبل عیاض کہتے ہیں۔ چنانچہ منصور بھی اس کے تعاقب میں دمرہ تک گیا جہاں ابو یزید نے اس پر شب خون مارا، مگر شکست کھائی اور ناکام ہو کر جبل سالات کی طرف آ گیا۔ وہ پھر رمال چلا گیا اور بنو کملان نے اسے چھوڑ دیا آخر کار منصور نے اسے محمد بن خزر کے ایما پر امان دے دی۔

منصور کا مسلسل تعاقب

ابو یزید کے تعاقب میں منصور بھی جبل سالات میں جا اترا پھر اس کے پیچھے رمال تک گیا اور واپس آ کر منہاجہ کے علاقے میں داخل ہو گیا، یہاں اسے اطلاع ملی کہ ابو یزید جبل کتامہ کی طرف بھاگ گیا ہے لہٰذا منصور بھی اس کی طرف پلٹا اور کتامہ، عجیبہ، زدادہ، بنی زنداک، مزاتہ، مکناسہ اور مکلاشہ کی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھا، پس انہوں نے ابو یزید اور نکاریہ کی فوجوں کے ساتھ جنگ کر کے انہیں شکست دی لیکن انہوں نے جبل کتامہ کی پناہ لے لی اور منصور مسیلہ کی طرف کوچ کر گیا۔

ابو یزید قلعہ جبل میں

اب ابو یزید قلعہ جبل میں محصور ہو گیا اور منصور نے اس کے سامنے ڈیرے ڈال دیے۔ قلعے کا محاصرہ کر کے اس نے کئی دفعہ قلعہ پر چڑھائی کی لیکن ابو یزید نے ایک محل میں پناہ لے لی جو قلعے کی چوٹی پر واقع تھا۔ مگر اس کا بھی گھیراؤ کر لیا گیا اور بالآخر وہ اس میں داخل ہو گیا۔

ابو عمار کا قتل

اس جنگ میں ابو عمار نابینا اور یکموس المزاتی قتل ہو گئے اور ابو یزید بچ گیا مگر اس حالات میں کہ اسے اس کے تین اصحاب کے درمیان لوگوں

نے اٹھار کھا تھا اور اس کے زخموں سے خون ٹپکتا تھا۔ چنانچہ اسی اثناء میں وہ سخت زمین کے ایک گڑھے میں گر پڑا جس سے مزید کمزور ہو گیا۔ صبح کو اسے منصور کے پاس لایا گیا تو اس نے اس کے علاج کرنے کا حکم دیا پھر اس نے اسے بلا کر اسے لعن طعن کی اور اس پر حجت قائم کی لیکن اس کا خون بہانے سے پہلو تہی کی اور اس کا وظیفہ مقرر کر کے اسے مہدیہ کی طرف بھیج دیا۔ اس سے اچھا سلوک کر کے اس پر احسان کیا۔

ابو یزید کا انجام

زخموں سے چور ابو یزید کو پنجرے میں واپس لے جایا گیا مگر وہ 335ھ میں ان مہلک زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے مر گیا۔ چنانچہ اس کے حکم سے اس کی کھال کھینچی گئی اور اس میں توڑی بھر دی گئی تب اسے قیروان میں پھرایا گیا۔ اس کے اصحاب کی ایک جماعت بھاگ کر اس کے بیٹے فضل کے پاس چلی گئی جو معبد بن خزر کے پاس رہتا تھا۔ اس پر انہوں نے منصور کی فوج کے پچھلے حصے پر حملہ کر دیا اور منہاجہ کے امیر زیری بن مناد نے بھی چھپ کر ان پر حملہ کر دیا، منصور مسلسل ان کے تعاقب میں رہا یہاں تک کہ مسیلہ جا اترا جہاں معبد کا اثر ختم ہو گیا۔ اس اثنا میں اسے اپنے پڑاؤ میں تیہرت کے گورنر حمید بن یصل کی بغاوت کی خبر ملی جوان کے دوستوں میں سے تھا اور یہ کہ وہ تنس سے سمندر کے راستے وادی کے کنارے تک آ پہنچا ہے پس وہ تیہرت کی طرف بھاگ گیا اور تیہرت اور تنس پر اس نے والی مقرر کر دیا۔

قبیلہ لواتہ پر یلغار

پھر اس نے لواتہ پر یلغار کا ارادہ کیا مگر وہ رمال کی طرف بھاگ گئے۔ لہٰذا وہ 335ھ میں افریقہ کی طرف واپس آ گیا۔ پھر اسے اطلاع ملی کی فضل بن ابو یزید نے قسطیلہ کے گرد و نواح میں غارت گری کی ہے تو اسی سال وہ اس کی تلاش میں نکلا اور قفصہ پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے الزاب کے نواح میں پہنچا اور اس کے نزدیک ماداس کا جو قلعہ تھا، اسے فتح کر لیا۔

ابو یزید کے بیٹوں کا انجام

اس عرصے میں فضل رمال کی جانب بھاگ گیا اور اس نے منصور کو عاجز کر دیا۔ یہ 336ھ میں قیروان واپس آ گیا اور فضل، جبلِ اُوراس کی طرف چلا گیا۔ پھر وہاں سے اس نے باغایہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا مگر اس کے ساتھیوں میں سے ماطیط بن یعلی نے اس سے غداری کی اور اس کا سر کاٹ کر منصور کے پاس لے آیا، اس طرح ابو یزید اور اس کے ایک بیٹے کا معاملہ ختم ہو گیا اور ان کی فوج بکھر گئی۔ اس کے بعد مفراوہ کے رؤسا میں سے عبداللہ بن بکار نے ایوب بن ابو یزید کو قتل کر دیا۔ وہ بھی اس کے سر کو منصور کے پاس لے آیا تا کہ اس کا قرب حاصل کرے۔ اس کے بعد منصور نے بنی یفرن کے قبیلوں کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کی دعوت کے اثرات کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء للہ تعالیٰ وحدہ



باب: ۱۰

بنی یفرن کی مغربِ اوسط اور مغرب اقصیٰ میں پہلی حکومت

زناتہ کے بنی یفرن کے بہت سے ذیلی قبیلے ہیں جو مختلف وطنوں میں رہتے ہیں اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، ان میں سے بنی وارکو اور مرنجیصہ افریقہ میں اور کچھ تلمسان کے آس پاس رہتے تھے۔ تلمسان اور تاہرت کے درمیان بھی کچھ اقوام رہتی ہیں جن کی تعداد بہت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تلمسان شہر کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم آگے چل کر اس کا ذکر کریں گے۔

طنبہ کا محاصرہ

انہی قبیلوں میں سے عباسی دور حکومت کی ابتداء میں اس جانب ابوقرہ المترنی بھی تھا جس نے طنبہ میں عمر بن حفص کا محاصرہ کیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جب ابویزید کا معاملہ ختم ہو گیا اور منصور نے افریقہ میں رہنے والے بنی یفرن کو قتل کر دیا تو ان لوگوں نے جو تلمسان کے نواح میں رہتے تھے، اپنے وفد بنائے۔ ابویزید کے زمانے میں ان کا رہنما محمد بن صالح تھا۔

محمد بن صالح کا انجام

جب منصور نے محمد بن زر اور اس کی قوم مغراوہ کے معاملے کو سنبھالا تو اس کے اور بنی یفرن کے درمیان جنگ ہوئی جس میں محمد بن صالح، بنی یفرن کے عبداللہ بن بکار کے ہاتھوں مارا گیا جو بنی یفرن کے ہاں مقیم تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے یعلیٰ نے اس کا کام سنبھال لیا تو اس کی بہت شہرت ہوگئی اور اس نے یفکان شہر کی حد بندی کی۔

الناصر کی دعوت

عبدالرحمٰن الناصر نے جب وادی کے کنارے پر رہنے والے زناتہ کو امویوں کی اطاعت کی دعوت دی اور ان کے بادشاہوں سے دوستی کرنا چاہی تو یعلیٰ نے جلدی سے اس کی بات کو قبول کر لیا، خیر بن محمد خزر اور اس کی قوم مغراوہ نے بھی اس معاملے میں اس سے اتفاق کیا۔ اس نے 298ھ میں دہران پر چڑھائی کر کے محمد بن عون سے اسے چھین لیا جسے کتامہ کے صولات اللمیطی نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔ چنانچہ یعلیٰ نے بزور قوت اس میں داخل ہو کر اسے برباد کر دیا۔

خیر بن محمد کی یلغار

یعلیٰ نے خیر بن محمد کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کی تو میسور الخصی لمایا سے اپنے پیروکاروں کے ساتھ اس کے مقابلے میں نکلا۔ پس اس نے انہیں شکست دی اور تاہرت پر قبضہ کر کے میسور اور عبداللہ بن بکار کو گرفتار کر لیا۔ پھر خیر بن محمد نے اسے یعلیٰ بن محمد کی طرف بھیجا تاکہ وہ اس سے انتقام لے مگر اس نے اپنے خون کا ہم پلہ ہونے کی وجہ سے اس بات کو پسند نہ کیا اور اسے یفرن کے ان لوگوں کی طرف بھیج دیا جن پر اس نے حملہ کیا تھا۔

یعلیٰ کی سرگرمیاں

مغرب کی طرف سلطان یعلیٰ کی عظمت بڑھ گئی تو اس نے تاہرت سے طنجہ تک ہر مسجد کے منبر پر عبدالرحمٰن الناصر کا خطبہ پڑھایا۔ چنانچہ اس نے الناصر سے درخواست کی کہ وہ اپنے گھرانے کے آدمیوں کو مغرب کے شہروں پر والی مقرر کرے پس اس نے فاس پر محمد بن الخیر بن محمد بن عشیرہ کو مقرر کیا اور محمد نے اپنی حکمرانی کے ایک سال میں درویشی اختیار کیے رکھی اور اندلس میں جہاد اور پڑاؤ کے لیے اجازت طلب کی تو اس نے اس کی اجازت دے دی۔ اس کے عم زاد احمد بن ابوبکر بن احمد بن عثمان بن سعید کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا جس نے 344ھ میں مادنۃ القرویلین کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور سلطان یعلیٰ بن محمد ہمیشہ ہی مغرب میں بڑی عظمت کا حامل رہا یہاں تک کہ 347ھ میں المعز الدین اللہ کے بعد اس کے کاتب جوہر الصقلی نے قیروان سے مغرب تک جنگ کی۔

امیر زناتہ اور جوہر الصقلی

جب جوہر فوجوں کے ساتھ نکلا تو مغرب کے امیر زناتہ یعلیٰ بن محمد الیفرنی نے اس سے ملاقات کر کے اس کی اطاعت کو قبول کرنے اور اپنی قوم بنی یفرن اور زناتہ کے عہد بیعت کو توڑ کر اس کے ساتھ مل جانے میں جلدی کی۔ چنانچہ جوہر نے بظاہر ان باتوں کو قبول کر لیا مگر دل میں اس کو

ٹھکانے لگانے کی ٹھان لی۔ اس مقصد کے لیے اس نے اپنے شہر سے نکلنے کا دن منتخب کیا اور خفیہ طور پر اپنے بعض بااعتماد پیروکاروں کو یہ بات بتادی جنہوں نے فوج کے عقب میں ایک پارٹی پر حملہ کر دیا۔ پس کتامہ، منہاجہ اور زناتہ کے سردار نہایت سرعت سے ان کی طرف گئے اور یعلی کو پکڑ لیا اور پھر اس کو ایک تنور میں پھینک دیا گیا بعد ازاں کتامہ اور منہاجہ کے جوانوں نے نیزوں سے اس کا کچومر نکال دیا۔ ان قبائل میں اس کا خون رائیگاں چلا گیا۔ جوہر نے یفکان کے شہر کو تباہ و برباد کر دیا۔ چنانچہ زناتہ اس کے سامنے سے بھاگ گئے اور ان کے مطالبات کی حقیقت واضح ہوگئی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ جب جوہر الصقلی تاہرت سے جنگ کر کے واپس آرہا تھا کہ راستے میں اُسے یعلی ملا، اس نے شلف کے قریب اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، جس کے بعد بنی یفرن کی جماعت منتشر ہوگئی اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ وہ کچھ عرصہ بعد اس کے بیٹے بدوی کے پاس مغرب میں اکٹھے ہوئے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

ان قبیلوں کے بہت سے لوگ اندلس چلے گئے ان کے حالات اپنے موقع پر بیان ہوں گے۔ چنانچہ بنی یفرن کے ان لوگوں کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا لیکن کچھ مدت کے بعد یہ حکومت دوبارہ فاس میں قائم ہوئی پھر بالآخر سلا میں مستقل طور پر قائم ہوگئی اور وہاں ان میں باری باری حاکم مقرر ہوتے رہے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ



باب: ۱۱

بنی یفرن کی مغربِ اقصیٰ میں دوسری حکومت

جب جوہر الصقلی نے المعز کے سلطان یعلی بن محمد امیر بنی یفرن پر حملہ کیا تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے 347ھ میں مغرب پر قبضہ کر لیا جس سے بنی یفرن کی جمعیت منتشر ہوگئی اور اس کا بیٹا بدوی بن یعلی مغرب اقصیٰ کو چلا گیا جہاں سے اس نے جوہر کے حالات دریافت کئے تو وہ بھاگ کر صحرا میں چلا گیا اور وہیں رہا۔ یہاں تک کہ جوہر مغرب سے واپس آ گیا۔ کہتے ہیں کہ جوہر نے اسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا لیکن کچھ عرصہ بعد وہ قید خانے سے بھاگ گیا اور اس کی قوم بنی یفرن نے متفقہ طور پر اسے اپنا سردار بنا لیا۔ جوہر نے مغرب سے واپسی پر سبزہ زار کی طرف پناہ لینے والے ادارسہ اور بلاد غمارہ پر ان میں سے بنی محمد کے شیخ حسن بن کنون کو حاکم مقرر کیا۔

المستنصر کی سرگرمیاں

الحکم المستنصر نے 305ھ میں اپنی حکومت کے آغاز میں ہی اپنے وزیر محمد بن قاسم بن طلس کو مغرب پامال کرنے اور ادارسہ کے باقی لوگوں کا قلع قمع کرنے کے لیے فوجوں کے ساتھ بھیجا، چنانچہ وہ فوجوں کے ساتھ گیا اور ان کے شہروں پر غالب آ گیا۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اس نے 365ھ میں ان سب کو مغرب سے اندلس کی طرف بھگا دیا۔

امویوں کی دعوت

تب اس نے مغرب میں امویوں کی دعوت کے لیے راہ ہموار کی، اس کا آقا الحکم اپنے غلام غالب کے پاس آیا اور اسے سرحد کی ناکہ بندی کے لیے واپس بھیج دیا۔ پھر مغرب پر یحییٰ بن محمد بن ہاشم التجیبی کو حاکم مقرر کیا جو سرحد کا حاکم اعلیٰ تھا اور جس کو اس نے اجازت دی کہ وہ عرب فوجوں اور سرحدی فوجوں کے ساتھ غالب کی مدد کرے۔ یہاں تک کہ الحکم کو فالج کی بیماری نے آ لیا۔ چنانچہ مغرب میں مروانیہ کی ہوا تھم گئی اور حکومت سرحدوں کی ناکہ بندی اور دشمن کے دفاع کے لیے اپنے جوانوں کی محتاج ہوگئی۔ لہٰذا اس نے یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو وادی کے کنارے سے طلب کیا اور حاجت

مضجعی کو الزاب اور مسیلہ کے امیر جعفر بن علی حمدون کے ذریعے مدد دینے کو کہا جو شیعوں کے بلانے پر ان کی طرف آ رہا تھا۔ ان لوگوں کو حکومت سے وادی کے علاقے میں جس فائدے اور راحت کی امید ہو سکتی تھی اس پر انہوں نے اتفاق کر لیا اور گھنے جنگلات میں جو بربری قبیلے رہتے تھے، ان سے بھی مدد طلب کی کیونکہ انہوں نے بھی مصیبت کے دنوں میں اُسے سرگرداں رکھا تھا اور تکلیف بڑھانے میں کچھ کسر نہ چھوڑی تھی۔

بربری فوج قرطبہ میں

جب قرطبہ میں بربری فوجیں جمع ہو گئیں تو انہوں نے اسے اور اس کے بھائی یحییٰ کو مغرب کا حاکم مقرر کر دیا۔ انہوں نے ان دونوں کو وادی کے کنارے کے ملوک کو خلعتیں دینے کے لیے خلعتیں، بہت سا مال اور لباس فاخرہ دیے۔ چنانچہ جعفر 365ھ میں مغرب کی طرف گیا اور وہاں کا نظم وضبط قائم کیا۔ زناتہ کے ملوک میں سے بدوی بن یعلی امیر بنی یفرن اور اس کا عم زاد بخت بن عبداللہ بن بکار، محمد بن الخیر بن خزر اور اس کا عم زاد بکساس ابن سید الناس، عطیہ بن تبادھا کے دونوں بیٹے زیری اور مقاتل، خزرون اور ابن سعید امیر مغراوہ، اسماعیل بن البوری امیر مکناسہ، محمد اور ابن محمد الاداخی وغیرہ اکٹھے ہو گئے تو ان میں سے بدوی بن یعلی طاقت اور حُسنِ اطاعت میں سب سے بڑھ کر تھا۔ الحکم نے اس کی جگہ ہشام المؤید کو حاکم مقرر کر دیا اور محمد بن ابی عامر حجابت کا کام تنہا کرنے لگا۔ اس نے وادی کے شہر سبتہ پر اپنا حاکم مقرر ہونے پر اکتفا کرتے ہوئے سلطان کی فوجوں اور حکومت کے آدمیوں کے ساتھ مل کر اس کا انتظام کیا، اسے ارباب تیغ وقلم سے زینت دی اور اس کے ماوراء علاقے کا نظم وضبط سنبھالنے کے لیے ملوک زناتہ پر اعتماد کیا چنانچہ انہیں انعامات اور خلعتوں سے نوازا اور ان کے وفود کا احترام کرنے لگا۔ لہٰذا جو شخص ان میں سے سلطان کے وظیفہ خواروں کی فہرست میں نام لکھانے میں رغبت کرتا، اس کی عزت کرنے لگا۔ لہٰذا وہ حکومت کی عملداری اور دعوت کے پھیلانے میں کوشش کرنے لگے۔ پھر اس نے وادی کے کنارے کے امیر جعفر بن علی اور اس کے بھائی یحییٰ کے درمیان عداوت پیدا کر دی چنانچہ یحییٰ نے شہر کو اپنے لیے حاصل کیا اور اکثر آدمیوں کو بھی ساتھ لے گیا۔

امیر جعفر کا حال

پھر جعفر پر بھی وہی مصیبت آ پڑی جو اس نے جنگ کے دنوں میں برغواطہ پر ڈالی تھی۔ محمد بن ابی عامر نے اس کی استقامت اور چوکسی کو دیکھ کر اپنی حکومت کے آغاز میں اسے بلایا اور اندلس میں الحکم سے اسے جو تکلیف پہنچی تھی اس کا حساب چکایا۔ پھر وہ اس کے بھائی کے لیے مغرب کی عملداری سے الگ ہو گیا اور سمندر پار کر کے ابن ابی عامر کی طرف گیا جہاں وہ ایک اچھی جگہ پر اتر گیا۔ چنانچہ زناتہ تابعداری کے ذریعے حکومت کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگے۔

خزرون کا حملہ

پس خزرون بن فلفول نے 336ھ میں سجلماسہ پر حملہ کیا اور اس میں داخل ہو کر آل مدرار کی حکومت کا خاتمہ کر دیا چنانچہ منصور نے اسے وہاں کا حکم مقرر کر دیا جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔

امیر بلکین کا حملہ

اس فتح کے بعد افریقہ کے امیر بلکین بن زیری نے 369ھ میں شیعہ کے لیے مغرب پر اپنا مشہور حملہ کیا۔ محمد بن ابی عامر نے بنفس نفیس اس کے دفاع کے لیے قرطبہ سے جزیرہ کی طرف کوچ کیا جہاں اس نے بیت المال سے سو توڑے اٹھائے اور پھر لاتعداد فوج لے کر گیا۔ جعفر بن علی بن حمدون سبتہ کی طرف بڑھ گیا اور ملوک زناتہ بھی اس کے ساتھ مل گئے۔ بلکین اس کو چھوڑ کر برغواطہ سے جنگ کرنے کے لیے واپس آ گیا۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں 373ھ میں وفات پا گیا۔ جعفر اپنے مقام کی طرف یعنی ابن ابی عامر کے پاس لوٹ آیا مگر اس نے اس کے قیام سے

موافقت نہ کی۔ اس دوران میں حسن بن کنون قاہرہ سے عبدالعزیز بن نزار بن معد کا خط لے کر افریقہ کے حاکم بلکین کے پاس آیا کہ وہ مغرب کے بادشاہ کو اپنے مال اور فوج سے مدد دے۔ چنانچہ بلکین نے اس مقصد کے لیے اسے خاصا مال عطا کیا نیز بعد میں اس سے دگنا مال دینے کا وعدہ بھی کیا۔ پھر وہ مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہاں پر مروانیہ کی اطاعت مستحکم ہو چکی ہے۔ کچھ مدت کے بعد بلکین فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے منصور نے اس کے کاموں سے بے رغبتی اختیار کی۔ چنانچہ اس نے حسن بن کنون کو اپنے پاس بلا لیا۔

محمد بن عبداللہ عسکلاجہ

ابو محمد بن ابی عامر نے اپنے عم زاد محمد بن عبداللہ کو جس کا لقب عسکلاجہ تھا، 375ھ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا۔ وہ خود اس کے پیچھے پیچھے جزیرہ کی طرف آیا تا کہ رالقصہ پر چڑھائی کرے۔ جب حسن بن کنون کا گھیراؤ ہو گیا تو اس نے امان طلب کی۔ عمرو اور عسکلاجہ اس کے ضامن ہوئے اور اس نے اسے الحضرۃ کی طرف واپس کر دیا۔ ابن ابی عامر ابھی اس سے آگے نہ بڑھا تھا کہ اس نے سوچا، اس کی بکثرت عہد شکنی کی وجہ سے اس کا کوئی اعتبار نہیں لہٰذا اس نے اپنے ایک قابل اعتبار آدمی کو اس کا سر لانے کو بھیجا۔ اس طرح ادارسہ کی حکومت اور ان کے اثر کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن اس نے اپنی کارکردگی سے عمرو اور عسکلاجہ کو برافروختہ کر دیا۔ منصور کے پاس اس کے متعلق جن باتوں کی چغلی کی گئی تھی ان کے ردعمل سے بچنے کے لیے وہ فوج کی طرف چلا گیا۔ آخر کار منصور نے اسے وادی کے کنارے سے بلایا اور اسے اس کے مقتول ابن کنون کے پاس پہنچا دیا۔

حسن بن احمد کی وزارت

اس نے وادی کے کنارے پر وزیر حسن بن احمد بن عبدالودود سلمی کو حاکم مقرر کر دیا اور اس کے منصب میں اضافہ کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنے ہاتھوں سے خوب مال دیا اور 376ھ میں اپنی عملداری میں پہنچ گیا۔ اس نے مغرب کا نظم و نسق نہایت اچھی طرح چلایا جس سے بربر اس سے خوفزدہ ہو گئے وادی کے کنارے پر یہ فاس کے مقام پر اترا تو وہاں کے سلطان نے اس کی مدد کی جس سے اس کی فوج میں اضافہ ہو گیا۔ اسی طرح مضافات کے ملوک بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے حتیٰ کہ اس نے ابن ابی عامر کو اس کی ہٹ دھرمی کے انجام سے ڈرایا اور اس کی اطاعت کی آزمائش کرنے کے لیے اسے بلایا تو وہ جلدی سے اس کے ساتھ مل گیا پس اس نے اس کی عزت میں اضافہ کر دیا اور اسے دوبارہ اس کے کام پر مقرر کر دیا۔

بدوی کا مقابلہ

ملوک زناتہ میں سے بدوی بن یعلی امویوں کے متعلق بڑا مضطرب اور ان کی اطاعت سے بہت خوفزدہ تھا۔ منصور بن ابی عامر نے اس کے ساتھی زیری بن عطیہ کے درمیان مصالحت کرانے کی کوشش کی لیکن دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے مقابلہ میں مسلسل استقامت دکھاتا تھا۔ منصور زیری کی طرف بہت میلان رکھتا تھا اور اس کے خلوص، اس کی اطاعت اور نیک نیتی نیز اس کے پاس بے دھڑک چلے آنے کی وجہ سے اس پر بہت اعتماد کرتا تھا۔ اس کو امید تھی کہ وہ بدوی بن یعلی کا مقابلہ کر کے اس سے قیادت حاصل کرے گا لہٰذا اس نے 377ھ میں زیری کو الحضرۃ طلب کیا جس پر وہ جلدی سے اس کے پاس آیا اور اس سے ملاقات کی۔ منصور نے اس کا نہایت شان دار طریق پر استقبال کیا اور اسے بڑے انعامات سے نوازا پھر اس نے بدوی کو بھی یہی زحمت دی مگر وہ نہ آیا بلکہ اس نے اس کے ایلچی سے کہا کہ ابن ابی عامر سے کہنا کہ اس نے جنگلی گدھوں کو کبھی نعل بندوں کی اطاعت کرتے دیکھا ہے۔ بعد ازاں اس نے خوب کھل کر فساد شروع کر دیا۔

اس کے مقابلے میں حسن بن عبدالودود حاکم مغرب اپنی اور اندلسی فوجوں کے علاوہ وادی کے بادشاہوں کے ساتھ زیری بن عطیہ کی مدد کے لیے گیا اور بدوی نے بھی ان کے مقابلے میں فوج اکٹھی کر کے 381ھ میں ان سے جنگ کی جس میں اسے غلبہ حاصل ہوا اور سلطان کی فوج کے ساتھ مفراوہ کی فوجیں بھی شکست کھا گئیں۔ چنانچہ انہوں نے خوب قتل عام کیا۔ وزیر حسن بن عبدالودود کو بھی کئی زخم آئے جن سے وہ کچھ دن بعد

ہلاک ہوگیا۔ ابن ابی عامر کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ غمگین ہوگیا اور اس نے زیری کو فاس کا نظم ونسق سنبھالنے اور حسن کے ساتھیوں کو مدد دینے کے لیے لکھا پھر اسے مغرب کا والی مقرر کر دیا۔ بدوی نے متعدد بار فاس میں اس کا مقابلہ کیا۔ اس کا مفصل تذکرہ ہم ان کی حکومت کے ذکر میں کریں گے۔

زیری کی بغاوت

ابوالبہار بن زیری بن مناد منہاجی نے اپنی قوم سے الگ ہو کر شیعوں کی اطاعت کو خیر باد کہا پھر اپنے بھائی منصور بن بلکین حاکم قیروان سے بغاوت کر کے سواحل تلمسان میں چلا آیا جہاں اس نے ابن ابی عامر کے ساتھ ماوراء کے علاقے سے گفتگو کی۔ اپنے بھتیجے اور اپنی قوم کے سرداروں کو جب اس کے پاس بھیجا تو اس نے فاس میں زیری کے ساتھ اسے اموال وعطیات دیے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ یوں دونوں کو بدوی کی مدافعت پر اکٹھا کرنے سے اس کی حالت ان دونوں کے درمیان خراب ہوگئی یہاں تک کہ ابوالبہار اپنے بھتیجے منصور کی حکومت میں واپس چلا گیا۔ اب زیری نے اس کے ساتھ جنگ کی جس میں اس کو فتح حاصل ہوئی۔ ابوالبہار پہلے سبتہ چلا گیا، پھر اپنی قوم کی طرف واپس آیا۔ اس کے بعد زیری کو بڑی عظمت حاصل ہوگئی۔

بدوی اور زیری کی جنگ

زیری اور بدوی کے درمیان جنگ ہوئی جس میں زیری نے اس کی چھاؤنی اور سب مال اسباب لوٹ لیا چنانچہ اس کی بیوی بھی قیدی بنالی گئی۔ اس کی قوم کے تقریباً تین ہزار سواروں کو زیری نے قتل کر دیا اور وہ 383ھ میں فرار ہو کر صحرا کی طرف چلا گیا اور پھر وہیں مر گیا پس اس کی قوم کی امارت اس کے بھائی زیری بن یعلیٰ کے بیٹے حبوس نے سنبھال لی۔

بعدازاں اس کے عم زاد ابویداس بن دوناس نے امارت کے لالچ میں اسے قتل کر دیا لیکن اس کی قوم نے اس کے سردار بننے میں اختلاف کیا چنانچہ وہ اپنی آرزو میں ناکام ہوگیا اور اپنی قوم کی ایک بڑی فوج کے ساتھ سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا۔

حمامہ کی امارت

اس کے بعد بنی یفرن کی امارت حبوس مذکور کے بھائی حمامہ بن زیری بن یعلیٰ نے سنبھالی جس سے بنی یفرن کی حالت درست ہوگئی۔ بدوی کے حالات میں کئی دفعہ اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ اس کے اور زیری بن عطیہ کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا تھا اور یہ دونوں یکے بعد دیگرے فتح حاصل کر کے فاس کی حکومت حاصل کرتے تھے۔ جب زیری منصور کے پاس آیا تو بدوی نے فاس پر قبضہ کر کے مغراوہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ جب زیری واپس آیا تو بدوی فاس میں قلعہ بند ہوگیا۔ چنانچہ زیری نے جنگ کی اور مغراوہ اور بنی یفرن کے بہت سے لوگوں کو اس محاصرے سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر زیری نے 383ھ میں بزور قوت فاس میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو دارالخلافہ قرطبہ میں بھیجا۔ واللہ اعلم

اور جب بنی یفرن نے حمامہ پر اتفاق کر لیا تو وہ انہیں مغرب میں شالہ مقام پر لے گیا اور اس مقام پر نیز اس کے اردگرد کے علاقے تازلہ پر قبضہ کر لیا گویا اسے زیری سے چھین لیا اور بنی یفرن کا سردار ہمیشہ اسی عملداری میں رہا۔ زیری اور مغراوہ کے ساتھ اس کی مسلسل جنگ جاری رہی البتہ حاکم قیروان منصور کے ساتھ اس کو محبت تھی۔ چنانچہ 406ھ میں جب وہ قلعہ میں اپنے چچا حماد کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، اس نے منصور کو ہدیہ بھیجا اور اس کے ساتھ اپنے بھائی زادی بن زیری کو بھیجا تو اس نے ڈھولوں اور جھنڈوں کے ساتھ اس سے ملاقات کی۔

ابوالکمال کی امارت

جب حمامہ فوت ہوگیا تو اس کے بعد اس کے بھائی امیر ابوالکمال تمیم بن زیری بن یعلیٰ نے بنی یفرن کی امارت سنبھالی۔ چنانچہ اس نے خود کو

ان کی حکومت کے لیے مخصوص کرلیا۔ چونکہ وہ اپنے دین میں مخلص اور جہاد کا دلدادہ تھا لہٰذا وہ برغوالہ سے جہاد کے لیے واپس گیا جہاں اس نے مفراوہ سے صلح کرلی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے سے اجتناب کیا لیکن جب 424ھ کا سال آیا تو ان دونوں قبیلوں یعنی بنی یفرن اور مفراوہ کے درمیان از سر نو عداوت پیدا ہوگئی اور قدیم کینے بھڑک اٹھے۔ ابوالکمال حاکم شالہ اور تاذلہ نے یفرن کی فوجوں کے ساتھ چڑھائی کی اور حمامہ بن المعز قبائل مفراوہ کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا۔ ان کے درمیان متعدد جنگیں ہوئیں جس سے مفراوہ پراگندہ ہوگئے اور حمامہ وجدہ کی طرف بھاگ گیا لہٰذا امیر ابوالکمال تمیم اور اس کی قوم فاس پر قابض ہوگئے۔ مفراوہ مغرب کی عملداری پر غالب آگئے۔ تمیم نے فاس شہر کے یہودیوں کو لوٹا، ان کے جانوروں کو مارا اور ان کی مقدس اشیا کو مباح قرار دے دیا۔

پھر حمامہ نے وجدہ سے مفراوہ اور زناتہ کے بقیہ قبائل کو جمع کیا۔ اسی طرح مغرب اوسط کے تمام علاقے کی قیام گاہوں میں لوگوں کو جمع کرنے والے کارندے بھیجے۔ آخر وہ تنس کے زعما سے فریاد کرتا ہوا وہاں پہنچا اور جو لوگ وہاں سے دور تھے، ان سے اس نے خط و کتابت کی۔ 429ھ میں اس نے فاس پر چڑھائی کر دی پس ابوالکمال تمیم وہاں سے بھاگ کر اپنے ملک کے دارالخلافہ شالہ میں چلا گیا اور اپنی وفات تک اپنی عمل داری میں ہی اقامت پذیر رہا۔ اس کی وفات 446ھ میں ہوئی۔

ولی عہد حماد

اس کے بعد اس کا بیٹا حماد والی بنا یہاں تک کہ وہ بھی 339ھ میں فوت ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف والی بنا اور وہ بھی 458ھ میں وفات پا گیا۔ اس کے بعد اس کا چچا محمد بن امیر ابی تمیم والی بنا جو لمتونہ کی جنگوں میں اس وقت ہلاک ہوگیا جب تمام مغرب پر ان کا غلبہ ہو چکا تھا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

والملک للہ یوتیہ من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین

ابویداس بن دوناس نے حبوس بن زیری بن یعلیٰ بن محمد سے جنگ کی۔ جب بنو یفرن نے اس کے بارے میں اختلاف کیا اور وہ ان کو اکٹھا کرنے میں ناکام ہوگیا تو 482ھ میں سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا جہاں اس کے بھائیوں ابوقرہ، ابوزید اور عطاف نے اس کی بڑی قدر و منزلت کی۔ چونکہ ان سب کو منصور کے ہاں ترجیح اور عزت حاصل تھی، اس لیے اسے بھی جملہ رؤساء اور امراء میں شامل کر کے وظیفہ اور جاگیریں انعام میں دی گئیں۔ اس کے جوانوں کے علاوہ اس کی قوم کے ان لوگوں کے نام بھی مراعات یافتہ کے زمرے میں لکھوائے گئے جو اس کے ساتھ آئے تھے۔ پس اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور حکومت میں اس کی شان بلند ہوگئی۔

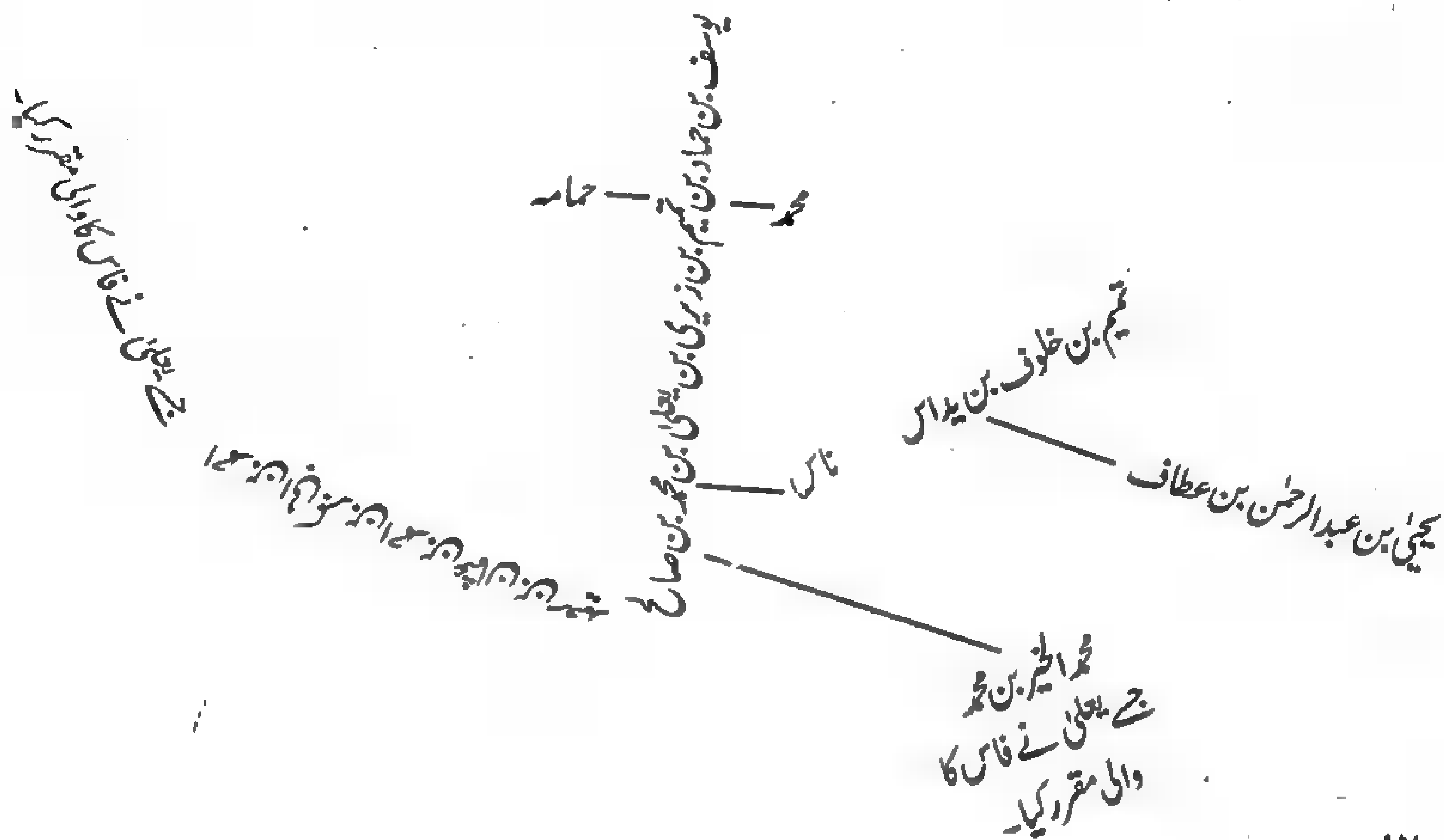
خلافت کے لیے جنگ

جب اندلس کی خلافت میں ابتری پھیل گئی تو اس نے اندلس کی فوجوں کو لے کر بربری قبائل کے ساتھ جنگوں میں حصہ لیا اور میدان جنگ میں بڑے عجیب و غریب کارنامے دکھائے۔

قرطبہ پر قبضہ

جب 400ھ میں المستعین نے قرطبہ پر قبضہ کرلیا اور اندلس کے بربری اس کے پاس اکٹھے ہوگئے تو مہدی سرحدوں پر چلا گیا۔ جلالقہ کے طاغیہ نے بھی فوجیں جمع کیں جن کے ساتھ اس نے غرناطہ پر چڑھائی کردی۔ المستعین جب اپنی بربری فوجوں کے ساتھ ساحل تک آیا تو مہدی نے بھی اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ پھر وادی ایرہ میں دونوں فوجوں نے ایک دوسرے پر حملہ کردیا۔ فریقین کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں بربری فوجوں کی سخت آزمائش ہوئی۔ اس اثنا میں ابویداس کی شہرت خاصی پھیل گئی اور گھمسان کی جنگ کے بعد مہدی، طاغیہ اور ان کی فوجیں شکست کھا گئیں۔ ابویداس بن دوناس کو میدان کارزار میں مہلک زخم آیا جس سے آخر کار وہ مرگیا اور وہیں دفن کیا گیا۔

اس کے بیٹے خلوف اور اس کے پوتے تمیم بن خلوف اندلس میں زناتہ کے جوانوں میں سے تھے جن کو شجاعت اور امارت حاصل تھی۔ یحییٰ بن عبدالرحمٰن جو اس کے بھائی عطاف کا بیٹا تھا، وہ بھی ان جوانوں میں شامل تھا جن کو بنی حمود اور قاسم میں خصوصی مرتبہ حاصل تھا اور اس نے اپنے دور خلافت میں سے قرطبہ کا والی مقرر کیا تھا۔ والبقاء للہ وحدہ



باب: ۱۲

اندلس میں ابونور بن ابوقرہ کی حکومت

ابونور بن ابوقرہ بن ابو یفرن ان بربری جوانوں میں سے تھا جن سے ان کی قوم نے ہنگامی حالت میں مدد مانگی تھی۔ چنانچہ اس نے ایام الطوائف میں رندہ پر غلبہ پالیا نیز وہاں سے 405ھ میں امویوں کے غلام عامر بن فتوح کو نکال کر اس پر قبضہ کر لیا اور خود وہاں کا بادشاہ بن گیا۔

ابن عباد

اشبیلیہ میں جب ابن عباد کی طاقت بڑھ گئی اور اس نے مضافات و سرحدات پر قبضہ کر لیا تو اس کے اور ابونور کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ حاکمیت اور انحراف میں اس کے احوال اس سے مختلف ہو گئے اور 443ھ میں بربری قبائل کے ساتھ رندہ اور اس کے مضافات بھی اس کے قبضے میں آ گئے۔ اس کے بعد اس نے 450ھ میں اسے ایک ولیمے میں شرکت کی دعوت دی اور ایک خط کے ذریعے اس سے سازش کی یعنی اسے اپنے محل کی ایک لونڈی کی زبانی اس کے بیٹے کی حرام کاریوں سے خود کو پہنچنے والی تکلیف کی شکایت کرائی پس اس نے اس کے شہر میں جا کر اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ جب وہ اس کی سازش کو سمجھ گیا تو اسی غم سے گھل گھل کر مر گیا۔

ابونصر

پھر جب اس کا دوسرا بیٹا ابونصر 457ھ میں والی بنا تو اس کے ساتھ اس کے بعض سپاہیوں نے غداری کی۔ چنانچہ وہ بھاگتا ہوا باہر نکلا اور

دیوار سے گر کر مر گیا۔ المعتمد نے اس کے قبضے سے رندہ کو چھڑا لیا لیکن بعض کہتے ہیں کہ یہ بات 445ھ میں حمام کے واقعہ میں ہوئی جس میں ابو نور ہلاک ہو گیا اور جب اس کی اطلاع اس کے بیٹے ابو نصر کو ملی تو جو ہوا سو ہوا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب: ۱۳

بنی یفرن کے ذیلی قبیلے مرنجیصہ کے حالات

بنی یفرن کا یہ قبیلہ افریقہ کے نواح میں رہتا تھا اور اسے بڑی کثرت و قوت حاصل تھی۔ جب ابو یزید نے شیعوں کے خلاف بغاوت کی تو انہوں نے عصبیت کی وجہ سے اس کی مدد کی کیونکہ یہ ان کے بنو وارکو کے ماموؤں میں سے تھا۔ پھر اس کا معاملہ ٹھپ ہو گیا تو شیعوں کی حکومت اور ان کے منہاجی مددگاروں کے علاوہ ان کے افریقی حکمرانوں نے انہیں جبر و قہر سے پکڑ لیا اور ان کے مال و جان پر مصائب نازل کیے۔ یہاں تک کہ یہ نیست و نابود ہو گئے اور تاوان ادا کرنے والے قبائل میں شمار ہونے لگے۔ ان کے کچھ بقیہ قبیلے قیروان اور تونس کے درمیان رہائش پذیر ہو گئے۔ یہ لوگ گایوں، بکریوں اور خیموں والے تھے۔ جو اس کے نواحی علاقوں میں سفر کرتے اور معاش کے لیے کھیتی باڑی کرتے تھے۔ جب موحدین نے افریقہ پر قبضہ کیا تو یہ لوگ اسی حالت میں تھے اور ان پر تاوان اور ٹیکس لاگو تھے۔ انہیں سلطان کے ساتھ جنگوں میں متعدد فرائض سرانجام دینے پڑتے تھے۔

زوادده کا اخراج

جب بنی سلیم میں سے الکعوب نے افریقہ کے نواح پر قبضہ کیا تو انہوں نے ریاح کے زوادده کو جو اس دور میں حکومت کے دشمن تھے، وہاں سے نکال دیا۔ سلطان نے ان لوگوں کے خلاف ان سے مدد مانگی جنہوں نے قابس سے باجہ تک افریقہ کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔ پھر ان کی امارت، حکومت کے لیے سخت ہو گئی اور ان سے بار بار مدد طلب کرنا پڑی تو انہوں نے جو مضافات اور خراج طلب کیے، بادشاہ نے انہیں جاگیر کے طور پر دے دیے اور ان کی جاگیروں میں مرنجیصہ کا خراج بھی شامل تھا۔

قیروان پر حملہ

جب بنو مرین نے قیروان پر حملہ کیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد اس فتنہ کو روکنے کے لیے جس میں عربوں نے بادشاہ اور اس کی حکومت پر غلبہ پا لیا تھا، مذکورہ کعوب کو مرنجیصہ کے قبیلوں میں بار برداری کے لیے گھوڑوں اور جنگوں میں غلبہ پانے کے لیے سواروں کی بڑی قوت حاصل تھی۔ لہٰذا یہ ان کے لیے قرابت دار اور خادم بن گئے۔ ان لوگوں نے ان پر غلاموں کی طرح تسلط حاصل کر لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ کی آگ کو فرو کر دیا اور خصوصی بادشاہ مولانا سلطان ابو العباس کی وساطت سے مٹی ہوئی خلافت و حکومت کو قائم کر دیا جس سے فضا صاف ہو گئی اور افق روشن ہو گیا۔ اس نے محکوم عربوں کو اپنے مضافات سے دور کر دیا اور اپنی رعایا پر ان کے ظلم و جور کو روک دیا۔ چنانچہ مرنجیصہ کے ان لوگوں کو عربوں کی پناہ لینے اور ان کے ساتھ سفر کرنے کے باعث سزا دینے کے بعد اپنا مقرب بنا لیا۔ اس طرح انہوں نے دوبارہ اپنا حق حاصل کر لیا اور شمولیت میں اخلاص کا اظہار کیا لہٰذا جس تاوان اور خراج کے قوانین سے وہ مالوف تھے، اس کی طرف واپس آ گئے اور اس دور تک وہ اسی حالت پر قائم ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا

☆☆☆

باب: ۱۴

قبائل زناتہ میں سے مغراوہ کی مغرب میں حکومتیں اور ان کے حالات

مغراوہ کے یہ قبائل زناتہ کے وسیع تر ذیلی قبیلوں میں سے تھے اور یہی لوگ ان میں سے جنگجو اور غلبہ والے تھے۔ ان کا نسب مغراوہ بن یصلتن بن مسرا بن زاکیا بن ورسیک بن الدیرات بن جانا تک جاتا ہے جو بنی یفرن اور بنی یرنیان کے بھائی بند ہیں۔ چنانچہ ان کے نسب میں جو اختلاف پایا جاتا ہے، اسے بنی یفرن کے حالات میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

مغراوہ کے ذیلی قبائل

ان کے ذیلی قبیلے بہت سے ہیں جیسے بنی یلنث، بنی زنداک، بنی رواو، رتزمیر، بنی ابی سعید، بنی ورسیعان اغواط اور بنی ریقہ وغیرہ اور مغرب اوسط میں ان کی فرودگاہیں شلف سے تلمسان تک، اور پھر جبل مدبولہ تک اور اس کے نواح میں ہیں، ان کی اپنے رشتہ داروں یعنی بنی یفرن کے ساتھ کبھی صلح کبھی لڑائی گویا صحرائی حالات میں اکثر مقابلہ ہوتا رہتا ہے۔ البتہ قبائل مغراوہ کی صحرا میں بہت بڑی آبادی پائی جاتی ہے جس نے اچھی طرح اسلام قبول کیا تھا۔

امیر صولات کی ہجرت

اس قوم کے امیر صولات بن وزمار نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفانؓ کے پاس گیا تو آپ نے اس کی ہجرت کی وجہ سے اس کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور اسے اس کی قوم اور وطن کا امیر بنا دیا۔ چنانچہ اس عزت افزائی سے خوش ہو کر قبائل مغر کی مدد کرتا ہوا اپنے علاقے میں واپس آ گیا اور ہمیشہ اس کی یہی حالات رہی۔

لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ بربری قبائل نے اسلام قبول کرنے سے پہلے عربوں کے ساتھ جو جنگیں کی تھیں، ان میں سے ایک جنگ میں عربوں نے ان پر فتح پائی اور اسے قیدی بنا کر پکڑ لیا تھا لیکن اسے اپنی قوم میں جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے اسے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے اس پر احسان کیا جس سے متاثر ہو کر اس نے اسلام قبول کر لیا لہٰذا آپ نے اس کی عملداری میں اسے امیر مقرر کر دیا۔ پس اس نے حضرت عثمانؓ اور آپ کے اہل بیت کی دوستی کی وجہ سے جو بنی امیہ میں سے تھے، صولات اور مغراوہ کے دیگر قبیلوں کو مخصوص کر دیا اور وہ دیگر قریش کے مقابلے میں ان کے خاص آدمی تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اسی دوستی کا لحاظ کرتے ہوئے اندلس میں دعوت مروانیہ کی مدد کی، جیسا کہ آپ کو آگے چل کر ان کے حالات سے معلوم ہو جائے گا۔

امیر صولات کے جانشین

جب امیر صولات فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے حفص نے مغراوہ اور دیگر قبائل زناتہ کی امارت سنبھال لی۔ جب مغرب اقصیٰ میں خلافت کے سائے سمٹنے لگے اور میسرۃ اور المقمر اور مظفر کا فتنہ سایہ فگن ہونے لگا تو خزر اور اس کی قوم قیروان میں مضریوں کی حکومت پر غالب آ گئے چنانچہ ان کی حکومت قائم ہو گئی اور مغرب اوسط کے صحرائی زناتہ میں ان کے بادشاہ کی شان و عظمت میں اضافہ ہو گیا۔

بنی امیہ کا زوال

پھر مشرق میں بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا لیکن مغرب میں فتنہ برپا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ قوت وتکبر میں بڑھ گئے۔ اس اثنا میں خزر فوت ہو گیا اور اس کی حکومت اس کے بیٹے محمد نے سنبھالی۔

ادریس بن عبداللہ

ادریس الاکبر بن عبداللہ بن حسن بن الحسن 170ھ میں الہادی کی خلافت کے زمانے میں مغرب کی طرف گیا اور مغرب کے بربری قبائل جو اربہ، صدینہ اور مقیلہ سے تعلق رکھتے تھے، اس کی حکومت کے ذمہ دار بن گئے لہٰذا اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور بقیہ ایام میں مغرب بنو عباس کی اطاعت سے باہر نکل گیا۔ پھر وہ 174ھ میں مغرب اوسط کی طرف گیا تو محمد بن خزر نے اس کا استقبال کیا اور اس کی اطاعت اختیار کر کے اپنی قوم کی جانب سے اس کی بیعت کر لی۔

بنی یفرن کے اہل تلمسان پر غالب آ جانے کے بعد اس نے اسے تلمسان پر قبضہ کرنے میں مدد دی چنانچہ ادریس بن ادریس کے لیے حکومت کی راہ ہموار ہو گئی اور وہ اپنے باپ کی تمام عملداری پر غالب آ گیا۔ اس کے علاوہ تلمسان پر بھی قبضہ کر لیا اور پھر بنو خزر اس کی دعوت کے اسی طرح ذمہ دار بن گئے جیسا کہ اس کے باپ کے لیے بنے تھے۔ اس کا بڑا بھائی سلیمان بن عبداللہ بن حسن بن الحسن جو مشرق سے اس کے پاس آ رہا تھا، ادریس الاکبر کے عہد میں تلمسان میں قیام پذیر ہوا لہٰذا اس نے تلمسان کی ریاست اسے اسی طرح دے دی جس طرح اس کے بیٹے ادریس نے سلیمان کے بعد اپنے عم زاد محمد کو دے دی تھی چنانچہ تلمسان کی ریاست اور اس کے نواحی شہر اس کی اولاد کے قبضے میں رہے پھر انہوں نے ریاست کو ساحلی سرحدوں تک آپس میں تقسیم کر لیا۔

حکومت کی تقسیم

پس تلمسان ادریس بن محمد بن سلیمان کی اولاد کے حصے میں آیا اور ارشکول عیسیٰ بن محمد کی اولاد کو ملا، تنس ابراہیم بن محمد بن محمد کو ملا، تلمسان کے بقیہ مضافات بنی یفرن اور مغراوہ کو ملے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں مغرب اوسط کے نواح میں حکومت ہمیشہ ہی محمد بن خزر کو حاصل رہی یہاں تک کہ شیعہ حکومت آ گئی اور ان کے لیے افریقہ کی حکومت ثابت ہو گئی۔

امیروں کا تقرر

عبداللہ مہدی نے عروبہ بن یوسف کتامی کو 298ھ میں فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا جس نے مغرب ادنیٰ پر قبضہ کر لیا اور واپس آ گیا۔ اس کے بعد اس نے مصالہ بن حبوس کو کتامہ کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا جس نے ادارسہ کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور ان سے عبیداللہ کی اطاعت کا مطالبہ کیا چنانچہ فاس پر یحییٰ بن ادریس بن عمر کو امیر مقرر کیا گیا جو ادارسہ کا آخری بادشاہ تھا لیکن اس نے ان کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

فاس کی امارت

اسی طرح اس نے مصالہ کو فاس کا امیر، اور موسیٰ بن ابوالعالیہ کو مکناسہ اور صاحب تارہ کا امیر مقرر کیا بعد ازاں مغرب کے نواح پر قابض ہو گیا اور آخر قیروان کی طرف واپس آ گیا۔

عمرو کی بغاوت

محمد بن خزر کی اولاد میں سے جو ادریس اکبر کا داعی تھا، عمرو بن خزر باغی ہو گیا اور اس نے زناتہ اور اہالیان مغرب واسط کو شیعہ بربویوں کے خلاف اکسایا۔ عبیداللہ مہدی نے مغرب کے قائد مصالہ کو 309ھ میں کتامہ کی فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ محمد بن خزر نے مغراوہ اور زناتہ کی بقیہ فوجوں

کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا، اس نے مصالہ کی فوجوں کو شکست دی اور پھر اسے قتل کر دیا۔ عبید اللہ نے 310ھ میں اس کے بیٹے ابوالقاسم کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا اور اسے محمد بن خزر اور اس کی قوم کے مقابلہ کے لیے سالار مقرر کیا لیکن وہ صحرا کی طرف بھاگ گئے، اس نے ملویہ تک ان کا تعاقب کیا چنانچہ وہ سجلماسہ چلے گئے۔

رب پر حملہ

ابوالقا　نے مغرب پر حملہ کر کے اس کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا اور پھر اس کی اطراف میں چکر لگایا چنانچہ اس نے ابن ابوالعالیہ کو از سر نو اس کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا پھر واپس آ گیا اور کسی سازش کا شکار نہ ہوا۔

دہران پر قبضہ

جب حاکم قرطبہ الناصر کو کسی وادی کے کنارے کی حکومت کا خیال آیا تو اس نے ادارسہ اور زناتہ کے ملوک کو مخاطب کیا اور 316ھ میں ان کی طرف اپنے مخلص محمد بن عبید اللہ ابو عیسیٰ کو بھیجا۔ محمد بن خزر نے فوراً اس کی بات کو قبول کر لیا اور الزاب سے شیعوں کے مددگاروں کو نکال باہر کیا۔ نیز شلب اور تنس کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا۔ اسی طرح دہران پر قبضہ کر کے اس پر اپنے بیٹے المیز کو حاکم مقرر کیا۔ اس نے تاہرت کے سوا دیگر مضافاتِ مغرب میں اموی دعوت کو پھیلایا اور حاکم ارشکول ادریس بن ابراہیم بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان اموی دعوت کے قیام میں سرگرم عمل ہو گیا۔ پھر الناصر نے 317ھ میں ادارسہ کے قبضے سے سبتہ کو چھڑا لیا۔ موسیٰ بن ابوالعالیہ کو اطاعت اختیار کرنے کی وجہ سے پناہ دے دی چنانچہ محمد بن خزر کے ساتھ اس کی مصالحت ہو گئی اور انہوں نے شیعوں کے خلاف مدد کی۔

فلفول کی مخالفت

فلفول بن خزر نے شیعوں کی اطاعت کر کے اپنے بھائی محمد کی مخالفت کی لیکن عبد اللہ نے اسے مغراوہ کا امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ حمید بن یصل 321ھ میں کتامہ کی فوجوں کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کرنے کے لیے عبد اللہ کی طرف گیا اور فاس تک پہنچ گیا مگر زناتہ اور مکناسہ کے سوار اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ اس طرح اس نے مغرب پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد 322ھ میں میسور الخصی نے جا کر فاس کا محاصرہ کر لیا مگر اسے فتح نہ کر سکا اور واپس آ گیا۔

حمید کی بغاوت

پھر 328ھ میں حمید بن یصل نے بغاوت کر دی اور محمد بن خزر کے پاس چلا گیا۔ بعد ازاں الناصر کے پاس گیا تو اس نے اسے مغرب اوسط کا والی مقرر کر دیا۔ پھر شیعہ ابو یزید کی سرکوبی میں مصروف ہو گئے اور محمد بن خزر کے ساتھ اس کی مغراوہ قوم کے کارنامے کی عظمت قائم ہو گئی۔ تب انہوں نے 333ھ میں امویوں کے قائد حمید بن یصل کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کی، اس کے ساتھ الخیر بن محمد اور اس کے بھائی حمزہ اور اس کے چچا عبد اللہ بن خزر نے بھی یلغار کی اور یعلیٰ بن محمد بھی اپنی قوم بنی یفرن سمیت ان کے ہمراہ تھا۔

تاہرت پر حملہ

انہوں نے بزور قوت تاہرت پر قبضہ کر کے عبد اللہ بن بکار کو قتل کر دیا۔ حمزہ بن محمد بن خزر جو تاہرت کی جنگوں میں قتل ہو گیا تھا، کے بعد انہوں نے تاہرت کے قائد میسور الخصی کو قید کر لیا۔ محمد بن خزر اور اس کی قوم نے اس سے پہلے بھی بسکرہ پر یلغار کر کیا اسے فتح کر لیا تھا اور زیدان الخصی کو قتل کر دیا تھا۔

ابو یزید کی تلاش

اسماعیل جب ابو یزید کے محاصرے سے باہر نکلا تو محمد بن خزر کے خوف کی وجہ سے اپنے پیروکاروں سمیت مغرب کی طرف چلا گیا کیونکہ اس سے پہلے وہ ان کی دعوت کی مخالفت کر کے ان کے پیروکاروں کو قتل کر چکا تھا۔ لہٰذا اس نے اس کی طرف اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا چنانچہ اسماعیل نے اسے ابو یزید کو تلاش کرنے کی فرمائش کی اور اس کے انعام میں بیس اونٹ بھر کے مال دینے کا وعدہ کیا۔

مغربِ اوسط پر قبضہ

اس کا بھائی معبد بن خزر ابو یزید کی وفات تک اس کا دوست رہا۔ بعد ازاں اسماعیل نے 340ھ میں معبد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو قیروان میں نصب کر دیا۔ محمد بن خزر اور اس کا بیٹا الخیر ہمیشہ ہی مغربِ اوسط پر قابض لیکن یعلیٰ بن محمد کے نائب امیر رہے۔

دہران کی بربادی

فتوح بن الخیر تاہرت اور دہران کے مشائخ کے ساتھ 340ھ میں الناصر کے پاس گیا تو اس نے انہیں انعام واکرام دے کر ان کی عملداریوں میں واپس کر دیا۔ پھر مغراوہ اور منہاجہ کے درمیان فتنہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ محمد بن الخیر اور اس کا بیٹا خزران کے ساتھ جنگوں میں مشغول ہو گئے۔ یعلیٰ بن محمد نے دہران پر قبضہ کر کے اسے برباد کر دیا۔ آخر کار الناصر نے محمد بن یصل کو تلمسان اور اس کے نواح پر حاکم مقرر کر دیا۔ بعد ازاں محمد بن خزر نے اپنے مدمقابل یعلیٰ بن محمد کی وجہ سے دوبارہ شیعوں کی اطاعت اختیار کر لی۔ 342ھ میں المعز کا باپ اسماعیل وفات پا گیا تو وہ اس کے پاس آیا جہاں اس کا احترام کیا گیا۔ لہٰذا اس نے بھی ان کی مکمل اطاعت کی یہاں تک کہ جوہر کے ساتھ اس کی جنگوں میں شامل ہو کر 347ھ کے لگ بھگ مغرب کی طرف گیا اور اس کے بعد 350ھ میں المعز کے پاس پہنچا جہاں قیروان میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر سو سال سے زیادہ تھی۔

الناصر کی وفات

اسی سال الناصر المروانی بھی فوت ہو گیا جب کہ مغرب میں شیعوں کی دعوت پھیل چکی تھی اور امویوں کے مددگار سبتہ اور طنبہ کے مضافات میں سمٹ گئے تھے۔

آل خزر کی دوستی

اس کے بعد اس کا بیٹا الحکم المستنصر کھڑا ہوا اور اس نے از سر نو وادی کے کنارے کے ملوک سے مخاطبت کی۔ محمد بن الخیر بن محمد بن خزر نے اسے جواب دیا کیونکہ اس کے باپ الخیر اور دادا محمد کو الناصر کی حکومت میں ایک مقام حاصل تھا۔ نیز حضرت عثمانؓ نے ان کے جدامجد امیر صولات کو جو وصیت کی تھی اس کے مطابق بھی آل خزر بنی امیہ سے دوستی کا دم بھرتے تھے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، چنانچہ اس نے شیعوں کے ساتھ خوب خونریزی کی اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ معد نے اپنے ساتھی زیری بن مناد امیر منہاجہ کے ذریعے اس پر تہمت لگائی تو اس نے اسے زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے پر امیر مقرر کر دیا اور اسے کہا کہ وہ ان کے جن مضافات پر قبضہ کرے گا وہ اسی کے لیے مختص ہوں گے لہٰذا وہ بھی 260ھ میں جنگ کرنے کے لیے اکٹھے ہو گئے۔

الخیر کی حکومت

ان کی تیاری سے قبل بلکین بن زیری نے دسیسہ مقام پر محمد بن الخیر کی مددگار فوجوں سے مقابلہ کیا تو ان میں سے کچھ لوگوں نے بڑی

استقامت دکھائی اور ان کے درمیان شدید لڑائی ہوئی جس سے زناتہ شکست کھا گئے۔ جب محمد بن الخیر نے دیکھا کہ اس کا محاصرہ ہو گیا ہے تو اس نے فوج سے الگ ہو کر خودکشی کر لی مگر اس کی قوم پر شکست برقرار رہی۔ اس معرکہ میں اتباع کو چھوڑ کر سترہ امیر سامنے آئے لیکن ہر امیر اپنے فریق کی جانب چلا گیا۔ پھر محمد کے بعد مغراوہ میں اس کا بیٹا الخیر حاکم بنا۔

بلکین بن زیری نے معد کے ذریعے خلیفہ کو الزاب اور مسیلہ کے حاکم جعفر بن علی بن حمدون کے خلاف بھڑکایا کہ وہ محمد بن الخیر سے دوستی رکھتا ہے۔ چنانچہ جعفر پریشان ہو گیا اور اس نے اس کی جگہ افریقہ کی حکومت کے لیے معد کو بھیج دیا یہاں تک کہ اس نے قاہرہ جانے کا ارادہ کر لیا جس سے اس کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا۔ وہ الخیر بن محمد اور اس کی قوم کے پاس چلا گیا، انہوں نے صنہاجہ پر یلغار کر دی جس میں انہیں فتح نصیب ہوئی، زیری بن مناد کو بہت بڑی جماعت نے زیر کیا۔ پھر انہوں نے اس کا سر کاٹ کر بنی خزر کے سرداروں کے وفد میں جعفر کے بھائی یحیٰی بن علی کے ساتھ قرطبہ بھیجا۔

زناتہ سے جنگ

اس کے بعد جعفر کو زناتہ کے بارے میں شک ہو گیا۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی یحیٰی کے پاس چلا گیا پھر وہ الحکم کے پاس گیا جس نے اسے بلکین بن زیری کے ساتھ زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے پر امیر مقرر کر دیا۔ نیز اسے اموال و افواج سے مدد دی اور اسے کہا کہ وہ ان کے جن مضافات پر قبضہ کرے گا وہ اسی کے لیے مختص ہوں گے۔ پس وہ 261ھ میں مغرب کی طرف گیا جہاں ان میں سے برابرہ کو ترغیب دی، اس طرح باغایہ، مسیلہ، الزاب اور بسکرہ کے مضافات خالی ہو گئے اور زناتہ اس کے آگے بھاگ اٹھے۔ چنانچہ وہ تاہرت آیا اور اس نے مغرب اوسط سے زناتہ کے آثار مٹا دیئے۔ پھر وہ مغرب اقصیٰ کو چلا گیا۔ بلکین نے الخیر بن محمد اور اس کی قوم کا سجلماسہ تک تعاقب کیا اور ان پر حملہ کر کے انہیں پکڑ لیا۔ پھر الخیر بن محمد کو باندھ کر قتل کر دیا، اور ان کی فوج کو تتر بتر کر کے مغرب پر قبضہ کر لیا۔ واپسی پر وہ مغرب اوسط سے گزرا اور وادی میں مقیم زناتہ اور ان کے ساتھی معاصین سے جنگ کی۔ پھر اس نے ہر اس شخص سے جو گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے یا گھوڑے کی خبر گیری کر سکتا ہے، امان اٹھا دی اور ان کے خون کی نذر مانی، اس طرح اس نے مغرب اوسط کو زناتہ سے خالی کر دیا اور بلادِ مغرب اقصیٰ میں ملویہ کے ماوراء علاقے تک گیا۔ یہاں تک کہ بنی یعلیٰ بن محمد تلمسان واپس آگئے اور اس نے انہیں وہاں کا حاکم بنا دیا، پھر بنو خزر، سجلماسہ اور طرابلس میں اور بنی زیری بن علیہ فاس کی حکومت میں ہلاک ہو گئے، ان کا احوال آگے مذکورہ ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

☆☆☆

الخیر بن محمد بن الخیر بن محمد بن خزر، جو محمد بن خزر بن حفص بن صولات بن وزمار کی اولاد میں سے ہیں۔

باب: ۱۵

مفراوہ میں سے آل زیری بن علیہ کے حالات

زیری اپنے وقت میں آل خزر کا امیر اور ان کی بدوی حکومت کا وارث تھا، اسی نے فاس اور مغرب اقصیٰ میں حکومت کو استوار کر کے دور لمتونہ تک اپنے بیٹوں کو اس کا وارث بنایا تھا جیسا کہ ہم اسے مفصل بیان کریں۔ اس کا پورا نام زیری بن عطیہ بن عبدالرحمٰن بن خزر ہے، اس کا دادا عبداللہ، الناصر کے داعی محمد کا بھائی تھا جو قیروان میں فوت ہو گیا تھا، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ یہ چار بھائی تھے، محمد اور معبد، جسے اسماعیل نے قتل کر دیا تھا اور فلفول جو محمد کا مخالف اور شیعہ حکومت کا طرف دار بن گیا تھا، نیز یہ عبداللہ جو اپنی ماں کے نام سے مشہور تھا اور اس کا نام تبادلت تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ عبداللہ، محمد بن خزر کا بیٹا ہے اور اس کا بھائی حمزہ بن محمد تھا جو تاہرت کی فتح کے وقت میسور کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مارا گیا تھا۔

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جب الخیر بن محمد 261ھ میں بلکین کے ہاتھوں مارا گیا اور زناتہ مغربِ اقصیٰ میں ملویہ کے ماوراء علاقے میں کوچ کر گئے اور تمام مغرب اوسط منہاجہ کے قبضے میں آ گیا تو مفراوہ آل خزر کے بقیہ لوگوں کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

آل خزر کا فرار

ان دنوں ان کے امراء محمد بن الخیر مذکورہ اور مقاتل بن عطیہ بن عبداللہ کے بیٹے مقاتل اور زہری اور خزورن بن فلفول تھے۔ پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں بلکین بن زیری کو افریقہ کی حکومت حاصل ہوئی اور اس نے 269ھ میں مغرب اقصیٰ پر اپنا مشہور حملہ کیا جس پر بنی خزر کے ملوک زناتہ اور بنی محمد بن صالح اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے یعنی سب کے سب سبتہ آ گئے۔

برغواطہ سے جہاد

محمد بن الخیر سمندر پار کر کے منصور بن ابی عامر کے پاس فریاد لے کر گیا تو منصور اپنی فوجوں کے ساتھ بہ نفسِ نفیس ان کی مدد دینے کے لیے نکلا۔ اس نے جعفر بن علی کو بلکین سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کیا اور پھر اس کو سمندر پار کروا دیا۔ نیز اسے سو اونٹ بھر کر مال دیا، پس ملوک زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سبتہ کے میدان میں ان کا مقابلہ ہوا۔ بلکین جبلِ تطاون سے ان کے پاس آیا، پس اس نے دیکھا کہ وہ اس کے مقابلے کی سکت نہیں رکھتا تو وہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا جہاں اس نے اپنے آپ کو برغواطہ کے ساتھ جہاد میں مشغول کر لیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے 272ھ میں فوت ہو گیا۔

جعفر بن علی الحضرۃ میں اپنی جگہ واپس آ گیا جہاں منصور نے امارت کا بوجھ اٹھانے میں اس سے قرعہ اندازی کی چنانچہ مغرب، امارت کو چھوڑ بیٹھا اور منصور نے سبتہ پر قبضہ کرنے پر اکتفا کیا پھر اس نے منہاجہ اور دیگر شیعہ کے حامیوں کا دفاع کرنا ملوک زناتہ کے سپرد کر دیا اور ان کے نیزہ بازوں کو آزمانے کے لیے تیار ہو گیا یہاں تک کہ مغرب میں ادارسہ میں سے حسن بن کنون کھڑا ہو گیا جسے عزیز نزار نے مغرب میں اپنی حکومت مصر سے واپس لینے کے لیے بھیجا تھا۔ بلکین نے منہاجہ کی فوج کے ساتھ اسے مدد دی اور علی ہلاک ہو گیا تو یہ بات بلکین کو گراں گزری۔ حسن نے اسے مغرب میں اپنی حکومت کی طرف دعوت دی اور بدوی بن یعلی بن محمد الیفرنی، اس کا بھائی زیری اور اس کا عم زاد ابو بیداس، ان لوگوں کے ساتھ جو بنی یفرن میں سے ان کے مددگار تھے، اس کے ساتھ شامل ہو گئے، پس منصور نے اپنے عم زاد ابو الحکم عمرو بن عبداللہ بن ابی عامر کو جس کا لقب عسکلاجہ تھا، اموال و افواج دے کر اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے سمندر پار کیا تو آل خزر کے ملوک محمد بن الخیر اور عطیہ کے دونوں بیٹے مقاتل اور زیری اور خزرون بن فلفول تمام فراوہ کے ساتھ اس کے ساتھ آ ملے اور انہوں نے اس کام میں اسے مدد دی۔

ابن ابی عامر کا قتل

ابوالحکم بن ابی عامر ان کو حسن بن کنون کے پاس لے گیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کر دیا اور اس نے اپنے لیے امان طلب کی تو عمر بن ابی عامر نے اپنی حسب منشا شرائط کے مطابق اس سے عہد کر لیا، اس نے اپنی قیادت پر اس کو قبضہ دے دیا جس کے بعد اس نے اسے الحضرۃ کی طرف واپس بھیج دیا اس نے ابوالحکم بن ابی عامر سے جو عہد شکنی کی تھی اور اس کے بعد اسے قتل کیا تھا اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

مروانیہ کی اطاعت

ملوک زناتہ میں سے عطیہ کے بیٹے مقاتل اور زیری، منصور کی طرف شدید میلان رکھتے تھے اور مروانیہ کی اطاعت کے قیام کے ذمے دار تھے۔ لیکن بدوی بن یعلیٰ اور اس کی قوم بنو یفرن ان کی اطاعت سے منحرف تھے اور جب ابوالحکم بن ابی عامر مغرب سے واپس آیا تو منصور نے وزیر بن حسن بن احمد بن عبدالودود سلمی کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ نیز اس کو رجال و اموال کے انتخاب میں پورا اختیار دے دیا چنانچہ اس نے 276ھ میں اسے اپنی عمل داری میں بھیج دیا اور اسے زناتہ میں سے ملوک مغراوہ کے متعلق وصیت کی۔ پھر ان میں سے مقاتل اور زیری کو پیغام بھیجا کہ وہ حسن کے ساتھ مل جائیں اور اس کی اطاعت کریں البتہ مضطرب الاطاعت اور شدید فریب کار بدوی کے متعلق اسے اکسایا، پس وہ اپنی عملداری میں گیا اور فاس میں قیام پذیر ہو کر مغرب کے مضافات کا نظم و نسق سنبھالا چنانچہ ملوک زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔

مقاتل کا انجام

مقاتل بن عطیہ 278ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی زیری بن عطیہ مغراوہ میں سے صحرائی سواروں کی حکومت کے ساتھ مل گیا چنانچہ ابن عبدالودود کے حاکم مغرب کے ساتھ اس کی بہت اچھی دوستی ہو گئی اور پھر وہ اپنی قوم کے ساتھ اس کے پاس چلا گیا۔ منصور نے 281ھ میں اسے اس کے اعزاز و اکرام کو زیادہ کرنے کی غرض سے طلب کیا اور اسے بدوی بن یعلیٰ کے متعلق اکسایا کیونکہ وہ اس کی اطاعت کرنے سے اجتناب کرتا تھا، پس اس نے مغرب پر اپنے بیٹے المعز کو جانشین بنا کر اس کی بات کو قبول کرنے میں سرعت سے کام لیا، اسے مغرب کی سرحد پر تلمسان میں اتارا اور فاس کے قرویین کی سرحد پر علی بن محمود بن ابی علی قشوش کو اور اندلسیوں کی سرحد پر عبدالرحمٰن بن عبدالکریم بن ثعلبہ کو حاکم مقرر کیا پھر اپنے آگے آگے منصور کو ہدیہ بھیج دیا۔ ہدیہ اور وزارت جب اس کے پاس پہنچا تو اس نے ساز و سامان اور فوجوں کے ساتھ اس کا استقبال کر کے اس کی ملاقات پر جشن کیا اور اس کی خوب مہمان نوازی کی پھر اس کا وظیفہ زیادہ کر دیا۔ نیز وزارت میں اس کے نام کی تعریف کی اور اسے وزارت میں جاگیر دی۔ اس کے جوانوں کے نام بھی رجسٹر میں لکھے چنانچہ اس نے اس کے ہدیے کی قیمت کے مطابق اس کے ساتھ حسن سلوک کیا اور اس کے ساتھ اس کے وفد کو بھی نہایت اعلیٰ انعامات سے نوازا پھر اسے جلد اس کی عمل داری میں بھجوا دیا۔ لہٰذا وہ مغرب میں اپنی امارت کی طرف لوٹ آیا۔ لیکن کچھ حاسدوں نے اس کے متعلق بدگمانی پیدا کرنے کی غرض سے اس کے خلاف اس کی چغلی کھائی کہ وہ آپ کے حسن سلوک اور احسان کا انکاری ہے اور جس وزارت کے لقب کے ساتھ اس کی تعظیم کی گئی تھی، وہ اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے یہاں تک کہ اس نے اپنے ایک نوکر سے جس نے اسے وزیر کہہ کر پکارا تھا، کہا ارے بے وقوف کس کا وزیر، خدا کی قسم میں صرف امیر ابن امیر ہوں، اور ابن ابی عامر اور اس کے جھوٹ کے کیا کہنے، خدا کی قسم اگر اندلس میں کوئی مرد ہوتا تو وہ اسے اس کے حال پر نہ رہنے دیتا لیکن اسے ایک دن ہم سے ضرور واسطہ پڑے گا۔ قسم بخدا میں نے اسے جو ہدیہ دیا ہے، اس نے اس کی قیمت گرانے کے لیے گویا مجھے اس کی مزدوری دی ہے۔ پھر اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے، اس سے مجھے بہکانے کی کوشش کی ہے کہ یہ عزت افزائی کے لیے ہے مگر دراصل وہ اسے اس وزارت کے عہدے کی قیمت سمجھتا ہے جس سے اس نے مجھے میرے رتبے سے گرا دیا ہے۔

ابن ابی عامر کا ردعمل

جب ابن ابی عامر کے پاس یہ شکایت کی گئی تو اس نے اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں اور اضافہ کر دیا اور اس کے مدمقابل بدوی بن یعلیٰ

الیفرنی کو زناتہ کی حکومت میں بھیجا کہ وہ اسے آنے کی دعوت دے۔ پس اس نے اسے ناروا جواب دیا اور کہا کہ منصور نے کبھی جنگلی گدھوں کو کسی سلوتری کی اطاعت کرتے دیکھا ہے۔ چنانچہ وہ راستوں کو خراب کرنے لگ گیا اور قبیلوں پر چڑھائی اور عوام میں فساد برپا کرنے لگا پس منصور نے اپنے مغرب کے گورنر حسن بن عبدالودود کو اشارہ کیا کہ اس کے معاہدے کو توڑ دے اور اس کے دشمن زیری بن عطیہ کی مدد کرے۔ پس وہ 281ھ میں اس کے لیے اکٹھے ہوئے اور اس سے جنگ کی مگر انہیں شکست ہوئی اور ان کی فوج ہلاک ہوگئی، اس نے وزیر بن عبدالودود کو ایسا کاری زخم لگایا جس سے وہ مر گیا۔ منصور کو یہ خبر ملی تو اسے یہ بات گراں گزری اور مغرب کے حالات نے اسے افسردہ کر دیا۔ لہٰذا اس نے اسی وقت زیری بن عطیہ کو مغرب کا امیر مقرر کر دیا اور اس کی طرف اپنا عہد لکھا اور اسے مغرب کو تسلط میں لانے اور سلطان کی فوجوں اور حسن بن عبدالودود کے اصحاب کی مدد کرنے کا حکم دیا پس وہ اس کی ذمہ داریوں سے مطلع ہوا اور اس کے کام کو نہایت احسن طریق پر سرانجام دیا۔

بنی یفرن کی برتری

اب بدوی بن یعلیٰ اور بنی یفرن کو عظمت حاصل ہوگئی اور انہوں نے زیری بن عطیہ سے سختی کر کے اسے جنگ کی آگ میں جھونک دیا مگر ان کی مقابلہ بازی میں پانسہ پلٹتا رہا چنانچہ فاس کی رعایا ان کے باری باری اس پر قبضہ کرنے اور پھر جوابی حملہ کرنے سے اکتا گئی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے زیری بن عطیہ اور مغراوہ کو ابوالبہار بن زیری بن مناد کی طرف سے مدد بھیجی کیونکہ اس نے اپنے بھتیجے منصور بن بلکین حاکم قیروان کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور شیعوں کی دعوت ترک کر کے مروانیہ کی طرف آ گیا تھا۔ حاکم تاہرت خلوف بن ابی بکر اور اس کے بھائی عطیہ نے بھی اس معاملے میں اس کی پیروی کی کیونکہ ان دونوں اور ابوالبہار کے درمیان رشتہ داری کا تعلق پایا جاتا تھا، لہٰذا انہوں نے مغرب اوسط کے ان تمام مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا جو الزاب، انشریس اور ہدان کے درمیان پائے جاتے تھے۔

ہشام المؤید کا خطبہ

اب ان مضافات کے دیگر منابر پر بھی ہشام المؤید کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ابوالبہار نے ماوراء البحر سے محمد بن ابی عامر سے بات چیت کر کے اپنے بھتیجے ابوبکر بن حبوس بن زیری کو اس کے اہل بیت اور اس کی قوم کے سرداروں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے طرح طرح کے ریشمی کپڑے اور غلاموں سے جن کی قیمت دس ہزار درہم تھی نیز قیمتی ظروف، زیورات اور پچیس ہزار دینار سے حسن کا استقبال کیا اور اسے دعوت دی کہ وہ بدوی بن یعلیٰ کے خلاف زیری بن عطیہ کی مدد کرے۔ اس نے مغرب کے ان مضافات کو جو ابلمہ کی جانب تھے، ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دیا یہاں تک کہ ان دونوں نے فاس شہر کے کناروں کو بھی یکے بعد دیگرے آپس میں تقسیم کر لیا مگر بدوی نے اس کی بالکل پروانہ کی اور نہ ہی اسے فتنہ بپا کرنے اور بستیوں پر یلغار کرنے سے روکا چنانچہ اس نے جماعت کی وحدت پراگندہ کر دیا۔

خلوف کی بغاوت

آخر خلوف بن ابوبکر نے منصور کے خلاف بغاوت کا اعلان کرتے ہوئے منصور بن بلکین کی حکومت سے گفتگو کی۔ چنانچہ ابوالبہار نے جس باہمی رابطہ کی بناء پر اس کی مدد کرنی تھی، اس کے دوران وہ بیمار ہوگیا اور زیری بن عطیہ، خلوف بن ابوبکر کے خلاف جو جنگ کرنا چاہتا تھا، اس میں وہ پیچھے رہ گیا۔ زیری نے رمضان 281ھ میں اس پر حملہ کر کے اسے اور اس کے بہت سے مددگاروں کو قتل کر دیا اور اس کی فوج پر قبضہ کر لیا۔ اس کے عام ساتھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور عطیہ تنہا ہی صحرا کی طرف بھاگ گیا۔

فاس کا محاصرہ

پھر اس کے بعد وہ بدوی بن یعلیٰ اور اس کی قوم کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوا جس پر ان کے درمیان کئی لڑائیاں ہوئیں جن میں بدوی کے

ساتھی منتشر ہو گئے چنانچہ اس نے ان میں سے تقریباً تین ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس کی چھاؤنی کو لوٹ کر اس کی عورتوں کو قیدی بنا لیا جن میں اس کی ماں اور بہن بھی شامل تھی۔ آخر اس کے باقی ماندہ ساتھی زیری کے پاس اکٹھے ہو گئے مگر وہ اکیلا ہی صحرا کو بھاگ گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس کے عم زاد ابو یداس بن دوناس نے اسے قتل کر دیا۔ منصور کو یکے بعد دیگرے دونوں کامیابیوں کی خبر پہنچی تو اس نے اپنی اس فتح مندی کو بڑی اہمیت دی۔

مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب زیری قاصد کے فرائض انجام دے کر واپس آیا تو بدوی اس وقت قتل ہوا تھا۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب منصور نے اسے بلایا اور یہ اس کے پاس گیا تو بدوی نے اس کی مخالفت میں بڑھ کر فاس پر قبضہ کر لیا اور مغراوہ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ گویا وہاں پر اپنی حکومت کو مضبوط کر لیا لیکن جب زیری اپنے قاصدانہ فرائض سر انجام دے کر واپس آیا تو بدوی فاس میں قلعہ بند ہو گیا، زیری نے اس کے ساتھ جنگ کی مگر محاصرہ لمبا ہو گیا اور فریقین کے بہت سے آدمی مر گئے پھر زیری نے بزور قوت فاس میں داخل ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کے سر کو دارالخلافہ قرطبہ میں بھیج دیا۔ یہ بات یاد رہے کہ اس خبر کا راوی، زیری کے منصور کے پاس جانے اور اس کے بدوی کو قتل کرنے کو 283ھ کا واقعہ بتایا ہے۔ چنانچہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوا تھا۔

ابوالبہار سے جنگ

پھر زیری اور ابوالبہار منہاجی کے تعلقات اتنے خراب ہو گئے کہ دونوں نے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔ پس زیری نے اس پر شدید حملہ کیا اور ابوالبہار شکست کھا کر اپنے فرار کو چھپاتے ہوئے سبتہ چلا گیا، پس ان نے جلدی سے اپنے کاتب عیسیٰ بن سعید القطاع کو لکھا کہ وہ ایک دستہ فوج لے کر اس سے مقابلہ کرے مگر وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے پہلو تہی کرتے ہوئے جراوہ کے قلعہ کی طرف چلا گیا جہاں اس نے اپنے بھتیجے منصور حاکم قیروان کی جانب ایلچی بھیجے تا کہ اسے اس بات کی طرف توجہ دلائے کہ جنگ تو ان دونوں کے درمیان ہے۔ پھر وہ اس کے پاس چلا گیا اور پھر اپنی عمل داری میں اپنی جگہ واپس آ گیا۔ گویا امویوں کی اطاعت کو خیر باد کہہ کر شیعوں کی اطاعت کی طرف لوٹ آیا۔ پس منصور نے زیری بن عطیہ کو مغرب کے مضافات دے دیئے اور اس سے سرحدی علاقے کا نظم و نسق سنبھالنے کا مطالبہ کیا، اپنی دعوت کے دفاع میں ملوک مغرب میں سے اس پر اعتماد کیا اور اسے ابوالبہار سے جنگ کرنے کی تاکید کی۔ زیری نے قبائل زناتہ کی متعدد اقوام اور بربری فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھا اور قیروان چلا گیا۔ چنانچہ زیری تلمسان اور ابوالبہار کے بقیہ مضافات پر قبضہ کر کے سوس اقصیٰ اور الزاب کے درمیانی علاقے پر حکومت کرنے لگا۔ آخر اس کی حکومت و سلطنت وسیع ہو گئی اور اس کی قوت و شوکت میں بھی اضافہ ہو گیا۔

زیری کی بحالی

اب اس نے منصور کو اپنی فتح کے متعلق لکھا اور اس کے ساتھ دو سو گھوڑے، پچاس تیز رفتار مہاری اونٹ اور لمط کے چمڑے کی ایک ہزار ڈھالیں، الزاب کی کمانوں اور خوشبو کے ظروف اور زرافوں اور لمط کی طرح کے صحرائی جانور لدے ہوئے، اور اس کے علاوہ سو اونٹ لاد کر کھجوریں اور اعلیٰ ریشم کے بہت سے کپڑے بھیجے تو اس نے مغرب کی امارت پر از سر نو اسے مقرر کر دیا نیز اس کے قبیلوں کو فاس کے گرد و نواح میں آباد کیا جس سے مغرب میں زیری کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ چنانچہ اس نے بنی یفرن کو فاس کے نواح سے نکال کر سلا کی طرف بھیج دیا۔

وجدہ کی حد بندی

284ھ میں اس نے وجدہ شہر کی حد بندی کی۔ اپنی فوجوں اور نوکروں کو وہاں قیام پذیر کیا اور اس پر اپنے رشتہ داروں کو حاکم مقرر کیا پھر اپنا قیمتی ذخیرہ یہاں منتقل کر کے ایک قلعہ تیار کیا۔ یہ شہر مغرب اوسط اور مغرب اقصیٰ کی دونوں عملداریوں کی سرحد پر واقع تھا۔

منصور سے بگاڑ

پھر اس کے اور منصور کے درمیان اس وجہ سے بگاڑ پیدا ہو گیا کہ اس کے متعلق شکایت کی گئی تھی کہ وہ منصور سے بڑھ کر ہشام سے محبت رکھتا

ہے۔منصور نے اسے اپنی حق تلفی سمجھا اور اس کی یہ بات نہ مانی۔اس نے اپنے کاتب ابن القطاع کو فوجوں کے ساتھ بھیجا مگر یہ اس کے مقابلے میں سخت نکلا۔قلعہ حجر النسر کے مالک نے اس کی مدد کی تو اس نے اسے الحضر ▮ کی طرف واپس بھیج دیا اس پر منصور نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کا نام ناصح رکھا۔زیری نے علانیہ طور پر ابن ابی عامر سے عداوت کی وجہ سے اس کے خلاف لوگوں کو اکسانا شروع کر دیا۔نیز موید کے ساتھی ہونے، اور اس کی حق تلفی کرنے سے روکنے پر برملا طور پر ناراض ہونا شروع کر دیا۔پس اس نے ابن ابی عامر کے پاس اس سے سخت برتاؤ کیا اور اس کے نام وزارت کا وظیفہ روک لیا بلکہ اپنے رجسٹر سے اس کا نام مٹا دیا اور اس سے برأت کا اعلان کر دیا۔پھر اپنے غلام واضح کو مغرب اور زیری بن عطیہ سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کیا اور اخراجات کے لیے، اسے اموال کے علاوہ ہتھیار اور لباس بھی دیئے۔الحضر ۃ میں وادی کے کنارے کے جو ملوک موجود تھے، ان میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ بھیجا۔ان ملوک میں محمد بن الخیر، زیری بن خزر اور ان دونوں کا عم زاد بکساس بن سید الناس اور بنی یفرن میں سے ابو بخت بن عبداللہ بن مدین اور ازواجہ میں سے خزرون بن محمد شامل تھے۔نیز فوج کے سرداروں کے ساتھ اسے مضبوط کیا۔

واضح کا خروج

واضح 287ھ میں الحضر ۃ سے نکلا اور پوری تیاری کے ساتھ چلتے ہوئے سمندر کو پار کر کے طنجہ پہنچ گیا اور وادی ردات میں ڈیرے ڈال دیئے۔ادھر زیری بن عطیہ بھی اپنی قوم کے ساتھ نکلا اور اس کے سامنے خیمے گاڑ دیئے دونوں لشکر تین ماہ تک ٹھہرے رہے۔آخر واضح نے بنی برزال کے جوانوں پر منافقت کا الزام لگا کر انہیں الحضر ۃ کی طرف واپس بھیج دیا اور منصور کو ان کے خلاف اکسایا۔منصور نے انہیں ڈانٹا اور وہ چلے گئے تو اس نے ان سے درگزر کیا اور پھر انہیں کسی اور طرف بھیج دیا۔

جزیرہ میں پڑاؤ

پھر واضح نے اصیل اور نکور پر قبضہ کر کے ان کا انتظام کیا اور اس کے اور زیری کے درمیان مسلسل جنگیں ہوئیں۔واضح نے اصیلا کے نواح میں زیری کے پڑاؤ پر شب خون مارا اور ابھی وہ غارت گری کر ہی رہے تھے کہ اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ابن ابی عامر، واضح کے حالات کا جائزہ لینے اور اس کی امداد کرنے کے لیے الحضر ۃ سے نکلا پس وہ فوج کی تیاری کے ساتھ چلا اور جزیرہ میں فرصۃ اعجاز کے پاس پڑاؤ کیا۔پھر اس نے مظفر کو اپنے بیٹے کی طرف سے اس کے مقام خلافت الزاہرۃ سے بھیجا اور وادی کے کنارے کی طرف چلا گیا۔اس موقع پر بڑے بڑے کارندے اور جرنیل اس کے ساتھ تھے۔

منصور کی مراجعت

آخر منصور قرطبہ کی طرف واپس آ گیا اور مغرب میں عبدالملک کی اطلاع نے گھبراہٹ پیدا کر اور بربری ملوک میں سے زیری کے عام اصحاب اس کی طرف واپس آ گئے چنانچہ اس نے ان پر اس قدر احسان کیے کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔

طنجہ پر یلغار

عبدالملک نے طنجہ پر چڑھائی کر دی جہاں وہ واضح کے ساتھ مل گیا اور فوج کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے انتظامات کیے، چنانچہ جب اس کی تدبیر مکمل ہو گئی تو اس نے ایسی فوج کے ساتھ کوچ کیا جس کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔زیری نے شوال 288ھ میں اس کے ساتھ طنجہ کے قریب وادی منیٰ میں جنگ کی جہاں ان کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔اس کے نتیجے میں عبدالملک کے اصحاب فکر مند ہو گئے مگر وہ ثابت قدم رہا اور ابھی وہ جنگ کے میدان میں تھے کہ زیری کے ماتحتوں میں سے ایک لمتونی نے فریب کاری کے ساتھ تین بار اس کے سینے میں نیزہ اور ایسے زخم لگائے جن سے

اس کی موت واقع نہ ہو۔ پھر وہ مظفر کی طرف دوڑتا ہوا گیا اور اسے یہ خوشخبری سنائی لیکن ابن نے لتوزی کی اطلاع کا یقین نہ کیا۔ پھر جب اس کے پاس مصدقہ خبر آئی تو اس نے دشمن پر یلغار کی۔ جب انہیں صحیح طور پر شکست ہوئی تو اس نے انہیں خوب قتل کیا اور ان کی فوج میں جو کچھ بھی تھا، اس پر قبضہ کرلیا۔

عبدالملک کی فتح

زیری اس جنگ میں زخمی ہو کر ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ فاس چلا گیا مگر وہاں کے لوگوں نے اس کی کوئی مدد نہ کی بلکہ اسے وہاں سے چلے جانے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنا ساز و سامان سمیٹ لیا اور فوجوں کے آگے آگے صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ آخر اس کی تمام عملداری نے ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ عبدالملک نے اس فتح کی خبر جب اپنے باپ کو پہنچائی تو اس کے ہاں اس کا مقام بڑھ گیا۔ لہٰذا اس نے اللہ کا شکر ادا کرنے اور اس کے حضور دعا کرنے کا اعلان کیا پھر صدقات دیئے اور غلاموں کو آزاد کیا۔

منصور کے فیصلے

اب منصور نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ وہ اسے مغرب کا حکمران مقرر کرتا ہے لہٰذا اس نے اس کے نواح کی اصلاح کی اور اس کی سرحدوں کو بند کیا پھر اس کی جہات میں کارندوں کو مقرر کر کے محمد بن عبدالودود کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ تادلا کی طرف بھیجا۔ حمید بن یعلیٰ مکناسی کو سجلماسہ کا عامل مقرر کیا۔ چنانچہ یہ سب لوگ اپنی اپنی جانب چلے گئے جہاں انہوں نے لوگوں سے اطاعت کا مطالبہ کیا اور پھر اس کے پاس خراج لائے۔ آخر منصور نے اپنے بیٹے عبدالملک کو جمادی الاول 289ھ میں واپس بلا لیا اور واضح کو مغرب کا حاکم مقرر کر دیا پس اس نے وہاں کا انتظام کیا اور وہ اپنی تدبیر پر قائم رہا پھر اسے اسی سال رمضان میں معزول کر کے اس کے بھائی یحییٰ کے بیٹے عبید اللہ کو مقرر کر دیا۔ اس کے بعد اسماعیل بن البوری کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور پھر اسے بھی معزول کر کے اخوص معن بن عبدالعزیز التجیبی کو مقرر کیا یہاں تک کہ منصور کی وفات ہو گئی۔

مظفر کی طلبی

اس نے مظفر بن المعز بن زیری کو اس کی عزلت گاہ مغرب اوسط سے طلب کیا تا کہ وہ مغرب میں اپنے باپ کی مدد کرے پس وہ فاس میں آ پہنچا۔ زیری کے حالات میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اپنی مصیبت اور عبدالملک سے شکست کھا کر خفیف ہو گیا تو صحرا میں اس کے پاس چلا گیا، جہاں اس نے مغراوہ کو شکست دی اور اسے یہ اطلاع بھی ملی کہ منہاجہ میں بادیس بن منصور کے باوے میں اس کے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اضطراب و اختلاف پایا جاتا ہے اور اس کے چچاؤں نے ماکس بن زیری کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ لہٰذا اس نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس وقت اپنی توجہ منہاجہ کے مضافات کی طرف پھیر دی اور مغرب اوسط میں داخل ہو گیا۔ اسے تاہرت میں جنگ کا سامنا کرنا پڑا اور یطوفہ بن بلکین نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ بادیس قیروان سے اس کی مدد کے لیے نکلا مگر جب وہ طنبہ سے گزرا تو فلفول بن خزرون اس کے لیے رکاوٹ بن گیا۔ وہ اسے افریقہ لے گیا اور وہاں اسے جنگ میں مصروف کر دیا۔

منہاجہ کی شکست

ابو سعید بن خزرون جب افریقہ گیا تو منصور نے اسے طبنہ کا حاکم مقرر کیا۔ پس جب اس نے بغاوت کی تو بادیس اس کے پاس گیا اور حماد بن بلکین منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ زیری بن عطیہ سے مقابلہ کے لیے نکلا۔ تاہرت کے قریب وادی منیاس میں دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی جس میں منہاجہ کو شکست ہوئی اور زیری نے ان کے پڑاؤ پر حاوی ہو کر ان میں سے ہزاروں آدمیوں کو قتل کر دیا۔ تاہرت کے علاوہ تلمسان، شلف اور تنس کو بھی فتح کر لیا۔ آخر اس نے ان تمام شہروں میں موید ہشام اور اس کے بعد اس کے حاجب منصور کی دعوت کو قائم کیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے ملک کے

دارالخلافہ اشیر تک منہاجہ کا تعاقب کیا اور وہاں قیام کر لیا۔

عبدالبہار کی عہد شکنی

زادی بن زیری نے اپنے اہل بیت کے اکابر کے ساتھ جو بادلیس کے لیے جھگڑا کرتے تھے، اس سے امان طلب کی لہٰذا اس نے جو مانگا اس نے اسے دے دیا پھر اس نے منصور کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے یہ بات اسے لکھ بھیجی اور اپنے متعلق شرط لگائی کہ اگر اسے دوبارہ حکمرانی دے دی جائے تو وہ ثابت قدمی اور استقامت دکھائے گا۔ چنانچہ اس نے اس سے زادی اور اپنے بھائی علال کے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے ان دونوں کو اجازت دے دی۔ وہ دونوں 290ھ میں آئے۔ پھر ان دونوں کے بھائی ابوالبہار نے بھی اسی قسم کا مطالبہ کیا اور اس نے اپنے ایلچیوں کو بھیجا جو اس کی تقدیم کا ذکر کرنے لگے مگر منصور نے اسے ٹال دیا کیونکہ وہ اس سے پہلے عہد شکنی کر چکا تھا۔

اشیر کا محاصرہ

زیری بن عطیہ، اشیر کے محاصرہ میں اپنی جگہ پر بیمار ہو گیا اور وہاں سے بھاگ اٹھے لیکن واپسی پر 291ھ میں فوت ہو گیا۔

آل خزر پر تسلط

اس کے بعد آل خزر اور تمام مغراوہ نے اس کے بیٹے المعز بن زیدی پر اتفاق کر کے اس کی بیعت کر لی اور اس نے تسلط حاصل کر لیا البتہ منہاجہ کے ساتھ جنگ کرنے سے باز رہا۔ پھر اس نے منصور کے لیے بخشش طلب کی۔ چنانچہ وہ دعوت عامریہ سے منسلک ہو گیا لہٰذا ان کے ہاں اس کی حالت بہتر ہو گئی۔

عبدالملک کا معاہدہ

اس دوران میں منصور کی وفات ہو گئی۔ چنانچہ المعز نے اپنے بیٹے عبدالملک مظفر سے چاہا کہ وہ اسے دوبارہ اس شرط پر اس کی عملداری میں بھیج دے کہ وہ اس کے پاس مال لے کر آئے گا اور اس اثنا میں اس کا بیٹا معتصر قرطبہ میں یرغمال ہو گا۔ عبدالملک نے اس کی بات کو قبول کرتے ہوئے اس کے لیے معاہدہ لکھا اور اسے اپنے وزیر ابوعلی بن خدیم کو دے کر بھیجا جس کا متن یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ

مظفر سیف الدولہ جو امام خلیفہ ہشام المویدباللہ امیر المومنین اطال اللہ بقاء، عبدالملک بن منصور بن ابی عامر کی حکومت کی جانب سے مامور ہے، فاس اور اہل مغرب کے تمام شہریوں کی طرف سلمھم اللہ

امابعد، اللہ تعالیٰ تمھاری حالت درست فرمائے اور تمھارے جان و مال اور ایمان کی حفاظت فرمائے پس سب تعریف اس خدا کے لیے ہے جو غیب کا جاننے والا، گناہوں کا بخشنے والا، دلوں کا پھرنے ولا، شدید گرفت کرنے والا، شروع کرنے والا، لوٹانے والا اور جو چاہے کرنے والا ہے۔ اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور نہ اس کے حکم کو کوئی پیچھے کرنے والا ہے بلکہ حکومت اور امر اسی کے لیے ہے اور خیر و شر اسی کے ہاتھ میں ہے۔

وصلی اللّٰہ علی سیدنا محمد سیدالمرسلین و علی الہ الطیبین و جمیع الانبیاء و المرسلین والسلام علیکم اجمعین۔

اللہ تعالیٰ نے المعز بن زیری کو عزت دی ہے اور اس کے ایلچی اور خطوط پے در پے ہماری طرف خوشی و مسرت اور اپنی خطاؤں سے استغفار کرتے ہوئے آئے ہیں جنہیں اس کی توبہ کی نیکیوں نے مٹا دیا ہے کیونکہ توبہ گناہ کو مٹا دیتی ہے اور استغفار عیب سے بچانے والا ہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی اجازت دیتا ہے تو اسے آسان فرما دیتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو مگر اس میں تمھاری بھلائی ہو۔ اب اس نے

اطاعت کو شعار بنانے، اپنی راہ پر قائم رہنے، استقامت کا اعتقاد رکھنے اور اچھی مدد کرنے نیز کم خرچ کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ پس ہم نے تم سے پہلے لوگوں پر بھی اسے حاکم مقرر کیا تھا اور اسے تاکید کی تھی کہ وہ تم سے عدل وانصاف کرے، تم سے ظالمانہ اعمال کو دور کر دے، تمہارے راستوں کو آباد کرے اور حدود اللہ کے سوا، تمہارے محسن کی بات کو قبول کرے اور تمہارے خطا کار سے درگزر کرے۔

ہم نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کافی گواہ ہے۔ ہم نے اپنے وزیر ابوعلی بن حزیم کو جسے اللہ نے عزت دی ہے اور وہ ہمارے ثقہ آدمیوں اور سرداروں میں سے ہے، تمہاری طرف بھیجا ہے کہ وہ اس کے کام کو سنبھالے اور اس بارے میں اس سے پختہ عہد لے۔ ہم نے اسے یہ بھی حکم دیا ہے کہ وہ تم لوگوں کو اس میں شامل کرے کیونکہ ہم تمہارے معاملے میں فکرمند ہیں اور تمہارے احوال کو دیکھتے رہیں گے کہ وہ ادنیٰ کے حق میں اعلیٰ کے خلاف فیصلہ کرے اور تمہارے بارے میں کسی ادنیٰ چیز سے راضی نہ ہو۔ لہٰذا اس بات پر اعتماد رکھو اور تسلی پاؤ چنانچہ قاضی ابو عبداللہ اپنے فیصلے نافذ کرے۔ اس کا منصب ہمارے نظام کے ساتھ بندھا ہوا ہے اور اس کی حیثیت ہماری حکومت کے ساتھ پیوست ہے اللہ کے بارے میں اسے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت قابو نہ کرے۔ جس کو ہم نے والی مقرر کیا ہے تو ہمارا اس کے متعلق یہی ظن ہے اور جس کو ہم نے قاضی مقرر کیا ہے تو ہمیں اس کے متعلق یہی امید ہے۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان لا الہ الا ہو۔ ہماری طرف سے آپ لوگوں کو بہت بہت سلام پہنچے۔''

المعز بن زیری کے پاس مظفر کا یہ خط پہنچا جس میں ضلع سجلماسہ کے سوا مغرب پر اس کی حکمرانی کا عہد تھا۔ منصور کے غلام واضح نے مغرب میں اپنی حکمرانی کے دور میں واندین بن خزرون بن فلفول سے سجلماسہ کا عہد کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ چنانچہ وہ المعز کی اس ولایت میں شامل نہ تھا لہٰذا جب اسے مظفر کا عہد ملا تو اس نے اس کے انتشار کو قابو کیا اور اس کی قوت دوبارہ اس کے پاس لوٹ آئی پھر اس نے مغرب کے تمام اضلاع میں اپنے کارندے پھیلا دیئے اور اس کے خراج کو جمع کیا۔ اس کی رعایا کی اطاعت ہمیشہ مرتب ومنظم رہی۔

سجلماسہ پر یلغار

جب اندلس کی جماعت میں افتراق پیدا ہو جانے سے خلافت کے نشانات مٹ گئے اور طوائف الملوکی پھیل گئی تو المعز از سرِ نو سجلماسہ پر غلبہ پانے اور اسے بنی واندین بن خزرون کے ہاتھوں سے چھیننے لگا پس اس نے اس امر کا ارادہ کیا اور 407ھ میں اس کی طرف گیا لہٰذا وہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آئے اور انہوں نے اسے شکست دی تو یہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ واپس آ گیا اور اپنی حکومت کے بارے میں مضطرب ہی رہا یہاں تک کہ 407ھ میں وفات پا گیا۔

ناموں کا اتفاق

اس کے بعد اس کا عم زاد حمامہ بن المعز بن عطیہ والی بنا مگر وہ اس کا بیٹا نہیں تھا جیسا کہ بعض مورخین کا خیال ہے، بلکہ یہ صرف ناموں کا اتفاق ہے جس نے یہ مغالطہ پیدا کیا۔ پس اس حمامہ نے ان کی عملداری پر قبضہ کر لیا اور پھر اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ کئی علماء اور امراء نے اس کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کی، کئی وفود اس کے پاس آنے لگے، اسی طرح کئی شعراء نے اس کی مدح میں قصیدے لکھے۔

فاس پر چڑھائی

424ھ میں ابوالکمال تمیم بن زیری بن یعلیٰ الیفرنی نے بنی بدوی بن یعلیٰ سے حکومت چھین لی۔ یہ لوگ سلا کے نواح پر غالب ہو گئے، پھر اس نے بنی یفرن کے قبائل اور زناتہ کے جو لوگ ان سے آ ملے تھے، ان کو ساتھ لے کر فاس پر چڑھائی کی۔ ادھر حمامہ نے مغراوہ اور ان کے بہی خواہوں سے مل کر اس کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ان کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔ بالآخر حمامہ کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ مغراوہ کے بہت سے لوگ مارے گئے اور تمیم کو، فاس اور مغرب کے مضافات پر غلبہ حاصل ہو گیا۔ جب وہ فاس میں داخل ہوا تو اس نے یہود کو لوٹ کر ان کی عورتوں

کو قید کرلیا جس سے ان کی آسودگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس اثنا میں حمامہ فرار ہو کر وجدہ پہنچا۔ پھر وہاں سے مدیونہ اور ملویہ کے ٹیلوں پر رہنے والے مغراوہ کے پاس چلا گیا اور دوبارہ فاس پر چڑھائی کر کے 429ھ میں اس میں داخل ہو گیا۔ ادھر تمیم سلا میں اپنے دارالامارت میں آ گیا اور حمامہ نے مغرب کی حکومت میں قیام کیا۔ 430ھ میں القائد بن حماد صاحب القلعہ نے منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی تو وہ بھی اس کے ساتھ جنگ کرنے کی نیت سے نکلا۔ القائد نے زناتہ میں اپنے عطیات پھیلا دیئے اور انہیں ان کے حکمران حمامہ کے خلاف کر کے اپنے ساتھ ملا لیا لیکن وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے کترا گیا۔ پھر جب اس نے اس کی اطاعت اور فرماں برداری اختیار کر لی تو القائد اسے چھوڑ کر واپس فاس میں چلا آیا۔ جہاں 431ھ میں فوت ہو گیا۔

حماد کی بغاوت

اس کے بعد اس کا بیٹا دوناس حکمران بنا جس کی کنیت ابوالعطاف تھی۔ اس نے فاس کے علاوہ اپنے باپ کی بقیہ عملداری پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس کی حکومت کے آغاز ہی میں اس کے عم زاد حماد بن معنصر بن المعز نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ چنانچہ اس نے اس کے ساتھ بہت جنگیں کیں۔ اب حماد کی فوجیں بھی بکثرت ہو گئیں تاہم دوناس نے مضافات پر قبضہ کر لیا اور اسے فاس شہر میں بند کر دیا۔ دوناس نے اپنے آگے خندق کھود لی جو حماد کی باڑ کے نام سے مشہور ہے، حماد نے قرویین کے کنارے سے وادی کو جانے والی سڑک روک دی۔ یہاں تک کہ وہ محاصرے کے دوران ہی 435ھ میں فوت ہو گیا۔ چنانچہ دوناس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ اس کا دور حکومت لمبا ہونے سے ملک میں آبادی بھی زیادہ ہو گئی۔ پھر اس نے کارخانے بنانے اور بستیوں کی فصیلیں بنانے میں بڑی تندہی سے کام لیا۔ جابجا حمام اور سرائیں بھی بنائیں جس سے اس کی خوشحالی بڑھ گئی اور سامان کے ساتھ تاجر وہاں آنے لگے۔

الفتوح کی حکمرانی

451ھ میں دوناس کی وفات ہو گئی اور اس کے بعد اس کا بیٹا الفتوح حکمران بنا۔ پھر وہ اندلس کے کنارے پر اترا اور اس کے چھوٹے بھائی عجیسہ نے حکومت کے سلسلے میں اس سے سرکشی کی۔ پھر وہ قرویلین کے کنارے پر قلعہ بند ہو گیا اور ان دونوں کے افتراق سے ان کی حکومت منتشر ہو گئی۔ یوں ان دونوں کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا تھا۔ اس زمانے میں میدان کارزار باب النقبہ سے قرویین کے کنارے تک پھیلا ہوا تھا۔ الفتوح نے اندلس کے کنارے کا دروازہ بنایا اور اب تک اس کا یہی نام ہے۔

عجیسہ کا انجام

عجیسہ نے باب الجیسہ کی حد بندی کی اور اب تک اس کا یہی نام ہے۔ مگر عین کا حرف کثرت استعمال کی وجہ سے حذف ہو چکا ہے۔ وہ اسی حالت پر قائم رہے یہاں تک کہ فتوح نے 453ھ میں اپنے بھائی عجیسہ اور اس کے اہل خانہ سے غداری کی اور اس پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔

صاحب القلعہ کا حملہ

اس کے بعد لمتونہ کے مرابطین نے مغرب پر اچانک حملہ کر دیا اور الفتوح اپنے انجام سے ڈر کر فاس سے بھاگ گیا۔ پھر صاحب القلعہ بلکین بن محمد بن حماد نے 454ھ میں مغرب پر چڑھائی کی اور فاس میں داخل ہو گیا چنانچہ ان کے اشراف و اکابر کو اطاعت پر یرغمال بنا لیا اور اپنے قلعہ کو واپس آ گیا۔

لمتونہ سے جنگ

الفتوح کے بعد معنصر بن حماد مغرب کا حکمران بنا اور لمتونہ کے ساتھ جنگوں میں مصروف ہو گیا۔ اس نے 555ھ میں ان کے خلاف مشہور

جنگ کی اور ضریہ چلا گیا۔

معتنصر کا انجام

یوسف بن تاشفیق نے مرابطین کے ساتھ فاس پر قبضہ کرلیا پھر اس نے فاس پر اپنا قائم مقام حاکم مقرر کیا اور غمارہ کی طرف چلا گیا۔ لیکن اس کے بعد معتنصر نے اس کے خلاف فاس جا کر اس پر قبضہ کرلیا، وہاں کے حاکم اور اس کے ساتھی لتونہ کو قتل کر دیا اور ان کو صلیب دے کر اور جلا کر عذاب دیا۔ پھر اس نے مکناسہ شہر کے حکمران مہدی بن یوسف الکتر نائی پر چڑھائی کی، وہ مرابطین کی دعوت میں شامل ہو چکا تھا۔ لہٰذا اس نے سے شکست دے کر قتل کر دیا اور اس کے سر کو حاکم سبتہ سکوت البرغواطی کے پاس بھیج دیا۔ یوسف بن تاشفین کو اطلاع ملی تو اس نے فاس کے محاصرہ کے لیے مرابطین کو فوجیں بھیجیں تو انہوں نے اس کی ناکہ بندی کر دی اور رسد روک دی۔ یہاں تک کہ فاس کے باشندے اس محاصرے سے تنگ آ گئے اور انہیں بھوک نے آن لیا۔ معتنصر نے میدان میں نکل کر مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور 460ھ کی اس جنگ میں کام آیا۔

یوسف بن تاشفین کا حملہ

اس کے بعد اہل فاس نے اس کے بیٹے تمیم بن معتنصر کی بیعت کر لی مگر اس کا دور جنگ، محاصرے، بھوک اور گرانی کا دور تھا۔ پھر یوسف بن تاشفین نے بلادِ غمارہ کو فتح کر کے ان کی طرف رجوع کیا اور جب 462ھ کا سال آیا تو اس نے فاس آ کر کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا حتیٰ کہ اس نے بزور قوت اس میں داخل ہو کر تقریباً تین ہزار مغراوہ، بنی یفرن، مکناسہ اور قبائل زناتہ کو قتل کر دیا اور ان میں تمیم بھی مارا گیا۔ یہاں تک کہ انہیں فرداً فرداً دفنانا بھی مشکل ہو گیا پس ان کے لیے خندقیں بنائی گئیں اور انہیں جماعتوں کی صورت میں قبروں میں ڈالا گیا۔ ان میں سے جو قتل سے بچ گیا وہ تلمسان چلا گیا۔ یوسف بن تاشفین نے ان فصیلوں کو گرانے کا حکم دے دیا جو دونوں آبادیوں کو جدا کرتی تھی۔ اس طرح ان دونوں کو ایک شہر بنا دیا اور ان کے اردگرد ایک ہی فصیل بنا دی۔ چنانچہ فاس سے مغراوہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

والبقاء للہ سبحانہ و تعالیٰ

☆☆☆

تمیم بن معتنصر بن حماد بن معتنصر بن المعز بن زیری بن عطیہ بن عبداللہ بن خزر

باب: ۱۶

مفراوہ کے ملوک سجلماسہ بنی خزرون کی حکومت

سبتہ پر قبضہ

خزرون بن فلفول مفراوہ کے امراء اور بنی خزر کے اعیان میں سے تھا۔ جب بلکین بن زیری نے مغرب اوسط میں ان پر غلبہ پایا تو یہ مغرب اقصیٰ میں ملویہ کے عقبی علاقے میں آ گئے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، بنو خزر دعوت مروانیہ کے اطاعت گزار تھے۔ منصور بن ابی عامر جس نے بعد میں الموید کی حکومت قائم کی تھی، اپنے حجابت کے آغاز میں حکومت کے اراکین اور سرکردہ جرنیلوں کے علاوہ فوج کے دیگر طبقوں کے ذریعے کنارے کے حوالی میں سے سبتہ پر قبضہ کر چکا تھا۔ باقی علاقہ جو اس سے ماوراء تھا، اسے اس نے مفراوہ، بنی یفرن اور مکناسہ کے امرائے زناتہ کے سپرد کر دیا۔ اس نے اس علاقے اور اس کی سرحدوں کے نظم ونسق پر اکتفا کیا بعد ازاں اس نے ان کی بخشش سے ان لوگوں کی دیکھ بھال کی اور ان پر احسانات کیے آخر وہ کئی قسم کی قربانیوں سے اس کے قریب ہو گئے۔

آل مدرار کا اخراج

ان دونوں خزرون بن فلفول نے سجلماسہ پر چڑھائی کی، جہاں آل مدرار میں سے المعتز موجود تھا۔ چنانچہ اس کے بھائی المنتصر نے مغرب سے جوہر کے واپس آنے کے بعد مقابلہ کیا۔ اس نے ان کے امیر شاکر اللہ محمد بن فتح پر کامیابی حاصل کر لی۔ پھر اس کے بعد ان کی اولاد میں سے المنتصر نے سجلماسہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس کے بھائی ابو محمد نے 353ھ میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور سجلماسہ کی حکومت سنبھال لی اور دوبارہ وہاں بنی مدرار کی حکومت قائم کر کے المعتز باللہ کا لقب اختیار کر لیا۔ پس 367ھ میں خزرون بن فلفول نے مفراوہ کی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ المعتز اس کے مقابلہ میں نکلا تو خزرون نے اسے شکست دی اور سجلماسہ کے شہر پر قبضہ کر کے ہمیشہ کے لیے وہاں سے آل مدرار اور خوارج کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ پھر وہاں المؤید ہشام کی دعوت کو قائم کیا۔

المعتز کا انجام

یہ مروانیوں کی پہلی حکومت تھی جو اس خطے میں قائم کی تھی، یہاں اسے المعتز کا مال اور ہتھیار ملے جن پر اس نے قبضہ کر لیا چنانچہ اس نے ہشام کی طرف فتح کا خط لکھا اور المعتز کا سر اس کے پاس بھیجا جسے اس نے اپنے دار الخلافہ کے دروازے پر نصب کر دیا۔ محمد بن ابی عامر کے نصیب اور اس کے ساتھیوں پر اس فتح کے اثرات سے مطمئن ہو کر اس نے سجلماسہ پر خزرون اور اس کے بعد اس کے بیٹے وانودین کو امیر مقرر کیا۔

زناتہ کا فرار

پھر 369ھ میں زیری بن مناد نے مغرب اقصیٰ پر چڑھائی کی اور زناتہ وہاں سے فرار ہو کر سبتہ چلے گئے۔ چنانچہ اس نے مضافات مغرب پر قبضہ کر لیا اور ان پر اپنی طرف سے حاکم مقرر کر کے سبتہ کا محاصرہ کر لیا۔ پھر وہاں سے چلا گیا اور برغواطہ کے ساتھ جہاد میں مصروف ہو گیا۔

بنو خزرون کا فرار

اب اسے اطلاع ملی کہ وانودین بن خزرون نے سجلماسہ کے نواح پر غارت گری کی ہے اور اس میں بزور قوت داخل ہو کر وہاں کے حاکم اور اموال اور ذخائر پر قبضہ کر لیا ہے۔ پس وہ 393ھ میں اس کا تدارک کرنے کے لیے نکلا لیکن راستے ہی میں فوت ہو گیا۔ چنانچہ وانودین بن خزرون

سجلماسہ کی طرف واپس آ گیا۔ اس اثنا میں زیری بن عطیہ بن عبداللہ بن خزر نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور ہشام کے عہد میں فاس پر قابض ہو گیا۔ آخر کار اس نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی جس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو 388ھ میں فوجوں کے ساتھ کنارے کی طرف بھیجا۔ پس بنی خزر نے اس پر قبضہ کر لیا اور عبدالملک فاس میں قیام پذیر ہوا۔ اس نے سرحدوں کو بند کرنے اور محصول اکٹھا کرنے کے لیے مغرب کے گرد و نواح میں اپنے کارندے بھیجے پھر سجلماسہ پر حمید بن یصل مکناسی کو حاکم مقرر کیا جو شیعہ مددگاروں میں سے ان کے پاس آ گیا تھا اور اس سے پہلے بنو خزرون وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ لہٰذا اس نے سجلماسہ پر قبضہ کر کے اس میں دعوت کو قائم کیا پھر جب عبدالملک کنارے کی طرف واپس آیا اور اس نے واضح کو اس کی عملداری فاس میں واپس بھیجا تو بہت سے بنی خزر نے اس سے امان طلب کی۔

دعوت مروانیہ کا قیام

ان لوگوں میں حاکم سجلماسہ دانودین بن خزرون اور اس کا عم زاد فلفول بن سعید بھی شامل تھے۔ چنانچہ اس نے انہیں امان دے دی پھر دانودین اور فلفول بن سعید نے مقررہ مال، متعدد گھوڑے اور ڈھالوں کی یہ ذمہ داری قبول کر کے کہ وہ ہر سال اسے ان کی ادائیگی کیا کریں گے، اپنی عملداری سجلماسہ میں واپس آ گیا۔ اس معاملے میں ان دونوں نے اپنے بیٹوں کو یرغمال رکھا پس واضح نے ان دونوں کو حاکم مقرر کر دیا اور اس کے بعد 390ھ کے آغاز میں دانودین سجلماسہ کی حکومت کا بلا شرکت غیرے حاکم بن بیٹھا اور وہاں اس نے دعوت مروانیہ کو قائم کیا۔

قرطبہ میں ابتری

396ھ میں مظفر بن ابی عامر کے عہد میں المعز بن زیری مغرب کی حکومت کی طرف واپس آ گیا اور اس نے دانودین کے مقام کی وجہ سے سجلماسہ کے معاملے کو مستثنیٰ کر دیا۔ جب قرطبہ میں خلافت کا نظام ابتر ہو گیا اور طوائف الملوکی پھیل گئی تو جو کچھ انصار وثغور کے امراء اور مضافات کے حکمرانوں کے قبضے میں تھا، اسے انہوں نے اپنے لیے مختص کر لیا۔ چنانچہ دانودین نے سجلماسہ کے مضافات کو اپنے لیے مخصوص کر لیا اور درعہ کی عملداری پر قبضہ کر کے اسے بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ 407ھ میں المعز بن زیری حاکم فاس مغراوہ کی فوجوں کے ساتھ ان مضافات کو دانودین کے قبضہ سے چھیننے کے ارادے سے نکلا پس وہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں نکلا اور انہوں نے اسے شکست دی جس سے المعز کی حکومت ڈانواں ڈول ہو گئی اور پھر وہ فوت ہو گیا۔ اب دانودین کی حکومت مضبوط ہو گئی، اس نے فاس کے مضافات میں سے صبرون اور ملویہ کے تمام محلات پر قبضہ کر لیا اور اپنے خاندان کے لوگوں کو ان پر والی مقرر کیا پھر وہ بھی فوت ہو گیا۔

اس کے بعد اس کے بیٹے مسعود بن دانودین نے اپنے باپ کی حکومت سنبھالی مگر اس کی حکمرانی اور اس کے باپ کی وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔

مغراوہ کا قتل عام

جب عبداللہ بن یاسین غالب آیا اور لمتونہ، مسوفہ اور بقیہ متلثمین کے مرابطین اس کے پاس جمع ہو گئے تو انہوں نے 445ھ میں درعہ سے اپنی جنگ کا آغاز کیا اور مسعود بن دانودین کے ذخیرے میں جو اونٹ موجود تھے، انہیں لوٹ کر لے گئے۔ پھر جیسا کہ ہم نے لمتونہ کے حالات میں بیان کیا ہے کہ اس کے قتل کے بعد انہوں نے دوبارہ سجلماسہ سے جنگ کی اور اگلے سال اس میں داخل ہو کر مغراوہ کی جماعت کے جو لوگ وہاں موجود تھے، انہیں قتل کر دیا اس کے بعد انہوں نے مغرب کے مضافات، بلادِ سوس اور جبال مصامدہ کا رخ کیا، 455ھ میں صفرویٰ کو بھی فتح کر لیا اور دانودین کی اولاد اور مغراوہ کے باقی ماندہ لوگوں کو جو وہاں موجود تھے، قتل کر دیا۔ پھر 463ھ میں انہوں نے ملویہ کے قلعوں کو فتح کیا اور بنی دانودین کی حکومت اس طرح ختم ہو گئی گویا کبھی موجود ہی نہ تھی۔

مسعود بن وانودین بن خزرون بن فلفول بن خزر

— اسے عبداللہ بن یاسین اور مرابطین نے قتل کیا

— اس نے المعتز بن محمد بن ندار کے ہاتھ سے سجلماسہ کو حاصل کیا اور ہشام المؤید نے اُسے وہاں کا امیر مقرر کیا

— فلفول بن سعید

باب: ۱۷

بنی خزرون سے ملوک طرابلس کے حالات

طرابلس میں بنوخزر اور مفراوہ ان کے بادشاہ تھے جو بلکین سے بچ کر مغرب اقصیٰ آ گئے تھے۔ پھر اس نے 469ھ میں اپنے مشہور حملے میں ان کا تعاقب کیا اور انہیں سبتہ کے ساحل پر روک دیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے فریادی کو منصور کے پاس بھیجا۔ تب وہ ان کے حالات کو دیکھنے کے لیے جزیرہ میں ان کے پاس آیا اور جعفر بن یحییٰ اور ملوک بربر وزناتہ میں سے جو لوگ اس کے ساتھ تھے، ان سب کی مدد کی تو یہ بلکین پر بھاری ہو گئے۔ لہٰذا وہ واپس آ کر مغرب کے مضافات کا جائزہ لینے لگا پھر وطن کو واپسی کے دوران 472ھ میں فوت ہو گیا۔ مفراوہ اور بنو یفرن کے قبائل کو جو مقام اس کے ہاں حاصل تھا، اس پر وہ واپس آ گئے۔

بنوخزر کا اعزاز

476ھ میں منصور نے وزیر حسن بن عبدالودود کو مغرب کا والی مقرر کر کے بھیجا اور عطیہ بن عبداللہ بن خزر کے دونوں بیٹوں مقاتل اور زیری کو مزید اعزاز سے نوازا۔ ان دونوں خاندانوں میں سے جو لوگ ان کے ہم سر تھے، انہیں اس بات سے بڑی غیرت آ گئی۔

فلفول کی مراعات

اس کے بعد سعید بن خزر بن فلفول 477ھ میں امویوں کی اطاعت سے منحرف ہو کر منہاجہ کی طرف چلا گیا۔ پھر ایک جنگ سے واپسی پر منصور بن بلکین سے اشیر میں ملا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کا غایت درجہ احترام کرتے ہوئے اسے 481ھ میں طنبہ کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا۔ بعد ازاں وہ اس کی ملاقات کو گیا اور اس کے اعزاز میں ایک جشن کیا۔ پھر قیروان میں اس کا وقت پورا ہو گیا اور وہ اسی سال فوت ہو گیا۔ تب اس کا بیٹا فلفول اپنے باپ کی عملداری سے قاصد بن کر آیا تو اس نے اسے اسی عملداری پر امیر مقرر کر کے اسے خلعت عطا کیا اور اپنی بیٹی اسے

بیاہ دی۔ پھر اسے تیس اونٹ مال اور تیس تخت ملبوسات دیے، اسے بوجھل زینوں والی سواریاں اور دس سنہری جھنڈے پیش کیے حتیٰ کہ وہ اپنی عملداری کی طرف واپس آ گیا۔ 485ھ میں منصور بن بلکین کی وفات ہوگئی اور پھر اس کا بیٹا بادیس حکمران بنا تو اس نے بھی فلفول کو اس کی عملداری طنبہ پر امیر مقرر کر دیا۔

منہاجہ سے جنگ

بعد ازاں جب زیری بن عطیہ نے منصور بن ابی عامر کے خلاف بغاوت کی تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے اپنے بیٹے مظفر کو اس کی طرف بھیجا جس نے مغرب کے مضافات میں اس پر غلبہ پالیا چنانچہ زیری جنگل کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے مغرب اوسط کو للکارا اور منہاجہ کی سرحدوں پر جنگ کر کے تیہرت کا محاصرہ کر لیا جہاں یطوفت بن بلکین موجود تھا۔ حماد بن بلکین نے اشیر سے تکاتہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی۔ ادھر محمد بن ابی العرب قائد بادیس کو قیروان سے منہاجہ کی فوجوں کے ساتھ یطوفت کی مدد کے لیے بھیجا جو فلفول کی طرف بڑھا۔ وہ اشیر ان میں ان کے ساتھ تھا۔ زیری بن عطیہ نے ان سے جنگ کر کے ان کی فوج کو منتشر کر دیا اور پھر ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ یوں افریقہ کو جنگ نے پریشان کر دیا اور اس کے نواح میں جو زناتہ قبائل رہتے تھے ان کے لیے منہاجہ اجنبی بن گئے۔

زناتہ اور بربر کی شکست

بادیس بن منصور رقادہ سے فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف گیا اور جب وہ طنبہ سے گزرا تو فلفول بن سعید بن خزرون اسے ملا اور اس نے اپنی جنگ میں اس سے مدد مانگی لیکن اسے شک پڑ گیا لہٰذا اس نے مدد لینے سے معذرت کر دی۔ پھر اس نے سلطان کے آنے تک تجدید عہد کا مطالبہ کیا تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی۔ البتہ اس کا اور اس کے مفرور ساتھیوں کا شک پختہ ہو گیا تو وہ طنبہ کو چھوڑ کر چل دیئے۔ جب بادیس دور چلا گیا تو فلفول نے واپس آ کر اس کی جہات میں فساد برپا کر دیا۔ بعد ازاں اس نے تیجس میں بھی یہی کچھ کیا۔ پھر باغام کا محاصرہ کر لیا چنانچہ بادیس وہاں سے اشیر پہنچ گیا اور زیری بن عطیہ مغرب کے صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ جب بادیس نے تاہرت اور اشیر پر اپنے چچا یطوفت بن بلکین کو حاکم مقرر کیا تو اس نے دوبارہ بادیس پر حملہ کر دیا اور مسیلہ تک پہنچ گیا جہاں اسے اطلاع ملی کہ اس کے چچا، ماکس زادی غرم اور عفین نے بغاوت کر دی ہے تو ابوالبہار ڈر گیا اور انہیں ساتھ لے کر اس کے پڑاؤ میں چلا گیا۔ بادیس نے ان کے پیچھے اپنے چچا حماد بن بلکین کو بھیجا اور فوجوں کو فلفول بن سعید کی جانب بھیجنے کے بعد خود بھی اس کی طرف کوچ کر گیا جہاں وہ باغایہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا پس اس نے انہیں شکست دی اور ان کے سالار ابو عیل کو قتل کر دیا۔ پھر اسے بادیس کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ بادیس نے مرماجنہ تک اس کا تعاقب کیا تو دونوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ فلفول کے پاس زناتہ اور بربر کے قبائل جمع تھے، پس وہ جنگ میں ثابت قدم نہ رہے اور اسے چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ چنانچہ وہ شکست کھا کر جبل حناش کو چلا گیا اور قیطون میں پڑاؤ کیا۔ بادیس نے قیروان کی طرف فتح کا خط لکھا لیکن جھوٹی افواہوں نے ان کو متاثر کیا ہوا تھا لہٰذا وہاں کے بہت سے باشندے مہدیہ کی طرف بھاگ گئے اور انہوں نے راستے بنانے شروع کر دیئے کیونکہ جب فلفول بن سعید نے ابو عیل کو قتل کیا اور منہاجہ کی فوجوں کو شکست دی تو انہیں فلفول سے یہی توقع تھی۔ یہ 489ھ کے اواخر کا واقعہ ہے۔

تبہ کا محاصرہ

اب بادیس قیروان واپس آ گیا جہاں اسے اطلاع ملی کہ زیری کی اولاد فلفول بن سعید کے پاس اکٹھی ہوگئی ہے اور انہوں نے اس سے معاہدہ کر لیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اکٹھے ہو کر تبہ کا محاصرہ کر لیا۔ پس بادیس ان سے مقابلہ کرنے کے لیے قیروان سے نکلا تو وہ پراگندہ ہو گئے۔ ماکس اور اس کے بیٹے حسن کے سوا، باقی سب اس کے دوسرے چچا زہری بن عطیہ کے ساتھ جا ملے جب کہ ماکس اور حسن فلفول کے پاس ٹھہرے رہے۔ چنانچہ بادیس 491ھ میں اس کے بعد واپس آیا اور جب وہ بسکرہ پہنچ گیا تو فلفول، رمال کی طرف بھاگ گیا۔ اس فتنہ کے دوران زیری بن

عطیہ،اشیر کا محاصرہ کیے رہا پس وہ وہاں سے الگ ہو گیا اور ابوالبہار وہاں سے بادیس کی طرف واپس آ گیا اور اس کے ساتھ ہی قیروان لوٹ آیا۔

طرابلس پر قبضہ

فلفول بن سعید قابس اور طرابلس کے نواح کی طرف آیا اور وہاں کے زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے،اس نے طرابلس پر قبضہ کر لیا۔ان دنوں طرابلس کا علاقہ مصر کی عملداری میں شامل تھا اور معد کے قاہرہ چلے جانے کے بعد وہاں کا والی عبداللہ بن یخلف کتامی تھا۔جب معد فوت ہو گیا تو نزار العزیز کے بلکین نے اسے اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہا چنانچہ اس نے اس کی مدد کی اور اپنے خاص غلاموں میں سے عقولا ابن بکار کو وہاں کا والی بنا دیا،جسے وہ بونہ کی عملداری سے تبدیل کر کے لایا تھا،لہٰذا وہ وہاں کا والی بنا رہا یہاں تک کہ اس نے حاکم مصر کو اطلاع بھیجی کہ وہ الحضرۃ میں دلچسپی رکھتا ہے لہٰذا اس سے طرابلس کی عملداری لے لی جائے۔برجوان صقلی حکومت میں خود مختار تھا اور یانس صقلی کو جو مقام ان کے ہاں حاصل تھا،اس سے وہ رنجیدہ و مغموم تھا چنانچہ اس نے اسے الحضرۃ سے ہٹا کر برقہ کی ولایت دے دی پھر جب حاکم طرابلس عقولہ کی دلچسپی میں متواتر اضافہ ہونے لگا تو برجوان نے یانس کو وہاں بھیجنے کا مشورہ دیا لہٰذا اس نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی عملداری میں آ جائے پس وہ 490ھ میں وہاں پہنچا۔

یانس کا قتل

بعد ازاں تمصولہ مصر چلا گیا اور بادیس کو بھی اطلاع مل گئی تو اس نے قائد جعفر بن حبیب کو فوجوں کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے مصر جانے سے روکے،یانس نے اس پر چڑھائی کی مگر شکست کھائی اور قتل ہو گیا۔

طرابلس کا محاصرہ

پھر اس کا جرنیل فتوح بن علی طرابلس جا کر قلعہ بند ہو گیا تو جعفر بن حبیب نے اس سے جنگ کی اور مدت تک وہاں ٹھہرا رہا۔ابھی وہ اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ اسے قابس کے والی یوسف بن عامر کا خط ملا جس میں اس نے بتایا کہ فلفول بن سعید قابس پہنچ گیا ہے اور وہ طرابلس آیا ہی چاہتا ہے۔پس جعفر شہر سے جبل کی جانب کوچ کر گیا اور فلفول بن سعید نے آ کر اس کی جگہ پڑاؤ کیا۔چنانچہ جعفر اور اس کے ساتھیوں کا حال خراب ہو گیا تو وہ پختہ عزم کے ساتھ جنگ کے ارادے سے قابس چلے گئے جہاں فلفول نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ قابس واپس آ گئے۔

فلفول کی وفات

فلفول طرابلس شہر میں آیا تو وہاں کے باشندوں نے اس کا استقبال کیا اور فتوح بن علی نے اس کی امارت اس کے لیے چھوڑ دی۔چنانچہ اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس روز سے اسے اپنا وطن بنا لیا۔یہ 491ھ کا واقعہ ہے۔پھر اس نے حاکم کو اپنی اطاعت کی اطلاع دی تو حاکم نے یحییٰ بن علی بن حمدون کو بھیجا اور اسے طرابلس اور قابس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا۔چنانچہ وہ طرابلس پہنچا اور فلفول اور فتوح بن علی بن غضیانان بھی زناتہ کی فوجوں کے ساتھ قابس کا محاصرہ کرنے کے لیے گئے۔مدت تک انہوں نے اس کا محاصرہ کیے رکھا اور پھر طرابلس کی طرف واپس آ گئے۔یحییٰ بن علی مصر کی طرف لوٹ آیا اور فلفول نے طرابلس کی عملداری کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔بادیس کے ساتھ اس کی جنگ طویل ہو گئی تو وہ مصر کی مدد سے ناامید ہو گیا۔اب اس نے قرطبہ میں مہدی محمد بن عبدالجبار کے پاس اپنی اطاعت کی اطلاع کے ساتھ فریاد رسی اور مدد کے لیے اپنے ایلچی بھیجے۔مگر فلفول ان کے واپس آنے سے پہلے ہی 400ھ میں فوت ہو گیا۔

بادیس کی کامیابی

بعد ازاں زناتہ اس کے بھائی وردا بن سعید کے پاس جمع ہو گئے لیکن جب بادیس نے طرابلس پر چڑھائی کی تو وردا اور اس کے زناتہ ساتھی

وہاں سے بھاگ گئے۔ وہاں جو فوجی سپاہی موجود تھے بادیس ان کی طرف گیا تو وہ اسے راستے ہی میں مل گئے۔ چنانچہ وہ طرابلس کی طرف بڑھ کر اس میں داخل ہو گیا اور فلفول کے محل میں قیام پذیر ہوا۔ اب وردا بن سعید نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اپنے لیے اور اپنی قوم کے لیے امان کا طالب ہے لہٰذا اس نے اپنے پروردہ محمد بن حسن کو اس کے پاس بھیجا، اپنی امان کے ساتھ ان کے وفد کا استقبال کیا اور ان سے حسن سلوک کیا۔ پھر وردا کو نفزادہ پر اور نعیم بن کنون کو قسطینہ پر اس شرط کے ساتھ حاکم مقرر کیا کہ وہ طرابلس کے مضافات سے اپنی قوم کو لے کر چلے جائیں پس وہ اپنے اصحاب کی طرف واپس آ گئے اور بادیس قیروان کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے طرابلس پر محمد بن حسن کو حاکم مقرر کیا۔ جب کہ وردا نفزادہ میں اور نعیم قسطینہ میں آ گیا۔ بعد ازاں 401ھ میں وردا نے بغاوت کی اور جبال ایدمر میں چلا گیا۔ پس انہوں نے آپس میں مخالفت کرنے کا معاہدہ کر لیا اور نعیم بن کنون نے نفزادہ کو اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔

وردا سے علیحدگی

خزرون بن سعید اپنے بھائی وردا کو چھوڑ کر سلطان بادیس کے پاس لوٹ آیا۔ یہ 402ھ میں قیروان میں اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس سے حسن سلوک کیا۔ پھر اسے اس کے بھائی کی عملداری نفزادہ پر حاکم مقرر کیا اور اس کی قوم کے بنی محلیہ کو قفصہ پر حکمران بنا دیا۔

وردا کی طرابلس پر چڑھائی

اب وردا نے اپنے زناتی ساتھیوں کے ساتھ طرابلس پر چڑھائی کی اور وہاں کا والی محمد بن حسن اس کا مقابلہ کرنے کو نکلا چنانچہ دونوں آپس میں گتھ گئے، ان کے درمیان شدید جنگیں ہوئیں جن میں وردا کو شکست ہوئی اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر اس نے دوبارہ اس کا محاصرہ کر کے اس کے باشندوں کو تنگ کر دیا۔ بادیس نے خزرون اور اس کے بھائی نعیم بن کنون اور الجرید کے زناتہ امراء کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھی کی خاطر جنگ کے لیے نکلیں لہٰذا وہ اس کے پاس آئے اور قابس اور طرابلس کے درمیان عبرہ کے مقام پر ایک دوسرے سے گتھ گئے پھر انہوں نے اتفاق کر لیا اور خزرون کے ساتھی اس کے بھائی وردا کے ساتھ مل گئے۔ خزرون اپنی عملداری کی طرف واپس آ گیا اور سلطان نے اس پر الزام لگایا کہ اس نے اپنے بھائی وردا کے متعلق فریب کاری سے کام لیا ہے۔ پھر اس نے نفزادہ کے ساتھ اس کا سامنا کیا تو وہ شک میں پڑ گیا اور مخالفت کرنے لگا۔

ریغمالیوں کا قتل

اب سلطان نے فوج کے ساتھ فتوح بن احمد کو اس کی طرف بھیجا تو وہ اپنی عملداری سے بھاگ گیا چنانچہ نعیم اور بقیہ زناتہ نے اس کا تعاقب کیا مگر وہ سب کے سب 404ھ میں وردا بن سعید کے ساتھ مل گئے اور مخالفت کرنے لگے، انہوں نے طرابلس شہر کے خلاف جنگ برپا کر دی۔ جب زناتہ کا فساد بڑھ گیا تو سلطان کے پاس جو زناتہ ریغمالی تھے، ان کو اس نے قتل کر دیا۔ اتفاقاً مقاتل بن سعید اپنے بھائی وردا سے اپنے بیٹوں اور ماموؤں کے ایک گروہ کے ساتھ الگ ہو کر آیا تو یہ سب بھی ان کے ساتھ قتل ہو گئے۔

وردا کی وفات

اب سلطان اپنے چچا حماد کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گیا اور جب اسی سال اس نے شلب میں اس پر غلبہ پا لیا تو قیروان کی طرف لوٹ آیا پھر وردا نے اس کی طرف اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا مگر 405ھ میں وردا فوت ہو گیا اور اس کی قوم اس کے بیٹے خلیفہ اور اس کے بھائی خزرون بن سعید میں منقسم ہو گئی چنانچہ ان میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا۔

خزرون کے ساتھ جنگ

طرابلس کے والی حسن بن محمد نے ان کے معاملات میں دخل دینے کے لیے سازش کی تو اکثر زناتہ خلیفہ کے پاس چلے گئے۔ اب اس کے چچا

خزرون نے اس کے ساتھ جنگ شروع کردی اور قیطون میں اس پر غالب آ گیا۔ لہٰذا زناتہ پر اس کا پورا تسلط ہو گیا جن پر اس نے اپنے باپ کی حکومت قائم کی اتنے میں جس قلعہ میں وہ محصور تھا، وہاں سے سلطان بادیس کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی تو اس نے اس کی اطاعت کو قبول کیا۔ پھر بادیس فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا المعز 406ھ میں حاکم بن گیا۔

پھر خلیفہ بن وردا نے اس کے خلاف بغاوت کردی اور اس کا بھائی حماد بن وردا طرابلس اور قابس کے مضافات میں ان پر 413ھ تک مسلسل غارت گری کرتا رہا۔

حاکم طرابلس کی بغاوت

پس حاکم طرابلس عبید اللہ بن حسن نے سلطان کے خلاف بغاوت کردی اور اسے طرابلس پر غلبہ دے دیا، اس کا سبب یہ تھا کہ المعز بن بادیس نے اپنی حکومت کے آغاز میں محمد بن حسن کو اس کی عملداری سے بلایا۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی عبداللہ بن حسن کو جانشین بنایا اور خود المعز کے پاس آ کر اپنی حکومت کا معاملہ اس کے سپرد کیا۔ اپنی اس بات پر وہ سات روز قائم رہا اور سلطان کے ہاں اس کی حیثیت مضبوط ہو گئی لیکن جب اس کے خلاف چغلیاں زیادہ ہو گئیں تو وہ منحرف ہو گیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ پھر جب اس کے بھائی کو اطلاع ملی تو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اس نے بھی بغاوت کردی چنانچہ اس نے خلیفہ بن وردا اور اس کی قوم کو طرابلس پر قبضہ کرنے کا موقع دیا پس انہوں نے منہاجہ کو قتل کر دیا اور طرابلس پر قابض ہو گئے۔

الظاہر کی اطاعت

خلیفہ عبداللہ کے قصر میں آیا اور اس نے وہاں سے عبداللہ کو نکال کر اس کے سب اموال اور عورتوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر طرابلس پر خلیفہ بن وردا اور اس کی قوم خزرون کی حکومت مسلسل قائم رہی۔ 417ھ میں خلیفہ نے قاہرہ میں الظاہر بن الحکم کی اطاعت اختیار کرنے، راستوں کی حفاظت کی ضمانت دینے اور جماعتوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کے بارے میں گفتگو کی نیز یہ کہ وہ طرابلس پر اس کی امارت کی حفاظت کرے گا تو الظاہر نے اس کی یہ باتیں قبول کرلیں اور وہ اس کی عملداری میں شامل ہو گیا۔ پھر اس نے اسی سال اپنے بھائی حماد کو تحائف دے کر المعز کے پاس بھیجا تو اس نے تحائف کو قبول کیا اور اسے ان کا اچھا بدلہ دیا۔ ابن الرقیق نے یہ واقعات ان کے حالات کے آخر میں بیان کیے ہیں۔

المعز کی یلغار

ابن حماد وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ المعز نے 430ھ میں جہات طرابلس میں زناتہ پر چڑھائی کی تو وہ اس کے مقابلہ میں نکل آئے اور اسے شکست دی پھر انہوں نے عبداللہ بن حماد کو قتل کر دیا اور اس کی بہن ام العلو بنت بادیس کو قید کر لیا مگر کچھ عرصہ بعد اس پر احسان کر کے اسے آزاد کر دیا اور اس کے بھائی کے پاس بھجوا دیا۔

بعد ازاں اس نے دوبارہ ان پر چڑھائی کی تو انہوں نے اسے شکست دی، لیکن خوش قسمتی سے اسے ان پر پھر فتح حاصل ہوئی تو اس نے ان کو مغلوب کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور صلح کے ذریعے اس سے بچاؤ اختیار کیا لہٰذا اس طرح ان کا معاملہ درست ہو گیا۔

پھر جب خلیفہ بن وردا نے خزرون بن سعید کو زناتہ کی امارت پر غالب کیا تو وہ مصر چلا گیا، اس نے دار الخلافہ میں اقامت اختیار کرلی اور وہیں اس کے بیٹوں نے پرورش پائی۔ ان میں المنتصر بن خزرون اور اس کا بھائی سعید بھی شامل تھا اور جب مصر میں ترکوں اور مغاربہ کے درمیان جنگ ہوئی اور ترک ان پر غالب آ گئے تو انہوں نے وہاں سے انہیں جلاوطن کر دیا چنانچہ المنتصر اور سعید طرابلس چلے گئے اور اس کے نواح میں اقامت پذیر ہو گئے۔ پھر سعید نے طرابلس کی حکومت سنبھال لی اور اپنی وفات تک جو 429ھ میں ہوئی، وہاں کا والی رہا۔

التیجانی کا بیان

ابو محمد التیجانی طرابلس کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے سفرنامہ میں بیان کرتا ہے کہ جب زغبہ نے سعید بن خزرون کو 429ھ میں قتل کر دیا تو خلیفہ بن خزرون، قیطون سے اس کی حکومت میں آیا، پس شوریٰ کے صدر نے اسے حکومت پر قبضہ کرنے کا اختیار دے دیا۔ ان دنوں فقہاء میں سے ابوالحسن بن المنتصر بھی وہاں موجود تھا جو علم فرائض میں بڑی شہرت رکھتا تھا، اس نے بھی اس کی بیعت کی۔ اس کے بعد خزرون نے 340ھ تک حکومت کی ذمہ داری سنبھالی، پس المنتصر بن خزرون ربیع الاول میں زناتہ کی فوجوں کے ساتھ حملہ آور ہوا تو خزرون بن خلیفہ وہاں سے چھپ چھپا کر طرابلس سے بھاگ گیا۔ پھر جب المنتصر بن خزرون نے طرابلس پر قبضہ کر لیا تو اس نے ابن المنتصر پر حملہ کر کے اسے جلاوطن کر دیا چنانچہ وہاں اس کی امارت مسلسل قائم رہی۔ التیجانی کا بیان ختم ہوا۔

واقعہ کی تحقیق

یہ واقعہ کئی لحاظ سے مشتبہ ہے اس لیے کہ زغبہ ہلالی عربوں میں سے ہیں اور وہ اس صدی سے چالیس سال گزر جانے کے بعد مصر سے افریقہ آئے تھے۔ پس 429ھ میں ان کا وجود طرابلس میں نہیں پایا جا سکتا سوائے اس کے کہ ان کے بعض قبائل اس سے پہلے افریقہ آ گئے ہوں اسی طرح بنومرہ، برقہ میں تھے جنہیں حاکم نے یحییٰ بن علی بن حمدون کے ساتھ بھیجا تھا۔ مگر اس بات کو کسی نے اس کے حوالے سے بیان نہیں کیا۔ چنانچہ طرابلس ہمیشہ ہی زناتہ بنی خزرون کے ہاتھوں میں رہا اور جب ہلالی عرب پہنچے، انہوں نے المعز بن بادیس کو افریقہ کے مضافات پر غالب کیا اور پھر انہیں آپس میں تقسیم کر لیا تو قابس اور طرابلس زغبہ کے حصے میں اور بلد، بنی خزرون کے حصے میں آیا تھا۔ پھر بنوسلیم نے بیرون شہر پر قبضہ کر لیا۔ جب زغبہ نے ان پر غلبہ پایا تو انہیں ان مضافات سے کوچ کروا دیا اور بلد ہمیشہ ہی بنی خزرون کے پاس رہا۔

الناصر کی عہد شکنی

المنتصر بن خزرون نے قبائل ہلال میں سے بنی عدی کی مدد سے بنی حماد پر چڑھائی کر کے مسیلہ اور اشیر میں نزول کیا۔ پھر وہ الناصر کے مقابلے میں نکلا تو یہ اس کے آگے صحرا کو بھاگ کر قلعہ کی طرف لوٹ آیا۔ چنانچہ وہ بھی اس کے مضافات میں رہنے والے حلیفوں کی طرف لوٹ آئے۔ پھر الناصر نے صلح کے بارے میں اس سے مراسلت کی اور الزاب اور ریغہ کے مضافات اسے جاگیر میں دے دیئے۔ پھر بسکرہ کے رئیس عروس بن سندی کو اس کے عہد کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اسے دھوکہ دے۔ جب المنتصر بسکرہ پہنچا تو عروس نے اس کا مہمان کی طرح استقبال کیا اور پھر 460ھ میں اسے فریب دے کر قتل کر دیا۔ بعد ازاں جو شخص بنی خزرون میں سے آخر میں طرابلس کا حکمران بنا مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔

منہاجہ کا زوال

منہاجہ کی حکومت مسلسل 450ھ تک قائم رہی اور پھر اس میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس سال طرابلس اور اس کے نواح میں قحط پڑا جس کی شدت سے لوگ ہلاک ہونے لگے چنانچہ اکثر وہاں سے بھاگ گئے جس سے حکومت کے دگرگوں حالات اور اس کے حامیوں کا زوال پذیر ہونا نمایاں ہو گیا۔ پس جب صقلیہ کے طاغیہ نے مہدیہ اور صفاقس پر قبضہ کر لیا تو ان دونوں مقامات پر اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے لجار کو ایک بحری بیڑہ دے کر اس کے محاصرہ کے لیے بھیجا۔ اس اثنا میں اہل طرابلس میں اختلاف پیدا ہو گیا تو بحری بیڑے کے امیر جرجی بن میخائیل نے ان پر غلبہ پالیا اور طرابلس پر قبضہ کر کے وہاں سے بنی خزرون کو نکال دیا۔ البتہ بلد پر شیخ ابو یحییٰ بن مطروح تمیمی کو حاکم مقرر کر دیا پس وہاں سے بھی بنی خزرون کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ان میں سے وہی لوگ بچے جو بیرون میں باقی رہ گئے تھے یہاں تک کہ منہاجی حکومت کے آخر میں موحدین نے افریقہ کو فتح کر لیا۔

والملک للہ یؤتیہ من یشاء من عبادہ سبحانہ لا الہ غیرہ

⁂

خزر ــــ [illegible]

|

[illegible]

|

[illegible] ــــ [illegible]

باب: ۱۰

آل خزر کے ملوک تلمسان بنی یعلیٰ کے حالات

[illegible] 360 [illegible]

یعلیٰ کی وفات

[illegible]

زیری بن عطیہ کا خروج

[illegible]

اور زناتہ کے درمیان جنگوں کا پانسا پلٹتا رہا۔ اسی اثنا میں زیری بن عطیہ ہلاک ہو گیا۔

وجدہ کی نئی حد بندی

پھر اس کے بیٹے المعز نے 393ھ میں مغرب میں خود مختار حکومت قائم کر لی چنانچہ منبجہ کو تمسان اور اس کے ارد گرد کے علاقوں پر غلبہ حاصل ہو گیا، انہوں نے وجدہ شہر کی از سر نو حد بندی کی جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔

بنی بادیس کے ساتھ جنگ

یعلیٰ بن محمد جب تمسان آیا تو یہ شہر خالص اسی کے لیے تھا پھر اس کی حکومت اور اس کے بقیہ مضافات اس کی اولاد کے قبضہ میں رہے چنانچہ بلادِ منبجہ میں اپنے آپ کو آل بلکین پر ترجیح دینے کے بعد حماد فوت ہو گیا بعد میں اس کے بیٹے بنی بادیس کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گئے اور اس عرصے میں تمسان میں بنی یعلیٰ کی حکومت مضبوط ہو گئی البتہ آل حماد کے ساتھ صلح اور جنگ میں ان کے حالات خراب ہو گئے۔

بنی حماد کی جانب خروج

جب ہلالی عرب افریقہ میں آئے تو انہوں نے المعز اور اس کی قوم کو وہاں غالب کرنے کے بعد اس کے بقیہ مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ پھر انہوں نے بنی حماد کے مضافات کی طرف پیش قدمی کی اور انہیں قلعہ میں روک دینے کے بعد گرد و نواح کے علاقے میں ان پر غالب آ گئے۔ لہٰذا انہوں نے ماضی کی قربت کی طرف رجوع کر کے اثبج اور زغبہ کو ان سے ٹھہرا لیا۔ چنانچہ انہوں نے مغرب اوسط کے زناتہ کے خلاف ان سے مدد مانگی، انہوں نے ان کو اتراب میں ٹھہرایا اور اپنے مضافات میں بہت سی جاگیریں انہیں دے دیں۔ پھر ان کے اور تمسان کے امراء بنی یعلیٰ کے درمیان جنگیں ہوئیں اور زغبہ، مواطن کے لحاظ سے ان کے بہت قریب تھے اور ان کے عہد میں یعلیٰ کے بیٹوں میں سے یحییٰ تمسان کا امیر تھا۔

وزیر ابو سعید کا انجام

ابو سعید بن خلیفہ یفرنی اس کا وزیر اور اس کی جنگوں کا سالار تھا۔ اور اثبج عربوں اور زغبہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اکثر یہی فوجوں کے ساتھ تمسان سے نکلا کرتا تھا۔ مغرب اوسط کے باشندوں میں سے مغراوہ، بنی یفرن، بنی یلومی، بنی عبدالواد، توجین اور بنی مرین جیسے زناتہ قبیلے ان فوجوں کے ساتھ شامل ہو جایا کرتے تھے، یہ وزیر ابو سعید 450ھ کی ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا۔

عباس بن یحییٰ کی حکومت

پھر یحییٰ کی وفات اور تمسان میں اس کے بیٹے عباس بن یحییٰ کے حکمران بن جانے کے بعد مرابطین نے مغرب اقصیٰ کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ یوسف بن تاشفین نے اپنے سالار فرولی کو لمتونہ کی فوجوں کے ساتھ تمسان میں باقی ماندہ مغراوہ اور بنی زیری کی اس جماعت کے ساتھ جو ان سے مل گئی تھی نیز ان کی قوم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ پس فرولی نے مغرب اوسط پر قبضہ کر کے معلی بن العباس بن بختی پر فتح پائی جو ان کی مدافعت کے لیے نکلا تھا پس اس نے اسے شکست دے کر قتل کر دیا اور مغرب کی طرف واپس لوٹ آیا۔

حکومت مغراوہ کا خاتمہ

پھر یوسف بن تاشفین نے بہ نفس نفیس مرابطین کی فوجوں کے ساتھ 473ھ میں تمسان کو فتح کر لیا اور بنی یعلیٰ اور جو مغراوہ وہاں موجود تھے انہیں قتل کر دیا۔ چنانچہ اس کے امیر عباس بن بختی کو بھی جو بنی یعلیٰ میں سے تھا، موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر اس نے وہران اور تنس کو فتح کیا اور الجزائر تک جبل، انشریس اور شلف پر قبضہ کر لیا پھر واپس آ کر اس نے مغرب اوسط سے مغراوہ کا نام و نشان مٹا دیا اور محمد بن تینعمر مسوفی کو مرابطین

کی فوج کے ساتھ تلمسان میں ٹھہرایا۔ پھر اس نے اپنے پلٹنے کی جگہ پر تاکرارت شہر کی حد بندی کی، جو بربری زبان میں اترنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ یہ جگہ آج کل قدیم تلمسان کے ساتھ مل کر ایک شہر بن گئی ہے جس کا نام اگادیر ہے۔ تمام مغرب سے مفراوہ کی حکومت کا اس طرح خاتمہ ہو گیا گویا کبھی ان کی حکومت یہاں موجود ہی نہ تھی۔

البقاء لله وحده سبحانه

معلی بن العباس بن بختی بن یعلی بن محمد بن الخیر بن محمد بن خزر

☆☆☆

باب:۱۹

مفراوہ کے امرائے اغمات

ان سب امراء کے ناموں کا صحیح علم نہیں ہو سکا، مگر یہ فاس میں بنی زیری کی آخری حکومت اغمات کے امراء تھے اور بنی یعلی یفرنی، بسلا اور تادلہ میں مدہ اور برغواطہ کے پڑوس میں رہتے تھے۔ 450ھ میں لقوط بن یوسف ان کا آخری امیر تھا جس کی بیوی زینب بنت اسحٰق نفزادیہ دنیا کی ان عورتوں میں سے ایک تھی جو حسن و جمال اور حکومت میں مشہور تھی۔

اغمات پر مرابطین کا غلبہ

جب 334ھ میں مرابطین نے اغمات پر غلبہ حاصل کر لیا تو لقوط 451ھ میں تادلہ کی طرف بھاگ گیا۔ امیر محمد کے قتل کے علاوہ بنی یفرن کے جو لوگ مارے گئے ان میں یہ بھی شامل تھا۔ پھر امیر المرابطین ابوبکر بن عمر، زینب بنت اسحٰق کے مقابلہ میں اس کا جانشین بنا اور جب یہ 453ھ میں صحرا کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے اپنے عم زاد یوسف بن تاشفین کو مغرب کا والی مقرر کیا تو وہ اس کی بیوی زینب کی خاطر دست بردار ہو گیا۔ چنانچہ اسے اس کی ریاست و حکومت حاصل ہو گئی اور صحرا سے ابوبکر کی واپسی کے موقع پر اس نے اسے خود مختاری کا عندیہ دیا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے کنارہ کش ہو گیا اور اس نے اپنی حکومت یوسف بن تاشفین کے لیے چھوڑ دی۔ ہم نے لقوط بن یوسف اور اس کی قوم کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کے علاوہ ہمیں ان کے متعلق کچھ اور معلوم نہیں ہوا۔

واللہ ولی العون سبحانہ

☆☆☆

باب:۲۰

قبائل مفراوہ میں سے بنی سنجاس کے حالات

یہ ذیلی قبیلے، مفراوہ کی چار شاخوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مفراوہ کے علاوہ زناتہ کے ذیلی قبیلے ہیں۔ ثقہ لوگوں نے اس کی اطلاع ابراہیم بن عبداللہ التمر اور غتی سے دی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں اپنے زمانہ میں زناتہ کا نساب تھا اور یہ چاروں گروہ ہمیشہ سے ہی مفراوہ کے وسیع تر قبیلوں میں شمار ہوتے رہتے ہیں۔

سنجاس کی آبادی

بنوسنجاس کی بستیاں، افریقہ اور مغربین کی تمام عملداریوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے کچھ مغرب اوسط کی جانب جبل راشد، جبل کریکرہ اور الزاب کی عملداری اور بلادِ شلب میں ہیں۔ اسی طرح ان کے قبیلوں میں سے بنوعیار، بلاد شلب میں بھی ہیں اور مضافات قسنطینہ میں بھی یہ بنوسنجاس تعداد اور وسعت کے لحاظ سے قبائل مغراوہ میں سب سے بڑے ہیں۔ زناتہ اور منہاجہ کی جنگوں میں انہوں نے افریقہ اور مغرب میں کارنامے دکھائے۔ اکثر لوگوں نے راستوں اور شہروں میں بڑی خرابی اور گڑبڑ بھی کی اور قصر کی جہات میں فساد پیدا کرنے کے بعد 514ھ میں انہوں نے قفصہ سے جنگ کی اور تلکاتہ کی فوج کے جن لوگوں کو انہوں نے وہاں پایا، قتل کر دیا۔ پھر قفصہ کے محافظوں نے ان کے مقابلہ میں نکل کر ان کا خوب قتل عام کیا جس سے ان کا فساد اور بڑھ گیا۔

الجرید میں قتل عام

پھر سلطان نے اپنے سالار محمد بن ابی العرب کو فوجوں کے ساتھ الجرید کے علاقے کی طرف بھیجا تو اس نے انہیں وہاں سے بھگا دیا اور راستوں کی اصلاح کی۔ 515ھ میں انہوں نے دوبارہ اسی طرح فساد برپا کیا تو الجرید کے سالار نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔ پھر ان کے سروں کو قیروان لے گیا پس ان کو بہت بڑی فتح ہوئی اور قتل و خونریزی کے ساتھ حکومت ہمیشہ انہی میں رہی یہاں تک کہ ان کی شوکت جاتی رہی اور ہلالی عرب آ گئے۔ ان کے مضافات میں جو زناتہ اور منہاجہ رہتے تھے یہ لوگ ان پر غالب آ گئے۔ چنانچہ ان کی جماعت قلعوں میں داخل ہو گئی۔ بلاد مغرب قفر میں جبل راشد جیسے علاقے کو چھوڑ کر، انہوں نے دوسرے علاقے کے لوگوں پر محصول عائد کر دیئے کیونکہ وہ حکومت کی منازل سے دور ہونے کی وجہ سے کوئی محصول ادا نہیں کرتے تھے۔ مگر ہلالیوں کے قبائل میں سے العمور نے ان پر غلبہ پالیا اور وہ اُن کے ساتھ قیام پذیر ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنی حکومت ان پر قائم کر دی اور اس میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ بنی سنجاس میں سے کچھ لوگ الزاب میں بس گئے۔ اور وہ اس زمانے تک ان لوگوں کو محصول ادا کرتے ہیں جو ان کے مشائخ میں سے ان کی سرحدوں پر غالب آ جاتے ہیں۔

ان میں سے جن لوگوں نے بلاد شباب اور قسنطینہ کے نواح میں بود و باش اختیار کی، وہ اس زمانے تک حکومتوں کو محصول ادا کرتے ہیں۔ طبقہ اولیٰ کے زناتہ کے طریق پر ان سب کا دین خارجی سے تعلق ہے۔ ان میں سے کچھ آج کل الزاب میں رہتے ہیں اور وہ بھی اسی دین پر ہیں۔ ان بنی سنجاس میں سے کچھ لوگ جبل بنی راشد میں المثیل کے علاقے میں رہتے ہیں۔ اب انہوں نے اس کو پڑوس میں جبل غمرہ کو وطن بنالیا ہے۔ ہلالیوں کے غلبہ کے وقت وہ ان کی حکومت میں شامل ہو گئے اور ان سے محصول لینے لگے۔ ان میں سے کچھ لوگ جو زغبہ کے عروہ قبیلوں میں سے ہیں، اس زمانے میں صحرا میں بس گئے ہیں چنانچہ انہوں نے ان کی حکومت پر قبضہ کر کے انہیں اپنا محکوم بنالیا ہے۔

قبائل بنوریفہ

یہ متعدد قبائل ہیں۔ جب زناتہ کی حکومت میں ابتری پیدا ہوگئی تو ان میں سے کچھ لوگ جبل عیاض اور اس کے قرب و جوار میں تھاوس کے علاقے تک آ گئے اور وہاں کے باشندوں کے ساتھ قیام پذیر ہو گئے پھر ان میں سے جو لوگ جبل عیاض میں رہتے تھے وہ امرائے عیاض کو محصول ادا کرتے تھے۔ یہ امراء اسے بجایہ پر غالب آنے والی حکومت کے لیے وصول کرتے تھے۔ جو لوگ تھاوس کے علاقے میں آباد ہیں وہ اس زمانے میں عربوں کی بستیوں میں رہتے ہیں۔ اسی طرح ان میں سے بہت سے لوگ الزاب اور دارکلا کے محلات کے درمیان فروکش ہو گئے۔ انہوں نے مغرب سے مشرق کو جانے والی وادی کے دو کناروں پر بہت سے محلات کی حد بندی کی جو ایک بڑے شہر اور متوسط بستی اور قلعے پر مشتمل ہے۔ ان میں سرسبز درخت لہلہاتے ہیں اور ان کے موڑوں پر ترتیب کے ساتھ کھجوروں کے درخت لگے ہوئے ہیں جن کے درمیان کئی صحرائی چشموں کا پانی چلتا ہے۔ ان کے محلات میں ریفہ کی بہت سی بستیاں ہیں جو اس زمانے تک انہی کے نام سے مشہور ہیں۔ زناتہ کے قبائل بنی سنجاس اور بنی یفرن

وغیرہ سے بہت زیادہ ہیں لیکن ان کی جماعت حکومت کے متعلق جھگڑا کرنے کی وجہ سے متفرق ہوگئی ہے۔ لہٰذا ان میں سے ہر ایک آبادی اپنے محلات میں یا ایک محل میں خودمختار ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اس تعداد سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

والی الزاب کی غارتگری

اور ابن غانیہ المستونی نے جب کبھی موحدین کے ساتھ اپنی جنگوں میں بلادِ افریقہ اور مغرب پر چڑھائی کی تو اس نے ان کی آبادیوں کو برباد کر دیا، ان کے پانی خشک کر دیئے۔ اس بات کا پتہ آبادی کے ان نشانات سے ملتا ہے جو گھروں کے کھنڈرات، عمارتوں کے شکستہ آثار اور کھجور کے کھوکھلے تنوں میں پائے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ کام حفصی حکومت کے آغاز میں الزاب کے والی کے زمانے میں ہوا جو موحدین میں سے تھا۔ وہ اس علاقے اور مفرہ کے درمیان بسکرہ میں قیام پذیر تھا اور اس کی عملداری میں دار کلا کے محلات بھی شامل تھے۔

جیسا کہ ہم المنتصر کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ جب اس نے مشائخ زدادرہ کے ساتھ مل کر ان سے جنگ کی تو اس کے بعد انہوں نے موحدین کے مشائخ میں سے الزاب کے عامل ابن لتو کو قتل کر دیا۔ پھر الزاب اور دار کلا کے مضافات پر غالب آ گئے تو بعد کی حکومتوں نے انہیں یہ مضافات جاگیر میں دے دیئے چنانچہ یہ علاقے ان کی جاگیروں میں شامل ہوگئے پھر اس کے بعد حاکم بجایہ نے تمام عملداری پر منصور بن مزنی کو امیر مقرر کر دیا اور یہ امارت اس کی اولاد میں بھی قائم رہی۔ لہٰذا بسا اوقات قدیم امر کی وجہ سے ان محلات کے باشندے بھی سلطان کو محصول پیش کرتے تھے۔ اس وجہ سے الزاب کی پیادہ فوج اور عرب سواروں کے دستے ان کے پاس پڑاؤ کیا کرتے تھے۔ سلطان زدادرہ کے حکم سے وہاں آتا تھا پھر اسے جس بات کے متعلق شبہ ہوتا اس کے بارے میں انہیں قسم دیتا تھا۔ ان شہروں میں سب سے بڑا شہر تقرت تھا جو دیہاتی ماحول کے مطابق آبادی سے بھرپور تھا اور بہت پانیوں اور کھجوروں والا شہر تھا۔ اس کی حکومت بنی یوسف بن عبداللہ کے پاس تھی۔ اس نے اپنی نوعمری ہی میں ابوبکر بن موسیٰ سے حکومت چھین کر دار کلا پر غلبہ پالیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا تھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ فوت ہوگیا۔

تقرت اور قماسین

اب تقرت کی حکومت اس کے بھائی مسعود بن عبیداللہ کو مل گئی پھر اس کے بیٹے حسنؒ بن مسعود اور پھر اس کے بیٹے احمد بن حسن کو ملی جو اس زمانے میں ان کا شیخ ہے اور یہ بنو یوسف بن عبیداللہ، ریغہ میں سے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ سنجاس میں سے ہیں۔ ان شہروں کے باشندوں میں بہت سے خارجی فرقے پائے جاتے ہیں اور ان کی اکثریت الغرابیہ کے دین پر قائم ہے۔ ان میں سے النکاریہ بھی ہیں جو احکام کی پہنچ سے دور ہونے کی وجہ سے خارجی دین پر قائم ہیں۔

تقرت کے بعد قماسین کا شہر ہے جو آبادی کے لحاظ سے اس سے کم ہے اور اس کی حکومت بنی ابراہیم کے پاس ہے جو ریغہ میں سے ہیں۔ ان کے بقیہ شہر بھی اسی طرح کے ہیں اور ہر شہر اپنی حکومت اور اس کے دفاع کی جنگ میں خودمختار ہے۔

قبیلہ لقواط

یہ بھی مفراوہ کا ایک قبیلہ ہے یہ لوگ اس صحرا کے نواح میں رہتے ہیں جو الزاب اور جبل راشد کے درمیان واقع ہے۔ وہاں ان کا ایک مشہور محل ہے جس میں ان کی اولاد میں سے ایک فریق بے آب و گیاہ جنگل میں دور تک چلے جانے کی وجہ سے تنگ گزران کے باوجود وہاں رہتا ہے۔ یہ لوگ عربوں میں قوت و شجاعت کی وجہ سے مشہور ہیں اور ان کے اور دوس کے درمیان جو الزاب کی عملداری کا دور ترین مقام ہے، دو دن کا سفر ہے۔ ان کے میانہ رو لوگ ان سے ضرورت کی اشیاء لینے کے لئے ان کے پاس آتے ہیں۔ واللہ یخلق ما یشاء و یختار۔

قبیلہ بنو ورا

یہ بھی مفراوہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن بعض کا قول ہے کہ یہ زناتہ میں سے ہیں۔ یہ لوگ نواح مغرب میں متفرق اور پراگندہ ہیں۔

ان میں سے کچھ مراکش اور سوس کی طرف رہتے ہیں، کچھ بلادِ شلب میں اور کچھ قسطینہ کی جانب رہتے ہیں۔ اولین زناتہ کے خاتمہ کے زمانے سے یہ اپنے حال پر قائم ہیں اور اس زمانے میں محصول ادا کرنے والے اور حکومت کے ساتھ پڑاؤ کرنے والے ہیں۔ مراکش میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت کے سردار شلب کی جانب منتقل ہو گئے ہیں۔ جب آٹھویں صدی کے شروع میں بنی مرین کے سلطان یوسف بن یعقوب کو ان کے معاملہ میں شک گزرا اور اسے ان کے فساد بپا کرنے اور خرابی پیدا کرنے کا خوف ہوا تو وہ انہیں اپنی حمایت کے لیے فوج میں شامل کر کے شلب کی چھاؤنی میں لے آیا تو یہ اس جگہ رہنے لگ گئے۔ جب یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنو مرین کوچ کر گئے تو انہوں نے بلادِ شلب میں اقامت اختیار کر لی۔ اس زمانے تک ان کی اولاد وہیں مقیم ہے۔ سلطان کے ساتھ پڑاؤ کرنے اور محصول ادا کرنے کے لحاظ سے تمام علاقوں کے حالات ایک جیسے ہی ہیں۔

والله الخلق والامر مرجيعا سبحانه لا اله الا هو الملک العظيم

☆☆☆

باب: ۲۱

مفراوہ کے قرابتی بنی یرنیان کے حالات

یہ لوگ زناتہ کے درمیان بہت پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں سے زیادہ تر کا وطن مغرب اقصیٰ میں سجلماسہ اور کرسیف کے درمیان ملویہ میں ہے جہاں یہ اپنی سکونت کے لحاظ سے مکناسہ کے پڑوسی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے وادی ملویہ کے دونوں کناروں پر بہت سے محلات کی حد بندی کی ہے جن کا نقشہ ایک جیسا ہی ہے اور یہ وہیں رہنے لگ پڑے ہیں۔ لہٰذا ان جہات میں ان کے بہت سے ذیلی قبیلے پائے جاتے ہیں۔

قبیلہ بنو وطاط

ان میں سے بنو وطاط اس زمانے میں ان پہاڑوں میں بود و باش رکھتے ہیں جو وادی ملویہ سے ملحق ہیں۔ یہ وادی تازی اور فاس کے درمیان واقع ہے۔ اس زمانے میں یہ محلات انہی کے نام سے مشہور ہیں۔

بنی یرنیان کو بڑی قوت و شوکت حاصل تھی۔ الحکم المستنصر اور اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے ان میں سے ان لوگوں کو فوج رکھنے کی اجازت دی جن کو انہوں نے چوتھی صدی میں زناتہ میں سے اجازت دی تھی۔ یہ لوگ اندلس کی سب سے بڑی اور مضبوط فوج تھے اور جب مغرب اقصیٰ میں مکناسہ کو حکومت حاصل تھی تو ان کے اہل وطن اپنے علاقے میں ان کے ساتھ رہے اور جب ان پر لمتونہ اور موحدین نے قبضہ کر لیا تو ان میں سے کوچ کرنے والے لوگ جنگل میں چلے گئے، انہوں نے بنی مرین کے دوست قبیلوں کے ساتھ زناتہ کے مغرب کے ٹیلوں میں حد بندی کر کے ان کے قبیلوں کے ساتھ اقامت اختیار کر لی۔ پھر ان میں سے جو لوگ اپنے علاقوں سے بنی وطاط وغیرہ کی طرح سفر نہ کر سکے، ان پر محصول لگا دیئے گئے۔

بنو مرین کی پذیرائی

بنو مرین جب مغرب میں آئے تو انہوں نے اس کے مضافات کی تقسیم میں ان سے قرعہ اندازی کی اور ان کے پہلے وطن ملویہ کے ساتھ انہیں مزید ایک اچھا شہر جاگیر میں دے دیا جو سلا اور معمورہ کے مضافات میں واقع تھا۔ انہوں نے ان کو سلا کے نواح میں آباد کیا جب کہ یہ ان کی پہلی آبادیوں کے دفاع سے انحراف کر چکے تھے۔ لیکن پھر وہ رضا مند ہو گئے۔ بنو عبدالحق کے ساتھ انہیں جو تقرب حاصل تھا اس کی بنو عبدالحق نے رعایت کی چنانچہ انہیں وزارت اور جنگ میں تقدیم کے لیے منتخب کر لیا گیا، انہیں عظیم الشان کاموں کی طرف بھیجا گیا اور انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔

سلطان ابو یعقوب اور اس کے بھائی ابوسعید کے زمانے میں ان کے سرکردہ لوگوں میں سے ایک الوزیر ابراہیم بن عیسیٰ بھی تھا جسے انہوں نے کئی بار وزارت کے لیے چنا۔ پھر سلطان ابوسعید نے اسے اپنے بیٹے ابوعلی کا وزیر مقرر کیا اور بعد میں اسے اپنا وزیر بنا لیا۔ اس کے بیٹے سلطان ابوالحسن نے بھی ابراہیم کے بیٹوں کو بڑی بڑی خدمات سپرد کیں۔ چنانچہ مسعود بن ابراہیم نے جب 730ھ میں افریقہ کو فتح کیا تو اس نے حسون کو الجرید کا عامل مقرر کر دیا اور پھر یہیں اس کی وفات ہوگئی۔ بعد میں ان دونوں کے بھائی موسیٰ کو اس نے طبقۂ وزارت سے میں منسلک کیا۔ پھر اسے اپنی مصیبت اور جبل ہشاتہ کو چلے جانے کے زمانے میں وزارت سے الگ کر دیا۔ اس کے بعد سلطان ابوعنان نے اسے العظیمات میں والی مقرر کیا۔ نیز قسطنیہ کے نواح میں اسے سدویکش کے مضافات کی امارت دے دی۔ پھر اس کے بیٹے محمد السبیع کو اپنی وزارت کے لیے تربیت دی یہاں تک کہ وہ خود فوت ہوگیا۔ اس کے بعد زمانہ ان کا مخالف ہوگیا۔ اور پھر عبدالحمید نے جو حلی بن سلطان ابوعلی کے نام سے مشہور ہے۔ اس وقت اپنی وزارت محمد بن السبیع کے سپرد کر دی جب کہ وہ 762ھ میں ان کے دارالخلافہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے مگر کامیابی ان کے مقدر میں نہ تھی پھر اس کے بعد السبیع دارالسلطنت میں اپنے مقام اور طبقہ وزارت کی طرف واپس آ گیا۔ اس طرح وہ ہمیشہ ہی سجلماسہ مراکش اور تازی، تادہ اور غمارہ کے مضافات کے درمیان عظیم الشان خدمات سرانجام دیتا رہا۔ چنانچہ وہ اس زمانے تک اسی حالت میں ہے۔

والله وارث الارض ومن عليها سبحانه لا اله غيره.

☆☆☆

باب:۲۲

قبائل زناتہ میں سے وجدیجن اور اوغمرت کے حالات

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ یہ دونوں شاخیں زناتہ کے قبائل میں سے ہیں جو ورتنیص بن جانا کے بیٹوں میں سے ہیں اور یہ بڑی قوت اور تعداد والے تھے۔ البتہ بلاد زناتہ میں ان کی بستیاں الگ الگ تھیں۔

قبیلہ وجدیجن

وجدیجن کی اکثریت مغرب اوسط میں رہتی تھی، ان کی زیادہ تر آبادی منداس میں تھی جو مغرب کی جانب سے بنی یفرن اور قبیلہ کی جانب سے سرسو میں لواتہ، اور مشرق کی جانب میں مطماطہ اور وانشریس کے درمیان تھی۔

عنان کی امارت

یحییٰ بن محمد الیفرنی کے عہد میں ان میں سے ایک آدمی ان کا امیر تھا جس کا نام عنان تھا۔ سرسو میں رہنے والے لواتہ کے ساتھ ان لوگوں کی مسلسل جنگ جاری رہتی تھی۔ کہتے ہیں کہ یہ جنگ وجدیجن کی ایک عورت کے باعث تھی جس نے لواتہ میں نکاح کر لیا تھا۔ وہاں کے قبیلہ قیطون کی عورتوں نے اس سے جھگڑا کیا اور اسے غربت کا طعنہ دیا۔ اس نے یہ بات عنان کو لکھ بھیجی تو وہ غضب ناک ہوگیا اور اس کے ساتھ یعلیٰ نے بنی یفرن کے ساتھ اور کلام بن حیاتی نے مغیلہ کے ساتھ اور غرابہ نے مطماطہ کے ساتھ مل کر چڑھائی کی اور ان کے اور لواتہ کے درمیان لمبا عرصہ جنگ جاری رہی۔ پھر لواتہ، بلاد سرسو پر غالب آ گئے اور انہیں عابد کی سخت زمین کے آخر تک لے گئے۔ ان جنگوں میں سے کسی ایک جنگ میں وجدیجن کا شیخ، جہات سرسو میں ملاکو کے مقام پر فوت ہوگیا۔ پھر زناتہ نے سرسو کی جانب جبل کریرہ میں پناہ لی جہاں پر مفراوہ کے کچھ قبائل رہتے تھے۔ اس زمانے میں ان کا شیخ علاھم کے نام سے مشہور تھا جو ان کے شیخ عمر بن تامصا کا پروردہ تھا جو اس سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ بربری زبان میں تامصا کے معنی

جن کے ہیں۔ جب لواتہ نے اس کی پناہ لی تو اس نے ان سے دھوکا بازی کی اور اپنی قوم کو بھڑ کایا جس پر انہوں نے انہیں قتل کرنا اور صلیب دینا شروع کر دیا۔ لہٰذا یہ بھاگ کر جبل معود اور جبل دراک میں چلے گئے اور ہمیشہ کے لیے وہیں کے ہو رہے۔ وجدیجن علاقہ منداس کے وارث ہوئے یہاں تک کہ بنو یلومین اور بنو دمانو میں سے ہر ایک نے ان پر اپنی اپنی جانب سے غلبہ پالیا۔ چنانچہ دوسرے لوگوں پر بنو عبدالواد اور بنو توجین کا غلبہ اس زمانے تک چلا آتا ہے۔

والله وارث الارض ومن عليها

اوغمرت یا غمرت

اس زمانے میں ان کا نام غمرت ہے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ورتیص بن جانا کے بیٹوں میں سے وجدیجن کے بھائی بند ہیں، یہ بڑی تعداد والے قبائل میں سے تھے اور ان کے مسکن متفرق تھے۔ البتہ ان کی اکثریت بلاد منہاجہ کی جانب جبال میں المستغل سے الدونس تک آبادی تھی اور انہوں نے ابو یزید صاحب الحمار کے ساتھ شیعوں میں بڑے کارنامے کیے تھے۔ جب اسماعیل القائم نے ابو یزید پر غلبہ پایا تو اس نے ان پر حملہ کر کے ان میں خوب قتل عام کیا اور اسی طرح اس کے بعد بلکین اور منہاجہ نے بھی کیا۔ پھر جب منہاجہ کی حکومت میں حماد اور اس کے بیٹوں کی وجہ سے ابتری پھیل گئی تو یہ بلکین کے خلاف ان کے پیروکار تھے۔ جب حماد کی ابن ابی علی کے ساتھ جنگ جاری تھی جوان کے مشائخ میں سے تھا، تو یہ حماد کے پاس جانے سے اجتناب کرتا رہا حالانکہ یہ بادیس کے حوالے سے ان کا خاص آدمی تھا پس اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کے ساتھیوں کی مدد کی پھر اس کو طنبہ اور اس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا، یہاں تک کہ ہلالی عربوں نے آ کر مضافات میں ان پر غلبہ پالیا۔ انہوں نے مسیلہ اور بلاد منہاجہ کی جانب پہاڑوں میں پناہ لے لی اور وہیں مقیم ہو گئے البتہ قیلون کو شہروں میں سکونت اختیار کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ جب زداودہ الزاب کے مضافات وغیرہ پر غالب ہو گئے تو حکومت نے ان آباد پہاڑوں کا خراج انہیں جاگیر میں دے دیا چنانچہ وہ اس زمانے تک دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد ان کے ذیلی قبیلے میں سے ہے جو قدیم زمانے میں غمرت میں شامل تھا۔ یہ لوگ زناتہ کے کاہن موسیٰ بن صالح کی اولاد سے ہیں جو آج تک ان کے ہاں مشہور ہے اور وہ اس کے کلمات کو اپنی عجمی زبان میں رجز کے طریق پر آپس میں بیان کرتے ہیں جن میں اس زناتی قبیلے کے ان حوادث کے حالات ہوتے ہیں جو اس قبیلے کو ملک و دولت اور دیگر قبائل اور شہروں پر غلبہ پانے کے لیے پیش آنے والے ہوتے ہیں بہت سے لوگوں نے ان واقعات کو صحیح طور پر رونما ہوتے دیکھا ہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کے ایک فقرے کو نقل کیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ تلمسان کا انجام بربادی ہوگا اور اس کا چکر ہل جتے ہوئے بیل ہوں گے یہاں تک کہ اس کی زمین کو ایک سیاہ زمیندار پھاڑے گا اور سیاہ یک چشم جوش میں آئے گا۔ ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ان کلمات کو پھیل جانے کے بعد یہ دور دیکھا ہے، جس میں 760ھ میں بنی مزین کی دوسری حکومت میں تلمسان برباد ہوا، بعد میں اس زناتی قبیلے کے درمیان اس کی پیروی کرنے اور اس پر حملہ کرنے کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف ہو گیا۔ ان میں سے بعض اسے نبی اور ولی خیال کرتے تھے لیکن دیگر لوگ اسے کاہن شیطان کہتے تھے۔ چنانچہ ہم واضح طور پر اس کے صحیح حالات سے آگاہ نہیں ہوئے۔

والله سبحانه وتعالیٰ اعلم لا رب غيره۔

☆☆☆

باب: ۲۳

قبائل زناتہ میں سے بنی وارکلا اور صحرائے افریقہ میں اُن سے منسوب شہر

بنو وارکلا زناتہ کا ایک ذیلی قبیلہ ہے۔ یہ لوگ فرنی بن جانا کی اولاد میں سے ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ الدیرات، مرنجیصہ، ہبرترہ اور نمالہ ان

کے بھائی بند ہیں۔ اس زمانے میں ان میں سے بنو وارکلا زیادہ معروف ہیں جن کا گروہ تعداد میں تھوڑا ہے اور ان کی بستیاں الزاب کے سامنے ہیں۔ انہوں نے ایک شہر کی حد بندی کی تھی جو اس زمانے تک ان کے نام سے مشہور ہے۔ یہ شہر بسکرہ سے آٹھ دن کی مسافت پر، اور قبلہ سے دائیں جانب مغرب کی طرف واقع ہے۔ اس میں انہوں نے ایک دوسرے کے بالمقابل ایک ہی نقشے کے مطابق محلات بنائے تھے لیکن پھر ان کی آبادی بڑھ گئی تو وہ مل کر ایک شہر بن گئے۔ جہاں ان کے ساتھ مغراوہ میں سے بنی زنداک کی ایک جماعت بھی تھی۔ ان کے پاس 325ھ میں ابو زید النکاری گرفتاری سے بچنے کے لیے فرار ہو کر آیا تھا اور ایک سال تک ان کے درمیان ٹھہرا رہا۔ وہ مسیلہ کی جانب سالات میں بنی برزال اور جبل اوراس میں بربری قبائل کے پاس آتا جاتا رہا اور انہیں النکاریہ مذہب کی طرف دعوت دیتا رہا پھر وہ اوراس کی جانب کوچ کر گیا۔ جب اس شہر کی آبادی بڑھ گئی اور ہلالیوں نے مضافات میں ان پر غلبہ پایا تو شیخ کے لیے القلعہ اور الزاب کے مضافات مخصوص کر دیئے گئے بعد میں بنو وارکلا اور بہت سے زناتی سواروں نے وہاں پناہ لے لی۔

بنی وارکلا کی شہری ترقی

جب امیر ابو زکریا بن ابی حفص افریقہ کا خود مختار حاکم بن بیٹھا اور ابن غانیہ کے پیچھے اس کے نواح میں گھوما تو وہ اس شہر سے بھی گزرا چنانچہ یہ شہر اسے بہت اچھا لگا لہٰذا اس نے اس کو ترقی دینے میں بہت زحمت اٹھائی۔ اس کی قدیم مسجد اور اس کی بلند اذان گاہ کی حد بندی کی اور اس پر پتھر میں اپنا نام اور اس کی تاریخ بنیاد لکھی۔ اس زمانے میں یہ شہر الزاب سے صحرائی بیابان کے سفر میں داخل ہونے کا دروازہ ہے جو بلاد سوڈان کی طرف پہنچتا ہے۔ اس مقام پر اس میں داخل ہونے والے تاجر اپنے سامان کے ساتھ قیام کرتے ہیں۔ اس زمانے میں اس کے باشندے بنو وارکلا اور اس کے بھائی بند بنی یفرن اور مغراوہ کی اولاد میں سے ہیں اور ان کا سردار سلطان کے نام سے معروف ہے جس کی شہرت ان کے درمیان بہت اچھی ہے۔ اس دور میں اس کی حکومت بنی ابو عبدل کے ساتھ مخصوص ہے جن کا خیال ہے کہ وہ بنی داکین سے ہیں جو بنی وارکلا کا ایک گھرانہ ہے۔

ابوبکر بن موسیٰ کی ریاست

اس دور میں ابوبکر بن موسیٰ بن سلیمان، بنی ابو عبدل سے ہے۔ ان کی ریاست اس جگہ سے قبلہ کی جانب بیس مراحل تک سیدھی چلی جاتی ہے اور تھوڑی سی مغرب کی جانب مڑتی ہے۔ یہ تکرت شہر سے قریب ہی ہے جو ملثمین کے وطن کا دارالخلافہ اور سوڈانی حجاج کے سواریوں کی فرودگاہ ہے۔ منہاجہ میں سے ملثمین نے اس کی حد بندی کی اور وہی اس زمانے میں اس کے باشندے ہیں۔ ان کے گھرانوں میں سے ایک امیر نے اس کا ساتھ دیا جسے وہ سلطان کے نام سے پہچانتے ہیں۔ چنانچہ اس کے اور الزاب کے امیر کے درمیان مراسلت اور تحائف کا تعلق پایا جاتا ہے۔

میں 754ھ میں سلطان ابو عنان کے زمانے میں بعض حکومتی مقاصد کے پیش نظر بسکرہ آیا تھا اور میں نے حاکم تکرت کے ایلچی سے امیر بسکرہ یوسف بن مزنی کے ہاں ملاقات کی تھی۔ اسی نے مجھے اس شہر کی آبادی میں اضافے اور مسافروں کی آمد و رفت کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس سال مشرق کے تاجروں میں سے مالی شہر کی جانب جو مسافر اس علاقے سے گزرے ہیں، ان کی سواریاں بارہ ہزار اونٹنیوں پر تھیں۔ اس کے علاوہ اس نے مجھے بتایا کہ ہر سال یہی ہوتا ہے اور یہ شہر مالی کے سلطان کی اطاعت میں ہے جو سوڈانی ہے اور بقیہ صحرائی علاقے اس زمانے میں ملثمین کے نام سے مشہور ہیں۔

☆☆☆

باب: ۲۴

قبائل زناتہ کے بنو دمر میں سے اندلس کے حکمران

بنو دمر، قبائل زناتہ میں سے ہیں۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ ورسیک بن الدیرات بن جانا کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے قبائل بہت سے

ہیں۔ افریقہ میں ان کی آبادیاں، طرابلس کے پہاڑوں اور نواح میں ہیں۔ ان میں سے کچھ بستیاں افریقی عربوں کی بھی ہیں جو سفر کرتے رہتے ہیں۔

قبیلہ بنو ورغمہ

بنی دمر کے ذیلی قبیلوں میں سے بنو ورغمہ بھی ہیں جو اس زمانے میں اپنی قوم کے ساتھ جبال طرابلس میں رہتے ہیں۔ اس طرح ان کے ذیلی قبیلوں میں سے ایک گروہ بہت وسیع ہے جس کی بہت سی شاخیں ہیں اور وہ بنو ورنیدین ابن واشن بن واردیرن بن دمردان ہیں۔ ان کے قبائل میں سے بنی ورتانین، بنی عزرول اور بنی تفورت ہیں۔ بسا اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ قبائل بنی ورنیدین کی طرف منسوب نہیں ہوتے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

بنی ورنیدین کی اولاد

اس زمانے میں بنی ورنیدین کی اولاد تلمسان کے قریبی پہاڑ میں آباد ہے حالانکہ ماضی قریب میں وہ اس کے سامنے کے میدان میں رہتی تھی۔ پس بنو راشد سے ان کی اس وقت مڈبھیڑ ہوئی جب انہوں نے ان لوگوں کے صحرائی شہروں سے اتل کی طرف جلاوطن کر کے ان میدانوں پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ پس وہ اس پہاڑ کی طرف چلے آئے جو تلمسان سے متصل ہے اور اس عہد میں ان کے نام سے مشہور ہے۔

جن دنوں زناتہ اور باقی ماندہ بربر المنتصر کی دعوت سے وابستہ تھے اس دور میں بنی دمر کے سرداروں اور جنگجو جوانوں میں سے کچھ لوگ اندلس چلے گئے چنانچہ سلطان نے انہیں اپنی فوج میں شامل کر لیا تھا۔ اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے اپنے معاملے میں ان سے مدد مانگی اور المستعین نے ان کے ذریعے اپنی حکومت کو مضبوط کیا۔

اندلسی خلافت کا انتشار

جب بربری قبائل المستعین اور اس کے بعد بنی حمود کے خلاف جتھہ بند ہو گئے تو انہوں نے اندلس کی عرب فوجوں سے مقابلہ کیا۔ چنانچہ ان کے درمیان طویل جنگ نے خلافت کا شیرازہ بکھیر دیا اور ان کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ پھر انہوں نے حکومت کی مقبوضہ زمینیں اور مضافات کی حکومت آپس میں تقسیم کر لیں۔

بنو دمر کی خود مختاری

ان کے جوانوں میں سے نوح الدمری بھی تھا جو منصور کے سرکردہ اصحاب میں شامل تھا۔ المستعین نے اس کو مورور اور ارکش کے مضافات کا حاکم مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس نے 404ھ میں وہاں پر جنگ کے دوران اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی یہاں تک کہ 433ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ اس سے پیشتر اس نے اپنے بیٹے ابو مناد محمد بن نوح کو حاکم مقرر کیا جس نے حاجب کا لقب اختیار کیا جب کہ اندلس کے مغرب میں ابن عباد کے ساتھ اس کا ایک قضیہ چل رہا تھا۔

ابن نوح کا احسان

المعتضد اپنے ایک سفر میں ارکش کے قلعے کے پاس سے گزرا اور اس نے پوشیدہ طور پر اس کا چکر لگایا تو ابن نوح کے ایک ساتھی نے اسے گرفتار کر لیا۔ پھر وہ اسے ابن نوح کے پاس لایا تو اس نے اسے نہ صرف چھوڑ دیا بلکہ اس کی عزت کی جس نے اسے احسان خیال کیا۔ یہ 443ھ کا واقعہ ہے۔ پھر وہ اپنے دارالسلطنت کو چلا گیا اور اس کے بعد اس نے ان بربری بادشاہوں کی دوستی کی طرف رجوع کیا جو اس کے اردگرد رہتے تھے۔ چنانچہ اس نے ابن نوح کے لیے ارکش اور مورور کے حوالے سے وہ چیزیں مباح کر دیں جو انہوں نے اس کے لیے مباح کی تھیں۔ لہٰذا وہ

سب اس کے مخلص دوست بن گئے یہاں تک کہ پھر اس نے ان کو 445ھ میں ایک حوض کی طرف بلایا اور اپنے مضافات کے سرکردہ باشندوں کو بھی خصوصی دعوت دی۔ پھر ان کو اس حمام میں داخل ہونے کے لیے کہا جو اس نے ان کی حد درجہ تکریم کے لیے تیار کروایا۔ ابن نوح اس اثنا میں ان سے پیچھے رہ گیا چنانچہ جب وہ حمام کے اندر چلے گئے تو اس نے ان پر دروازہ بند کر دیا پھر اس نے ہوا کے راستے بھی بند کر دیئے یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے البتہ ابن نوح اپنے گزشتہ احسان کی وجہ سے بچ گیا۔ پھر اس نے اسی وقت اپنے لوگوں کو بھیج دیا جنہوں نے ان کے قلعوں کو قبضے میں لے لیا۔ لہٰذا اس نے انہیں اپنے مضافات میں کر لیا جن میں رندہ، شریش اور اس کے بقیہ مضافات بھی تھے۔ اس کے بعد ابو منادا ابن نوح کی وفات ہوگئی اور اس کا بیٹا ابو عبداللہ حکمران بن گیا تو المعتضد اسے ہمیشہ ہی تنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ 458ھ میں حکومت سے الگ ہو گیا تو اس نے وہ علاقہ اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ آخر محمد ابی منادا اس کے پاس چلا گیا یہاں تک کہ 468ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ یوں بنی نوح کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

والبقاء للّٰہ وحدہ سبحانہ

ابو عبداللہ بن الحاجب ابی منادا محمد بن نوح الدمری

☆☆☆

باب: ۲۵

اندلس میں قرموتہ اور مضافات میں بنی دمر کے قبیلے بنی برزال کے حالات

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بنی برزال، درنیدین بن داشن بن واردیرن بن دمر کی اولاد میں سے ہیں اور یصدرین، بنوصمغان اور بنویطوفت ان کے بھائی بند ہیں۔ بنی برزال افریقہ میں رہتے تھے اور ان کی بستیاں جبل سالات اور اس کے قرب و جوار کے مسیلہ کے مضافات میں تھیں جنہیں عددی برتری اور غلبہ حاصل تھا۔ یہ لوگ خوارج کے فرقہ نکاریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اسماعیل منصور جب ابو یزید کے آگے بھاگا اور اسے اطلاع ملی کہ محمد بن خزر اس کی گھات میں ہے تو اس نے سالات میں پناہ لینے کا ارادہ کیا اور اس طرف چلا گیا۔ منصور کی فوجوں نے اسے تنگ کر دیا تو وہ وہاں سے کناتہ چلا گیا۔ اس کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پھر بنی برزال شیعہ کی اطاعت اور مسیلہ اور الزاب کے حاکم جعفر بن علی بن حمدون کی دوستی پر قائم ہو گئے یہاں تک کہ اس کے پیروکار بن گئے۔

بنی برزال کا غلبہ

جب 360ھ میں جعفر بن معد نے بغاوت کی تو بنی برزال اس کے خواص میں شامل تھے۔ لہٰذا یہ الحکم المستنصر کے زمانے میں اس کے ساتھ سمندر پار کر کے اندلس چلے گئے تو اس نے ان کو ملازمت دے دی۔ پھر انہیں اپنی فوج کے ان دستوں میں شامل کر لیا جو ان دنوں فوج سے منسلک قبائل زناتہ اور باقیماندہ بربری دعوت اموی سے وابستہ تھے اور ان کی خاطر ادارسہ سے جنگ کر رہے تھے۔ پس یہ سب کے سب اندلس میں ٹھہر گئے اور ان میں سے بنی برزال کو غلبہ اور شہرت حاصل تھی۔

خلیفہ ہشام سے سرکشی

جب منصور ابن ابی عامر نے اپنے خلیفہ ہشام کے مقابلہ میں خود مختاری کا ارادہ کیا اور حکومت کے اراکین اور دیگر حکمرانوں کے برا ماننے کا خدشہ مول لیا تو اس نے پہلے بنی برزال اور دیگر بربریوں پر بہت احسانات کیے جس سے اس کی حکومت اور قوت مضبوط ہوگئی یہاں تک کہ اس نے حکومت کے اراکین کو زچ کر دیا اور امارت کے نشانات مٹا دیئے۔ پھر اپنی حکومت کے ارکان کو مستحکم کر دیا۔

قرموتہ کا والی

پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے جعفر بن یحییٰ کو دھڑے بندی کرنے یا ان کی طرف مائل ہو جانے کے خوف سے قتل کر دیا۔ چنانچہ باقی لوگ اس کے دھڑے بند ہو گئے اور اس نے انہیں نمایاں راستوں اور بلند و بالا عملداریوں میں عامل مقرر کر دیا۔ بنی برزال کے اعیان میں سے ایک شخص اسحٰق بھی تھا جسے اس نے قرموتہ اور اس کے مضافات کا والی بنایا جو بنی عامر کے دور میں لگا تار وہاں کا والی رہا پھر المستعین نے اسے بربریوں کے ساتھ اپنی جنگ میں از سر نو وہاں کا والی مقرر کیا حتیٰ کہ اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ بھی وہاں کا والی بنا۔

بنی حمود کا زوال

جب قرطبہ سے بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور اس کے باشندوں نے 414ھ میں قاسم مامون کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا تو اس نے اشبیلیہ جانے کا ارادہ کیا جہاں اس کا نائب محمد بن ابی زیری موجود تھا جو سرکردہ بربریوں میں سے تھا اور قرموتہ میں عبداللہ بن اسحٰق برزالی موجود تھا پس قاضی ابن عباد نے ان دونوں سے قاسم کی اطاعت چھوڑنے اور اسے ان دونوں عملداریوں میں آنے سے روکنے کے لیے خفیہ طور پر مشاورت کی جس پر ان دونوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا۔ پھر اس نے عبداللہ بن اسحٰق کی جانب سے خفیہ طور پر اسحٰق کو بھی انتباہ کیا تو قاسم ان دونوں عملداریوں سے انحراف کر کے شریش کی طرف چلا گیا۔ پھر ان میں سے ہر کوئی اپنی عملداری میں خود مختار بن بیٹھا۔

ابن افطس کی شکست

پھر اس کے بعد عبداللہ فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا محمد حکمران بنا۔ اس کے اور المعتمد کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔ یحییٰ بن علی بن حمود نے 418ھ میں اشبیلیہ کی جنگ میں اس کے خلاف مدد دی پھر اس کے بعد ابن عباد کے ساتھ اس کا اتفاق ہو گیا چنانچہ اس نے عبداللہ بن افطس کے خلاف اس کی مدد کی اور ان دونوں کے درمیان جو جنگ ہوئی اس میں ابن افطس کو شکست ہوئی اور اس کے بیٹے مظفر کو، فوج کے سالار نے محمد بن عبداللہ بن اسحٰق کے قبضہ میں دے دیا۔ لیکن اس کے بعد اس نے اس پر احسان کر کے اسے آزاد کر دیا۔

محمد برزالی کا قتل

پھر محمد بن اسحٰق اور المعتضد کے درمیان جنگ ہوئی تو اسماعیل بن المعتضد نے سواروں اور پیادوں کو کمین گاہوں میں بٹھانے کے بعد ایک دن قرموتہ پر حملہ کر دیا۔ محمد اپنی جماعت کے ساتھ سوار ہو کر اس کے پاس گیا تو اسماعیل نے بھاگنے کا بہانہ کر کے اس پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ وہ کمین گاہوں تک پہنچ گئے تو انہوں نے ان پر حملہ کر کے محمد برزالی کو قتل کر دیا۔ یہ 434ھ کا واقعہ ہے۔

اس کے بیٹے العزیز بن محمد نے حکومت سنبھال لی اور اپنے عہد کے فریقوں کے ملوک کو خوش کرنے کے لیے المستنصر کا لقب اختیار کیا۔

المعتضد آہستہ آہستہ مغربی اندلس پر غالب آتا گیا یہاں تک کہ اس نے اسے قرموتہ کی عملداری میں تنگ کر کے اس سے استجہ اور مورو کو حاصل کر لیا۔

پھر 459ھ میں العزیز اس کے حق میں قرموتہ سے دستبردار ہو گیا جس کو المعتضد نے اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا، اس طرح اندلس سے بنی برزال کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا پھر اس کے بعد ان کا قبیلہ بھی جبل سالات میں ختم ہو گیا اور وہ داستان پارینہ کا حصہ بن گئے۔

والبقاء لله وحده سبحانه

العزیز محمد بن عبداللہ بن اسحٰق البرزالی

☆☆☆

باب:۲۶

مغربِ اوسط میں بنی دماتو اور بنی یلومی کی حکومت کے حالات

یہ دونوں قبیلے زناتہ کے قبائل میں ہیں اور طبقہ اولیٰ کے تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ہمیں جاننا تک ان دونوں کے نسب کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا مگر ان دونوں کے نساب اس امر پر متفق ہیں کہ یلومی اور رتاجن جسے ابومزین کہتے ہیں، دونوں بھائی بند ہیں اور مدیون ان کا ماں جایا بھائی ہے۔ یہ بات ان کے کئی نسابوں نے بیان کی ہے۔ اس زمانے میں بنومزین ان کو اسی نسب سے پہچانتے ہیں اور ان کی دھڑے بندی کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں قبیلے زناتہ کے قبائل میں سے بہت زیادہ تعداد والے اور بہت شوکت والے ہیں۔ ان سب کے رہائشی علاقے مغربِ اوسط میں ہیں۔

ان میں سے بنی دماتو، وادی منیاس اور مرات سے مشرق کی جانب اور اس کے قریب شلب کے نشیب میں رہتے ہیں جب کہ بنو یلومین اس سے مغربی کنارے پر جعبات، بطحاء، سبد، سیرات، جبل ہوارہ اور بنی راشد میں مقیم ہیں۔ لیکن کثرت وقوت میں مفراوہ اور بنی یفرن کو ان پر تقدیم حاصل ہے۔ جب مغربِ اوسط میں بلکین بن زیری نے مفراوہ اور بنی یفرن پر غلبہ حاصل کیا تو انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف نکال دیا تھا۔ دونوں قبیلے اپنے اسی علاقے میں مقیم ہیں۔ اور پھر منہاجہ نے انہیں اپنی جنگوں میں استعمال کیا۔ جب مغرب اوسط سے منہاجہ کی حکومت کو زوال آنے لگا تو یہ ان کو اپنی بڑائی جتانے لگے۔

بنی مافوخ کا عروج

الناصر بن علناس صاحب القلعہ اور بجایہ کی حد بند کرنے والے نے بنی دماتو کو دوستی کے لیے خاص کر لیا تو یہ یلومی کو چھوڑ کر اس کی قوم پیروکار بن گئے۔ بنی دماتو کی حکومت انہی کے ایک گھرانے میں تھی جو بنی مافوخ کے نام سے معروف تھے۔ منصور بن الناصر نے مافوخ کی ایک بہن سے شادی کر لی اور اس طرح انہیں حکومت میں مزید عمل دخل حاصل ہو گیا۔

یوسف بن تاشفین کا حال

470ھ میں جب مرابطین نے تلمسان پر قبضہ کیا اور یوسف بن تاشفین نے اپنے عامل محمد بن تینعمر کو وہاں بھیجا تو اس نے منصور کے شہر اور مضافات پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے الجائر سے جنگ کی۔ اور پھر جب فوت ہو گیا تو تاشفین نے اس کے بھائی کو اس کی عملداری پر عامل مقرر کر دیا لیکن اس نے اشیر سے جنگ کر کے اسے فتح کر لیا، ان دونوں قبیلوں نے اس کی جو امداد کی تھی، اس نے منصور کو بعد میں غضب ناک کر دیا۔ چنانچہ اس نے منہاجہ کی فوجوں میں سے بنی دماتو کو منصور کے خلاف اکسایا جسے مافوخ نے اپنی بہن بیاہ دی تھی پس انہوں نے اسے شکست دی۔ وہ شکست کھا کر بجایہ کی جانب جا رہا تھا کہ اس نے اس کا تعاقب کر کے اسے محل میں داخل ہوتے وقت قتل کر دیا۔ اسے اس کی بیوی نے ٹھنڈا کرنے کے لیے قتل کرایا جو مافوخ کی بہن تھی۔ پھر وہ فوجوں کو لے کر تلمسان کی طرف گیا اور اثبج، ریاح زغبہ کے عرب اور اس کے ساتھ جانے والے زناتہ اکٹھے ہو گئے اور 486ھ کا مشہور معرکہ پیش آیا جس میں ابن تینعمر المسونی شہر پر قبضہ کرنے کے بعد بھی زندہ رہا جیسا کہ ہم منہاجہ کے حالات میں اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

پھر منصور جب فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا العزیز حکمران بنا اور مافوخ نے اپنی حکمرانی اسے دے دی چنانچہ العزیز نے بھی اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا اور اس نے اسے اس کے ساتھ بیاہ دیا، اس طرح مغرب اوسط کے نواح میں صحرائی لوگ طاقت ور ہو گئے اور پھر دونوں قبیلوں بنی دماتو اور بنی یلومی

کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اوران کے درمیان کئی معرکے ہوئے۔اس اثنا میں مافوخ فوت ہو گیااوراس کی قوم کی حکومت کواس کے بیٹوں تاشفین علی اور ابوبکر نے سنبھالا۔زناتہ ثانیہ کے قبیلوں نے جو بنی عبدالواد، توجین اور بنی راشد میں سے تھے، نیز مغراوہ میں سے بنی ورسفان نے ان کی مدد کی اور بعض اوقات بنومزین نے، قرب مواطن کی وجہ سے اپنے قرابتی بھائیوں بنی یلومی کی مدد کی۔مگراس زمانے میں زناتہ ثانیہ ان دونوں قبیلوں سے مغلوب تھے اوران کی امارت ان کے ماتحت تھی یہاں تک کہ موحدین کی حکومت آ گئی۔

عبدالمومن کی یلغار

عبدالمومن نے تاشفین بن علی کی اتباع میں مغرب اوسط پر چڑھائی کی اور بنی دماتو میں سے ابوبکر بن مافوخ اور یوسف بن زید نے اس کی اطاعت کرنے میں پیش قدمی کی اوروہ سبزہ زار زمین میں اس کے پاس چلے گئے تواس نے ابن اندین کی نگرانی کے لیےان کے ساتھ موحدین کی فوج بھیج دی۔انہوں نے یلومی اور بنی عبدالواد کے علاقے میں خوب خونریزی کی اوران کا فریادی تاشفین بن علی بن یوسف کے پاس گیاتواس نے فوجوں کے ساتھ انہیں مدددی اورانہوں نے منداس میں پڑاؤ کیااور مغراوہ میں سے بنودرسفان اور بنی بادین میں سے بنی توجین، بنی یلومی کے واسطے اکٹھے ہو گئے۔چنانچہ بنوعبدالواداوران کا سردار حمامہ بن مظہراور بنی مزین میں سے بنویکناس بھی ان کے ساتھ شامل تھے۔

ابوبکر کا قتل

انہوں نے بنی دماتو پر حملہ کر کے ابوبکر کو چھ سو آدمیوں سمیت قتل کر دیااوراس سے مال غنیمت حاصل کیا۔موحدین اور بنی دماتو کی ایک جماعت جبل سیرات میں قلعہ بند ہوگئی پھر تاشفین بن علی فریادی بن کرعبدالمومن کے پاس گیااوران کے ساتھ مل کر آیا یہاں تک کہ تاشفین بن علی تلمسان آیااور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔جب وہ اس کے پیچھے دہران کی طرف گیاتو شیخ ابوحفص موحدین کی فوجوں کے ساتھ بلادِ زناتہ کی طرف گیا،انہوں نے ان کے علاقے کے وسط میں منداس میں پڑاؤ کیااوران میں خوب خونریزی کی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اوران کی دعوت میں داخل ہو گئے۔وہ دہران کے محاصرے سے عبدالمومن کے پاس اس کے مقام پر گیااوران کے سردار شیخ بن یلومی، سیدالناس بن امیرالناس، شیخ بنی عبدالوادحمامہ بن مظہراور شیخ بنی توجین عطیہ الحیو وغیرہ تھے تواس نے ان کو خوش آمدید کہا۔

موحدین کا محاصرہ

پھراس کے بعد زناتہ نے بغاوت کر دی اور بنی یلومی جعبات میں اپنے قلعے میں قلعہ بند ہو گئے اوران کا شیخ سیدالناس اور مدرج جو سیدالناس کے بیٹے تھے وہ بھی ان کے ساتھ تھے چنانچہ موحدین کی فوجوں نے ان کا محاصرہ کر لیااوران پر غالب آ گئے پھرانہیں مغرب کی طرف واپس بھیج دیا۔ سیدالناس مراکش میں فروکش ہوااوراسی جگہ عبدالمومن کے عہد میں اس کی وفات ہوئی۔اس کے بعد بنوموفوخ بھی فوت ہو گئے۔

موحدین کی دوستی اور مخالفت

جب ان دونوں قبیلوں کے امیر نے بغاوت کی تو بنو یلومی نے ان عملداریوں میں بنوتوجین سے کشاکش کی اوراس کے اردگرد کے علاقے کے بارے میں ان سے جھگڑا کیا پھراس کے مضافات میں ان سے جنگ کی اور بنی توجین کے شیخ عطیۃ الحیو نے ان کا کام سنبھال لیا۔پھراس کی قوم میں سے بنی منکوش بھی اس کے ساتھ اس جنگ کی آگ میں کود پڑے۔انہوں نے ان کے شہروں میں ان پر غلبہ پا کرانہیں رام کر لیا پھرانہیں ان کی قیام گاہوں میں ان کا پڑوسی بنا دیا۔موحدین کی دوستی اور مخالفت کی وجہ سے بنوعبدالواداور توجین ان دونوں قبیلوں پر غالب آ گئے پس ان کی حالت بگڑ گئی اوران کا قیطون ان زناتہ میں بکھر گیا جو بنی عبدالواداور توجین میں سے ان کے علاقے کے وارث ہوئے تھے۔والبقاء للہ سبحانہ۔

محلات اور باغات

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ مغراوہ میں سے ہیں اوران کے علاقے مغرب اقصیٰ اور اوسط کی جانب اس دشوار گزار پہاڑ کے پیچھے ہیں

جو اپنی آبادی کی وجہ سے انہیں گھیرے ہوئے ہیں اور جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ انہوں نے اپنے علاقے میں قلعے اور محلات کی حد بندی کی اور وہاں کھجوروں، انگوروں اور دیگر پھلوں کے باغات لگائے۔ ان میں سے کچھ باغات سجلماسہ کی جانب تین مراحل پر واقع ہیں جسے وطن توات کہتے ہیں۔ اس میں دو سو کے قریب محلات ہیں جو مشرق سے مغرب کو جاتے ہیں اور آخری باغ مشرق کی جانب ہے جسے تمنطیت کہتے ہیں اور یہ ایک شہر ہے جو آبادی سے بھرپور ہے۔ یہ اس زمانے میں مغرب سے سوڈان کے شہر مالی کی طرف آنے والے تاجروں کی فرودگاہ ہے۔ اس شہر اور مالی کے علاقے کی سرحد کے درمیان ایک دشوار گزار جنگل ہے جس میں جانے والا کوئی شخص ملثمین کے تجربہ کار راہ نما کے بغیر راستہ معلوم نہیں کر سکتا۔ تاجر لوگ ایسے راہ نما کو بہت سی شرائط کے ساتھ کرائے پر حاصل کرتے ہیں۔ سوس کے جنگل سے مغرب کی جانب بلند محلات کا ایک شہر بودی ہے جو مالی کے مضافات کی آخری سرحد ولاتن تک سوار ہونے کی جگہ ہے۔ پھر جب سوس کے صحرائی لوگ اس کے راستوں پر غارت گری کرنے لگے اور اس کے مسافروں کو لوٹنے لگے تو انہوں نے اس راہ کو ترک کر دیا اور تمنطیت کے بالائی علاقے کے ایک اور راستے سے ملک سوڈان کو جانے لگے۔ ان محلات سے تلمسان کی جانب دس منزلوں کے فاصلے پر بیکارین کے بہت سے محلات ہیں جو مغرب سے مشرق کی طرف جانے والی ایک وادی میں ایک سو کے قریب ہیں اور بہت آباد اور باشندوں سے معمور ہیں۔ صحرا میں ان عجیب و غریب محلات کے اکثر باشندے بنو یادس ہیں اور ان کے ساتھ بربر کے بقیہ قبائل و تطفیر مصاب، بنی عبدالواد اور بنی مزین بھی رہتے ہیں جو بڑی تعداد اور ساز و سامان والے ہیں لیکن احکام اور محاصل کی ذلت سے دور ہیں۔ ان میں پیادہ اور سوار بھی ہیں اور ان کی اکثر معاش پکی کھجوریں ہیں اور ان میں بلاد سوڈان کی طرف جانے والے تاجر بھی ہوتے ہیں۔ ان کے تمام مضافات عربوں کی جولانگاہ ہیں جو عبیداللہ سے مخصوص ہیں جنہیں اس نے سفر کے لیے معین کیا ہے۔ بسا اوقات بنو عامر بن زغبہ بھی نیکرارین میں ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں، جہاں کبھی کبھار چراگاہیں تلاش کرنے والے پہنچ جاتے ہیں۔

چشمہ نما کنواں

عبیداللہ نے ان لوگوں کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ ہر سال توات کے محلات اور تمنطیت شہر کی طرف سردیوں کا سفر کیا کریں۔ اس علاقے میں چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے ساتھ تاجروں کے قافلے شہروں اور ٹیلوں سے نکلتے ہیں اور تمنطیت میں قیام کرنے کے بعد وہاں سے بلاد سوڈان میں چلے جاتے ہیں۔ ان صحرائی بلاد میں جاری پانی کے حصول میں ایک عجیب بات پائی جاتی ہے جو مغرب کے ٹیلوں میں نہیں پائی جاتی اور وہ یہ ہے کہ ایک بہت گہری تہ والا کنواں کھودا جاتا ہے اور پھر اس کی اطراف کو بنایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ کھدائی سے ٹھوس پتھروں تک پہنچ جاتی ہیں جنہیں کدالوں اور کلہاڑیوں سے گھڑا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کا جسم نرم پڑ جاتا ہے پھر کام کرنے والے اوپر آ جاتے ہیں اور اس پر لوہے کا ٹکڑا پھینکتے ہیں جو پانی کے اوپر مٹی کی پتلی سطح کو توڑ دیتا ہے۔ اور پانی اوپر چڑھتا آتا ہے اور پھر بہتا ہوا سطح زمین پر آ جاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ پانی بسا اوقات اپنی سرعت میں ہر چیز سے بڑھ جاتا ہے اور یہ عجیب بات توات، تیکرارین اور وارکلا اور ریغ کے محلات میں بھی پائی جاتی ہے اور دنیا ابوالعجائب ہے واللہ الخلاق العلیم۔

یہ زناتہ کے طبقہ اولیٰ کے بارے میں آخری بات ہے۔ اب ہم طبقہ ثانیہ کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی حکومت اس عہد تک قائم ہے۔



باب: ۲۷

زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے انساب و قبائل

زناتہ کے طبقہ اولیٰ کی حکومتوں کے خاتمے سے پہلے جو منہاجہ اور ان کے بعد مرابطین کے ہاتھوں میں تھیں، ہم قبل ازیں بہت گفتگو کر چکے ہیں

کہ ان اقوام کی دھڑے بندی ان کی حکومتوں کے خاتمے سے منتشر ہو چکی تھی اور ان میں سے کچھ قبیلے باقی رہ گئے تھے جنہوں نے حکومت کے لیے کوئی جدوجہد نہیں کی اور نہ ہی وہ خوشحالی کے قابل تھے۔ چنانچہ وہ مغربین کے اطراف میں اپنی قیام گاہوں میں اقامت پذیر ہو گئے۔ وہ جنگل اور ٹیلوں کی دونوں جانب چراگاہیں تلاش کرتے رہتے اور حکومتوں کا حق اطاعت بھی ادا کرتے تھے۔ پھر وہ زناتہ کی پہلی قوموں کی اولاد پر غالب آ گئے حالانکہ اس سے قبل وہ ان سے مغلوب تھے۔ جب انہیں غلبہ اور دبدبہ حاصل ہو گیا تو حکومتوں کو ان کی مدد کرنے اور ان سے دوستی کرنے کی ضرورت پڑی یہاں تک کہ موحدین کی حکومت ختم ہو گئی، انہوں نے حکومت کی طرف گردن بلند کر کے دیکھا اور اپنے باشندوں کے ساتھ مل کر اس میں اپنا حصہ مقرر کیا۔ چنانچہ انہیں حکومتیں بھی حاصل ہوئیں جن کا ہم آگے ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ

اس طبقہ کے اکثر لوگ بنی واسین بن یصلتن سے تھے جو مغراوہ اور بنی یفرن کے بھائی بند تھے۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی واشن بن ورسیک بن جانا سے ہیں جو مسارہ اور ناجدہ کے قرابت دار ہیں۔ ان انساب کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور ان بنی واسین میں سے کچھ لوگ قصطیلہ شہر میں رہتے تھے۔

توزر کا محاصرہ

ابن الرقیق نے بیان کیا ہے کہ جب ابو یزید النکاری، جبل اور اس پر غالب آیا تو اس نے انہیں توزر کے بارے میں لکھا اور انہیں اس کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا انہوں نے 333ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ بعض اوقات ان کے کچھ لوگ اس عہد میں الحامہ شہر میں بھی رہتے تھے جو بنی ورتاجن کے نام سے مشہور تھے جو ان کا ایک ذیلی گروہ ہے اور ان کی اکثریت ہمیشہ مغرب اقصیٰ میں ملویہ اور جبل راشد کے درمیان رہی ہے۔

غلام میسور سے جنگ

موسیٰ بن ابی العافیہ نے اپنے خط میں الناصر اموی کو اس جنگ کے بارے میں بتایا جو ابو القاسم شیعی کے غلام میسور اور اس کے حلیف زناتہ قبائل سے لڑی جا رہی تھی۔ پس اس نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے ان میں ملویہ کا نام بھی آتا ہے البتہ قبائل بن واسین، بنی یفرن، بنی ریناتن، بنی ورغت اور مطماطہ میں سے صرف بنی واسین کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ حکومت سے قبل ان کی موجودہ بستیاں ہی ان کی مستقل رہائش گاہیں تھیں۔

طبقہ ثانیہ کے قبیلے

اس طبقہ کی ذیلی شاخوں میں بنو مرین بھی شامل ہیں جو ان سے زیادہ تعداد اور مضبوط سلطنت اور بڑی حکومت والے تھے۔ پھر ان میں سے بنو عبدالواد بھی ہیں جو کثرت و قوت میں ان کے بعد ہیں۔ اور اسی طرح ان کے بعد بنو توجین ہیں جو اس طبقہ میں صاحب حکومت ہیں اور ان میں بنی یادین کے قرابتی بنو راشد بھی ہیں جن کے پاس کوئی حکومت نہیں جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ اسی طرح ان میں وہ صاحبان حکومت بھی ہیں جو ان کے نسب سے نہیں بلکہ مغراوہ کی اولاد میں سے ہیں اور وادی شلب میں ان کے پہلے علاقوں میں مقیم ہیں۔ پس ان کی پہلی قوم کے خاتمے کے بعد جب ان میں حکومت کی خواہش ابھرنے لگی تو انہوں نے اس قوم کے ساتھ اس سلسلے میں باہم کشاکش کی جنہیں اپنے علاقوں میں حکومت حاصل تھی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ پھر اس طبقے میں جنہیں کوئی حکومت حاصل نہیں ہم ان کے قبائل کی تفصیل کے ساتھ ان کا بھی ذکر کریں گے۔ چنانچہ ان کے سب قبائل زرجیک بن واسین سے نکلتے ہیں جن میں سے بنو یادین ابن محمد اور بنو مرین بن ورتاجن بھی شامل ہیں۔

قبیلہ بنو ورتاجن

بنو ورتاجن، ورتاجن بن ماقوخ ابن جریح بن فاتن بن بدر یخفت بن عبداللہ بن ورتنیک بن المعز بن ابراہیم بن رجیک کی اولاد سے ہیں۔

قبیلہ بنو مرین

بنو مرین بن ورتاجن کے متعدد قبائل اور شاخیں ہیں جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے یہاں تک کہ بنی ورتاجن کے بقیہ قبائل بکثرت ہو گئے اور بنو ورتاجن بھی اپنے جملہ قبائل و شعوب میں شمار ہونے لگے۔

قبیلہ بنو یادین

بنو یادین بن محمد بھی زرجیک کی اولاد میں سے ہیں لیکن اس بات کا ذکر ضروری نہیں کہ ان کا نسب اس کے ساتھ کس طرح ملتا ہے۔ چونکہ وہ بہت سے قبائل میں بٹ گئے ہیں جن میں سے بنو عبدالواد، بنو توجین، بنو مصاب اور بنو زردال بھی ہیں اور ان سب کو یادین بن محمد کا نسب باہم ملاتا ہے بلکہ اس محمد میں یادین اور بنو راشد بھی اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر محمد، ورتاجن کے ساتھ زرجیک بن واسین کے نسب سے مل جاتا ہے اور یہ سب کے سب زناتہ اولیٰ کے درمیان ان شعوب و قبائل کے بڑھنے سے پہلے بنی واسین کے نام سے مشہور تھے۔ یہ لوگ زمانے کے ساتھ ساتھ پھیلتے جاتے تھے اور ان کے مغرب کی طرف سے آنے سے قبل ارض افریقہ، صحرائے برقہ اور بلاد الزاب میں زناتہ اولیٰ کی اولاد میں سے کچھ گروہ رہتے تھے، ان میں سے کچھ غذامس کے محلات میں رہتے تھے جو سرت کی جانب دس منزلوں کے فاصلے پر ہے اور عہد اسلام نے اس کی حد بندی ہو چکی ہے۔ یہ سرزمین کئی قلعوں اور محلات پر مشتمل ہے، جن میں سے بعض ورتاجن کے ہیں اور بعض بنی واطاس کے، جو بنی مرین کا ایک قبیلہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے ان کی حد بندی کی۔ اب اس زمانے میں ان کی آبادی اور تمدن میں بہت اضافہ ہو چکا ہے کیونکہ یہ سوڈانی حجاج کی فرودگاہ بن چکے ہیں۔ تاجر یہاں سے سبزہ زاروں اور ٹیلوں کو چھوڑ کر راستے میں حائل صحرائے ریگ کو طے کر کے مصر اور اسکندریہ کی طرف آرام کرنے کے لیے لوٹتے ہیں۔ نیز یہ محلات اس جنگل میں داخلے کا دروازہ بن گئے ہیں۔

بنی ورتاجن میں سے ایک بہت بڑی جماعت قابس کے مغرب میں الحامہ شہر میں رہتی ہے جس کے محافظ بہت ہیں اور ان لوگوں کو بڑی قوت حاصل ہے۔ اس شہر کی آبادی کی زیادتی اور اس کے بازاروں کے پر رونق ہونے کی وجہ سے تاجر اپنے سامان کے ساتھ اس کی طرف سفر کرتے ہیں۔ البتہ اس زمانے میں بنی مرین ان چیزوں سے محروم ہیں کیونکہ ان کے ہاں وہ لوگ رہتے ہیں جنھیں پناہ دی جاتی ہے اور وہ نہ تو کوئی محصول ادا کرتے اور نہ تاوان وغیرہ دینا پسند کرتے ہیں۔ گویا وہ اپنی جنگجوئی اور طاقت کی وجہ سے ان باتوں سے آشنا ہی نہیں ہیں بلکہ ان کا خیال یہ ہے کہ ان کے اسلاف بنی ورتاجن نے اس علاقے کی حد بندی کی تھی جس کی حکومت ان کے ایک گھرانے میں ہے اور بنی وشاح کے نام سے معروف ہے۔ البتہ کبھی ایسا بھی ہوا کہ عہد خلافت اور حکومت کے دباؤ سے ان کے سردار اپنے حق کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان باتوں کے خلاف مقابلہ کرتے رہے جو عوام کو تکلیف دیتی ہیں جیسے معبودوں کا بنانا وغیرہ۔ لہٰذا عید کے روز بادشاہ کے لباس کا تمسخر اڑاتے ہوئے اور اس کی اطاعت کو پس پشت ڈال کر خود سلطان کے لباس میں باہر نکلتے۔ ان کے پڑوسیوں کی حالت یہ تھی کہ وہ نفطہ اور توزر کے رؤسا تھے اور اس اظہار تمسخر میں یملال سب سے بڑھ کر تھا جو توزر کا پیشرو تھا۔

قبیلہ بنی واسین

بنی واسین نامی قبیلہ مصاب کے محلات میں آباد تھا جو جبل تیطر سے قبلہ کی جانب پانچ مراحل پر ہے اور مغرب میں بنی ریفہ کے محلات سے تین مراحل کے فاصلہ پر ریگزار سے ورے ہے۔ یہی وہ لوگ تھے جنھوں نے ان محلات کی حد بندی کی تھی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے بنی یادین کے کچھ قبائل ان لوگوں میں فروکش ہو گئے تھے۔ اب انہوں نے ان کو پتھریلی زمین کے درمیان جو جمادہ کے نام سے معروف ہے، العرق کے راستوں میں نہایت مضبوط طور پر بنایا ہے۔ جس میں قبلہ کی جانب کچھ فرسخ کے فاصلے پر ان شہروں کے بارے میں دستاویز موجود ہے۔ اس زمانے میں ان کے باشندے بنی عبدالواد سے بنی یادین۔ بنی توجین، مصاب اور بنی برزال اور وہ لوگ ہیں جو زناتہ کے قبائل میں سے آ کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں تاہم ان کی شہرت مصاب کی عمارتوں اور درختوں کی وجہ سے ہے۔ بنی ریفہ اور الزاب کی طرح حکومت کے زوال سے ان کی جماعتیں بھی منتشر ہو گئی ہیں۔

ان لوگوں میں ایک گروہ نے جو بنی عبدالواد میں سے ہے، افریقہ کے جبل اور اس کو عہد قدیم سے پہلی فتح کے وقت سے اپنا وطن بنا رکھا ہے۔ چنانچہ اس کے باشندوں میں سے کئی افراد نے بڑی شہرت پائی ہے۔

ملویہ میں قبیلوں کا اجتماع

بعض مورخین نے بنی عبدالواد کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ لوگ عقبہ بن نافع کے ساتھ مغرب کی فتح میں شامل تھے۔ جب وہ اپنی حکمرانی کے دوسرے دور میں دیار مغرب میں داخل ہو کر سوس کے بحر محیط تک چلا گیا تو ان غازیوں میں سے کچھ لوگ جنہوں نے میدان جنگ میں بڑی بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا، اس کی واپسی کے وقت وفات پا گئے۔ پس اس نے ان کے لیے دعا کی اور جنگ کی تکمیل سے پہلے ہی انہیں واپس جانے کی اجازت دے دی۔

جب قبیلہ زناتہ کے لوگ کتامہ اور منہاجہ کے سامنے حیرت زدہ ہو گئے تو بنی واسین کے تمام قبائل ملویہ کے درمیان اکٹھے ہوئے اور پھر جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ان کے چھوٹے بڑے تمام قبائل متفرق ہو گئے۔ یہ لوگ مغرب اقصیٰ اور مغرب اوسط میں بلاد الزاب تک اور پھر ان کے قریب جو افریقی صحرا تھے، ان میں پھیل گئے جب کہ ان میدانوں میں عربوں کے لیے پانچویں صدی تک جانے کے کوئی راستہ نہ تھا۔ یہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔

یہ قبائل ان علاقوں میں ہمیشہ احساس عزت اور غیرت کے ساتھ رہے۔ ان کا اصل سرمایہ ان کے پالتو جانور اور مویشی تھے۔ اس کے باوجود وہ مسافروں پر ظلم کر کے اور تنے ہوئے نیزوں کے سائے میں رزق تلاش کرتے تھے۔ مختلف قبائل کے ساتھ جنگیں کرنے اور حکومتوں اور قوموں کے ساتھ فخر کرنے اور بادشاہوں کے ساتھ مقابلہ کرنے میں ان کے بہت سے کارنامے مشہور ہیں۔ ہم ان میں سے کچھ واقعات بیان کریں گے اگرچہ ان کے تفصیلی بیان پر زیادہ توجہ بھی نہیں دی گئی۔

عربی زبان کی برتری

اس کا سبب یہ ہے کہ عربی زبان زیادہ تر عرب قوم کے غلبے کے لیے کام میں لائی جاتی تھی اور سرکاری تحریر بھی عام طور پر حاکموں کی زبان میں ہی ہوتی تھی البتہ عجمی زبان اس کے نچلے طبقوں کی حدود میں یا اس کے عام کارندوں میں استعمال ہوتی تھی۔ چنانچہ قدیم زمانے سے اس زناتی قوم میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں ہوا جو لکھنے والوں کو یہ زحمت دے کہ وہ ان کی جنگوں اور حالات کو ضبط تحریر میں لائے اور نہ شہریوں اور سبزہ زار کے باشندوں سے ان کا میل ملاپ تھا کہ وہ ان کے کارناموں کا مشاہدہ کرتے کیونکہ یہ دور دراز ویرانوں میں رہتے تھے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ اپنے علاقوں میں کسی کی اطاعت سے وحشت محسوس کرتے تھے پس یہ لاعلمی میں زندہ رہے، یہاں تک کہ ان میں سے اکثر قابل ذکر آدمی فنا ہو گئے لہٰذا ان کی حکومت کے بعد ہمارے پاس شاید ہی کوئی نادر بات پہنچی ہے جس کے پیچھے وہی مورخ پڑ سکتا ہے جو اس کے راستوں کا ماہر، اس کی گھاٹیوں کا جاننے والا اور اس کی کمین گاہوں سے بہ خوبی آشنا ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ان جنگلات میں قیام پذیر رہے اور پھر جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے وہ حکومت کی بلندیوں پر چڑھ گئے۔

عبدالواد
توجین
زردال
مرین ولد ابراہیم

مصاب بن یادین بن محمد بن رزجیک بن واسین بن یصلتن بن مسر بن زاکیا بن ورسیک بن ادیدت بن جانا۔

باب: ۲۸

حکومت کے قیام سے پہلے اس طبقے کے حالات اور پھر سلطنت پر ان کا غلبہ

اس طبقے کے لوگ بنی واسین اور ان کے وہ قبائل تھے جن کو ہم نے زناتہ اولیٰ کے تابعین کا نام دیا ہے۔ جب زناتہ قبیلے منہاجہ اور کتامہ کے آگے مغرب اقصیٰ کی طرف آ گئے تو بنی واسین اس جنگل کی طرف چلے گئے جو وصا کے درمیان واقع ہے۔ اس زمانے میں یہ لوگ سب سے پہلے مغرب کے بادشاہ کی طرف رجوع کرتے تھے جو مکناسہ تھے، ان کے بعد مفراوہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آخر بنی منہاجہ کی لہر، مغرب سے ہٹ گئی اور ان کی حکومت بھی کچھ سکڑ گئی تب یہ قبیلے زناتہ سے مل کر قاصیہ کے خلاف جمع ہونے لگے۔ چنانچہ قسمت نے ان کی یاوری کی اور زناتہ کے مقبوضات میں ان کے سرکردہ افراد خوش حال ہو گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے بعد ازاں اس کے مضافات کو بنو دماتو اور بنو یلومی نے دو اطراف سے آپس میں تقسیم کر لیا۔ ملوک منہاجہ قلعہ والے تھے۔ لہٰذا جب یہ غرب کے لیے پڑاؤ کرتے تو وہ ان کو جنگ کے لیے جمع کرتے تاکہ ان کی فوجوں کی مدد سے اس میں دور تک معرکہ آرائی کر سکیں۔

بنو واسین کے ساتھ جو مشہور قبائل مثلاً بنی مرین، بنی عبدالواد، بنی توجین اور مصاب وغیرہ تھے، سب متفرق ہو گئے۔ پھر انہوں نے ملویہ اور الزاب کے درمیانی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ اور اسی طرح جن زناتہ کا ہم نے ذکر کیا ہے انہوں نے بھی کچھ علاقوں پر قبضہ کیا مگر وہ لوگ المفریان کو حاصل نہ کر سکے۔

ان سبزہ زاروں اور مضافات کے علاقوں میں زناتہ میں سے بنی دماتو اور بنی یلومی کو مغرب اوسط میں حکومت حاصل تھی۔ بنی یفرن اور مفراوہ کے قبائل تلمسان میں بنی واسین کے قبائل کے لیے فوجیں جمع کرتے تھے۔ چنانچہ جو کوئی ان سے مزاحمت کرتا یا ملوک منہاجہ میں سے ان کے ساتھ جھگڑا کرتا تھا، اس پر وہ اپنی فوجوں کے ساتھ غالب آ جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ زناتہ اور دیگر لوگ ان سے اپنے علاقوں کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے۔ اور وہ ان لوگوں کو، جو جنگلات میں ان کے ہاں محتاج تھے، مال سے قرضہ حسنہ، ہتھیار اور اناج ادھار دیتے تھے پس وہ ان سے مال کماتے اور رشوت لیتے تھے۔

قبائل کی باہمی جنگ

جب بنی ہلال بنی عامر کے طاقت ور عربوں کا تیز جھکڑ بنی حماد پر چلا اور انہوں نے قیروان اور مہدیہ میں المعز اور منہاجہ کی حکومت کو روند ڈالا تو انہیں بھی اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ ان کی پناہ لیں۔ لہٰذا انہوں نے مغرب اوسط پر حملہ کر کے بنی حماد کو اس کے دار السلطنت سے ہٹا دیا۔ پھر وہ اپنی مدافعت میں زناتہ کی طرف بڑھے تو مفراوہ میں سے بنو یعلیٰ ملوک تلمسان اس کے خلاف اکٹھے ہوئے۔ بنی مرین، بنی عبدالواد، توجین اور بنی راشد میں سے جو بنو واسین ان کے پاس تھے، ان کو بھی جمع کیا اور اپنے وزیر ابو سعدی خلیفہ کو ہلالیوں سے جنگ کرنے پر مامور کیا۔ چنانچہ اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور انہیں الزاب کے مضافات سے ملحقہ افریقی علاقے اور مغرب اوسط سے دور ہٹانے کے لیے بڑے کارنامے دکھائے۔ تاہم وہ ان کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے ایک جنگل میں ہلاک ہو گیا اور قبائل زناتہ کے ہلالی تمام مضافات پر غالب آ گئے۔ ان کو الزاب اور اس کے ملحقہ افریقی علاقوں سے دور کرنے کے بعد بنی مرین، عبدالواد اور توجین کے یہ بنو واسین مغرب اوسط کے صحرا میں اپنے وطن میں آ گئے۔ یہ علاقہ مصاب اور جبل راشد سے ملویہ تک اور فیکیک سے سجلماسہ تک پھیلا ہوا تھا۔ انہوں نے بنی دماتو اور بنی یلومی کی پناہ لے لی جو مغرب اوسط میں مضافات کے ملوک تھے اور پھر ان کے زیر سایہ رہنے لگے۔ انہوں نے اس ویرانے کو اپنا وطن قرار دے کر باہم تقسیم کر لیا، پس اس میں سے بنی مرین مغرب اقصیٰ کی جانب، مغربی طرف تیکوارین میں رہتے تھے اور ملویہ اور سجلماسہ میں داخل ہو کر بنی یلومی سے خاصے دور ہو گئے البتہ مدد اور

طرف داری کے وقت یہ ان کے قریب ہو جاتے تھے۔ مغرب اوسط کی جانب مشرقی سمت فیکیک اور مدیونہ کے درمیان سے لے کر جبل راشد اور مصاب تک بنی یادین رہتے تھے۔ ہم عصر ہونے کی وجہ سے ان کے اور بنی مرین کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہتی تھیں کیونکہ اس ملحقہ علاقے میں پڑوسی قبائل کا ایک سیلاب آ گیا تھا۔ چنانچہ ان جنگوں میں بنی یادین کو اپنے قبائل کی کثرت اور عددی فراوانی کی وجہ سے اکثر غلبہ حاصل ہوتا تھا کیونکہ یہ چار قبیلے تھے بنی عبدالواد، بنی توجین، بنی زردال اور بنی مصاب اور ان کے ساتھ ایک اور قبیلہ بھی تھا اور وہ ان کے قرابتی بھائی بنو راشد تھے۔

موحدین کی مخالفت

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ راشد یادین کا بھائی ہے اور بنی راشد کا مسکن صحرا میں وہ پہاڑ ہے جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ وہ مسلسل اسی حیثیت میں رہے یہاں تک کہ موحدین کی حکومت آ گئی اور بنو عبدالواد، توجین اور مغراوہ نے موحدین کے خلاف بنو یلومی کی مدد کی جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

موحدین کا عروج

بعد ازاں موحدین مغرب اوسط اور اس کے زناتہ قبائل پر غالب آ گئے لہٰذا انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ بنو عبدالواد اور توجین، موحدین کی طرف دار بن کر ان کے قریب ہو گئے۔ جب یہ لوگ موحدین کے خالص خیر خواہ بن گئے تو انہوں نے بنو مرین کو چھوڑ کر انہیں منتخب کر لیا۔ پھر موحدین نے بنی یلومی اور بنی دماتو کے لیے مغرب اوسط کے مضافات کو اسی طرح چھوڑ دیا جیسے کہ وہ تھے لہٰذا انہوں نے اس علاقے پر قبضہ کر لیا۔ پھر مغرب اوسط کے اس صحرا میں بنی یادین کے آنے کے بعد بنو مرین اکیلے رہ گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کاموں کے لیے منتخب کر لیا کہ مغرب میں مختلف حکومتوں پر غلبہ پائیں، ان علاقوں کو زیر کرنے کے بعد مشارق سے مغارب تک ان کا انتظام کریں اور سوس اقصیٰ سے افریقہ تک حکومتوں کی کرسیوں پر سرفراز ہوں۔

والملک لله یوتیه من یشاء من عباده

طبقہ ثانیہ کی حکومت

بعد ازاں بنو مرین اور بنو عبدالواد نے بنی واسین کے قبائل سے حکومت کا حصہ لے لیا۔ پھر انہوں نے دوبارہ زناتہ کو زمین میں حکومت دے دی اور انہوں نے گرد و نواح کی اقوام پر غلبہ پا لیا چنانچہ اس صحرائی حکومت میں ان کے قرابتی بھائیوں بنی توجین نے ان کا مقابلہ کیا تاہم اس طبقہ ثانیہ میں کچھ اور لوگ بھی تھے جنہیں مغراوہ اول کے قبائل میں سے آل خزر نے چھوڑا تھا اور جو ان کی مرز بوم وادی شلب میں رہتے تھے۔ پس ان قبائل نے حکومت کے حصول کے لیے ان کے خلاف جمع ہو کر ان سے مقابلہ کیا۔ پھر جس نے ان قبائل سے تعلق پیدا کیا اس پر احسان کیا پس یہ لوگ پانی کے حصول اور اقتدار کی حفاظت کی غرض سے مخالفوں کے سامنے ڈٹے رہے۔

بنو عبدالواد ہمیشہ ان کی قدر گھٹاتے اور ان کی ذلت کا سامان کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی شدت اور قوت کو کمزور کر دیا۔ پھر عبدالوادی اور مرینی حکومت ایک جنگ کی وجہ سے جو ان کی زیادتی کے نتیجے میں رونما ہوئی تھی، بادشاہت کے اعزاز سے نمایاں ہو گئی اور یہ سب کچھ بنی مرین کی خود مختاری سے اور ان تمام قبائل کو پیچھے رکھنے کی وجہ سے ہوا جیسا کہ ہم آپ کے سامنے یکے بعد دیگرے ان کی حکومتوں اور ان چاروں قبائل کے انجام کا ذکر کریں گے جو زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے سردار ہیں۔ والملک لله یوتیه میں یشاء والعاقبه للمتقین۔

اب ہم طبقہ اولیٰ میں سے بقیہ مغراوہ اور ان کے سرداروں میں سے اولاد مندیل کو طبقہ ثانیہ میں جو حکومت حاصل تھی اس کے ذکر سے اس کا آغاز کرتے ہیں۔

باب:۲۹

مغرب اوسط میں اولادِ مندیل اور مغراوہ قوم کی دوبارہ حکومت

جب آل خزر کے ملوک کے خاتمے سے مغراوہ کی حکومت جاتی رہی تو تلمسان، سجلماسہ، فاس اور طرابلس میں ان کی حکومت کے زوال سے مغربین اور افریقہ کے نواحی صحرا اور تلول میں آباد قبائل مغراوہ پراگندہ ہو کر رہ گئے، ان میں سے اکثر لوگ اپنے مرکز اول شلب اور اس کے ملحقہ علاقے میں موجود رہے جہاں بنو ورسیفان، بنو یرنار اور بنو بیلث بھی رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ ورتمار، بنو سعید، بنو زخاک اور بنو سنجاس میں سے ہیں۔ لیکن بسا اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مغراوہ میں سے نہیں، زناتہ میں سے ہیں۔ بنو خزرون، طرابلس کے بادشاہ تھے۔ جب ان کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور وہ دیگر ممالک میں منتشر ہو گئے تو ان میں سے عبدالصمد بن محمد بن خزرون اپنے ان عزیز و اقارب سے بھاگ کر جنہوں نے حکومت پر قبضہ کر لیا تھا، جبلِ اُوراس چلا گیا۔ اس کا دادا خزرون بن خلیفہ، طرابلس میں ان کے بادشاہوں میں سے چھٹا بادشاہ تھا، پس وہ کئی سال تک ان کے درمیان اقامت پذیر رہا۔ وہ پھر ان کے پاس سے کوچ کر کے شلب میں اپنی قوم مغراوہ کے ان باقی ماندہ لوگوں کے پاس آیا جو بنی ورسیفان، بنی ورتزمیر اور بنی بوسعید وغیرہ میں سے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بڑے اعزاز و اکرام سے اس کا استقبال کیا، اسے اس کے گھرانے کا حق دیا پھر اس نے ان سے رشتہ داری کی اور اس کے بہت بیٹے ہوئے جو ان کے درمیان بنی محمد اور پھر اپنے سلفِ اول کی نسبت سے خزریہ کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔

بنی دماتو سے رشتہ داری

اس کا ایک بیٹا ابوناس بن عبدالصمد بن ورجیع بن عبدالصمد کے لقب سے ملقب تھا جس نے عبادت گزاری اور رفاہی کاموں کو اختیار کر لیا تھا۔ مافوخ کے ایک بیٹے نے جو بنی دماتو کا بادشاہ تھا، اپنی ایک بیٹی کی شادی اس سے کر دی تو ان کے ہاں اس کے نسب اور رشتہ کی وجہ سے اس کی عظمت قائم ہو گئی۔

اس کے بعد جب موحدین کی حکومت آئی تو انہوں نے اس کے رفاہی کاموں کی وجہ سے اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا اور وادی شلب اسے جاگیر میں دے دی چنانچہ وہ وہاں مقیم ہو گیا۔ اس کا بڑا بیٹا ورجیع تھا اور غربی، لفریات اور ماکور بھی بیٹے تھے۔

مافوخ کا نواسا

دختر مافوخ سے عبدالرحمٰن تھا جس کے پیدا ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اس کی عزت کرتے تھے اور اس میں اور اس کے بیٹے میں بادشاہت کی علامات دیکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جب یہ پیدا ہوا تو اس کی ماں ایک دن اسے صحرا میں لے گئی اور اسے ایک درخت تلے ڈال کر کسی کام کے لیے چلی گئی، شہد کی مکھیوں کا بادشاہ اس پر حملہ کرنے کی بجائے اس کے اردگرد چکر لگانے لگا۔ ماں نے دور سے یہ منظر دیکھا تو شفقت سے دوڑتی ہوئی آئی تو ایک عارف نے اسے کہا کہ فکر مند نہ ہو۔ قسم بخدا، اس کو بڑی عظمت حاصل ہو گی۔ یہ عبدالرحمٰن اپنے نسب، شجاعت اور اپنے بھائیوں کے خاندان کی کثرت کی وجہ سے مدت تک اس فضا میں پرورش پاتا رہا۔ چنانچہ قبائل مغراوہ اس کے پاس جمع ہو گئے جس کی وجہ سے اسے قوت و شوکت اور موحدین کی حکومت میں تقدم حاصل ہو گیا۔

چونکہ یہ اطاعت کے راستوں میں ان کے ساتھ میل جول رکھنے اور ان کے پاس سازگاری کرنے کو ضروری قرار دیتا تھا لہٰذا جب ان کے سردار اپنی جنگوں میں افریقہ آتے جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ ان کی خوب مہمان نوازی کرتا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے اطوار کی

تعریف کرتے ہوئے واپس جاتے تھے اور ان کے خلفا بھی اس پر بہت رشک کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک سردار کو اپنے علاقے میں اطلاع ملی کہ مراکش میں خلیفہ وفات پا گیا ہے چنانچہ وہ اونٹوں اور ذخیرے پر جانشین ہو گیا اور اسے اس عبدالرحمٰن کے سپرد کر دیا۔ پھر اس نے اپنے وطن کی سرحدوں تک اس کی مصاحبت کرنے کے بعد اپنے لوگوں کو خون خرابے سے بچا لیا جہاں اسے بڑی دولت اور قوت حاصل تھی۔ پھر اس نے اپنی قوم اور خاندان سے سوار حاصل کیے لیکن اسی دوران میں فوت ہو گیا جس سے بنی عبدالمومن کا رعب جاتا رہا اور مراکز میں خلیفہ کی حکومت کو زوال آ گیا۔

مندیل کی فتوحات

اس کے بیٹوں میں سے مندیل اور تمیم بھی تھے جن میں سے مندیل بڑا تھا، جب جنگ کی آندھی چلی تو مندیل نے اپنی قوم کی امارت سنبھالی اور جب اسے قرب و جوار کے علاقوں پر غلبہ پانے کی امید ہو گئی تو وہ اپنی کچھار میں شیر بن گیا اور اپنے بچوں کو بچانے لگا۔ پھر پڑوسی علاقوں کی طرف سے اس کا قدم بڑھنے لگا پس اس نے جبل وانشریس، المریہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں اس نے مرات گاؤں کی حد بندی کی جو اس دور میں متیجہ کا آباد میدانی علاقہ ہے اور بستیوں اور شہروں کی طرح آباد ہے۔

متیجہ کی تباہی

مورخین نے بیان کیا ہے کہ اس دور میں اہل متیجہ تیس شہروں میں اکٹھے ہوتے تھے پس یہ ان میں داخل ہو گیا لیکن غارت گروں نے اس کی بستیوں کو پامال کر دیا۔ اور اس کی آبادی کو تباہ و برباد کر کے چھوڑا۔ اس بارے میں اس کے متعلق یہ بدگمانی کی جاتی ہے کہ وہ موحدین کی اطاعت سے وابستہ تھا حالانکہ اس نے اس آدمی کے ساتھ صلح کی جس نے ان کے ساتھ صلح کی اور اس آدمی سے جنگ کی جس نے ان کے ساتھ جنگ کی۔

ابن غانیہ سے جنگیں

موحدین نے جب افریقہ پر غالب آ کر ابن غانیہ کو وہاں سے قابس اور اس کے مضافاتی علاقوں میں دھکیل دیا تو شیخ ابو محمد بن ابی حفص نے بھی تونس آ کر اسے افریقہ کی طرف نکال دیا حتیٰ کہ وہاں 617ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ یحییٰ ابن غانیہ نے اپنی حکومت کو واپس لینے کا ارادہ کیا اور شہروں اور سرحدوں کی طرف خروج کر کے وہاں خرابی اور بربادی کرنے لگا پھر افریقہ سے گزر کر بلاد زناتہ کی طرف چلا گیا اور وہاں بھی قتل و غارت کی اور زمینوں کو لوٹا۔ چنانچہ اس کے ساتھ ان کی بار بار جنگیں ہوئی۔ مندیل بن عبدالرحمٰن نے فوج جمع کر کے متیجہ میں اس کے ساتھ جنگ کی مگر اسے شکست ہوئی۔ مغراوہ اس سے الگ ہو گئے تو ابن غانیہ نے 622ھ یا 623ھ میں اسے باندھ کر قتل کر دیا۔ ان کی شکست کے بعد اس نے الجزائر پر قبضہ کر لیا، اس کے اعضا کو صلیب پر لٹکایا اور دوسروں کے لیے اسے عبرت کا نشان بنا دیا۔ پھر اس کی قوم کی امارت اس کے بیٹوں نے سنبھالی۔ وہ لامحالہ بڑے شریف بیٹوں کا باپ تھا جنہیں بڑا شرف اور کثرت تعداد حاصل تھی۔ تاہم وہ اپنے معاملات میں اپنے بڑے بھائی عباس کی طرف رجوع کرتے تھے پس اس نے اپنے باپ کے طریقوں کو اپنایا اور بلاد متیجہ پر ہی اکتفا کر لیا۔

حفصی دعوت کا قیام

پھر بنو توجین نے جبل وانشریس اور المریہ کے قرب و جوار کے علاقوں میں ان پر غلبہ پا لیا۔ چنانچہ وہ اپنے مرکز اول شلب میں آ گئے اور انہوں نے وہاں بدوی طرز کی حکومت قائم کر لی جس میں انہوں نے سفر، خیام مضافات اور زمینوں کو نہیں چھوڑا۔ پھر اس نے ملیانہ، تنس، برشک اور شرشال کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ وہاں انہوں نے حفصی دعوت کو قائم کیا اور مازونہ بستی کی حد بندی کی۔

معبود بنانے کی اجازت

تلمسان میں جب یغمراسن بن زیان کے لیے حکومت کی راہ ہموار ہو گئی اور بعد ازاں اس کی سلطنت مضبوط ہو گئی تو اس نے اپنی جانب سے

اسے اوراس کے بھائی عبدالمومن کومغرب اوسط کے مضافات پرغلبہ پانے کی علامت کے طور پر امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ اس نے مکناسہ کے ساتھ بنی توجین اور بنی مندیل سے جنگ کی تو ان سب نے امیر ابوزکریا بن حفص کی طرف توجہ کر لی جس نے افریقہ میں بنی عبدالمومن سے حکومت چھینی تھی۔ اب انہوں نے یغمراسن کے خلاف اس کی طرف فریادی بھیجا، پس اس نے ان کے مقابلے کے لیے تمام موحدین اور عربوں کو جمع کیا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اس نے تلمسان پر غالب آ کر اسے فتح کر لیا۔ پھر جب وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا تو اس نے امرائے زناتہ کو اپنی قوم اور اپنے وطن پر امیر مقرر کیا۔ پس اس نے عباس بن مندیل کو مغراوہ سے اور عبدالقوی کو توجین اور حورہ سے دوستی کرنے پر مامور کیا۔ اس نے ان کے لیے معبودوں کا بنانا جائز کر دیا تو انہوں نے ایک میلے میں اس کے معبود بنا دیئے۔ پھر عباس نے یغمراسن کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر لیا اور تلمسان میں اس کے پاس گیا تو اس نے بڑے احترام وتکریم کے ساتھ اس کا استقبال کیا لیکن اس کے بعد ناراض ہو کر اس سے اعراض کر لیا۔

ایک بمقابلہ دوسو

کہتے ہیں کہ ایک روز اس نے اپنی مجلس میں یہ بات بیان کی کہ اس نے ایک سوار کو دوسو سواروں کے ساتھ جنگ کرتے دیکھا ہے تو بنی عبدالواد میں سے جو آدمی اس بات کو سن رہے تھے، انہوں نے اس کو محض گپ سمجھا اور اس کی تکذیب کی۔ پس عباس ناراض ہو کر اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور یغمراسن اس کے قول کا مصداق بن کر آیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو وہ سوار سمجھتا تھا۔ عباس نے اپنے باپ کے پچیس سال بعد 647ھ میں وفات پائی۔

یغمراسن سے عارضی مصالحت

اس کے بعد اس کے بھائی محمد بن مندیل نے حکومت سنبھالی۔ پھر یغمراسن اور اس کے درمیان حالات روبراہ ہو گئے اور انہوں نے اتفاق اور مصالحت کی راہ اختیار کی۔ یہ 647ھ میں اپنی قوم مغراوہ کے ساتھ مغرب سے جنگ کرنے کے لیے نکلا جس میں یعقوب بن عبدالحق نے انہیں شکست دی۔ تب یہ اپنے وطن کو واپس لوٹ آئے اور دوبارہ ان میں عداوت پیدا ہوگئی۔ پھر اہل ملیانہ نے ان کے خلاف بغاوت کر دی اور حفصی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں سے اتار پھینکا۔

ابوعلی کی طالع آزمائی

اس بغاوت کا احوال یہ ہے کہ ابوالعباس ملیانی علم ودین اور روایت کے لحاظ سے اپنے وقت کا بڑا آدمی تھا اور حدیث میں اعلیٰ سند یافتہ تھا۔ بڑے بڑے آدمی سفر کر کے اس کے پاس آتے اور آئمہ اس سے علم حاصل کرتے تھے پھر شہرت نے اسے بام سیادت تک پہنچا دیا یعقوب المنصور اور اس کے بیٹوں کے زمانے میں شہر کی امارت اسے مل گئی۔ اس کے بیٹے ابوعلی نے اس عنایت کی فضا میں پرورش پائی اور وہ ریاست کے حصول کے لیے خودسری اور خودمختاری کا بہت حریص تھا اس کے باوجود محصول دینے سے آزاد تھا، پس جب اس کا باپ فوت ہو گیا تو وہ اپنی ریاست کی دوڑ میں سرپٹ بھاگا، پھر اس نے بنی عبدالواد اور مغراوہ کے درمیان جنگ کے آثار دیکھے تو اس کے دل میں اپنے شہر میں خودمختار ہونے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ اس نے حالات کو دیکھ کر فوجوں کو جمع کیا اور 659ھ میں خلیفہ المستنصر کے لیے دعا کرنی چھوڑ دی۔ جب یہ خبر تونس پہنچی تو خلیفہ نے اپنے بھائی کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا جس میں آل اوخوش ملوک جلالقہ میں سے ایک الدیک ابن ہرزنہ بھی شامل تھا۔ یہ شخص اپنے باپ کو چھوڑ کر اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آ گیا تھا پس انہوں نے کئی روز تک ملیانہ میں پڑاؤ کیا اور سلطان نے شہر کے مشائخ کی ایک جماعت سے جو ابن ملیانی سے منحرف ہو چکی تھی، ساز باز کی چنانچہ اس نے رات کو ان کی طرف فوجیں بھیج دیں اور وہ ایک راستے سے شہر میں داخل ہو گئے۔ ابوعلی رات کی تاریکی میں فرار ہو گیا اور ایک شہر سے نکل کر ایک عرب قبیلے میں پہنچ کر یعقوب بن موسیٰ بن العطاب زغبی کے ہاں فروکش ہوا

تو اس نے اسے پناہ دے دی۔ اس کے بعد یعقوب بن عبدالحق بھی چلا گیا۔ اس کے حالات ہم ان کے تذکرے میں بیان کر چکے ہیں۔ موحدین کی فوج اور امیر ابو حفص الحضرۃ کی طرف واپس آ گئے اور اس نے محمد بن مندیل کو ملیانہ کا امیر مقرر کر دیا تو اس نے وہاں پر اپنی قوم کے طریق کے مطابق حفصی دعوت کو قائم کیا۔

اولادِ مندیل کی ساز باز

پھر محمد بن مندیل 662ھ میں اپنی امارت کے پندرھویں سال میں ہلاک ہو گیا۔ اسے اس کے بھائی ثابت اور عابد نے خمیس کے میدان میں مسافروں کی فرودگاہ میں قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ اپنے بھائی سنیق کے بیٹے عطیہ کو بھی قتل کر دیا۔ پھر عابد واپس چلا گیا اور ثابت نے اسے حکومت میں شریک کیا چنانچہ اس کی قوم اس کے پاس جمع ہو گئی اور اولادِ مندیل نے اپنے درمیانی معاملے کو باہم تقسیم کر لیا اور ان کے دل سخت ہو گئے۔ یغمراسن بن زیان نے ان پر سختی کی اور عمر بن مندیل نے اس سے ساز باز کی کہ وہ اسے ملیانہ پر قبضہ دلائے اور اپنی قوم پر امارت کے حصول میں اس کی مدد کرے۔ لہٰذا اس نے اس معاملے میں ہامی بھر لی اور 667ھ میں ثابت کو معزول کر کے اور امارت کے بارے میں عمر کی مدد کر کے اسے شہر کے بحران پر قابو پانے میں مدد دی۔ گویا ان دونوں نے مغراوہ کے بارے میں جو طے کیا تھا، وہ پورا ہو گیا اور یغمراسن اپنی قوم کی قیادت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اولادِ مندیل نے عمر کو اسی طرح قتل کرنے کے لیے یغمراسن کے قریب ہونے کے لیے مقابلہ کیا۔ پس اولادِ مندیل ثابت اور عابد نے اتفاق کیا کہ وہ اسے تونس پر حاکم بنائیں گے پس انہوں نے اسے 672ھ میں بارہ ہزار کے سونے پر قبضہ دلایا تاہم عمر کی حکومت قائم رہی یہاں تک کہ وہ 676ھ میں فوت ہو گیا۔

مغراوہ کا آزاد حکمران

ثابت بن مندیل مغراوہ کا آزاد حکمران بن گیا اور اس کا بھائی عابد پڑاؤ کرنے اور اپنے ساتھی زیان بن محمد بن عبدالقوی اور عبدالملک بن یغمراسن کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے اندلس چلا گیا۔ پس اس نے زنانہ کو پھیر دیا اور ثابت نے تونس اور ملیانہ کو یغمراسن کے قبضے سے واپس لے لیا مگر اس سے عہد شکنی کی۔ بعد ازاں یغمراسن نے ان پر سختی کی اور 681ھ میں اپنی وفات سے پہلے تونس کو واپس لے لیا۔

المریہ پر قبضہ

جب یغمراسن فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے حکومت سنبھالی۔ چنانچہ تونس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی لیکن وہ جنگ کو بلادِ توجین اور مغراوہ کی طرف لے گیا اور ان کے مقبوضات پر غلبہ پا لیا۔ پھر بنی لمدینہ کی مداخلت سے المریہ کے باشندوں پر 687ھ میں قبضہ کر لیا۔

ثابت بن مندیل نے مازونہ پر غالب آ کر اس پر قبضہ کر لیا تاہم وہ اس کی خاطر تونس سے دست بردار ہو گیا جس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ عثمان ہمیشہ ہی ان کو ذلیل کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے 693ھ میں ان پر چڑھائی کر دی۔ ان کے امصار و مضافات پر قبضہ کر کے ان کو وہاں سے نکال باہر کیا اور انہیں پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ ثابت بن مندیل چاپلوسی کرتا ہوا برشک گیا پس عثمان نے ان پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اس کا گھیراؤ ہو چکا ہے تو وہ سمندر کے راستے مغرب کی طرف چلا گیا۔ 694ھ میں یوسف بن یعقوب شاہ بنی مرین کے پاس فریادی بن کر گیا تو انہوں نے اس کی عزت کی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد کریں گے چنانچہ اس نے فاس میں قیام کیا۔ اس کے اور ابن الاشعب کے درمیان جو بنی عسکر کے جوانوں میں سے تھا، دوستی اور تعلق پایا جاتا تھا۔ لہٰذا وہ ایک روز اس کے گھر آیا اور بلا اجازت ہی اس کے پاس پہنچ گیا۔ ابن الاشعب شراب میں مخمور تھا پس اس نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر سلطان نے اس پر حملہ کیا اور اسے اس کی موت کا دکھ ہوا۔ ثابت بن مندیل نے اپنے بیٹے محمد کو اپنی قوم کا امیر بنایا اور خود مغراوہ کی حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔

ثابت کے بیٹوں کا انجام

جب اس کا باپ ثابت اپنی قوم کی طرف واپس آیا تو وہ اپنی مغراوہ کی امارت پر قائم رہا لیکن یہ اپنے باپ کی وفات کے قریب ہی وفات پا گیا

تو اس کے بعد اس کے حقیقی بھائی علی نے ان کی امارت کو سنبھالا، حکومت کے بارے میں اس کے دو بھائیوں رحمون اور منیف نے اس سے کشاکش کی پس منیف نے اسے قتل کر دیا تو ان دونوں کی قوم نے اس بات سے ناراض ہو کر انہیں اپنا امیر بنانے سے انکار کر دیا۔ پس یہ دونوں عثمان بن یغمر اسن کے پاس چلے گئے جس نے انہیں اندلس بھیج دیا۔

اندلس کی حکومت

ان دونوں کا بھائی معمر بن ثابت العزۃ میں غازیوں کا سالار تھا لیکن وہ منیف کی خاطر العزۃ سے دست بردار ہو گیا پس یہ پہلی حکومت تھی جو اسے اندلس میں ملی اور ان کا بھائی عبدالمومن بھی ان کے پاس چلا گیا۔ پھر یہ سب وہاں اکٹھے تھے اور اس دور میں عبدالمومن کی اولاد میں سے یعقوب بن زیان بن عبدالمومن اور منیف کی اولاد میں سے ابن عمر بن منیف اور ان کی ایک جماعت اندلس میں رہتی تھی۔

حکومتِ مغراوہ کا انتشار

جیسا کہ ہم پڑھ چکے ہیں کہ جب ثابت بن مندیل 694ھ میں وفات پا گیا تو سلطان نے اس کے اہل و عیال کی کفالت کی جن میں اس کا پوتا راشد بن محمد بھی تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی بہن کی شادی اس کے ساتھ کر دی اور 698ھ میں تلمسان جا کر وہاں مقیم ہو گیا۔ پھر اپنے شہر کے حصار کے لیے اس کی حد بندی کی اور اس کے نواح میں گھوما پھرا۔ مغراوہ اور شلب پر عمر بن ویعزن بن مندیل کو حاکم مقرر کیا اور اس کے ساتھ ایک فوج کو بھیجا جس نے 699ھ میں ملیانہ، تونس اور مازونہ کو فتح کر لیا۔ راشد کو اس بات کا دکھ ہوا کہ اس نے اسے اپنی قوم پر حاکم مقرر نہیں کیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو اپنے نسب اور رشتے کی وجہ سے زیادہ حق دار سمجھتا تھا پس وہ سلطان سے الگ ہو گیا اور جبال متیجہ میں چلا گیا پھر اس نے اپنے مغراوی دوستوں سے سازش کی اور انہیں راز دار بنا کر جلدی سے ان کے پاس پہنچ گیا۔ پس مغراوہ کی حکومت منتشر ہو گئی۔

مازونہ پر یلغار

اس نے اہل مازونہ سے سازش کی تو انہوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی، عمر بن ویعزن نے ان کے نواحی علاقے ازمور پر شب خون مارا اور اسے قتل کر دیا۔ چنانچہ اس کی قوم نے اس پر اتفاق کر لیا اور سلطان نے بنی ورتاجن کے حسن بن علی بن ابی الطلاق اور بنی توجین کے علی بن محمد الحیو، اور ابوبکر بن ابراہیم بن عبدالقوی اور الجند سے اپنے پروردہ علی بن حسان الصجی کی نگرانی کے لیے بنی عسکر کے دستے بھیجے اور مغراوہ پر محمد بن عمرو بن مندیل کو امیر مقرر کیا۔ انہوں نے مازونہ پر چڑھائی کر دی۔ راشد نے اس کا نظم و نسق سنبھال رکھا تھا لہٰذا اس نے اپنے چچا یحییٰ بن ثابت کے بیٹوں میں سے علی اور حمو کو وہاں پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود بنی بوسعید کی نگرانی کے لیے ان کے پاس چلا گیا جب کہ فوجیں مازونہ میں مقیم کئی سال تک اس کا محاصرہ کیے رہیں جس انے انہیں مشقت میں ڈال دیا۔ علی بن یحییٰ نے اپنے بھائی حمو کو بغیر کسی عہد کے سلطان کی طرف بھیج دیا جس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ پھر تکلیف کی وجہ سے وہ دھوکہ دینے پر مجبور ہو گیا پس وہ 703ھ میں اپنے ہاتھ لٹکائے ہوئے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے سلطان کی طرف بھیج دیا جس نے اسے معاف کر دیا اور اسے زندہ رہنے دیا۔ چنانچہ اس نے اسے بنی بوسعید کے قلعہ میں راشد بن محمد کو مانوس اور مائل کرنے کا ذریعہ بنایا اور اس نے اس کا دیر تک محاصرہ کیے رکھا۔ آخر ایک دن اسے فوجوں کے ساتھ العزۃ پر قابض کروا دیا اور وہ اس پر چڑھائی کرتے ہوئے شہر کی وحشت ناک جگہوں میں پھنس گئے پس اس نے انہیں شکست دی۔ اس جنگ میں بنومرین کے بہت سے آدمی اور بنی عسکر کی فوجیں ہلاک ہو گئیں۔ یہ واقعہ 704ھ میں ہوا۔

بلادِ مغراوہ پر قبضہ

جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو وہ ان پر برافروختہ ہو گیا، اس نے اپنے عم زاد علی بن یحییٰ اور اس کے بھائی حمو، اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے

ساتھ تھے، انہیں بھیجا تو انہوں نے تیروں سے انہیں قتل کر دیا اور ان سے جنگ کی۔ پھر اس نے دوسری مرتبہ اس کے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کو 704ھ میں بھیجا تو اس نے بلادِ مغراوہ پر قبضہ کر لیا اور راشد اپنے چچا منیف بن ثابت اور اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ متیجہ کے جبال منہاجہ میں چلا گیا۔ پس ابو یحییٰ بن یعقوب نے ان کے ساتھ جنگ کی اور راشد نے یوسف بن یعقوب سے مراسلت کی تو ان کے درمیان صلح طے پا گئی۔ لہٰذا فوجیں وہاں سے واپس آ گئیں، منیف بن ثابت نے اس کے ساتھ اپنے بیٹوں اور افراد خاندان کو اندلس بھیج دیا چنانچہ وہ زندگی بھر وہیں رہے۔

ملیانہ کا محاصرہ

704ھ کے آخر میں یوسف بن یعقوب تلمسان کے مقام پر اپنی اقامت گاہ میں فوت ہو گیا تو اس کے پوتے ابو ثابت اور سلطان بنی عبدالواد ابوزیان بن عثمان کے درمیان اس شرط پر صلح ہو گئی کہ بنو مرین ان تمام امصار و مضافات کو اس کے لیے چھوڑ دیں گے جن پر انہوں نے قبضہ کیا تھا۔ انہوں نے اسے اپنے محافظوں اور عاملوں کے ساتھ بھیجا اور ان علاقوں کو بنی زیان کے عاملوں کے لیے چھوڑ دیا۔ چنانچہ راشد نے اپنے ملک کو واپسی کی خواہش کی اور ملیانہ پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب بنو مرین ابوزیان کے لیے ان علاقوں سے دست بردار ہو گئے اور ملیانہ اور تونس اس کے قبضہ میں آ گئے تو راشد کی سعی ناکام ہو گئی اور وہ شہر سے بھاگ گیا۔ پھر جلد ہی ابوزیان کی وفات ہو گئی۔

منہاجہ سے معاہدہ

بعد ازاں اس کا بھائی ابوحمو موسیٰ بن عثمان حکمران بنا اور اس نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا۔ پس تافریکت فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس نے ملیانہ اور المریہ کے علاوہ تونس پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنے غلام مسامح کو اس کا امیر مقرر کر دیا۔ اس کے ساتھ حاکم بجایہ سلطان ابوالبقاء خالد ابن مولانا امیر ابی زکریا ابن سلطان ابی اسحٰق نے بھی الجزائر کو ابن عسلان باغی کے قبضہ سے واپس لینے کے لیے فوج بھیجی۔ وہاں اسے راشد بن محمد ملا جو اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور اس کے کام میں اس کی مدد کی۔ سلطان اسے نہایت احترام و اکرام سے ملا اور اس نے اس کا اور اس کی قوم کا منہاجہ سے معاہدہ کرا دیا جو حکومت کے دوست تھے اور بجایہ اور جبال زواوہ پر متغلب تھے۔ پس راشد اور ان کے سردار یعقوب بن خلوف کی دوستی حکومت کے آخر تک قائم رہی۔

یعقوب بن خلوف کا اعزاز

جب سلطان تونس میں الحضرۃ کی حکومت اپنے لیے مخصوص کرنے کے لیے اٹھا تو اس نے یعقوب بن خلوف کو بجایہ پر عامل مقرر کیا، راشد نے اپنی قوم سمیت اس کے ساتھ پڑاؤ کیا اور جنگوں میں اس کے سامنے داد شجاعت دے کر اسے اس کے دوستوں کی مدد سے بے نیاز کر دیا۔ لیکن جب اس نے ان کے دار الخلافے پر قبضہ کر لیا اور ان کے سلف کے سرداروں پر غالب آ گیا تو حکومت کے حاجب راشد اور اس کی قوم کو اپنے ایک قرابت دار کے متعلق اس حکم کے نفاذ سے افسوس ہوا۔ چنانچہ وہ مسافروں سے جنگ کرنے لگا تو اس نے اسے گرفتار کر کے سلطان کے دربار میں پہنچا دیا جہاں اس کے متعلق حکم الٰہی نافذ کر دیا گیا، اس پر راشد ناراض ہو کر چلا گیا اور اپنے دوست ابن خلوف کے پاس پہنچ گیا جو اسے زواوہ سے لایا تھا۔

مغراوہ کا فرار

کچھ عرصہ بعد یعقوب بن خلوف فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو حاکم مقرر کر دیا پس اس نے اپنے باپ کے دوست راشد کے اکرام میں اپنے باپ کے حق کو نہ چھوڑا بلکہ ایک روز اس سے جھگڑا بھی کیا جس میں عبدالرحمٰن نے اس بھلائی کو برا جانا جو اس نے راشد سے کی تھی۔ راشد نے حکومت میں اپنے مقام اور اپنی قوم کی شجاعت کی طرف اشارہ کیا تھا۔ چنانچہ اس کی باتوں سے اسے سخت بددل کر دیا۔

عبدالرحمٰن نے اسے اور اس کے قرابت دار کو پکڑ لیا اور انہوں نے اسے نیزے مار مار کر اس کی گردن توڑ دی۔ تمام مغراوہ خوفزدہ ہو کر القاصیہ کی سرحدوں میں چلے گئے اور شلب اور اس کا نواحی علاقہ ان سے یوں خالی ہو گیا گویا وہ یہاں کبھی موجود ہی نہ تھے۔

منیف اور ابن ویعزن کی اولاد

ان میں سے بنو منیف اور ابن ویعزن مسلمانوں کی سرحدوں پر پڑاؤ کرنے کے لیے اندلس چلے گئے۔ ان میں سے ایک گروہ کی اولاد اب تک وہاں آباد ہے۔ موحدین کے پڑوس میں ان کی قوم کی ایک شریف جماعت نے اقامت اختیار کی جو حکومت کی فوجوں میں اپنے خاتمے تک بڑی طاقت ور تھی۔

اولادِ مندیل کی ناراضگی

راشد، بنی یعقوب بن عبدالحق کے محل میں اپنی پھوپھی کے پاس چلا گیا جس نے اس کی کفالت کی اور اولادِ مندیل ناراض ہو کر بنی مرین کے وطن کی طرف چلی گئی۔ لہٰذا وہ ان کے دوست بن گئے اور ان سے حسن سلوک کیا حکومت کے باقی ماندہ لوگوں نے بعد میں ان سے رشتہ داری کر لی۔

بلادِ شلب پر دوبارہ بدوی حکومت

آخر کار مغربِ اوسط پر سلطان ابوالحسن کا غلبہ ہو گیا اور اس نے آل زیان کی حکومت کو مٹا دیا اور زناتہ کو متحد کر کے بلادِ افریقہ اور موحدین کی عملداریوں کو ان شہروں کے ساتھ منسلک کر دیا پھر 749ھ میں قیروان پر اس کی مصیبت پڑی، جیسا کہ ہم پہلے مفصل بیان کر چکے ہیں۔ پس اطراف کی عملداریوں نے بغاوت کر دی اور حکومت کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا پس علی بن راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے بلادِ شلب پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور اس کے شہروں تنس، ملیانہ، برشک اور شرشال پر غالب آ گیا۔ بعد ازاں اس نے اپنے اسلاف کے طریقے کے مطابق وہاں پر دوبارہ بدوی حکومت قائم کر دی۔ اور پھر قبائل میں سے جس نے تعرض کیا، انہوں نے اس کو تہ تیغ کر دیا۔

الناصر بن ابوالحسن کا انجام

سلطان ابوالحسن اپنی مشکلات سے نکل کر افریقہ آ گیا پھر الجزائز کی بندرگاہ سے سمندر کے راستے نکل کر اپنی پراگندہ حکومت کی واپسی کی کوشش کرتا ہوا بجایہ آ گیا۔ پھر اس نے علی بن راشد کی طرف پیغام بھیجا اور اسے اپنا عہد یاد دلایا چنانچہ وہ اپنے عہد کو یاد کر کے اس پر مہربان ہوا لیکن اپنے لیے یہ شرط لگائی کہ اگر وہ بنی عبدالواد کے خلاف اس کی مدد کرے گا تو وہ اس کی خاطر شلب میں اپنی قوم کی حکومت سے الگ رہے گا۔ سلطان ابوالحسن نے اس شرط سے انکار کر دیا پس وہ اس سے الگ ہو کر بنی عبدالواد کے اس گروہ کی طرف چلا گیا جو تلمسان میں مقیم تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، انہوں نے اس کی مدد کی اور سلطان ابوالحسن الجزائز سے ان کے مقابلہ کے لیے نکلا چنانچہ 751ھ میں دونوں فوجوں کی شربونہ کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں سلطان ابوالحسن کی فوجوں کو شکست ہوئی اور اس کا بیٹا الناصر مارا گیا۔ بعد ازاں وہ صحرا کی طرف نکل گیا اور وہاں سے مغرب اقصیٰ کی طرف چلا گیا جیسا کہ آگے ذکر ہو گا۔

تنس کا محاصرہ

آل یغمراسن میں سے تلمسان کے ناجمین نے بلادِ مغراوہ میں اپنے اسلاف کی طرح حکومت کے انتظام کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ ان کے سلطان کا نائب اور اس کا بھائی ابو ثابت الزعیم عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن بن عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلے میں نکلا۔ 752ھ میں اس کی قوم نے بلادِ مغراوہ کو پامال کر کے ان کی فوجوں کو شکست دی پھر وہ مصار و مضافات میں ان پر غالب آ گیا اور علی بن راشد کو اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ تنس میں روک کر اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ آخر محاصرہ لمبا ہو گیا اور غلبہ ہونے لگا۔

ابو ثابت کا قتل عام

جب علی بن راشد نے دیکھا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے محل کے ایک کونے میں جا کر وہاں اپنی تلوار کی دھار سے اپنے آپ کو ذبح کر دیا اور دوسروں کے لیے ایک عبرت کا نشان بن گیا۔ اسی وقت ابو ثابت شہر میں داخل ہو گیا اور جن لوگوں کے متعلق اسے پتہ چلا کہ یہ مفر اوہ میں سے ہیں انہیں قتل کر دیا۔ دوسرے لوگوں نے زمین کی اطراف کی طرف بھاگ کر نجات پائی اور مقامی حکومتوں کے ساتھ مل کر ان کی فوج کے نوکر اور پیروکار بن گئے۔ چنانچہ بلادِ شلب سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

آل زیان پر بنی مرین کا غلبہ

ایک بار پھر بنی مرین تلمسان واپس آئے اور آل زیان پر غالب آ کر ان کے آثار کو مٹا دیا۔ پھر سلطان ابی عنان کی حکومت میں ان کا پانسہ پلٹ گیا اور ان کی ترقی رک گئی چنانچہ آل یغمراسن میں سے ناجمین نے اپنی عملداری کے آخری حاکم ابو حمو موسیٰ بن یوسف کے ذریعے از سر نو حکومت قائم کی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو گا۔

بنی مرین کا تیسرا دھاوا

پھر بنی مرین تلمسان کی طرف تیسری بار آئے اور سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے جا کر 772ھ میں اسے فتح کر لیا چنانچہ اس نے اپنی فوجوں کو اس وقت آل یغمراسن کے ابو حمو الناجم کے تعاقب میں بھیجا جب وہ اپنی قوم اور اپنے عرب مددگاروں کے ساتھ فرار ہو گیا تھا۔ یہ سب حالات آگے بیان ہوں گے۔

جب فوجیں بطحا تک پہنچیں تو انہوں نے ان کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے کئی روز تک انتظار کیا۔ ان میں علی بن راشد الذبیح کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام حمزہ تھا۔ اس نے یتیم ہونے پر اپنی رشتہ داری کی وجہ سے ان کی حکومت میں پرورش پائی تھی۔ ان کی آسائش نے اس کی کفالت کی اور ان کے ماحول نے اس کی حفاظت کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا۔ پھر ان کے ہاں اس کا روزینہ کم کر دیا گیا اور ان کے بچوں میں اس کا حال تنگ ہو گیا۔ ایک دن وہ فوجوں کے سالار وزیر ابوبکر بن غازی سے شکایت کرتے ہوئے الجھ گیا اور اس کے جواب نے اسے دکھ دیا تو وہ رات کو سوار ہو کر بلادِ شلب میں بنی بوسعید کے پہاڑ میں چلا گیا چنانچہ انہوں نے اسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت کی۔ پھر اس نے اپنی قوم کی دعوت کا اعلان کر دیا تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور سلطان نے اپنے وزیر عبدالعزیز عمر بن مسعود بن مندیل بن حمامہ کو جو بنو تولین کا بڑا سردار تھا، بنی مرین کی بے شمار فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کو بھیجا، پس وہ اس پہاڑ کے میدان حولا کریتا میں اترا جہاں اس نے ان کا محاصرہ کر لیا چنانچہ دونوں فریق ایک دوسرے سے لڑتے رہے لیکن وہ انہیں سر نہ کر سکا۔

حمزہ بن علی کا فرار

سلطان نے اپنے دوسرے وزیر ابوبکر بن غازی پر الزام لگایا تو وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ ان کے سامنے آ گیا اور صبح کو ان کے ساتھ جنگ شروع کر دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور اس نے انہیں ان کے پہاڑ سے اتار لیا۔ حمزہ بن علی اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ بھاگ گیا اور بلاد حصین میں جا پہنچا جنہوں نے آل یغمراسن کے ابو زیان بن ابو سعید الناجم کے ساتھ مل کر بغاوت کی ہوئی تھی۔ اس کا احوال آگے بیان کریں گے۔

بنو سعید کی اطاعت

بنو سعید نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور آخر تک اپنے دلوں کو صاف رکھا پس ان کا مقام اچھا ہو گیا پھر حمزہ نے ان کی طرف آنا شروع کیا۔

چنانچہ اس نے اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ چلنے کی تیاری کی یہاں تک کہ جب وہ ان کے ہاں وارد ہوئے تو انہوں نے اس جگہ کو اجنبی سمجھا جس سے انہوں نے اطاعت کا عہد کیا تھا۔ پس وہ آسانی کے ساتھ میدانوں کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے تیمر وغت جانے کا ارادہ کر لیا جہاں وہ موقع سے [redacted]ئدہ اٹھانے کا گمان رکھتا تھا۔ پس اس کے محافظ اس کے مقابلے میں نکلے تو انہوں نے اس کو مغلوب کر لیا۔ پھر اسے وزیر بن الغاز بن الکاس کے پاس لے آئے تو سلطان نے اسے اس کے جملہ ساتھیوں سمیت قتل کر دینے کا اشارہ کیا۔ پس ان کی گردنیں مار کر انہیں سلطان کے دربار میں بھجوا دیا گیا اور ملیانہ کے باہر ایک لکڑی نصب کر کے ان کے اعضاء کو صلیب کیا گیا چنانچہ مفراوہ کا نشان مٹ گیا اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ وہ امراء کے نوکر اور حکومت کی فوج بن گئے اور اسی طرح اطراف میں متفرق ہو گئے جیسے وہ اس حکومت سے پہلے تھے۔ پھر ان کو کوئی خبر نہ ملی۔

حمزہ بن علی بن راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل بن عبدالرحمن بن محمد بن عبدالصمد بن ورجیع بن عبدالصمد بن محمد بن خزرون

علی بن ہارون

حمزہ بن یحییٰ

عابد

تمیم

ورجیع

غربہ

باب: ۳۰

تلمسان اور بلاد مغرب میں بنی عبدالواد کی سلطنت کے حالات

زناتہ کے طبقۂ ثانیہ کے آغاز میں ہمارے سامنے بنی عبدالواد کا ذکر ہو چکا ہے جو یادین بن محمد کی اولاد اور توجین، مصاب، زردال اور بنی راشد کے بھائی بند ہیں۔ ان کا نسب رزجیک ابن اسین بن ورسیک بن جانا تک مل جاتا ہے۔ ہم نے بتایا ہے کہ حکومت سے قبل ان علاقوں میں ان

کی کیا حالت تھی اور ان کے بھائی مصاب جبل راشد، فیکیک اور ملویہ میں رہتے تھے اور ہم نے بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ کا حال بھی بیان کیا ہے جو ان کے نسبی بھائی ہیں اور رز جیک بن وریسز سے قرابت رکھتے ہیں۔ بنو عبدالواد ہمیشہ ہی اپنے اصل علاقے میں رہے جب کہ بنو راشد، بنو زردال اور مصاب، نسب اور خلف میں ان کے ساتھ رہے۔ البتہ بنو توجین ان کے مخالف رہے اور سب کے سب اکثر اوقات مغرب اوسط کے نواح پر غالب رہے اور اس معاملے میں جب بنی دماتو اور بنی یلومی کو ان میں حاکمیت حاصل تھی تو یہ ان کے پیروکار رہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس دور میں ان کا سردار یوسف بھی تکفا کے نام سے معروف تھا۔

بلاد زناتہ پر یلغار

یہاں تک کہ جب عبدالمومن اور موحدین تلمسان کے نواح میں پہنچے اور ان کی فوجیں شیخ ابوحفص کے جھنڈے تلے بلاد زناتہ کی طرف بڑھیں تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں انہوں نے ان پر حملہ کر دیا لیکن اس کے بعد بنی عبدالواد نے اچھی طرح اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل گئے۔

بنی عبدالواد کی شاخیں

ان کے شعوب وقبائل بہت سے ہیں جن میں سب سے نمایاں چھ ہیں جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں یعنی بنو یاتکین، بنو ولوا، بنو ورمطف، نصوحہ بنو لومرت اور بنو القاسم جس کو وہ اپنی زبان میں ائت القاسم کہتے ہیں۔ ان کے ہاں ائت، نسبی اضافت کا حرف ہے۔

اولاد ادریس

بنو القاسم کا کہنا ہے کہ وہ القاسم بن ادریس کی اولاد میں سے ہیں۔ بعض اوقات اس القاسم کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ محمد بن ادریس یا محمد بن عبداللہ یا محمد بن القاسم کا بیٹا ہے۔ چنانچہ یہ سب کے سب ایک بے سند خیال کے مطابق ادریس کی اولاد میں سے ہیں۔ ہاں بنی القاسم کا اس پر اتفاق پایا جاتا ہے، حالانکہ صحرا ان انساب کی معرفت سے بہت دور ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی اس کی صحت کو بہتر جانتا ہے۔

بنی عبدالواد کی امارت

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یغمراسن بن زیان جو ان کے بادشاہوں کا باپ تھا، جب اس کے نسب کو ادریس تک بیان کیا گیا تو اس نے (اگر یہ بات صحیح ہے تو) اپنی عجمی زبان میں کہا کہ وہ اللہ کے ہاں ہمیں فائدہ دے گا اور دنیا کو ہم نے اپنی تلواروں کے ذریعے حاصل کیا ہے۔ بنی عبدالواد کی امارت اپنی قوت وشوکت کی وجہ سے ہمیشہ بنو القاسم کے گھرانے میں رہی۔ ان میں ویعزن ابن مسعود بن یکمشین اور اس کے دو بھائی یکمشین اور عمر بھی تھے۔ اسی طرح ان میں اغدوی بن یکمشین الاکبر بھی تھا اور کہتے ہیں کہ اصغر بھی تھا اسی طرح ان میں عبدالحق بھی تھا جو منفعاد بن ولد ویعزن میں سے تھا اور عبدالمومن کے عہد میں ان کی امارت عبدالحق بن منفعاد اور اغووی بنی یکمشین کو حاصل تھی۔

المخصب المسوف کا قتل

عبدالحق بن منفعاد وہ شخص ہے جس نے بنی مرین کے ہاتھوں سے غنائم چھڑائی تھیں اور جب عبدالمومن نے موحدین کے ساتھ المخصب المسوف کو بھیجا تھا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ مورخین اس کو عبدالحق بن معاد کہتے ہیں مگر یہ غلط ہے کیونکہ یہ لفظ زناتہ کی زبان میں اس طرح نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

بنو مطہر کا حال

بنو القاسم کے قبیلوں میں سے بنو مطہر بن یملی بن یزکین بن القاسم بھی ہیں اور عبدالمومن کے عہد میں جماعت بن مطہر ان کے شیوخ میں سے

تھا جس نے موحدین کے ساتھ حروب زناتہ میں بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا۔ پھر اس نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل گیا۔

بنو علی کے چار قبیلے

بنو القاسم کے قبائل میں سے بنو علی بھی ہیں جن کی امارت انہیں پر منتہی ہوتی ہے۔ یہ بڑے جتھہ بند اور زیادہ جمعیت والے ہیں۔ ان کے چار قبیلے ہیں: بنو طاع اللہ، بنو دلول، بنو کمین اور بنو معطی بن جوہر اور چاروں بنو علی ہیں اور بنی طاع اللہ میں سے امارت محمد ابن زکراز بن تید وکس بن طاع اللہ کے حصے میں آئی ہے۔ ان کے نسب کے بارے میں مختصر بات درج ذیل ہے۔

زیان کا قتل اور انتقام

جب موحدین نے بلاد مغرب اوسط پر قبضہ کیا اور اپنی اطاعت اور اتحاد کا مظاہرہ کیا جو ان کے استخلاص کا سبب تھا تو انہوں نے عموماً ان کو بلاد بنی د ماتو جاگیر میں دے دیئے۔ چنانچہ انہوں نے ان آبادیوں میں اقامت اختیار کر لی۔ پھر بنی طاع اللہ اور بنی کمین کے درمیان جنگ چھڑ گئی یہاں تک کہ کندور نے بنی کمین میں سے زیان بن ثابت کو قتل کر دیا جو بنی محمد بن زکراز کا سردار تھا۔ اس کے بعد ان کی امارت اس کے چچیرے بھائی جابر بن یوسف بن محمد نے سنبھالی۔ پھر اس نے کندرو سے اپنے عم زاد زیان کا بدلہ لیتے ہوئے اسے ایک جنگ میں قتل کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے دھوکے سے قتل کیا اور پھر اس کے اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو یغمراسن بن زیان کے پاس بھیجا تو اس نے اپنے باپ کے انتقام میں اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ان کے چولھے بنا کر ان پر دیگیں چڑھا دیں۔

عبداللہ بن کندور کا فرار

پھر بنو کمین منتشر ہو گئے اور ان کا سردار عبداللہ بن کندور اپنے ساتھیوں کو لے کر بھاگ گیا آخر یہ تونس چلے گئے اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے، یہ سردار امیر ابوزکریا کے ہاں قیام پذیر ہوا۔

مغرب اوسط کی غارت گری

بعد ازاں جابر بن یوسف نے بنی عبدالواد کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ چنانچہ اس قبیلے نے مغرب اوسط کے نواح میں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ عبدالمومن کی ہوا کھڑ گئی اور یحییٰ بن غانیہ نے قابس اور طرابلس کا علاقہ روند ڈالا پھر افریقہ اور مغرب اوسط کے میدانوں پر اس نے بار بار یلغار کی اور لوٹ مار کر کے ان میں فساد برپا کیا۔ پھر ان کے شہروں پر حملے کیے اور انہیں بھی لوٹا۔ ان کی بستیوں کو خراب کر کے کھیتوں کو برباد اور آسودگی کو فنا کر دیا یہاں تک کہ 730ھ میں ان کے نام و نشان مٹ گئے۔

تلمسا محافظین اور القرابہ کے سردار کی فرودگاہ تھا جو اس کی پراگندگی کو مجتمع کیے رکھتا تھا اور اس کی اطراف کا دفاع کرتا تھا۔

ابوسعید کی گرفتاری

مامون نے اپنے بھائی ابوسعید کو تلمسان کا عامل مقرر کیا جو بڑا بے پرواہ اور ضعیف التدبیر تھا۔ چنانچہ اس کی قوم کے مشائخ میں سے الحسن بن حیون نے اس پر غلبہ پا لیا جو الوطن کا والی تھا۔ اس کے دل میں بنی عبدالواد کے لیے کینہ تھا جو الفاحیہ اور اس کے باشندوں پر ان کے غالب آجانے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ لہٰذا اس نے ابوسعید کو اپنے مشائخ کی ایک جماعت کے خلاف برانگیختہ کیا جو اس کے پاس وفد بن کر گئے تھے چنانچہ اس نے ان مشائخ کو پکڑ کر قید کر دیا۔ تلمسان کے محافظوں میں لمتونہ کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت تھی جن سے حکومت کا کوئی تعلق نہ تھا اور عبدالمومن نے ان کے نام لکھ کر انہیں محافظوں کے ساتھ شامل کر دیا۔ اس دور میں ان کا سردار ابراہیم بن اسماعیل بن علان تھا پس اس نے بنی عبدالواد کے مقید مشائخ کے بارے میں ان کے پاس سفارش کی تو انہوں نے اسے رد کر دیا جس سے وہ ناراض ہو گیا اور اس نے منتشر لوگوں کو جمع کر کے ابن غانیہ کی

دعوت کو قائم کیا اور شرق کی جانب اپنی قوم کے مرابطین کی از سر نو حکومت استور کی پس الحسن بن حیون نے اس وقت اچانک حملہ کر کے سید ابو سعید کو گرفتار کر لیا۔ پھر بنی عبدالواد کے مشائخ کو آزاد کر کے 724ھ میں مامون کی اطاعت کو توڑ دیا۔ جب ابن غانیہ کو خبر ملی تو وہ جلدی سے اس کے پاس گیا۔ پھر اسے بنی عبدالواد کے معاملے کا پتہ چلا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی حکومت کا دارومدار ان کی شکوت کے خاتمے اور قوت کے توڑنے میں ہے۔ پس اس کے دل میں ان کے مشائخ پر حملہ کرنے کا خیال آیا اور جس دعوت کا اس نے ان سے وعدہ کیا تھا، اس میں ان کے ساتھ فریب کرنا چاہا، اس کی اس تدبیر کو بنی عبدالواد کے سردار جابر بن یوسف نے معلوم کر لیا پس اس نے اس سے ملاقات کا وعدہ کر لیا اور دل میں اس پر حملہ کرنے کی نیت کر لی پھر ابراہیم بن علان اس کی ملاقات کو گیا تو جابر نے اس پر حملہ کر دیا اور جلدی سے شہر آ کر اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ ابن علان ان کے ساتھ جو فریب کرنا چاہتا تھا اس کا پردہ چاک کیا تو انہوں نے اس کی سوچ کی تعریف کی اور جابر کے احسان کا شکریہ ادا کیا اس کی از سر نو بیعت کی اور اس نے بنی عبدالواد اور ان کے حلیفوں کو جو بنی راشد میں سے تھے، ہٹا دیا۔

اہل اربوز کی بغاوت

یہ حکومت دراصل اس سلطنت کی پشت پر سواری کرنے کے مترادف تھا جس پر بعد میں وہ بیٹھے تھے۔ اس کے بعد اہل اربوز نے اس کے خلاف بغاوت کر دی پس اس نے ان کے ساتھ جنگ کی اور ان کے محاصرے میں 729ھ میں وہ کسی نامعلوم فرد کے تیر سے ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے الحسن نے حکومت سنبھالی اور مامون نے امارت کے بارے میں اس سے تجدید عہد کیا حتیٰ کہ وہ حکومت سنبھالنے سے عاجز ہو گیا اور اپنی امارت کے چھ ماہ بعد اس سے الگ ہو گیا۔

ابوعزت کی امارت

پھر اسے اپنے چچا عثمان بن یوسف کے سپرد کر دیا جو بہت بدخلق اور ظالم تھا پس تلمسان میں رعایا نے اس پر حملہ کر دیا اور 731ھ میں اسے وہاں سے نکال کر اس کی جگہ اس کے عم زاد کراز بن زیان بن ثابت کو منتخب کر لیا جو ابو عزت کے لقب سے ملقب تھا۔ انہوں نے اسے امارت کی دعوت دی اور اسے اپنے شہر پر حاکم بنا کر اپنی حکومت اس کے سپرد کر دی چنانچہ اس نے ان کا خودمختار رئیس بن کر زنانہ کی حکومت سے وافر حصہ پایا پھر وہ بقیہ مضافات پر قابض ہو گیا۔

یغمراسن کی حکومت

بنو مطہر نے اس پر اور اس کی قوم پر اس حکومت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھی، حسد کیا اور زکراز اور اس کے اسلاف پر بھی اسی وجہ سے حسد کیا۔ لہٰذا انہوں نے اس سے عداوت کی اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کی دعوت دی پھر بنو راشد نے جو صحرا کے دور سے ان کے حلیف تھے، ان کی اطاعت کی چنانچہ ابو عزۃ نے بنی عبدالواد کے قبائل کو ان کے مقابلے میں اکٹھا کر لیا اور پھر ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا۔ 733ھ میں زکراز ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بھائی یغمراسن بن زیان نے حکومت سنبھالی جسے لوگوں نے قبول کر لیا اور شہروں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ خلیفہ رشید نے اسے اس کی عملداری پر تقرر کا خط لکھا اور یہ اس حکومت کے لیے زینہ بن گیا جس کا اس نے بقیہ ایام میں اپنے بیٹوں کو وارث بنایا۔ والملک للہ یوتیہ من یشاء۔

☆☆☆

زکراز بن زیان بن ثابت بن محمد بن زکراز بن تیدوکس بن طاع اللہ بن علی بن القاسم بن عبدالواد

یغمراسن

دلول

معطی بن جوہر

منفغاد بن دیعزن بن مسعود بن سیمکس

بنو درصطف

مصوہہ وللدا

باب:۳۱

تلمسان کی فتح کے حالات اور بنی عبدالواد کی حکومت

تلمسان مغرب اوسط کا صدر مقام اور بلاد زناتہ کا مرکز تھا۔ اس کی حد بندی بنویفرن نے کی تھی کیونکہ یہ ان کے علاقے میں تھا البتہ اس سے پہلے کے حالات ہمیں معلوم نہیں۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ شہر ازمنہ قدیم سے آباد ہے اور قرآن شریف میں جس دیوار کا ذکر حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کے قصہ میں آیا ہے وہ یہاں کے اکادیر کی جانب ہے لیکن یہ خیال حقیقت سے دور ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ مشرق کو چھوڑ کر مغرب کی طرف نہیں آئے تھے، نہ ہی بنی اسرائیل افریقہ میں اپنی حکومت حاصل کر سکے تھے کجا یہ کہ وہ اس کے ماوراء علاقے تک پہنچ جائیں۔ یہ صرف بکھری ہوئی داستانیں ہیں کیونکہ اہل دنیا کی فطرت میں یہ بات ہے کہ جس شہر، زمین، علم یا پیشے کو ان کی طرف منسوب کیا جائے یا وہ اس کی طرف منسوب ہوں، وہ اس کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔ البتہ میں اس کے متعلق ابن الرقیق کی بیان کردہ حقیقت سے بڑھ کر قدیم ترین حقیقت سے آگاہ نہیں ہوا۔

ابوالمہاجر کے چشمے

ابوالمہاجر عقبہ بن نافع کی پہلی اور دوسری حکومت کے درمیان افریقہ کا والی بنا اور دیار مغرب میں دور تک داخل ہو کر تلمسان تک پہنچ گیا تھا۔ تلمسان کے قریب ابوالمہاجر کے چشمے اسی کی وجہ سے مشہور ہیں۔ طبری نے بھی ابو حاتم کے ساتھ ابوقرہ کے جلاوطن ہونے اور پھر عمر بن حفص کے خلافت بغاوت کرنے والوں کا حال لکھتے وقت ان چشموں کا ذکر کیا ہے۔ پھر وہ بیان کرتا ہے کہ وہ اس کے پاس سے بھاگ گئے اور ابوقرہ تلمسان کے قریب اپنے علاقے میں واپس لوٹ آیا۔ اسی طرح ابن الرقیق نے ابراہیم بن الاغلب کے افریقہ میں خود مختار ہو جانے سے قبل ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر وہ اپنی جنگ میں مغرب کی طرف دور تک چلا گیا اور تلمسان میں پڑاؤ کیا۔ زناتہ کی زبان میں ان کا نام دو لفظوں تلم اور سان سے مرکب ہے اور ان دونوں کا مفہوم یہ ہے کہ یہ خشکی اور تری کو جمع کرتے ہیں۔

مغرب اقصیٰ پر قبضہ

جب ادریس الاکبر بن عبداللہ بن الحسن نے مغرب اقصیٰ کی طرف جا کر اس پر قبضہ کر لیا 174ھ میں مغرب اوسط کی طرف گیا تو محمد بن خزر بن صولات امیر زناتہ و تلمسان نے اس سے ملاقات کی چنانچہ یہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور مغراوہ اور بنی یفرن کو اس کے خلاف بھڑکایا لہٰذا اس نے اسے تلمسان پر قبضہ دلانے میں مدد دی پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی مسجد کی حد بندی کر کے اس کے منبر پر چڑھا۔ کئی ماہ تک وہاں قیام کر کے وہ مغرب کی طرف واپس آ گیا۔

بلادِ زناتہ پر قبضہ

اس کے بعد مشرق سے اس کا بھائی سلیمان بن عبداللہ آیا تو وہ بھی اس جگہ اتر پڑا چنانچہ اس نے اسے یہاں کا امیر بنا دیا پھر فوت ہو گیا اور ان کی قوم کمزور ہو گئی۔ اس کے بعد جب اس کے بیٹے ادریس کی بیعت کی گئی اور مغرب کے بربری قبائل اس کے پاس جمع ہو گئے تو 199ھ میں وہ تلمسان گیا۔ اس کی مسجد کو از سر نو تعمیر کر کے اس کے منبر کو ٹھیک کیا پھر تین سال وہاں ٹھہرا رہا۔ اس دوران میں اس نے بلادِ زناتہ پر قبضہ کر لیا جن کی اطاعت اس کے لیے استوار ہو گئی۔ چنانچہ اس نے تلمسان پر بنی محمد کو امیر مقرر کیا جو اس کے چچا سلیمان کے بیٹے ہیں۔

مضافات مغربین کی تقسیم

جب ادریس الاصغر فوت ہو گیا اور اس کے بیٹوں نے اپنی ماں کنزہ کے اشارے سے مغربین کے مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا تو تلمسان سہان عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان اور اس کے بنی ابن محمد بن سلیمان کے حصے میں آئے۔ پھر جب مغرب سے ادارسہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور شیعہ کی دعوت پر موسیٰ بن ابی العافیہ نے اس کی امارت سنبھالی تو وہ 219ھ میں تلمسان گیا اور اس دور کے امیر تلمسان الحسن بن ابی العیش بن عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان پر غالب آ گیا جو وہاں سے بھاگ کر ملیلہ چلا گیا۔ پھر اس نے نکور کی جانب اپنی حفاظت کے لیے ایک قلعہ تعمیر کیا بعد ازاں اس نے مدت تک اس کا محاصرہ کیے رکھا آخر اس نے اپنا قلعہ دینے کی شرط پر اس سے صلح کر لی۔

بنی امیہ کی دعوت

پھر جب شیعوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کیا تو انہوں نے تلمسان کے باقی ماندہ مضافات سے محمد بن سلیمان کی اولاد کو نکال دیا چنانچہ وہ وراء البحر سے بنی امیہ کی دعوت سے وابستہ ہو گئے اور ان کے پاس چلے گئے۔

پھر یعلیٰ بن محمد یفرنی بلادِ زناتہ اور مغرب اوسط پر قابض ہو گیا تو الناصر اموی نے اسے 340ھ میں وہاں کا اور تلمسان کا امیر مقرر کر دیا اور جب یعلیٰ فوت ہو گیا تو اس کے بعد 360ھ میں زناتہ کی امارت محمد بن الخیر بن محمد بن خزر نے سنبھالی جو تلمسان میں الحکم المستنصر کا داعی تھا۔ وہ

منہاجہ کی جنگوں میں فوت ہو گیا اور انہوں نے ان کے بلاد میں انہیں مغلوب کر لیا۔ پھر وہ مغرب اقصیٰ کی طرف چلے گئے اور تلمسان منہاجہ کی عملداری میں شامل ہو گیا، یہاں تک کہ ان کی حکومت منقسم اور متفرق ہو گئی۔ چنانچہ زیری بن عطیہ، زناتہ اور مغرب کا خود مختار امیر بن گیا لیکن منصور نے اسے مغرب سے نکال باہر کیا اور بلاد منہاجہ پر چڑھائی کر دیا۔ بعد ازاں ان کے پہاڑوں اور شہروں جیسے تلمسان، ہزاوہ، تنس، اشیر اور مسیلہ کو فتح کرنے کے لیے جنگ کی۔

صاحب القلعہ سے جنگ

پھر مظفر نے کچھ عرصے کے بعد 369ھ میں اس کے بیٹے المعز بن زیری کو مغرب کے مضافات پر امیر بنا دیا اور اس نے اس کے بیٹے یعلیٰ بن زیری کو تلمسان پر عامل مقرر کر دیا۔ پھر اس کی امارت اس کی اولاد میں بھی قائم رہی یہاں تک کہ لمتونہ کے ہاتھوں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور یوسف بن تاشفین نے اس پر محمد بن تینعمر المتوفی کو اور پھر اس کے بھائی تاشفین کو امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ منصور بن الناصر صاحب القلعہ سے جو بنی حماد کے ملوک میں سے تھا، اس کی جنگ چھڑ گئی پھر اس نے تلمسان جا کر اس کا ناطقہ بند کر دیا۔

تاشفین بن علی کا قتل

جب عبدالمومن نے لمتونہ پر غلبہ پایا اور تاشفین بن علی کو دہران میں قتل کیا تو اس نے اسے برباد کر دیا۔ اسی طرح موحدین نے بھی تلمسان کے عوام کو قتل کرنے کے بعد اسے برباد کر دیا۔ یہ واقعہ 540ھ کا ہے۔ پھر اس نے اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور لوگوں کو اس کی آبادی کی طرف متوجہ کیا چنانچہ اس کی فصیلوں کی مرمت کے لیے لوگوں کو جمع کیا اور ہتانہ کے مشائخ اور موحدین کے بہترین آدمیوں میں سے سلیمان بن واندین کو اس کا امیر مقرر کیا اور بنی عبدالواد میں سے اس قبیلے کو امیر بنانے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی اطاعت واشتراک کے شاندار مظاہرے کیے تھے۔

مغرب اوسط پر قبضہ

پھر اس نے اپنے بیٹے سید ابوحفص کو اس کا امیر مقرر کیا، اس کے بعد آل عبدالمومن ہمیشہ ہی اپنے رشتہ داروں کو وہاں کا عامل مقرر کرتے رہے گویا سارے مغرب کی حکومت آل عبدالمومن کی طرف ہی رجوع کرتی رہی اور تمام زناتہ تلمسان کی حکومت کا اہتمام کرتے رہے چنانچہ زناتہ بنو عبدالواد، بنو توجین اور بنو راشد کے ان قبائل نے تلمسان کے نواح اور مغرب اوسط پر غالب آ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس کے میدانوں میں گشت کر کے حکومت کی زمین میں سے بہت سے علاقے اور اچھے شہر قبضے میں کر لیے نیز ان کے قبائل سے بہت سا محصول اکٹھا کیا پس جب وہ صحرا میں اپنے سرمائی مقامات میں چلے جاتے تو اپنی زمین کی آبادی اور کاشت کے لیے اور اپنی رعایا سے محصول جمع کرنے کے لیے اپنے کارندوں اور ملازمین کو اپنے پیچھے تلول میں چھوڑ جاتے مگر بنو عبدالواد بطحا اور ملویہ میں رہتے تھے جو ساحل پر دریفہ اور صحراوۃ کے قریب تھے۔

تلمسان میں موحدین کے حکمرانوں نے اس کی فصیلوں کو مضبوط کرنے اور لوگوں کو اس کی آبادی میں دلچسپی لینے پر آمادہ کیا۔ پھر وہاں پر محلات بنانے اور حکومت کے مقاصد کی خاطر جلسے کرنے اور گھروں کی حد بندی کو وسعت دینے کی طرف بھرپور توجہ دی۔

تلمسان کی فصیل بندی

ان میں سب سے زیادہ اہتمام کرنے والا اور وسیع النظر سید ابوعمران موسیٰ ابن امیر المومنین یوسف تھا جو اپنے باپ یوسف بن عبدالمومن کے ماتحت 556ھ میں اس کا والی مقرر ہوا اور اس کی حکومت مسلسل وہاں قائم رہی۔ چنانچہ اس نے اس کی عمارات کو مضبوط کرایا اور اس کی زمین کو وسیع کیا پھر اس کے اردگرد فصیلوں کی باڑ بنا دی۔ وہ سید ابوالحسن بن سید ابوحفص بن عبدالمومن کے بعد اس کا حکمران بنا چنانچہ اس کا مذہب اس میں قبولیت پا گیا۔

گزشتہ بیان کے مطابق جب ابن غانیہ کا معاملہ پیش آیا اور وہ 581ھ میں میورقہ سے نکلا تو انہوں نے بجایہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر الجزائر اور ملیانہ کی طرف بڑھے اور ان پر بھی غلبہ پا لیا۔ چنانچہ سید ابوالحسن نے اس کی فصیلوں کو بلند کر کے گہری خندقیں کھودنے کی طرف توجہ دے کر اپنے معاملے کی تلافی کر دی یہاں تک کہ اس نے اسے مغرب کے مضبوط قلعوں اور شہروں میں سے بنا دیا۔ اس کے بعد اس شہر کے والیوں نے وہاں محفوظ رہنے کے لیے اس طریقے کو اپنا لیا۔

ابن غانیہ سے جنگ

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس کا بھائی سید ابوزید ابن غانیہ سے جنگ کرنے کے لیے گیا تھا جس نے شگاف پُر کرنے اور حکومت کی مدافعت کرنے میں کارنامے دکھائے تھے اور ابن غانیہ ہلالیوں میں سے ذویان عربوں کو اس کے مقابلہ میں افریقہ لے کر گیا تھا۔ قبیلہ زغبہ جوان کا ایک گروہ ہے، ان کی مخالفت کر کے موحدین کی طرف چلے گئے پھر مغرب اوسط کے زناتہ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ ان تمام کی پناہ گاہ اور ان کے جوڑ توڑ کا مرجع، تلمسان کا والی تھا جو السادہ میں سے تھا اور ان کا مہمان نواز اور ان کی حفاظت کرنے والا تھا۔ ابن غانیہ، تلمسان کے نواح اور بلادِ زناتہ پر اکثر چڑھائی کرتا تھا اور اس کے ساتھ جنگ کے لیے للکارنے والا بھی جاتا تھا یہاں تک کہ اس نے اس کے بہت سے شہروں جیسے تاہرت وغیرہ کو برباد کر دیا پس تلمسان مغرب اوسط کا صدر مقام اور زناتہ اور مغرب کے ان قبائل کا مرکز بن گیا۔

دو شہروں کی بربادی

دو بڑے شہر جو گزشتہ زمانوں میں گزشتہ حکومتوں کے صدر مقام تھے، انقلاباتِ زمانہ کے ہاتھوں برباد ہو چکے تھے۔ یعنی ارشکول جو ساحل سمندر پر تھا اور تاہرت جو بطحا کی جانب سبزہ زار اور صحرا کے درمیان واقع ہے۔ مغربِ اوسط کے شہروں میں سے ان دونوں شہروں کی بربادی کی وجوہ یہ ہیں: ابن غانیہ کی جنگ، زناتہ کے قبائل کی چڑھائی، ان کے باشندوں کی ذلت و رسوائی، لوٹ مار اور راستوں سے لوگوں کو پکڑ لینے، آبادی کی بربادی کرنے اور موحدین کی فوجوں میں سے جو گروہ قصر عجیسہ، زرفہ، الخضر ا، شلب، متیجہ، حمزہ، مری الدجاج اور جعبات کے محافظ تھے، ان پر غلبہ پا لینے میں کامیابی۔ البتہ تلمسان کی آبادی میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہا اور اس کی زمین وہاں کے محلات کی وجہ سے بڑھتی رہی جو اینٹوں اور پتھروں سے بلند کیے جاتے رہے یہاں تک کہ وہاں آل زیان اتر پڑے اور انہوں نے ان کو اپنی حکومت کا صدر مقام اور پایہ تخت بنا دیا۔ پس انہوں نے وہاں پر رونق محلات اور خوبصورت مکانات کی حد بندی کی اور باغات لگائے پھر ان کے درمیان آب رواں کا انتظام کیا۔ پس وہ مغرب کے سب سے بڑے شہروں میں سے بن گیا چنانچہ القاصیہ کے لوگوں نے اس کی طرف کوچ کیا اور وہاں پر علوم اور ہنر کے بازاروں کی گرم بازاری ہو گئی اور کئی علماء نے وہاں پرورش پائی۔ وہاں کے سرداروں نے بھی شہرت حاصل کی اور وہ اسلامی حکومتوں کے شہروں اور خلافتی دار الخلافوں کے ہم پلہ ہو گیا۔

☆☆☆

باب:۳۲

تلمسان میں یغمراسن بن زیان کی خود مختار حکومت

یغمراسن بن زیان بن ثابت بن محمد اس قبیلے کا سب سے شجاع اور بارعب اور اپنے قبیلے کے مفادات کو سب سے بڑھ کر جاننے والا، حکومت کا بوجھ اٹھانے کے لئے سب سے مضبوط کندھوں والا، تدبر و امارت سے وافر حصہ رکھنے والا آدمی تھا۔ ان باتوں کی شہادت اس کے ان کاموں سے ملتی ہے جو اس نے حکومت سے پہلے اور بعد میں سرانجام دیئے۔ مشائخ کے نزدیک اسے عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور وہ حکومت کے لیے امید گاہ تھا

چنانچہ خواص اس کے کاموں کی وجہ سے اس کو عظیم خیال کرتے تھے اور عوام اپنے مصائب میں اس کی پناہ لیتے تھے۔

یغمراسن کے شاہانہ اقدامات

جب اس نے اپنے بھائی ابوعز[redacted] زکراز بن زیان کے بعد 633ھ میں حکومت سنبھالی تو اس نے نہایت احسن طریقے سے اس کا انتظام کیا اور اس کی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی کے باغیوں بنی مطہر اور بنی راشد پر غلبہ پا کر انہیں اپنا ماتحت بنا لیا۔ تاہم رعیت سے نہایت اچھا سلوک کیا پھر اپنے خاندان اور قوم کے علاوہ اپنے حلیفوں کو حسن سیرت، حسن سلوک، ہمسائیگی، فیاضی، آلات تیار کرنے کی صلاحیت، نیز فوجیوں اور پہرے داروں کے طور پر کام کرنے کی وجہ سے ملازمتیں پیش کیں۔ چنانچہ رومی فوجوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور عطیات کو واجب قرار دیا۔ نیز وزراء اور کاتب تیار کئے اور مضافات میں فوج بھیج کر بادشاہی لباس زیب تن کیا اور تخت پر بیٹھا اس نے موحدی حکومت کے آثار کو مٹا دیا اور امر و نہی سے اس کے صدر مقام کو بے کار کر دیا۔ تب اس نے حکومت کے آداب و رسوم میں سے سوائے اس دعا کے جو مراکش کے خلیفہ کے لیے کی جاتی تھی اور کوئی بات اپنے منابر پر باقی نہ چھوڑی۔ چنانچہ اس نے سب لوگوں کو مانوس کرنے اور اپنی قوم کے ہمسروں کو رضامند کرنے کے لیے عہد کو اپنے ہاتھ میں لیا پھر اس کی حکومت کے آغاز میں موحدین کے بعد ابن وضاح اس کے پاس گیا۔ اس نے مسلمان مسافروں کے ساتھ شرق اندلس سے سمندر کو پار کیا تو اس نے اسے پسند کیا اور اپنا ہم نشین بنا کر اس کی عزت افزائی کی پھر اسے دوستی اور مشاورت میں ایک خاص مقام دیا۔ اس کے ساتھ جو لوگ گئے ان میں ابوبکر بن خطاب بھی تھا جس نے مرسیہ میں اس کے بھائی کی بیعت کی تھی اور وہ بلیغ پیغامبر، بہترین کاتب اور اچھا شاعر تھا پس اس نے اس سے خطوط لکھوائے جن میں مراکش اور تونس کے خلفاء کو ان کے عہد بیعت کے بارے میں توجہ دلائی تھی، جنہیں نقل اور حفظ کیا گیا۔ یغمراسن ہمیشہ ہی اپنی پناہ گاہ کی حفاظت کرتا اور اپنے دشمنوں سے برسرپیکار رہا۔ پھر اس نے آل عبدالمومن کے موحد بادشاہوں کے علاوہ انہیں بادشاہت دینے والے آل ابی حفص کے ساتھ اپنے ملک کی حفاظت کے لیے بہت سے معرکے کیے جن کا ذکر ہم آگے کریں گے۔ اسی طرح بنی مرین کے ساتھ مغرب پر ان کے قابض ہونے سے پہلے اور پھر اس کے بعد متعدد جنگیں ہوئیں۔ چنانچہ اسے توجین اور مغراوہ کی نسبت زناتہ کی فوجوں کو شکست دے کر ان کے شہروں کو تباہ و برباد کرنے اور مشہور کارنامے انجام دینے میں امتیاز حاصل ہے۔ ہم ان سب کی طرف اشارہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



باب: ۳۴

امیر ابوزکریا کا تلمسان پر قبضہ اور اس کی دعوت پر یغمراسن کی شمولیت

یغمراسن بن زیان جب تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت میں خودمختار، اور سلطنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا جس سے زناتہ کے بقیہ قبائل میں اس کی شان بلند ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے جو عزت و حکومت عطا کی تھی، اس کی وجہ سے انہوں نے اس پر حسد کیا۔ لہٰذا انہوں نے اس سے عہد شکنی کر کے اس کی نافرمانی کی اور اس کے دشمن بن گئے پس اس نے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تیاری کر کے ان کے گھروں میں ان کے ساتھ جنگ کی، انہیں ان کے شہروں اور پناہ گاہوں میں جو پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر تھیں، بند کر دیا۔ چنانچہ اس نے ان کے ساتھ مشہور معرکے کیے۔ اس بغض و عداوت کے نمایاں کردار بنی توجین کا سردار عبدالقوی بن عباس، اس کے بنی یادین کے دوست، عباس بن مندیل بن عبدالرحمٰن اور اس کے بھائی امرائے مغراوہ تھے۔ مولیٰ امیر ابوزکریا بن ابی حفص جب سے افریقہ کا خودمختار حاکم بنا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے مغرب کی طرف بڑھتے ہوئے اور مراکش کے تخت دعوت پر غلبہ پاتے ہوئے افریقہ کو موحدی حکومت سے 625ھ میں حاصل کر لیا تھا۔ اس کا خیال

تھا کہ اگر زناتہ اس کی مدد کریں تو وہ جس کام کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ پس وہ امرائے زناتہ کے ساتھ مشورے کر کے انہیں رغبت دلانے اور کبھی کبھی اس معاملے میں بنی مرین، بنی عبدالواد، توجین اور مغراوہ کے ساتھ مراسلت بھی کرنے لگا۔ یغمر اس نے جب بنی عبدالمومن کی اطاعت اختیار کی تو اس نے اپنی عملداری میں ان کی دعوت کو قائم کیا اور ان کے دوستوں سے صلح اور ان کے دشمنوں سے جنگ کی چنانچہ رشید نے بھی اس سے حسن سلوک کرنے اور اخلاص رکھنے میں اضافہ کر دیا اور اس سے مزید دوستی اور محبت طلب کی پھر اسے 637ھ میں کئی قسم کی نوازشات اور تحائف سے بار بار شاد کام کیا تا کہ وہ بنی مرین کے ان دوستوں سے پہلو تہی کرے جو مغرب کی حکومت پر چڑھائی کرتے ہیں۔ اس نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا بن عبدالواد کو رشید اور یغمر اسن کے تعلق کی وجہ سے برافروختہ کر دیا حالانکہ وہ اس کے قریبی پڑوسیوں میں سے تھا چنانچہ اس نے اس بات کو برا محسوس کیا۔

تلمسان پر حملے کی تیاری

اسی دوران میں عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کے بیٹے یغمر اسن کے خلاف اس کے پاس فریادی بن کر آئے چنانچہ انہوں نے اس کا معاملہ اس کے لیے آسان کر دیا اور اسے تلمسان پر قبضہ کرنے اور زناتہ کو متحد کرنے کے بارے میں پھسلایا اور ان دونوں نے اس کے لیے سواریاں تیار کیں کہ وہ جب چاہے موحدین کی حکومت پر چڑھ دوڑے اور اپنی حکومت کا انتظام کرے۔ جس حکومت کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری تدابیر بھی اختیار کیں اور اس کے باشندوں سے رابطہ کرنے کے لیے بھی مناسب کارروائی کی۔ پس اس کے مددگاروں نے اسے اکسایا اور پھر ان کا فریادی اسے تکبر کی طرف لے گیا۔ چنانچہ اس نے موحدین، دیگر مددگاروں اور فوجوں کو تلمسان پر چڑھائی کے لیے آمادہ کیا پھر اس غرض کے لیے ان اعراب کے صحرائی لوگوں کو بھی جمع کیا جو بنی سلیم اور ریاح میں سے اس کی عملداری میں رہتے تھے۔ لہٰذا 639ھ میں وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ گیا اور اس نے اپنی فوج سے آگے عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کی اولاد کو بھیجا تا کہ وہ اپنے علاقوں میں رہنے والے قبائل زناتہ کے علاوہ اپنے عرب خلیفوں میں سے قبائل ذویان اور زغبہ کو جمع کریں۔ پھر اپنے ملک کی سرحدوں پر ان سے ملاقات کرنے کے لیے ان کے ساتھ گیا۔

جب وہ تیطری کے سامنے زاغر کے مقام پر اترا جو مغرب میں ریاح اور بنی سلیم کی آخری جولانگاہوں میں سے ہے تو وہاں اسے بنی عامر اور سوید کے زغبہ قبائل ملے جو اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ اس نے موحدین اور زناتہ اور مغرب کے سواروں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کی اور اس سے پہلے اس نے ملیانہ سے یغمر اسن کی طرف عذر، برأت دعا اور اطاعت کے لیے ایلچی بھیجے مگر اس نے انہیں ناکام واپس لوٹا دیا۔

یغمر اسن کا فرار

جب موحدین کی فوجوں نے شہر میں ڈیرہ ڈال دیا اور یغمر اس اور اس کی فوجیں مقابلے میں نکلیں تو سلطان کے تیر اندازوں نے ان پر تیر برسائے لہٰذا یہ منتشر ہو کر دیواروں کی پناہ لینے لگے حتیٰ کہ فصیلوں کی حفاظت سے درماندہ ہو گئے۔ پس جنگ اوپر سے کامیاب ہو گئی اور یغمر اسن نے دیکھا کہ شہر کا محاصرہ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے خواص اور ساتھیوں میں گھل مل کر تلمسان کے دروازوں میں سے باب عقبہ کا قصد کیا۔ موحدین کی فوجیں اسے ملیں تو یہ ان کی طرف بڑھا اور ان کے بعض بہادروں سے جنگ کی تو انہوں نے اسے راستہ دے دیا۔ پھر یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ہر بلندی سے فوجیں شہر کی طرف دوڑ کر اس میں داخل ہو گئیں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا اور اموال کو لوٹنا شروع کر دیا جب اس چھینا جھپٹی کی تاریکی دور ہوئی، مزاحمت کی لہر تھم گئی اور جنگ کی آگ سرد ہو گئی تو موحدین نے اپنی فراست پر نظر ثانی کی اور امیر نے بھی دور اندیشی سے کام لیا کہ وہ کسی شخص کو تلمسان اور مغرب کی حکومت سپرد کرے اور اسے اس کی سرحد پر اپنی اس دعوت کے قیام اور حفاظت کے لیے اتارے جو بنی عبدالمومن سے حکومت دلانے والی ہے اور ان کے اشراف نے اس بات کا بُرا خیال کیا اور اسے ایک دوسرے کے ذمے لگایا اور امرائے زناتہ نے یغمر اسن کے مقابلہ میں کمزور ہونے کی وجہ سے، اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ ایک ایسا سردار ہے جسے ذلیل نہیں کیا جا سکتا، نہ دھوکے سے قتل کیا جا سکتا ہے اور نہ اسے

اس کے شکار سے روکا جاسکتا ہے، اس سے بیزاری کا اظہار کیا۔

یغمراسن کی غارت گری

یغمراسن نے فوج کے مضافات میں غارت گر بھیجے جنہوں نے اس کے اردگرد سے لوگوں کو اُچک لیا اور اس کے نگرانوں پر احسان کیا۔ اس دوران میں یغمراسن نے امیر ابوزکریا سے گفتگو کی کہ وہ تلمسان میں اس کی دعوت کے قیام میں رغبت رکھتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ وہ اس کی مدد کرے گا اور حاکم مراکش کے ساتھ اس کا رابطہ کروا دے گا اور جو محصولات اس نے وصول کیے تھے وہ اس کے لیے مباح کر دیئے۔ یغمراسن کے محصول اکٹھا کرنے کے لیے اس نے کارندوں کو آزاد کر دیا۔ آخر اس کی ماں سوط النساء شرائط قبول کرنے کے لیے آئی تو اس نے اس کی آمد پر اس کی عزت افزائی کی، اسے انعامات سے نوازا اور اس کی آمد ورفت پر اس سے حسن سلوک کیا۔ پھر وہ اپنی آمد کے سترھویں دن الحضرۃ کی طرف کوچ کر گیا، راستے میں اس کے بعض حاشیہ برداروں نے اسے یہ وسوسہ ڈال دیا کہ یغمراسن اس کے مقابلے میں اپنے آپ کو ترجیح دیتا ہے۔ نیز اسے مشورہ دیا کہ زناتہ میں سے جو لوگ اس کے حاسد ہیں وہ انہیں امیر مقرر کرے پس اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور عبدالقوی بن عطیہ التوجینی، عباس بن مندیل اور علی بن منصور کو اپنی اپنی قوم اور وطن پر امیر مقرر کر دیا اور انہیں تاکید کر دی کہ وہ اپنے مدمقابل یغمراسن کے طریق پر آلہ اور مراسم سلطانیہ کو قائم کریں تو انہوں نے اس کی اور موحدین کے بادشاہ کی موجودگی میں یہ کام کیے اور مراسم سلطانی کو اس کے دروازے پر قائم کیا چنانچہ جب اس کی حکومت استوار ہوگئی اور وہ اپنی خواہش کے مطابق مغرب میں والقیاد کے قریب آگیا نیز عبدالمومن نے اس میں اپنی دعوت قائم کر لی تو اس نے تونس جانے کی تیاری کی جو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا، پھر یغمراسن بن زیان نے آکر امیر ابوزکریا کے عہد کو پورا کیا اور اس کی دعوت کو دیگر منابر پر بھی قائم کیا چنانچہ زناتہ میں سے جو لوگ اس کے مخالف تھے اس نے ان کی طرف اپنے عزائم کا رخ کیا پس اس نے عبدالقوی، اولادِ عباس اور اولادِ مندیل کو جنگ کی عبرت ناک سزا دی اور انہیں دردناک عذاب دیئے۔ پھر ان کے شہروں میں گھس گیا اور ان کے بہت سے مقبوضات پر قبضہ کر لیا؛ ان کے والیوں، پیروکاروں اور داعیوں کو ان کے شہروں اور دارالخلافوں سے بھگا دیا اور رعایا کو ان سے جو تکلیف اور دکھ پہنچا تھا اسے دور کر دیا۔ وہ مسلسل اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ حاکم مراکش نے حفصی حکومت کے ساتھ یغمراسن پر چڑھائی کی جسے ہم آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ!

☆☆☆

باب: ۳۴

حاکمِ مراکش السعید کی یغمراسن سے جنگ

جب عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو انقلابی اور داعی اپنے دُور دراز کے مضافات میں چلے گئے اور انہیں ان کے مقبوضات سے الگ کر لیا۔ چنانچہ ابن ہود نے ماوراء البحر کو جزیرہ اندلس سے الگ کر لیا اور وہاں خود مختار بن بیٹھا۔ وہ اپنے دور کے بغداد کے عباسی خلیفہ مستنصر کے لیے توریہ کے ساتھ دعا کرنے لگا پھر امیر ابوزکریا بن ابی حفص نے افریقہ سے اسے اپنے لیے بلا لیا اور وہ زناتہ کو متحد کرنے کے علاوہ مراکش میں دعوت کی کرسی پر قابو پانے کے لیے مائل ہوا، چنانچہ اس نے تلمسان سے جنگ کی اور 640ھ میں اس پر غالب آگیا۔ اس کے ساتھ سعید علی بن مامون ادریس بن منصور یعقوب بن یوسف بن عبدالمومن کی ولایت کو بھی ملا لیا جو دلیر دانش مند، بیدار مغز اور بلند ہمت تھا پس اس نے اپنی حکومت کے اطراف پر توجہ کی اور سردار اس کی مضبوطی اور اس کی کجی کو سیدھا کرنے میں لگ گئے۔ بنی مرین نے مغرب کے مضافات اور شہروں میں جو کچھ کیا تھا اور پھر مکناسہ پر غالب آکر وہاں دعوت حفصی قائم کرنے کے لیے جو کچھ کیا تھا، اس کے خلاف نگہبانوں کو برانگیختہ کیا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

بنی مرین کی اطاعت

پس اس نے ملوک اور فوجوں کو تیار کر کے ان کی کمزوریوں کو دور کیا پھر مغرب اور اس کے گرد و نواح کے عربوں اور تمام مصامدہ کو جمع کیا۔ 645ھ کے آخر میں وہ قاصیہ جانے اور دور و نزدیک کے شہروں سے بنی مرین اور وادی بہت میں جمع شدہ فوجوں کو بھگانے کے لیے اٹھا۔ پھر تازی جانے کے لیے تیاری کی تو وہاں پر اسے بنی مرین کے اطاعت اختیار کرنے کی اطلاع ملی جیسا کہ ہم بیان کریں گے چنانچہ ان میں سے ایک فوج بھی اس کے ساتھ نکلی اور وہ تلمسان اور اس کے ورے تک گیا جب کہ یغمر اسن بن زیان اور بنو عبدالواد اپنے اہل و عیال کے ساتھ وجدہ کی جانب قلعہ تامزروکت میں پناہ گزین ہو گئے۔

خلیفہ سعید کا قتل

یغمر اسن کا وزیر فقیہ عبدون خلیفہ کے اطاعت گزار کے طور پر اور تلمسان میں خلیفہ کی حاجات کا متولی بن کر نیز یغمر اسن کی آمد کے بارے میں معذرت کرتا ہوا سعید کے پاس گیا۔ پس خلیفہ نے اس کے بارے میں جھگڑا کیا اور اسے معذور قرار نہ دیا بلکہ اس کی اطاعت کے سوا کسی بات کو قبول نہ کیا۔ چنانچہ اس بارے میں سعید کے مشیر کانون بن جرمون سفیانی اور وہاں پر موجود سرداروں نے اس کی مساعدت کی اور انہوں نے عبدون کو اس کی آمد کی وجہ سے واپس کر دیا تو اپنی جان کے خوف سے اس کے پاؤں بوجھل ہو گئے۔ سعید نے اپنی فوجوں کے بارے میں پہاڑ پر اعتماد کیا اور انہیں میدان میں بٹھا دیا پھر تین دن تک ان کا ناطقہ بند کیے رکھا اور چوتھے روز وہ جب لوگوں کی غفلت میں دوپہر کے وقت پناہ گاہوں کا دورہ کرنے اور اپنی کمین گاہوں کو دیکھنے کے لیے سوار ہو کر نکلا تو قوم کے ایک سوار نے جو یوسف بن عبدالمومن شیطان کے نام سے معروف تھا، اسے دیکھ لیا۔ وہ پہاڑ کے نشیب میں نگہبانی کے لیے کھڑا تھا۔ یغمر اسن بن زیان اور اس کا عم زاد یعقوب بن جابر بھی اس کے قریب ہی تھے تو انہوں نے ایک گھاٹی سے اس پر حملہ کر دیا اور یوسف نے اسے نیزہ مار کر گھوڑے سے گرا دیا تب یعقوب بن جابر نے اس کے وزیر یحییٰ بن عطوش کو قتل کر دیا پھر اسی وقت انہوں نے اس کے عجمی غلاموں میں سے ناصح اور الخصیان میں سے عنبر اور عیسائی فوجوں کے سالار اخوالعمط اور سعید کے بیٹوں میں سے ایک نوجوان کو قتل کر دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اس روز ہوا جب اس نے فوجوں کو ترتیب دی اور جنگ کے لیے پہاڑ پر چڑھ کے لوگوں کے آگے ہو گیا۔ پس انہوں نے اسے اپنے راستے کی ایک دشوار گھاٹی سے پکڑ لیا اور ان سواروں نے اس پر حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ صفر 646ھ کو رونما ہوا۔

اس خبر کے مشہور ہو جانے سے فوجوں میں جنگ چھڑ گئی۔ چنانچہ یغمر اسن جلدی سے سعید کی طرف بڑھا تو وہ شدید زخمی ہو کر زمین پر پڑا تھا پس وہ اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا اس نے قسم کھا کر کہا وہ اس کے قتل سے بری ہے۔ جب کہ خلیفہ وہاں سر جھکائے اپنی جان دے رہا تھا یہاں تک کہ اس کی جان نکل گئی۔

مصحف عثمانی کی روداد

چنانچہ تمام چھاؤنی کو لوٹ لیا گیا اور بنو عبدالواد نے پوشیدہ اور کم یاب چیزوں کو لے لیا اسی طرح یغمر اسن نے سلطان کے خیمے کو مخصوص کر لیا اور وہ خالصۃً اسی کے لیے تھا جب کہ اس کی قوم کا اس میں کچھ حصہ نہ تھا۔ پھر اس نے اس ذخیرے پر قبضہ کر لیا جس میں حضرت عثمانؓ بن عفان کا مصحف بھی تھا۔ ان کا خیال ہے کہ اس نے ان مصاحف کو لے لیا جو آپ کے عہد خلافت میں لکھے گئے تھے۔ چنانچہ وہ قرطبہ کے خزائن میں عبدالرحمٰن الداخل کی اولاد کے پاس تھا۔ پھر وہ لمتونہ کے ان ذخائر میں پڑا رہا جو اندلس کے ملوک الطوائف کے ذخائر میں سے ان کے پاس آئے تھے۔ پھر وہ موحدین کے ان ذخائر میں چلا گیا جو لمتونہ کے خزائن میں سے ان کے پاس آئے تھے۔ اور آج کل وہ بنی مرین کے ان خزائن میں ہے جن پر انہوں نے تلمسان پر غالب آنے کے بعد اس کی حکومت میں زبردستی گھس کر قبضہ کیا تھا۔ ان میں سے عبدالرحمٰن بن موسیٰ بن عثمان بن

یغمر اسن، سلطان ابوالحسن کا شکار بھی تھا جو 637ھ میں تلمسان میں زبردستی داخل ہو گیا تھا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ اس ذخیرے میں یاقوت کے نگینوں کا ہار بھی تھا اور کئی سو قیمتی پتھروں پر مشتمل موتیوں کے ہار بھی تھے جنہیں ثعبان کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد بنو مرین کے ذخائر میں سے جو کچھ ان غالبین نے حاصل کیا ان میں وہ قیمتی ہار بھی تھا، یہاں تک کہ بجایہ کی بندرگاہ پر سلطان ابوالحسن کے بحری بیڑے کے ساتھ جب کہ وہ تونس سے واپس آ رہا تھا، جنگ میں وہ ہار سمندر میں تلف ہو گیا اور جیسا کہ آگے بیان ہوگا، وہ اس قسم کے ذخیروں میں منتقل ہوتا رہا جنہیں بادشاہ اپنے لیے چن لیتے اور پھر ان کو اپنے خزائن میں ظاہر کرتے تھے۔

چنانچہ جب جنگ رک گئی اور لوٹ کھسوٹ کی آندھی بھی تھم گئی تو یغمر اسن نے خلیفہ کو دفنانے کے متعلق سوچا۔ پس وہ اسے لکڑیوں پر اٹھا کر عباد میں اس کے مدفن کی طرف لے گیا جو شیخ ابومدین کے مقبرے میں واقع ہے۔ پھر اس نے اس کی بیوی اور اس کی بہن، تاعزونت کے پاس آ کر اس واقعے کے بارے میں معذرت کی اور اس کے بعد ان کے مامن تک بنی عبدالواد کے کچھ مشائخ کو ان کے ساتھ کر دیا جنہوں نے ان کو درعہ پہنچا دیا جو کہ ان کی ماتحت سرحدوں میں سے ہے۔ خلیفہ کی بیوی پر رحم کرنے اور ان کے حقوق کی رعایت کرنے کی وجہ سے اس کی بہت اچھی شہرت ہے۔ پھر وہ تلمسان واپس آ گیا، اس وقت بنی عبدالمومن کی شوکت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اس نے انہیں اپنی حکومت پر امین بنا دیا تھا۔ واللہ اعلم۔



باب: ۳۵

بقیہ دور حکومت میں بنو عبدالمومن اور بنی مرین کے درمیان ہونے والے واقعات

طویل زمانوں سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان صحرا میں ایک دوسرے کے پڑوس میں رہنے کی وجہ سے جو مقابلہ پایا جاتا تھا، ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ فریقین کے درمیان ایک وادی بطور سرحد تھی جو کھلی زمین کی طرف چلی جاتی تھی۔ بنو عبدالمومن اپنی حکومت کے کھو جانے اور مغرب کے گرد و نواح میں بنی مرین کے غالب آ جانے پر بنو عبدالواد کو موحدین کی فوجوں کے ساتھ بنی مرین کے خلاف جمع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ موحدین کی مدد کرنے اور ان کی اطاعت میں تازی سے فاس کے علاقے کے درمیان مغرب میں القصر تک چلے جاتے تھے۔ ہم بنی مرین کے حالات میں ان واقعات میں سے بہت کچھ بیان کریں گے۔

بنی مرین کا فرار

جب سعید فوت ہو گیا اور بنو مرین یغمر اسن کی نشانی کے طور پر شاہ مغرب کے پاس بھاگ گئے تو اس نے ان کی مزاحمت کرنے کے متعلق سوچا، اہل فاس پر ابو یحییٰ بن عبدالحق غالب آ چکا تھا اور وہ اس کی قوم کی بدسیرتی کی وجہ سے ناراض تھے لہٰذا ان کے جوانوں نے خلیفہ مرتضیٰ کی اطاعت اختیار کرنے کی چغلی کھائی تو انہوں نے بھی ابو یحییٰ بن عبدالحق کے والی پر حملہ کرنے اور خلیفہ کی اطاعت کی طرف رجوع کرنے میں ان کی سی چال چلی۔

یغمر اسن کے خلاف سازش

ابو یحییٰ نے ان کی منازل کی طرف جانے کی تیاری کر کے مہینوں ان کا محاصرہ کیے رکھا۔ اس محاصرے کے دوران خلیفہ مرتضیٰ اور یغمر اسن کے درمیان ابو یحییٰ بن عبدالحق کو فاس میں روکنے کے لیے بات چیت ہوتی رہی تو یغمر اسن نے اس کے داعی کی بات کو تسلیم کر کے اس کے لیے اپنے زناتہ بھائیوں کو جمع کیا پس تو جین میں سے عبدالقوی اپنی قوم کے ساتھ اور زناتہ اور مغرب کے تمام قبائل اس کے ساتھ نکل کر فاس کی طرف چل

پڑے۔ ابو یحییٰ بن عبدالحق کو بھی فاس میں اپنے محاصرے کی جگہ پر ان کے متعلق خبر مل گئی تو وہ بھی اپنی باقی ماندہ فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کرنے کے لیے نکلا۔ وجدہ کی جانب السیلی کے مقام پر دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ پھر اس مقام پر وہ مشہور جنگ ہوئی جو اسی کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں یغمراسن وغیرہ کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور وہ اپنی جماعت کے ساتھ تلمسان کی طرف واپس آ گئے۔ چنانچہ اس کے بقیہ ایام میں بھی ان کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہیں۔ البتہ بسا اوقات ان کے درمیان تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لیے مصالحتیں بھی ہوتی رہیں۔ اس کے اور یعقوب بن عبدالحق کے درمیان ایک دائمی تعلق تھا لہٰذا وہ اس کی رعایت کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کا بھائی ابو یحییٰ اکثر اس کی تعریف کیا کرتا تھا۔ 655ھ میں ابو یحییٰ بن عبدالحق اس سے جنگ کرنے کو گیا اور یغمراسن اس کے مقابلہ میں نکلا۔ ابو سلیط میں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو یغمراسن نے شکست کھائی ابو یحییٰ نے اس کا تعاقب کرنا چاہا لیکن اس کے بھائی یعقوب بن عبدالحق نے اسے روک دیا۔ جب وہ مغرب کی طرف واپس لوٹا تو یغمراسن نے اس سازش کی وجہ سے جو اس کے اور معقلی عربول کے المنباق کے درمیان تھی، سجلماسہ جانے کا ارادہ کیا۔ یہ لوگ اس کے میدانوں کے سوار اور بیابانوں کے بھیڑیے تھے۔ اس نے ان کی وجہ سے سجلماسہ میں موقع سے فائدہ اٹھانے کا سوچا جو تین سال سے ابو یحییٰ بن عبدالحق کی حکومت میں شامل ہو چکے تھے جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔ اس وجہ سے ابو یحییٰ چوکنا ہو گیا اور اپنی قوم کے موجود آدمیوں کو ساتھ لے کر جلدی سے اس کی طرف گیا اور حالات کو درست کیا۔ یغمراسن نے اس کے بعد اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں پہنچ کر پڑاؤ کیا مگر جب اس کو سرنہ کر سکا تو وہ وہاں سے تلمسان کو واپس جانے کے لیے بھاگ گیا۔ اس کے بعد ابو یحییٰ فاس کی طرف واپس جاتے ہوئے فوت ہو گیا۔ پس یغمراسن نے زناتہ اور زغبہ کے قبائل میں سے اپنے دوستوں کو جمع کیا اور 657ھ میں مغرب کی طرف گیا پھر کلدمان تک پہنچ گیا چنانچہ یعقوب بن عبدالحق اپنی قوم کے ساتھ اسے ملا تو اس نے اس پر حملہ کر دیا اور یغمراسن شکست کھا کر بھاگا لیکن راستے میں تافرسیت سے گزرا تو اسے تباہ کر دیا اور اس کے نواح میں فساد برپا کیا پھر انہوں نے ایک دوسرے سے صلح کرنے اور جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی۔ یعقوب بن عبدالحق نے اس کام کے لیے اپنے بیٹے ابو مالک کو بھیجا اور اس کے حل وعقد کا ذمہ دار بن گیا۔ پھر 659ھ میں ان دونوں کی ملاقات بنی یرناس کی ضمانت پر واجر کے مقام پر ہوئی چنانچہ ان دونوں کے درمیان اتفاق کا معاہدہ پختہ ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان مصالحت برقرار رہی یہاں تک کہ وہ واقعات رونما ہوئے جنہیں ہم بیان کریں گے۔

☆☆☆

باب: ۳۶

نصاریٰ کی سازش کا واقعہ اور یغمراسن کا اُن پر حملہ

سعید کی وفات اور موحدین کی فوجوں کے منتشر ہو جانے کے بعد یغمراسن بن زیان نے نصاریٰ کی ایک فوجی جمعیت سے کام لیا جو اس کی فوج میں شامل تھی۔ وہ جنگوں میں ان پر فخر و مباہات اور ان کے مقام پر اعتماد کرتا تھا۔ ان پر اس کی خصوصی توجہ تھی جس سے وہ اپنے آپ کو طاقتور خیال کرتے تھے حتیٰ کہ تلمسان میں ان کی اہمیت بڑھ گئی۔ پھر اس کی بلادِ توجین پر چڑھائی سے واپسی کے بعد 702ھ میں ان کی خیانت کا وہ بدبخت واقعہ پیش آیا جس کا دفاع اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے نہایت عمدہ طریق پر کیا۔

نصاریٰ کا واقعہ

یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ایک روز وہ تلمسان کے دروازوں میں سے باب القرمادین میں فوجوں کو روکنے کے لیے سوار ہوا۔ اسی اثنا میں دوپہر کے وقت وہ اپنے دستے میں کھڑا تھا کہ ان کے سالار نے اس پر حملہ کر دیا اور نصاریٰ نے یغمراسن کے بھائی محمد بن زیان کی طرف بڑھ کر

اسے قتل کر دیا۔ پھر اسے رازداری سے اشارہ کیا تو وہ اس سے خفیہ بات کرنے کے لیے صف سے باہر نکلا تو نصرانی ڈر کے مارے اس سے پرے ہٹ گیا جس سے یغمراسن اس کے فریب کو محسوس کر کے اس سے محتاط ہو گیا۔ اتنے میں نصرانی نجات کی جستجو میں اس کے آگے بھاگ اٹھا جس سے خیانت واضح ہو گئی۔ محافظوں اور رعایا کے ایک گروہ نے ان پر حملہ کر دیا۔ جب ہر جانب سے ان کا گھیراؤ ہو گیا تو انہیں نیزوں، تلواروں، ڈنڈوں اور پتھروں سے مار مار کر کچل دیا گیا۔ وہ گویا قیامت کا دن تھا جس کے بعد اس نے ان کی مصیبت کے خوف سے تلمسان میں نصاریٰ کی فوج سے کام نہیں لیا۔ کہتے ہیں کہ محمد بن زیان وہ شخص ہے۔ جس نے سالار کے ساتھ اپنے بھائی یغمراسن پر حملہ کرنے کے لیے سازباز کی تھی۔ مگر جب ان کی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو اس نے اس امر کے اظہار کے لیے کہ انہوں نے اس کے ساتھ کوئی سازش نہیں کی، اسے قتل کر دیا مگر گھبراہٹ نے اسے سازش پر قائم کرنے کہ مہلت نہ دی۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۳۷

سجلماسہ پر یغمراسن کا غلبہ اور پھر بنی مرین کی حکومت میں اس کی شمولیت

مغرب اقصیٰ کے صحرا میں ہلالی عربوں کی آمد کے زمانے میں معقلی عرب زناتہ کے حلیف اور مددگار تھے۔ عبیداللہ کے رشتہ داروں کے سوا، ان کی اکثریت انہی کے پاس جمع ہوتی تھی کیونکہ ان کی جولانگاہیں آپس میں متصل تھیں۔

جب ان کی حکومت کے سامنے بنی عبدالواد کی اہمیت بڑھ گئی تو انہوں نے اپنے بل بوتے پر ان کو وہاں سے ہٹا کر عہد شکنی کی اور پھر ان کو چھوڑ کر ان کے ہمسروں المنبات سے الحاق کر لیا جو منصور کے رشتہ دار تھے۔ یہ لوگ یغمراسن اور اس کی قوم کے حلیف اور مددگار تھے۔ چنانچہ سجلماسہ ان کی جولانگاہوں میں شامل اور سفر سے واپسی پر ان کا ٹھکانہ تھا، جو بنی مرین کی حکومت میں شامل ہو چکا تھا۔ پھر وہ قطرانی وہاں پر خود مختار بن بیٹھا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور مرتضیٰ کی اطاعت میں واپس آ گئے۔ علی بن عمر نے اس کام میں اہم کردار ادا کرنے کی ذمہ داری لی جیسا کہ ہم نے بنی مرین کے حالات میں بیان کیا ہے۔ پھر المنبات نے سجلماسہ پر غالب آنے کے بعد اس کے والی علی بن عمر کو 662ھ میں قتل کر دیا۔ انہوں نے یغمراسن کو اس پر قبضہ کرنے میں ترجیح دی چنانچہ اہل شہر اس کی دعوت کے قائم کرنے میں شامل ہو گئے اور انہیں اس پر آمادہ کر کے یغمراسن کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر وہ اپنی قوم کے ساتھ سجلماسہ کی طرف گیا تو انہوں نے اسے اس کی باگ ڈور پکڑا دی جس کا بخوبی انتظام کرنے کے بعد اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو امیر مقرر کیا۔ اس کے ساتھ اس کی بہن حنفیہ کے بیٹے عبدالملک بن محمد بن علی بن قاسم بن درم کو ذمہ داری دی جو محمد کی اولاد میں سے تھا۔ چنانچہ اس نے ان دونوں کے ساتھ یغمراسن بن حمامہ کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہم رکاب تھے اور ان کے خاندانوں اور خادموں کو بھی شامل کر لیا۔

بعد ازاں یعقوب بن عبدالحق نے موحدین کو ان کے دارالحکومت پر غلبہ دلا دیا۔ طنجہ اور عام بلادِ مغرب نے اس کی اطاعت کی۔ پھر اس نے سجلماسہ کو یغمراسن کی اطاعت سے نکالنے کا عزم کیا اور زناتہ کی فوجوں کے علاوہ عربوں اور بربریوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور وہاں محاصرہ کے آلات نصب کیے، یہاں تک کہ اس کی فصیل ایک طرف سے گر گئی۔ چنانچہ وہ صفر 673ھ میں زبردستی اس میں داخل ہو گئے اور اسے لوٹ لیا پھر دونوں سالار عبدالملک بن حنینہ اور یغمراسن بن حمامہ اور ان کے ساتھ بنی عبدالواد کے جو امراء المنبات تھے، وہ بھی قتل کر دیئے تاہم سجلماسہ آخری دور تک بنی مرین کی اطاعت میں شامل رہا۔

والملک بیده لله یوتیه من یشاء۔

☆☆☆

باب: ۳۸

یعقوب بن عبدالحق سے یغمراسن کی جنگ وجدال

اس سے پہلے ہم دیکھ چکے ہیں کہ بنی عبدالمومن کا اپنی حکومت کی ناکامی کے وقت کیا حال تھا اور بنی یفرن نے بنی عبدالواد کی مدد سے ان پر غلبہ پانے کے بعد ان کے دشمنوں پر گرفت کرنے کے لیے جو بنی مرین میں سے تھے، کس طرح ایک دوسرے کا ساتھ دیا۔ مرتضٰی کے فوت ہونے پر 665ھ میں ابودبوس حکمران بنا۔ جب یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ اس کی ٹھن گئی تو اس نے یغمراسن سے اس کی مدافعت کے بارے میں خط و کتابت کی اور اس سے مضبوط عہد کی غرض سے قیمتی تحائف دیئے۔ یغمراسن اس کے پاس گیا اور اس نے مغرب کی سرحدوں پر غارت گری کر کے جنگ کی آگ بھڑکا دی اس وقت یعقوب بن عبدالحق جو مراکش کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، وہاں سے بھاگ گیا۔ پھر اس نے مغرب کی طرف واپس آ کر اپنی فوجوں کو جمع کیا اور اس کے مقابلہ کو گیا۔ چنانچہ وادی تلاغ میں فریقین کی مڈبھیڑ ہوئی اور اس نے اپنی ہر تیاری کو مکمل کیا۔ یغمراسن کو شکست ہوئی جس میں اس کی بیوی بھی مال غنیمت میں آ گئی۔ اس کی قوم قتل ہوگئی اور اس کا بیٹا ابوحفص عمر بھی ہلاک ہوگیا جو اسے اپنے رشتہ داروں کے لڑکوں مثلاً اپنے بھانجے عبدالملک بن حنفیہ، ابن یحییٰ بن مکی اور عمر بن ابراہیم بن ہشام سے زیادہ عزیز تھا۔ یعقوب بن عبدالحق اسے چھوڑ کر مراکش کی طرف آ گیا یہاں تک کہ مراکش پر اس کے غلبے کی حالت کا خاتمہ ہوگیا چنانچہ وہاں سے بنی عبدالمومن کا نشان مٹ گیا۔

وجدہ کی تباہی

یعقوب اہل مغرب کی تمام افواج اور قبائل کو جمع کر کے 670ھ میں بنی عبدالواد سے جنگ کے لیے گیا۔ پس یغمراسن بھی اپنی قوم اور عرب مددگاروں کو ساتھ لے کر اس کے مقابلہ میں آیا اور۔ وجدہ کے نواح میں السیلی کے مقام پر دونوں کی جنگ ہوئی جس میں یغمراسن کو شکست ہوئی۔ اس کی فوجیں منتشر ہوگئیں اور اس کا بیٹا فارس قتل ہوگیا لہٰذا اس نے اپنی شکست کی ذلت سے بچنے کے لیے اپنے پڑاؤ کو نذر آتش کر دیا اور تلمسان کی طرف چلا آیا جہاں وہ قلعہ بند ہوگیا۔ یعقوب بن عبدالحق نے وجدہ کو تباہ و برباد کرنے کے بعد تلمسان میں اس کے ساتھ جنگ کی جہاں بنی توجین بھی اپنے امیر محمد بن عبدالقوی کے ساتھ اس کے ساتھ آملے۔ چنانچہ اس نے یغمراسن اور اس کی قوم کے خلاف سلطان کے ساتھ معاہدہ کرلیا اور کئی روز تک انہوں نے تلمسان کا محاصرہ کیے رکھا مگر اسے سر نہ کر سکے اور وہاں سے چلے آئے۔ پھر ہر کوئی اپنی عملداری اور حکومت کی طرف واپس آ گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ بعد ازاں ان دونوں کے درمیان مصالحت ہوگئی اور یعقوب بن عبدالحق جہاد کے لیے اور یغمراسن توجین اور مغراوہ کے بلاد پر قابض ہونے کے لیے فارغ ہوگیا، یہاں تک کہ ان کی وہ حالت ہوگئی جس کا ہم ابھی ذکر کریں گے۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

باب: ۳۹

مغراوہ اور توجین کے ساتھ یغمراسن کے باہمی معاملات

مغراوہ نواح شلب میں اپنے اصل علاقے میں رہتے تھے۔ جب ان کی حکومت نیست و نابود ہوگئی تو حکومتوں نے ان سے مصالحت کرلی پھر ان پر محصول عائد کر کے انہیں بنی ورسفین، بنی یلنت اور بنی ورتزمیر کی طرح تکلیف دی۔ ان میں بنی مندیل بن عبدالرحمٰن کو غلبہ حاصل تھا جو آل خزر

کی اولاد میں سے تھے اور فتح کے دور سے ان کے پہلے بادشاہ تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

جب مراکش میں خلافت کا شیرازہ بکھرنے سے اس کی وحدت منتشر ہوگئی اور جہات میں انقلابیوں اور باغیوں کی کثرت ہوگئی تو اس کے نواح میں مندیل بن عبدالرحمٰن اور اس کے بیٹے خود مختار بن گئے۔ انہوں نے ملیانہ، تنس، شرشال اور اس کے گردونواح پر قبضہ کر لیا اور میتجہ کی طرف بڑھ کر اس پر قابض ہو گئے پھر انہوں نے جبل وانشریس اور اس کے آس پاس کے علاقے کی طرف اپنے قدم بڑھا کر اس کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر بنو عطیۃ الحبو اور اس کی قوم بنی توجین نے جوان کے پڑوس میں یعنی ارض سوس کے مشرق اور شلب کے بالائی علاقے میں رہتے تھے، ان کو وہاں سے نکال دیا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب پہلے پہل زناتہ کے قبائل نئی چراگاہیں تلاش کرتے ہوئے ارض قبلہ میں تلول تک داخل ہوئے تھے۔

تلمسان کے نواحی قبائل

پس بنو عبدالواد نے نواح تلمسان پر وادی صا تک قبضہ کر لیا اور بنو توجین نے صحرا اور تل کے درمیان المریہ کے شہر سے جبل وانشریس اور الجعبات کی گزرگاہوں تک قبضہ کر لیا۔ سک اور بطحاء بنی عبدالواد کی حکومت کی سرحد بن گئے اور ان دونوں کے سامنے بنی توجین کا علاقہ اور ان کے مشرق میں مغراوہ کا علاقہ تھا۔ جب یہ دونوں قبیلے پہلے پہل تلول میں آئے تو ان کے اور بنی عبدالواد کے درمیان جنگ ہوگئی۔

یغمراسن کی وفات

مولیٰ امیر ابوزکریا بن ابی حفص ان دونوں قبیلوں سے بنی عبدالواد کے خلاف مدد مانگتا تھا اور انہیں ان کے ذریعے ذلیل کرتا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس نے سب کو شاہی لباس پہنایا اور پھر انہوں نے یغمراسن سے ناراضی مول لی جس نے جنگ کا رخ ان کی طرف پھیر دیا چنانچہ مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ ان دونوں قبیلوں کی حکومت کا خاتمہ اس کے بیٹے عثمان بن یغمراسن کے عہد میں اور بعد ازاں بنی مرین کے ہاتھوں ہو گیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

یغمراسن بن زیان جب وجدہ کے قریب السلی کے مقام پر بنی مرین کے ساتھ جنگ کر کے واپس لوٹا اور واپسی پر فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا محمد الامیر حکمران بنا جس نے ان کے ملک پر چڑھائی کر دی اور اس میں دور تک داخل ہو گیا۔ اس کے قلعے تک پہنچ کر جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا کیونکہ محمد بن عبدالقوی نے نہایت شاندار طریق پر اس کا دفاع کیا۔

پھر اس نے 650ھ میں دوسری بار چڑھائی کی اور ان کے قلعوں میں سے قلعہ تافرکنیت کے پاس جنگ کی۔ اس قلعہ میں محمد بن عبدالقوی کا پوتا علی بن ابن زیان بھی موجود تھا پس وہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ اس میں قلعہ بند ہو گیا۔

یغمراسن غصے سے بھر کر پیادہ ہو گیا اور اس کے بعد یغمراسن مسلسل ان کے علاقوں پر غارت گری کرتا اور فوجوں کو ان کے قلعوں پر جمع کرتا رہا۔ تافرکنیت کا قلعہ، بنی عبدالقوی کے قبضے میں تھا جس کا نسب بجایہ کے نواح میں رہنے والے منہاجہ میں تھا۔ اس نے اس قلعے کو اپنے لیے مخصوص کر کے اس میں مضبوطی سے قدم جمالیے۔ جب وہ کثرت مال و اولاد سے مضبوط ہو گیا تو اس نے قلعے کا بہت اچھا دفاع کیا۔ یغمراسن کو روکنے کے سلسلے میں اس کے یغمراسن کے ساتھ بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ بنو محمد بن عبدالقوی جب اس کے عذاب سے غضب ناک اور اس کی خود مختاری سے ناراض ہو گئے تو انہوں نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کی دولت کو لوٹ لیا۔ اس کی موت سے اس قلعہ کی آبادی منتشر ہو گئی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

بلاد یغمراسن کی بربادی

جب یغمراسن اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی تو محمد نے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ چنانچہ جب یعقوب نے وجدہ کے برباد کرنے اور یغمراسن کو السلی میں شکست دینے کے بعد 670ھ میں تلمسان کے نواح میں جنگ کی تو محمد بن عبدالقوی اپنے

قوم تو جین کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس نے تلمسان کا محاصرہ کرلیا۔ جب وہ اسے سر نہ کر سکے تو وہاں سے کوچ کر گئے پس محمد اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

یعقوب بن عبدالحق نے خرزوزہ میں یغمراسن پر حملہ کرنے کے بعد پھر 670ھ میں تلمسان پر حملہ کیا تو محمد بن عبدالقوی اسے قصبات میں ملا۔ انہوں نے کچھ عرصہ تک بلاد یغمراسن کو برباد کرنے پر اتفاق کرلیا اور کئی دنوں تک تلمسان سے جنگ کی۔ پھر وہ متفرق ہو گئے اور ہر کوئی اپنے ملک میں واپس آ گیا۔

یغمراسن نے جب اس کے محاصرے سے نجات پائی تو اس نے بھی ان کے بلاد پر چڑھائی کی۔ اس کی فوج نے ان کے علاقے کو پامال کر کے گردونواح پر قبضہ کرلیا پھر اس کی آبادی کو برباد کردیا حتیٰ کہ اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے اس پر قبضہ کرلیا۔

مغراوہ کے بارے میں ان کے مشورے کا اہم نقطہ یہ تھا کہ بنی مندیل بن عبدالرحمٰن میں اس حسد کی وجہ سے علیحدگی کروادی جائے جو ان کی قوم کی حکمرانی کے متعلق ان میں پایا جاتا تھا۔ پس جب وہ 666ھ میں تلاغ کی جنگ سے واپس آیا جس میں اس کا لڑکا عمر ہلاک ہو گیا تھا تو اس کے بعد اس نے بلاد مغراوہ پر چڑھائی کی اور ان کے علاقے میں دُور تک یعنی ملیکشن اور ثعالبہ تک پہنچ گیا۔ عمر نے 668ھ میں اپنے بھائیوں کے خلاف مدد دینے کی شرط پر اسے ملیانہ پر قبضہ دلایا۔ چنانچہ یغمراسن نے اسی وقت قبضہ کرلیا اور بہت سے مغراوہ اس کی حکومت میں آ گئے۔ پھر 670ھ میں انہوں نے اس کے ساتھ مغرب پر چڑھائی کی اور اس کے بعد اس نے 672ھ میں ان کے علاقوں پر چڑھائی کی۔ جب اس نے ان میں خونریزی کی تو ثابت بن مندیل اس کی خاطر تنس سے الگ ہو گیا اور وہاں سے واپس آ گیا۔ لہٰذا ثابت نے اسے واپس لے لیا۔ 681ھ میں اپنی وفات کے قریب جب اسے ان پر مکمل غلبہ حاصل تھا اور اس نے ان علاقوں میں خونریزی کی تھی، وہ دوسری بار اس کے لیے تنس سے دستبردار ہو گیا۔ پھر اس کے بیٹے عثمان کو تنس پر غلبہ حاصل ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

باب: ۴۰

زعیم بن یحییٰ بن مکن کو شہر مستغانم سے دلچسپی

بنو مکن کو بنی زیان سے اونچی سطح کی قرابت داری تھی جن کے ساتھ محمد بن زکراز بن یندوکس بن طاع اللہ بھی شامل ہو جاتے تھے۔ اس محمد کے چار بیٹے تھے جن میں سے یوسف بڑا تھا۔ پھر اس کے بیٹوں میں سے جابر بن یوسف ان کا پہلا بادشاہ تھا دوسرا بیٹا ثابت بن محمد تھا جس کے بیٹوں میں سے زیان بن ثابت، بنی عبدالواد میں سے ابوالملوک تھا۔ تیسرا بیٹا ورع بن محمد تھا جس کے بیٹوں میں سے عبدالملک بن محمد بن علی بن قاسم بن ورع اپنی ماں حنفیہ کی وجہ سے مشہور ہے جو یغمراسن بن زیان کی بہن تھی اور چوتھا بیٹا مکن بن محمد تھا جس کے بیٹے یحییٰ اور عمرس تھے اور یحییٰ کے بیٹوں میں سے زعیم اور علی تھے۔ یغمراسن بن زیان اپنے رشتہ داروں کو مقبوضات میں بکثرت عامل مقرر کرتا اور عملداریوں پر ان کو حاکم بنایا کرتا تھا۔ یحییٰ بن مکن اور اس کے بیٹے زعیم سے اس کو وحشت محسوس ہوتی تھی لہٰذا ان دونوں کو اس نے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔ پس وہ دونوں وہاں سے اسی سال یعقوب بن عبدالحق کے پاس تلمسان چلے گئے اور اس کے تابعداروں میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ ان دونوں کو اپنی قوم پر ناراضگی ہو گئی اور انہوں نے سلطان کی مفارقت کو ترجیح دی لہٰذا اس نے انہیں جانے کی اجازت دے دی۔ وہ یغمراسن بن زیان کے پاس چلے گئے یہاں تک کہ اسے 680ھ میں خرزوزہ میں شکست ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے بلاد مغراوہ پر چڑھائی کی اور ثابت بن مندیل اس کی خاطر ملیانہ سے دست بردار ہو گیا۔ تلمسان کی طرف واپسی پر اس نے مستغانم کی سرحد پر زعیم بن یحییٰ بن مکن کو عامل مقرر کیا اور جب وہ تلمسان واپس آیا تو اس نے ان کے خلاف بغاوت کردی اور اس کی مخالفت کی دعوت دی۔ اس کے دشمن مغراوہ کو اس پر غلبہ پانے کے لیے مدد دی پس یغمراسن اس کی طرف گیا اور اسے

وہاں روک دیا یہاں تک کہ اس نے اس کے ساتھ اس شرط پر مصالحت کر کے پناہ لی کہ وہ کنارے کی طرف چلا جائے گا پھر اس نے اس سے صلح کا معاہدہ لکھ کر اسے بھجوا دیا پھر اس کے باپ یحیٰ کو بھی اس کے پیچھے بھجوا دیا اور وہ اندلس میں مقیم رہا یہاں تک کہ 292ھ میں یحیٰ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد زعیم یوسف بنی یعقوب کے پاس گیا جو اس کے ایک طعنے سے ناراض ہو گیا لہٰذا اس نے اسے گرفتار کر لیا۔ پھر وہ اس کے قید خانے سے بھاگ گیا اور ہمیشہ ہی وہ سفر میں پھرتا رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

اور اس کے بیٹے الناصر نے اندلس میں پرورش پائی اور وہی اس کا ٹھکانہ اور جہاد کا موقف رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

اس کے بھائی علی بن یحیٰ نے تلمسان میں قیام کیا۔ اس کے بیٹوں میں سے داؤد بن علی بنی عبدالواد کے مشائخ کا سردار اور ان کا مشیر تھا۔ اسی طرح ان میں ابراہیم بن علی بھی تھا جس کے ساتھ ابوحموالاوسط نے اپنی بیٹی کا رشتہ کیا جس سے اس کے ہاں ایک بیٹا ہوا تھا۔ داؤد کے بیٹے کا نام یحیٰ بن داؤد تھا جسے ابوسعد بن عبدالرحمٰن نے اپنی وزارت پر مقرر کیا، اس کے حالات کو ہم ان کے واقعات میں بیان کریں گے۔ والامر للہ۔

☆☆☆

باب: ۴۱

یعقوب بن عبدالحق سے جنگ اور یغمراسن کا ابن الاحمر اور طاغیہ کے ساتھ معاہدہ

جب یعقوب بن عبدالحق جہاد کو گیا تو اس نے دشمن پر حملہ کر کے ان کے قلعوں کو برباد کیا اور اشبیلیہ اور قرطبہ سے جنگ کی۔ گویا ان کے بڑے پہاڑ کی بنیادیں ہلا دیں پھر وہ دوبارہ حملہ آور ہو کر دارالحرب میں دور تک چلا گیا اور اس میں خونریزی کی۔ ابن اشقیلولہ نے اس کے لیے مالقہ کو چھوڑ دیا لہٰذا اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں اندلس کا سلطان امیر محمد تھا جسے الفقیہ کہتے تھے جو بنی الاحمر کا دوسرا بادشاہ تھا اور اسی نے یعقوب بن عبدالحق کو جہاد کے لیے بلایا تھا کیونکہ اس کے باپ الشیخ نے اس کے ساتھ اس کا وعدہ کیا تھا، پس جب اندلس میں یعقوب کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کے پیچھے ثوار اس کی پناہ میں آیا کیونکہ اسے ابن الاحمر سے اپنی جان کا خوف تھا یعنی وہ اس سے اسی فعل کی توقع رکھتا تھا جو یوسف بن تاشفین نے ابن عباء سے کیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے خیال کے مطابق نجات پانے کے اسباب کو عمل میں لایا اور اس نے طاغیہ کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے اور اس کے خلاف باہم مدد کرنے کے بارے میں سازش کی۔ یعقوب بن علی نے ابن علی کو مالقہ پر اس وقت عامل مقرر کیا تھا جب اس نے اسے اشقیلولہ کے ہاتھ سے چھینا تھا، پس ابن الاحمر نے اسے مائل کیا اور اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ اسے شلوبانیہ میں جو مالقہ کے علاقے میں سے ہے، ایک وادی دے دے گا جو خالصۃً اس کے لیے خوراک کا ذریعہ ہوگی۔ پس وہ اس کو چھوڑ کر وہاں آ گیا اور طاغیہ نے سلطان اور اس کی فوجوں کو اجازت سے اپنے بحری بیڑوں کو راستہ روکنے کے لیے بھیجا چنانچہ انہوں نے سمندر کے پچھواڑے سے یعقوب کو روکنے اور اس کی سرحدوں پر غارت گری کرنے کے لیے یغمراسن کے ساتھ خط و کتابت کی تاکہ یہ امراسے ان سے غافل کر دے۔ پس یغمراسن نے ان کی بات کو قبول کرنے میں جلدی کی اور اس کی طرف سے طاغیہ کی جانب اور طاغیہ کی طرف سے ان کی جانب ایلچی آتے جاتے رہے۔ پھر اس نے مغرب کے نواح میں دستے بھیجے اور یعقوب کو جہاد سے غافل کر دیا یہاں تک کہ اس نے اس سے مصالحت اور دشمن کے ساتھ جہاد کے لیے فراغت کا سوال کیا تو اس نے اس کی بات کو قبول نہ کیا اور یہ ان باتوں میں سے ایک ہے جس نے یعقوب کو اس کی طرف جانے سے خرزوزہ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مسلسل ان کی یہی کیفیت رہی اور ہر جہت سے ان کے ہاتھ اس کے خلاف متصل رہے اور وہ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں مواقع سے فائدہ اٹھاتا رہا کہ وہ کب اس پر قابو پاتا ہے یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور وہ بھی فوت ہو گئے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا سبحانہ۔

☆☆☆

باب:۴۲

تلمسان میں یغمراسن کا خلفائے بنی حفص کی دعوت قائم کرنا، اپنی قوم کو ان کی اطاعت میں لگانا

زناتہ جن دنوں جنگلات میں رہتے تھے اور تلول میں آنے کے بعد بھی وہ بنی عبدالمومن میں سے خلفائے موحدین کے اطاعت گزار تھے اس دور میں جب بنی عبدالمومن کی حکومت ناکام ہوگئی اور امیر ابوزکریا بن ابی حفص نے افریقہ میں اپنی طرف دعوت دی اور تونس میں موحدین کے خلاف مورچہ قائم کیا تو دونوں اطراف سے بڑے بڑے لوگ اس کے پاس آگئے اور اسے حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ زناتہ نے ہر قبیلے سے اس کے پاس اپنی اطاعت کے ایلچی بھیجے۔ مفراوہ اور بنو توجین اس کی دعوت کے سائے میں پناہ لے کر اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے اسے تلمسان کے متعلق برانگیختہ کیا تو اس نے جا کر اسے 640ھ میں فتح کر لیا۔ چنانچہ یغمراسن اس کی طرف واپس آ گیا۔ پھر اس نے اسے تلمسان اور اس کے بقیہ مقبوضات پر عامل مقرر کر دیا لہٰذا وہ مسلسل ان کی دعوت کو قائم کرتا رہا۔ اس کے بعد بنو مرین نے جن بلاد مغرب پر قبضہ کیا، ان میں اس کی دعوت کے قیام کے لیے اس کی اتباع کی اور اسے مکناسہ، تازی اور القصر کی بیعت بھجوائی یہاں تک کہ وہ مال دار بنانے اور اطاعت و انقیاد سے واقف کروانے کے وعدوں سے اس کے اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستنصر کے فرمانبردار بن گئے حتیٰ کہ وہ مراکش پر غالب آ گئے۔ چنانچہ انہوں نے ایک وقت تک منابر پر المستنصر کے نام کے خطبات دیئے پھر اس الگ تھلگ علاقے کو حاصل کرنے کے بعد انہیں اس کے متعلق کچھ امید بندھی تو انہوں نے اپنے منابر سے ان کے نام لینے چھوڑ دیئے، البتہ انہیں اپنی دوستی اور محبت سے کچھ حصہ دیا۔ پھر وہ حکومتوں کے تقاضوں کے مطابق مختلف قسم کے شاہی لباس اور لقب اختیار کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ یغمراسن اور اس کے بیٹے یکے بعد دیگرے ان کی دعوت سے وابستہ رہے نیز ان کے ادب کی وجہ سے لقب اختیار کرنے سے الگ رہے تاہم ان میں ہر نئے خلیفہ کی از سر نو بیعت کرتے رہے اور اپنی قوم کے اکابر اور صاحب الرائے لوگوں کو وہاں بھیجتے رہے اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔

المستنصر کی حکومت

جب امیر ابوزکریا وفات پا گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستنصر نے حکومت سنبھالی تو اس کے بھائی امیر ابواسحٰق نے ریاح کے زواودہ قبائل میں اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ پھر المستنصر ان سب پر غالب آ گیا اور امیر ابواسحٰق تلمسان چلا گیا۔ یغمراسن نے ان کو خوش آمدید کہا اور پھر وہ اندلس میں جہاد کے لیے چلا گیا۔

ولی عہد عثمان کی شادی

677ھ میں امیر ابواسحٰق وفات پا گیا اور اسے جب اس کی خبر مل گئی تو اس نے خیال کیا وہ حکومت کا سب سے زیادہ حق دار ہے چنانچہ اسی وقت اس نے سمندر پار کیا اور 677ھ میں ہنی کی بندرگاہ پر جا اترا۔ یغمراسن نے نہایت عزت و توقیر کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کی آمد پر جشن کیا۔ لوگوں کو اس کی پیشوائی کے لیے بھیجا اور جیسا کہ اس نے اس کے اسلاف کی بیعت کی تھی اسی طرح اس کی بھی بیعت کی اور اس کے دشمن کے مقابلے میں اور اس کی حکومت میں اس کو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ یغمراسن نے اس کی بیٹیوں میں سے جو خیمہ گاہ میں بیٹھی ہوئی تھیں، ایک بیٹی کے ساتھ اپنے بڑے بیٹے عثمان کا رشتہ کیا اور اس کی مدد کر کے اپنے وعدے کو نہایت شاندار طریق پر پورا کیا۔

واثق کے خلاف بغاوت

بجایہ کے عامل محمد بن ابی ہلال نے واثق کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کی اطاعت سے دستبردار ہو گیا۔ اس نے امیر ابو اسحٰق کو اپنے پاس آنے پر آمادہ کیا پس وہ جلدی سے تلمسان سے اس کے پاس آیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔ جب 681ھ کا سال آیا تو یغمراسن نے بلاد مغراوہ پر چڑھائی کی اور امصار و مضافات میں ان پر غالب آ گیا۔ پھر اس نے اپنے بیٹے ابراہیم کو وہاں سے بھیجا۔ زناتہ اس کو برہوم کہتے ہیں اور اس کی کنیت ابو عامر تھی، اس نے اسے اپنی قوم کے آدمیوں کے ساتھ خلیفہ ابو اسحٰق کے پاس باہمی رشتہ داری کو مضبوط کرنے کے لیے بھیجا لہٰذا اس نے انہیں اعلیٰ وظائف دے کر اور دگنی عزت کر کے ان کی بہت اچھی طرح پذیرائی کی۔ پھر اس نے ابن ابی عمارہ کی جنگوں میں کچھ کارہائے نمایاں کیے جن کی وجہ سے گردنیں اس کی طرف اٹھنے لگیں اور زناتی اخلاق اسی کے گھر سے خاص ہو گئے۔ بالآخر وہ ایک عورت کے ساتھ خوش باش واپس آیا۔ عثمان نے اس کے پہنچتے ہی اس سے شادی کر لی جو اس کے محل کی شہزادی بن گئی۔ یہ بات اس کی حکومت کے لیے فخر اور اس کی قوم کے لیے شہرت کا باعث بن گئی۔

الحضرۃ کی دعوت کا قیام

امیر ابو زکریا کے 282ھ میں الدعی بن ابی عمارہ کی جنگ سے بچ جانے کے بعد یہ جنگ مرماجنہ کے مقام پر ہوئی جس میں اس کی قوم ہلاک ہو گئی۔ اس کے داماد عثمان بن یغمراسن نے اس کی بڑی عزت و تکریم کی اور اس کی ہمشیرہ محل سے انواع و اقسام کے تحائف لے کر اس کے پاس آئی اور ان کے دوست بھی جو ان کی حکومت کے پروردہ تھے، اس سے ملے جن کا بڑا سردار ابو الحسن محمد بن الفقیہ المحدث ابی بکر ابن سید الناس الیعمری تھا پس انہوں نے حکومت کی عزت سے انہیں سایہ عاطفت فراہم کیا اور انہوں نے اسے حکومت کے لیے برانگیختہ کیا۔ اس نے اپنے میزبان عثمان بن یغمراسن سے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے اس کی مخالفت کی کیونکہ اس نے اسے الحضرۃ کی دعوت کے لیے قابو کیا تھا اور اس نے اپنی حکومت کے آدمیوں کو حسب عادت اس کے پاس بیعت کے لیے بھیجا تھا۔

داؤد بن عطاف کی جاگیر

امیر ابو زکریا کے دل میں اس کے پاس سے بھاگ جانے کا خیال پیدا ہوا اور وہ امیر صحرا، داؤد بن ہلال بن عطاف کے پاس چلا گیا جو بنی عامر میں سے زغبہ کا ہم قبیلہ تھا۔ پس اس نے اسے پناہ دی اور اسے بحفاظت اس کے گھر پہنچا دیا۔ چنانچہ اس نے موحدین کی عملداری سے زواودہ کو جو صحرا کے امراء تھے، سلام کیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، یہ ان میں سے عطیہ بن سلیمان بن سباع کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ متذکرہ بالا مصائب کے بعد وہ 684ھ میں بجایہ پر قابض ہو گیا اور اسے اپنے چچا ابی حفص کے مقبوضات سے الگ کر لیا جو تونس میں صاحب حکومت تھا چنانچہ اس نے داؤد بن عطاف سے اپنا عہد پورا کیا اور اسے بجایہ کے وطن سے بہت بڑی جاگیر دی اور اس کے محاصل کے لیے اسے مختص کر دیا۔

مرسی الروس کا معرکہ

امیر ابو زکریا بونہ، قسطنطینہ، بجایہ، الجزائر، الزاب اور اس کے ماوراء علاقے کے مقبوضات میں مشغول ہو گیا۔ یہ رشتہ داری اس کے لیے عثمان بن یغمراسن اور اس کے بیٹوں کے ساتھ تعلق کا ذریعہ تھی۔ لہٰذا جب 698ھ میں یوسف بن یعقوب نے تلمسان پر یلغار کی تو امیر ابو زکریا نے عثمان بن یغمراسن کو اپنی فوجوں سے مدد دی۔ جب اس کی خبر یوسف بن یعقوب کو پہنچی تو اس نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو فوجوں کے ساتھ ان سے الجھنے کے لیے بھیجا تو جبل الزاب میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی جس میں موحدین کی فوجوں کو شکست ہوئی اور اکثر وہاں مقتول ہوئے۔ اس دور میں اس معرکہ کو مرسی الروس کہتے تھے اس کی وجہ سے خلیفہ کی قوم تونس میں بنی مرین تک مستحکم ہو گئی اور اس نے موحدین کے مشائخ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں

بجایہ کے محاصرہ کرنے کی دعوت دیں۔ اس نے ان کے ساتھ قیمتی تحائف بھی بھیجے اور عثمان بن یغمراسن کو اپنی دیواروں کے پیچھے سے ان کو اطلاع مل گئی تو وہ اس کے لیے اجنبی بن گیا لہٰذا اس نے اپنے منابر سے خلیفہ کا تذکرہ ساقط کر کے اسے اپنی عملداری سے مٹا دیا اور اس عہد کو بھول گیا۔ واللہ مالک الارض سبحانہ۔

☆☆☆

باب:۴۳

یغمراسن کی وفات کے بعد عثمان کی حکومت میں پیش آنے والے واقعات

سلطان یغمراسن 681ھ میں تلمسان سے نکلا جہاں اس نے اپنے بیٹے عثمان کو عامل مقرر کیا پھر وہ بلاد مغراوہ میں دور تک چلا گیا اور ان کے مضافات پر قبضہ کر لیا چنانچہ ثابت بن مندیل اس کے لیے تنس شہر سے دست بردار ہو گیا تو اس نے اسے بھی اپنے قبضے میں لے لیا۔ پھر اس اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا ابو عامر برہوم، سلطان ابو اسحٰق کی بیٹی کے ساتھ جو اس کے بیٹے عثمان کی بیوی تھی، تونس سے آ رہا ہے تو وہ کچھ عرصہ کے لیے وہاں ٹھہر گیا یہاں تک کہ وہ ملیانہ کے باہر اس کے ساتھ آ ملا، پھر وہ تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور راستے ہی میں اسے بیماری نے آ لیا۔ جب اس کا تخت اتارا گیا تو اس کی بیماری بڑھ گئی چنانچہ وہ اسی سال ذوالقعدہ کے آخر میں فوت ہو گیا۔ بعد میں اس کے بیٹے ابو عامر نے اسے لکڑیوں پر اٹھایا اور اس کے مرض کو چھپاتے ہوئے اسے احتیاط سے دفن کر دیا، یہاں تک کہ وہ بلاد مغراوہ میں سک تک چلا گیا۔ پھر وہ جلدی سے تلمسان کی طرف گیا تو اس کا ولی عہد بھائی عثمان بن یغمراسن اپنی قوم کے ساتھ اسے ملا، پس لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اسے حلفیہ بیان دیا، پھر وہ تلمسان میں داخل ہوا تو عوام و خواص نے اس کی بیعت کی۔ اس نے اسی وقت تونس کے خلیفہ ابو اسحٰق سے گفتگو کر کے اسے اپنی بیعت کی پیشکش کی تو اس نے اسے قبولیت کا جواب دیا۔ پھر اسے دستور کے مطابق اس کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ اس نے یعقوب بن عبدالحق سے مصالحت کی گفتگو کی کیونکہ اس کے باپ یغمراسن نے اسے اس کی وصیت کی تھی۔

یغمراسن کی وصیت

علامہ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم ایلی کا کہنا ہے کہ سلطان ابوحمو موسیٰ بن عثمان نے جو اس کے گھر میں آمدنی و مصارف کا ذمہ دار تھا، یہ بتایا کہ دادا یغمراسن نے دادا عثمان کو وصیت کی۔ (دادا ان کی زبان میں نہایت تعظیم کا لفظ ہے) کہ اے میرے بیٹے! بنی مرین کی حکومت کے مضبوط ہو جانے اور دور دراز کی عملداریوں کے علاوہ مراکش کے دارالخلافت پر ان کے قابض ہو جانے کے بعد ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں البتہ میرے لیے اس پہلو سے جس سے تو دور ہے، واپس آ جانے کی ذلت کے باعث ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رُکنا بھی ممکن نہیں پھر بھی تم ان کے ساتھ جنگ کرنے سے بچنا اور جب وہ تمہارے قریب آئیں تو تم پر دیواروں کی پناہ لینا واجب ہے لیکن مقدور بھر کوشش کرنا کہ تم موحدین کی عملداریوں اور مقبوضات پر قابض ہو جاؤ جو تمہارے قریب ہیں، اس سے تمہاری حکومت مضبوط ہو گی اور تم اپنی فوجوں کے ساتھ دشمن کی فوجوں کو روک سکو گے اور شاید تمہیں کسی شرقی سرحد کو اپنے ذخیرے کے لیے محفوظ مقام بنانا پڑے۔ چنانچہ شیخ کی وصیت اس کے دل میں پیوست ہو گئی اور اس نے اپنے خیالات اس پر مرکوز کر دیئے۔ پھر وہ بنی مرین کے ساتھ مصالحت کرنے کے لیے جھکا تا کہ وہ اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنا سکے۔ بعد ازاں اس نے اندلس کی طرف اپنی چوتھی روانگی میں اپنے بھائی محمد بن یغمراسن کو اندلسی کنارے میں یعقوب بن عبدالحق کی طرف بھیجا۔ لہٰذا وہ سمندر پار کر کے اس کے پاس گیا اور ارکش میں اس سے ملا، اس نے اسے خوش آمدید کہا اور جو مصالحت وہ چاہتا تھا، اس سے کی۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی کی طرف واپس آ گیا۔ پس اس کا دل خوش ہو گیا اور وہ شرقی علاقے کو فتح کرنے کے لیے فارغ ہو گیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔

باب:۴۴

مغراوہ اور بنی توجین کے ساتھ عثمان بن یغمراسن کے معاملات اوران کی عملداریوں اور قلعوں پر قبضہ

جب عثمان بن یغمراسن کی یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مصالحت ہوگئی تو اس نے بلاد مغراوہ اور توجین کی مشرقی عملداریوں اوراس کے ماوراء موحدین کی عملداریوں کی طرف اپنی توجہ پھیردی۔ پس سب سے پہلے وہ بنی توجین اور مغراوہ کے نواح اوراس کے ماوراء علاقے پر قابض ہوا۔ پھراس کے دُور دراز علاقوں سے واقفیت حاصل کر کے وہ بلادِ مغراوہ کے علاقہ متیجہ کی طرف گیا اوراس کی خوشحالی وآسودگی اور کھیتوں کو تباہ و برباد کر دیا اور وہاں سے بجایہ جا کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخرانہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ یہ 686ھ کا واقعہ ہے۔ امیر مغراوہ ثابت بن مندیل اس کے لیے تنس سے دست بردار ہوگیا۔ پس اس نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اور بقیہ بلادِ مغراوہ بھی اس کی حکومت میں شامل ہو گئے۔ اسی سال اس نے بلادِ توجین پر حملہ کیا اوراس کی اجناس کو لوٹ کر لے گیا۔ پھرانہوں نے مازونہ میں روک لیا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ مغراوہ کا محاصرہ کرے گا۔ بالآخراس نے تافرکنیت کے قریب ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا اوراس کی ناکہ بندی کر دی۔ اس کے لیڈر غالب الخصی سے ساز باز کی جو بنی محمد بن عبدالقوی میں سے سیدالناس کا غلام تھا۔ پس غالب اس کے لیے تافرکنیت سے دستبردار ہوگیا چنانچہ یہ تلمسان واپس آ گیا۔

بنی توجین پر دوبارہ حملہ

687ھ میں اس نے بنی توجین پر دوبارہ حملہ کیا اوران کے دارالخلافہ وانشریس میں انہیں مغلوب کر لیا۔ ان کا امیر مولیٰ بنی زرارہ جو محمد بن عبدالقوی کے بیٹوں میں سے تھا، وہاں سے فرار ہوگیا اوراس نے ان سے حلف لیا۔ لہٰذا اپنی قوم اوراولادِ عزیز کے ساتھ المریہ کے نواح میں چلا گیا۔ عثمان بن یغمراسن نے ان کا تعاقب کیا اورانہیں اس طرف سے بھی نکال دیا۔ اس کے بعد مولیٰ زرارہ جلد ہلاک ہوگیا جب کہ اس سے پہلے عثمان نے بنی توجین کے بنی یدللتن کے علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان کے رؤسا اوراولادِ سلامہ س قلعہ میں کئی بار جنگ کی جوان سے منسوب ہے مگروہ اس کے آگے نہ جھکے البتہ بعد میں انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اوراپنی قوم بنی توجین کو چھوڑ کر بنی یغمراسن کی حکومت میں چلے گئے۔ پس ان کے امراء نے محمد بن عبدالقوی کے عہد کو عہداول کے دور سے توڑ دیا اورعثمان کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ انہوں نے اپنی رعایا اورعمال پر اس کے لیے محصول عائد کیے۔ یہاں تک کہ اس کے بعد وہ وانشریس پر بھی قابض ہوگیا جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے تمام بلادتوجین اس کی عملداری میں شامل ہو گئے۔ اس نے اپنے قرابت داروں کو جبل وانشریس پر والی مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ المریہ کی طرف گیا جہاں بنی توجین میں سے اولادِ عزیز رہتی تھی، اور المریہ سے جنگ کی۔ اس میں منہاجہ کے کچھ قبائل اس کی دعوت کے ذمہ داربن گئے جو لمدیہ کے نام سے مشہور تھے اورانہی کی طرف وہ منسوب ہوتا تھا۔ پھرانہوں نے 688ھ میں اسے المریہ پر قبضہ دلوا دیا۔ چنانچہ سات ماہ تک یہ اس کی حکومت میں رہا مگر پھران لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ چنانچہ یہ شہر اولادِ عزیز کی حکومت میں واپس آ گیا۔ انہوں نے المریہ پر اس سے مصالحت کر کے محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کی طرح اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر بنی توجین میں اس کی حکومت قائم ہوگئی اوران کے بقیہ مضافات بھی اس کے مطیع ہو گئے۔ پھر 689ھ میں وہ بلادِ مغراوہ کی طرف گیا کیونکہ بنی مرین کی ایک فوج تلمسان میں رہتی تھی۔ لہٰذا اس نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اوراپنے بیٹے ابوحمو کو ان کے مرکز عمل شلب میں بھیجا۔ پس وہ وہاں ٹھہرا رہا خود وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور مغراوہ کی جماعت متیجہ کے نواح میں آ گئی جہاں ثابت

بن مندیل ان کا امیر تھا۔ پس وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہے۔ اس کے بعد عثمان نے 693ھ میں ان پر چڑھائی کی تو وہ یرشک شہر میں ہی رہے۔ اس نے چالیس دن تک ان کا محاصرہ کیے رکھا اور آخر کار اسے بھی فتح کر لیا۔ ثابت سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلا گیا اور یوسف بن یعقوب کے ہاں مقیم ہوا۔ پھر عثمان نے مغراوہ کے بقیہ مضافات پر اسی طرح قبضہ کر لیا جیسے کہ اس نے بنی توجین کے مضافات پر قبضہ کیا تھا۔ چنانچہ مغرب اوسط کا تمام علاقہ اور زناتہ اولیٰ کے شہر اس کی عملداری میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد وہ بنی مرین کی جنگ میں مشغول ہو گیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب: ۴۵

بجایہ سے جنگ اور اس کے اسباب

ہم پڑھ چکے ہیں کہ مولیٰ ابوزکریا الاوسط بن المولیٰ ابواسحق بن ابوحفص بجایہ سے الدعی بن ابی عمارہ کے مددگاروں کا سامنا کرنے کے بجائے بھاگ کر تلمسان چلا گیا تھا۔ عثمان بن یغمراسن کے ہاں آمد پر اس کی خوب پذیرائی ہوئی۔ بعد ازاں الدعی بن ابی عمارہ فوت ہو گیا اور اس کا چچا امیر ابوحفص خود مختار خلیفہ بن گیا۔ عثمان بن یغمراسن نے حسب عادت اس کی طرف اپنی اطاعت کی خبر دینے کے لیے اپنی قوم کے سردار اس کے پاس بھیجے۔ باشندگان بجایہ کے بہت سے لوگوں نے امیر ابوزکریا سے ساز باز کر کے اسے بجایہ آنے پر آمادہ کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ شہر اس کی اطاعت کرے گا۔ عثمان بن یغمراسن نے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے اپنے چچا کے حق بیعت کو پورا کرتے ہوئے جو الحضرۃ میں خلیفہ تھا، اس کی بات کو قبول نہ کیا۔ چنانچہ اس نے یہ خبر چھپائی گئی۔ کئی روز تک وہ نقض بیعت کے متعلق متردد رہا۔ پھر جنگل میں زغبہ کے قبائل کو جولا نگاہوں میں چلا گیا اور داؤد بن ہلال بن عطاف کے ہاں قیام کیا۔ عثمان بن یغمراسن نے اس سے فرمانبرداری کا مطالبہ کیا تو وہ نہمانا اور اس کے ساتھ بجایہ کے مضافات کی طرف چلا گیا۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ دونوں زواودہ کے قبائل کے ہاں ٹھہرے۔ اس کے بعد مولیٰ ابوزکریا بجایہ پر قابض ہو گیا۔ یہ ایک طویل داستان ہے جس کا ذکر ہم نے گزشتہ صفحات میں کیا ہے۔ آخر عثمان اور اس کے درمیان قطع تعلق مستحکم ہو گئی جو عثمان اور خلیفہ تونس کے درمیان دوستی کا سبب بن گئی پس جب عثمان نے 686ھ میں اس پر چڑھائی کی اور وہ مشرق کی جانب دور تک چلا گیا تو بجایہ کی عملداری کی طرف بھی گیا اور اس کے بقیہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے بجایہ سے جنگ کی جسے وہ سازش سے عملداری بنا کر خلیفہ تونس کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ اس طرح وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے وہاں سات روز تک اپنی فوجیں بٹھا رکھیں۔ پھر وہاں سے مغرب اوسط کی طرف پلٹ گیا۔ آخر کار اس نے تافرکنیت اور مازونہ کو فتح کر لیا۔

☆☆☆

باب: ۴۶

بنی مرین کے ساتھ دوبارہ جنگ اور تلمسان کا طویل محاصرہ

بنی مرین کا سلطان یعقوب بن عبدالحق بنی عبدالواد کے ساتھ صلح کے دوران فوت ہو گیا جو اسے جہاد میں مشغول کرنے کے لیے منعقد ہوئی، جس کے بعد اس کا بڑا بیٹا یوسف اس کی قوم کا امیر بنا اور یغمراسن اور اس کے بیٹے نے طاغیہ اور ابن الاحمر کی مکمل مدد کی تو اسی وقت یوسف بن یعقوب نے

طاغیہ کے ساتھ صلح کر لی جس کے نتیجے میں وہ ابن الاحمر کے حق میں اندلس کی ان سرحدوں سے جو اُن کے لیے تھیں، دستبردار ہو گیا۔ اب وہ بنی عبدالواد سے جنگ کے لیے فارغ تھا اور اس کے باپ کی وفات سے چار دن بعد اس کا کام درست ہو گیا۔ 689ھ میں یہ تلمسان کی طرف بڑھا اور عثمان نے اس کے مقابلہ میں فصیلوں کی پناہ لے لی۔ پس اس نے صبح کو تلمسان سے جنگ کی اور آس پاس کے درختوں کو کاٹ کر وہاں منجنیقیں اور آلات نصب کیے چنانچہ اس نے اس کی قوت کو محسوس کر لیا تو وہاں سے بھاگ کر واپس چلا آیا۔ عثمان بن یغمراسن نے ابن الاحمر اور طاغیہ سے ساز باز میں اپنے باپ کے طریق کو اختیار کرتے ہوئے اپنے ایلچیوں کو تلمسان بھیجا، مگر اسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔

یوسف بن یعقوب کے متواتر حملے

مغراوہ تلمسان میں یوسف بن یعقوب کے پاس چلے گئے اور اس سے بہت تکلیف اٹھائی۔ بالآخر جب وہ تلمسان سے بھاگے تو عثمان نے حملہ کر کے ان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ان پر غالب آ گیا۔ چنانچہ اس کے بعد اس کے بیٹے ابوحمو کو وہاں بھیجا۔ پس جب 695ھ کا سال آیا تو یوسف بن یعقوب نے دوسری بار چڑھائی کر کے ندرومہ سے جنگ کی پھر وہاں سے دہران کی جانب چلا گیا جہاں جبل کیدرہ اور تاسکدارت کے باشندوں نے اس کی اطاعت کی۔ اس جگہ عبدالحمید بن الفقیہ ابی زید الیرناسی کا پڑاؤ تھا۔ پھر اس نے مغرب کی طرف لوٹتے ہوئے حملہ کیا۔ عثمان بن یغمراسن مقابلہ میں نکلا تو اس نے ان پہاڑوں میں خوب قتل عام کیا کیونکہ یہ اس کے دشمن کی اطاعت کرتے تھے اور اس کی فوجوں سے الجھتے تھے چنانچہ اس نے تاسکدات کے پڑاؤ کو لوٹ لیا۔ یعقوب بن یوسف نے 696ھ میں تیسری بار اسے جنگ کے لیے روانہ کیا لیکن وہ مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ حتیٰ کہ اس نے 697ھ میں اسے چوتھی بار جنگ کے لیے بھیجا تو وہ تلمسان میں ٹھہر گیا اور اس کا محاصرہ کر کے تعمیرات میں لگ گیا مگر وہاں سے پھر تین ماہ کے لیے بھاگ گیا اور راستے میں وجدہ کے پاس سے گزرا تو از سر نو اس کی تعمیر کا حکم دے کر کام کرنے والوں کو وہاں اکٹھا کیا چنانچہ اپنے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کو اس کام پر نگران مقرر کیا اور اس کی شان کی خاطر قیام کیا۔ پھر یوسف مغرب کو چلا گیا اور بنوتوجین نے تلمسان سے یوسف بن یعقوب کے ساتھ جنگ کی جس میں اولادِ سلامہ نے بڑا کردار ادا کیا۔ یہ لوگ بنی یدللتن کے سردار اور اس قلعہ کے مالک تھے جو ان کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ پس جب یہ وہاں سے بھاگا تو عثمان بن یغمراسن نے جاکران ؑ کے شہروں پر قبضہ اور قلعہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ جو کچھ انہوں نے اس سے تکلیف پائی تھی اس نے کئی گنا زیادہ تکلیف پائی چنانچہ وہ طویل عرصہ تک ان کے علاقے میں مصروف رہا۔

ندرومہ پر ابو یحییٰ کا قبضہ

ابو یحییٰ بن یعقوب ندرومہ کی طرف گیا اور اس کے سردار زکریا بن تحلیف بن المطفر حاکم وقت سے ساز باز کر کے بزورِ قوت اپنی فوج کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا، پس بنومرین، ندرومہ اور توقت پر قابض ہو گیا اور یوسف بن یعقوب اس کے پیچھے آکر ان میں سے مل گیا۔ پھر سب کے سب تلمسان کی طرف بڑھے تو عثمان کو بھی قلعہ میں اپنے محصور مقام پر اس کی خبر پہنچ گئی تو وہ منزلیں طے کرتا ہوا تلمسان آیا۔ یوسف بن یعقوب کچھ وقت اس سے پہلے وہاں پہنچ گیا پھر اس دن کی شام کو بنی مرین کے ہراول دستے بھی آ گئے جن کو انہوں نے شعبان 697ھ میں وہاں ٹھہرا دیا چنانچہ فوج نے تمام اطراف سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ بعد میں یوسف بن یعقوب نے اس کے اردگرد فصیلوں کی ایک باڑ بنا دی جس نے اسے گھیر لیا۔ پھر اس میں جنگ کے لیے راستے بنائے بالآخر اس نے فصیلوں کی جانب اپنی داد و دہش کے لیے ایک شہر کی حد بندی کر کے اس کا نام منصورہ رکھا اور کئی سال تک وہاں صبح و شام جنگ کرتا رہا۔ پھر اس نے مغرب اوسط اور اس کی سرحدوں کو فتح کرنے کے لیے اپنی فوج بھیجی جس نے بلادِ مغراوہ اور بلادِ توجین پر قبضہ کر لیا۔ تلمسان کے محاصرہ میں وہ اپنی جگہ پر ڈٹ کر بیٹھ گیا مگر اپنے شکار کو پھاڑ کھانے شیر کی طرح اس سے آگے نہیں جاتا تھا یہاں تک کہ عثمان فوت ہو گیا اور کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی فوت ہو گیا۔ والی اللہ المصیر سبحانہ وتعالیٰ لا رب غیرہ۔

☆☆☆

باب: ۴۷

طویل ذلت آمیز محاصرہ میں عثمان بن یغمراسن کی موت اس کے بیٹے محمد بن ابوزیان کی حکومت کے حالات

جب یوسف بن یعقوب نے اپنی فوجوں کے ساتھ تلمسان کا محاصرہ کیا تو عثمان اور اس کی قوم وہاں محصور ہو گئے۔ اس محاصرے نے گویا ان کا گلا گھونٹ دیا لہٰذا انہوں نے اطاعت اختیار کر لی۔ آخر عثمان 703ھ میں یعنی اپنے محاصرے کے پانچویں سال فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابوزیان نے حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی۔

عثمان کی وفات یا خودکشی

علامہ محمد بن ابراہیم ایلی جوان کے گھر کی آمدنی و مصارف کے وکیل تھے، بتاتے ہیں کہ عثمان بن یغمراسن نے دیماس میں وفات پائی۔ اس نے اپنے پینے کے لیے دُودھ تیار کیا۔ اس میں سے کچھ دُودھ پینے کے بعد اسے اور پیاس لگی تو اس نے پیالہ منگوا کر پھر دُودھ پیا اور ابھی کھڑا ہوا ہی تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ اور ہم جو اس کے رفقاء تھے، خیال کرتے ہیں کہ اس نے دشمن سے مغلوب ہونے کی ذلت سے بچنے کے لیے اس میں خود زہر ملا دیا تھا۔

علامہ بیان کرتے ہیں کہ خادم نے اس کی بیوی دختر سلطان ابواسحٰق بن امیر ابوزکریا بن عبدالواحد بن ابی حفص حاکم تونس کو آ کر اس کی خبر دی تو وہ آ کر اس پر گر پڑی اور اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا چنانچہ اس نے دروازوں کی بندش کے لیے ان پر خیمے لگا دیئے۔ پھر اس نے محمد ابوزیان اور موسیٰ ابوحمو کو پیغام بھیج کر بلایا اور ان دونوں سے ان کے باپ کی تعزیت کی۔ ان دونوں نے بنی عبدالواد کے مشائخ کو طلب کر کے ان کے سامنے سلطان کی بیماری کا حال بیان کیا تو ان میں سے ایک نے سوالیہ انداز میں اور قوم کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا، سلطان ابھی ہمارے ساتھ تھا اور بیماری لگنے پر ابھی کوئی وقت نہیں گزرا۔ پس اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو ہمیں بتایئے۔ اس پر ابوحمو نے اسے کہا کہ جب وہ فوت ہو جائے گا تو تم کیا کرو گے؟ اس نے کہا ہم تمہاری مخالفت سے ڈرتے ہیں، ورنہ ہمارا سلطان، تمہارا بڑا بھائی ابوزیان ہے۔ چنانچہ ابوحمو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اپنے بھائی کے ہاتھ پر جھک کر اسے بوسہ دے کر اسے اپنا عہد دیا۔ پھر مشائخ نے بھی اس کی اقتداء کی تو اسی وقت اس کی بیعت منعقد ہو گئی۔ بنو عبدالواد نے اپنے سلطان کا احاطہ کر لیا اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور دستور کے مطابق اپنے دشمن سے لڑنے کے لیے نکلے گویا عثمان فوت نہیں ہوا۔

محاصرے میں گرانی کی انتہا

یوسف بن یعقوب کو ان کے محاصرے میں اپنے مقام پر اطلاع مل گئی تو وہ دردمند ہوا، اور اس کے بعد اس کی قوم کی بہادری سے حیرت زدہ ہو گیا جس نے اپنی آمد کے دن سے لے کر مسلسل آٹھ سال تین ماہ تک ان کا محاصرہ رکھا جس میں انہیں ایسی تکلیف پہنچی جو کسی قوم کو نہ پہنچی تھی اور وہ مُردہ جانور بلیاں اور چوہے کھانے پر مجبور ہو گئے یہاں تک کہ انہیں خیال ہوا کہ وہ محاصرہ کے دنوں میں بے بس ہو کر مُردہ آدمیوں کے اعضاء بھی کھا گئے ہیں۔ پھر انہوں نے آگ جلانے کے لیے چھت برباد کر دی اور خوراک، اجناس اور دیگر ضروریات کی چیزوں کے بھاؤ بہت گراں ہو گئے کیونکہ وہ منفعت کی حدود سے تجاوز کر گئے تھے۔ لہٰذا وہ لاچار ہو گئے، ایک پیمانہ گندم کی قیمت ان کی زبان میں ایک برشالہ تھی، جس کی مقدار سے وہ آپس میں بارہ رطل اور دو مثقال کے نصف اور عمدہ سونے کے نصف سے لین دین کرتے تھے۔ گائے کی قیمت ساٹھ مثقال اور ایک دنبے کی قیمت

ساڑھے سات مثقال تھی۔ اور مُردہ خچروں اور گدھوں کا ایک رَطل گوشت، مثقال کی قیمت میں آتا تھا اور گھوڑوں کا گوشت دس درہم کا آتا تھا جو ایک مثقال کے برابر ہوتے ہیں اور مُردہ یا ذبح شدہ گائے کی کھال تیس درہم میں ملتی تھی اور گھریلو بلی، ڈیڑھ مثقال میں اور کُتے کی بھی یہی قیمت تھی۔ چُوہا دس درہم میں اور سانپ بھی اسی قیمت میں پر ملتا تھا۔ مُرغی تیس درہم میں، انڈا چھ درہم میں اور چڑیاں بھی اسی قیمت پر ملتی تھیں۔ تیل کا اوقیہ (1/4 چھٹانک) بارہ درہم میں اور گھی کی بھی یہی قیمت تھی۔ چربی کا اوقیہ بیس درہم میں اور لوبیا بھی اسی قیمت پر ملتا تھا۔ نمک کا ایک اوقیہ دس درہم میں اور لکڑیوں کا بھی یہی بھاؤ تھا۔ بند گوبھی کا ایک پھول، مثقال کی تین گنا قیمت میں اور خس کی سبزی بیس درہم میں، شلجم پندرہ درہم میں اور ایک ککڑی اور ایک خربوزہ چالیس درہم میں، کھیرہ، دینار کی تین گنا قیمت میں اور تربوز، تیس درہم میں انجیر اور آلو بخارا دو درہم میں ملتا تھا۔

چنانچہ محصور لوگوں نے اپنے اموال اور موجود سامان تباہ کر دیئے اور ان کی حالات خراب سے خراب تر ہوگئی۔ البتہ یوسف بن یعقوب کی حکومت تلمسان کے محاصرہ سے مضبوط ہونے کی وجہ سے منصورہ شہر کی مقبوضہ زمین وسیع ہوگئی۔ دُور دُور سے سوداگر اپنے سامان تجارت کے ساتھ وہاں آنے لگے شہر آبادی سے اس قدر معمور ہوگیا کہ کوئی شہر اس طرح آباد نہ تھا۔ پھر اس نے بادشاہوں کو مصالحت اور محبت سے خطاب کیا اور تونس اور بجایہ سے موحدین کے ایلچی اور تحائف اس کے پاس آنے لگے۔ اسی طرح مصر اور شام کے فرمانرواؤں کے ایلچی اور تحائف بھی آئے چنانچہ وہ اس قدر طاقتور ہوگیا کہ کوئی اس کا ہمسر نہ تھا۔

یوسف بن یعقوب کا انجام

بنی یغمراسن اور ان کے قبیلے کے محافظین جب ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے تنگ آکر ان کے ساتھ مرنے کے لیے نکلنے کا عزم کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک عجیب کیفیت پیدا کر دی اور خصی جو عبید میں سے تھا، اس کے ہاتھوں سلطان یوسف بن یعقوب کو مروا کر ان کی تنگی کو دُور کر دیا۔ سلطان کے بعض خدشوں اور وسوسوں کی بدولت ناراض ہو کر اسے گھر کے ایک کونے کی خواب گاہ میں لے گیا اور اسے ایک خنجر مارا جس سے اس کی انتڑیاں کٹ گئیں پھر اسے پکڑ کر اس کے وزراء کے پاس لے گیا جنہوں نے اس کی تکا بوٹی کر دی۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ ان کے عہد کی کوئی چیز بھی باقی نہ رہی اور حکومت خدائے واحد ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آل زیان کی قوم اور ان کے شہریوں سے تکلیف کو دُور کر دیا۔

ابوحمو کا ابوزیان سے مکالمہ

محمد بن ابراہیم ایلی نے بیان کیا ہے کہ ایک صبح کو سلطان ابوزیان اپنے محل کے گوشوں میں خلوت میں بیٹھا تھا اور یہ بدھ کا دن تھا۔ چنانچہ اس نے اجناس کے خازن ابن حجاف کو بلا کر پوچھا کہ سر بمہر تہ خانوں میں کتنی خوراک باقی ہے۔ اُس نے بتایا کہ آج اور کل کی معاش کا سامان باقی رہ گیا ہے۔ لہٰذا اس نے ذخیرے کو چھپانے کا حکم دیا۔ اسی اثناء میں اس کا بھائی ابوحمو وہاں آیا تو یہ خبر سن کر اس نے غم کے مارے سر جھکا لیا۔ دونوں بغیر بات کیے خاموش بیٹھے رہے کہ اچانک سلطان ابواسحاق کے گھر کی وعدنامی لونڈی آئی جو محل کی آمدنی اور مصارف کی ذمہ دار تھی۔ اس نے کہا کہ آپ کے باپ کی چہیتی کنیزیں اور زیان کی بیٹیاں جو آپ کی بیویاں ہیں کہتی ہیں کہ ہمیں زندگی سے کیا سروکار۔ آپ کا محاصرہ طول پکڑ چکا ہے اور دشمن آپ پر تہمت لگانے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اب تو آپ کے قتل پر رونے کے لیے زیادہ لوگ بھی باقی نہیں رہے۔ لہٰذا ہمیں قید کی ذلت سے بچائیں اور اپنی جانوں کو ہمارے بارے میں بھی راحت دلائیں۔ ہمیں اب ہماری ہلاکت کی جگہوں کے قریب کر دیں کیونکہ ذلت کی زندگی ایک مستقل عذاب ہے، ویسے بھی آپ کے بعد زندگی موت ہے۔ یہ سن کر ابوحمو اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت قابل رحم لگتا تھا۔ کہنے لگا اس لونڈی نے آپ کو صحیح اطلاع دی ہے۔ ان کے متعلق اب کیا سوچ رہے ہیں۔ اس نے کہا مجھے تین دن کی مہلت دو، شاید اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسائش پیدا کر دے۔ اس کے بعد مجھ سے ان کے بارے میں مشورہ نہ کرنا بلکہ یہود و نصاریٰ کو ان کے قتل کرنے کے لیے بھیج کر میری طرف آجانا۔ ہم اپنی قوم کے ساتھ اپنے دشمن کے مقابلہ میں نکل کر موت کو قبول کریں گے۔ اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔ چنانچہ ابوحمو ناراض ہوگیا اور اس بارے میں مہلت دینے سے انکار کر دیا۔ وہ کہنے لگا خدا کی قسم ہم اپنے اور ان کے لیے ذلت کا انتظار کریں گے۔ پھر اس کے پاس سے غضب ناک ہو کر اٹھا اور سلطان

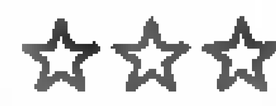
ابوزیان رونے کے لیے تیار ہوا۔

ابوزیان کی غیبی امداد

ابن حجاف بیان کرتا ہے کہ میں اس کے سامنے اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا جہاں سے نہ آگے ہو سکتا تھا اور نہ پیچھے۔ اسی دوران میں اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا اچانک مجھے دربان نے اشارہ کر کے خوف زدہ کر دیا، اس نے دھیمی آواز میں کہا کہ میں سلطان کو اطلاع دوں کہ ایک ایلچی بنی مرین کے پڑاؤ سے آیا ہے۔ میں اسے صرف اشارے سے جواب دے سکا لیکن سلطان گھبراہٹ کے باعث ہمارے خفیف اشارے سے ہی بیدار ہو گیا چنانچہ میں نے اسے اجازت دے کر ایلچی کو بلا لیا۔ جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے بتایا کہ یوسف بن یعقوب ابھی فوت ہو گیا ہے اور میں اس کے پوتے ابوثابت کا ایلچی بن کر آپ کے پاس آیا ہوں تو سلطان خوش ہو گیا پھر اس نے اپنے بھائی اور اپنی قوم کو بلایا یہاں تک کہ ایلچی کا پیغام سب نے سن لیا۔ اور یہ ان دنوں ایک عجیب بات تھی۔

ابوثابت کی مساعی

اس پیغام میں ایک یہ اطلاع بھی تھی کہ جب یوسف بن یعقوب فوت ہوا تو اس کے بھائیوں، بیٹوں اور پوتوں میں اس حکومت کے لیے سخت مقابلہ ہوا پھر اس کا پوتا ابوثابت بنی ورتاجن کے پاس چلا گیا کیونکہ ان میں اس کے ماموں ہونے کی رشتہ داری تھی۔ چنانچہ اس نے انہیں اکٹھا کیا اور وہ اس کے پاس جمع ہو گئے پھر اس نے عثمان بن یغمراسن کی اولاد کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اُسے مدد دیں اور اگر اس کی مساعی ناکام ہو جائیں تو وہ اس کی پناہ گاہ اور مامن بن جائیں۔ اور اگر اس کی کوشش کامیاب ہو گئی تو بنی مرین کا پڑاؤ ان سے خالی ہو جائے گا۔ لہٰذا انہوں نے اس سے اس امر پر معاہدہ کر لیا اور جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو اس نے ان سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان کی خاطر ان تمام عملداریوں سے دستبردار ہو گیا جن پر یوسف بن یعقوب نے ان کے علاقے پر قبضہ کیا تھا۔ حتیٰ کہ اس میں ان تمام فوجوں کو بھی واپس بلا لیا جنہیں اس نے ان کی سرحدوں پر بٹھایا تھا اور یہ مغرب اوسط میں اپنی عملداریوں میں واپس آ گئے۔ اس کے بعد ان کا جو حال ہوا وہ ہم ابھی بیان کریں گے۔



باب: ۴۸

محاصرے کے بعد سلطان ابوزیان کی حکومت

محاصرے کی ذلت سے نکلنے اور بنی مرین کے ہاتھوں سے اپنی عملداریوں کو واگزار کرانے کے بعد سلطان ابوزیان نے اپنی حکومت کا آغاز اس امر سے کیا کہ وہ آخر ذوالحجہ 706ھ میں اپنے بھائی ابوحمو کے ساتھ تلمسان سے بلادِ مغراوہ میں پہنچا اور وہاں جو لوگ بنی مرین کی اطاعت میں تھے، انہیں وہاں سے بھگا دیا۔ پھر ان کے عمال سے سرحدیں لے لیں، ان کی اطراف پر قبضہ کر کے اپنے غلام مسامح کو ان پر امیر مقرر کر دیا اور واپس آ گیا۔

ابوزیان کی سرگرمیاں

پھر اس نے السرسو پر حملہ کیا۔ مذکورہ بالا محاصرے کے دنوں میں عربوں نے سوید اور دیالم کے زناتہ اور بنی یعقوب بن عافی کے ان لوگوں سے مل کر جو ان سے تعلق رکھتے تھے، اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے لیکن اس نے مسلسل تعاقب کر کے ان پر حملہ کر دیا۔ پھر واپس آ کر بنی توجین کے علاقے سے گزرا اور بنی عبدالقوی میں سے جو لوگ جبل میں باقی رہ گئے تھے اُن سے اطاعت کا تقاضا کیا اور اپنے خروج

سے نو ماہ بعد تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ اس طرح اس نے اپنی حکومت کی اطراف کو مضبوط اور صاف کرنے کے بعد اپنے محالات اور باغات کی درستی کی طرف توجہ کی۔ اس کے ملک میں جو کچھ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا، اس کی مرمت کی لیکن اس دوران میں وہ بیمار ہو گیا اور سات ماہ تک اُسے شدید تکلیف رہی۔ آخر شوال 707ھ میں وہ فوت ہو گیا۔

☆☆☆

باب:۴۹

حفصی دعوت کا تلمسان کے منابر سے ناپید ہونا

افریقہ میں حفصی دعوت تونس، بجایہ اور اس کے مضافات میں ان کے شرفا میں منقسم ہو چکی تھی اور عجیشہ اور دشتانة کا شہران دونوں کے درمیان سرحد تھا۔ امیر ابوحفص ابن الامیر ابی زکریا اوّل تونس میں خلیفہ تھا اور اسے حاکم بجایہ اور الحضرۃ کی مغربی سرحدوں پر برتری حاصل تھی۔ بنی زیان اس کی بیعت کر چکے تھے اور منبروں پر اس کے نام سے حاضری ہوتی تھی۔ انہیں مولیٰ امیر ابوزکریا الاوسط حاکم بجایہ کے ساتھ رشتہ داری کی وجہ سے تعلق خاطر تھا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب عثمان بجایہ آیا تو اس کی وجہ سے خوف لاحق ہو گیا۔ پھر انہوں نے دوبارہ اپنے تعلق کی طرف رجوع کیا اور اس پر قائم رہے، یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب نے تلمسان سے جنگ کی، ان دنوں تونس کے خلیفہ سلطان ابوعصیدہ بن واثق کی بیعت ہوتی تھی اور تلمسان کے منابر پر اسی کے نام سے حاضری ہوتی تھی۔ لیکن وہ امیر ابوزکریا الاوسط حاکم سرحد کے ساتھ ان کی دوستی کے باعث ان سے کینہ رکھتا تھا۔ چنانچہ جب یوسف بن یعقوب نے تلمسان کے بالائی علاقے میں پڑاؤ کیا اور مشرق کی طرف اپنی فوجیں بھیج دیں اور عثمان بن یغمراسن نے حاکم بجایہ سے کمک طلب کی تو اس نے انہیں اس طرف سے ہٹانے کے لیے موحدین کی ایک فوج بھیجی۔ انہوں نے جبل الزاب میں ان کے ساتھ جنگ کی تو سخت معرکے کے بعد موحدین منتشر ہو گئے اور بنو مرین نے انہیں قتل کر دیا۔ اس زمانے میں معرکہ کی جگہ کو مرسی الرؤس کہتے تھے کیونکہ اس میدان میں بکثرت سرکٹ کر گرے تھے اور یوسف بن یعقوب اور حاکم بجایہ کے درمیان مستحکم فیصلہ ہو گیا پس تونس کے خلیفہ نے اپنے اسلاف کی طرح موحدین کے مشائخ کو یوسف بن یعقوب کے پاس تجدید تعلقات کے لیے اور بجایہ کے حاکم کو اکسانے کے لیے بھیجا۔ پھر عثمان بن یغمراسن کو یہ مصیبت پیش آئی۔ چنانچہ وہ اس بات سے ناراض ہو گیا کہ اس کا خلیفہ اس کے دشمن کی مدد کر رہا ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے منبروں سے اس کا ذکر موقوف کر کے اپنی حکومت اور قوم کو اس کی دعوت سے الگ کر لیا۔ یہ ساتویں صدی کے آخر کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

باب:۵۰

ابوحمو الاوسط کی حکومت کے واقعات

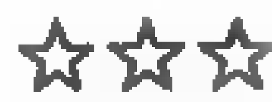
جب امیر ابوزیان فوت ہو گیا تو اس کے بھائی ابوحمو نے 707ھ کے آخر میں حکومت سنبھال لی۔ وہ بڑا بہادر، بیدار مغز، دانش مند، دُور اندیش، غیرت مند، سخت طبیعت، بد اخلاق، حد سے زیادہ عقل مند اور خود رائے تھا۔ وہ زناتہ کا پہلا بادشاہ ہے جس نے حکومت کے مراسم و قواعد کو مرتب و مہذب کیا۔ چنانچہ اس نے اپنے اربابِ حکومت کے لیے بھی اپنی تلوار کی دھار کو تیز کیا اور اپنی جنگ کی ڈھال کو ان کے لیے پلٹ دیا یہاں

تک کہ وہ اس کے مطیع ہو گئے اور انہوں نے آدابِ سلطان کو سیکھا۔

عریف بن یحییٰ نے جو زغبہ میں سے سوید کا امیر اور شاہانہ مجالس کا شیخ ہے، بیان کیا کہ موسیٰ بن عثمان زناتہ کی شاہانہ سیاست کا معلم ہے۔ زناتہ تو صرف صحرا کے رؤسا تھے، یہاں تک کہ ان میں موسیٰ بن عثمان کھڑا ہوا جس نے اس کی حد بندی کی اور اس کے مراسم کی درستی کی۔ اس کے ہم سر اس سے روایت کرتے ہیں۔ پس انہوں نے اس کے طریق کو قبول کر لیا اور اس کی تعلیم کی اقتداء کی۔

اور جب وہ خود مختار حاکم بنا تو اس نے اپنی حکومت میں اپنے کام کا آغاز سلطان بنی مرین کے ساتھ صلح کرنے سے کیا۔ پھر اس نے اپنی حکومت کے اکابر کو سلطان ابو ثابت کے پاس بھیجا اور اس کی مرضی کے مطابق اس سے صلح کی پھر اس نے بنی توجین اور مغراوہ کی طرف توجہ کی اور ان کی طرف فوجیں بھیجیں یہاں تک کہ ان کے شہروں پر قبضہ کر کے ان کے سرکشوں کو مطیع بنا لیا۔ اسی طرح محمد بن عطیہ اصم کو وانشریس کے نواح سے اور راشد بن محمد کو شلب کے نواح سے چلتا کیا۔ یہ یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد وہاں چلا گیا تھا پس اس نے اسے وہاں سے دُور کر دیا اور دونوں عملداریوں پر قابض ہو گیا پھر ان پر عامل مقرر کر کے تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

پھر 710ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ بنی توجین کے بلاد کی طرف گیا اور ان کے شہروں کے درمیان تافرکنیت میں پڑاؤ کیا چنانچہ اس نے محمد بن عبدالقوی کی اولاد کو وانشریس سے چلتا کیا اور ان کی حکومت بنی توجین میں منحصر ہو گئی لہٰذا اس نے ہمیشہ ان میں سے اور بنی تیغزین سے نوکر بنائے البتہ ان کے عظیم شخص یحییٰ بن عطیہ کو جبل وانشریس میں اس کی قوم کی امارت عطا کی نیز اولادِ عزیز میں سے یوسف بن حسن کو اس کے مضافات کی امارت دی اور سعد بن سلامہ کو اس کی قوم بنی یدللتن کی امارت عطا کی جو بنی توجین کا ایک قبیلہ ہیں، ان کی عملداری کی غربی جانب کے باشندوں کا بھی امیر بنایا اور بنی توجین کے دیگر قبیلوں کو اطاعت اور محصول کی شرط پر یرغمال رکھا۔ پھر ان سب پر اپنے پروردہ سالار یوسف بن حیون الہواری کو عامل مقرر کیا اور اپنے غلام مسامح کو بلادِ مغراوہ پر امیر مقرر کیا۔ ان دونوں کو آلات بنانے کی اجازت دی اور اپنے چچا کے بیٹے محمد کو ملیانہ کا امیر مقرر کر کے اسے وہاں ٹھہرایا اور خود تلمسان کی طرف لوٹ آیا۔



باب:۵۱

برشک کی سرحد سے زیرم بن حماد کی برطرفی

اس محل کے مشائخ کا یہ جاہل یعنی زیرم مکلانہ میں اپنے خاندان کی کثرت سے وجہ سے اس کے اندر اور باہر رہتا تھا، اس کا اصل نام زیری تھا لیکن عوام نے اس میں تصرف کر کے اس زیرم بنا دیا۔ جب یغمراسن نے بلادِ مغراوہ پر قبضہ کیا تو اس محل کے رہنے والے اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ پھر جب وہ فوت ہو گیا تو اس جاہل کے دل میں خیال آیا کہ میں مغراوہ اور بنی عبدالواد کے درمیان برشک کی حکومت کا خود مختار حاکم بن جاؤں۔ اور ایک کو دوسرے سے لڑا دوں۔ چنانچہ اس نے اس امر کا عزم کر لیا اور اسے کر گزرا۔ پھر اس نے 783ھ میں برشک کو اپنے قبضے میں کر لیا۔ عثمان بن یغمراسن نے 784ھ میں اس پر حملہ کیا اور اس سے جنگ کی مگر اسے سرنہ کر سکا۔ پھر 793ھ میں مغراوہ پر چڑھائی کی تو ثابت بن مندیل نے برشک کی پناہ لے لی اور عثمان نے وہاں پر چالیس روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر وہ سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد زیری نے عثمان بن یغمراسن کی اطاعت کر لی جس نے اسے وہاں بھیج دیا تھا لیکن اس کی تلمسان واپسی پر اس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے بعد بنو زیان اپنے محاصرے کی مصیبت میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ زیری برشک میں خود مختار بن گیا اور وہاں پر اس کی شان بڑھ گئی۔ جب بنی مرین بلاد مغراوہ پر غالب آئے تو یہ ان سے بچا اور ان کی فوجیں اطاعت وانقیاد کے اخلاص سے وہاں آتی رہیں۔ جب یوسف بن یعقوب کی وفات سے بنی مرین کی حکومت منتشر ہو گئی اور بنو یغمراسن محاصرے سے باہر آئے تو اس نے اطاعت میں کمزوری دکھائی اور اپنی عادت کے

مطابق اس علاقے کو حاصل کرنے کی پھر کوشش کی۔ یہاں تک کہ جب ابوحمو نے بلادِ مغراوہ پر قبضہ کیا تو اس کی اطاعت اس شہر سے گزر کر اس کے ماوراء علاقے تک پہنچ گئی جس سے زیری کو اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اس نے اس شرط پر اس سے امان طلب کی کہ وہ اس کی خاطر مصر سے دست بردار ہو جائے گا۔ پھر اس نے اپنی حکومت کے مفتی اعظم ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد الامام کو اس کے پاس بھیجا جس کا باپ برشک کا باشندہ تھا اور زیری نے اسے اپنی پہلی بغاوت میں دھوکے سے قتل کر دیا تھا۔ تب اس کا یہ بیٹا عبدالرحمٰن اور اس کا بھائی عیسیٰ بھاگ کر تونس چلے گئے تھے۔ وہاں ان دونوں نے تعلیم حاصل کی اور الجزائر کی طرف لوٹ آئے اور اُسے اپنا وطن بنالیا۔ پھر یہ دونوں ملیانہ کی طرف آ گئے تو بنومرین نے ان دونوں کو ملیانہ میں قضا کا عہدہ دے دیا۔ پھر یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد وہ بنومرین کے کارندوں اور سالاروں کے ساتھ ابوزیان اور ابوحمو کے پاس ملیانہ گیا۔ ان میں مندیل بن محمد الکنانی افسر امور بھی شامل تھا جس کا ذکر ان کے حالات میں آتا ہے۔ یہ دونوں اس کے بیٹے محمد کو پڑھاتے تھے پس اس نے ابوزیان اور ابوحمو کے پاس ان دونوں کی علمی حیثیت کی بہت تعریف کی، جس نے ابوحمو پر اثر کیا پھر جب وہ بااختیار حاکم بنا تو اس نے طالب علموں کے لیے تلمسان میں المطہر کی جانب ایک مدرسہ تعمیر کیا جس کے دونوں طرف ان کے لیے گھر بھی بنائے اور ان دونوں کے لیے اس مدرسہ میں تدریس کے لیے دو دفتر بنوا کر انہیں فتویٰ اور شوریٰ کے لیے مختص کیا۔ ان دونوں کو اس کی حکومت میں بڑا مقام حاصل تھا پس جب زیری نے ابوحمو سے امان طلب کی اور کہا کہ وہ اس کے پاس ایسے آدمی کو بھیجے جو اسے پُرامن طور پر اس کے دروازے تک پہنچا دے چنانچہ اس نے ان دونوں میں سے ابوزید عبدالرحمٰن الاکبر کو اس کی طرف بھیجا اور وہ ابوحمو سے یہ اجازت لینے کے بعد کہ اگر اس نے اس پر قابو پالیا تو وہ اس سے اپنے باپ کا بدلہ لے گا، اس کے پاس جانے کے لیے تیار ہو گیا، پس جب وہ برشک میں اترا تو اس نے کئی روز تک وہاں قیام کیا اور زیری ان ایام میں صبح وشام ان کی مہمان سرا میں آتا رہا، اس اثناء میں وہ اس کے قتل کا منصوبہ بناتا رہا یہاں تک کہ اس کا حیلہ کارگر ہو گیا اور ایک دن موقع پا کر اس نے اسے قتل کر دیا یہ واقعہ 708ھ میں پیش آیا۔ برشک کی حکومت اس طرح سلطان ابوحمو کو حاصل ہو گئی جس سے خودمختار مشائخ کا اثر مٹ گیا۔ والا موربید اللہ سبحانہ۔



باب: ۵۲

الجزائر کا محاصرہ اور ابن علان کی دستبرداری

الجزائر کا یہ شہر منہاجہ کے مضافات میں سے تھا اور بلکین بن زیری اس کی حد بندی کرنے والا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے اس میں قیام پذیر ہوئے۔ پھر وہ موحدین کی عملداری میں آ گیا اور بنوعبدالمومن نے اسے مغربین اور افریقہ کے شہروں میں شامل کر لیا۔ چنانچہ جب بنوابی حفص موحدین سے بے قابو ہو گئے اور ان کی حکومت بلادِ زناتہ تک پہنچ گئی جن کی سرحد تلمسان تھی تو انہوں نے یغمراسن اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کو تلمسان پر عامل مقرر کیا۔ پھر مغراوہ کے نواح پر بنی مندیل بن عبدالرحمٰن کو اور وانشریس اور اس کے اردگرد جو توجین کی عملداری تھی، اس پر محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کو عامل مقرر کیا۔ ان عملداریوں سے ماوراء الحضرۃ تک جو علاقہ تھا، وہ موحدین کی حکومت میں شامل تھا جو یہاں صاحبِ حکومت تھے۔ الجزائر کا عامل موحدین میں سے تھا۔ ان لوگوں نے جو الحضرۃ کے باشندے تھے، 764ھ میں مستنصر کے خلاف بغاوت کر دی تھی جو سات ماہ تک جاری رہی۔ چنانچہ اس نے 771ھ میں حاکم بجایہ ابوہلال کو اشارہ کیا کہ وہ اس پر حملہ کرے۔ لہٰذا اس نے کئی ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر وہاں سے بھاگ گیا، 774ھ میں ابوالحسن بن یسٹین نے دوبارہ موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کیا اور بزورِ قوت اس میں داخل ہو کر اُسے لوٹا اور اس کے مشائخ کو گرفتار کر لیا جو مستنصر کی وفات تک قیدی رہے۔

ابوزکریا کی خودمختاری

جب بنی حفص کی حکومت منقسم ہوگئی اور امیر ابوزکریا الاوسط اور اس کا باپ مغربی سرحدوں میں خودمختار ہو گئے تو انہوں نے اس کی طرف اپنی بیعت بھیجی۔ پھر اس نے ابن اکماز یرکوان پر حاکم مقرر کیا جو عمر رسیدہ اور پیر فرتوت ہونے تک ان کا امیر رہا۔

ابن اکماز یر کی وفات

ابن علان الجزائر کے مشائخ میں سے اس کے اوامر کو قائم کرنے والا اور امارت کا پیش رو تھا جس کی وجہ سے اسے اپنے بقیہ ایام میں اہل جزائر پر حکومت حاصل رہی۔ جب ابن اکماز یر فوت ہو گیا تو اسے اپنے شہر میں خودمختار بن جانے کا خیال آیا پس اس نے اس کے امیر کی وفات کی شب اپنے ہمسر اور اسلحہ بردار افراد کے لیے فوج بھیج کر ان کو قتل کرادیا۔ پھر صبح کو خودمختاری کا اعلان کر دیا اور سوار ہو کر متیجہ عربوں کے ثعالبہ اور غریب الوطنوں سے جاملا چنانچہ اس نے بہت سے پیادہ اور تیر انداز اکٹھے کر لیے۔ بجایہ کی فوجوں نے کئی بار اس سے جنگ کی مگر یہ ان کے مقابلہ میں ڈٹا رہا جس کے نتیجے میں وہ مکیلش، بلادِ متیجہ میں سے حمایۃ الکثیر پر غالب آ گیا۔ پھر جب انہوں نے بلادِ شرقیہ پر غلبہ پالیا اور القاصیہ میں دُور تک چلے گئے تو ابو یحییٰ بن یعقوب نے بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کی چنانچہ اس نے ناکہ بندی کر کے ان پر تنگی وارد کر دی۔ امیر خالد کا ایلچی قاضی ابوالعباس الغماری، ابن علان کے پاس سے یوسف بن یعقوب کی طرف جاتے ہوئے گزرا تو اس نے اُسے باقی رکھنے پر عاجزی کرتے ہوئے سلطان کی اطاعت اماننا دی۔ پھر اس نے اس کی اطلاع بھیج کر اس کی سفارش کی چنانچہ اس نے اپنے باپ یحییٰ کو اس کے ساتھ مصالحت کرنے کا اشارہ کیا۔ اس کے بعد امیر خالد نے اس سے جنگ کی تو وہ اس کے سامنے ڈٹا رہا اور چودہ سال تک اسی حالت میں اس کو کئی مصائب بھی پیش آئے لیکن وہ اس سے جنگ کرنے کے لیے قوت جمع کرتا رہا چنانچہ جب سلطان ابوحمو نے بلادِ توجین پر قبضہ کر لیا تو اس نے وانشریس پر یوسف بن حیون الہواری کو، اور بلادِ مغراوہ پر اپنے غلام مسامح کو عامل مقرر کر دیا اور تلمسان واپس آ گیا۔

ابن علان کی دستبرداری

پھر 712ھ میں اس نے بلادِ شلب میں ڈیرہ ڈال لیا اور اس کا غلام مسامح فوجوں کے ساتھ آیا جس نے بقیہ نواح میں سے متیجہ پر قبضہ کر کے الجزائر کو ڈھال بنایا اور اس کا محاصرہ تنگ کر دیا یہاں تک کہ انہیں تکلیف نے بے بس کر دیا چنانچہ ابنِ علان نے اپنی جان بخشی کی شرط پر اس سے دست بردار ہونے کے متعلق پوچھا تو سلطان نے اس کی شرط کو قبول کر لیا۔ لہٰذا سلطان ابوحمو نے الجزائر پر قبضہ کر کے اُسے بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ ابنِ علان، مسامح کی فوج کی حفاظت میں کوچ کر گیا اور یہ شلب میں سلطان کے پاس چلے گئے۔ پھر وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور ابن علان بھی اس کی رکاب میں تھا پس اس نے اُسے وہاں ٹھہرایا اور اس سے اپنی شرط پوری کی یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ والبقاء للہ سبحانہ۔

☆☆☆

باب:۵۳

فرمانروائے مغرب کی تلمسان پر یلغار

جب عبدالحق بن عثمان نے حکومت کی مشکلات کے باعث فاس میں سلطان ابوالربیع کے خلاف بغاوت کی اور بنی مرین کے حاکم حسن بن علی بن ابی الطلاق نے وزیر رحو ابن یعقوب کی مداخلت سے اس کی بیعت کر لی، جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوا اور تازی پر قبضہ کر لیا تو سلطان ابو

الربیع نے ان پر چڑھائی کر دی چنانچہ انہوں نے سلطان ابوحمو کے پاس اپنے فریادی وفد کو بھیجا پھر ابوالربیع نے جلدی سے انہیں جالیا اور تازی میں ان پر غالب آ گیا۔ لہٰذا وہ سلطان ابوحمو کے پاس چلے گئے اور اسے مغرب کے خلاف مدد دینے کی دعوت دی تا کہ وہ اپنی قوم کو چھوڑ کر اس کے مددگار ہوں اس دوران میں سلطان ابوالربیع فوت ہو گیا اور ابوسعید عثمان بن یعقوب بن عبدالحق مغرب کا خود مختار حاکم بن بیٹھا، اب اس نے سلطان ابوحمو سے مطالبہ کیا کہ وہ ان لوگوں کو اس کے سپرد کر دے جو اس کے پاس چلے آئے ہیں مگر اس نے ان کو سپرد کر کے اپنا عہد توڑنے سے انکار کر دیا۔ پھر ان لوگوں کو سمندر کی طرف کنارے کی جانب بھیج دیا تو سلطان ابوسعید نے اس سے چشم پوشی کرتے ہوئے اس سے صلح کر لی پھر یعیش بن یعقوب بن عبدالحق کو اپنے بھائی سلطان ابوسعید کے ہاں جو مقام حاصل تھا، اس کے بارے میں اسے شبہ ہو گیا کیونکہ اس کے متعلق اس کے پاس شکایت کی گئی تھی لہٰذا وہ اس سے الگ ہو کر تلمسان چلا گیا اور سلطان ابوحمو نے اُسے اس کے بھائی کے مقابلے میں پناہ دے دی جس سے ناراض ہو کر اس نے 714ھ میں تلمسان پر حملہ کر دیا۔ اپنے بیٹے امیر ابوعلی کو امیر مقرر کر کے اسے اپنے ہراول دستے میں بھیجا اور خود ساقہ یعنی عقبی دستے کو لے کر چلا چنانچہ اسی تیاری میں وہ تلمسان کے مضافات میں داخل ہوا اور اس کے میدانی علاقے کو تاراج کیا پھر وجدہ سے جنگ کر کے اُسے تنگی میں ڈال دیا۔ وہاں سے تلمسان کی طرف بڑھا اور اس کے میدان میں پڑاؤ کیا۔ موسیٰ بن عثمان اس کی فصیلوں کے پیچھے قلعہ بند ہو گیا چنانچہ وہ اس کے مضافات اور رعایا پر غالب آ گیا۔ پھر سلطان ابوسعید اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی حکومت کی علامات اور بلاد کو تباہ و برباد کرتا ہوا چلا۔ پس جب اس کا گھیراؤ ہو گیا اور سلطان کا دباؤ اس پر بڑھ جانے سے وہ اپنے انجام کے متعلق اس سے خائف ہو گیا تو اس نے ان وزراء کو جنہیں وہ اپنے اموال دیا کرتا تھا، خطاب کرنے کا ایک نہایت لطیف حیلہ اختیار کیا، وہ انہیں ان کے سلطان کے مشوروں سے دھوکہ دیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے پڑوسی لیشین بن یعقوب سے ان کی مراجعت کا تقاضا کیا اور یہ کہ وہ اسے اس کے بھائی سے حکومت لے کر دے۔ پھر اس نے ان کے خطوط سلطان ابوسعید کے پاس بھیجے جن سے اس کا دل خوف زدہ ہو گیا۔ چنانچہ اپنے خواص اور دوستوں کے بارے میں اسے شبہ پیدا ہو گیا اور وہ اسی تیاری میں مغرب کی طرف چلا گیا۔ اس کی واپسی کے بعد اس کے بیٹے عمر نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ کچھ عرصہ کے لیے تلمسان اور اس کے باشندوں سے غافل ہو گئے یہاں تک کہ اس بارے میں اپنے وقت پر حکم الٰہی آ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



باب: ۵۴

بجایہ کے محاصرے کے حالات اور اس کے سبب کی وضاحت

جب سلطان ابوسعید مغرب کی طرف واپس آیا اور تلمسان سے غافل ہو گیا تو سلطان ابوحمو نے اپنی عملداری کے اہل قاصیہ کے لیے تیاری کی پھر راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل اس غفلت کے دوران بلادِ زواوہ سے آیا اور شلب میں قیام کیا تو اس کی قوم کے بڑے بوڑھے اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ جب سلطان ابوحمو کو سارے حالات کی خبر ہوئی تو وہ اپنے بیٹے ابوتاشفین کو تلمسان پر عامل بنانے کے بعد اس پر حملہ کرنے کے لیے گیا۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے اس نے فوجیں اکٹھی کیں تو وہ تیزی سے اس کے آگے بجایہ کی طرف بھاگ گیا البتہ بنوسعید جبال شلب میں اپنے قلعوں میں اس کی دعوت پر قائم رہے پھر سلطان ابوحمو نے وادی نحل میں اُتر کر خیمہ لگا لیا اور وہاں اپنی عملداریوں کے باشندوں کو بنی ابوسعید کے محاصرہ کے لیے اکٹھا کیا جو راشد بن محمد کے پیروکار تھے۔ پھر اس نے وہاں پر ایک محل بنایا جو اس کے نام سے مشہور ہے تب اس نے القاصیہ پر قبضہ کرنے کے لیے فوجیں بھیجیں۔ وہیں پر 711ھ میں حاجب حج سے واپسی پر اسے ملا۔ پس اس نے اسے بجایہ کے خلاف اُکسایا اور اس میں اسے رغبت دلائی۔ جب سے مولانا سلطان ابویحییٰ نے اُسے خط بھیجا تھا اس وقت سے اس کے دل میں اس کی آرزو تھی۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ جب اس نے اپنے بھائی خالد کے خلاف بغاوت کی اور قسطنطینہ میں اپنی دعوت دی اور بجایہ پر حملہ کیا تو جیسا کہ ان کے حالات میں پہلے بیان ہو چکا ہے، اس

نے وہاں شکست کھائی۔ پھر اس نے اپنی حکومت کے بعض آدمیوں کو سلطان ابوحمو کو ابن خلوف اور بجایہ کے خلاف برانگیختہ کرنے کے لیے اس کے پاس بھجوایا، اسی طرح ابن خلوف نے اس کے پاس مدد طلب کرنے کے لیے آدمی بھیجے تو اس بات نے اسے بجایہ کی حکومت کی آرزو دلائی۔

بجایہ کا محاصرہ

جب ابن خلوف فوت ہو گیا اور اس کا کاتب عبداللہ بن ہلال اس کے پاس گیا تو اس نے اُسے اُکسایا اور ترغیب دے کر اُسے الجزائر کے حالات سے غافل کر دیا۔ پھر جب وہ الجزائر پر غالب آ گیا تو اس نے اپنے غلام مسامح اور ابن ابی حیی کو فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ جب وہ جبل الزاب تک پہنچے تو ابن ابی حیی فوت ہو گیا اور مسامح واپس آ گیا۔ پھر وہ دشمن کے حملے سے خوف زدہ ہو کر اس کے حالات سے غافل ہو گیا چنانچہ جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے۔ وہ شلب شہر میں اُترا اور عثمان بن سباع بن یحییٰ بن سباع بن سہل امیر زوادوہ اس سے ملا اور اسے ان مغربی سرحدوں پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی جو موحدین کی عملداری میں تھیں تو اس نے خوش ہو کر فوجیں جمع کیں اور اپنے چچا ابو عامر برہوم کے بیٹے مسعود کو ایک فوج کا سالار مقرر کر کے اسے بجایہ کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا پھر اپنے چچا یوسف کے بیٹے محمد کو جو ملیانہ کا سردار تھا، دوسری فوج کا سالار مقرر کیا۔ اسی طرح اپنے غلام مسامح کو ایک اور فوج کا سالار مقرر کر کے بجایہ اور اس کے ماوراء علاقے پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا۔ پھر موسیٰ بن علی الکردی کو ایک اور بہت بڑے لشکر کا سالار مقرر کر کے اسے زواودہ اور زغبہ عربوں کے ساتھ صحرا کے راستے بھیجا چنانچہ وہ سیدھے چلے گئے اور انہوں نے اس کے قریبی علاقوں میں کارنامے دکھائے اور بلادِ شرقیہ میں دُور تک چلے گئے یہاں تک کہ بلادِ بونہ تک پہنچ گئے۔ بعدازاں وہاں سے واپس آتے ہوئے راستے میں قسطنطینہ سے گزرے اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتے کرتے ابن ثابت کے پہاڑ پر چڑھ گئے، جو قسطنطینہ کے قریب تھا چنانچہ انہوں نے اسے لُوٹ لیا۔ پھر وہ بنی باورار سے گزرے اور اسے بھی لُوٹ کر جلا دیا۔ اسی طرح جن دوسرے علاقوں سے وہ گزرے انہیں بھی لُوٹ لیا اور ان کے درمیان حسد کے باعث مقابلہ بازی پیدا ہو گئی۔ لہٰذا وہ پراگندہ ہو کر سلطان کے پاس چلے گئے۔ تب مسعود بن برہوم بجایہ کے محاصرہ کے لیے گیا اور اس نے اپنی قیام گاہ باصفون میں ایک قلعہ تعمیر کیا جہاں سے وہ اپنی فوجوں کو اس سے جنگ کرنے کے لیے بھیجتا تھا بعد میں اس نے میدان میں تدبیر کی پھر وہ قلعے کی طرف واپس آ گیا اور اسی حالت پر قائم رہا، یہاں تک کہ اسے محمد بن یوسف کی بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ مگر وہ ایک مدت کے بعد ہی اس کے محاصرہ کے لیے واپس آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆

باب:۵۵

بلادِ بنی توجین میں محمد بن یوسف کی بغاوت اور سلطان کے ساتھ معرکہ آرائی

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، محمد بن یوسف جب مشرق کی طرف سے واپس آیا اور موسیٰ بن علی الکردی اس سے پہلے سلطان کے پاس چلا گیا تو غصے سے اس کا دل بھڑک اٹھا۔ چنانچہ سلطان کے پاس اس کی شکایت ہوئی جس نے اسے ملیانہ سے معزول کر دیا۔ اس نے اس غم کی وجہ سے سر جھکا لیا اور تلمسان میں اپنے بیٹے امیر ابو تاشفین سے ملاقات کرنے کی اجازت چاہی۔ چونکہ وہ اس کا خواہرزادہ تھا لہٰذا اس نے اسے اجازت دے دی۔ پھر اس کے بیٹے کو اسے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس نے سلطان کی قیام گاہ کی طرف واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے اجنبی بن کر اُسے روک دیا جس سے وہ شک میں پڑ گیا اور خوفزدہ ہو کر اس پڑاؤ سے بھاگ گیا۔ پھر وہ المریہ چلا گیا اور سلطان ابوحمو کے عامل یوسف بن حسن بن عزیز کے ہاں قیام کیا جہاں اس نے اس کی قوم اور ان کے ساتھی عربوں سے اس کی بیعت لی۔ چنانچہ انہوں نے سلطان کے پڑاؤ پر چڑھائی کی جو مہل میں تھا، جہاں اس نے اپنی فوجوں کے

ساتھ ان سے جنگ کی۔ سلطان کو شکست ہوئی اور وہ تلمسان چلا گیا۔ اس طرح محمد بن یوسف بنی توجین اور مغراوہ پر غالب آ گیا۔ پھر وہ ملیانہ میں اُترا اور سلطان دخول سے کچھ دن بعد تلمسان سے نکل کر اس نے فوجوں کو جمع کیا اور اپنی خامیوں کو دُور کر کے مسعود بن برہوم کو اس کی جگہ پر اشارہ کیا کہ وہ فوجوں کو لے کر بجایہ کے محاصرہ کے لیے پہنچے تاکہ وہ پیچھے سے اس کی ناکہ بندی کر لے۔ محمد بن یوسف نے اس سے الجھنے کے لیے ملیانہ سے بغاوت کر دی۔ تب اس نے ملیانہ پر یوسف بن حسن بن عزیز کو والی مقرر کیا۔ پھر اس نے بلاد ملیکش میں اس سے جنگ کی اور محمد بن یوسف کو شکست ہوئی چنانچہ اس نے جبل مرصالہ کی پناہ لی اور مسعود بن برہوم نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر وہ بھاگ کر سلطان کے پاس چلا گیا جہاں ان سب نے ملیانہ سے جنگ کی اور سلطان اس میں بزورِ قوت داخل ہو گیا۔ یوسف بن حسن کو اس کی کمین گاہ کے ایک راستے سے قید کر کے اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے معاف کر کے آزاد کر دیا۔ پھر اس نے المریہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر نواح کے لوگوں سے ضمانت لی اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ محمد بن یوسف نے نواح پر احسانات کیے چنانچہ اس طرف اس کی دعوت پھیل گئی۔ اس نے سلطان ابویحییٰ سے اطاعت کے بارے میں گفتگو کی اس نے اس کی طرف تحائف اور آلہ بھیجا اور یغمراسن بن زیان کا افریقہ کا حصہ اس کے لیے مخصوص کر دیا۔ اس کے علاوہ اسے مدد دینے کا بھی وعدہ کیا۔ پھر بنی توجین کے بقیہ علاقے پر قبضہ کر لیا اور جبل وانشریس کے بنوتیغرین نے اس کی بیعت کر لی، لہٰذا یہ ان پر غالب آ گیا۔ پھر سلطان نے 717ھ میں مشرق پر حملہ کیا اور المریہ پر قابض ہو گیا۔ یوسف بن حسن کو محمد بن یوسف کی مدافعت کے لیے وہاں کا والی مقرر کیا۔ پھر اس سے اور عملداریوں کے باشندوں سے، اور زناتہ کے قبائل اور عربوں سے، حتیٰ کہ اپنی قوم بنی عبدالواد سے ضمانت لینے میں کوئی کمی نہ کی۔ پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور انہیں گاؤں میں اتارا۔ یہ ایک وسیع نشیب ہے، جو بعض عظیم شہروں کے مشابہ ہے، اس کو اس نے گروی رکھنے کے لیے بنایا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے اندر اس حد تک بڑھ گیا کہ اس نے ایک قوم اور ایک قبیلے اور ایک خاندان سے متعدد ضمانتیں لیں۔ تب یہ معاملہ شہری اور سرحدی باشندوں کے علاوہ مشائخ اور عوام تک تجاوز کر گیا لہٰذا اس نے اس قصبہ کو ان کے بھائیوں اور بیٹوں سے بھر دیا اور اُسے قوموں کے بعد قوموں سے پُر کر دیا۔ نیز انہیں گھر بنانے اور مقامی عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دے دی۔ ان کے لیے مساجد کی حد بندی بھی کر دی۔ لہٰذا انہوں نے وہاں جمعہ کی نماز پڑھی۔ وہاں کے بازار اور صنعتیں خوب پھلی پھولیں اور اس عمارت کا حال اس سے کہیں عجیب تر تھا جو گزشتہ زمانوں میں قید خانے کا بیان کیا گیا ہے۔ محمد بن یوسف بلاد توجین میں اپنے خروجؑ کے مقام پر ہی مقیم رہا یہاں تک کہ سلطان کی وفات ہو گئی۔ والبقاء للہ۔



باب:۵۶

سلطان ابوحمو کے قتل کے بعد ابوتاشفین کی حکومت کے حالات

سلطان ابوحمو نے اپنے چچا برہوم کے بیٹے کو اس کی شجاعت اور دانشمندی کی وجہ سے اپنے خاندان اور قرابت داروں میں سے منتخب کر کے اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا کیونکہ اس کے باپ برہوم نے جو ابو عامر کنیت کرتا تھا، اپنے بھائیوں میں سے عثمان بن یغمراسن کو مختص کر لیا تھا۔ وہ اسے اپنے بیٹوں پر ترجیح دیتے ہوئے اپنے معاملات میں اس سے مذاکرات کیا کرتا تھا اور اسے اپنی خلوتوں میں لے جاتا تھا۔

ابوتاشفین

اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی طرف ابوتاشفین کو اس کے عجمی کافر دوستوں کے ساتھ بھیجا جو اس کی تربیت گاہ میں اس کی خدمت کرتے تے۔ ان میں ہلال بھی تھا جو قطانی کے نام سے مشہور تھا، اور مسامح بھی تھا جسے صغیر کہتے تھے اور فرج بن عبداللہ، ظافر، مہدی اور علی بن تاکدرت بھی

شامل تھے۔فرج کا قلب شقورہ تھا۔ان سب میں اسے ہلال بہت مرغوب ومحبوب تھا۔اس کا باپ ابوحمو اکثر اسے دوستی کے بارے میں ڈانٹ ڈپٹ کیا کرتا بلکہ بعض اوقات وہ اسے بے ہودہ گالی گلوچ بھی کرتا تھا۔اللہ اسے معاف کرے۔لہٰذا اس طرح وہ اسے ناراض کر دیتا۔اس کے ساتھ ساتھ وہ شدید حملہ آور اور حد سے بڑھ کر عذاب دینے والا اور ڈانٹ ڈپٹ کے علاوہ ادب کی حدود سے تجاوز کر جانے والا بھی تھا۔چنانچہ وہ عجمی کافر اس کے رعب تلے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے آقا ابوتاشفین کو اس کے باپ کے خلاف اُکساتے اور اس کی غیرت کو اُبھارتے۔اسے یہ بھی کہتے کہ اس نے اسے چھوڑ کر ابن ابی عامر کو منتخب کر لیا ہے۔اس کے بعد یہ بھی ہوا کہ مسعود بن ابی عامر نے ابوحمو کے باغی محمد بن یوسف کے مقابلے میں جب وہ بجایہ کے محاصرہ سے واپس آ رہا تھا، بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا۔سلطان نے اس بات پر اس کی تعریف کی اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو اس کے عم زاد کے مقام نجابت وشجاعت کی وجہ سے غیرت دلائی،جس سے وہ اس سے از سر نو دوستی کرنا چاہتا تھا اور اسے کمال کی ترغیب دیتا تھا۔اس کے چچا ابو عامر ابراہیم بن یغمراسن نے بادشاہوں کے پاس جا کر جو انعامات حاصل کیے اور اس کے باپ اور بھائی نے اپنے باقی ماندہ ایام میں جو اسے جاگیر دی اس سے وہ مالدار ہو گیا تھا۔جب 796ھ میں اس کی وفات ہوئی تو اس نے اپنے بھائی عثمان کو اپنے بیٹے کے متعلق وصیت کی تو اُس نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور ان کے ورثہ کو اپنے مال کی جگہ پر رکھا یہاں تک کہ اس سے ان کے حالات بہتر ہو گئے۔اس کے بیٹے ابوسرحان کا یہ ایسا معرکہ تھا جس میں اس کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی تو سلطان ابوحمو نے سوچا کہ وہ اس کی کمزوری کو دُور کرنے کے لیے اس کے باپ کی وراثت اسے دے دے۔چنانچہ وہ امانت کو اس کے پاس لے گیا اور اس کے بیٹے ابوتاشفین کے علاوہ اس کے بُرے عجمی کافر دوستوں کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو انہوں نے سمجھا کہ یہ حکومت کا مال ہے جو اس کے پاس لے جایا گیا ہے کیونکہ اس کے باپ ابو عامر کے ورثہ پر بہت عرصہ گزر چکا ہے۔لہٰذا انہوں نے سلطان پر الزام لگایا کہ وہ اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کی بجائے اُسے اس پر ترجیح دے رہا ہے۔انہوں نے ابوتاشفین کو حکومت پر حملہ کرنے کے لیے اُکسایا نیز اسے اس کے دشمن مسعود بن ابی عامر کو دھوکے سے قتل کرنے اور سلطان ابوحمو کو قید کرنے پر بھی آمادہ کیا تا کہ وہ مکمل طور پر خودمختار ہو جائے اور اس کے لیے انہوں نے دوپہر کا وقت مقرر کیا۔سلطان اپنی مجلس سے واپس آتا تھا چنانچہ محل کے بعض کمروں میں اس کے خاص دوست جمع ہو گئے جن میں مسعود بن ابی عامر اور بنی ملاح کے وزراء بھی تھے۔

ابن الملاح کے فرائض

ابن بنو ملاح کو سلطان نے اپنے بقیہ ایام میں حاجب کے طور پر مقرر کیا ہوا تھا۔اس کے ہاں اس عہدے سے گھر کی آمدن ومصارف اور اندرونی اور بیرونی معاملات کی نگرانی کی ذمہ داری مراد تھی۔بنو ملاح قرطبہ کے گھرانے والے تھے جہاں وہ دینار اور درہم کے سکے ڈھلانے کا پیشہ کرتے تھے۔بسا اوقات ان کی امانت پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں نگرانی کا کام بھی دے دیا گیا۔ان کا پہلا آدمی قرطبہ کے مسافروں کے ساتھ تلمسان آیا تھا لہٰذا انہوں نے اپنا پہلا پیشہ اختیار کر لیا اور اس کے ساتھ کاشت کاری کا بھی اضافہ کر کے عثمان بن یغمراسن اور اس کے بیٹے کی خدمت میں لگ گئے۔انہیں ابوحمو کی حکومت میں بڑی اہمیت اور فوقیت حاصل تھی پس اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں ان میں سے محمد بن میمون ابن الملاح اور پھر اس کے بیٹے محمد الاشقر کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم بن محمد کو اپنے حاجب کے طور پر مقرر کیا جس کے ساتھ اس کے قرابت داروں میں سے علی بن عبداللہ بن الملاح بھی شریک ہو گیا۔یہ دونوں اس کے گھر کے کاموں کے ذمہ دار تھے اور اس کے خواص کے ساتھ اس کی خلوت گاہ میں حاضر ہوتے تھے۔جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس روز یہ سلطان کے ساتھ اس کی مجلس کے برخواست ہو جانے کے بعد حاضر ہوئے اور اس کے ساتھ قرابت داروں میں سے مقتول مسعود اور حماموش بن عبدالملک بن حنیفہ بھی تھے۔غلاموں میں سے معروف الکبیر ابن ابی الفتوح بن عشر بھی تھا جو نصر بن علی کے بیٹوں میں سے تھا جو بنی یزید بن توجین کا امیر تھا جس کو سلطان نے اپنا وزیر بنایا ہوا تھا۔

ابوتاشفین کی کارروائی

جب ابوتاشفین کو ان کے اکٹھے ہونے کا پتہ چلا تو اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ ان پر حملہ کر کے حاجب کو دروازے پر قابو کر لیا اور

دروازے کو مضبوطی سے بند کرنے کے بعد اس میں ہر طرف سے داخل ہو گئے۔ جب گھر کے درمیان پہنچ گئے تو انہوں نے سلطان کو اپنی تلواروں کی زد پر لے کر اُسے قتل کر دیا البتہ ابوتاشفین ان سے الگ رہا۔ انہوں نے اسے موقع نہ دیا اور ان میں سے ابوسرحان گھر کے ایک کمرے میں چھپ گیا اور اسے مضبوطی سے بند کر لیا تو انہوں نے دروازہ توڑ کر اسے بھی قتل کر دیا جو خواص بھی وہاں موجود تھے، انہیں بھی مار ڈالا۔ بہت کم لوگ بچ سکے۔ بنو ملاح کے وزراء بھی مر گئے اور ان کے گھروں کو لوٹ لیا گیا اور شہر کی گلیوں میں گھوم کر منادی کرنے والے نے کہا کہ ابوسرحان نے سلطان سے خیانت کی ہے اور اس کے بیٹے ابوتاشفین نے اس سے بدلہ لیا ہے اور لوگوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔

موسیٰ بن علی الکروی

سالار افواج موسیٰ بن الکروی نے یہ آواز سنی تو وہ سوار ہو کر محل کی طرف آیا لیکن اُسے بند پایا تو اسے کئی خیالات آئے چنانچہ اسے حکومت پر مسعود کے قبضہ کرنے کا خوف پیدا ہوا۔ اس نے بزرگ رشتہ دار عباس بن یغمراسن کی طرف پیغام بھیجا جس نے اسے محل کے دروازے پر بلایا، اتنے میں منادی کرنے والا ان کے پاس سے گزرا تو اسے ابوسرحان کے مر جانے کا یقین ہو گیا لہٰذا عباس کو الٹے پاؤں اس کے گھر کی طرف واپس کر کے خود سلطان ابوتاشفین کے پاس چلا گیا۔ اسے جنگ سے بڑی حیرت تھی۔ لہٰذا اس نے اسے تسلی دیتے ہوئے جرأت دلائی اور اسے اپنے باپ کی نشست گاہ میں بٹھایا۔ پھر اس کے لیے اس کی قوم کی بیعت کی خصوصاً اور عوام کی بیعت کی عموماً ذمہ داری لی۔ یہ اس سال کے ماہ جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے۔ سلطان نے قصر قدیم میں اس کے اسلاف کے مقبرہ میں اس کے کفن دفن کا سامان کیا اور وہ دوسروں کے لیے ایک عبرت بن گیا۔ والبقاء للہ۔

سلطان نے اپنی حکومت کے آغاز میں بقیہ قرابت داروں کو جو یغمراسن کی اولاد میں سے تلمسان میں موجود تھے، بھجوانے کے لیے وقت مقرر کیا۔ پھر ان کے نمائندہ بننے کے انجام کے خوف سے اور ان کی جانب سے حکومت میں جو فتنے پیدا ہو سکتے تھے، ان کے پیش نظر انہیں کنارے کی طرف بھجوا دیا۔ اپنے غلام ہلال کو حاجب کا عہدہ دیا۔ چنانچہ اس نے اس ذمہ داری کو اُٹھا لیا اور اس کی حکومت کے آغاز میں سیاہ و سفید کا مالک بن گیا یہاں تک کہ اسے برطرف کر دیا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اس نے یحییٰ بن موسیٰ سنوسی کو جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا، شلب اور مغراوہ کے بقیہ مضافات کا امیر مقرر کیا۔ اسی طرح محمد بن سلامہ بن علی کو اس کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا جو توجین کے بنی یدللتن کے علاقے میں تھی۔ پھر اس کے بھائی سعد کو معزول کر دیا جو مغرب کی طرف چلا گیا۔ موسیٰ بن علی الکروی کو مشرق کی جانب پر امیر مقرر کرنے اور اُسے بجایہ کا محاصرہ کرنے کا کام سپرد کیا۔ چنانچہ اس نے اپنی حکومت کو محلات کے تعمیر کرنے اور باغات بنانے پر آمادہ کیا۔ جس کام کو اس کے باپ نے شروع کیا تھا اس نے اُسے پورا کیا۔ پس محلات اور قلعے خوبصورتی سے تعمیر ہونے کی وجہ سے اس کے حالات و واقعات مشہور ہو گئے اس کو ہم آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔



باب: ۵۷

سلطان ابوتاشفین کا جبل وانشریس پر حملہ اور محمد بن یوسف پر غلبہ پانا

جیسا کہ ہم پڑھ چکے ہیں محمد بن یوسف، سلطان ابوحمو کی واپسی کے بعد جبل وانشریس اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا تھا اور مغراوہ کی ایک جماعت بھی اس کے پاس آ گئی تھی۔ پس اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور گرد و نواح میں اس کی قوت بڑھ گئی۔ ابوتاشفین کو اس کے معاملے نے پریشان کر دیا پس اس نے اس پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا اور اس کے لیے فوج اکٹھی کر کے اپنی کمزوریوں کو دُور کیا پھر وانشریس کا محاصرہ کر لیا اور بنو توجین اس کے پاس اور مغراوہ محمد بن یوسف کے پاس جمع ہو گئے۔ بنی توجین میں سے تیغرین، ابن عبدالقوی کے دوست تھے جس نے بقیہ بنی توجین میں اسے چُن لیا تھا۔ وہ اپنی ریاست میں عمر بن عثمان کی طرف رجوع کرتے تھے لہٰذا اس نے اس وجہ سے اسے ناراض کر دیا۔ پھر اس نے